

فتاویٰ رضویہ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ

۲۹

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور

پاکستان (۵۴۰۰۰)

Contents

4	اجمالی فہرست
6	پیش لفظ
10	انتیسویں جلد
11	ضروری بات
14	فہرست مضامین مفصل
40	فہرست ضمنی مسائل
48	کتاب الشّتی
48	(حصّہ چہارم)
48	عروض و قوانی
60	علم و تعلیم
66	زبان و بیان
70	وعظ و تبلیغ
74	علم الحیوان
76	تشریح ابدان
80	علم حروف و ریاضی
84	حقوق العباد
86	لغت
88	خواب
90	اجارہ
92	عقائد و کلام و دینیات
120	قوارع القہار علی المجسمۃ الفجار ^{۱۳۱۸ھ}
120	جسمیتِ باری تعالیٰ کے قائل فاجروں پر قہر فرمانے والے (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے سخت مصیبتیں
120	ملقب بلقب تاریخی

120.....	ضربِ قہاری ^{۱۳۱۸ھ}
288.....	رسالہ
288.....	ثلج الصدر لايمان القدر ^{۱۳۲۵ھ}
288.....	(سینے کی ٹھنڈک، ایمانِ تقدیر کے سبب)
304.....	رسالہ
304.....	التحبير بباب التدبير ^{۱۳۰۵ھ}
304.....	(آرائشِ کلام مسئلہ تدبیر کے بارے میں)
340.....	رسالہ
340.....	اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والاول والاصحاب ^{۱۲۹۸ھ}
340.....	(احباب کا اعتقاد جمیل (اللہ تعالیٰ) مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، آپ کی آل اور اصحاب کے بارے میں)
412.....	رسالہ
412.....	رماح القہار علی کفر الکفار ^{۱۳۲۸ھ}
412.....	(قہار کا نیزہ مارنا کافروں کے کفر پر)
412.....	(تمہید "خالص الاعتقاد")
434.....	رسالہ
434.....	خالص الاعتقاد ^{۱۳۲۸ھ}
434.....	(اعتقادِ خالص)
486.....	رسالہ
486.....	انباء المصطفیٰ بحال سرّ و اخصی ^{۱۳۱۸ھ}
486.....	(مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر دینا پوشیدہ کی اور پوشیدہ ترین کی)
512.....	رسالہ
512.....	ازاحة العيب بسيف الغيب
512.....	(عیب کو دور کرنا غیب کی تلوار سے)
550.....	رسالہ

- 550..... **انوار الانتباه فی حل نداء یارسول اللہ**
- 550..... (یارسول اللہ کہنے کے جواز کے بارے میں نورانی تفسیریں)
- 572..... **رسالہ**
- 572..... **اسماء الاربعین فی شفاعۃ سید المحبوبین**
- 572..... (محبوبوں کے سردار کی شفاعت کے بارے میں چالیس حدیثیں سنانا)
- 614..... **امور عشرین در امتیاز عقائد سنّیین**
- 614..... (سنّیوں کے عقائد کی پہچان میں بیس امور)
- 656..... **رسالہ**
- 656..... **شرح المطالب فی مبحث ابی طالب** ^{۱۳۱۶ھ}
- 656..... (مطالب کی وضاحت ابوطالب کی بحث میں)



فتاویٰ رضویہ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور نمبر ۸

پاکستان (۵۴۰۰۰)



مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ (الحديث)
 الْعَطَايَا النَّبَوِيَّةُ فِي الْفَتَاوَى الرَّضَوِيَّةِ
 مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

جلد ۲۹

تحقیقات نادرہ پر مشتمل چودھویں صدی کا عظیم الشان
 فقہی انسائیکلو پیڈیا

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز

۱۲۷۲ھ _____ ۱۳۴۰ھ

۱۸۵۶ء _____ ۱۹۲۱ء

رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ، لاہور ۸، پاکستان (۵۴۰۰۰)

فون: ۷۶۵۷۳۱۳، ۷۶۵۷۷۷۲

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب	فتاویٰ رضویہ جلد ۲۹
تصنیف	شیخ الاسلام امام احمد رضا قادری، ریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
ترجمہ عربی عبارات	حافظ عبدالستار سعیدی، ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
پیش لفظ	حافظ عبدالستار سعیدی، ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
ترتیب فہرست	حافظ عبدالستار سعیدی، ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
تخریج و تصحیح	مولانا نذیر احمد سعیدی، مولانا محمد اکرم اللہ بٹ، مولانا غلام حسین
باہتمام و سرپرستی	مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس اہلسنت، پاکستان
کتابت	محمد شریف گل، کڑیال کلاں (گوجرانوالا)
پیشنگ	مولانا محمد منشا تابش قصوری معلم شعبہ فارسی جامعہ نظامیہ لاہور
صفحات	۷۵۲
اشاعت	رجب المرجب ۱۴۲۶ھ / اگست ۲۰۰۵ء
مطبع	
ناشر	رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
قیمت	

ملنے کے پتے

* رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

۷۶۶۵۷۷۲

۰۳۰۰ / ۹۴۱۵۳۰۰

* مکتبہ اہلسنت جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

* ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ، لاہور

* شبیر برادرزہ، پی، اردو بازار، لاہور

اجمالی فہرست

۵	پیش لفظ
۱۳	فہرست مفصل
۳۹	فہرست ضمنی مسائل
۴۷	عروض و قوانی
۵۹	علم و تعلیم
۶۵	زبان و بیان
۶۹	وعظ و تبلیغ
۷۳	علم الحیوان
۷۵	تشریح ابدان
۷۹	علم حروف و ریاضی
۸۳	حقوق العباد
۸۵	لُغت
۸۷	خواب
۸۹	اجارہ
۹۱	عقائد و کلام و دینیات
	فہرست رسائل
۱۱۹	○ قوارع القہار
۲۸۷	○ تلج الصدر
۳۰۳	○ التجدید

- ۳۳۹ اعتقاد الاحباب
- ۴۱۱ رماح القہار
- ۴۳۳ خالص الاعتقاد
- ۴۸۵ انباء المصطفیٰ
- ۵۱۱ ازاحة العیب
- ۵۴۹ انوار الانتباه
- ۵۷۱ اسماع اربعین
- ۶۱۳ امور عشرین
- ۶۵۵ شرح البطالب



بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

پیش لفظ

الحمد للہ! اعلیٰ حضرت امام المسلمین مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خزان علم و ذخائر فقہیہ کو جدید انداز میں عصر حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق منظر عام پر لانے کے لئے دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں رضا فاؤنڈیشن کے نام سے جو ادارہ مارچ ۱۹۸۸ء میں قائم ہوا تھا وہ انتہائی کامیابی اور برق رفتاری سے مجوزہ منصوبہ کے ارتقائی مراحل کو طے کرتے ہوئے اپنے ہدف کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اب تک یہ ادارہ امام احمد رضا کی متعدد تصانیف شائع کر چکا ہے جن میں بین الاقوامی معیار کے مطابق شائع ہونے والی مندرجہ ذیل عربی تصانیف خاص اہمیت کی حامل ہیں:

- (۱) الدولة المکیة بالمادة الغیبیة (۱۳۲۳ھ)
- مع الفیوضات الملكية لمحبة الدولة المکیة (۱۳۲۶ھ)
- (۲) انباء الحی ان کلامه المصون تبیاناً للکل شیئی (۱۳۲۶ھ)
- مع التعليقات حاسم المفتوی علی السید البری (۱۳۲۸ھ)
- (۳) کفل الفقیه الفاهم فی احکام قرطاس الدار اہم (۱۳۲۴ھ)
- (۴) صیقل الرین عن احکام مجاورۃ الحرمین (۱۳۰۵ھ)
- (۵) ہادی الاضحیۃ بالشاة الہندیۃ (۱۳۱۴ھ)

(۶) الصافیة الموحية الموحية لحكم جلود الاضحية (۱۳۰۷ھ)

(۷) الاجازات المتينة لعلماء بكة والمدينة (۱۳۲۴ھ)

مگر اس ادارے کا عظیم ترین کارنامہ العطایا النبویة فی الفتاویٰ الرضویہ المعروف بہ فتاویٰ رضویہ کی تخریج و ترجمہ کے ساتھ عمدہ و خوبصورت انداز میں اشاعت ہے۔ فتاویٰ مذکورہ کی اشاعت کا آغاز شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ / مارچ ۱۹۹۰ء میں ہوا تھا اور بفضلہ تعالیٰ جل مجدہ و بعنایت رسولہ الکریم تقریباً تقریباً پندرہ سال کے مختصر عرصہ میں انتیسویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس سے قبل شائع ہونے والی اٹھائیس جلدوں کے مشمولات کی تفصیل سنین اشاعت۔ کتب و ابواب، مجموعی صفحات، تعداد سوالات و جوابات اور ان میں شامل رسائل کی تعداد کے اعتبار سے حسب ذیل ہے:

جلد	عنوان	جوابات اسئلہ	تعداد رسائل	سنین اشاعت	صفحات
۱	کتاب الطہارۃ	۲۲	۱۱	شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ _____ مارچ ۱۹۹۰ء	۸۳۸
۲	کتاب الطہارۃ	۳۳	۷	ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ _____ نومبر ۱۹۹۱ء	۷۱۰
۳	کتاب الطہارۃ	۵۹	۶	شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ _____ فروری ۱۹۹۲ء	۷۵۶
۴	کتاب الطہارۃ	۱۳۲	۵	رجب المرجب ۱۴۱۳ھ _____ جنوری ۱۹۹۳ء	۷۶۰
۵	کتاب الصلوٰۃ	۱۳۰	۶	ربیع الاول ۱۴۱۳ھ _____ ستمبر ۱۹۹۳ء	۶۹۲
۶	کتاب الصلوٰۃ	۴۵۷	۴	ربیع الاول ۱۴۱۵ھ _____ اگست ۱۹۹۴ء	۷۳۶
۷	کتاب الصلوٰۃ	۲۶۹	۷	رجب المرجب ۱۴۱۵ھ _____ دسمبر ۱۹۹۴ء	۷۲۰
۸	کتاب الصلوٰۃ	۳۳۷	۶	محرم الحرام ۱۴۱۶ھ _____ جون ۱۹۹۵ء	۶۶۴
۹	کتاب الجنائز	۲۷۳	۱۳	ذیقعدہ ۱۴۱۶ھ _____ اپریل ۱۹۹۶ء	۹۴۶
۱۰	کتاب زکوٰۃ، صوم، حج	۳۱۶	۱۶	ربیع الاول ۱۴۱۷ھ _____ اگست ۱۹۹۶ء	۸۳۲
۱۱	کتاب النکاح	۴۵۹	۶	محرم الحرام ۱۴۱۸ھ _____ مئی ۱۹۹۷ء	۷۳۶
۱۲	کتاب نکاح، طلاق	۳۲۸	۳	رجب المرجب ۱۴۱۸ھ _____ نومبر ۱۹۹۷ء	۶۸۸
۱۳	کتاب طلاق، ایمان اور حدود و تعزیر	۲۹۳	۲	ذیقعدہ ۱۴۱۸ھ _____ مارچ ۱۹۹۸ء	۶۸۸
۱۴	کتاب السیر	۳۳۹	۷	جمادی الاخریٰ ۱۴۱۹ھ _____ ستمبر ۱۹۹۸ء	۷۱۲

۱۵	کتاب السیر	۸۱	۱۵	محرم الحرام ۱۴۲۰ _____ اپریل ۱۹۹۹	۷۴۴
۱۶	کتاب الشریکۃ کتاب الوقف	۴۳۲	۳	جمادی الاولیٰ ۱۴۰ _____ ستمبر ۱۹۹۹	۶۳۲
۱۷	کتاب البیوع کتاب الحوالہ کتاب الکفالہ	۱۵۳	۲	ذیقعدہ ۱۴۲۰ _____ فروری ۲۰۰۰	۷۲۶
۱۸	کتاب الشہادۃ کتاب القضاء والدعاوی	۱۵۲	۲	ربیع الثانی ۱۴۲۱ _____ جولائی ۲۰۰۰	۷۴۰
۱۹	کتاب الوکالۃ کتاب الاقرار کتاب الصلح کتاب المضارۃ کتاب الامانات کتاب العاریۃ کتاب الهبۃ کتاب الاجارۃ کتاب الاکراه کتاب الحجر کتاب الغصب	۲۹۹	۳	ذیقعدہ ۱۴۲۱ _____ فروری ۲۰۰۱	۶۹۲
۲۰	کتاب الشفعۃ کتاب القسمہ کتاب المزارعۃ کتاب الصيد والذبائح کتاب الاضحیہ	۳۳۴	۳	صفر المظفر _____ ۱۴۲۲ _____ مئی ۲۰۰۱	۶۳۲
۲۱	کتاب الحظر ولاباحۃ (حصہ اول)	۲۹۱	۹	ربیع الاول _____ ۱۴۲۳ _____ مئی ۲۰۰۲	۶۷۶
۲۲	کتاب الحظر ولاباحۃ (حصہ دوم)	۲۴۱	۶	جمادی الاخری _____ ۱۴۲۳ _____ اگست ۲۰۰۲	۶۹۲
۲۳	کتاب الحظر ولاباحۃ (حصہ سوم)	۴۰۹	۷	ذوالحجہ _____ ۱۴۲۳ _____ فروری ۲۰۰۳	۷۶۸
۲۴	کتاب الحظر ولاباحۃ	۲۸۴	۹	ذوالحجہ _____ ۱۴۲۳ _____ فروری ۲۰۰۳	۷۲۰
۲۵	کتاب المداینات کتاب الاشربۃ کتاب الرهن باب القسم کتاب الوصایا	۱۸۳	۳	رجب المرجب _____ ۱۴۲۴ _____ ستمبر ۲۰۰۳	۶۵۸
۲۶	کتاب الفرائض کتاب الشقی حصہ اول	۳۲۵	۸	محرم الحرام _____ ۱۴۲۵ _____ مارچ ۲۰۰۴	۶۱۶
۲۷	کتاب الشقی حصہ دوم	۳۵	۱۰	جمادی الاخری _____ ۱۴۲۵ _____ اگست ۲۰۰۴	۶۸۴
۲۸	کتاب الشقی حصہ سوم	۲۲	۶	ذیقعدہ _____ ۱۴۲۵ _____ جنوری ۲۰۰۵	۶۸۴

فتاویٰ رضویہ قدیم کی پہلی آٹھ جلدوں کے ابواب کی ترتیب وہی ہے جو معروف و متداول کتب فقہ و فتاویٰ میں مذکور ہے۔ رضافاؤنڈیشن کی طرف سے شائع ہونے والی بیس جلدوں میں اسی ترتیب کو

ملفوظ رکھا گیا ہے۔ مگر فتاویٰ رضویہ قدیم کی بقیہ چار مطبوعہ (جلد نہم، دہم، یازدہم، دوازدہم) کی ترتیب ابواب فقہ سے عدم مطابقت کی وجہ سے محل نظر ہے۔ چنانچہ ادارہ ہذا کے سرپرست اعلیٰ محسن اہلسنت مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی صاحب اور دیگر اکابر علماء و مشائخ سے استشارہ و استفسار کے بعد اراکین ادارہ نے فیصلہ کیا کہ بیسویں جلد کے بعد والی جلدوں میں فتاویٰ رضویہ کی قدیم جلدوں کی ترتیب کے بجائے ابواب فقہ کی معروف ترتیب کو بنیاد بنایا جائے، نیز اس سلسلہ میں بحر العلوم حضرت مولانا مفتی عبد المنان صاحب اعظمی دامت برکاتہم العالیہ کی گرانقدر تحقیق انیق کو بھی ہم نے پیش نظر رکھا اور اس سے بھرپور استفادہ اور راہنمائی حاصل کی۔ عام طور پر فقہ و فتاویٰ کی کتب میں کتاب الاضحیہ کے بعد کتاب الخطر والاباحۃ کا عنوان ذکر کیا جاتا ہے اور ہمارے ادارے سے شائع شدہ بیسویں^{۲۰} جلد کا اختتام چونکہ کتاب الاضحیہ پر ہوا تھا لہذا اکیسویں^{۲۱} جلد سے مسائل حظر و اباحۃ کی اشاعت کا آغاز کیا گیا۔ کتاب الخطر والاباحۃ (جو چار جلدوں ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴ پر مشتمل ہے) کی تکمیل کے بعد ابواب مداینات، اشربہ، رہن، قسم اور وصایا پر مشتمل پچیسویں^{۲۵} جلد بھی منصفہ شہود پر آچکی ہے۔ اب ابواب فقہیہ میں سے صرف کتاب الفرائض باقی تھی جس کو پیش نظر جلد میں شامل کر دیا گیا ہے۔ باقی رہے مسائل کلامیہ و دیگر متفرق عنوانات پر مشتمل مباحث و فتاویٰ اعلیٰ حضرت جو فتاویٰ رضویہ قدیم کی جلد نہم و دوازدہم میں غیر مبوّب و غیر مترتب طور پر مندرج ہیں، ان کی ترتیب و تبویب اگرچہ آسان کام نہ تھا مگر رب العالمین عزوجل کی توفیق، رحمۃ العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ اجمعین کی نظر عنایت، اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہما کے روحانی تصرف و کرامت سے راقم نے یہ گھائی بھی عبور کر لی اور کتاب الخطر والاباحۃ کی طرح ان بکھرے ہوئے موتیوں کو ابواب کی لڑی میں پرو کر مرتبط و منضبط کر دیا ہے واللہ الحمد۔

اس سلسلہ میں ہم نے مندرجہ ذیل امور کو بطور خاص ملحوظ رکھا:

- (۱) ان تمام مسائل کلامیہ و متفرقہ کو کتاب الشیخ کا مرکزی عنوان دے کر مختلف ابواب پر تقسیم کر دیا ہے۔
- (ب) تبویب میں سوال و استفاء کا اعتبار کیا گیا ہے۔
- (ج) ایک ہی استفاء میں مختلف ابواب سے متعلق سوالات مذکور ہونے کی صورت میں ہر مسئلہ کو مستفتی کے نام سمیت متعلقہ ابواب کے تحت داخل کر دیا ہے۔
- (د) مذکورہ بالا دونوں جلدوں (نہم و دوازدہم قدیم) میں شامل رسائل کو ان کے عنوانات کے مطابق متعلقہ ابواب کے تحت داخل کر دیا ہے۔
- (ه) رسائل کی ابتداء و انتہاء کو ممتاز کیا ہے۔

(و) کتاب الشتی کے ابواب سے متعلق اعلیٰ حضرت کے بعض رسائل جو فتاویٰ رضویہ قدیم میں شامل نہ ہو سکے تھے ان کو بھی موزوں و مناسب جگہ پر شامل کر دیا ہے۔

(ز) تبویب جدید کے بعد موجودہ ترتیب چونکہ سابق ترتیب سے بالکل مختلف ہو گئی ہے لہذا مسائل کی مکمل فہرست موجودہ ابواب کے مطابق نئے سرے سے مرتب کرنا پڑی۔

(ح) کتاب الشتی میں داخل تمام رسائل کے مندرجات کی مکمل و مفصل فہرستیں مرتب کی گئی ہیں۔

انتیسویں جلد

یہ جلد ۲۱۵ سوالوں کے جوابات اور مجموعی طور پر ۷۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس جلد کی عربی و فارسی عبارات کا ترجمہ راقم الحروف نے کیا ہے۔ البتہ رسالہ "خالص الاعتقاد" کی بعض عبارات کا ترجمہ حضرت مولانا تحسین رضا خان صاحب نے کیا ہے جب کہ التجبیر باب التذہیب اور تلخ الصدور لایمان القدر کی اکثر عبارات کا ترجمہ حضرت علامہ مولانا محمد احمد مصباحی دامت برکاتہم العالیہ کے رشحات قلم کا شمر ہے۔ رسالہ قوارع القہار کا ترجمہ مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد عبد القیوم قادری ہزاروی علیہ الرحمہ کا تحریر کردہ ہے اور رسالہ اعتقاد الاحباب کی تزیین و ترتیب اور توضیح و تشریح خلیل العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خلیل القادری البرکاتی علیہ الرحمہ نے فرمائی ہے۔

پیش نظر جلد (کتاب الشتی حصہ چہارم) بنیادی طور پر مسائل کلامیہ و اعتقادیہ پر مشتمل ہے جو فتاویٰ رضویہ قدیم جلد نہم و دوازدہم میں متفرق طور پر مذکور ہیں ہم نے ان کو یکجا کر دیا ہے علاوہ ازیں اس جلد میں عروض و قوافی، علم و تعلیم زبان و بیان علم الحیوان، علم حروف و ریاضی، وعظ و تبلیغ، حقوق العباد، تشریح ابدان، خواب، لغت اور اجارہ کے بارے میں سوالوں کے جوابات بھی شامل ہیں۔ مذکورہ بالا عنوانات کے علاوہ متعدد عنوانات سے متعلق مسائل ضمنائزیر بحث آئے ہیں،

انتہائی وقیع اور گرانقدر تحقیقات و تدقیقات پر مشتمل مندرجہ ذیل گیارہ رسائل بھی اس جلد کی زینت ہیں۔

(۱) قوارع القہار علی المجسمۃ الفجاری المعروف بہ ضرب قہاری (۱۳۱۸ھ)

آیات متشابہات پر آریوں کے اعتراضات کا منہ توڑ جواب

- (۲) ازاحۃ العیب بسیف الغیب
علم غیب کے موضوع پر مدلل رسالہ
- (۳) "خالص الاعتقاد" مع تمہید رماح القہار علی کفر الکفار (۱۳۲۸ھ)
مسئلہ علم غیب کا مدلل رسالہ
- (۴) انباء المصطفیٰ بحال سرواخی (۱۳۱۸ھ)
حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم ماکان و مائیکون ہونے کا ثبوت
- (۵) انوار الانتباہ فی حل نداء یارسول اللہ (۱۳۰۴ھ)
یارسول اللہ کہنے کے جواز پر زور دار دلائل
- (۶) شرح المطالب فی مبحث ابی طالب (۱۳۱۶ھ)
ایمان ابو طالب کے بارے میں مفصل بحث
- (۷) اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والال والاصحاب (۱۲۹۸ھ)
اہل سنت و جماعت کے دس عقائد حقہ کا بیان
- (۸) التحجیر بباب التدبیر (۱۳۲۵ھ)
مسئلہ قضاء و قدر کا روشن بیان
- (۱۰) اسباع الاربعین فی شفاعۃ سید المحبوبین (۱۳۰۵ھ)
(۱۱) امور عشرین در عقائد سنن
سنی اور غیر سنی میں امتیاز کرنے والے بیس امور کا بیان۔

ضروری بات

گو مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کے وصال پر ملال سے جامعہ نظامیہ رضویہ کو ناقابل برداشت صدمہ سے دوچار ہونا پڑا، مگر یہ اس سراپا کرامت وجود باجود کا فیضان ہے کہ ان کے فرزند ارجمند حضرت مولانا علامہ مفتی محمد عبدالصطفیٰ ہزاروی مدظلہ جو علوم دینیہ و عصریہ کے مستند فاضل

اور حضرت مفتی اعظم کی علمی و تجرباتی وسعت و فراست کے وارث و امین ہیں، نہایت صبر و استقامت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے تمام شعبہ جات کی ترویج و ترقی کے لئے شب و روز ایک کئے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ موصوف نے جامعہ کے طلباء کی تعداد میں خاصا اضافہ ہونے کے باعث متعدد تجربہ کار مدرسین مقرر کئے ہیں اور فتاویٰ رضویہ جدید کی اشاعت و طباعت میں بھی بدستور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کے نقوش جمیلہ پر گامزن ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حسب معمول سالانہ دو جلدوں کی اشاعت باقاعدگی سے ہو رہی ہے۔ بس آپ حضرات سے درخواست ہے کہ دعاؤں سے نوازتے رہئے تاکہ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کے مشن کو ان کے جسمانی و روحانی نائبین بحسن و خوبی ترقی سے ہمکنار کرنے میں اپنا کردار سرانجام دیتے رہیں۔ فقط

حافظ محمد عبدالستار سعیدی
ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ
لاہور و شیخوپورہ (پاکستان)

رجب المرجب ۱۴۲۶ھ
اگست ۲۰۰۵





فہرست مضامین مفصل

۵۰	پانچواں اعتراض اور اس کا جواب		عروض و قوائی
۵۰	تفریس کسے کہتے ہیں	۴۷	کنز الاخرۃ نامی کتاب پر فن شاعری میں مہارت رکھنے والے ایک شخص کے چند اعتراضات اور مصنف کنز الاخرۃ کی طرف سے ان کے جوابات پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا علمی تحقیقی اور فنی تبصرہ،
۵۱	چھٹا، ساتواں، آٹھواں، نواں اور دسواں اعتراض اور ان کے جوابات	۴۷	پہلا اعتراض اور اس کا جواب
۵۲	اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جواب	۴۸	دوسرا اعتراض اور اس کا جواب
۵۲	اعتراض اول پر تبصرہ	۴۸	اختلاف حرکت قافیہ میں اساتذہ کی سندس حد تو اتار پر ہیں
۵۲	اعتراض دوم پر تبصرہ	۴۸	تائید کے لیے کچھ اشعار
۵۳	اعتراض سوم پر تبصرہ	۴۹	تیسرا اعتراض اور اس کا جواب
۵۳	اعتراض چہارم پر تبصرہ	۴۹	جمع کے قوائی میں مفرد کا لحاظ نہ رکھا جائے گا
۵۳	اعتراض پنجم پر تبصرہ	۴۹	مستحسن ضرور ہے لازم نہیں
۵۳	اعتراض ششم پر تبصرہ	۴۹	چند اشعار مؤیدہ
		۵۰	چوتھا اعتراض اور اس کا جواب

۵۵	اعترض ہفتم پر تبصرہ	۵۵	جاہل کے لکھے ہوئے مسئلہ کی علماء کو تصدیق نہیں کرنی چاہیے	۶۱
۵۵	اعترض ہشتم پر تبصرہ	۵۵	تمام مسائل کہ صاحب مذهب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بلفظ قال وعند نسبت کیے جاتے ہیں، کتب ظاہر الروایہ کے مسئلے ہیں اور ان تک اسانید متصلہ موجود۔ ہر مسئلہ کے لیے جدا سند کی حاجت نہیں	۶۱
۵۵	اعترض نہم پر تبصرہ	۵۵	صاحب در مختار کی سند	۶۲
۵۶	اعترض دہم پر تبصرہ	۵۶	صاحب بحر کی سند	۶۲
۵۷	کرنا، کر لینا اور کر دینا میں فرق اور اس کی مثالیں	۵۷	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں مذکور ایک حدیث کے حوالہ کے بارے میں سوال کا جواب	۶۳
علم و تعلیم		زبان و بیان		
۵۹	پانچ سوالات پر مشتمل ایک استفتاء اور اس کا مفصل جواب	۵۹	زنائے خلاف رضامندی و بلا رضامندی میں فرق ہے	۶۵
۶۰	اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہماری ہر حاجت کے متعلق حق و باطل اور نفع و ضرر پر ہمیں مطلع فرمادیا، مسائل کو حیاء کے پیرائے میں بیان کرنا چاہیے	۶۰	وقف کے بارے میں در مختار اور ہدایہ کی عبارت کا مطلب	۶۶
۶۰	ترجمہ کرتے وقت کیا احتیاطیں ضروری ہیں	۶۰	اس شعر کا مطلب ہے میری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی ہیولی برق خرمن کا ہے خون گرم دہقان کا	۶۷
۶۰	ایک ہی بات اختلاف طرز بیان سے تعظیم سے توہین تک بدل جاتی ہے	۶۰	تین اشعار کے مطلب کے بارے میں ایک سوال کا جواب	۶۷
۶۰	صحیح مقابل فرضی کا مطلب	۶۰	لفظ محمد کے عدد ۹۲ اور خدا کے عدد ۶۰۵ ہیں	۶۸
۶۰	مالا بد اور مفتاح الجنۃ میں زیادات والحاقات ہیں	۶۰	رسل کرام کی سیر من اللہ الی الخلق ہے اور امت کی سیر من الرسل الی اللہ ہے	۶۸
۶۰	بہشتی زیور اغلاط و ضلالت و بطالت و جہالت کا مجموعہ ہے	۶۰	بے وساطت رسل اللہ تک رسائی محال ہے	۶۸
۶۱		۶۱		

۷۷	روح انسانی متجزی نہیں	۶۸	تصدیق سب رسولوں کی جزو ایمان ہے
	علم حروف و ریاضی	۶۸	برس کو عربی میں حول کہتے ہیں کہ تحویل سے مشعر ہے
۷۹	تکمیل مجذور کے بارے میں نواب وزیر احمد خان قادری کے ایک سوال کا جواب	۶۸	برس بمعنی بارش ہے
۸۰	ایک آیت کریمہ کے عدد سے ایک رافضی کے غلط استدلال کا ردِ بلیغ	۶۸	ہر رسول کی رسالت بارشِ رحمت ہے
۸۰	روافض کی بنائے مذہب ادہام بے سرو پا و پادر ہوا ہے		وعظ و تبلیغ
۸۰	ہر آیت عذاب کے عدد اسماءِ اخیار سے مطابق کر سکتے ہیں اور ہر آیتِ ثواب کے عدد اسماءِ کفار سے کہ اسماء میں وسعت و وسیع ہے،	۷۰	واعظ کے لیے شرطِ اوّل مسلمان ہونا، شرطِ دوم سُنی ہونا، شرطِ سوم عالم ہونا اور شرطِ چہارم فاسق نہ ہونا
۸۰	امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تین صاحبزادوں کے نام ابو بکر و عمر و عثمان ہیں		علم الحیوان
۸۱	حضرت امام حسن و حسین و محسن کے نام حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹوں شبر و شبیر و مبشر کے ہم وزن و ہم معنی ہیں	۷۳	سنا اور کل جانور چرند پرند کس کی اولاد ہیں
۸۱	آیاتِ عذاب و اسماءِ اشرار اور آیاتِ مدح و اسماءِ اخیار کے عدد میں مطابقت کی سات مثالیں		تشریح ابدان
	حقوق العباد	۷۵	کیا کسی شخص کے دو دل ہو سکتے ہیں
۸۳	اگر کوئی شخص کسی عورت سے بد فعلی کرے پھر اس کے خاوند سے معافی طلب کرے تو اس کے معاف کرنے سے معاف ہو جائے گا یا اس پر توبہ لازم ہے، اور اگر فقط توبہ کر لے تو کیا یہ گناہ معاف ہو جائے گا	۷۶	قلب کیا ہے،
		۷۶	نکرہ تحت نفی مفید عموم و استغراق ہوتا ہے

۹۲	رند یوں کا ناچ حرام ہے۔ اولیاء کرام کے غُرسوں پر بے قید جاہلوں نے یہ معصیت پھیلائی ہے		لغت
۹۳	خاوند کے شراب پینے کا وبال اس پر ہے، عورت اسے جماع سے منع نہیں کر سکتی	۸۵	تکلیل اور عقیل کا معنی کیا ہیں
۹۳	امانت میں خیانت اور غدروہ بد عہدی جائز نہیں		خواب
۹۳	کسی جرم قانونی کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو ذلت پر پیش کرنا منع ہے	۸۷	خواب کیا چیز ہے
۹۴	غدر اور قانونی جرم کے بغیر ہندو کا مال ملے تو اس کو لے لینا مباح ہے	۸۷	خواب چار قسم ہے
۹۴	عورت کی خواہش مرد سے بہت زیادہ ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس پر حیا ڈال دی ہے	۸۷	پہلا حدیث نفس
۹۴	لنگھے کے لیے شریعت میں کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے	۸۷	دوسرا القاء شیطان
۹۴	تقویۃ الایمان ایک گمراہی اور بے دینی کی کتاب ہے	۸۷	تیسرا القاء فرشتہ۔
۹۵	وہابی کون ہیں، ان کی اصل کہاں سے نکلی اور ان کے عقائد کیا ہیں	۸۸	چوتھا القاء الہی
۹۶	مولود شریف کی حقیقت کیا ہے		اجارہ
۹۷	خواجہ حسن نظامی دہلوی کی کتاب محرم نامہ کے بارے میں سوال کا جواب	۸۹	جو شخص کسی کام کے لیے منتخب کیا گیا وہ اس کو پوری طرح ادا نہ کرے یعنی قاصر رہے تو اس کو کیا سمجھنا چاہیے
۹۸	سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، آپ کے فضائل و مناقب		عقائد و کلام و دینیات
۹۸	صحابہ سب کے سب اہل خیر و عدالت ہیں۔	۹۱	آٹھ سوالات پر مشتمل استفتاء کا جواب
۱۰۳	اولیاء اللہ کے بارے میں چھ سوالات پر مشتمل ایک استفتاء کا جواب	۹۲	علم غیب ذاتی اللہ عزوجل کے لیے خاص ہے اور اللہ تعالیٰ کے بتانے سے انبیاء کو معلوم ہونا ضروریات دین سے ہے
		۹۲	آیات و احادیث سے تائید

۱۰۳	روح انسانی بعد موت بھی زندہ رہتی ہے	۱۱۰	حاشا نہ کوئی رسول رسالت سے معزول کیا جاتا ہے نہ سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام معزول ہوں گے
۱۰۳	موتِ روح کے قائل بدمذہب ہیں	۱۱۱	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا امتی ہونا رسالت کے خلاف نہیں
۱۰۳	میت اپنی قبر پر آنے والے کو دیکھتا اور ان کی آواز کو سنتا ہے	۱۱۱	منسوخ پر حکم باطل ہے۔
۱۰۳	اولیاء اللہ کے تصرفات اور فیضِ رسانی کے بارے میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی عبارت	۱۱۲	مسلم الثبوت کی ایک عبارت کے بارے میں سوال کا جواب
۱۰۵	حیاتِ شہداء و اولیاء کا ثبوت قرآن مجید سے۔	۱۱۲	مصنف مسلم الثبوت سنی حنفی ہیں آزاد خیال نہیں
۱۰۵	حضور سیدنا غوث اعظم ضرور دستگیر اور خواجہ معین الدین چشتی ضرور غریب نواز ہیں	۱۱۲	ایک مجمل گول سوال پر تنبیہ
۱۰۵	عباراتِ علماء سے تائید	۱۱۳	حدیث لولاک کے بارے میں ایک سوال کا جواب
۱۰۶	قرآن مجید میں جب سب کچھ موجود ہے تو پھر اماموں کا اختلاف کس بناء پر ہے	۱۱۳	اللہ تعالیٰ نے تمام جہان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بنایا
۱۰۸	علم ہونے کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ افک میں سکوت حکمت پر مبنی تھا	۱۱۶	اللہ تعالیٰ کو عرش پر سمجھنے کے بارے میں ایک غلط فتویٰ کا رد
۱۰۹	سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی والدہ ماجدہ کے بارے میں چھ سوالات پر مشتمل استفتاء کا جواب	۱۱۶	اللہ تعالیٰ مکان و ممکن سے پاک ہے۔ نہ عرش اس کا مکان ہے نہ دوسری جگہ
۱۰۹	سیدہ مریم کے یوسف نجار کے ساتھ نکاح اور ان کے نبیہ ہونے کا شریعت مطہرہ میں کوئی ثبوت نہیں	۱۱۶	استواء علی العرش پر گفتگو
۱۰۹	چار نبیوں کو ابھی تک موت کا لائق نہیں ہوا	۱۱۷	آیاتِ متشابہات کے بارے میں اہلسنت کے دو مسلک ہیں
۱۱۰	حیاتِ انبیاء کے منکر گمراہ بدین ہیں	۱۱۷	ابن تیمیہ کو مادی اور مجرد عن المادہ کے درمیان فرق معلوم نہیں
۱۱۰	تمام انبیاء بحیاتِ حقیقی دنیاوی جسمانی زندہ ہیں		

۱۴۰	نجدی گمراہ کی چند سطری تحریر میں چھ جہالتوں اور ضلالتوں کا بیان	۱۱۹	رسالہ قوارع القہار علی المجسمۃ الفجار (قرآن مجید کی آیات متشابہات پر آریہ کے اعتراضات کا تحقیقی جواب
۱۴۰	مذکرہ بالا جہالتوں اور ضلالتوں کی خبر لینے کے لیے مصنف علیہ الرحمہ کی طرف چھ تپانچے	۱۱۹	اللہ عزوجل کی تنزیہ میں اہل سنت و جماعت کے پندرہ عقیدے
۱۴۱	پہلا تپانچہ	۱۲۱	آیات متشابہات کے باب میں اہلسنت و جماعت کا اعتقاد
۱۴۱	مصنف علیہ الرحمہ کی طرف سے ۲۵۰ ضربیں	۱۲۲	ہدایت و ضلالت کا بڑا منشاء قرآن مجید کی آیات کا دو قسم ہونا ہے، حکمت اور متشابہات
۱۴۱	ضرب اول جو ۳۳ ضربوں پر مشتمل ہے	۱۲۴	استواء علی العرش کے معنی میں چار نفیس وجوہ تاویل
۱۴۷	دوسرا تپانچہ	۱۲۶	قرآن مجید میں استواء سات جگہ آیا ہے، ساتوں جگہ آفرینش زمین و آسمان کے ساتھ اور بلا فصل اس کے بعد آیا ہے
۱۵۰	تیسرا تپانچہ	۱۲۸	آیت کریمہ "الرحمن علی العرش استوی" آیات متشابہات میں سے ہے
۱۵۰	اصلی تپانچہ قیامت کا تپانچہ جس سے مجسمی گمراہی کا سرمہ ہو جائے	۱۲۸	بیس مکتب سے تائید مسئلہ مذکورہ
۱۵۲	جو اجسام پر روا ہے اللہ تعالیٰ پر روا نہیں	۱۳۳	چاروں اماموں کا اجماع ہے کہ استواء کے معنی کچھ نہ کہے جائیں اس پر ایمان واجب ہے اور معنی کی تفتیش حرام ہے
۱۵۳	مکانی چیز کا ایک آن میں دو مختلف مکانوں میں موجود ہونا محال ہے	۱۳۷	وہابیہ مجسمہ کی بے دینی
۱۵۳	واجب ہے کہ مولیٰ تعالیٰ مکان سے پاک ہو	۱۳۷	اکثر مسائل میں اہل سنت دو متناقض فرقوں کے وسط میں رہتے ہیں
۱۵۳	کسی مخلوق کو ازیلی ماننا باجماع مسلمانین کفر ہے	۱۳۹	جو شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہے اور کہیں نہیں ہے۔ شرعاً اس کا کیا حکم ہے
۱۵۵	مکان کا مکین کو محیط ہونا لازم	۱۳۹	نقل تحریر ضلالت تخییر اور نجدی بقیر
۱۵۵	اگر معبود کو مکانی فرض کیا جائے تو دو حال سے خالی نہ ہوگا کہ جزء لایتجزی کے برابر ہوگا یا اس سے بڑا ہوگا اور یہ دونوں باطل ہیں	۱۴۰	ضرب قہاری

۱۵۹	اللہ تعالیٰ کے لیے مکان وجہت کے اثبات پر ابن تیمیہ وغیرہ کی دلیل کا رد۔	۱۵۷	جو مکانی ہو اور جزء لا یتجزی کے برابر نہ ہو اسے مقدار سے مفر نہیں
۱۶۰	شرع مطہر نے تمام جہان کے مسلمانوں کو نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا ہے	۱۵۷	مقدار غیر متناہی بالفعل باطل ہے
۱۶۰	صمد وہ ہے جس کا خوف نہ ہو	۱۵۷	مقدار متناہی کے افراد نامتناہی ہیں
۱۶۰	آسمان اعلیٰ کو فلک اطلس اور فلک الافلاک کہتے ہیں	۱۵۷	امور متساویۃ النسبۃ میں ایک کی ترجیح ارادے پر موقوف ہے
۱۶۱	لاجرم ایمان لانا فرض ہے کہ وہ غنی بے نیاز مکان وجہت وجملہ اعراض سے پاک ہے	۱۵۷	ہر مخلوق بالارادہ حادث ہے
۱۶۲	بجہ اللہ یہ بیس ۲۰ دلائل جلاک ثابت حق و مبطل باطل ہیں	۱۵۷	مقداری کا وجود بے مقدار کے محال ہے
۱۶۲	رد جہالات مخالف	۱۵۷	ہر مقدار متناہی قابل زیادت ہے
۱۶۶	ابن امیہ مدلس ہے	۱۵۷	جہات فوق و تحت دو مفہوم اضافی ہیں ایک کا وجود بے دوسرے کے محال ہے
۱۶۶	مدلس کا عنعنہ محدثین قبول نہیں کرتے	۱۵۷	ازل میں سو اللہ عزوجل کے کچھ نہ تھا
۱۶۶	درجہ پر جرح و تعدیل	۱۵۸	ہر ذی جہت قابل اشارہ حسیہ ہے
۱۶۶	ابوالہیثم سے درجہ کی روایت ضعیف ہے	۱۵۸	ہر قابل اشارہ حسیہ متخیز ہے
۱۶۶	مکان و منزل و مقام بمعنی مکانت و منزلت و مرتبہ شائع الاستعمال ہیں	۱۵۸	ہر متخیز جسم یا جسمانی ہے
۱۷۰	چوتھا پانچہ	۱۵۸	ہر جسم و جسمانی محتاج۔
۱۷۰	آیات تشابہات میں اہلسنت کے صرف دو طریق ہیں	۱۵۸	اللہ تعالیٰ احتیاج سے پاک ہے
۱۷۱	طریق اول، تفویض	۱۵۸	عرش زمین سے غایت بعد پر ہے
۱۷۱	فائدہ جلیلہ (حاشیہ)	۱۵۸	عاجز و اسفل خدا نہیں ہو سکتا
۱۷۲	طریق دوم (تاویل)	۱۵۸	مکان و مکانی کو جہت سے چارہ نہیں
۱۷۶	پانچواں پانچہ	۱۵۸	جہات نفس اکثرت ہیں یا حدود اکثرت
۱۷۹	متواترات صرف معدودے چند ہیں	۱۵۹	زمین گول ہے اور اس کی ہر طرف آبادی ثابت ہے

۱۹۵	تقلید واجب شرعی ہے اور زمانہ رسالت سے شروع ہوئی	۱۸۰	چھٹا تپانچہ
۲۰۰	وجود آسمان پر دلائل اور فلاسفہ کا رد	۱۸۰	عرش کسی مکان میں نہیں بلکہ وہ بالائے تمام اجسام ہے
۲۰۱	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہ وسلم کی ذات و صفات و فضائل و کمالات کبھی زوال پذیر نہیں بلکہ ہمیشہ مترقی ہیں	۱۸۸	ضرب فیصلہ
۲۰۲	گیارہویں شریف اور بزرگوں کی یادگاری کے لیے دن مقرر کرنے کا بیان	۱۸۹	ساتواں تپانچہ
۲۰۳	ہمارے ملک میں میلاد خوانی و زیارت قبور وغیرہ کا منکر سوا وہابیہ کے کوئی نہیں	۱۸۹	مسئلہ فرضوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا
۲۰۴	مولود شریف کرنا اور اس میں ذکر ولادت اقدس پر قیام کرنا	۱۸۹	کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے عرش کا مکان الہی ہونا ثابت نہیں
۲۰۴	پیران پیر کی گیارہویں شریف کرنا کیسا ہے	۱۸۹	کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے فرضوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کی ممانعت ثابت نہیں
۲۰۴	کھانا سامنے رکھ کر ختم دینا کیسا ہے	۱۹۰	صحیح لذاتہ و صحیح لغیرہ و حسن لذاتہ و حسن لغیرہ سب حجت اور خود مثبت احکام ہیں
۲۰۴	یا رسول اللہ کہنا، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر اور عالم الغیب ماننا کیسا ہے	۱۹۰	مقام فضائل میں ضعاف بالا جماع مقبول ہیں
۲۰۵	بزرگوں کی قبروں کی زیارت، ان کا طواف اور ان کا بوسہ دینا کیسا ہے	۱۹۰	مجبور العین بہت ائمہ محققین کے نزدیک مقبول ہے اور مجہول الحال میں بھی بعض اکابر کا مذہب مقبول ہے
۲۰۵	حیلہ اسقاط کا حکم شرعی کیا ہے	۱۹۰	جہالت عین جہالت حال کو مستلزم نہیں
۲۰۵	جمعہ کی نماز کے بعد احتیاط الظہر ۱۲ رکعت پڑھنا ضروری ہے یا نہیں	۱۹۰	مجبور پایہ احتجاج سے ساقط ہے نہ پایہ اعتبار سے
۲۱۱	ایک دیوبندی مفتی کے فتویٰ کے بارے میں استفتاء کا جواب	۱۹۳	مسئلہ غیر مقلدوں کے پیچھے نماز پڑھنا
۲۱۲	عرس کے جواز پر شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا ارشاد	۱۹۴	لاکھوں تابعین اور ہزاروں صحابہ کرام مقلد تھے

۲۲۲	بعض محتمل لفظ جب کسی مقبول سے صادر ہوں حکم قرآن انہیں معنی حسن پر محمول کریں گے اور جب کسی مردود سے صادر ہوں جو صریح توثیق نہیں کرچکا ہو تو اس کی خبیث عادت کی بناء پر معنی خبیث ہی مفہوم ہوں گے	۲۱۲	سزا و جزاء کے بارے میں ایک فارسی منظوم سوال و جواب
۲۲۱	"لامہدی الاعیسیٰ" حدیث صحیح نہیں	۲۱۳	میلاد شریف کا رواج کب سے ہے اور خاص ذکر پیدائش کے وقت تعظیماً قیام کرنا کہاں سے ثابت ہے
۲۲۰	حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ کے بارے میں حدیثیں حد تو اتر تک پہنچی ہیں	۲۱۴	جس طرح فقہ میں چار اصول ہیں عقائد میں بھی چار اصول ہیں
۲۱۹	صحابہ کرام کے فضائل اور ان کی تعظیم کی فرضیت کا بیان	۲۱۵	فقہ میں اجماع اقویٰ الادلہ ہے
۲۱۸	سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اجتہادی خطا ہوئی	۲۱۵	سواد اعظم یعنی اہل سنت کا کسی مسئلہ عقائد پر اتفاق اقویٰ الادلہ ہے۔
۲۱۸	ہر صحابہ کے ساتھ حضرت اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا جائے گا	۲۱۶	بارہ خلفاء کے بارے میں پانچ سوالات پر مشتمل استفتاء کا مفصل جواب
۲۱۸	کوئی غیر نبی کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔	۲۱۹	منکر میلاد شریف و تقبیل ابہامین کے پیچھے نماز پڑھنے کا شرعی حکم کیا ہے
۲۱۸	مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی نبی کے برابر ماننا کفر خالص ہے	۲۲۰	مرتکب کبیرہ کو کافر کہنے والا خارجی اور نری کلمہ گوئی کو کافی جانے والا نیچری ہے
۲۱۸	ایک افتزائی مصححہ خیر حکایت	۲۲۰	اہل سنت کا مذہب
۲۱۹	انبیاء کے بعد سب سے افضل سیدنا صدیق اکبر پھر فاروق اعظم ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما	۲۲۱	زید کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر سکتا ہے مگر کرے گا نہیں۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں
۲۱۹	مذہبی تقریبات کے لیے تعین یوم کا انکار آج کل وہابیہ کا شعار ہے	۲۲۲	غنیۃ الطالبین سرکار غوث کی تصنیف نہیں ہے نیز اس میں الحاق بھی کر دیا گیا ہے
۲۱۹	میلاد شریف کرانے اور اس میں قیام کرنے سے سُنی وہابی کی پہچان نہیں ہو سکتی کیونکہ اکثر موقع پر وہابی بھی ایسا کر لیتے ہیں	۲۲۳	کتاب مذکور میں تمام خفیہ کو نہیں بلکہ بعض کو گمراہ کہا گیا ہے

۲۳۵	کشتی نوح علیہ السلام رجب میں چلی	۲۳۰	جب سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود رحمت ہیں تو آپ پر رحمت بھیجنے کا کیا فائدہ ہے
۲۳۶	تحریر بنانے والے کو کافر، قیام و مولود کو بدعت سید اور حاضری اعراس بزرگان کو فعل لغو کہنے والا شخص سُنی حنفی ہے یا نہیں	۲۳۱	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت تک کے تمام احوال کو دیکھتے ہیں
۲۳۶	دیوبندی اور غیر مقلد میں سے زیادہ ضلالت پر کون ہے	۲۳۰	انبیاء کرام سے امام الانبیاء پر ایمان لانے کا وعدہ لینے میں حکمت کیا تھی
۲۳۶	جو شخص مزارات اولیاء کو تودہ خاک کہے، قبور اولیاء سے استمداد و استفادہ کا منکر ہو، یا رسول اللہ کہنے کو شرک قرار دے، طعام فاتحہ و نیاز کو حرام سمجھے اور رسالت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا منکر ہو وہ شخص مسلمان ہے یا نہیں	۲۳۲	اللہ تعالیٰ پر کچھ واجب نہیں تاہم تفضل صحیح ہے
۲۳۷	مولوی قاسم دیوبندی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی محمود حسن دیوبندی کس مذہب کے لوگ ہیں۔ ان کے ساتھ کیسا خیال رکھنا چاہیے	۲۳۲	ولایت مطلقہ افضل ہے یا نبوت خاصہ
۲۳۸	کتب وہابیہ سے چند گستاخانہ کفریہ عبارات باحوالہ	۲۳۳	نبوت مطلقہ ہر ولی غیر نبی کی ولایت سے ہزاروں درجے افضل ہے
۲۳۵	کھانا سامنے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا ثبوت	۲۳۳	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب اولیاء کرام تھے
۲۳۷	وہابیہ کے سوروپے انعام کے مقابلے میں دو سوروپے انعام کا اعلان	۲۳۴	افضل الصحابہ کون ہے
۲۳۷	میلاد شریف منانے کا ثبوت قرآن مجید سے	۲۳۵	علم غیب سے متعلق ایک آیت کریمہ کے بارے میں سوال کا جواب
۲۳۸	تحریر بر رسالہ شمس السالکین در بارہ مجلس مبارک و قیام	۲۳۵	اسماعیل دہلوی اور سید احمد بریلوی کے معتقدوں کے بارے میں استفتاء کا جواب
		۲۳۵	فضائل اعمال میں ضعاف بالا جماع مقبول ہیں

۲۶۶	مجلس میلاد میں قیام مندوب ہے	۲۵۳	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ شیطان تشبیل نہیں کر سکتا، ہاں نیک لوگوں کی شکل بن کر دھوکا دے سکتا ہے بلکہ اپنے آپ کو الہ ظاہر کر سکتا ہے
۲۶۶	شعار سنیت کا لحاظ ضرور مؤکد ہے	۲۵۳	اٹھارہ ہزار عالم سے کیا مراد ہے
۲۶۷	مرتد کے پیچھے نماز کیسی	۲۵۳	بعد میثاق الست بریکم کیا ارواح معدوم کردگی گئی تھیں
۲۶۷	ایمان بالغیب کے بارے میں ایک طویل استفتاء	۲۵۳	روح بعد ایجاد کبھی فنا نہ ہوگی
۲۶۹	جب لعنت الہی اترتی ہے تو دل کی آنکھیں پھوٹ جاتی ہیں	۲۵۳	بدن کے ساتھ حدوث نفس خیال باطل فلاسفہ ہے
۲۷۰	علم کے اسباب تین ہیں	۲۵۳	ایمان کی تعریف اور کامل ایمان
۲۷۰	سائنس والے صد ہا باتوں میں خود مختلف ہیں	۲۵۵	درود تاج پڑھنا اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دفاع بلاء سمجھنا
۲۷۰	اقلیدس کا ایک مسئلہ	۲۵۷	حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجلس میلاد میں جلوہ گر ہوتے ہیں
۲۷۰	ارثماطی کا ایک مسئلہ	۲۵۸	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اقدس بارہا شتر ہزار صورتوں میں جلوہ گر ہوتی ہے
۲۷۰	جبر و مقابلہ کا ایک مسئلہ	۲۵۹	چند قرآنی آیات کی تفسیر کے بارے میں استفسار
۲۷۲	قیام میلاد شریف کا ثبوت اور منکرین کا رد	۲۶۲	خبر الہی مثل علم الہی ہے ان میں سے کسی کا خلاف ممکن نہیں مگر یہ استحالہ بالغیر ہے نفی قدرت نہیں کرتا
۲۷۳	قبر میں سوال روح سے ہوتا ہے اور روح کبھی نہیں مرتی،	۲۶۲	مولاعزوجل کے وعدہ و وعید کسی میں تخلف ممکن نہیں
۲۷۴	حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خلفاء اربعہ سے افضل قرار دینے والے شخص کے غلط استدلال کا رد بلیغ	۲۶۳	صحابہ کرام کی عظمت و فضیلت اور انہیں لالچی کہنے والے کی مذمت و ضلالت کا بیان
۲۷۷	یہ عقیدہ کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ترین امت بعد رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اہلسنت کا نہیں بلکہ روافض کا ہے	۲۶۶	ایک مذہب پر قائم رہنا ضروری ہے اور جو ایک مذہب پر قائم نہیں رہتا، وہ دہریہ یا غیر مقلد ہے

۲۸۱	مسلمان کی روح بعد انتقال جہاں چاہے جاتی ہے	۲۸۹	خالق ہونا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ یہ اختیار نہ اس نے کسی کو دیا نہ اس کا کوئی اختیار پاسکتا ہے
۲۸۲	زیارت قبور سنت ہے	۲۹۱	انسان سے باز پرس کیوں ہوتی ہے،
۲۸۳	اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام اولین و آخرین، مشرق و مغرب عرش و فرش، ماتحت الثریٰ اور جملہ ماکان و مابین الی آخر الایام کے ذرے ذرے کا تفصیلی علم عطا فرمایا	۲۹۱	انسان میں قصد و ارادہ و اختیار کا ہونا ایسا واضح و بدیہی امر ہے جس کا انکار نہیں کر سکتا مگر مجنون
۲۸۳	اذان میں نام اقدس سن کر انگوٹھے چومنا مستحب ہے	۲۹۱	ہر شخص سمجھتا ہے کہ مجھ میں اور پتھر میں ضرور فرق ہے
۲۸۳	بلاوجہ شرعی عہد ترک جماعت گناہ ہے اور اس کا عادی فاسق گمراہ ہے	۲۹۲	قرآن عظیم میں یہ کہیں نہیں فرمایا کہ ان اشخاص کو زیادہ ہدایت نہ کرو، ہاں یہ ضرور فرمایا ہے کہ ہدایت و ضلالت سب اس کے ارادہ سے ہے
۲۸۵	تقدیر سے متعلق ایک سوال کا جواب	۲۹۶	کسی بات کو حق جاننے کے لیے اس کی حقیقت کو جاننا لازم نہیں ہوتا
۲۸۵	روحیں ازل سے پیدا نہ ہوئیں۔ ہاں جسم سے دوم ہزار برس پہلے بنیں	۲۹۹	عقیدہ اہلسنت یہی ہے کہ انسان نہ تو پتھر کی طرح مجبور محض ہے نہ ہی خود مختار بلکہ ان دونوں کے درمیان میں ایک حالت ہے
۲۸۷	○ رسالہ تلج الصدر لایمان القدر (مسئلہ قضاء و قدر کا روشن بیان)	۳۰۰	سزا و جزاء کیوں
۲۸۸	جب اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر بندہ کچھ بھی نہیں کر سکتا تو پھر بندے سے مواخذہ اور باز پرس کیوں ہوگی	۳۰۲	یہود مغضوب علیہم ہیں
۲۸۸	اللہ تعالیٰ نے رسول بھیج کر کتابیں اتار کر، ہر بات کا حسن و قبح جتنا کر اپنی نعمت تمام فرمادی اور کسی عذر کی جگہ باقی نہ چھوڑی	۳۰۲	انصاری تین خدامانتے ہیں
		۳۰۲	مجوسی دو خالق مانتے ہیں۔ بزداں اور اھر من

۳۱۳	تدبیر کی بہت صورتیں فرض قطعی ہیں	۳۰۳	O رسالہ العبد بباب التعبد (مسئلہ تدبیر پر سیر حاصل بحث)
۳۱۴	حلال معاش کی طلب و تلاش کی فضیلتیں	۳۰۳	تدبیر کو مستحسن جاننے والے کو کافر کہنا کیسا ہے اور کافر کہنے والے پر کیا گناہ و تعزیر ہے
۳۱۸	ترک کسب سے ممانعت	۳۰۴	فی الواقع عالم میں جو کچھ ہوتا ہے سب اللہ جل جلالہ کی تقدیر سے ہے۔
۳۱۸	تلاش حلال، فکر معاش اور تعاظمی اسباب ہر گز منافی توکل نہیں بلکہ عین مرضی الہی ہے آدمی تدبیر کرے اور بھروسہ تقدیر پر رکھے	۳۰۵	تدبیر زہار معطل نہیں۔
۳۱۹	تدبیر تقدیر سے باہر نہیں بلکہ وہ خود ایک تقدیر ہے	۳۰۵	دنیا عالم اسباب ہے جس میں مسببات کو اسباب کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے
۳۲۱	آدمی کا ہمہ تن تدبیر میں منہمک ہو جانا ممنوع و مذموم ہے	۳۰۵	سنت الہیہ جاری ہوئی کہ سب کے بعد مسبب پیدا ہوتا ہے
۳۲۵	مسلمان کو کافر کہنا سہل بات نہیں	۳۰۵	تقدیر کو بھول کر تدبیر پر پھولنا کفار کی خصلت ہے
۳۲۵	مسلمان کو کافر کہنے والے پر توبہ اور تجدید نکاح لازم ہے	۳۰۵	تدبیر کو محض عبث و مطرود اور فضول و مردود بنانا گمراہ یا مجنون کا کام ہے
۳۲۷	روح اصل خلقت میں پاک ہے پھر بد اعتقادی و بد عملی سے ناپاک ہو کر مستحق عذاب ہو جاتی ہے	۳۰۵	حضرات مرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی متوکل نہیں اور نہ ہی ان سے زیادہ کسی کا تقدیر پر ایمان ہے
۳۲۸	فرض کے لیے امکان شرط نہیں	۳۰۵	انبیاء و مرسلین ہمیشہ تدبیر فرماتے، اس کی راہیں بتاتے اور خود کسب حلال میں سعی فرما کر رزق طیب کھاتے تھے
۳۲۸	جنت و دوزخ میں مناظرہ	۳۰۵	آیات قرآنیہ سے مسئلہ کی تائید
۳۲۹	ایک بے اصل جھوٹی حکایت	۳۰۷	احادیث مبارکہ سے تائید
۳۳۲	علم ہیئت کے بارے میں ایک سوال کا جواب	۳۱۱	تدبیر کو مطلقاً مہمل ماننے کی قباحتیں
۳۳۳	تمام انبیاء و ملائکہ معصوم ہیں	۳۱۱	تدبیر کی بہت سی صورتیں مندوب و مسنون ہیں
۲۳۳	دور سے سُننا اور حاضر و ناظر ہونا اللہ تعالیٰ کی عطا سے اس کے محبوبوں کی شان ہے	۳۱۱	دعا کی حدیثیں متواتر ہیں
		۳۱۳	استعمال و واسنت ہے

۳۵۱	صدر نشینان، بزم عز و جاہ	۳۳۴	مزارات کی مٹی منہ پر ملنا جائز ہے
۳۵۲	عقیدہ رابعہ (چوتھا عقیدہ)	۳۳۴	طوافِ تعظیمیٰ صرف کعبہ معظمہ کا ہے
۳۵۲	اعلیٰ طبقہ ملائکہ مقربین	۳۳۴	انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سب دعائیں مقبول ہیں
۳۵۴	عقیدہ خامسہ (پانچواں عقیدہ)	۳۳۴	مزاراتِ اولیاء پر حاضری سنتِ رسول و سنت صحابہ ہے
	اصحاب سید المرسلین و اہل بیت کرام۔	۳۳۴	غیب کا معنی
۳۶۳	تنبیہ ضروری	۳۳۴	انبیاء کے لیے علم غیب کا ثبوت
۳۶۳	صحابہ کرام کا ذکر جب بھی ہو خیر کے ساتھ ہی ہونا فرض ہے	۳۳۴	نبی کا معنی
۳۶۳	عقیدہ سادسہ (چھٹا عقیدہ)	۳۳۵	ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ کس معنی میں رؤیت باری تعالیٰ کا انکار فرماتی ہیں
۳۶۳	عشرہ مبشرہ و خلفاء اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم	۳۳۵	امام اعظم سردارانِ علماء میں داخل ہیں
۳۷۵	عقیدہ سابعہ (ساتواں عقیدہ)	۳۳۵	اہلسنت کے نزدیک امیر معاویہ کی خطا خطاء اجتہادی تھی اجتہاد پر طعن جائز نہیں خطاء اجتہادی دو قسم پر ہے۔ مقرر و منکر
۳۷۵	مشاجرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم	۳۳۶	مشاجرات صحابہ کرام میں مداخلت حرام
۳۸۰	عقیدہ ثامنہ (آٹھواں عقیدہ)	۳۳۶	حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو خلافت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرمائی اس سے مقصود صلح و بندش جنگ تھا
۳۸۰	امامت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۳۳۹	رسالہ اعتقاد الاحباب فی الجبیل والمصطفیٰ والال و الاصحاب (اہلسنت و جماعت کے دس سچے معتقدات کا روشن بیان
۳۸۲	عقیدہ ثاسعہ (نواں عقیدہ)	۳۳۹	عقیدہ اولیٰ (پہلا عقیدہ)
۳۸۲	ضروریات دین	۳۳۹	ذات و صفاتِ باری تعالیٰ
۳۸۵	فائدہ جلیلہ	۳۴۵	عقیدہ ثانیہ (دوسرا عقیدہ)
۳۸۵	مانی ہوئی باتیں چار قسم ہوتی ہیں ضروریات دین۔ ضروریات مذہب اہل سنت، ثابتات ۳ محکمہ، ظنیاتِ محتملہ	۳۴۵	سب سے اعلیٰ و سب سے اولیٰ
		۳۵۱	عقیدہ ثالثہ (تیسرا عقیدہ)

۳۰۵	مصنف علیہ الرحمہ کی تحقیق میں لفظ عالم الغیب کا اطلاق حضرت عزت عزوجلہ، کے ساتھ خاص ہے کہ اس سے عرفاً علم بالذات متبادر ہے	۳۸۶	عقیدہ عاشرہ (دسواں عقیدہ)
۳۰۸	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ماکان و مایکون کے تمام غیب منکشف فرمادیئے گئے	۳۸۶	شریعت و طریقت
۳۰۸	لما علی قاری کی ایک عبارت کی توجیہ	۳۹۰	نبی ہونے کے باوجود سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتی ہونے کی خواہش کیوں کی
۳۱۱	○ رماح القہار علی کفر الکفار (تمہید "خالص الاعتقاد")	۳۹۱	عوام مومنین سے عوام ملائکہ کا مرتبہ زیادہ ہے یا نہیں
۳۱۲	رسالہ "خالص الاعتقاد کی وجہ تصنیف اور تفصیلی پس منظر	۳۹۱	عوام مومنین کی تشریح
۳۱۳	کفر پارٹی کی دو تدبیریں	۳۹۲	تقلید فرض قطعی ہے
۳۱۳	تدبیر اول معارضہ بالمثل	۳۹۳	فقہ کو نہ ماننے والا شیطان ہے
۳۱۳	مسائل تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ضروریات دین، ضروریات عقائد اہل سنت۔ علمائے اہلسنت میں مختلف فیہ	۳۹۳	فقہ کو نہ ماننے کی قباحتیں
۳۱۴	مسائل علم غیب کے اقسام و احکام	۳۹۳	آمین بالجہر نماز میں درست نہیں
۳۱۶	وہابیہ کی مکاریاں	۳۹۴	تعظیم کبھی قیام میں اور کبھی باادب بیٹھنے سے ہوتی ہے۔
۳۱۸	غایۃ المامول والے منور علی رامپوری کی چوری اور سرزوری	۳۹۵	راما سٹیکم آریہ کے افتراء و جہالت و نا فہمی و بے ایمانی پر مبنی ایک سوال کا جواب
۳۱۹	منور علی رامپوری کی بجھ چراغی	۳۹۶	صاحب کشف مغتری ہے
۳۱۹	منور علی رامپوری کی کتر بیونت	۳۹۶	مسئلہ مغفرت ذنب کی بحث اور اس کے بارے میں آریہ کے اعتراضات اور ان کے جوابات کی تفصیل
۳۲۰	شرمیلی جھانولی	۴۰۲	راما سٹیکم اب آریہ نہیں نصرانی ہے لہذا رُوئے جواب جانب نصاریٰ کرتے ہوئے سوال مذکور کا جواب باسلوب دیگر
۳۲۱	دوسری تدبیر	۴۰۳	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علم غیب عطائی کا ثبوت

۴۲۹	نامہ اول از حضرت سید حسین حیدر میاں مارہروی بنام اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہا	۴۲۹	علم کی ذاتی و عطائی کی طرف انقسام یقینی اور محیط و غیر محیط کی طرف تقسیم بدیہی ہے
۴۳۰	نامہ دوم	۴۳۰	اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونے کے قابل صرف علم ذاتی و علم محیط ہے
۴۳۳	○ رسالہ خالص الاعتقاد (مسئلہ علم غیب پر عظیم اور مدلل کتاب جو ایک سو بیس دلائل پر مشتمل ہے)	۴۳۳	حوالہ جات و تصریحات آئمہ کرام
۴۳۳	مراسلہ مصنف علیہ الرحمہ بنام حضرت سید حسین حیدر میاں مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۴۳۳	آیت کریمہ "لا اعلم الغیب" کی تین تفسیریں
۴۳۴	امر اول	۴۳۴	امر چہارم
۴۳۴	مخالفین کی افتراء پر دازیاں	۴۳۴	علم غیب سے متعلق اجماعی مسائل
۴۳۸	امر دوم	۴۳۸	تمام مخلوق کے علوم کو علوم الہیہ سے وہ نسبت بھی نہیں جو کروڑ ہا کروڑ سمندروں سے ایک ذرا سی بوند کے کروڑوں حصے کو ہے
۴۳۸	بندوں کو علم غیب عطا ہونے کی سندیں اور آیات نفی کی مراد	۴۳۸	متناہی کو متناہی سے نسبت ضرور ہے
۴۳۸	کون سا علم غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔	۴۳۸	جو کچھ دو حدوں کے اندر ہو سب متناہی ہے
۴۳۸	اللہ تعالیٰ کی عطا سے علوم غیب غیر محیط کا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کو عطا ہونا قطعاً حق ہے	۴۳۸	بالفعل غیر متناہی کا علم تفصیلی مخلوق کو مل ہی نہیں سکتا
۴۳۹	ایمان تصدیق ہے اور تصدیق علم ہے جس شئی کا علم ہی نہ ہو اس پر ایمان لانا کیونکر ممکن ہے۔	۴۳۹	علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں وہابیہ کے عقائد
۴۳۹	حوالہ جات	۴۳۹	امر پنجم
۴۴۳	وہابیہ پر غضبوں کی تر قیاں	۴۴۳	علم غیب کی اختلافی حدود اور مسلک عرفاء
۴۴۴	امر سوم	۴۴۴	مجموعہ ماکان و مایکون کا علم، علوم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سمندر کی ایک لہر ہے
۴۴۴	ذاتی و عطائی کی جانب علم کا انقسام اور علماء کی تصریحات	۴۴۴	علم ماکان و مایکون سے متعلق ائمہ و علماء کے حوالہ جات
		۴۵۸	ولی فرد تمام نشاۃ عنصری جسمانی پر مستولی ہوتا ہے

۴۸۶	علم عظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعت کا بیان	۴۶۲	آیت کریمہ "وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا" کے متعلق حضرت سید عبد العزیز دباغ علیہ الرحمہ کا قول
۴۸۷	آیات قرآنی	۴۶۵	اشتر دو قسم کے ہوتے ہیں
۴۸۷	اہل سنت کے مذہب میں شیئ ہر موجود کو کہتے ہیں	۴۶۵	قسم اول اشتر قولی کہ زبان سے یک یک کرے
۴۸۷	علم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوح محفوظ کو محیط ہے	۴۶۵	قسم دوم اشتر فعلی کہ زبان سے چپ رہے اور خباثت سے باز نہ آئے
۴۸۷	لوح محفوظ میں کیا کیا لکھا ہے	۴۶۵	وہابیہ اشتر قولی و اشتر فعلی دونوں ہیں
۴۸۸	نکرہ چیز نفی میں مفید عموم ہوتا ہے	۴۶۵	سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض ارشادات
۴۸۸	لفظ کل ایسا عام ہے جو کبھی خاص ہو کر مستعمل ہی نہیں ہوتا	۴۶۶	جعفر و جامعہ امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو کتابیں ہیں
	عام افادہ استغراق میں قطعی ہوتا ہے۔	۴۷۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پانچوں غیبوں کا علم حاصل تھا
۴۸۸	نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گی	۴۷۷	تنبیہ جلیل
۴۸۸	تخصیص مترافی نسخ ہے	۴۷۹	تمام علماء۔ اولیاء، صحابہ اور انبیاء و ہابیوں کی تکفیر کا نشانہ
۴۸۸	اخبار کا نسخ ناممکن ہے	۴۸۲	امام احمد رضا کا سلسلہ اعتقاد علماء، اولیاء، ائمہ اور صحابہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ سے اللہ رب العالمین تک مسلسل ملا ہوا ہے
۴۸۸	تخصیص عقلی عام کو قطعیت سے نازل نہیں کرتی	۴۸۵	○ رسالہ ابناء المصطفیٰ بحال سرواخی (نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم ماکان و مایکون ہونے کا بیان)
۴۸۸	شرق و غرب، سماء و ارض، عرش و فرش کا کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہیں	۴۸۶	اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا

۴۸۹	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم گھٹانے کے لیے جتنے دلائل پیش کیے جاتے ہیں ان سب کا جواب	۵۰۳	نصوصِ حصر کو مدعاے مخالف سے اصلاً مَس نہیں بلکہ وہ اس کی صریح جہالت پر نص ہیں
۴۸۹	عموم آیاتِ قطعیہ قرآنیہ کی مخالفت میں اخبار و احاد سے استناد محض غلط ہے	۵۰۴	اپنے خاتمے کا حال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معلوم نہ ماننا صریح کفر ہے
۴۸۹	براہین قاطعہ کی چند عبارات اور ان کا رد	۵۰۶	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمتِ شان۔ میں جامع ترمذی کی ایک جامع حدیث
۴۹۰	حدیث "واللہ لا ادری ما یفعل بی و لا بکم" سے وہابیہ کے استدلال کا جواب	۵۰۷	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دینے اور عیب لگانے والے کا حکم
۴۹۱	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پر ایک اعتراض کا شیخ محقق کی طرف سے جواب	۵۰۷	جس نے کہا فلاں کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے زیادہ ہے اس نے آپ کو عیب لگایا
۴۹۲	احادیثِ مبارکہ	۵۰۸	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کے بارے میں مصنف علیہ الرحمہ کی ایک مبسوط کتاب "مالی الجیب بعلم الغیب" کا تعارف
۴۹۳	سب امت تمام اعمال سمیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش کی گئی	۵۰۸	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کے بارے میں مصنف علیہ الرحمہ کی ایک مبسوط کتاب "مالی الجیب بعلم الغیب" کا تعارف
۴۹۷	اقوالِ ائمہ کرام	۵۱۱	○ رسالہ اذاحۃ العیب بسیف الغیب (علم غیب کے مسئلہ پر مدلل تحریر اور ادہام وہابیہ کا ردِ بلیغ مدرسہ دیوبند سے ارسال کردہ ایک سوال
۵۰۰	علم الہی اور علم خلق میں فرق	۵۱۲	جواب از مصنف علیہ الرحمہ
۵۰۲	نصوصِ حصر	۵۱۲	شہاب وہابیہ کا دفعیہ
۵۰۳	علم باعتبارِ منشاء دو قسم کا ہے۔ ذاتی و عطائی	۵۱۲	قرآن مجید نے ۲۳ برس میں بتدریج نزولِ اجمال فرمایا
۵۰۳	علم باعتبارِ متعلق دو قسم کا ہے اعلم مطلق و ۲ مطلق علم	۵۱۲	حبیب اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمع مکان و مایکون کا علم عطا ہوا
۵۰۳	علم ذاتی و علم مطلق بلاشبہ اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہیں اور ہر گز کسی غیر خدا کے لیے ان کے حصول کا کوئی بھی قائل نہیں		

۵۱۸	باب تشبیہ واسع ہے	۵۱۳	آیات قطعیہ کے خلاف کوئی حدیث احاد بھی مسلم نہیں ہو سکتی اگرچہ سنداً صحیح ہو
۵۱۸	شبہ ثانیہ کا رد	۵۱۳	قرآن عظیم کے خلاف پر جو دلیل قائم کرے اس پر چار باتیں ملحوظ رکھنا لازم ہیں
۵۱۹	شبہ ثالثہ کا رد	۵۱۳	نفی حقیقت ذاتیہ نفی حقیقت عطائیہ کو مستلزم نہیں
۵۱۹	دیوبندی کا حدیث میں صریح انفراد	۵۱۳	میدان محشر کا منظر اور حضور شافع محشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کرم نوازیں
۵۱۹	اعمال اُمت بارگاہ رسالت میں پیش ہوتے ہیں	۵۱۵	فائدہ
۵۱۹	سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات و وفات اُمت کے لیے بہتر ہیں	۵۱۵	شبہ اولیٰ کا رد
۵۲۰	ہر پیر اور جمہرات کو اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوتے ہیں اور جمعہ کو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ماں باپ کے سامنے پیش ہوتے ہیں	۵۱۵	امام ابن سیرین کی وفات سے ساڑھے تریپن برس بعد امام احمد بن حنبل کی ولادت ہوئی۔
۵۲۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور روزانہ اعمال کی پیش آپ کے خصائص میں سے ہے۔	۵۱۵	ابن سیرین کا وصال ۹ شوال ۱۱۰ھ کو ہے جب کہ امام احمد بن حنبل کی ولادت ربیع الاول ۱۶۳ھ کو ہوئی
۵۲۲	شبہ رابعہ کا رد	۵۱۶	وہابیہ کو اوروں کے فضائل سے اتنی عداوت نہیں جتنی فضائل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے
۵۲۲	حدیث ترمذی پر مصنف علیہ الرحمہ کی محدثانہ بحث اور راویوں کی جرح و تعدیل	۵۱۶	لطیفہ جلیلہ
۵۲۹	وہابیہ کا عجب اوندھا پن کہ جو حدیث حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر روشن دلیل ہے اُسی کو الٹی دلیل نفی ٹھہراتے ہیں	۵۱۶	گنگوہی صاحب کی تاریخی جہالت کہ امام ابو یوسف کو حسین بن منصور حلاج کا ہم عصر سمجھ بیٹھے
۵۲۹	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شریعت و حقیقت دونوں کے حاکم ہیں لہذا آپ کے احکام کبھی شریعت ظاہر پر اور کبھی حقیقت باطن پر ہوتے ہیں	۵۱۶	امام ابو یوسف کی وفات ۱۸۲ھ میں ہوئی
		۵۱۷	سلطان اور نگزیب عالمگیر کی ایک حکایت

۵۲۹	حقیقت باطن پر احکام کی مثالیں	۵۲۵	اولیاء اللہ کو دور سے مشکل کے واسطے پکارنا کیسا ہے
۵۳۰	ایک نمازی کو قتل کرنے کا حکم	۵۲۵	"یا رسول اللہ" پکارنا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ آپ بذاتِ خود سنتے ہیں کیسا ہے
۵۳۱	چور کو قتل کرنے کا حکم	۵۲۷	حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایک سوال کا جواب
۵۳۲	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ دو قبلوں اور دو ہجرتوں کے جامع ہیں اور شریعت و حقیقت دونوں آپ کے لیے جمع کر دی گئی ہیں	۵۲۷	میلاد شریف کب سے نکلا، کس نے نکالا، امام اعظم نے کیا یا نہیں۔ زمانہ صحابہ میں تھا یا نہیں
۵۳۳	امام سیوطی علیہ الرحمہ کی کتاب "خصائص کبریٰ" کی عبارت سے تائید مزید	۵۲۸	یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیناً اللہ" کا وظیفہ جائز ہے
۵۳۳	عامہ انبیاء کو صرف ظاہر شرع، حضرت خضر کو صرف باطن پر جب کہ امام الانبیاء کو دونوں پر عمل کا اذن ہے علیہم الصلوٰۃ والسلام	۵۲۹	O رسالہ انوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ (یا رسول اللہ کے جواز پر دلائل)
۵۳۰	قیام ذکر و ولادت سید الانام علیہ وعلیٰ ذویہ افضل الصلوٰۃ والسلام بلاشبہ مستحب و مستحسن علمائے اعلام و عادت مجتہدین کرام و غیظ وہابیہ لنام	۵۵۰	یا رسول اللہ کہنا بلاشبہ جائز ہے
۵۳۳	مزارات پر جا کر مرادیں مانگنے سے منع کرنے والے شخص کے بارے میں سوال کا جواب	۵۵۰	احادیث اور ادعیہ ماثورہ سے اس کا ثبوت
۵۳۴	حنفی کی تعریف	۵۵۳	اقوال ائمہ اور فتاویٰ علماء سے ثبوت
۵۳۴	محفل میلاد شریف میں قیام کرنا مستحسن ہے اور یہ قیام چاروں مذاہب کے علماء و عام اہل اسلام کرتے ہیں	۵۵۴	تین شامی مجاہدین کا واقعہ کہ یہ تینوں تیج تابعی تھے
۵۳۴	اسماعیل دہلوی و تقویۃ الایمان کے ماننے والا یا اس کے مطابق عقائد رکھنے والا وہابی ہے	۵۵۶	سیدنا غوث اعظم کی تعلیمات بسلسلہ ہذا
۵۳۵	اولیاء کرام بعد وفات زندہ ہیں مگر نہ مثل حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام	۵۵۶	اولیاء کرام کو ندا کرنے کا طریقہ متواتر جو خود انہوں نے اپنے متوسلین کو تعلیم فرمایا
۵۳۵	سب مسلمان قبروں سے کفن میں اٹھیں گے		

۵۷۲	دوسری آیت	۵۵۸	اس سلسلہ میں چند واقعات
۵۷۳	تیسری آیت	۵۶۱	علامہ جامی و شاہ ولی اللہ صاحب کی تصانیف سے اس مسئلہ کا اثبات
۵۷۳	چوتھی آیت	۵۶۳	"یا شیخ عبدالقادر و ناد علی و دیگر وظائف کے ذریعہ ثبوت
۵۷۳	پانچویں آیت	۵۶۵	وہابیہ کے قول پر صحابہ سے لے کر شاہ ولی اللہ تک سب مشرک ٹھہرتے ہیں
۵۷۴	احادیث کریمہ	۵۶۶	التحیات کے بعد نداء یا رسول اللہ کا اثبات
۵۷۴	عرصات محشر کی ہولناکی اور شفاعت کبریٰ کی حدیثیں	۵۶۶	وہابیہ کے مذہب پر نماز جو کہ عبادت ہے اس کے اندر شرک لازم آتا ہے
۵۷۵	بارگاہ الہی میں جو وجاہت ہمارے آقا کی ہے کسی اور کی نہیں۔	۵۶۷	التحیات میں معافی کا قصد کرتے ہوئے سرکار کی خدمت میں سلام عرض کرے
۵۷۵	منصب شفاعت کبریٰ اسی سرکار کا خاصہ ہے	۵۶۸	اعمال امت بارگاہ رسالت میں پیش ہوتے ہیں
۵۷۵	حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بار شفاعت فرمائیں گے اور ہر مرتبہ بے شمار بندگان خدا کو نجات بخشیں گے	۵۷۱	رسالہ اسماع الاربعین فی شفاعۃ سید المحبوبین (شفاعت کے بارے میں چالیس ۴۰ احادیث مقدسہ)
۵۷۶	مصنف علیہ الرحمہ کی طرف سے ایسی چالیس احادیث شفاعت کا انتخاب جو مشہور احادیث شفاعت کے علاوہ ہیں اور گوش عوام تک کم پہنچی ہیں۔	۵۷۲	ہزار ہا محدثین احادیث شفاعت کے راوی ہیں حدیث کی ہر گونہ کتاب صحاح، سنن، مسانید، معاجم، جوامع، مصنفات، ان سے مالا مال اہلسنت کا ہر تنفس، یہاں تک کہ زنان و اطفال بلکہ وہ قانی جنجال بھی اس عقیدے سے آگاہ، خدا کا دیدار، محمد کی شفاعت ایک ایک بچے کی زبان پر جاری، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
۵۷۷	حدیث او ۲	۵۷۲	شفاعت کے ثبوت میں چند آیات قرآنیہ
۵۷۷	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت گناہوں میں آلود سخت سخت خطاکاروں کے لیے ہوگی	۵۷۲	پہلی آیت

۵۸۴	حدیث ۲۴ تمام مخلوق الہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیاز مند ہو گئی۔ یہاں تک کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بھی	۵۷۷	حدیث ۳، ہالکین کے لیے شفاعت
۵۸۴	حدیث ۲۵ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے لیے شفاعت چھپا رکھی کسی اور کو نہ دی	۵۷۷	حدیث ۴، ۸، اہل کبائر کے لیے شفاعت
۵۸۵	حدیث ۲۶ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کے دن انبیاء کے پیشوا اور خطیب ہوں گے	۵۷۸	حدیث ۹۔ اہل ذنوب کے لیے شفاعت
۵۸۵	حدیث ۲۷ تا ۴۰ جو شفاعت پر ایمان نہیں رکھتا وہ شفاعت کا اہل نہیں		
۵۸۶	شبِ قدر میں تمام چیزیں سجدہ کرتی ہیں	۵۷۸	حدیث ۱۰، ۱۱، زمین کے پیڑوں، پتھروں اور ڈھیلوں کی تعداد سے زیادہ آدمیوں کی شفاعت۔
۵۸۷	ایک خط کا جواب جو دو مولوی صاحبان کے درمیان اختلاف رائے کے بارے میں مولوی سید احمد نے لکھا	۵۷۹	حدیث ۱۲۔ ہر سچے کلمہ گو کے لیے شفاعت
۵۸۷	تعلیم سادات کی اہمیت	۵۷۹	حدیث ۱۳۔ ہر اس شخص کے لیے شفاعت جس کا خاتمہ عدم شرک پر ہوا
۵۸۷	لوگ اپنے نسب پر امین ہوتے ہیں	۵۷۹	حدیث ۱۴۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جہنم کا دروازہ کھلوا کر ہر سچے کلمہ گو کو وہاں سے نکال لائیں گے
۵۸۹	حج سے واپسی پر احمد آباد میں قیام کا واقعہ	۵۸۰	حدیث ۱۵۔ رب فرمائے گا اے محبوب۔ تیری کیا مرضی ہے میں تیری امت کے ساتھ کیا کروں۔
۵۹۰	ایک رامپوری عالم کی تصنیف پر تقریظ لکھنے کا واقعہ	۵۸۰	داروغہ دوزخ عرض کرے گا کہ اے محبوب آپ نے اپنی امت میں رب کا غضب نام کو نہ چھوڑا۔
۵۹۱	عوام کو ضروری باتوں کا علم دیکھنا ہی فرض ہے	۵۸۱	حدیث ۱۶ تا ۲۱، فرمان سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ میرے سوا کسی نبی کو یہ منصب نہیں ملا
		۵۸۱	حدیث ۲۲ و ۲۳ ہر نبی کو ایک خاص مقبول دعا عطا ہوئی جو انہوں نے دنیا میں استعمال کر لی مگر امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ دعا آخرت کے لیے اٹھا رکھی جس کے ذریعے وہ اپنی ساری امت کو بخشوائیں گے

۶۰۳	قسم اول	۵۹۱	عوام مرتبے سے اونچے ہر گز نہ اڑیں
۶۰۳	قسم دوم	۵۹۱	مولانا محرم علی چشتی علیہ الرحمہ صدر ثانی انجمن نعمانیہ لاہور کا دس سوالات پر مشتمل خط اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا جواب
۶۰۷	عرض اخیر	۵۹۲	اہل حق سے لغزش واقع ہو اس کا اخفاء واجب ہے
۶۰۸	اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ہمہ وقتی دینی امور میں مشغولیت	۵۹۵	والد ماجد اعلیٰ حضرت مولانا نقی علی خان و محب رسول مولانا عبدالقادر صاحب قدس سرہما کی جلالت شان
۶۱۰	مولانا سید دیدار علی شاہ اور اعلیٰ حضرت کے دوران گفتگو	۵۹۶	مصنف علیہ الرحمہ کی کسر نفسی
۶۱۳	رسالہ "امور عشرین در امتیاز عقائد سنیین" (سنی اور غیر سنی میں امتیاز کرنے والے بیس امور)	۵۹۶	سن ۱۳۳۰ ہجری تک اعلیٰ حضرت کی تعداد تصانیف کا بیان
۶۱۳	(علاقہ ریاست جے پور راجستھان) سے ارسال کردہ حافظ محمد عثمان کے خط کا جواب جس میں جناب مولوی احمد علی شاہ صاحب کے بارے میں مصنف علیہ الرحمہ سے استفسار کیا گیا تھا)	۵۹۶	انجمن نعمانیہ لاہور میں اعلیٰ حضرت نے ۱۳۲۰ھ تک کے شائع شدہ رسائل خود ارسال کیے تھے
۶۱۳	نقل نامہ حافظ محمد عثمان صاحب بنام مصنف علیہ الرحمہ	۵۹۷	خالص اہلسنت کی ایک قوت اجتماعی کی ضرور ضرورت ہے مگر اس کے لیے تین چیزوں کی سخت حاجت ہے (۱) علماء کا اتفاق (۲) تحمل شاق قدر باطاق (۳) امراء کا اتفاق لوجہ الخلاق،
۶۱۳	نامہ مصنف علیہ الرحمہ بنام حافظ محمد عثمان صاحب	۵۹۹	حدیث کا ارشاد کہ وہ زمانہ آنے والا ہے کہ دین کا کام بھی بے روپیہ پیسے کے نہ چلے گا
۶۱۵	امور عشرین تصدیق طلب از جناب مولانا مولوی احمد علی شاہ صاحب مرزا پوری	۵۹۹	اشاعت علم دین کے اہم طریقے
۶۱۷	مصنف علیہ الرحمہ کے امور مقررہ کی تصدیق از جناب مولانا مولوی احمد علی شاہ صاحب	۶۰۲	فہرست عقائد حنفیہ میں کچھ ترمیمات
۶۱۷	تصدیق تحریر از مصنف علیہ الرحمہ	۶۰۳	ترمیمات سابقہ متروکہ کی دو قسمیں

۶۱۸	شیخ احمد نامی خادم روضۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے ایک وصیت پر مشتمل اشتہار کے بارے میں استفتاء	۶۱۸	نوسوالات پر مشتمل ایک استفتاء کا جواب	۶۳۲
۶۱۹	عالم و جاہل کے گناہ میں فرق	۶۱۹	ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمان روحانی معراج کے بارے میں ہے	۶۳۲
۶۲۰	صاحبزادہ والا قدر حضرت مولانا سید محمد میاں مارہروی کے ایک خط کا جواب جس میں کنز الاثرۃ نامی کتاب کی تصحیح و اصلاح کا ذکر کیا گیا ہے،	۶۲۰	معراج جسمانی کی تفصیل	۶۳۳
۶۲۵	ایک امام مسجد کے بارے میں سوال جو کھانے کی اشیاء پر اس لیے فاتحہ پڑھنے سے انکار کرتا ہے کہ اگر اس میں سے کوئی حصہ زمین پر گر گیا تو بے ادبی ہوگی اور فاتحہ دینے والے کو اس پر گناہ ہوگا	۶۲۵	رات میں معراج ہونے کی حکمت	۶۳۵
۶۲۶	نیکی و بدی تولنے والی میزان یہاں کے ترازو کے خلاف ہے وہاں نیکیوں کا پلڑا اگر بھاری ہے تو اوپر اٹھے گا اور بدیوں کا پلڑا نیچے بیٹھے گا	۶۲۶	انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سب بحیات حقیقی زندہ ہیں	۶۳۷
۶۲۷	حضرت منصور، بلذید بسطامی اور شمس تبریزی کے اقوال انا الحق، سبحانی ما اعظم شأنی اور قم باذنی کی تحقیق	۶۲۷	چار نبی بے عروض موت اب تک زندہ ہیں	۶۳۷
۶۲۸	حضرت شاہ منصور علیہ الرحمہ کو سولی کیوں دی گئی	۶۲۸	حقیقی سادات پر عذاب سے مامون ہونے کی امید واثق ہے	۶۳۸
۶۲۹	سرکارِ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈوبی گشتی ترانے والی کرامت	۶۲۹	حضرت فاطمہ اور ان کی تمام ذریت نار سے محفوظ ہے	۶۳۸
۶۲۹	یہ روایت غلط و باطل ہے کہ غوث اعظم نے عزرائیل علیہ السلام کو تھپڑ مارا، اور اس کو بیان کرنا حرام	۶۲۹	اسی نوعیت کے ایک اور سوال کا جواب	۶۳۹
۶۲۹	مرسلین ملائکہ بالا جماع تمام غیر انبیاء سے افضل ہیں	۶۲۹	بدشگونیاں جائز نہیں اور ہندوانہ طریقہ	۶۴۱
۶۲۹	توہین رسول کفر ہے	۶۲۹	کافر بیعت نہیں ہو سکتا۔	۶۴۲
۶۳۰	قرآنی کلمات پر مشتمل گمنام خط کے بارے میں سوال کا جواب	۶۳۰	کافر کو مجاز و ماذون بیعت و خلیفہ بنانا کفر ہے	۶۴۲
۶۳۰	ارواحِ مومنین کا اپنے اپنے مکان میں آنے کا ثبوت	۶۳۰		

۶۸۵	فصل سوم اقوال ائمہ کرام و علمائے اعلام جن سے کفر ابی طالب ثابت	۶۴۳	مومن اور ولی میں کون سی نسبت ہے
۶۹۹	فصل چہارم علماء کی تصریحیں کہ دربارہ ابوطالب قول تکفیر ہی حق و صحیح ہے	۶۴۳	درود شریف میں علیٰ ابراہیم و علیٰ ال ابراہیم لانے کی وجہ
۷۰۱	فصل پنجم علماء کی تصریحیں کہ کفر ابی طالب پر اجماع اہل سنت ہے	۶۴۳	جس مضمون پر قرآن پاک دلالت کرے وہ مدلول قرآنی ہے
۷۰۳	فصل ششم علماء کی تصریحیں کہ اسلام ابوطالب ماننا روافض کا مذہب ہے	۶۴۳	تشابہات میں قیاس کرنا ضلالت ہے
۷۰۵	فصل ہفتم شبہات مخالفین کا رد	۶۴۳	آل کے اندر اصحاب بھی شامل ہیں
۷۰۵	شبہ اولی کفالت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۶۴۴	درجہ ولایت باقی رہنے اور نبوت ختم ہونے کی وجہ
۷۰۶	شبہ دوم نصرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اس کے پانچ جواب	۶۴۵	نوشہ بغداد قدس سرہ کی تشریح اور وہم کا صحیح علاج
۷۰۸	شبہ سوم محبت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عدم اسلام ابی طالب کی حکمتیں	۶۴۶	عبادت کی جامع و مانع تعریف
۷۱۱	شبہ چہارم نعت شریف نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۶۴۹	غیر خدا کے لیے سجدہ عبادت کفر ہے اور سجدہ تحیت حرام و کبیرہ ہے
۷۱۲	شبہ پنجم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استغفار فرمانا	۶۵۳	قرآن مجید میں کلمہ طیبہ کے دونوں جز موجود ہیں
۷۱۲	شبہ ششم حکایت جامع الاصول اور جواب میں اُن اہل بیت کا ذکر جنہوں نے کفر ابی طالب کی تصریحیں کیں	۶۵۳	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شافع محشر ہونے کا ثبوت قرآن مجید سے
۷۱۴	شبہ ہفتم عبارت شرح سفر السعادة	۶۵۵	رسالہ شرح البطالب فی مبحث ابی طالب (ایمان ابوطالب کے بارے میں مفصل و مدلل بحث)
۷۱۴	شبہ ہشتم وصیت نامہ اور اس کے تین جواب	۶۶۱	فصل اول آیات قرآنیہ جن سے ابوطالب کا مسلمان نہ ہونا ثابت
		۶۷۳	فصل دوم احادیث صریحہ جن سے ابوطالب کا عدم اسلام ثابت

۶۸	لفظ محمد کے عدد ۹۲ اور خدا کے عدد ۶۰۵ ہیں	۷۱۸	شبہ نہم روایت مغازی ابن اسحاق اور اس کے سات جواب
۲۷۰	اقلیدس کا ایک مسئلہ	۷۳۸	فصل ہشتم کفرابی طالب و ابو لہب کافر کے لیے دعائے مغفرت کا حرام ہونا
۲۷۰	ارثماطقی کا ایک مسئلہ	۷۴۱	فصل نہم ان اسی صحابہ و تابعین وائمہ و علماء کے نام جن سے کفرابی طالب کی تصریح اس رسالہ میں منقول ہوئی
۲۷۰	جبر و مقابلہ کا ایک مسئلہ	۷۴۵	فصل دہم ان ایک سو تیس کتب تفسیر و عقائد و غیرہ کے نام جن کی سندیں اس رسالہ میں منقول ہوئیں
	لغت (ضمیمہ)	۷۴۸	تذیل، وہ کتاب جن سے اس رسالہ میں مدد لی گئی
۵۷	کرنا، کر لینا اور کر دینا میں فرق اور اس کی مثالیں		عقائد و کلام (ضمیمہ)
۶۸	برس کو عربی میں حول کہتے ہیں کہ تحویل سے مشعر ہے	۶۸	بے وساطتِ رسل اللہ تعالیٰ تک رسائی محال ہے
۶۸	برس بمعنی بارش ہے	۶۸	تصدیق سب رسولوں کی جزو ایمان ہے
۱۶۶	مقام و منزل و مقام بمعنی مکانت و منزلت و مرتبہ شائع الاستعمال ہیں		علم حروف و ریاضی (ضمیمہ)

فہرست ضمنی مسائل

۳۹۰	نبی ہونے کے باوجود سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اُمتی ہونے کی خواہش کیوں کی		فضائل سید المرسلین
۵۰۶	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت شان میں جامع ترمذی کی ایک جامع حدیث	۶۸	ہر رسول کی رسالت بارش رحمت ہے
۵۱۳	میدانِ محشر کا منظر اور حضور شافع محشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کرم نوازیں	۱۱۳	اللہ تعالیٰ نے تمام جہان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بنایا
۵۲۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور روزانہ اعمال کی پیشی آپ کے خصائص میں سے ہیں	۲۰۱	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات و صفات و فضائل و کمالات کبھی زوال پذیر نہیں بلکہ ہمیشہ مترقی ہیں
۵۲۹	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شریعت و حقیقت دونوں کے حاکم ہیں لہذا آپ کے احکام کبھی شریعت ظاہر پر اور کبھی حقیقت باطن پر ہوتے ہیں	۲۵۵	درود تاج پڑھنا اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دافع بلاء سمجھنا
۵۳۲	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ دو قبلوں اور دو ہجرتوں کے جامع ہیں اور شریعت و حقیقت دونوں آپ کے لیے جمع کر دی گئی ہیں	۶۵۸	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روح اقدس بارہا ستر ہزار صورتوں میں جلوہ گر ہوتی ہے

۴۵۸	ولی فرد تمام نشاۃِ عنصری جسمانی پر مستولی ہوتا ہے	۵۷۵	بارگاہِ الہی میں جو وجاہت ہمارے آقا کی ہے کسی اور کی نہیں
۵۸۷	تعظیم سادات کی اہمیت	۵۷۵	منصب شفاعت کبریٰ اسی سرکار کا خاصہ ہے
۵۹۵	والد ماجد علی حضرت مولانا نقی علی خان و محب رسول مولانا عبدالقادر صاحب قدس سرہما کی جلالت شان	۵۸۰	داروغہ دوزخ عرض کرے گا کہ اے محبوب آپ نے اپنی امت میں رب کا غضب نام کو نہ چھوڑا
۵۲۹	سرکارِ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈوبی کشتی ترائے والی کرامت		فضائل و مناقب
۵۲۹	مرسلین ملائکہ بالاجماع تمام غیر انبیائے سے افضل ہیں	۹۸	سیدنا عمر و بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، آپ کے فضائل و مناقب
۵۳۸	حقیقی سادات پر عذاب سے مامون ہونے کی امید واثق ہے	۹۸	صحابہ سب کے سب اہل خیر و عدلت ہیں
۶۳۸	حضرت فاطمہ اور ان کی تمام ذریت نار سے محفوظ ہے	۱۰۵	حضور سیدنا غوث اعظم ضرور دستگیر اور خواجہ معین الدین چشتی ضرور غریب نواز ہیں
۶۳۳	درود شریف میں علیٰ ابراہیم و علیٰ آل ابراہیم لانے کی وجہ	۲۲۷	صحابہ کرام کے فضائل اور ان کی تعظیم کی فرضیت کا بیان
	نماز و امامت	۲۲۹	انبیاء کے بعد سب سے افضل سیدنا صدیق اکبر پھر فاروق اعظم ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما
۱۶۰	شرع مطہر نے تمام جہان کے مسلمانوں کو نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا ہے	۲۳۳	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب اولیاء کرام تھے
۱۹۳	مسئلہ غیر مقلدوں کے پیچھے نماز پڑھنا	۲۳۳	افضل الصحابہ کون ہے
۲۰۵	جمعہ کی نماز کے بعد احتیاط الظہر ۱۲ رکعت پڑھنا ضروری ہے یا نہیں	۲۶۳	صحابہ کرام کی عظمت و فضیلت اور انہیں لالچی کہنے والے کی مذمت و ضلالت کا بیان
۲۱۹	منکر میلاد شریف و تقبیل ابہامین کے پیچھے نماز پڑھنے کا شرعی حکم کیا ہے	۳۳۵	ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ کس معنی میں رویت باری تعالیٰ کا انکار فرماتی ہیں
۲۲۱	زید کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے برابر پیدا کر سکتا ہے مگر کرے گا نہیں۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں	۳۳۵	امام اعظم سردارانِ علماء میں داخل ہیں

۱۲۲	ہدایت و ضلالت کا بڑا منشاء قرآن مجید کی آیات کا دو قسم ہونا ہے، محکمات اور متشابہات	۲۶۷	مرتبہ کے پیچھے نماز کیسی
۱۲۳	استواء علی العرش کے معنی میں چار نفیس وجوہ تاویل	۲۸۳	بلاوجہ شرعی عمداً ترک جماعت گناہ ہے اور اس کا عادی فاسق گمراہ ہے
۱۲۶	قرآن مجید میں استواء سات جگہ آیا ہے ساتویں جگہ آفرینش زمین و آسمان کے ساتھ اور بلا فصل اس کے بعد آیا ہے	۳۹۳	آمین بالجہر نماز میں درست نہیں
۱۲۸	آیت کریمہ "الرحمن علی العرش استوی" آیات متشابہات میں سے ہے	۵۶۶	الحمیات کے بعد نداء یا رسول اللہ کا اثبات
۱۷۰	آیات متشابہات میں اہل سنت کے صرف دو طریق ہیں	۵۶۶	وہابیہ کے مذہب پر نماز جو کہ عبادت ہے اس کے اندر شرک لازم آتا ہے
۲۵۹	چند قرآنی آیات کی تفسیر کے بارے میں استفسار	۵۶۶	الحمیات میں معافی کا قصد کرتے ہوئے سرکار کی خدمت میں سلام عرض کرے
۳۵۰	آیت کریمہ "لا اعلم الغیب" کی تین نفیس تفسیریں		جناز
۳۶۲	آیت کریمہ "وعلم آدم الاسماء کلھا" کے متعلق حضرت سید عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمہ کا قول	۲۰۵	بزرگوں کی قبروں کی زیارت، ان کا طواف اور ان کو بوسہ دینا کیسا ہے
۵۱۲	قرآن مجید نے ۲۳ برس میں بتدریج نزول اجال فرمایا	۲۸۲	زیارت قبور سنت ہے
۶۵۴	قرآن میں کلمہ طیبہ کے دونوں جز موجود ہیں		فوائد تفسیریہ
	فوائد حدیثیہ	۶۰	ترجمہ کرتے وقت کیا احتیاطیں ضروری ہیں
۶۴	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں مذکور ایک حدیث کے حوالہ کے بارے میں سوال کا جواب	۱۱۶	استواء علی العرش پر گفتگو
۱۱۳	حدیث لولاک کے بارے میں ایک سوال کا جواب	۱۱۷	آیات متشابہات کے بارے میں اہلسنت کے دو مسلک ہیں

۵۷۴	عرصات محشر کی ہولناکی اور شفاعت کبریٰ کی حدیثیں	۱۶۶	مدلس کا عنعنہ محدثین قبول نہیں کرتے
۵۷۶	مصنف علیہ الرحمہ کی طرف سے ایسی چالیس ۴۰ احادیث شفاعت کا انتخاب جو مشہور احادیث شفاعت کے علاوہ ہیں اور گوشِ عوام تک کم پہنچی ہیں	۱۷۹	متواترات صرف معدودے چند ہیں
	فوائد فقہیہ	۱۹۰	صحیح لذاتہ و صحیح لغیرہ و حسن لذاتہ و حسن لغیرہ سب حجت اور خود مثبت احکام ہیں
۵۴۴	حنفی کی تعریف	۱۹۰	مقام فضائل میں ضعاف بالاجماع مقبول ہیں
۶۴۰	عبادت کی جامع و مانع تعریف	۱۹۰	مقبول العین بہت ائمہ محققین کے نزدیک مقبول ہے اور مقبول الحال میں بھی بعض اکابر کا مذہب مقبول ہے
	فوائد اصولیہ	۲۲۶	"لامہدی الاعیسیٰ" حدیث صحیح نہیں
۱۱۰	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا امی ہونا رسالت کے خلاف نہیں	۲۲۶	حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ کے بارے میں حدیثیں حد تو اتر تک پہنچی ہیں
۱۱۰	منسوخ پر حکم باطل ہے	۲۳۵	اسماعیل و ہلوی اور سید احمد بریلوی کے معتقدوں کے بارے میں استفتاء کا جواب
۱۵۷	امور تساویۃ النسبۃ میں ایک کی ترجیح ارادے پر موقوف ہے	۲۳۵	فضائل اعمال میں ضعاف بالاجماع مقبول ہیں
۱۵۷	ہر مخلوق بالارادہ حادث ہے	۳۱۱	وعاکی حدیثیں متواتر ہیں
۱۹۰	جہالت عین جہالت حال کو مستلزم نہیں	۴۸۹	براہین قاطعہ کی چند عبارات اور ان کا رد
۱۹۰	مقبول پایہ احتجاج سے ساقط ہے نہ کہ پایہ اعتبار سے	۴۹۰	حدیث "واللہ لا ادری ما یفعل بی ولا بکم" سے وہابیہ کے استدلال کا جواب
۲۱۴	جس طرح فقہ میں چار اصول ہیں عقائد میں بھی چار اصول ہیں	۵۲۲	حدیث ترمذی پر مصنف علیہ الرحمہ کی محدثانہ بحث اور راویوں کی جرح و تعدیل

۱۶۶	درج پر جرح و تعدیل	۲۱۵	فقہ میں اجماع اقویٰ الادلہ ہے
۱۶۶	ابو الہیثم سے درج کی روایت ضعیف ہے	۲۱۵	سوادِ عظیم یعنی اہل سنت کا کسی مسئلہ عقائد پر اتفاق اقویٰ الادلہ ہے
	بیعت و خلافت	۴۸۸	نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گی
۶۴۲	کافر بیعت نہیں ہو سکتا	۴۸۸	تخصیص متراخیٰ نسخ ہے
۶۴۲	کافر کو مجاز و ماذون بیعت و خلیفہ بنانا کفر ہے	۴۸۸	اخبار کا نسخ ناممکن ہے
	تقلید	۴۸۸	تخصیص عقلی عام کو قطعیت سے نازل نہیں کرتی
۱۹۴	لاکھوں تابعین اور ہزاروں صحابہ کرام مقلد تھے	۴۸۹	عموم آیات قطعیه قرآنیہ کی مخالفت میں اخبار و احاد سے استناد محض غلط ہے
۱۹۵	تقلید واجب شرعی ہے اور زمانہ رسالت سے شروع ہوئی	۵۱۳	آیات قطعیه کے خلاف کوئی حدیث احاد بھی مسلم نہیں ہو سکتی اگرچہ سنداً صحیح ہو
۳۹۲	تقلید فرض قطعی ہے	۵۱۳	نفی حقیقت ذاتیہ نفی حقیقت عطائیہ کو مستلزم نہیں
۳۹۳	فقہ کو نہ ماننے والا شیطان ہے	۶۴۳	جس مضمون پر قرآن پاک دلالت کرے وہ مدلول قرآنی ہے
۳۹۳	فقہ کو نہ ماننے کی قباحتیں	۶۴۳	تشابہات میں قیاس کرنا ضلالت ہے
	تاریخ و منذ کرہ		افتاء و رسم المفتی
۶۲	صاحب در مختار کی سند	۶۱	جائیل کے لکھے ہوئے مسئلہ کی علماء کو تصدیق نہیں کرنی چاہیے
۶۲	صاحب بحر کی سند	۶۱	تمام مسائل کو صاحب مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بالفظ قال و عند نسبت کیے جاتے ہیں۔ کتب ظاہر الروایہ کے مسئلے ہیں اور ان تک اسانید متصلہ موجود، ہر مسئلہ کے لیے جدا سند کی حاجت نہیں
۸۰	امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تین صاحبزادوں کے نام ابوبکر و عمرو عثمان ہیں		اسماء الرجال
		۱۶۶	ابن لیسع مدلس ہے

۵۵۶	اولیاء کرام کو ندا کرنے کا طریقہ متوارثہ جو خود انہوں نے اپنے متوسلین کو تعلیم فرمایا	۸۱	حضرت امام حسن و حسین و محسن کے نام حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹوں شبر و شبیر و مبشر کے ہم وزن و ہم معنی ہیں
۵۵۶	اس سلسلہ میں چند واقعات	۱۱۲	مصنف مسلم الثبوت سنی حنفی ہیں آزاد خیال نہیں
۵۸۹	حج سے واپسی پر احمد آباد میں قیام کا واقعہ۔	۲۳۵	کشتی نوح علیہ السلام رجب میں چلی
۵۹۰	ایک رامپوری عالم کی تصنیف پر تقریظ لکھنے کا واقعہ	۳۹۶	صاحب کشف معزلی ہے
۵۹۶	سن ۱۳۳۰ ہجری تک اعلیٰ حضرت کی تعداد تصانیف کا بیان	۴۶۶	جفر و جامعہ امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو کتابیں ہیں
۵۹۶	انجمن نعمانیہ لاہور میں اعلیٰ حضرت نے ۱۳۲۰ھ تک کے شائع شدہ رسائل خود ارسال کیے تھے	۵۱۵	امام ابن سیرین کی وفات سے ساڑھے تریپن برس بعد امام احمد بن حنبل کی ولادت ہوئی
۶۰۸	اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ہمہ وقتی دینی امور میں مشغولیت	۵۱۵	ابن سیرین کا وصال ۹ شوال ۱۱۰ھ کو ہے جب کہ امام احمد حنبل کی ولادت ربیع الاول ۱۶۴ھ کو ہوئی
۶۱۰	مولانا سید دیدار علی شاہ اور اعلیٰ حضرت کے درمیان گفتگو	۵۱۶	گنگوہی صاحب کی تاریخی جہالت کہ امام ابو یوسف کو حسین بن منصور حلاج کا ہم عصر سمجھ بیٹھے
۶۲۷	حضرت منصور، بلذید بسطامی اور شمس تیمیزی کے اقوال انا الحق، سبحانی ما اعظم شأنی اور قم باذنی کی تحقیق	۵۱۶	امام ابو یوسف کی وفات ۱۸۲ھ میں ہوئی
۶۲۸	حضرت شاہ منصور علیہ الرحمہ کو سولی کیوں دی گئی	۵۱۷	سلطان اور نگزیب عالمگیر کی ایک حکایت
۶۳۷	چار نبی بے عروض موت اب تک زندہ ہیں	۵۳۷	میلاد شریف کب سے نکلا، کس نے نکالا، امام اعظم نے کیا یا نہیں۔ زمانہ صحابہ میں تھا یا نہیں
		۵۵۳	تین شامی مجاہدین کا واقعہ کہ یہ تینوں تبع تابعی تھے

۱۵۸	مکان و مکانی کو جہت سے چارہ نہیں		حدود و تعزیر
۱۵۸	جہات نفس اکثہ ہیں یا حدود اکثہ	۶۵	زنائے خلاف رضامندی و بلارضامندی میں فرق ہے
۱۶۰	آسمان اعلیٰ کو فلک اطلس اور فلک الافلاک کہتے ہیں		فلسفہ و سائنس
۲۰۰	وجود آسمان پر دلائل اور فلاسفہ کا رد	۷۷	روح انسانی متجزی نہیں
۲۵۳	بدن کے ساتھ حدوث نفس خیال باطل فلاسفہ ہے	۱۵۵	مکان کا مکین کو محیط ہونا لازم
۲۷۰	سائنس والے صد ہا باتوں میں خود مختلف ہیں	۱۵۵	اگر معبود کو مکانی فرض کیا جائے تو دو حال سے خالی نہ ہوگا کہ جزء لایتجزی کے برابر ہوگا یا اس سے بڑا ہوگا، اور یہ دونوں باطل ہیں
۳۵۰	متناہی کو متناہی سے نسبت ضرور ہے	۱۵۷	جو مکانی ہو اور جزء لایتجزی کے برابر نہ ہو اسے مقدار سے مفر نہیں
۳۵۱	جو کچھ دو حدود کے اندر ہو سب متناہی ہے	۱۵۷	مقدار غیر متناہی بالفعل باطل ہے
	وقف	۱۵۷	مقدار متناہی کے افراد نامتناہی ہیں
۶۶	وقف کے بارے میں درمختار اور ہدایہ کی عبارت کا مطلب	۱۵۷	مقداری کا وجود بے مقدار کے محال ہے
	منطق	۱۵۷	ہر مقدار متناہی قابلِ زیادت ہے
۶۳۳	مومن اور ولی میں کون سی نسبت ہے		جہات فوق و تحت دو مفہوم اضافی ہیں۔
	حظروا باحت	۱۵۷	ایک کا وجود بے دوسرے کے محال ہے
۶۰	مسائل کو حیا کے پیرائے میں بیان کرنا چاہیے	۱۵۸	ہر ذی جہت قابلِ اشارہ حسیہ ہے۔
۹۲	رندوں کا ناجحرام ہے، اولیاء کرام کے غُرسوں پر بے قید جاہلوں نے یہ معصیت پھیلانی ہے	۱۵۸	ہر قابلِ اشارہ حسیہ متمیز ہے
۹۳	خاوند کے شراب پینے کا وبال اس پر ہے عورت اسے جماع سے منع نہیں کر سکتی	۱۵۸	ہر متمیز جسم یا جسمانی ہے
		۱۵۸	ہر جسم و جسمانی محتاج

۷۶	نکرہ تحت نفی مفید عموم واستغراق ہوتا ہے	۹۳	امانت میں خیانت اور غدرو بد عہدی جائز نہیں
۴۸۸	لفظ کل ایسا عام ہے جو کبھی خاص ہو کر مستعمل ہی نہیں ہوتا	۹۳	کسی جرم قانونی کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو ذلت پر پیش کرنا منع ہے
۴۸۸	عام افادہ استغراق میں قطعی ہوتا ہے	۹۴	غدر اور قانونی جرم کے بغیر ہندو کا مال ملے تو اس کو لے لینا مباح ہے
۵۱۸	باب تشبیہ واسع ہے	۹۴	کنکھے کے لیے شریعت میں کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے
	ہیت	۲۶۶	مجلس میلاد میں قیام مندوب ہے
۳۳۲	علم ہیت کے بارے میں ایک سوال کا جواب	۳۱۳	استعمال دوا سنت ہے
	ردِ ہند میں ہاں و مناظرہ	۳۲۱	آدمی کا ہمہ تن تدبیر میں منہمک ہو جانا ممنوع و مذموم ہے
۱۴۰	نجدی گمراہ کی چند سطری تحریر میں چھ جہالتوں اور ضلالتوں کا بیان	۵۱۳	بہت علوم کا اظہار مصلحت نہیں ہوتا
۱۴۰	مذکورہ بالا جہالتوں اور ضلالتوں کی خبر لینے کے لیے مصنف علیہ الرحمہ کی طرف سے چھ تپانچے	۵۳۰	قیام ذکر ولادت سید الانام علیہ و علی ذویہ افضل الصلوٰۃ والسلام بلاشبہ مستحب و مستحسن علمائے اعلام و عادت مجبین کرام و غیظ و ہابیہ لنام
۱۵۹	اللہ تعالیٰ کے لیے مکان و جہت کے اثبات پر ابن تیمیہ وغیرہ کی دلیل کا رد	۵۳۸	"یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیناً للہ" کا وظیفہ جائز ہے
۱۶۲	ردِ جہالات مخالف	۵۹۱	عوام مرتبے سے اونچے ہر گز نہ اڑیں
۴۴۳	وہابیہ پر غصبوں کی ترقیاں	۶۴۱	بدشگونئی جائز نہیں اور ہندو و انہ طریقہ
۵۲۹	وہابیہ کا عجب اوندھا پن کہ جو حدیث حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر روشن دلیل ہے اسی کو الٹی دلیل نفی ٹھہراتے		بلاعت

کتاب الشتی

(حصہ چہارم)

عروض و قوافی

مسئلہ ۱: از سہارن پور ضلع ایٹہ مرسلہ جناب چودھری مولوی عبد الحمید صاحب ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۱ھ
 اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد مائتہ حاضرہ مؤید ظاہرہ عالی جناب مولوی مفتی احمد رضا خان صاحب۔ ادام اللہ تعالیٰ ظلال اشادہ علی
 راس الطالبین، پس از آداب عجز و نیاز و سلام مسنون، مارہرہ سے ایک صاحب نے کنز الاثرہ پر مندرجہ پرچہ باضافہ و ترمیم کر کے
 بھیجا ہے جس کے جوابات ذیل بغرض ملاحظہ اعلیٰ حضرت ارسال ہیں، بعد ملاحظہ اس امر کی تنقیح فرمائی جائے کہ اعتراض کس حد
 تک صحیح ہیں اور جوابات کس حد تک کافی، تاکہ اس کے مطابق عملدرآمد کیا جائے۔ معترض صاحب فن شاعری میں دستگاہ قادر
 رکھتے ہیں اور عروض و قوافی میں مہارت کامل۔

(۱) صفحہ ٹائٹل محمد الرسول اللہ۔

اعتراض: مضاف پر الف لام نہیں آتا۔

جواب: میں نے عنوان کتاب پر سوانام کتاب کے کچھ تحریر نہ کیا۔ باقی سب عبارت تالیف کاتب ہے۔ "لَا تَرْوَاؤُنَا نَزَّادًا وَرَأَاؤُنَا خُرَی" ^۱
 (اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔ ت)

^۱ القرآن الکریم ۶/ ۱۶۳

(۲) ص ۴: ے

وہ یگانہ ہے صفات و ذات میں نیز یکتا اس کے سب افعال ہیں
اعتراض: قافیہ صحیح نہیں، یوں ہو: ع

نیز یکتا ہو وہ ہر بات میں

جواب: اختلاف حرکت قافیہ میں اساتذہ کی سندیں حدِ تواتر پر ہیں حضرت سعدی: ے

(۱) چو خواہد کہ ویراں کند عالے کند ملک در پنچہ ظالے^۱

(۲) برائے جہان دیدگاں کار کن کہ صید آموز دست گرگ کهن^۲

(۳) چو خدمت گزاریت گرد کهن حق سالیانش فرامش ممکن^۳

(۴) کنونت کہ دستت خاری بکن دگر کے بر آری تو دست از کفن^۴

(۵) بخائیدش از کینہ دندان بزهر کہ دوں پرورست ایں فرومایہ دہر^۵

(۱) جب وہ چاہتا ہے کہ کوئی ملک برباد ہو جائے تو وہ ملک کسی ظالم کے قبضہ میں دے دیتا ہے۔

(۲) جنہوں نے جہاں دیکھا ہوا ہے ان کی رائے کے مطابق عمل کر کیونکہ پرانے بھیڑیے کوشکار کا تجربہ ہوتا ہے۔

(۳) جب تیرا خدمتگار بوڑھا ہو جائے تو اس کے سالانہ وظیفے کو مت بھول۔

(۴) اب جب کہ تیرا ہاتھ (طاقت) ہے کوئی کانٹا نکال، پھر کفن سے کب ہاتھ باہر نکال کے گا۔

(۵) کینہ کی وجہ سے اس کو زہریلے دانٹوں سے چبائیں گے کیونکہ کینہ پرور ہے یہ کینہ زمانہ۔ (ت)

^۱ بوستان سعدی باب اول مکتبہ شرکتِ علمیہ ملتان ص ۴۱

^۲ بوستان سعدی باب اول مکتبہ شرکتِ علمیہ ملتان ص ۶۳

^۳ بوستان سعدی باب اول مکتبہ شرکتِ علمیہ ملتان ص ۱۹

^۴ بوستان سعدی باب اول مکتبہ شرکتِ علمیہ ملتان ص ۵۰

^۵ بوستان سعدی باب اول مکتبہ شرکتِ علمیہ ملتان ص ۹۳

مثنوی شریف: ۷

گفت پیغمبر بکن اے رائے زن مشورت کا مستشارِ مومنین¹

مومنین بکسرِ میمنہ ثانی بمعنی امین ہے۔

کالے خدا افغاں ازیں گرگ کھن گویدش نک وقت آمد صبر کن²

کمال اسمعیل:

اے زرایت ملک و دیں در نازش و در پرورش اے شہنشاہ فریدوں فردا سکندر منش

سایہ حق است و یارب سایہ اش پایندہ دار زانکہ فرض ست از میان بادعائے دولت

منش اور دولت منش کا اختلاف اظہر من الشمس ہے، مولوی حافظ عزیز الدین جلیسری مؤلف نادر الترتیب جو اب بھی حیات ہیں اور بڑے استاد اور پرانے تجربہ کار شاعر ہیں نادر الترتیب میں لکھتے ہیں۔

چھ سو بارہ تیرہ فصل دو باب اس میں ہیں تھوڑے تھوڑے حاشیہ پر ہیں لغت ہر باب میں مہربان من اختلاف دکن قافیہ بے تکلف درست ہے۔ (۳) ص ۴: ۷

ہے وہی خلاق مخلوقات کا ہے وہی رزاق حیوانات کا

اعتراض: مخلوقات و حیوانات میں ایکارہے، یوں چاہیے، ہے وہی رزاق مرزوقات کا

جواب: جمع کے قوافی، میں مفرد کا لحاظ نہ رکھا جائے گا، مستحسن ضرور ہے لازم نہیں۔ مولانا روم: ۷

یا کریم العفو، ستار العیوب! انتقام از ماکش اندر ذنوب³

پس پیغمبر گفت استغثت القلوب گرچہ مفتی تاں بروں گوید خطوب⁴

عیوب و ذنوب میں علامت جمع داؤ ہے اس کو علیحدہ کر کے دیکھا جائے تو عیب و ذنب کا قافیہ نہ بنے گا اسی طرح قلوب و خطوب۔ آتش گلزار نسیم ۷

حلو اس دیو کو دکھلاؤ گڑ سے جو مرے تو زہر کیوں دو

¹ مثنوی معنوی دفتر اول مؤسسۃ انتشارات اسلامی لاہور ۱۳۱

² مثنوی معنوی دفتر سوم مؤسسۃ انتشارات اسلامی لاہور ۱۳۰

³ مثنوی معنوی دفتر اول مؤسسۃ انتشارات اسلامی لاہور ۱۳۵

⁴ مثنوی معنوی دفتر ششم حامد اینڈ کمپنی لاہور ۱۶/۵۰

یہاں بھی علامت جمع واؤ کے علیحدہ کرنے سے قافیہ مفرد کا صحیح نہیں رہتا، ایک استاد جن کا نام مجھ کو یاد نہیں فرماتے ہیں۔
تم درود اس نام پر پڑھتے رہو اے مومنین! چھوڑ دو سب ذکر جب ہو ذکر ختم المرسلین

(۴) صفحہ ۵: ۷

وہ کسی کا بھی نہیں محتاج ہے اس کے سب محتاج ہیں چھوٹے بڑے
اعتراض: قافیہ غلط، یوں چاہیے اس کی ہی محتاج ہے ہر ایک شے
جواب: نمبر ۲ میں گزر چکا۔

(۵) صفحہ ۵:

پاک ہے وہ جسم و جوہر عرض سے مادہ سے اور مکاں سے مرض سے
اعتراض: جوہر کے مقابل عرض بفتحتین ہے اور نیز مرض، یوں چاہیے: ۷
ہے عرض اور جسم و جوہر سے وہ پاک مادہ سے اور مرض اور گھر سے پاک
جواب: یہ بضرورت جائز ہے اس کا نام تفریس ہے، اگرچہ یہ تفریس قبیح ہے، لیکن جائز ہونے میں شک نہیں، اکثر اہل فارس
نے لغت عربی میں بموجب شہرت عام کی ہے، مثلاً حرکت بفتحاتِ ثلاثہ تلافوقی: ع
ز بس خوش حرکت و شیریں ادابود
کفن بفتحتین، لیکن شفا ئی کہتا ہے۔

از لہ حیض خواہش کفن کند

پس ایک زبان کے لغت کو دوسری میں تفریس کر کے لانا صحیح، ہاں عربی کو عربی، فارسی کو فارسی میں تفریس کرے تو ضرور نا
جائز، بالیں ہمہ اس تفریس کو میں بھی پسند نہیں کرتا اور اب میں نے ان تمام متغیر الحركات لغات کو اصلی حرکات سے ملبس کر
کے درست کر لیا ہے۔ شعر کو جناب نے ترمیم فرما کر جو تحریر فرمایا ہے اس میں پاک ہر دو جگہ متحد المعنیٰ ہے پھر میری سمجھ
میں نہیں آتا کہ قافیہ کیونکر درست ہوگا۔ ہاں اس طرح ترمیم کیا جائے۔ ۷

وہ عرض اور جسم و جوہر سے ہے پاک مادہ سے اور مرض گھر سے ہے پاک

یا یوں ۷

ہے عرض اور جسم و جوہر سے پاک مادہ سے اور مرض اور گھر سے پاک

تب درست ہے لیکن اس میں یہ قباحت ہے کہ ضمیر (وہ) کسی جگہ نہیں آتا، میں نے ترمیم اس طرح کی ہے:۔
 وہ مکاں سے اور مرض سے پاک ہے جسم و جوہر سے عرض سے پاک ہے
 اس میں اگرچہ کلمہ مادہ کا دور ہوا جاتا ہے لیکن بندش میں شکستگی ہوتی ہے اور مادہ کی توضیح یوں بھی ہو سکتی ہے کہ جب مرض سے پاک ہے لامحالہ مادہ سے بھی پاک ہے کہ مادی شے کو مرض لازمی ہے۔
 (۶) صفحہ ۵:

حاضر و ناظر وہی ہے ہر جگہ کچھ نہیں پوشیدہ اس سے بے شبہ
 اعتراض: شبہ غلط ہے صحیح:

حاضر و ناظر وہ ہے ہر ایک جا اس سے پوشیدہ نہیں کوئی ذرا
 جواب: چونکہ اس تفریس کو میں خود مقبوح کہہ چکا ہوں لہذا اس سے مجھ کو اتفاق ہے۔
 (۷) صفحہ ۶:

وہ مجیب عرض اور دعوات ہے بیشبہ وہ قاضی الحاجات ہے
 اعتراض: قافیہ، ترمیم: شرک و کفر و فسق سے نفرت اسے
 جواب: ترمیم تسلیم۔
 (۸) صفحہ ۷:

ہے وہ راضی طاعت و ایماں سے شرک و کفر و فسق سے ناخوش وہ ہے
 اعتراض: ترمیم: بالیقین وہ قاضی الحاجات ہے۔
 جواب نمبر ۲: مفصل گزرا، اس کو غلط سمجھنا معترض کی غلطی ہے۔
 (۹) صفحہ ۸:

حق ہے معراج محمد دیں پناہ آسمانوں پر الٰہی ماشاء اللہ
 اعتراض: بغیر اضافت محمد دیں پناہ کی ترکیب اجنب ہے۔
 جواب: جناب بغیر اضافت کیوں رکھتے ہیں، اگر محمد کی وال کو خفیف اضافت دی جائے تو کیا حرج ہے، شعر وزن سے نہیں گرے گا۔
 حق ہے معراج محمد دیں پناہ فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
 (۱۰) الٰہی ماشاء اللہ غلط ہے، ترمیم

حق ہے معراج محمد بالیقین آسمانوں پر گئے سلطان دیں

وقس هذا البواق۔

جواب: ماشاء کے ہمزہ کو آپ ظاہر کر کے کیوں پڑھتے ہیں، ہمزہ کو ماشاء اللہ کے الف اور اللہ کے لام میں ادغام کر کے پڑھے۔ جناب نے ترمیمی شعر کہا ہے اس شعر اور اس کی خوبی میں زمین و آسمان کافرق ہے۔

آسمانوں پر گئے سلطان دیں اس میں انتہائے سیر معراج آسمانوں تک ثابت ہوتی ہے، اور شعر کتاب میں الی ماشاء اللہ کا کلمہ ایسا پر معنی ہے جس میں انتہائے سیر کی کچھ حد ہی نہیں رہتی اور جس کی تفسیر فکان قاب تو سین اودانی سے مزین ہے کمالا یخفی علی اهل البصيرة (جیسا کہ اہل بصیرت پر پوشیدہ نہیں۔ ت) تمت۔

الجواب: کامل النصاب چودھری صاحب زیدت محالیہ و بورکت ایام و لیالیہ۔ بعد اہدائے ہدیہ سنت ملتیں، نوازشنامہ اسی وقت تشریف لایا، بکمال اختصار جواب حاضر۔ جو کچھ حضرت معترض کے خلاف گزارش کروں گا اس پر نمبر حرفی ہوں گے۔ اب ج۔ اور خلاف جناب معروض ہو گا اس پر نمبر عددی ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴ اور مشترک پر مشترک۔

(اعترض اول) (۱) بے محل ہے اور جواب کافی (ب) یہی زیر اعتراض لینے تھے تو اسم تاریخی الموسوم بہ کیوں ترک ہوا کون سی ترکیب سے موسوم باسم تاریخی چاہیے تھا۔ (ج) الموسوم بہ (د) المعروف بہ یہ کائناتھا کہ عہ الف لام ہیں عند الپرتال معلوم بھیوان کی بھی تغیر چاہیے تھی۔ (ه) (۱) ہاں کنز الاثرۃ کے نام ہونے پر ایک باریک مواخذہ بر محل ہوتا تائے مدورہ شکلا ہا ہے اور لفظ وقف میں ہا اور وصل میں تا اوگا عام اعتبار کتابت کا ہے اور تلفظ بھی لیجئے تو محل وقف ہے اور الف لام سے ترکیب ترکیب عربی، تو بہر حال ۵ ہی عدد ہوئی نہ ۴۰۰ ہاں منطق عوام پر کنز الاثر پڑھے تو باعتبار تلفظ تاریخ صحیح ہو سکتی ہے مگر ایک علمی تصنیف، اس سے محفوظ رہنا اولیٰ۔

(اعترض دوم) (۲) میں اور ہاں کا قافیہ معیوب ضرور ہے۔ (۳) عالے ظالمے پر قیاس

عہ: مطلب یہ ہے کہ الموسوم اور المعروف پر جو الف لام ہے، یہ کایستھ لوگ بولتے اور کاغذات پٹواری میں لکھتے ہیں لا عند الپرتال معلوم بھیو یعنی جانچ پر تال سے معلوم ہوا، اس جملے میں ان لوگوں نے ایک خرابی تو یہ کی عند کو عند کہا اور دوسری یہ کہ الف لام داخل کیا۔ ۱۲ عبد المنان اعظمی۔

صحیح نہیں کہ روی جب متحرک ہو تو قبل کی حرکت میں اختلاف باجماع جائز و بے عیب ہے جیسے دلش و گلشن بخلاف اختلاف دل کہ روی ساکن ہے جیسے یہاں (۴) کہن بفتح ہا و بصمتین دونوں طرح ہے جس کی سند یہی اشعار اور ان کی امثال بے شمار ہیں۔ حضرت مولوی قدس سرہ ۷

نفس فرعون نے ست ہاں سیر مش ممکن تانیار دیا ذراں کفر کہن^۱

(نفس فرعون ہے خبردار اس کو سیر مت کر، تاکہ وہ پرانے کفر کی یاد نہ لائے۔ ت)

اکابر نے اس کثرت سے کن کا قافیہ من یا بزن یا حسن وغیرہا بھی کبھی باندھا (۵) جاری بکن غلطی کا تب ہے صحیح خارے بکن ہے (۶) زہر و دہر دونوں بالفتح ہیں۔ (۷) حدیث شریف میں مؤتمن بروزن معتمد بفتح میم دوم ہی ہے مؤتمن بالکسر امین دارندہ و بالفتح امین داشتہ شدہ یعنی جس سے مشورہ طلب کیا گیا اسے امین بنایا گیا تو خلاف مشورہ دینا خیانت ہے۔ لہذا فقیر کو ان گزارشوں پر جرات ہے کہ یہی حکم شریعت و مقتضائے امانت ہے۔ (۸) منش اور دولتش میں ضرور اختلاف حرکت ہے اور عیب ہے۔ کوئی عیب لفظی خواہ معنوی ایسا نہیں جس کی مثال اسانہ کے کلام سے نہ دی گئی ہو اس سے نہ وہ جائز ہوتا ہے نہ عیب ہونے سے باہر آتا ہے اور نہ اس میں ان کی تقلید روا ہو۔ ائمہ محققین مثل ابن الہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تصریح فرماتے ہیں کہ ان کا باندھ جانا بے پرواہی پر محمول ہوگا کہ قادر سخن تھے دوسرا باندھے تو جہل و عجز پر محمول ہوگا، میں نے اس مصرعہ کو یوں بدلا ہے:

وہ یگانہ ہے صفات و ذات میں حکم میں افعال میں ہر بات میں

(اعتراف سوم) کا (و) وہ جواب صحیح ہے جو جناب نے دیا کہ اس کا لحاظ مستحسن ہے ورنہ اکابر کے کلام میں بکثرت موجود۔

قلوب العارفين لها عيون تری ملایراہ الناظرون

واجنة تطير بغير ريش الى ملكوت رب العالمينا

والسنة بسر قد تناسج بغيب عن كرام كاتبين

(عارفوں کے لیے دل کی آنکھیں ہیں وہ دیکھتی ہیں جو ہم میں سے دیکھنے والے نہیں دیکھتے۔ اور ان کے بازو ہیں کہ وہ پروں کے بغیر اڑتے ہیں پروردگار عالم کی بادشاہی میں۔ اور ان کی زبانیں ہیں جو ایسے خفیہ راز کہہ دیتی ہیں جو کرکٹا کاتین سے پوشیدہ ہیں ت)

^۱ مثنوی معنوی دفتر چہارم مؤسسۃ انتشارات اسلامی لاہور ۲/ ۳۴۲

(۹) مگر عیوب وذنوب اور قلوب وخطوب کے قوانی سے استشاد صحیح نہیں کہ کلام جمع سالم میں ہے۔ فقیر نے بھی یہ قافیہ نہ بدلاتھا۔ کہ ضروری نہ تھا بعد اعتراض مرزوات ہی بنادینا نسب معلوم ہوا۔

(اعتراض چہارم) وہی دوم ہے والکلام الکلام میں نے یہاں پہلا مصرعہ یوں بدلا ہے۔

پاک ہے ہر حاجت و ہر عیب سے اس کے سب محتاج ہیں چھوٹے بڑے

اس میں ایک مسئلہ کلیہ زائد ہو گیا۔

(اعتراض پنجم) (۱۰) یہ بھی ضرور قابل اخذ و واجب التکرار ہے اور ایسے تصرفات کا ہم کو اختیار نہ دیا گیا نہ وہ کوئی قاعدہ ہے کہ سماع بے سماع ہر جگہ جاری کر سکیں اور ضرورت کا جواب وہی ہے کہ شعر گفتن چہ ضرور۔ حرکت و برکت اور ان کے امثال میں بوجہ تواری حرکات سکون ثانی بے شک عام طور پر مستعمل مگر مرض و عرض و غرض و حرج و فرس و امثالہا کو اس پر قیاس نہیں کر سکتے۔ میں نے یہاں دو شعروں کو تین سے یوں تبدیل کیا ہے۔

ہے منزہ جسم سے وہ پاک ذات بے مکان و بے زمان و بے جہات

خالق ان کا ان سے پہلے جیسے تھا ان کے ہونے پر بھی ویسا ہی رہا

جسم و جوہر سے عرض سے پاک ہے مادہ سے اور مرض سے پاک ہے

مکان سے تنزیہ شعراول میں آگئی (۱۱) پاک صفت ہے اور اس میں ضمیر مستتر ہے، ضمیر مظہر کی ضرورت نہیں جیسے اس شعر میں۔

جانتا ہے راز ہائے سینہ کو دیکھتا ہے دل میں حُب و کینہ کو

(ز) حضرت معترض نے جو تبدیلی فرمائی اس پر جناب کا اعتراض بہت صحیح ہے۔

(اعتراض ششم) بے شبہ صحیح ہے جسے جناب نے بھی تسلیم فرمایا مگر (ح) شبہ صحیح بتانا خود غلط ہے صحیح شبہ ہے۔ (ط) (۱۲) حاضر و ناظر کا اطلاق بھی باری عزوجل پر نہ کیا جائے گا۔ علماء کرام کو اس کے اطلاق میں یہاں تک حاجت ہوئی کہ اس پر سے نفی تکفیر فرمائی،

شرح الوہابیہ در مختار میں ہے۔ ویا حاضر یا ناظر لیس یکفر۔^۱ یعنی اللہ عزوجل کو یا حاضر یا ناظر کہنے سے کافر نہ ہوگا۔ میں نے اس شعر کو یوں بدلا ہے۔

ہے وہی ہر چیز کا شاہد بصیر کچھ نہیں پوشیدہ تجھ سے اے خیر

مصرعہ ثانی میں التفات ہے کہ نفائس صنعت سے ہے۔

^۱ الدر المختار کتاب الجہاد باب الموت مطبع مجتہدی دہلی ۱/ ۳۶۱

(اعتراض ہفتم) وہی ششم ہے مگر (ی) (۱۳) قاضی الحاجات باثبات یا برقرار رکھنا عجیب ہے میں نے اسے یوں بدلا ہے۔ ع بالیقین وہ قاضی حاجات ہے (یا)

(۱۴) اس کے پہلے مصرعہ وہ عجیب عرض اور دعوات ہے میں عجیب عرض ترکیب فارسی ہے لفظ اور سے اس پر عطف ناجائز ہے، اس پر اعتراض کیوں نہ ہوا، میں نے اسے یوں تبدیل کیا۔

وہ عجیب العرض والد دعوات ہے۔ (س)

(۱۵) اسی صفحہ کا ۱۱ شعر بے دلیل و حجت و برہان لیک میں بھی عطف بہ ترکیب فارسی ہیں تو اظہار نون ناجائز اس پر بھی اعتراض نہ ہوا۔ میں نے اسے یوں بدلا: ع

حاجت حجت نہیں ایمان میں لیک (لح)

(۱۶) صفحہ ۷ کے پہلے مصرعہ خالق خیر اور شر اللہ ہے میں وہی بات ہے کہ ترکیب اور عطف ہندی اور اب وہ سخت معنی فاسد کو موہم کہ شر کا عطف معاذ اللہ خالق خیر پڑھو اور شر اللہ ہے یہ بھی اعتراض سے رہ گیا میں نے اسے یوں بدلا۔
خالق ہر خیر و شر اللہ ہے

(اعتراض ہشتم) وہی دوم ہے والکلام الکلام (بہ) اس میں یوں تبدیل شرک و کفر و فسق سے نفرت اسے بہت سخت قبیح واقع ہوئی اگر کروڑوں قافیہ تبدیل بلکہ روی رکھتے بلکہ ہر مصرعہ خارج از وزن ہوتا تو بھی ان کروڑوں کی شنائت اس تبدیلی کی کروڑوں حصہ کو نہ پہنچتی۔ نفرت بھاگنے اور بدکنے کو کہتے ہیں، اللہ عز و جل کی طرف اس کی نسبت حلال نہیں (یہ) (۱۷) نیز اس مصرعہ "ہے وہ راضی طاعت و ایمان سے" میں ترکیب فارسی کے بعد اظہار نون ممنوع تھا۔ اس پر اعتراض نہ ہوا میں نے یہ شعریوں بدلا ہے: ع

طاعت و ایمان سے راضی ہے وہ جی شرک و کفر و فسق سے ناراض ہے

(یو) (۱۸) اسی صفحہ میں "بعض افضل پر ہیں بالضرور" تھا لفظ ضرور ہے یا بالضرورۃ، بالضرور کوئی چیز نہیں، میں نے اسے یوں بدلا ہے: ع

بعض افضل بعض سے ہیں بضرور

(اعتراض نہم) (یر) "حق ہے معراج محمد دیں پناہ" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ فلک اضافت پر اعتراض بیجا ہے فلک لک دو لک جگہ ملے گا۔ یہیں ص ۷ پر اول ان کے حضرت آدم ابوالبشر

میں بھی فک تھا وہ کیوں جائز رکھا گیا۔ (تح) اگر فک نامعقول ہو تو دیں پناہ کو صفت کیوں مانئے بلکہ بحذف مبتدا جملہ مستقلہ مدحیہ ہے یعنی وہ دیں پناہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس کے نظائر خود قرآن عظیم میں ہیں۔ (بط) یہ بھی نہ سہی کیوں نہ ٹھہرائیں کہ مخاطب سعید کو ندا ہے یعنی اے دیں پناہ

(۱۹) یہ جواب کو خفیف اضافت دی جائے صحیح نہیں اب وزن فاعلاتن فاعلن نہیں ہو سکتا فاعلن کی گنجائش تو پہلے ہی نہ تھی دین پناہ فاعلاتن ہے اب کسرہ وال یہ تقطیع کر دے گا فاعلاتن فاعلاتن مفاعلن۔

(اعترض دہم) صحیح ہے (۲۰) لماشاء اللہ یعنی جو اس طرح پڑھا جائے۔ ماشاں لاہ کسی قاعدہ کا مقتضی نہیں حذف ہمزہ بے شک جائز و شائع ہے مگر اب الف و لام میں التقائے ساکنین ہو کر الف گر جائے گا اور یوں پڑھا جائے گا۔ ماشاں لاہ میں نے اسے دو طرح بدلا ہے۔ آسمانوں پر "الی ماشاں لاہ" یعنی ہمزہ محذوف اور الف شاو جہ التقاسا قط ہو کر شین لام سے مل گیا۔ دوم آسمانوں "لماشاء اللہ" لام بمعنی الی بکثرت شائع اور خود قرآن عظیم میں واقع اور اصلاً کسی تکلف کی حاجت نہیں۔ (ی) اس تبدیلی پر جو اعتراض جناب نے کیا وہ صحیح ہے واقعی مفاد اصل و بدل میں زمین و آسمان کا تفاوت ہے، یہ ایک اربعین ہے مع انصاف تام یعنی بیس متعلق بحضرت معترض اور بیس متعلق بجناب والسلام فقیر کی رائے میں دوسری جگہ بھیجنے کی نہ حاجت نہ حصول منفعت کہ بہت تبدیلیں جو درکار ہیں رہ جائیں۔ بعض کہ درکار نہیں عمل میں آئیں بعض کہ خود اشداً عظم تبدیل کے محتاج ہوں ظہور پائیں امید کہ یہاں کی ترمیم کے بعد کوئی غلطی نہ شرعی باقی رہی نہ شعری، ان شاء اللہ تعالیٰ جناب کو فقیر نے لکھا تھا کہ اغلاط شعریہ سے قطع نظر کروں گا اس کے جواب میں فرمائش جناب پر وہ بھی زیر نظر رکھے گئے میری عظیم بے فرصتی بے حد کثرت کار اور اس پر محض تنہائی اور پھر علالت و نقاہت کا دس مہینے سے دورہ ضرور باعث دیر تاخیر ہوں گے۔ اگر عجلت نہ فرمائیں اور منظور حضرت عز جلالہ ہو تو کام پورا اور تمام نقائص سے مبرا ہو جائے گا۔ آئندہ جو رائے سامی ہو و التسلیم مع التکریم۔

مسئلہ ۲: از مطبع اہلسنت و جماعت بریلی مسئلہ منشی اعجاز احمد صاحب قیصر مراد آبادی کا تب مطبع مذکور ۵ رجب ۱۳۳۵ھ

۷ اسی پر آپ کو قیصر مسلمانی کا دعویٰ ہے

کبھی یاد خدا کر لیں کبھی ذکر بتاں کر لیں

یہ بحر مزج سالم ہے یا مزاحف مسجع؟ کریں، اور کر لیں، میں کیا فرق ہے؟ اور کر لیں، کی فارسی کیا ہوگی؟

الجواب:

مؤمن سالم ہے لین کا نون تقطع میں حسب قاعدہ نہ آئے گا لہذا مسجع نہیں۔ ہاں ایک مصرع مسجع ہے۔ ع

اسیرانِ قفس کا دم گھٹا جاتا ہے اے صیاد

فعل کا اثر اپنے لیے حاصل کرنا ہو خواہ دوسرے کے لیے اُسے مطلقاً کرنا کہیں گے اور کر لینا وہاں کہ اپنے لیے تحصیل اثر مقصود ہو اگرچہ اس قدر کہ اس سے فراغ حاصل ہوا میں نے بات کر لی یعنی کرچکا اور کر دینا وہاں کہ دوسرے تک وصول اثر مقصود ہو نفع خواہ ضرر، نکاح کر لیا یعنی اپنا اور کر دیا یعنی دوسرے سے اور کیا دونوں کو شامل ہے سر اپنا چاک کر لیا اور دوسرے کا کر دیا اور کیا عام۔ فارسی میں اس مختصر ترکیب کا ترجمہ نہیں اور یہ فقط کرنے ہی سے خاص نہیں بلکہ ہر فعل میں ہے جیسے کھا لو پی لو مگر دو وہیں ہو گا۔ جہاں دوسرے پر اثر پہنچے کھا دو نہ کہا جائے گا انار توڑ دو یعنی دوسرے کو اور توڑ لو یعنی اپنے لیے اور اگر دوسرے کے لیے توڑ رہا ہے اس سے کہا انار توڑ لو تو ایک بات نہیں یہاں وہی بمعنی فراغ ہے کہ یہ اثر اپنے لیے ہے فقط۔





علم و تعلیم

- مسئلہ ۷۳۳: از اسرار اڈا کخانہ کربل ضلع میرٹھ مدرسہ حفاظت اسلام مرسلہ منشی محمود علی مدرس مدرسہ مذکور ۲۹ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
- (۱) اس زمانے میں جب کہ عام جہالت کی گھٹا پھیلی ہوئی ہے تو اس وجہ سے قرآن پاک، حدیث شریف، فقہ حنفیہ کا بوجہ بعض مسائل شرمناک ہونے کے مثلاً حیض، نفاس، جماع، طلاق، ثبوت نسب وغیرہ کے کتب بالا کا ترجمہ کر کے عوام کے روبرو اظہار کرنا کیا منع ہے۔
- (۲) کتب فقہ جو مذہب حنفی کی درسی وغیر درسی مثلاً کنز الدقائق، شرح وقایہ، ہدایہ، در مختار، عالمگیری، شامی، قاضی خاں وغیرہ اور انکی شرح جو مشہور مدارس عربیہ میں داخل درس ہیں آیا صحیح ہیں یا فرضی؟
- (۳) جو مسائل کتب مذکورہ بالا سے اخذ کر کے اردو میں کر دیئے جائیں تاکہ عوام اس سے فائدہ مند ہوں تو کیا وہ قابل یقین و عمل نہ ہوں گے جیسے کتب فارسی وارد و مالا بدمنہ، مفتاح الجنۃ، بہشتی زیور وغیرہ۔
- (۴) جو شخص باوجود دعویٰ حنفیت کرتے ہوئے کتب بالا سے انکار کرے اور کہے کہ ان کے مسائل فرضی ہیں۔ حنفی مذہب کے نہیں جس کی وجہ سے ایک گروہ عظیم کا کتب بالا سے اعتقاد خراب ہو جاتا ہے، یہ لوگ اپنے دعویٰ میں مقلد ہوں گے یا غیر مقلد؟
- (۵) اکثر لوگ بہشتی زیور کے بعض مسائل پر کہ متفرق طور سے فصل نجاست اور ثبوت نسبت وغیرہ میں ہیں۔

اعتراض کرتے ہیں ہم نے ان کی تحقیق کتب فقہ میں کی تو شرح و قایہ، درمختار، کنز الدقائق میں پائے جاتے ہیں ایک مفتی صاحب کہتے ہیں کہ مسائل فرضی ہیں ان کا کہا کیونکر صحیح ہے؟

الجواب:

(۱) ایسے سوال میں قرآن عظیم کا شامل کرنا سوء ادب ہے اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم نے ہماری ہر حاجت کے متعلق حق و باطل، نفع و ضرر پر ہمیں مطلع فرمایا۔ جس طرح ہمیں نماز روزہ سکھایا یونہی جماع و استنجاء تعلیم فرمایا مگر امور شرم کا ذکر طرز بیان مختلف ہو جانے سے مختلف ہو جاتا ہے۔ ایک ہی مسئلہ اگر حیاء کے پیرایہ میں بیان کیا جائے تو کنواری لڑکی کو اس کی تعلیم ہو سکتی ہے اور بے حیائی کے طور پر ہو تو کوئی مہذب آدمی مردوں کے سامنے بھی بیان نہیں کر سکتا۔ خصوصاً ترجمہ کہ وہ گویا متکلم کی طرف سے اس کی زبان کا بیان ہوتا ہے، تو نہایت ضرور ہے کہ اس کی عظمت و شان ملحوظ رہے، وہ لفظ لکھے جائیں جو اس کے کہنے کے ہوں، بعض گمراہوں نے ترجمہ قرآن مجید میں اس کا لحاظ نہ رکھا یہ سخت سوء ادب ہے۔ غرض ایک ہی بات اختلاف طرز بیان سے تعظیم سے توہین تک بدل جاتی ہے جیسے اوش فرمائیے، تناول فرمائیے نوش جان فرمائیے۔ کھاؤ، نگلو، تھورو، زہر مار کرو اور تعظیم و توہین میں کس قدر مختلف ہیں تو صرف اتنا عذر کہ ہم نے ترجمہ کیا ہے کافی نہیں ہو سکتا جب کہ طرز بیان بے ہودہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) صحیح مقابل فرضی کے لیے تو اس قدر بس ہے کہ وہ کتاب جس کی طرف نسبت کی جائے اس کی ہوا اگرچہ کتنے ہی اغلاط پر مشتمل ہو، جن کتابوں کے نام مسائل نے لیے ان میں کوئی فرضی نہیں، کنز سے قاضیاں تک جتنے نام مذکور ہوئے یہ سب صحیح بمعنی معتمد بھی ہیں، مگر اعتماد کیا حاصل اس کی تفصیل ہم نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) اگر کتب مذکورہ بالا سے صحیح ترجمہ کیا جائے اور طرز بیان بھی مقبول و محمود ہو اور اپنی طرف سے کچھ اضافہ نہ ہو تو وہ گویا انہیں کتابوں کا وجود ثانی ہوگا یقیناً تو اعتقادات میں درکار ہوتا ہے اور قابل عمل وہ مسئلہ جو مفتی بہ ہو۔ مالا بد میں بھی زیادات ہیں اور مفتاح الجنۃ تو وہابیہ کے ہاتھ میں رہی جس میں بہت کچھ اصلاح ہوئی اور بہشتی زیور اغلاط و ضلالت و بطالت و جہالت کا مجموعہ ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) کنز سے قاضیاں تک جتنی کتابوں کے نام لیے ان کی نسبت کوئی حنفی نہیں کہتا کہ ان کے مسائل حنفیہ کے خلاف ہیں اور فرضی ہیں، تو سوال ہی فرضی ہے، مالا بد و مفتاح الجنۃ کے بعض زیادات و الحاقات کو اگر کسی نے ایسا کہا تو بیجا نہ کہا اور بہشتی زیور لاف العیرو لاف النغیر (نہ قافلے میں نہ لشکر میں، یعنی کسی شمار میں نہیں، ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) بہشتی زیور کا حال بالاجمال اُوپر گزرا ہے شک اس میں بہت مسائل باطل و ساختہ ہیں وہ کسی طرح اس قابل نہیں کہ کوئی مسلمان اسے دیکھے یا اپنے گھر میں رکھے مگر عالم جید بغرض رد و ابطال، مفتی صاحب کا اس پر اعتراض بجا ہے اور عوام اس کے مسائل سے جتنی بھی نفرت کریں ان کے حق میں مصلحت دینیہ ہے۔ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اِیَّاکُمْ وَاِیَّاهُمْ لَا یُضِلُّوْکُمْ وَلَا یُفْتِنُوْکُمْ۔ ^۱	اُن سے دور بھاگو اور اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈالیں۔

علمائے کرام نے وصیت فرمائی کہ جاہل کے لکھے ہوئے مسئلہ پر تصدیق نہ کرو اگرچہ مسئلہ فی نفسہ صحیح ہو کہ اس کی تصدیق نگاہ عوام میں وقعت کاتب کی موجب ہوگی۔ وہ یہ سمجھ لیں گے کہ یہ بھی کوئی مفتی ہے، پھر اور جو اپنی جہالت سے غلط فتویٰ لکھے گا اس پر بھی اعتبار کریں گے۔ جب جاہل کے لیے یہ حکم ہے توچہ جائے مبتدی چہ جائے مرتد واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸: ازبے پور راجپوتانہ، بازار ہوا محل، مرسلہ محمد یوسف مدرس مدرسہ فیض محمدی ۲ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ در مختار و شرح وقایہ و ہدایہ و فتاویٰ عالمگیری و کنز الدقائق و قدوری و منیۃ المصلی وغیرہ کتب فقہ میں وہ مسائل جو بلفظ قال ابوحنیفہ و عند ابی حنیفہ و عند ابی حنیفہ (ابوحنیفہ نے فرمایا اور ابوحنیفہ کے نزدیک یوں ہے، منقول ہیں کیا ان کی اسناد بقاعدہ محدثین صاحب کتاب سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک پہنچتی ہیں تو ایک دو مسئلہ کی سند بطور نظیر کے ارقام فرمادیں۔

الجواب:

تمام مسائل کہ صاحب مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بلفظ قال و عند نسبت کئے جاتے ہیں کتب ظاہر الروایہ کے مسئلہ ہیں اور ان تک اسانید متصلہ موجود ہر مسئلہ کے لیے جدا سند کی حاجت نہیں جس طرح صحیح بخاری تک ہم اسانید متصلہ رکھتے ہیں، صحیح کی تمام حدیثیں ہمارے پاس انہیں سندوں سے ہیں ہر حدیث میں جدید سند کی ضرورت نہیں۔ صاحب در مختار رضی اللہ تعالیٰ عنہ در مختار میں فرماتے ہیں:

^۱ صحیح مسلم باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۰/۱

میں اس (علم فقہ) کو روایت کرتا ہوں اپنے استاذ شیخ عبدالنبی خلیلی سے، وہ روایت کرتے ہیں مصنف (یعنی شیخ الاسلام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ غزی تمر تاشی) سے وہ ابن نجیم مصری (یعنی علامہ محقق زین صاحب بحر الرائق) سے وہ اپنی سند کے ساتھ جو متصل ہے صاحب مذهب امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ (مصنف کے اس قول تک کہ) یہ بتحر علماء کبار سے متعدد طرق کے ساتھ ہماری اجازت میں مفصل مذکور ہے (ت)	انی ارویہ عن شیخنا الشیخ عبدالنبی الخلیلی عن المصنف (ای شیخ الاسلام ابی عبداللہ محمد بن عبد اللہ الغزی التمر تاشی) عن ابن نجیم المصری (ای العلامة المحقق زین صاحب البحر الرائق) بسندہ الی صاحب المذهب ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (الی قولہ) کما هو مبسوط فی اجازاتنا بطرق عدیدة عن المشائخ المتبحرین الکبار۔¹

علامہ صاحب بحر کی سند یہ ہے:

محقق زین روایت کرتے ہیں علامہ ابن شلبی صاحب فتاویٰ سے وہ ابن شحہ شارح الوہبانیۃ عن الامام ابن الہمام صاحب فتح القدر وزاد الفقیر سے وہ علامہ قاری الہدایہ سے وہ علامہ علاء الدین سیرانی سے وہ سید جلال الدین صاحب کفایہ سے وہ امام عبدالعزیز بخاری صاحب کشف بزدوی سے وہ کنز وافی و کافی کے مصنف حافظ الدین نسفی سے وہ امام شمس الائمہ کردری سے وہ ہدایہ، کفایۃ المنتہی اور تجنیس کے مصنف امام برہان الدین سے وہ امام فخر الاسلام علی بزدوی سے وہ امام شمس الائمہ سرخسی صاحب مبسوط سے وہ امام شمس الائمہ حلوانی سے وہ قاضی ابو علی نسفی سے وہ امام	المحقق زین عن العلامة ابن الشلبی صاحب الفتاویٰ عن ابن الشحنة شارح الوهبانية عن الامام ابن الهمام صاحب فتح القدير وزاد الفقير عن الامام العلامة قارئ الهداية عن العلامة علاء الدين السیرانی عن السيد جلال الدين صاحب الكفاية عن الامام عبدالعزیز البخاری صاحب کشف بزدوی عن الامام حافظ الدین النفسی صاحب الكنز و الوافی و کافی عن الامام شمس الائمة الكردی عن الامام برهان الدین صاحب الهداية و کفاية المنتهى و التجنیس عن الامام فخر الاسلام علی البزدوی عن

¹ الدر المختار مقدمة الكتاب مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳

فضل سے وہ ابو عبد اللہ سبذ مونی سے وہ ابو حفص صغیر سے وہ اپنے والد امام ابو حفص کبیر سے وہ امام محمد سے وہ سراج الامہ امام اعظم ابو حنیفہ سے نیز امام محمد روایت کرتے ہیں امام یعقوب (ابو یوسف) سے اور وہ امام ابو حنیفہ سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم (ت)	الامام شمس الائمة السرخسی صاحب البسوط شرح کافی الامام الحاكم الشهيد عن الامام شمس الائمة الحلواني عن القاضي ابي علي النسفي عن الامام الفضل عن ابي عبد الله السبذموني عن ابي حفص الصغیر عن ابيه الامام ابي حفص الكبیر عن الامام محمد عن سراج الامة الامام الاعظم وايضا عن محمد عن يعقوب عن ابي حنيفة رضي الله تعالى عنهم¹

صاحب مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک فقیر کی سند صدر جلد اول فتاویٰ فقیر اور بفضلہ تعالیٰ کتب ظاہر الروایہ بلکہ کتب نوا در بلکہ بکثرت کتب علماء و مشائخ تک باسانید متصلہ موجود، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹: از احمد آباد گجرات، محلہ جمالیپور، مرسلہ مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب، ۹ صفر المظفر ۱۳۳۷ھ
مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری کی عبارت اگر آپ کے زیر نظر ہو تو یہ بتائیے کہ یہ مرقاۃ کی کون سے باب و فصل اور کون سے صحابی کی حدیث کی شرح میں ملا علی قاری نے یہ حدیث نقل کی ہے اس کی بندہ کو ضرورت ہے ممنون و مشکور ہوگا عبارت یہ ہے:

مجھ تک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی یہ حدیث پہنچی، آپ نے فرمایا کہ بے شک جس شخص نے ستر ہزار مرتبہ کہلا الہ الا اللہ، اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا اور جس کے لیے یہ کہا گیا اس کی بھی مغفرت فرمائے گا۔ (ت)	انه بلغني عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ان من قال لا اله الا الله سبعين الفاغفر الله تعالى له ومن قيل له غفر له ايضا۔

¹ البحر الرائق

الجواب:

مولانا اکرم، السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

یہ عبارت مرقاة^۱ کتاب الصلوٰۃ، باب ما علی المأمور من المتابعة، فصل ثانی، حدیث علی و معاذ بن جبل علیہما الرضوان کی شرح میں ہے۔ مطبع مصر جلد دوم صفحہ ۱۰۲



^۱ مرقاة المفاتیح، کتاب الصلوٰۃ، الفصل الثانی، حدیث ۱۱۴۲ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۳/ ۲۲۲

زبان و بیان

مسئلہ ۱۰: از ملک بنگال ضلع فرید پور مرسلہ شمس الدین صاحب
زنائے خلاف رضامندی و بلا رضامندی میں کیا فرق ہے؟

الجواب:

مہمل و بے حاصل سوال ہے، خلافِ رضا و عدم رضا میں عموم و خصوص مطلق ہے وہ بات جس کی طرف نہ رغبت نہ نفرت،
خلافِ رضا نہیں بلا رضا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۱:

مسجد اور عید گاہ میں فعل نماز سے مالک کی ملکیت زائل ہو جاتی ہے اور یہ کہنے سے بھی ملکیت زائل ہو جاتی ہے کہ میں نے اس کو مسجد کر دیا۔ (ت)	یزول ملکہ عن المسجد والمصلیٰ بالفعل۔ وبقولہ جعلتہ مسجداً۔ ^۱

یہ واؤ جس پر ص بنا ہوا ہے یا کے معنی دے گا یا اور کئے؟

جس شخص نے مسجد بنائی تو اس سے بانی کی ملکیت زائل نہ ہوگی جب تک اس کا راستہ الگ کر کے	دوم: واذا بنی مسجد الم یزل ملکہ عنہ حتی یفزرہ عن ملکہ بطریقہ

^۱ الدر المختار کتاب الوقف مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۷۹ھ

وَمَّا يَأْذَنُ لِلنَّاسِ بِالصَّلَاةِ فِيهِ ¹	اُسے اپنی ملکیت سے جُدا نہ کر دے اور جب تک لوگوں کو اس میں نماز پڑھنے کی عام اجازت نہ دے دے۔ (ت)

یہ واؤ جس پر ۲ دوسری جگہ ہے اس کے معنی یا کے ہوں گے یا اور کے؟ اور وجہ کیا ہے؟

الجواب:

پہلی عبارت در مختار کی ہے اور اس میں واؤ بمعنی یا ہے یعنی مسجد میں فعل نماز سے ملک مالک زائل ہو جاتی ہے اور مالک کے اس قول سے بھی کہ میں نے اس کو مسجد کر دیا، دونوں میں جو ہو کافی ہے دونوں کا وجود ضروری نہیں، ردالمحتار میں اسی پر لکھا ہے:

لَمْ يَرْدَانَهُ لَا يَزُولُ بَدُونَهُ لَمَّا عَرَفْتَ أَنَّهُ يَزُولُ بِالْفِعْلِ أَيْضًا بِلَا خِلَافٍ ² - وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ -	اس سے یہ مراد نہیں کہ اس کے بغیر ملکیت زائل نہیں ہوگی اس لیے کہ تو جان چکا ہے کہ ملکیت تو محض فعل نماز سے بھی زائل ہو جاتی ہے اس میں نماز پڑھنے کی عام اجازت نہ دے دے۔ (ت)

دوسری عبارت ہدایہ کی ہے اور اس میں واؤ بمعنی یا نہیں بلکہ امران ضرور ہے اور اس کے بعد طرفین کے نزدیک ایک بار نماز باذن ہونا لازم، اور امام ابو یوسف کے نزدیک صرف زبان سے کہہ دینا کافی کہ میں نے اسے مسجد کیا، اسی کو اس عبارت کے متصل ہدایہ میں بتایا:

وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ يَزُولُ مَلِكُهُ لِقَوْلِهِ جَعَلْتَهُ مَسْجِدًا ³ -	امام ابو یوسف نے فرمایا اس کے صرف یہ کہہ دینے سے کہ میں نے اس کو مسجد کر دیا ہے اس کی ملکیت زائل ہو جاتی ہے۔ (ت)

اور قول امام ابو یوسف پر ہی فتویٰ ہے کہ دونوں میں سے جو ہو کافی ہے فعل و قول کا جمع ہونا ضروری نہیں۔ ردالمحتار میں ہے:

فِي الدَّرِ الْمُنْتَقَى وَقَدْ مَرَّ فِي التَّنْوِيرِ وَالدَّرِ وَالْوَقَايَةِ وَغَيْرِهَا قَوْلُ ابْنِ يُوسُفَ عَلِمْتَ أَرْجَحِيَّتَهُ فِي الْوَقْفِ وَالْقَضَاءِ ⁴	در منتقی میں ہے کہ تنویر، در اور وقایہ میں امام ابو یوسف کے قول کو مقدم کیا گیا ہے اور وقف و قضا میں اس کا رائج ہونا معلوم ہو چکا ہے۔ (ت)

¹ الهداية كتاب الوقف المكتبة العربية كراچی ۲/ ۶۲۳

² ردالمحتار كتاب الوقف مطلب في احكام المسجد دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۶۹

³ الهداية كتاب الوقف المكتبة العربية كراچی ۲/ ۶۲۳

⁴ ردالمحتار كتاب الوقف دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۷۰

مسئلہ ۱۲: از مدرسہ منظر الاسلام بریلی، مرسلہ مولوی اکبر حسین رام پوری طالب علم ۲۸ ربیع الاول شریف ۱۳۲۶ھ
 بعلی خدمت اعلیٰ حضرت مدظلہ العالی عرض ہے کہ ایک شعر کے معنی میں نہایت فکر کرتا ہوں لیکن سمجھ میں نہیں آتا، امید کہ
 میں حضور کی ذات اقدس سے کامیاب ہوں گا، شعر یہ ہے:۔
 میری تعمیر میں مضر اک صورت خرابی کی
 ہیولی برق خرمن کا ہے خون گرم دہقان کا

الجواب:

ہیولی مادے کو کہتے ہیں جس میں شے کی قابلیت اور استعداد ہوتی ہے اور خون گرم سعی کا سبب کہ دہقان کی سعی سے کھیتی کی
 پیداوار ہے، اور اس کا محاصل خرمن، کہ برق گرے تو اسے بالکلیہ نیست و نابود کر دے، تو کہتا ہے کہ وہ خون گرم دہقان کے
 سبب پیدا ہوا۔ وہی برق خرمن کا مادہ بنا کر حرارت میں برق بننے کی استعداد تھی اور وہی بالاخر اپنے پیدا کردہ خرمن پر بجلی ہو کر
 گرا اور اسے فنا کر گیا تو اس تعمیر میں ویرانی کی صورت پنہاں تھی کہ:

لذواللموت وابنواللخراب

جیو مرنے کے لیے اور عمارتیں بناؤ خراب و برباد ہونے کے لیے۔

مسئلہ ۱۳: از پبلی بھیت محلہ احمد زئی مرسلہ مولوی سید محمد عمرا لہ آبادی سہروردی ۱۸ رجب ۱۳۳۲ھ

(۱) من آن وقت بودم کہ آدم نبود کہ حوا عدم بود آدم نبود

(۲) من آں وقت کردم خدا را سجود کہ ذات و صفات خدا ہم نبود

(۳) غور سے ہم نے محمد کو جو دیکھا فرحاں تین سو ساٹھ برس پایا خدا سے پہلے

(۱) میں اس وقت تھا کہ آدم نہ تھا کہ حوا معدوم تھی اور آدم نہ تھا۔

(۲) میں نے اس وقت خدا کو سجدہ کیا کہ خدا کی ذات و صفات بھی موجود نہ تھیں۔ (ت)

ان تینوں شعروں کا مطلب تحریر فرمائیے کہ یہ اشعار کس کے ہیں اور کس کتاب میں ہیں؟ ایک شخص نے مجھ سے ان شعروں
 کا مطلب دریافت کیا ہے مگر مجھے نہیں معلوم میں کیسے بتاؤں لہذا آنجناب سے سوال ہے کہ مطلب تحریر فرمائیے فقط المستفتی
 محمد عمر۔

الجواب:

ایسے اشعار کا مطلب اس وقت پوچھا جاتا ہے جب معلوم ہو کہ قائل کوئی معتبر شخص تھا ورنہ

بے معنی لوگوں کے ہدیان کیا قابل التفات۔

شعر اول کے مصرعہ اخیر میں آں دم نبود چاہیے ورنہ قافیہ غلط ہے بہر حال اس کا مطلب صحیح و صاف ہے وجود ارواح قبل اجسام کی طرف اشارہ ہے۔

شعر دوم صریح کفر ہے۔

شعر سوم میں دراصل تین سو تیرہ برس کا لفظ ہے فرحان ہمارے بریلی کے شاعر تھے ان کی زندگی میں ان کی یہ غزل چھپی تھی فقیر نے جھی دیکھی تھی اس میں تین سو تیرہ کا لفظ تھا اس میں شاعر نے یہ مہمل و بے ہودہ و لغو مطلب رکھا ہے کہ لفظ محمد کے عدد ۹۲ ہیں اور لفظ خدا کے عدد ۶۰۵ ظاہر ہے کہ ۶۰۵ سے ۹۲ بقدر ۵۱۳ کے مقدم ہے۔ بے ہودہ معنی اور بے معنی بات واستغفر اللہ العظیم یہ وہ ہے جو شاعر صاحب نے سمجھا تھا اور اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ محمد سے مراد مرتبہ رسالت حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین ہو جس کا سر صرف رہے کہ رویت و روایت و ردیت درائے سب کا مبدا ہے اور انہار رسالت کی یہی منالبع ہیں۔ اس کے عدد ۲۰۰ ہیں اور رسول ۳۱۳ کہ حقیقۃً سب ظلال رسالت محمدیہ علیہ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ ہیں مجموعہ ۵۱۳ ہوا۔ رسل کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سیر من اللہ الی الخلق ہے اور امت کی سیر من الرسل الی اللہ جب تک رسولوں پر ایمان نہ لائے اللہ عزوجل پر ایمان نہیں مل سکتا۔ پھر اس تک رسائی تو بے وساطت رسل محال ہے اور تصدیق سب رسولوں کی جزء ایمان ہے۔ "لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ اَیْہِیْمَنْ رُّسُلِہٖ" ^۱ (ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے) برس کو عربی میں حول کہتے ہیں کہ تحویل سے مشعر ہے رسولوں کی بدلیاں بھی تحویل تھیں اور برس بمعنی بارش ہے ہر رسول کی رسالت بارش رحمت ہے یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آدم سے خاتم تک رائے رسالت میں یہ تین سو تیرہ طور فرمائے تین سو تیرہ بار رحمت برسائے جب تک ان سب کی تصدیق سے بہرہ ور ہو خدا تک رسائی ناممکن ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ القرآن الکریم ۲/۲۸۵

وعظ و تبلیغ

مسئلہ ۱۳: از سہرام ضلع گیما محلہ پٹیاں ٹولی عرف نیم کالے خان مرسلہ حکیم سراج الدین احمد صاحب ۱۷ شوال ۱۳۳۵ھ دیوبندی سہارنپوری نانوتوی والہ آبادی وغیرہم واعظین مدارس و مساجد کی تعمیر و تحفظ میں بلا ترجیح یکدیگر جو کچھ اقوال مختلفہ بیان کرتے ہیں کہیں تک حق بجانب ہے تاوقتیکہ بدعت واجب مندوب مباح حرام مکروہ اور بدعت کی وجہ حسن و قبح اور فرق درمیان بدعت و مباح و تخصیص حدیثیں۔

جس نے اچھا طریقہ ایجاد کیا اور جس نے بُرا طریقہ ایجاد کیا (ت) جو شخص ہمارے دین میں کوئی نئی نکالے وہ مردود ہے۔ (ت) جس نے کوئی ایسی نئی بات نکالی جو بُری ہے جسے اللہ و رسول پسند نہیں فرماتے۔ (ت)	(۱) من سنّ سنّة حسنة ومن سنّ سنة سيئة^۱۔ (۲) من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو ردّ^۲۔ (۳) من ابدع بدعة ضلالة لا يرضاها الله ورسوله^۳۔

^۱ مسند الامام احمد بن حنبل المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۳۶۱ و صحیح مسلم کتاب العلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۴۱

^۲ صحیح مسلم کتاب الاقضیة باب نقض الاحکام الباطلة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۷

^۳ جامع الترمذی کتاب العلم باب الاخذ بالسنة واجتناب البدعة امین کمپنی دہلی ۲/ ۹۲

کے مطابق ہر امورِ حسنہ کو سیدہ سے پاک رہنے کا حال مفصل نہ کہہ سناں کہ عوام غلط فہمی سے حق تلفی کر کے امورِ حسنہ کو بامیزش ممنوعات کے مذموم نہ کر دیں اگر اس کا التزام مذکورین اپنے اپنے وعظ میں نہ کریں تو مورد الزام ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:

واعظ کے لیے پہلی شرط یہ ہے کہ مسلمان ہو دیوبندی عقیدے والے مسلمان ہی نہیں ان کا وعظ سننا حرام اور دانستہ انہیں واعظ بنانا کفر علمائے حرمین شریفین نے فرمایا ہے کہ:

من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر ^۱	جس نے ان کے کفر اور عذاب میں شک کیا اس نے کفر کیا۔ (ت)

اسی طرح تمام وہابیہ وغیرہ مقلدین فاتھم جمیعاً اخوان الشیاطین۔ (کہ وہ سب شیطانوں کے بھائی ہیں۔ ت) دوسری شرط سنی ہونا غیر سنی کو واعظ بنانا حرام ہے اگرچہ بالفرض وہ بات ٹھیک ہی کہے۔ حدیث میں ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من وقر صاحب بدعة فقد اعلن علی ہدم الاسلام ^۲	جس نے کسی بد مذہب کی توقیر کی اس نے دین اسلام کے ڈھانے پر مدد دی۔

تیسری شرط عالم ہونا جاہل کو واعظ کہنا ناجائز ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

اتخذ الناس رؤسا جہا لا فستلوا فافتوا بغير علم فضلوا واضلوا ^۳	لوگوں نے جاہلوں کو سردار بنالیا پس جب ان سے سوال کیا گیا تو انہوں نے بے علم احکام شرعی بیان کرنے شروع کیے تو آپ بھی گمراہ ہوئے اور اوروں کو بھی گمراہ کیا۔

چوتھی شرط فاسق نہ ہونا۔ تبیین الحقائق وغیرہ میں ہے:

لان فی تقدیمہ للامامة تعظیہ	کیونکہ اسے امامت کے لیے مقدم کرنے میں اس کی

^۱ الدر المختار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶، حسام الحرمین علی منحہ الکفر والہین مطبع ہلسنت وجماعت بریلی ص ۹۴

^۲ کنز العمال حدیث ۱۱۰۲ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱/ ۲۱۹

^۳ صحیح البخاری کتاب العلم باب کیف یقبض العلم الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۰

وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً ^۱ ۔	تعظیم ہے حالانکہ شرعاً مسلمانوں پر اس کی توہین واجب ہے۔ (ت)

اور جب یہ سب شرائط مجتمع ہوں سنی صحیح القعیدہ عالم دین متقی وعظ فرمائے تو عوام کو اس کے وعظ میں دخل دینے کی اجازت نہیں وہ ضرور مصالح شرعیہ کا لحاظ رکھے گا ہاں اگر کسی جگہ کوئی خاص مصلحت ہو جس پر اُسے اطلاع نہیں تو پیش از وعظ مطلع کر دیا جائے کہ یہاں یہ حالت ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔



^۱ تبیین الحقائق باب الامامة والحدث فی الصلوة المطبعة الکبیری بولاق مصر ۱۳۴۱



علم الحیوان

مسئلہ ۱۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں۔
سُتّا اور کل جانور چرند و پرند کس کی اولاد میں سے ہیں؟

الجواب:

ہر جانور کہ مادہ سے پیدا ہوتا ہے اپنی قسم کے اس پہلے جانور کی اولاد میں ہے جسے رب عزوجل نے ابتداً بنایا تھا مثلاً سب میں پہلا گھوڑا جو مٹی اور پانی سے رب عزوجل نے بنایا سب گھوڑے اس کی نسل ہیں یونہی کتے وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



تشریح ابدان

مسئلہ ۱۶: مرسلہ مولوی نواب محمد سلطان احمد خان صاحب ۲۹ محرم الحرام ۱۳۲۵ھ
زید کہتا ہے حال میں دو شخص ایسے پائے گئے ہیں جن کے دودو دل ہیں اور ڈاکٹروں نے بھی اس کو اپنے طور پر جانچ کیا ہے مگر کہتا ہے کہ ایک شخص کے دودل نہیں ہو سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهِ" ^۱ ۔	اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کے اندر دودل نہ رکھے۔ (ت)

اس پر خالد کہتا ہے خدائے تعالیٰ نے یہ بھی تو فرمایا ہے:

"هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ" ^۲ ۔	وہی ہے جو تمہاری تصویر بناتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے

پس یہ امر عجائب صنع باری سے ہے جیسے کہ ایک شخص ایسا بھی موجود ہے جس کا دل داہنی طرف ہے اسی طرح عجیب الخلقیت بچے ہمیشہ پیدا ہوتے رہتے ہیں کیا انسان کیا جانور اور پہلی آیت تو اس شخص کے بارے میں اتری ہے جو دعویٰ کرتا ہے کہ اس شخص کے دودل ہیں لہذا میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ علم و فہم رکھتا ہوں۔ چونکہ اس وقت میں لوگ طرح طرح سے آپ کی مخالفت پر کمر بستہ تھے اس لیے اس شخص نے

^۱ القرآن الکریم ۴۳/۴

^۲ القرآن الکریم ۳/۶

کہہ دیا جس سے لوگ آپ سے برگشتہ ہو جائیں تو خدا تعالیٰ نے اس کا جھوٹ ظاہر کر دیا۔ پس علماء دین تویم سے بقلب استفسار ہے کہ منشاہر دو آیت کا کیا ہے اور اس بارہ میں کیا اعتقاد رکھنا چاہیے؟ القوا کلام نفسیکم فی قلبی تو جروا من ربی (اپنا نفس کلام میرے دل میں ڈالو میرے رب سے اجر پاؤ گے۔ ت)

الجواب:

قلب وہ عضو ہے کہ سلطان اقلیم بدن و محل عقل و فہم و منشا قصد و اختیار و رضا و انکار ہے ایک شخص کے دو دل نہیں ہو سکتے دو بادشاہ در اقلیم نہ گنبد (ایک سلطنت میں دو بادشاہ نہیں ہوتے۔ ت) آیہ کریمہ میں رجل نکرہ ہے اور تحت نفی داخل ہے تو مفید عموم و استغراق ہے یعنی اللہ عز و جل نے کسی کے دو دل نہ بنائے نہ کہ فقط اس شخص خاص کی نسبت انکار فرمایا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

الا وان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسدت الجسد کلہ الا وہی القلب ^۱	سنتے ہو بدن میں ایک پارہ گوشت ہے کہ وہ ٹھیک ہے تو سارا بدن ٹھیک رہتا ہے اور وہ بگڑ جائے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے سنتے ہو وہ دل ہے۔

تو اگر کسی کے دو دل ہوں ان میں ایک ٹھیک رہے ایک بگڑ جائے تو چاہیے معاً ایک آن میں سارا بدن بگڑا اور سنبھلا دونوں ہوا اور یہ محال ہے جب دو دل ہیں ایک نے ارادہ کیا یہ کام کیجئے دوسرے نے ارادہ کیا نہ کیجئے تو اب بدن ایک کی اطاعت کرے گا یا دونوں کی یا کسی کی نہیں۔ ظاہر ہے کہ دونوں کی اطاعت محال ہے اور کسی کی نہ ہو تو ان میں کوئی قلب نہیں کہ قلب تو وہی ہے کہ بدن اسی کے ارادے سے حرکت و سکون ارادی کرتا ہے اور اگر ایک کی اطاعت کرے گا دوسرے کی نہیں تو جس کی اطاعت کرے گا وہی قلب ہے اور دوسرا ایک بد گوشت ہے کہ بدن میں صورت قلب پر پیدا ہو گیا جیسے کسی کے پنجے میں چھ انگلیاں اور بعض کے ایک ہاتھ میں دو ہاتھ لگے ہوتے ہیں ان میں جو کام دیتا ہے اور ٹھیک موقع پر ہے وہی ہاتھ ہے دوسرا بد گوشت ہے۔ ڈاکٹروں کا بیان اگر سچا ہو تو اس کی یہی صورت ہوگی کہ بدن میں

^۱ صحیح البخاری کتاب الایمان باب فضل من استبراء لدینہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۱/۱، صحیح مسلم کتاب المساقات باب اخذ الحلال

وترک الشبہات قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۸/۲

ایک بد گوشت بصورتِ دل زیادہ پیدا ہو گیا ہوگا۔ ہاتھ میں تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اصلی اور زائد دونوں ہاتھ کام دیں مگر قلب میں یہ ناممکن ہے آدمی روح انسانی سے آدمی ہے اور اسی کے مرکب کا نام قلب ہے اور روح انسانی متجزی نہیں کہ آدمی ایک دل میں رہے آدمی دوسرے میں۔ تو جس سے وہ اصالتاً متعلق ہوگی تو وہی قلب ہے دوسرا سلب ہے۔ اور آیہ کریمہ میں "يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ"^۱۔ فرمایا ہے کہ ماں کے پیٹ میں تمہاری تصویر بناتا ہے جیسی وہ چاہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ کیف تشاء ون وبتخیلا کم تخزعون جیسی تم چاہو اور اپنے خیالات میں گھڑو ویسی ہی تصویر بنادے یہ محض باطل ہے اور اس نے اپنی مشیت بتادی کہ کسی کے جوف میں میں نے دو دل نہ رکھے تو اس کے خلاف تصویر نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



^۱ القرآن الکریم ۶/۳



(۲) مساوات درجہ دوم سے یہ بہت سہل حل ہو سکتا یہاں تک آپ لے آئے کہ۔ $۲۷۷۳ + ۱۴۵۰۰ = ۱۷۲۷۳$ یہاں نفی واثبات کا قلب کر لیجئے مساوات یہ ہو جائے گی $۲۷۷۳ - ۱۴۵۰۰ = ۱۷۲۷۳$ پھر خواہ یوں عمل کیجئے $۲۷۷۳ - ۱۴۵۰۰ = ۱۷۲۷۳$ ۔ $۱۷۲۷۳ - ۱۴۵۰۰ = ۲۷۷۳$ طرفین میں $۱۷۲۷۳ / ۲۷۷۳ = ۱$ کا مجذور شامل کیجئے یا مساوات کو بحال رکھ کر ۲۹۶ میں ضرب دے کر طرفین میں $(۱۷۲۷۳ \times ۲۹۶) / ۲۷۷۳ = ۱۷۲۷۳$ شامل فرمائیے مدعا حاصل ہوگا۔

(۳) ہاں لطیف تریہ ہے کہ درجہ دوم کا نام نہ آنے پائے صرف مساوات درجہ اول سے حاصل ہو اسے بتائیے وہ بہت آسان ہے فقط۔

مسئلہ ۱۸: مسؤلہ قاضی فضل احمد صاحب لودی انوی ۲۲ صفر مظفر ۱۳۳۹ھ

علمائے کرام کا اس میں کیا ارشاد ہے ایک رافضی نے کہا آیت کریمہ "إِنَّمَا مِنَ الْمُنْجَرِّ مِیْنُ مُنْتَقِمُونَ" ^۱۔ (بے شک ہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں۔ ت) کے عدد ۱۲۰۲ ہیں اور یہ ہی عدد ابو بکر عثمان کے ہیں۔

الجواب:

روافضی لعنہم اللہ تعالیٰ کی بنائے مذہب ایسے ہی اوہام بے سرو پا و پا در ہوا پر ہے۔
 اولاً: ہر آیت عذاب کے عدد اسماء اخیار سے مطابق کر سکتے ہیں اور آیت ثواب کے اسماء کفار سے کہ اسماء میں وسعت وسیعہ ہے۔
 ثانیاً: امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے تین صاحبزادوں کے نام ابو بکر و عمر و عثمان ہیں۔
 رافضی نے آیت کو ادھر پھیرا کوئی ناصبی ادھر پھیر دے گا اور دونوں ملعون ہیں۔ حدیث میں ہے سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا۔ ارونی ابنی ماسیتنبوہ^۲ مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا۔ مولیٰ علی نے عرض کی حرب۔ فرمایا: نہیں بلکہ وہ حسن ہے۔ پھر سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پر تشریف لے گئے اور فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا؟ مولیٰ علی نے عرض کی: حرب۔ فرمایا: نہیں بلکہ وہ حسین ہے پھر امام محسن کی ولادت پر وہی فرمایا مولیٰ علی نے وہی عرض کی۔ فرمایا: نہیں بلکہ وہ محسن ہے پھر فرمایا میں نے اپنے بیٹوں کے نام داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام

^۱ القرآن الکریم ۲۲/۳۳

^۲ اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ باب الحاء والسین ترجمہ حسن بن علی ۱۱۶۵ دار الفکر بیروت ۱/ ۵۵۷

کے بیٹوں پر رکھے۔ شہر شہیر مشہر^۱ حسن حسین محسن ان سے ہم وزن وہم معنی ہیں اس سے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو تنبیہ ہوئی کہ اولاد کے نام اختیار کے ناموں پر رکھنے چاہئیں لہذا ان کے بعد اپنے صاحبزادوں کے نام ابو بکر عمر عثمان عباس وغیرہ رکھے۔

❦ رافضی نے عدد غلط بتائے امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پاک میں الف نہیں لکھا جاتا تو عدد بارہ سوا یک ہیں نہ کہ دو۔

ہاں اور رافضی (۱) بارہ سودو عدد کا ہے کے ہیں ابن سینا رافضہ کے۔

(۲) ہاں اور رافضی! بارہ سودو عدد ان کے ہیں ابلیس یزید ابن زیاد شیطان الطاق کلینی ابن بابویہ قمی طوسی حلی۔

(۳) ہاں اور رافضی! اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا دُعِيَہُمْ وَكَانُوا شِيعًا لَّسْتُ مِنْہُمْ فِی شَیْءٍ" ^۲	بے شک جنہوں نے اپنا دین ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور شیعہ ہو گئے اے نبی! تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں۔

اس آیت کریمہ کے عدد ۲۸ ۲۸ ہیں اور یہی عددی ہیں رفاض اثنا عشریہ شیطنیہ اسمعیلیہ کے اور اگر اپنی طرح سے اسمعیلیہ میں الف چاہے تو یہ ہی عدد ہیں روافض اثنا عشریہ و نصیریہ و اسماعیلیہ کے۔

(۴) ہاں اور رافضی! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ" ^۳	ان کے لیے ہے لعنت اور ان کے لیے ہے بُرا گھر۔

اس کے عدد چھ سو چوالیس ہیں اور یہی عدد ہیں شیطان الطاق طوسی حلی کے۔

(۵) نہیں اور رافضی! بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ۖ وَالشَّہَدَاءُ عِنْدَ رَبِّہُمْ ۖ لَهُمْ أَجْرُہُمْ" ^۴	وہی اپنے رب کے یہاں صدیق و شہید ہیں ان کے لیے ان کا ثواب ہے۔

اس کے عدد چودہ سو سینتالیس ہیں اور یہی عدد ابو بکر عمر عثمان علی سعد کے۔

^۱ اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ باب الحاء والسین ترجمہ حسن بن علی ۱۱۲۵ دار الفکر بیروت ۱/ ۵۷۷

^۲ القرآن الکریم ۶/ ۱۵۹

^۳ القرآن الکریم ۱۱۳/ ۲۵

^۴ القرآن لکریم ۵۷/ ۱۹

(۶) نہیں اور انہی! بلکہ مولیٰ تعالیٰ فرماتا ہے:

وہی اپنے رب کے حضور صدیق و شہید ہیں ان کے لیے ہے ان کا ثواب اور ان کا نور۔	"أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ ۖ وَالشَّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ" ^۱ ۔

اس کے عدد ۱۷۵۲ ہیں اور یہی عدد ہیں ابو بکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر کے۔

(۷) نہیں اور انہی! بلکہ اللہ عز و جل فرماتا ہے:

جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق و شہید ہیں ان کے لیے ہے ان کا ثواب اور ان کا نور۔	"وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۖ أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ ۖ وَالشَّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ" ^۲ ۔

آیہ کریمہ کے عدد ۳۰۱۶ ہیں اور یہی عدد ہیں صدیق فاروق ذوالنورین علی طلحہ زبیر سعد سعید ابو عبیدہ عبدالرحمن بن عوف کے۔ الحمد للہ آیہ کریمہ کا تمام و کمال جملہ مدح بھی پورا ہو گیا اور حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسمائے طیبہ بھی سب آگئے جس میں اصلاً تکلف و تصنع کو دخل نہیں کچھ روزوں سے آنکھ دکھتی ہے یہ تمام آیات عذاب و اسمائے اشرار و آیت مدح و اسمائے اخیار کے عدد محض خیال میں مطابق کیے جن میں صرف چند منٹ صرف ہوئے اگر لکھ کر اعداد جوڑے جاتے تو مطابقتوں کی بہار نظر آتی مگر بعونہ تعالیٰ اس قدر بھی کافی ہے واللہ الحمد واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ القرآن لکريم ۵۷/۱۹

^۲ القرآن لکريم ۵۷/۱۹

حقوق العباد

مسئلہ ۱۹: از شہر بریلی محلہ لودی ٹولہ مسئلہ نظیر احمد شہر کہنہ شنبہ ۲۳ شعبان ۱۳۳۲ھ کوئی شخص اگر کسی کی عورت کے ساتھ بد فعلی کرے اور اس عورت کے خاوند سے معافی چاہے تو کیا معاف ہو جائے گا یا توبہ بھی اس پر لازم ہوگی؟ اگر فقط توبہ کرنے سے گناہ معاف ہو جائے تو اس وقت میری عرض یہ ہے کہ حق العباد تو معاف نہیں ہوتا تا وقتیکہ صاحب حق سے معافی نہ لے کیا یہ حق العباد نہیں ہے؟ مفضلًا تحریر فرمائیں۔ بینواتو جروا (بیان فرمائیے اجر دیئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب:

عورت جس کا شوہر ہو یا باپ بھائی وغیرہم اولیاء جن کو اس امر سے عار پہنچے فرض کیجئے وہ دس شخص ہیں تو اس کے ساتھ معاذ اللہ بدکاری اگر بے اس کی رضا کے ہے تو بارہ حقوق میں گرفتاری ہے ایک حق مولیٰ عزوجل کا کہ اس کی نافرمانی کی دوسرا اس عورت کا کہ اس کی عصمت خراب کی تیسرا اس کے شوہر کا یوں ہی باقی دس حقداروں کا جب تک یہ سب معاف نہ کریں معاف نہ ہوگا۔ بحالیکہ ان کو اطلاع پہنچ جائے اور اگر برضائے زن ہے تو عورت اور یہ دونوں گیارہ سخت حقوق میں گرفتار ہوئے ایک حق مولیٰ عزوجل کا دس ان دسوں کے اور اس صورت میں عورت کا حق نہ ہوگا کہ وہ راضی ہے اور عورت زنا کے باعث نکاح سے خارج نہیں ہوتی مگر اس حالت میں کہ شوہر کے باپ یا بیٹے سے یہ امر واقع ہو تو

نکاح فاسد ہو جائے گا۔ شوہر پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جائے گی کہ کبھی حلال نہیں ہوتی۔ شوہر پر فرض ہوگا کہ اسے چھوڑ دے مگر بے اس کے چھوڑے نکاح سے نکلے گی اب بھی نہیں دوسری جگہ نکاح نہ کر سکے گی واللہ تعالیٰ اعلم۔



لغت

مسئلہ ۲۰: ازکا پور محلہ نانچ گھر قدیم مرسلہ مولانا مولوی محمد آصف صاحب قادری رضوی برکاتی ۱۴ ار رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ
یا حبیب محبوب اللہ روجی فداک قبلہ پرستان و کعبہ ارباب ايقان مد ظہم العالی بعد تسلیمات فدویانہ و تمنائے حضور شرف
آستانہ الفاظ شکیل و عقیل بمعنی دانا کی صحت و تغلیط سے مطلع فرمائیں۔
جناب جلال لکھنوی آنجمنی کو کمترین نے حسب ذیل تحریر بھیجی تھی ہر دو الفاظ مذکورہ ان کے نزدیک غلط ہیں۔ شکیل اور عقیل
ذوق مرحوم کے مندرجہ ذیل اشعار میں پائے جاتے ہیں۔

اللہ اللہ رے زہے شکل شہنشاہ شکیل
بید مجنون کو بنادے ابھی انسان عقیل¹

نور معنی ہے بہر شکل نتیجہ اُس کا
دانش آموز ہو گر تربیت عام تری

غیاث میں ہے۔

عقیل (ع پر زہر اور ق کے نیچے زیر) بزرگ اور بہت عقل والا آدمی اور اونٹ کا زانو بند۔ اور ابو طالب کے بیٹے کا نام کہ وہ قریش کی نسبت زیادہ عقلمند تھا۔ (ت)	عقیل بفتح اول و کسر قاف مرد بزرگ و بسیار دانا و زانو بند شتر و نام پسر ابی طالب کہ دانا تر بود بہ نسبت قریش ²

اس تحریر کا جواب جناب جلال نے یہ تحریر فرمایا تھا: ذوق نے جو شکیل و عقیل بمعنی دانا باندھا ہے آپ کے نزدیک وہ پایہ اعتبار میں ہوگا میرے نزدیک نہیں اس لیے کہ شکیل و عقیل بمعنی دانا کسی لغت معتبر میں مثل صراح و قاموس کے نہیں نکلتا نہ اساتذہ پارس کے اشعار میں ہے پھر کیونکر میں مان لوں۔ اور صاحب غیث بھی عقیل کو بمعنی دانا لکھا کریں مگر صاحب غیث کا ماخذ جو لغت ہیں ان میں سے بھی کسی نے لکھا ہے۔ فافہم میچمدان جلال۔

الجواب:

صدہا الفاظ عربی ہیں کہ اردو میں غیر معنی عربی پر مستعمل ہیں ان معانی کو قاموس میں تلاش کرنا حماقت ہے بلکہ اردو کے اہل زبان سے دریافت کرنا چاہیے ذوق مرحوم اس زبان کے مسلم اساتذہ سے تھے۔ معترض صاحب کا تخلص جلال ہے لفظ تخلص اس معنی پر کون سے قاموس میں ہے۔ اردو میں جب غصہ کو کہتے ہیں جلال آگیا۔ عربی میں اس معنی پر کب ہے بلکہ غصہ بھی عربی میں گلے کا اچھو ہے نہ کہ خشم۔ اس قسم کے الفاظ کی فہرست لکھی جائے تو ایک رسالہ ہو۔ انہیں میں شکیل و عقیل بھی ہیں شکیل بمعنی حسین اور عقیل بمعنی صاحب عقل معترض کا کہنا کہ ذوق نے شکیل و عقیل بمعنی دانا باندھا محض نادانی ہے شکیل بمعنی دانا شعر ذوق میں کہاں سے سمجھا بلکہ عقیل و دانا میں بھی عقیل دانا کے نزدیک فرق ہے عقل و علم شے واحد نہیں علم اکبر من عقلہ (اس کا علم اس کی عقل سے بڑا ہے۔ ت) مشہور ہے جہاں تک میرے کان کا سنا ہوا ہے معترض کا مذہب شیعہ تھا ایسی حالت میں جناب اور فرمایا نہ چاہیے والسلام مع الکریم واللہ تعالیٰ اعلم۔

خواب

مسئلہ ۲۱: ازکانپور محلہ مولنج مرسلہ الدین صاحب امام مسجد شکر اللہ صاحب سوداگر ۱۳ ربیع الآخر شریف خواب کیا چیز ہے؟

الجواب:

خواب چار قسم ہے:

ایک حدیث نفس کہ دن میں جو خیالات قلب پر غالب رہے جب سویا اور اس طرف سے حواس معطل ہوئے عالم مثال بقدر استعداد منکشف ہوا انہیں تخیلات کی شکلیں سامنے آئیں یہ خواب مہمل و بے معنی ہے اور اس میں داخل ہے وہ جو کسی خط کے غلبہ اس کے مناسبات نظر آتے ہیں مثلاً صفاوی آگ دیکھے بلغمی پانی۔

دوسرا خواب القائے شیطان ہے اور وہ اکثر وحشتناک ہوتا ہے شیطان آدمی کو ڈراتا یا خواب میں اس کے ساتھ کھیلتا ہے اس کو فرمایا کہ کسی سے ذکر نہ کرو کہ تمہیں ضرر نہ دے۔ ایسا خواب دیکھے تو بائیں طرف تین بار تھوک دے اور اعوذ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھے۔

تیسرا خواب القائے فرشتہ ہوتا ہے اس سے گزشتہ و موجودہ و آئندہ غیب ظاہر ہوتے ہیں مگر اکثر پردہ تاویل قریب یا بعید میں و لہذا محتاج تعبیر ہوتا ہے۔

چوتھا خواب کہ رب العزّة بلا واسطہ القاء فرمائے وہ صاف صریح ہوتا ہے اور احتیاج تعبیر سے بری۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



اجارہ

مسئلہ ۲۲: از کراچی میمن مسجد آرام باغ گاڑی حاطہ ۱۹ ربیع الآخر ۱۴۳۶ھ
جو شخص جس کام کے لیے منتخب کیا گیا وہ اس کو پوری طرح سے ادا نہ کرے یعنی قاصر رہے تو اس کو کیا سمجھنا چاہیے؟ بینوا
توجرا۔ (بیان کیجئے اجدیئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب:

اس میں ہزاروں صورتیں ہو سکتی ہیں ایسی گول بات قابل جواب نہیں ہوتی۔ کیا کام کیسا انتخاب کیونکر نہ کرنا ایک ایسے کام کے
لیے منتخب کیا تھا جو اس کے لیے مباح ہے نہ کیا تو کیا الزام اور اگر اس پر فرض تھا اور نہ کیا تو سخت گناہگار اور حرام تھا اور نہ کیا تو
بہت اچھا کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



عقائد و کلام و دینیات

مسئلہ ۲۳: از حسن پور ضلع مراد آباد بذریعہ طفیل احمد صاحب قادری برکاتی رضوی مرسلہ حافظ اکرام اللہ خاں، ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

سوال اول: تقویۃ الایمان مولوی اسماعیل کی فخر المطالع لکھنؤ کی چھپی ہوئی کے صفحہ ۳۲۹ پر جو عرس شریف کی تردید میں کچھ نظم ہے، اور رنڈی وغیرہ کا حوالہ دیا ہے اسے جو پڑھا تو جہاں تک عقل نے کام دیا سچا معلوم ہوا کیونکہ اکثر عرس میں رنڈیاں ناچتی ہیں اور بہت بہت گناہ ہوتے ہیں اور رنڈیوں کے ساتھ ان کے یار آشنا بھی ہوتے ہیں اور آنکھوں سے سب آدمی دیکھتے ہیں اور طرح طرح کے خیال آتے ہیں کیونکہ خیال بد و نیک اپنے قبضہ میں نہیں، ایسی اور بہت ساری باتیں لکھی ہیں جن کو دیکھ کر تسلی بخش جواب دیجئے۔

سوال دوم: اور اس کتاب کے صفحہ ۳۰۰ پر دربارہ علم غیب کے جو فتوے درج ہیں کہ مجھڑ مارنے کا آپ کو علم ہو جاتا ہے اس کے جواب میں جو مولوی صاحب نے درج کی سورہ نمل آیہ چہارم، پارہ ۷ سورہ انعام آیت پنجم و سورہ اعراف و سورہ احقاف اور اس سے آگے حدیث شریف پیش کی ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو علم غیب کیا کل کا بھی حال معلوم نہیں تھا کہ کیا ہوگا حدیث شریف سے ظاہر ہوتا ہے، اور یہ کہنا کہ شیطان کو علم زیادہ ہے اور آپ کو کم، تو عرض ہے کہ بہت ساری باتیں ایسی ہیں کہ ہمارے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں دی گئیں اور وہ کو دی گئیں۔

مثل سلیمان علیہ السلام کو تخت اور لڑائی کے لیے گھوڑے اور اونٹ، اور ہمارے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں پیدل چل کر لڑتے تھے۔ بہت ساری باتیں عرض حال ہے جس سے طول ہونے کا خیال ہے۔ تسلی بخش جواب بادل لیل عنایت کیجئے اور وہ آیت مع ترجمہ جس سے کہ علم غیب معلوم ہوتا ہے اور حدیث شریف جس سے علم غیب پایا جاتا ہے اور وہ مثل حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی جو تہمت لگائی گئی تھی اگر علم غیب ہوتا تو آپ کو کیوں خبر نہ ہوئی۔

سوال سوم: اگر کسی عورت کا خاوند شراب پیتا ہے اور شراب پی کر عورت سے جماع کرے تو اس عورت کو کیا کرنا چاہیے؟
سوال چہارم: اگر کوئی ہندو کوئی چیز میرے پاس نقد یا سامان رکھ گیا تو اس کو نہ دینا چاہیے، جائز ہے یا ناجائز؟ یا کوئی چیز بھول گیا تو میں نے اس کو اٹھالیا تو دینا چاہیے یا نہیں؟ غرض ہندوؤں کا مال چوری دھوکا دے کر لینا جائز ہے یا نہیں؟
سوال پنجم: یہ جو مشہور ہے کہ عورت کو خواہش نفس مرد سے نوحے زیادہ ہے، اس کا پتہ شریعت سے چلتا ہے یا نہیں؟
سوال ششم: کنگھا داڑھی میں کس کس وقت کیا جائے؟

سوال ہفتم: مولوی اشرف علی تھانہ بھون والے کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال ہشتم: وہ کون سی باتیں ہیں جن کی وجہ سے کتاب تقویۃ الایمان خراب ہے؟

الجواب:

جواب سوال اول:

رنڈیوں کا ناچ بے شک حرام ہے، اولیائے کرام کے عرسوں میں بیقید جاہلوں نے یہ معصیت پھیلائی ہے۔
جواب سوال دوم: علم غیب ذاتی کہ اپنی ذات سے بے کسی کے دیئے ہوئے اللہ عزوجل کے لیے خاص ہے اُن آیتوں میں یہی معنی مراد ہیں کہ بے خدا کے دیئے کوئی نہیں جان سکتا اور اللہ کے بتائے سے انبیاء کو معلوم ہونا ضروریات دین سے ہے، قرآن مجید کی بہت آیتیں اس کے ثبوت میں ہیں، از انجملہ سورہ جن میں فرماتا ہے:

اللہ ہے غیب کا جاننے والا تو اپنے خاص غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ

"عَلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ

رَسُولُكَ ^۱ ۔	رسولوں کے۔

اور فرماتا ہے:

"تِلْكَ مِنْ أُنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ" ^۲	یہ غیب کی باتیں ہیں کہ ہم تمہیں بتاتے ہیں۔

اور فرماتا ہے:

"وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ" ^۳	یہ نبی غیب کی باتیں بتانے میں بخل نہیں فرماتے۔

اس مسئلہ کے بیان کو رسالہ انباء المصطفیٰ ورسالہ خالص الاعتقاد دیکھئے کہ کتنی آیتوں، حدیثوں اور اقوالِ ائمہ دین سے ثبوت ہے، جو شخص شیطان کے علم کو زیادہ بتاتا ہے، نبی صلی تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرتا ہے اور کافر ہے اس کے بیان کو علمائے حریمین شریفین کا فتویٰ حسام الحرمین دیکھئے یہ سب کتابیں بریلی مطبع اہلسنت سے مل سکتی ہیں۔ کوئی دولت، کوئی نعمت، کوئی عزت جو حقیقتہً دولت و عزت ہو ایسی نہیں کہ اللہ عزوجل نے کسی اور کو دی ہو اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا نہ کی ہو، جو کچھ جسے عطا ہوا یا عطا ہو گا دنیا میں یا آخرت میں وہ سب حضور کے صدقہ میں ہے حضور کے طفیل میں ہے حضور کے ہاتھ سے عطا ہوا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انما انا قاسم واللہ المبعطی ^۴ ۔	دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں۔

جواب سوال سوم: خاوند کے شراب پینے کا وبال اس پر ہے عورت اسے جماع سے منع نہیں کر سکتی
جواب سوال چہارم: امانت میں خیانت جائز نہیں اگرچہ ہندو کی ہو، غدر و بد عہدی جائز نہیں اگرچہ ہندو سے ہو، خیانت و غدر کے سوا اس کا بھی لحاظ ضرور ہے کہ کسی جرم قانونی کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو ذلت پر پیش کرنا بھی منع ہے۔ حدیث میں ہے:

من اعطى الذلة من نفسه	جو شخص بغیر کسی مجبوری کے اپنے آپ کو بخوشی

^۱ القرآن الکریم ۷۲/۲۶ و ۲۷

^۲ القرآن الکریم ۱۱/۴۹

^۳ القرآن الکریم ۸۱/۲۴

^۴ صحیح البخاری کتاب العلم باب من یرد اللہ بہ خیرا یفقه فی الدین قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۶، صحیح البخاری کتاب الجہاد باب قول

اللہ تعالیٰ فان للہ خمسة قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۳۹

طائعاً غیر مکرہ فلیس منّا ^۱ ۔	ذلت پر پیش کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

اور جب نہ غدر ہو نہ قانونی جرم تو پھر جس طرح اس کا مال ملے مباح ہے۔
 جواب سوال پنجم: ضرور اس کی اصل ہے، حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ عورت کو مرد سے سوچے زائد خواہش (شہوت) ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس پر حیا ڈال دی ہے۔^۲
 جواب سوال ششم: کنگھے کے لیے شریعت میں کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے اعتدال کا حکم ہے، نہ تو یہ ہو کہ آدمی چٹائی شکل بنا رہے نہ یہ ہو کہ ہر وقت مانگ چوٹی میں گرفتار، خیر الامور اوسطها^۳۔ (بہترین امر وہ ہے جو درمیانہ ہو۔ ت)
 جواب ہفتم: اشرف علی کی نسبت علمائے حریم شریفین نے اسی کتاب حسام الحرمین میں فرمایا ہے۔

من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔ ^۴	جو اس کے اقوال کفر پر مطلع ہو کر اس کے کافر و معذب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

جواب سوال ہشتم: تقویۃ الایمان ایک گمراہی اور بے دینی کی کتاب ہے، علمائے حریم شریفین نے اس گروہ کو گمراہ و بے دین لکھا ہے، اور فرمایا ہے۔

"أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ۖ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخٰسِرُونَ" ۝ ^۵	یہ لوگ شیطان کے گروہ ہیں خبردار رہو شیطان ہی کے گروہ نقصان میں ہیں۔

اس کتاب اور اس کے مصنف کے کلمات کفر کو کبہ شہابیہ میں بطور نمونہ ستر کے قریب بیان کیے ہیں جس میں صفحات کے حوالہ سے اس کی عبارتیں اور پھر اس کے کلمہ کفر ہونے پر آیتیں، حدیثیں ائمہ کی روایتیں لکھی ہیں اور اس رسالہ کو دیکھئے تو آپ کو معلوم ہو کہ یہ شخص کیسا بے دین تھا بیدین کی کتاب دیکھنا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ الترغیب والترہیب الترغیب فی الزہد فی الدنیا الخ حدیث ۲۰ مصطفیٰ البابی مصر ۱۷۹/۱

^۲ المقاصد الحسنہ حدیث ۲۰۵ دار الکتب العربی بیروت ص ۳۰۴ کنز العمال حدیث ۴۲۸۴۵ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۶/۳۴۵

^۳ کشف الخفاء حدیث ۱۲۴۵ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۳۴۶

^۴ حسام الحرمین مع تمہید ایمان مطبع اہلسنت بریلی ص ۹۴

^۵ القرآن الکریم ۱۹/۵۸

مسئلہ ۳۰: از مراد آباد مدرسہ اہلسنت بازار دیوان مرسلہ مولوی ابوالسعود عبدالودود صاحب طالب علم مدرسہ مذکور یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

وہابی جو مشہور ہیں وہ کون سا فرقہ ہے اور ان کی اصل کہاں سے نکلی اور ان کے عقائد کیا ہیں، اور ان کی بابت حدیث میں کیا وارد ہے؟

الجواب:

وہابی ایک بے دین فرقہ ہے جو محبوبانِ خدا کی تعظیم سے جلتا ہے اور طرح طرح کے حیلوں سے ان کے ذکر و تعظیم کو مٹانا چاہتا ہے ابتداءً اس کی ابلیس لعین سے ہے کہ اللہ عزوجل نے تعظیم سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم دیا اور اس ملعون نے نہ مانا اور زمانہ اسلام میں اس کا ہادی ذوالخویرہ تمیمی ہوا جس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ ارفع میں کلمہ توہین کہا اس کے بعد ایک پورا گروہ خوارج کا اس طریق پر چلا جن کو امیر المومنین مولیٰ علی نے قتل فرمایا لوگوں نے کہا حمد اللہ کو جس نے ان کی نجاستوں سے زمین کو پاک کیا امیر المومنین نے فرمایا یہ منقطع نہیں ہوئے ابھی ان میں کے ماؤں کے پیٹوں میں ہیں باپوں کی پیٹھوں میں ہیں، کلمہ قطع قرن نشاء قرن جب ان میں کی ایک سنگت کاٹ دی جائے گی دوسری سراٹھائے گی، حتیٰ یکون آخرهم یخرج مع السیخ الدجال^۱۔ یہاں تک کہ ان کا بچھلا گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔ اس حدیث کے مطابق ہر زمانہ میں یہ لوگ نئے نئے نام سے ظاہر ہوتے رہے یہاں تک کہ بارہویں صدی کے آخر میں ابن عبد الوہاب نجدی اس فرقہ کا سرغنہ ہوا اور اس نے کتاب التوحید لکھی اور توحید الہی عزوجل کے پردے میں انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور خود حضور اقدس سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ کی توہین دل کھول کر کی اس کی طرف نسبت کر کے اس گروہ کا نام نجدی وہابی ہوا۔ ہندوستان میں اس فتنہ ملعونہ کو اسماعیل دہلوی نے پھیلا یا کتاب التوحید کا ترجمہ کیا اس کا نام تقویۃ الایمان رکھا، دلی عقیدہ وہ ہے جو تقویۃ الایمان میں کئی جگہ صاف لفظوں میں لکھ دیا کہ: اللہ کے سوا کسی کو نہ مان^۲۔ اور وہاں کا ماننا محض خبط ہے۔^۳

اس کے متبعین جو گروہ ہیں عقائد میں سب ایک ہیں مگر اعمال میں یوں متفرق ہوئے کہ ایک فرقہ نے

^۱ کنز العمال حدیث ۳۱۲۴۴ موسسة الرسالة بیروت ۱۱/ ۲۰۵

^۲ تقویۃ الایمان الفصل الاول مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور، ص ۱۲

^۳ تقویۃ الایمان مقدمة الكتاب مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور، ص ۵

تقلید کو بھی ترک کیا اور خود اہلحدیث بنے یہ غیر مقلد وہابی ہیں ان کا سرگروہ نذیر حسین دہلوی اور کچھ پنجابی بنگالی تھے اور ہیں، اور مقلد وہابیوں کے سرگروہ رشید احمد گنگوہی اور قاسم نانوتوی، اور اب اشرف علی تھانوی، جو ان لوگوں کو اچھا جانے یا تقویۃ الایمان وغیرہ ان کی کتابوں کو مانے یا ان کے گمراہ بددین ہونے میں شک کرے وہ وہابی ہے، وہابی کی علامت حدیث میں ارشاد ہوئی کہ ظاہراً شریعت کے بڑے پابند بنیں گے۔ تحقرون صلواتکم مع صلواتہم وصیامکم مع صیامہم وعملکم مع عملہم^۱۔ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے آگے حقیر جانو گے اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے آگے اور اپنے اعمال کو ان کے اعمال کے آگے یقرؤن القرآن ولا یجاوز تراقیہم^۲۔ قرآن پڑھیں گے مگر ان کے گلے سے نہ اترے گا یعنی دل میں اس کا کچھ اثر نہ ہوگا۔ یقولون من خیر قول البریۃ^۳۔ باتیں بظاہر بہت اچھی کریں گے، اور ایک روایت ہے۔ من قول خیر البریۃ^۴۔ حدیث حدیث بہت پکاریں گے۔ بائیمہ حال یہ ہوگا یرقون من الدین کما یرق السهم من الرمیۃ نکل جائیں گے دین سے ایسے جیسے تیر نکل جاتا ہے نشانہ سے ثم لا یعودون فیہ^۵ پھر لوٹ کر دین میں نہ آئیں گے۔ سیماہم التحلیق^۶۔ ان کی علامت سر منڈانا ہوگی۔ مشیر الازار^۷۔ تہبند یا پاپے بہت اونچے۔ ان کے عقائد کا بیان ہمارے رسالہ نور الفرقان اور رسالہ کو کبر الشاہیہ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۱: از مراد آباد مدرسہ اہلسنت بازار دیوان مرسلہ مولوی ابوالسعود عبدالودود صاحب طالب علم مدرسہ مذکور، یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

مولود شریف کی حقیقت کیا ہے، اور محفل میلاد میں خاص وقت ذکر ولادت شریف حضور

^۱ کنز العمال حدیث ۳۰۹۶۲ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۱/ ۱۴۳

^۲ کنز العمال حدیث ۳۰۹۵۰ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۱/ ۱۴۰، صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب اعطاء المؤلفۃ و بیان الخوارج قدیمی کتب

خانہ کراچی ۱/ ۳۴۰ و ۳۴۳

^۳ صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب اعطاء المؤلفۃ و بیان الخوارج قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۴۲

^۴ کنز العمال حدیث ۳۰۹۵۴ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۱/ ۱۴۱

^۵ کنز العمال حدیث ۳۰۹۴۴ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۱/ ۱۳۹

^۶ کنز العمال حدیث ۳۰۹۴۶ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۱/ ۱۳۹

^۷ صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب اعطاء المؤلفۃ و بیان الخوارج قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۴۰

پُر نور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کھڑے ہونا اور لوگوں کو کھڑے ہونے کے لیے حکم دینا اور نعتیہ اشعار خوش الحانی سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

یہ سب باتیں جائز و مستحسن و باعث برکات ہیں اور ان کی اصل قرآن عظیم کے ان احکام کا ماننا ہے کہ "أَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ" ^۱ اپنے رب کی نعمت لوگوں کے سامنے خوب بیان کرو، "وَذَكِّرْهُمْ بِأَيْمَنِ اللَّهِ" ^۲ انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ، "قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا" ^۳ تم حکم دو کہ اللہ کے فضل اور اللہ کی رحمت کی خوشی منائیں، "يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْأَلُونَ رَأْسُودَهُ وَيَعْرِضُونَ عَنْهُ مُرُوًّا" ^۴ تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲: رام نگر ضلع بنارس مرسلہ امام الدین صاحب ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

گزشتہ محرم خواجہ حسن نظامی دہلوی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام محرم نامہ رکھا ہے، خواجہ صاحب ایک مشہور شخصیت کے آدمی ہیں اس لیے ان کی اس کتاب کی بڑی اشاعت ہوئی اس کا ایک نسخہ ناچیز کے ایک دوست نے بھی منگایا اس محرم نامہ میں خواجہ صاحب نے عام بنو امیہ پر اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خصوصاً نہایت سخت و شدید حملے کیے ہیں اور ان کے متعلق ایسی باتیں لکھی ہیں سنی المذہب محرم نامہ پڑھنے والوں کے خیالات میں نہایت بالکل پڑ گئی ہے۔ لہذا محرم نامہ مذکور سے اخذ کر کے کچھ حوالہ کرتا ہوں اور دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ باتیں کیسی ہیں تاکہ معلوم کر کے خود کو اور دیگر برادرانِ اہل سنن کو خیالات کی کشمکش سے چھڑاؤں، محرم نامہ میں ہے۔

(۱) بغیر سوچے تم کو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت عثمان کی شروع خلافت سے لے کر قتل عثمان تک جنگ جمل، جنگ صفین، فیصلہ صفین اور آخر تک ہر بڑے چھوٹے فساد کی بنیاد میں عمرو بن العاص کا ہاتھ ضرور تھا۔
(۲) حضرت علی کو دھوکا دے کر خلافت حضرت عثمان کو انہوں نے دلوائی۔

^۱ القرآن الکریم ۹۳ / ۱۱

^۲ القرآن الکریم ۱۱۳ / ۵

^۳ القرآن الکریم ۱۰ / ۵۸

^۴ القرآن الکریم ۳۸ / ۹

(۳) اور پھر سب سے پہلے مخالفت عثمان پر یہ آمادہ ہوئے،

(۴) حضرت عثمان کی بہن کو طلاق دی۔

(۵) اور مسجد میں سخت کلامی کا افتتاح بھی انہی عمرو بن العاص نے حضرت عثمان کے ساتھ کیا۔

(۶) یہی عمرو بن العاص تھے جنہوں نے لوگوں کو علانیہ جوش دلا کر حضرت عثمان کے مار ڈالنے پر ترغیب دی۔

(۷) اور پھر یہی عمرو بن العاص تھے جو معاویہ کے وزیر بن کر حضرت علی سے خون عثمان کا انتقام لینے آئے۔

(۸) فیصلہ خلافت میں ابو موسیٰ اشعری کو دھوکا دینے والے بھی یہی تھے۔

(۹) بنی امیہ اور عمرو بن العاص جیسے چند آدمیوں کی یہ آگ لگائی ہوئی ہے جو آج تک نہیں بجھی۔

مندرجہ بالا باتوں کا تعلق اگرچہ زیادہ تر تاریخ سے ہے لیکن چونکہ ایک ایک حرف مذہب پر اثر ڈال رہا ہے، اور اس لیے ناچیز نے دارالافتاء کے دروازے ہی پر دستک دینی مناسب سمجھی، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق تین باتیں اور پوچھنی ہیں۔

(۱) حضرت کا نسب نامہ۔

(۲) آیا آپ کی حضور رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی رشتہ داری تھی یا نہیں؟

(۳) کسی گروہ کو آپ کے صحیح النسب ہونے میں کلام ہے؟ محرم نامہ مذکور کی نسبت یہ دریافت کرنا ہے کہ آیا اس کا پڑھنا سنیوں کے لیے کیسا ہے اور اس کو درست سمجھنا؟

الجواب:

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابہ کرام سے ہیں اُن کی شان میں گستاخی نہ کرے گا مگر رافضی، جس کتاب میں ایسی باتیں ہوں اس کا پڑھنا سُننا مسلمان سنیوں پر حرام ہے، ایسے مسئلہ میں کتابوں کے حوالے کی کیا حاجت، اہلسنت کے مسنون عقائد میں تصریح ہے،

الصحابۃ کلہم عدول لانذکرہم الا بخیر ^۱	صحابہ سب کے سب اہل خیر و عدالت ہیں ہم ان کا ذکر نہ کریں گے مگر بھلائی سے۔

اگر کوئی شخص اہل سنت کی کتابوں کو نہ مانے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

^۱ منہج الروض الا زہر شرح الفقہ الاکبر افضل الناس بعدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مصطفیٰ البابی مصر ص ۷

ارشادات کو تو مانے گا، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اسلم الناس وأمن عمرو بن العاص رواه الترمذی ^۱ عن عقبه ابن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	بہت لوگ وہ ہیں کہ اسلام لائے مگر عمرو بن العاص ان میں ہیں جو ایمان لائے۔ (اس کو ترمذی نے عقبہ ابن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان عمرو بن العاص من صالحی قریش رواه الترمذی ^۲ والا مام احمد فی مسند عن سیدنا طلحة بن عبید اللہ احد العشرة المبشرة رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔	عمرو بن العاص صالحین قریش سے ہیں (ترمذی اور امام احمد نے اپنی مسند میں اسے سیدنا طلحہ بن عبید اللہ جو عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے ایک ہیں سے روایت کیا۔ ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

نعم اهل البيت عبد الله وابو عبد الله وامر عبد الله، رواه البغوی ^۳ وابو یعلی عن طلحة رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	بہت اچھے گھر والے ہیں عبد اللہ بن عمرو بن العاص اور عبد اللہ کا باپ اور اس کی ماں۔ اس کو بغوی اور ابو یعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

واخرجه ابن سعد فی الطبقات بسند صحیح عن ابن ابی ملک و زاد (اس کو ابن سعد نے طبقات میں صحیح سند کے ساتھ
ابن ابی ملک سے روایت کیا اور اتنا زیادہ کیا۔) یعنی عبد اللہ بن عمرو بن العاص، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں
عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوہ ذات السلاسل میں اسی الہی فوج کا سردار کیا۔ جس میں صدیق اکبر و فاروق اعظم

^۱ جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب عمرو بن العاص حدیث ۳۸۷۰ دار الفکر بیروت ۵/۲۵۶

^۲ سنن الترمذی ابواب المناقب مناقب عمرو بن العاص حدیث ۳۸۷۱ دار الفکر بیروت ۵/۲۵۶، مسند احمد بن حنبل عن طلحہ بن

عبید اللہ حدیث ۱۳۸۵ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۲۶۰

^۳ مسند احمد بن حنبل عن طلحہ بن عبید اللہ حدیث ۱۳۸۴ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۲۶۰، مسند ابی یعلی حدیث ۶۴۱ مؤسسة

علوم القرآن بیروت ۱/۳۱۳

تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ایک بار اہل مدینہ طیبہ کو کچھ ایسا خوف پیدا ہوا کہ متفرق ہو گئے سالم مولیٰ ابی حذیفہ اور عمرو بن العاص دونوں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہما تلوار لے کر مسجد شریف میں حاضر رہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ وسلم، نے خطبہ فرمایا اور اس میں ارشاد کیا:

الا كان مفزعكم الى الله والى رسوله الا فعلتم كما فعل هذان الرجلان المؤمنان ¹	کیوں نہ ہوا کہ تم خوف میں اللہ و رسول کی طرف التجا لاتے، تم نے ایسا کیوں نہ کیا جیسا ان دونوں ایمان والے مردوں نے کیا۔

منکر اگر احادیث کو بھی نہ مانے تو قرآن عظیم کو تو مانے گا، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَتْلٍ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَتْلُوا كَلَّا وَعَدَّ أَكْثَمَ دَرَجَةً مِنَ اللَّهِ الْحَسَنَىٰ ۖ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ" ²	تم میں برابر نہیں جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ و قتال کیا وہ درجے میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد میں خرچ و قتال کیا اور دونوں فریق سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ کہ تم کرو گے۔

اللہ عزوجل نے صحابہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دو قسم فرمایا: ایک مومنین قبل فتح مکہ، دوسرے مومنین بعد فتح مکہ، فریق اول کو فریق دوم پر فضیلت بخشی اور دونوں فریق کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے بھلائی کا وعدہ کیا۔ عمرو بن العاص مومنین قبل فتح مکہ میں ہیں۔ اصحاب فی تیز الصحابہ میں ہے:

عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بالتصغیر ابن سہم بن عمرو ابن ہصیب بن کعب بن لوی قرشی السہمی امیر مصر یکنی ابا عبد اللہ و ابا محمد اسلم قبل الفتح فی صفر ۸ھ	عمرو بن عاص بن وائل بن ہاشم بن سعید (تصغیر کے ساتھ) بن سہم بن عمرو بن ہصیب بن کعب بن لوی قرشی سہمی امیر مصر جن کی کنیت ابو عبد اللہ اور ابو محمد ہے وہ فتح مکہ سے پہلے ماہ صفر ۸ ہجری میں اسلام لائے اور

¹ مسند احمد بن حنبل بقیہ حدیث عمرو بن العاص المکتب الاسلامی بیروت ۲۰۳/۴

² القرآن الکریم ۱۰/۵۷

ثَمَانٍ وَقِيلَ بَيْنَ الْحَدِيثِيَّةِ وَخَيْبَرٍ^۱۔ کہا گیا ہے کہ حدیبیہ اور خیبر کے درمیان اسلام لائے۔ ت)

اور بعد فتحِ توراہ خدا میں جو ان کے جہاد ہیں آسمان و زمین اُن کے آوازے سے گونج رہے ہیں اور اللہ عزوجل نے دونوں فریق سے بھلائی کا وعدہ فرمایا، اور مریض القلب معترضین جو ان پر طعن کریں کہ فلاں نے یہ کام کیا فلاں نے یہ کام کیا اگر ایمان رکھتے ہوں تو ان کا منہ تتمہ آیت سے بند فرمادیا کہ "وَاللّٰهُ يَمَانَعُكَوْنَ حَبِيْرُوْۤا" ^۲ مجھے خوب معلوم ہے جو کچھ تم کرنے والے ہو، مگر میں تو تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا۔ اب یہ بھی قرآن عظیم ہی سے پوچھ دیکھئے، کہ اللہ عزوجل نے جس سے بھلائی کا وعدہ فرمایا اس کے لیے کیا ہے فرماتا ہے:

"اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّمَّا اَلْحُسْنٰى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ لَا يَحْرُغُهُمُ الْفَرْغُ اَلَا كَبُرُوْا تَتْلُوْهُمْ اَلْمَلٰٓئِكَةُ ۚ هٰذَا يَوْمُكُمْ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوعَدُوْنَ" ^۳۔

بے شک وہ جن کے لیے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو جہنم سے دور رکھے گئے ہیں اس کی بھنک تک نہ سنیں گے اور اپنی من مانتی نعمتوں میں ہمیشہ رہیں گے وہ قیامت سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی اور ملائکہ ان کا استقبال کریں گے یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

ان ارشاداتِ الہیہ کے بعد مسلمان کی شان نہیں کہ کسی صحابی پر طعن کرے، بفرض غلط بفرض باطل طعن کرنے والا جتنی بات بتاتا ہے اس سے ہزار حصے زائد سہی اس سے یہ کہیے "ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ" ^۴ کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ، کیا اللہ کو ان باتوں کی خبر نہ تھی بائینم وہ ان سے فرما چکا کہ میں نے تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرمالیا تمہارے کام مجھ سے پوشیدہ نہیں، تو اب اعتراض نہ کرے گا مگر وہ جسے اللہ عزوجل پر اعتراض مقصود ہے۔ عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

^۱ الاصابة في تمييز الصحابة حرف العين ترجمہ عمرو بن العاص ۵۸۸۲ دارصادر بیروت ۲/۳

^۲ القرآن الکریم ۱۰/۵۷

^۳ القرآن الکریم ۱۰۱/۳۱ و ۱۰۲ و ۱۰۳

^۴ القرآن الکریم ۱۲/۱۳۰

جلیل القدر قریشی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جد امجد کعب بن لوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد سے، اور ان کی نسبت وہ ملعون کلمہ طعن فی النسب کا اگر کہا ہوگا تو کسی رافضی نے، پھر وہ صدیق و فاروق کو کب چھوڑتے ہیں عمرو بن عاص کی کیا گنتی، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اور عنقریب ظالم جان لیں گے کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔	"وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ" واللہ تعالیٰ اعلم۔ ¹

- مسئلہ ۳۸۵۳۳: از کانپور محلہ روٹی گودام مسجد حسینی مستری مرسلہ محمد یعقوب خان ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ
- (۱) حضرات اولیاء اللہ بعد وصال زندہ رہتے ہیں یا نہیں؟ اگر زندہ رہتے ہیں تو کوئی دلیل قطعی ان کی حیات ابدی پر ہے یا نہیں؟ اور اگر نہیں زندہ رہتے تو اس پر کوئی برہان قاطع ہے یا نہیں؟
- (۲) اولیاء اللہ کے تصرفات اور انکے فیوض و انوار و برکات بعد وصال بھی موجود رہتے ہیں یا بعد موت ظاہری وہ سب ختم ہو جاتے ہیں؟ حاجتمندوں کا بزرگان دین کی درگاہوں سے فیضیاب ہونا برحق ہے اور اس پر کوئی دلیل شرعی ہے؟ اگر ہے تو کیا دلیل ہے اور اگر نہیں ہے تو کیا یہ سب محض توہمات ہیں؟ ان کے توہمات ہونے پر کیا دلیل ہے؟
- (۳) بزرگان دین کی درگاہوں میں حاضر ہونا اور ان سے یہ کہنا کہ آپ مستجاب الدعوات اور مقبول بارگاہ ہیں ہمارے لیے دعا کیجئے کہ خداوند عالم ہماری وہ غرض پوری کر دے شریعتِ غرامیں اس کی کوئی اصل ہے یا نہیں؟ اگر اس کی کوئی اصل ہے تو کس کتاب میں ہے؟
- (۴) اولیاء اللہ کو مزارات پر جانے سے خبر ہوتی ہے یا نہیں؟ اور ان میں یہ احساس ہے تو بارگاہ ذوالجلال میں عرض کر کے کسی مصیبت زدہ کی تکلیف اور مصیبت کا ازالہ کراویں یا نہیں؟
- (۵) حضرت غوث اعظم پاک قدس سرہ کو دستگیر کہنا جائز ہے یا نہیں؟
- (۶) حضرت خواجہ معین الدین سنجر قدس سرہ کو غریب نواز کے لقب سے پکارنا جائز ہے یا نہیں؟

¹ القرآن الکریم ۲۶/۲۲

الجواب:

اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ روح انسانی بعد موت بھی زندہ رہتی ہے، موت بدن کے لیے ہے روح کے لیے نہیں، انما خلقتہم للابد تم^۱ ہمیشہ رہنے کے لیے بنائے گئے ہو۔ امام جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں بعض ائمہ کرام سے نقل فرماتے ہیں کہ کسی نے ان کے سامنے موت و روح کا ذکر کیا، فرمایا:

سبحان اللہ! یہ بد مذہبوں کا قول ہے۔	سبحن اللہ هذا قول اهل البدع ^۲

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔	"كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ" ^۳

موت جب تک واقع نہ ہوئی معدوم کا مزہ کہاں سے آیا اور جب واقع ہوئی اگر روح مر جائے تو موت کا مزہ کون چکھے یوں ہی اہلسنت و جماعت کا اجماع اور صحیح حدیثوں کی تصریح ہے کہ ہر میت اپنی قبر پر آنے والے کو دیکھتا اور اس کا کلام سنتا ہے، موت کے بعد سمع بصر، علم اور اک، سب بدستور باقی رہتے ہیں بلکہ پہلے سے بہت زیادہ ہو جاتے ہیں، کہ یہ صفتیں روح کی تھیں اور روح اب بھی زندہ ہے پہلے بدن میں مقید تھی اور اب اس قید سے آزاد ہے، اولیائے کرام سے اس طرح عرض حاجت بلاشبہ جائز ہے، امام اجل ثقی الملتہ والدین علی بن عبدالکافی سبکی قدس سرہ الملکی نے کتاب مستطاب شفاء السقام اور شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اشعۃ الملتعات اور دیگر اکابر نے اپنی تصنیفات میں ان مسائل کی تحقیق جلیل فرمائی۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر عزیزی میں زیر آیہ کریمہ والقبر اذا اتسق لکھتے ہیں:

بعضے از خواص اولیاء اللہ را کہ آله جارحہ تکمیل و ارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند دریں حالت ہم تصرف در دنیا	اللہ تعالیٰ کے بعض خاص اولیاء ہیں جن کو بندوں کی تربیت کلمہ اور رہنمائی کے لیے ذریعہ بنایا گیا ہے، انہیں اس حالت میں بھی

^۱ شرح الصدور باب فضل الموت خلافت اکید می سوات ص ۵

^۲ شرح الصدور باب مقرر الارواح خلافت اکید می سوات ص ۱۰۶

^۳ القرآن الکریم ۳/ ۱۸۵

دواہ، واستغراق آنہا بھت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی گردد و اویسیان تحصیل کمالات باطنی از آنہا می نمایند و ارباب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از انہا می طلبند و می یابند۔^۱	دنیا کے اندر تصرف کی طاقت و اختیار دیا گیا ہے اور کامل وسعت مدارک کی وجہ سے ان کا استغراق اس طرف متوجہ ہونے سے مانع نہیں ہوتا۔ صوفیائے اویسیہ باطنی کمالات ان اولیاء اللہ سے حاصل کرتے ہیں اور غرض مند و محتاج لوگ اپنی مشکلات کا حل ان سے طلب کرتے اور پاتے ہیں (ت)

نیز تفسیر عزیزی میں ہے:

سو ختن گویا روح را بے مکان کردن است و دفن کردن گویا مسکنے برائے روح ساختن است بنا بریں از اولیائے مدفونین و دیگر صلحائے مومنین انتفاع و استفادہ جاری ست و آنہارا افادہ اعانت نیز متصور۔^۲	جلادینا گویا کہ روح کو بے مکان کرنا ہے جب کہ دفن کرنا گویا کہ روح کے لیے ٹھکانا بنانا ہے۔ اسی سبب سے دفن شدہ اولیاء اللہ اور دیگر صلحائے مومنین سے نفع و فائدہ کا حصول جاری ہے اور ان کے لیے امداد و فائدہ رسانی بھی متصور ہے۔ (ت)

نیز اسی میں تفسیر سورہ مطفقین میں ہے:

مقام علیین بالائے ہفت آسمان ست و پان آں متصل بسدرۃ المننتی است و بالائے آں متصل بہ پایہ راست عرش مجید است و ارواح نیکان بعد از قبض در آنجامی رسند و مقربان یعنی انبیاء و اولیاء در اں مستقر می مانند، و عوام صلحاء بر حسب مراتب در آسمان دنیا یا در میان آسمان و زمین یا در چاہ زمزم قرار می دہند و تعلقے بقبر نیز ایں ارواح رانی باشد کہ بحضور زیارت کنندگان و اقارب و دیگر دوستاں	مقام علیین ساتویں آسمانوں کے اوپر ہے، اس کا نچلا حصہ سدرۃ المننتی اور اوپر والا عرش مجید کے دائیں پائے سے ملا ہوا ہے، نیک لوگوں کی روحیں قبض ہونے کے بعد وہاں پہنچتی ہیں، مقربین یعنی انبیاء و اولیاء تو وہیں برقرار رہتے ہیں جب کہ عام صالحین کو ان کے مراتب کے مطابق آسمان دنیا یا آسمان زمین کے درمیان یا چاہ زمزم میں ٹھہراتے ہیں ان روحوں کا تعلق قبروں کے ساتھ بھی قائم رہتا ہے، چنانچہ وہ زیارت کے لیے قبر پر

^۱ فتح العزیز (تفسیر عزیزی) پارہ عم تحت آیۃ والقمر اذا تسقى الخ مسلم بکڈ پو لال کتواں دہلی ص ۲۰۶

^۲ فتح العزیز (تفسیر عزیزی) پارہ عم سورہ عبس استفادہ از اولیائے مدفونین مسلم بکڈ پو لال کتواں دہلی ص ۱۳۳

برقبر مطلع و مستانس میگردند زیرا کہ روح را قرب و بعد مکانی مانع ایں دریافت نمی شود، و مثال آں در وجود انسانی روح بصری ست کہ ستارہ ہائے ہفت آسمان درون چاہے تواند دید۔ ^۱	آنے والے عزیز و اقارب اور دوستوں سے آگاہ ہوتے ہیں اور ان سے انس حاصل کرتے ہیں کیونکہ مکانی قرب و بعد روح کے لیے اس دریافت و علم سے مانع نہیں ہوتا، اس کی مثال انسانی وجود میں روح بصری ہے جو ساتویں آسمان کے ستاروں کو چاہے اندر دیکھ سکتی ہے۔ (ت)

حیاتِ شہداء قرآن عظیم سے ثابت ہے اور شہداء سے علماء افضل، حدیث میں ہے۔ روز قیامت شہداء کا خون اور علماء کی دوات کی سیاہی تولے جائیں گے علماء کی دوات کی سیاہی شہداء کے خون پر غالب آئے گی۔^۲

اور علماء سے اولیاء افضل ہیں، تو جب شہداء زندہ ہیں اور فرمایا کہ انہیں مردہ نہ کہو، تو اولیاء کہ بدرجہا ان سے افضل ہیں ضرور ان سے بہتر حی ابدی ہیں، قرآن کریم کے ایجازات میں یہ بھی ہے کہ امر ارشاد فرماتے ہیں اور اس سے اس کے امثال اور اس سے امثل پر دلالت فرمادیتے ہیں۔ جیسے:

"فَلَا تَقُلْ لَهُمْ أَفْ وَّ لَا تَنْكَرْهُمْ" ^۳	ان سے ہوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا (ت)
ماں باپ کو ہوں کہنے سے ممانعت فرمائی جو کچھ اسے زیادہ ہو وہ خود ہی منع ہو گیا، اور یہیں دیکھئے حیاتِ شہداء کی تصریح فرمائی اور حیاتِ انبیاء کا ذکر نہیں کہ اعلیٰ خود ہی مفہوم ہو جائے گا اس دلالتِ النص میں اولیاء بلاشبہ داخل۔ حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور دستگیر ہیں، اور حضرت سلطان الہند معین الحق والدین ضرور غریب نواز، سیدنا ابوالحسن نورالدین بھجیہ الاسرار شریف میں سیدنا ابوالقاسم عمر بزاز قدس سرہ سے روایت فرماتے ہیں:	
قال سمعت السيد الشيخ عبدالقادر	یعنی میں نے اپنے مولیٰ حضرت سید شیخ عبدالقادر

^۱ فتح العزیز (تفسیر عزیزی) پارہ عم سورہ مطففین مقام ارواح انبیاء و صلحا مسلم بکد پو لال کتواں دہلی ص ۱۹۳

^۲ کنز العمال حدیث ۲۸۷۱۵ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۴۱/۱۰

^۳ القرآن الکریم ۲۳/۱۷

الجبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول غیر مرة عثراخی حسین الحلاج فلم یکن فی زمانہ من یأخذ ببیدہ ولو کنت فی زمانہ لاخذت ببیدہ وانا لکل من عثربہ مرکوبہ من اصحابی و مریدی و محبی الی یوم القیمة اخذ ببیدہ^۱۔ والحمد للہ رب العلمین۔	جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بار بار فرماتے سنا میرے بھائی حسین حلاج کا پاؤں پھسلان کے وقت میں کوئی ایسا نہ تھا کہ ان کی دستگیری کرتا اس وقت میں ہوتا تو ان کی دستگیری فرماتا اور میرے اصحاب اور میرے مریدوں اور مجھ سے محبت رکھنے والوں میں قیامت تک جس سے لغزش ہوگی میں اس کا دستگیر ہوں۔

تمام مسلمانوں کی زبانوں پر حضور کا لقب غوث اعظم ہے یعنی سب سے بڑے فریاد رس شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبدالعزیز صاحب درکنار خود اسماعیل دہلوی نے جابجا حضور کو غوث اعظم یاد کیا ہے یہ فریاد رسی و دستگیری نہیں تو کیا ہے، حضرت شیخ مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں:

بعد از رحلت ارشاد پناہی قبلہ گاہی روز عید زیارت مزار ایشان رفتہ بود و در اثنائے توجہ بمزار متبرک التقات تمام از روحانیت مقدسہ ایشان ظاہر گشت و از کمال غریب نوازی نسبت خاصہ خود را کہ کہ بحضرت خواجہ احرار منسوب بود مرحمت فرمودند^۲ و اللہ تعالیٰ اعلم	مرشد گرامی کے وصال کے بعد عید کے روز ان کے مزار اقدس کی زیارت کے لیے حاضر ہوا۔ مزار مبارک کی طرف توجہ کے دوران مرشد گرامی کی روحانیت مقدسہ کا التقات تام ظاہر ہوا اور کمال غریب نوازی سے آپ نے وہ نسبت خاص عنایت فرمائی جو آپ کو حضرت خواجہ احرار علیہ الرحمۃ سے حاصل تھی۔ (ت)

مسئلہ ۳۹ و ۴۰: از موضع درو ضلع منی تال مرسلہ مٹھو نور باف ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

اللہ تعالیٰ کا جو فرمان ہے وہ کلام پاک ہے، اس میں سب فیصلے موجود ہیں، اس سے کوئی فیصلہ بچا نہیں ہے، اب اماموں کا جو اختلاف ہے وہ کس بنا پر ہے؟ ایک فعل حرام اور کسی کے یہاں وہی فعل حلال ہے اور کسی کے یہاں وہی فعل فرض اور کسی کے یہاں وہی فعل سنت، بعض کے

^۱ بهجة الاسرار فضل اصحابہ و بشراهم مصطفی البابی مصر ص ۱۰۲

^۲ مکتوبات مجدد الف ثانی مکتوب ۲۹۱ نوکسور لکھنؤ ۱۳۱۳

یہاں واجب، مثلاً ایک فعل امام شافعی کے یہاں جائز ہے اور ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہاں ناجائز، اور کچھ لوگ اس فعل کو کرتے ہیں اور ہم نہتے ہیں، اور یہ بھی سنا ہے کہ خدا کے حرام کو حلال جاننے والا کافر، اور یہ بھی سنا ہے کہ غیر مقلد کے پیچھے نماز ناجائز نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے، حضور اس کی تسکین ہو۔

دوسرے یہ کہ جناب باری نے اپنے محبوب کو سب مراتب عنایت فرمائے ہیں اکثر وہابیہ کا جھگڑا سننے کو ملتا ہے تو حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مثال پیش کرتے ہیں تہمت والی، میرے حضور! گزارش یہ ہے کہ بعض موقع پر جناب باری کی طرف سے پردہ ہوتا تھا یا کیا؟

الجواب:

قرآن عظیم میں بے شک سب کچھ موجود ہے مگر اسے کوئی نہ سمجھ سکتا اگر حدیث اس کی شرح نہ فرماتی۔ قال اللہ تعالیٰ:

"لَشِبَّانَ لِلنَّاسِ مَائِزٌ لِّإِيَّهِمْ" ^۱	تاکہ تم لوگوں سے بیان کر دو جو ان کی طرف اُترا (ت)

اور حدیث بھی کوئی نہ سمجھ سکتا اگر ائمہ مجتہدین اس کی شرح نہ فرماتے، ان کی سمجھ میں مدارج مختلف ہیں، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

رَبِّ مَبْلَغٍ يَبْلُغُهُ أَوْعَىٰ لَهُ مِنْ سَامِعٍ ^۲	بہت سے لوگ جن تک بات پہنچائی جاتی وہ سننے والے سے زیادہ اس کو یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔ (ت)

اور فرماتے ہیں:

رَبِّ حَامِلٍ فَقَّهِ الْإِسْلَامِ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ ^۳	بہت سے فقہ اٹھانے والوں سے وہ زیادہ فقیہ ہوتا ہے جس کو وہ پہنچاتے ہیں۔ (ت)

اس ثقہ فی الدین میں اختلاف مراتب باعث اختلاف ہو اور ادھر مصلحت الہیہ احادیث

^۱ القرآن الکَرِیم ۴۴/۱۶

^۲ سنن ابن ماجہ باب من بلغ علماً ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۱

^۳ جامع الترمذی ابواب العلم باب ماجاء فی الحدیث علی تبلیغ السماع میں کمپنی دہلی ۹۰/۲، سنن ابن ماجہ باب من بلغ علماً ایچ ایم سعید کمپنی

کراچی ص ۲۱

مختلف آئیں، کسی صحابی نے کوئی حدیث سُنی اور کسی نے کوئی اور وہ بلاد میں متفرق ہوئے، ہر ایک نے اپنا علم شائع فرمایا، یہ دوسرا باعث اختلاف ہوا۔ عبد اللہ بن عمر کا علم امام مالک کو آیا، اور عبد اللہ بن عباس کا امام شافعی کو، اور افضل العباد لہ عبد اللہ بن مسعود کا علم ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ کو رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، حلال کو حرام یا حرام کو حلال جاننا جو کفر کہا گیا ہے وہ ان چیزوں میں ہے جن کا حرام یا حلال ہونا ضروریات دین سے ہے یا کم از کم نصوص قطعیہ سے ثابت ہو۔ اجتہادی مسائل میں کسی پر طعن بھی جائز نہیں نہ کہ معاذ اللہ ایسا خیال، غیر مقلدوں کے پیچھے نماز باطل محض ہے کہ اصلاً ہوتی ہی نہیں۔ اس کی تفصیل ہمارے رسالہ النبی الاکید میں ہے ان غیر مقلدوں پر بحکم فقہاء کرام ستر وجہ سے کفر لازم ہے اور ان کے پیچھے نماز ہو سکتا کیا معنی۔ امام اعظم امام ابو یوسف و امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں:

لا تجوز الصلوة خلف اهل الاهواء ^۱	بد مذہبوں کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (ت)

اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن عظیم اتارا کہ ہر چیز ان پر روشن فرمادی۔ قال اللہ تعالیٰ:

"نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ" ^۲	ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ (ت)

قرآن عظیم تھوڑا تھوڑا کر کے تیس برس میں نازل ہوا، جتنا قرآن عظیم اُترتا گیا، حضور پر غیب روشن ہوتا گیا، جب قرآن عظیم پورا نازل ہو چکا روزِ اول سے روزِ آخر تک کا جمیع ماکان و مایکون کا علم محیط حضور کو حاصل ہو گیا۔ تمامی نزول قرآن سے پہلے اگر کوئی واقعہ کسی حکمت الہیہ کے سبب منکشف نہ ہوا ہو تو احاطہ علم اقدس کا منافی نہیں معذرتاً زمانہ افک میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ نے سکوت فرمایا جس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور کو علم نہ تھا، اپنے اہل کی برائت اپنی زبان سے ظاہر فرمانا یہ بہتر ہوتا یا یہ کہ رب السموت والارض نے قرآن کریم میں سترہ آیتیں ان کی برائت میں نازل فرمائیں جو قیام قیامت تک مساجد و مجالس و مجامع میں تلاوت کی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ فتح القدیر کتاب الصلوة باب الامامة مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۱/ ۳۰۴

^۲ القرآن الکریم ۱۶/ ۸۹

- مسئلہ ۴۶۶۲: از شہر عقبہ کو توالی مسئلہ عزیز الدین صاحب پیشکار ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ
- (۱) حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ کا نکاح بعد ولادت حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یوسف نجار حضرت مریم کے خالہ زاد بھائی سے ہوا ہے یا نہیں؟
- (۲) حضرت مریم نبیہ ہیں یا نہیں؟
- (۳) اب کے پیغمبر زندہ ہیں اور کہاں کہاں ہیں؟
- (۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیا چوتھے آسمان پر ہیں؟
- (۵) ایک شخص زندہ ہونے پیغمبروں کا قائل نہیں ہے اور آیت "قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ" ^۱۔
- (ان سے پہلے رسول ہو چکے۔ ت) کہ استدلال میں لاتا ہے، اس آیت کا کیا مطلب ہے؟
- (۶) اور اسی کا یہ قول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر اُنزس گئے تو وہ رسول ہوں گے یا نہیں اور اگر وہ رسول نہ ہوں اور اُمت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اُس وقت ہوں تو خلاف کلام پاک ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کسی کی رسالت نہ چھینے گا، اور کیا ان کی امت بلا رسول کے رہ جائے گی؟

الجواب:

- (۱) شرع مطہر میں اس کا کہیں ثبوت نہیں، نصاریٰ کے یہاں بھی صرف منکبتر لکھا ہے ہاں وہ جنت میں حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے ہوں گی، کما فی الحدیث۔
- (۲) نہیں، کوئی عورت نبیہ نہیں۔
- (۳) ہاں بایں معنی کہ اب تک لحوق موت اصلاً نہ ہوا چار نبی زندہ ہیں: عیسیٰ وادریس علیہما الصلوٰۃ والسلام آسمان پر، اور الیاس و خضر علیہما الصلوٰۃ والسلام زمین پر۔ شرح مقاصد میں ہے:

ذهب الیہ العظماء من العلماء ان ربعة من انبیاء فی	بزرگ علماء اس طرف گئے ہیں کہ چار انبیاء زندوں کے زمرہ
زمرۃ الاحیاء	میں ہیں، حضرت خضر اور

^۱ القرآن الکریم ۸۹/۱۶

الخضر والیاس فی الارض وعیسیٰ وادریس فی السماء علیہم الصلوٰۃ والسلام ^۱ ۔	الیاس علیہا الصلوٰۃ والسلام زمین میں جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہا الصلوٰۃ والسلام آسمان پر (ت)

(۴) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شبِ اسری انہیں آسمانِ دوم پر پایا استقبال سرکار و اقتداء حضور کے لیے تمام انبیاء کرام علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام اذ گایت المقدس میں جمع ہوئے پھر ہر نبی کو ان کے محل میں دیکھا اس سے ظاہر یہ کہ مقام سیدنا مسیح علیہ السلام آسمانِ دوم ہے اور مشہور چہارم، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) حیاتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء کا منکر گمراہ بدین ہے اور خلت سرے سے طریان موت پر بھی دلیل نہیں، نہ کہ معاذ اللہ استمرار موت یہ لفظ صرف انقضائے عہد پر دال ہے جیسے بلا تشبیہ یہ کہنا کہ سلطان محمد خاں خامس سے پہلے اتنے سلاطین ہو گزرے اس سے یہ نہ سمجھا جائے گا کہ سلطان حمید خان زندہ ہی نہیں۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سب بجیاتِ حقیقی دنیاوی جسمانی زندہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الانبياء احياء في قبورهم يصلون ^۲	انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ (ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء فنبی الله حي یرزق ^۳	بے شک اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے جسم کو کھانا زمین پر حرام کر دیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہوتا ہے اس کو رزق دیا جاتا ہے۔ (ت)

(۶) حاشانہ کوئی رسول رسالت سے معزول کیا جاتا ہے نہ سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ

^۱ شرح المقاصد الحسنہ الفصل الرابع البیحت السابع دار المعارف النعمانیہ لاہور ۳/۱۱

^۲ مسند ابی یعلیٰ حدیث ۳۴۱۲ مؤسسة علوم القرآن بیروت ۳/۷۹

^۳ سنن ابن ماجہ ابواب الجنائز باب ذکر وفاته ودفنه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۹

والسلام رسالت سے معزول ہوں گے، نہ حضور کا امتی ہونا رسالت کے خلاف، وہ قبل نزول اپنے عہد میں بھی ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتی تھے اور بعد رفع بھی امتی ہو کر اتریں گے، تمام انبیاء و مرسلین اپنے عہد میں بھی حضور کے امتی تھے اور اب بھی امتی ہیں، جب بھی رسول تھے اور اب بھی رسول ہیں کہ ہمارے حضور نبی الانبیاء ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ: "لَتَكُونُ مِنْكُمْ رِجَالٌ مُّسَبِّحُونَ لِلَّهِ فِي بُيُوتِهِمْ خَالِينَ عَنْ صَلَواتِهِمْ سَائِمِينَ" (تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا) ہاں اس وقت وہ اپنی شریعت پر حکم فرماتے تھے اب کہ شریعت محمدیہ صلی اللہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحمیہ نے اگلی شریعتیں منسوخ فرمادیں۔ ایک حضرت مسیح نہیں جو کوئی رسول بھی اب ظاہر ہو شریعت محمدیہ پر ہی حکم کرے گا، منسوخ پر حکم باطل، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اگر موسیٰ میرا زمانہ پاتے تو میری اتباع کے سوا انہیں کچھ گنجائش نہ ہوتی^۲۔ اور اس کا کہنا ان کی امت بلا رسول کے رہ جائے گی اس کی سخت جہالت پر دلیل ہے اور اگر سمجھ کر کہے تو اس کی نصرانیت، کیا اب نصرانی امت مسیح ہیں، کیا اب وہ ان کے دین پر ہیں، حاشا "كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ"^۳۔ (کتنا بڑا بول ہے کہ ان کے مونہوں سے نکلتا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴: ازبریلی مدرسہ اہلسنت وجماعت مسئلہ مولوی شفیع احمد صاحب بمبیلپوری طالب علم مدرسہ مذکور ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسلم الثبوت میں جو یہ دو مذہب بیان کیے ہیں یہ باطل و مردود ہیں یا نہیں؟ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف آزاد خیال شخص ہیں پہلے کی بنا پر ارادہ میں عبد مختار محض ہو اور دوسرے کی بنا پر افعال قلوب جزئیہ کا خالق ہو۔ عبارت یہ ہے:

وقیل بل موجود فیجب تخصیص القصد المصمم	اور کہا گیا ہے بلکہ قصد موجود ہے چنانچہ نصوص خلق کے عموم سے بندے کے مصمم ارادہ کی تخصیص
من عموم	

^۱ القرآن الکریم ۸۱/۳

^۲ مسند احمد بن حنبل عن جابر بن عبد اللہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/۸۷، دلائل النبوة لابی نعیم الفصل الاول عالم الکتب

بیروت الجزء الاول ص ۸

^۳ القرآن الکریم ۵/۱۸

الخلق بالعقل ^۱ ۔	بقرنیہ عقل واجب ہے (ت)

ایک سطر بعد ہے:

وعندی مختار بحسب الادراکات الجزئیة الجسمانیة مجبور بحسب العلوم کلیة العقلیة ^۲	اور میرے نزدیک بندہ ادراکات جزئیہ جسمانیہ کے اعتبار سے مختار اور علوم کلیہ عقلیہ کے اعتبار سے مجبور ہے۔ (ت)

الجواب:

پہلا مذہب باطل ہے، اس کا رد فقیر کے رسالہ القمع المبین میں ہے۔ مذہب دوم محض مہمل و بے معنی ہے جس کا اصلاً کوئی محصل نہیں، مصنف سُستی خفی ہیں آزاد خیال نہیں مگر اس بحرِ خونخوار میں غوطہ زنی سے ممانعت فرمائی گئی تھی اُس پر جرات باعثِ لغزش و زلت ہوئی اور ہونی ہی تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۸: از کانپور نئی سڑک مسجد حاجی شکر اللہ مرحوم مرسلہ امام الدین صاحب ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ
زید خدا کی شان میں یہ کلمات توہینِیہ کہتا ہے گویا بتو خدا اچھا خاصا ربڑ ہو گیا۔ آیا زید خدا کی شان میں ایسے کلمات توہینِیہ کہنے سے کافر ہو گیا یا مسلمان رہا؟ مجھے چونکہ بجز حضور کی تحقیقاتِ علمیہ کے تسکین نہیں ہوتی اس واسطے عریضہ خدمت میں روانہ کیا جاتا ہے۔

الجواب:

ایسے مجمل گول مول سوال پر کوئی حکم نہیں ہو سکتا، لفظ بتو صاف دلالت کر رہا ہے کہ یہ کسی بات پر تفریع ہے وہ بات کیا تھی اور اس کا قائل یہ تھا یا دوسرا، مثلاً کسی کافر یا مرتد یا منافق خبیث نے اپنے معبود کے لیے کوئی بات ایسی کہی جس سے اس کا پھیلنا سمٹنا ثابت ہو، یا اسی قدر کہ یہ ناپاک تغیرات اس کی شان سے ٹھہریں اس پر کسی مسلمان نے اس اندھے کافر کی آنکھیں کھولنے کو یہ تنبیہ کی تو توہینِیہ اس کافر مرتد نے کی نہ کہ اس مسلمان نے، غرض اس میں بہت صورتیں ہو سکتی ہیں۔ مفصل بات کہی جائے تو حکم دیا جائے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ مسلم الثبوت فائدة عند الجهمية لاقدرة في العبد اصلا المطبع الانصاري ويلي ص ۹

^۲ مسلم الثبوت فائدة عند الجهمية لاقدرة في العبد اصلا المطبع الانصاري ويلي ص ۹

مسئلہ ۴۹: از تیلن پاڑہ اندرون باڑی عجب میاں ضلع ہنگلی مرسلہ سلطان احمد خاں مرزا پوری ۱۵ جمادی الآخرے ۱۳۳۶ھ

لولاک لما خلقت الافلاک^۱۔ کو علمائے دین ہمیشہ سے محفل میلاد شریف میں بیان کرتے آئے اور اب بھی بیان کرتے ہیں اور اکثر علمائے دین نے برسرِ مجلس اس حدیث کو بتلایا کہ یہ حدیث قدسی ہے اور بہت سی اردو میلاد کی کتابوں میں یہی لکھا ہے اور تمام دنیا کے میلاد خواں اسی کو پڑھتے ہیں مگر کسی عالم نے کبھی اس کی نسبت کچھ اعتراض نہ کیا اور مولانا غلام امام شہید کے میلاد شریف شہیدی میں یہی حاشیہ پر لکھا ہے کہ حدیث قدسی ہے، اسی طرح بہت سی اردو کی کتابوں میں ہے، اور لغاتِ کسٹوری میں بھی لکھا ہے کہ قدسی ہے، برعکس اس کے مولانا محمد یعقوب صاحب نے اس حدیث کی بابت بیان کیا ہے کہ یہ حدیث قدسی نہیں ہے اور نہ کسی حدیث میں ہے، اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم نے اکثر بزرگان دین سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ بے شک یہ کوئی حدیث نہیں ہے بلکہ اس کے معنی صحیح ہیں۔ اس حدیث کی نسبت جو کچھ حکم خدا و رسول کا ہو بیان فرمائیں۔

الجواب:

یہ ضرور صحیح ہے کہ اللہ عزوجل نے تمام جہان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بنایا اگر حضور نہ ہوتے کچھ نہ ہوتا۔ یہ مضمون احادیث کثیرہ سے ثابت ہے جن کا بیان ہمارے رسالہ تالوا الافلاک بحلال احادیث لولاک میں ہے اور انہی لفظوں کے ساتھ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے اپنی بعض تصانیف میں لکھی مگر سنداً ثابت یہ لفظ ہیں۔

خلقت الدنيا واهلها ليعرفهم كرامتك ومنزلتك عندي ولولاك يا محمد ما خلقت الدنيا ^۲	(یعنی اللہ عزوجل اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ) میں نے دنیا اور اہل دنیا کو اس لیے بنایا کہ تمہاری عزت اور مرتبہ جو میری بارگاہ مہم ہے ان پر ظاہر کروں، اے محمد! اگر تم نہ ہوتے میں دنیا کو نہ بناتا۔

اس میں تو فقط اخلاق کا لفظ تھا اس میں ساری دنیا کو فرمایا جس میں افلاک وزمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب داخل ہیں، اسی کو حدیث قدسی کہتے ہیں کہ وہ کلام الہی جو حدیث

^۱ کشف الخفاء حدیث ۲۱۲۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۱۳۸

^۲ تاریخ دمشق الكبير ذکر عروجه الى السماء دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۲۹۷

میں فرمایا گیا ایسی جگہ لفظی بحث پیش کر کے عوام کے دلوں میں شک و شبہ ڈالنا اور ان کے قلوب کو متزلزل کرنا ہر گز مسلمانوں کی خیر خواہی نہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الدین النصیح لكل مسلم۔ ^۱	دین یہ ہے کہ آدمی ہر مسلمان کی خیر خواہی کرے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۰: از قد متلی پوسٹ بانچہ رام پور ضلع تیرہ مرسلہ طالب علی صاحب ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

ذاتِ باری تعالیٰ کو فقط عرش ہی پر سمجھے اور ماسوا فوق العرش کسی کو مخلوقات الہی سے بے ذات باری تعالیٰ محیط نہ جانا بلکہ یہ کہنا کہ فقط علم الہی ساری اشیاء کو محیط ہے اور ذات اس کی فقط عرش ہی پر ہے اور دوسری جگہ نہیں، یہ عقیدہ اہل سنت کا ہے یا نہیں؟ اور جو معتقد اس عقیدے کا ہو نماز پیچھے اس کے ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

واستنم تحریر فرماید کہ ایشایان اس عقیدہ را منسوب بحنا بلہ مے گویند فی الحقیقت عقائد حنا بلہ، پنجین ست یانہ؟	اور یہ بھی تحریر فرمائیں کہ لوگ اس عقیدے کو حنا بلہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، کیا در حقیقت عقائد حنا بلہ ایسے ہیں یا نہیں؟ (ت)

هو المصوب ذات پروردگار کو عرش پر سمجھنا بدول بیان کیفیت استواء اور اس کے علم کو محیط تمام عالم سمجھنا اور آیت معیت و قرب وغیرہ کو قرب و معیت علمی پر حمل کرنا مذہب اہلسنت کا ہے اور معتقد اس مذہب کے پیچھے نماز درست ہے بلا کراہت، شرح حکمت نبویہ میں ہے:

نعتقد انه على العرش مستو عليه استواء منزلها عن التمكن والا استقرار، وانه فوق العرش مع ذلك هو قريب من كل موجود وهو اقرب من حبل الوريد ولا يماثل قربه قرب الاجسام ^۲ ۔ ۵ھ	ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ایسے استواء کے ساتھ مستوی ہے جو تمکن واستقرار سے منزہ ہے، اور عرش پر جلوہ گر ہونے کے باوجود وہ ہر موجود کے نزدیک اور شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے اور اس کا قرب اجسام کے قرب کی مثل نہیں ہے۔ ۵ھ (ت)

^۱ صحیح البخاری کتاب الایمان باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الدین النصیحة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۳، صحیح مسلم

کتاب الایمان باب بیان ان الدین النصیحة قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۵ و ۵۴

^۲ شرح حکمت نبویہ

اور سیر النبلا میں ہے:

قال اسحق بن راهوية اجمع اهل العلم على انه تعالى على العرش استوى وهو يعلم كل شئ في اسفل الارض السابعة ¹ انتهي	اسحاق بن راہویہ نے کہا: تمام اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش پر استواء فرمایا اور وہ ساتویں زمین کے نیچے ہر شئی کو جانتا ہے۔ انتی (ت)

اور جامع ترمذی میں بعد ذکر حدیث:

لو انکم دلیتم اجلاً بحبل الی الارض السفلی لہبط علی اللہ ثم قرأ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هو الاول والاخر والظاهر والباطن وهو بكل شئ علیم ² ۔	اگر تم کوئی رسی نیچے والی زمین کی طرف لٹکاؤ تو وہ اللہ کے پاس پہنچے گی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی وہی اول، وہی آخر، وہی ظاہر، وہی باطن، اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔ (ت)

مرقوم ہے:

قراءة الآية تدل على انه اراد بهبط على الله على علم الله وقدرته وسلطانه وعلم الله في كل مكان وهو على العرش كما وصف في كتابه ³ ۔	آیت کریمہ کی تلاوت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ رسی کے اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم، قدرت اور سلطنت میں پہنچی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا علم ہر جگہ ہے جب کہ وہ خود عرش پر ہے۔ جیسا کہ اس نے اپنی کتاب میں خود اپنا یہ وصف بیان فرمایا ہے۔ (ت)

اور یہ جو مشہور ہے کہ یہ مذہب حنا بلکہ کا ہے، غلط ہے۔ بلکہ یہ مذہب جمہور محققین خفیہ و شافعیہ و

¹ سیر اعلام النبلاء ترجمہ اسحاق بن راہویہ ۷۹ مؤسسه الرسالة بیروت ۱۱/ ۳۷۰

² جامع الترمذی ابواب التفسیر سورة الحديد امین کمپنی دہلی ۱۶۲/ ۳

³ جامع الترمذی ابواب التفسیر سورة الحديد امین کمپنی دہلی ۱۶۲/ ۳

مالکیہ و حنابلہ و محدثین وغیرہم کا ہے البتہ بعض حنابلہ استواء مع بیان کیفیت کے قائل ہو گئے ہیں اور استقرا پر پروردگار کو مثل استقرا مخلوقات کے سمجھتے ہیں یہ مذہب مردود ہے، والتفصیل یتدعی بسطاً بسیطاً و فیما ذکرناہ کفایۃ، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (اور تفصیل بہت زیادہ وسعت کو چاہتی ہے جب کہ ہم نے جو کچھ ذکر کیا اس میں کفایت ہے اور اللہ تعالیٰ درست بات کو خوب جانتا ہے۔ ت) حررہ، محمد کرامت علی عفی عنہ

الجواب:

حاشا للہ! یہ ہر گز عقیدہ اہلسنت کا نہیں، وہ مکان و تمکن سے پاک ہے، نہ عرش اس کا مکان ہے نہ دوسری جگہ، عرش و فرش سب حادثات ہیں، اور وہ قدیم ازلی ابدی سرمدی جب تک یہ کچھ نہ تھے کہاں تھا، جیسا جب تھا ویسا ہی اب ہے اور جیسا اب ہے ویسا ہی ابد آباد تک رہے گا۔ عرش و فرش سب متغیر ہیں، حادث ہیں، فانی ہیں، اور وہ اور اس کی صفات تغیر و حدوث و فنا سب سے پاک، استواء پر اجماع نقل کرنے کی کیا حاجت، خود رحمن عزوجل فرماتا ہے:

"الَّذِينَ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى" ۱۔	وہ بڑا مہر والا اس نے عرش پر استواء فرمایا جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے۔ (ت)

مگر اعتقاد اہلسنت کا وہ ہے جو ان کے رب عزوجل نے راسخین فی العلم کو تعلیم فرمایا:

"وَالرَّسُخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ" ۲۔	اور وہ پختہ علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے، اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے۔ (ت)

اعتقاد اہل سنت کا وہ ہے جو ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

الاستواء معلوم والكيف مجهول والايمان به واجب والسؤال عنه بدعة ۳	استواء معلوم ہے اور کیفیت مجہول، اور اس پر ایمان واجب، اور اس کی تفتیش گمراہی۔

^۱ القرآن الکریم ۲۰/۵

^۲ القرآن الکریم ۳/۷

^۳ الدر المنثور تحت الآیۃ ۵۴ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۲۹، فتح الباری کتاب التوحید باب قوله وكان عرشه على الماء

مصطفی البابی مصر ۱/۱۷۷

اہلسنت کے دو مسلک آیات متشابہات میں ہیں سلف صالح کا مسلک تفویض کا، ہم نہ ان کے معنی جانیں ان سے بحث کریں جو کچھ اُن کے ظاہر سے سمجھ میں آتا ہے، وہ قطعاً مراد نہیں اور جو کچھ ان کے رب عزوجل کی مراد ہے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔

"كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا" ^۱ ۔	ہم سب اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے۔

دوسرا مسلک متاخرین کا کہ حفظ دین عوام کے لیے معنی محال سے پھیر کر کسی قریب معنی صحیح کی طرف لے جائیں، مثلاً استواء بمعنی استیلا بھی آتا ہے۔

قد استوی بشر علی العراق من غیر سیف اودم مہراق^۲

(تحقیق بشر عراق پر غالب آگیا تلوار کے ساتھ خون بہائے بغیر۔ت)

مگر یہ مسلک باطل کہ آیات معیت تو تاویل پر محمول ہیں اور آیت استواء ظاہر پر یہ ہر گز مسلک اہل سنت نہیں، عرش پر ہے دوسری جگہ نہیں، یہ صاف تمکن کو بتا رہا ہے عرش پر معاذ اللہ اس کے لیے جگہ ثابت کی جب تو اور مکانات کی نفی کی، عالمگیر، طریقہ محمدیہ، حدیقہ ندیہ، تاتار خانہ، خلاصہ، جامع الفصولین، خزانیۃ المفتین وغیرہا میں تصریح ہے کہ رب عزوجل کے لیے کسی طرح کسی جگہ مکان ثابت کرنا کفر ہے۔ متاخرین حنا بلہ میں بعض خبیثاء مجسمہ ہو گئے جیسے ابن تیمیہ وابن قیم، ابن تیمیہ کہتا ہے کہ میں نے سب جگہ ڈھونڈا کہیں نہ پایا اور معدوم ہے ان دونوں میں کچھ فرق نہیں یعنی جو کسی جگہ نہیں ہے وہ ہے ہی نہیں لیکن رب عزوجل تو معاذ اللہ ضرور کسی جگہ ہے، اس احمق سفیہ کو اگر مادی اور مجرد عن المادہ کا فرق نہ معلوم ہو تو وہ سیف قاطع جو اوپر ہم نے ذکر کی اس کی گردن کاٹنے کو کافی جگہ حادث ہے جب جگہ تھی ہی نہیں کہاں تھا وہ شاید یہ کہے گا کہ جب جگہ نہ تھی وہ بھی نہ تھا یا یہ کہے گا کہ جگہ بھی قدیم ازلی ہے اور دونوں کفر ہیں جب اُس کا معبود اس کے نزدیک بغیر کسی جگہ میں موجود ہوئے نہیں ہو سکتا تو جگہ کا محتاج ہوا، اور جو محتاج ہے اللہ نہیں تو حقیقۃً ان پر انکار خدا ہی لازم ہے ایسے عقیدے والے کے پیچھے نماز ممنوع و ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ القرآن الکریم ۷/۳

^۲ فتح الباری کتاب التوحید باب قوله وكان عرشه على الماء مصطفیٰ البابی مصر ۱/۱۷۶



۱۳۱۸ھ

قوارع القہار علی المجسمۃ الفجار

جسمیتِ باری تعالیٰ کے قائل فاجروں پر قہر فرمانے والے (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے سخت مصیبتیں

ملقب بلقب تاریخی

ضربِ قہاری ۱۳۱۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پاک ہے تو اے وہ ذات جو بلند ترین ہے اس بات سے جو جسم ثابت کرنے والے ظالم لوگ کہتے ہیں، رحمت، سلامتی اور برکت فرما اس شخصیت پر جو ہمارے پاس بشیر و نذیر بن کر تشریف لائے اور تیری طرف دعوت دینے والے تیرے حکم سے روشن چراغ ہیں اور اُن کی آل و صحابہ و اہلسنت و جماعت پر کثرت در کثرت سے (ت)

سُبْحٰنَكَ يَا مَنْ تَعَالٰی عَمَّا يَقُولُ الْمَجْسِمَةُ الظَّالِمُونَ
عَلُوا كَبِيرًا * صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى مَنْ اتَانَا بِشِيرًا وَ
نَذِيرًا * دَاعِيَا إِلَيْكَ بِأَذْنِكَ سَرَاجًا مَنِيرًا * وَعَلَى آلِهِ
وَصَحَابَتِهِ وَاهْلِسْنَتْهُ وَجَمَاعَتُهُ كَثِيرًا كَثِيرًا۔

اللہ عزوجل کی تنزیہ میں اہلسنت و جماعت کے عقیدے

- (۱) اللہ تعالیٰ ہر عیب و نقصان سے پاک ہے۔
(۲) سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی چیز کی طرف کسی طرح کسی بات میں اصلاً احتیاج للہ

نہیں رکھتا۔

(۳) مخلوق کی مشابہت سے منزہ ہے۔

(۴) اس میں تغیر نہیں آسکتا، ازل میں جیسا تھا ویسا ہی اب ہے اور ویسا ہی ہمیشہ رہے گا، یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ پہلے ایک طور پر ہو پھر بدل کر اور حالت پر ہو جائے۔

(۵) وہ جسم نہیں جس والی کسی چیز کو اس سے لگاؤ نہیں۔

(۶) اُسے مقدار عارض نہیں کہ اتنا یا اتنا کہہ سکیں، لمبا چوڑا یا دلدار یا موٹا یا پتلا یا بہت یا تھوڑا یا گنتی یا تول میں بڑا یا چھوٹا یا بھاری یا ہلکا نہیں۔

(۷) وہ شکل سے منزہ ہے، پھیلا یا سمٹا، گول یا لمبا، تلو یا چوکھوٹا، سیدھا یا ترچھا یا اور کسی صورت کا نہیں۔

(۸) حد و طرف و نہایت سے پاک ہے اور اس معنی پر نامحدود بھی نہیں کہ بے نہایت پھیلا ہوا ہو بلکہ یہ معنی کہ وہ مقدار و غیرہ تمام اعراض سے منزہ ہے، غرض نامحدود کہنا نفی حد کے لیے ہے نہ اثبات بے مقدار بے نہایت کے لیے۔

(۹) وہ کسی چیز سے بنا نہیں۔

(۱۰) اس میں اجزا یا حصے فرض نہیں کر سکتے۔

(۱۱) جہت اور طرف سے پاک ہے جس طرح اُسے دہنے بائیں یا نیچے نہیں کہہ سکتے یونہی جہت کے معنی پر آگے پیچھے یا اوپر بھی ہر گز نہیں۔

(۱۲) وہ کسی مخلوق سے مل نہیں سکتا کہ اس سے لگا ہوا ہو۔

(۱۳) کسی مخلوق سے جدا نہیں کہ اُس میں اور مخلوق میں مسافت کا فاصلہ ہو۔

(۱۴) اُس کے لیے مکان اور جگہ نہیں۔

(۱۵) اُٹھنے، بیٹھنے، اُترنے، چڑھنے، چلنے، ٹھہرنے وغیرہ تمام عوارض جسم و جسمانیات سے منزہ ہے۔

محل تفصیل میں عقائد تنزیہیہ بے شمار ہیں، یہ پندرہ کہ بقدر حاجت یہاں مذکور ہوئے اور ان کے سوا ان جملہ مسائل کی اصل یہی تین عقیدے ہیں جو پہلے مذکور ہوئے اور ان میں بھی اصل الاصول عقیدہ اولیٰ ہے کہ تمام مطالب تنزیہیہ کا حاصل و خلاصہ ہے ان کی دلیل قرآن عظیم کی وہ سب آیات ہیں جن میں باری عزوجل کی تسبیح و تقدیس و پاکی و بے نیازی و بے مثلی و بے نظیری ارشاد

ہوئی آیات تسبیح خود کس قدر کثیر و وافر ہیں۔ وقال تعالى: "أَلَيْكَ الْغَنُّوْسُ السَّلْمُ"^۱۔ بادشاہ نہایت پاکی والا ہر عیب سے سلامت۔ وقال تعالى: "فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّيَّ عَنْ الْعَالَمِينَ"^۲۔ بے شک اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے۔ وقال تعالى: "إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَزَّيْزُ الْحَبِيدُ"^۳۔ بے شک اللہ ہی بے پروا ہے سب خوبیوں سرابا، وقال تعالى: "لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ"^۴۔ اس کے مثل کوئی چیز نہیں۔ وقال تعالى: "هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَيِّئًا"^۵۔ کیا تو جانتا ہے اس کے نام کا کوئی، وقال تعالى: "وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ"^۶۔ اس کے جوڑ کا کوئی نہیں۔ ان مطالب کی آیتیں صدمہ ہیں، یہ آیات محکمات ہیں، یہ اُم الکتاب ہیں، ان کے معنی میں کوئی خفا و اجمال نہیں، اصلاً وقت و اشکال نہیں جو کچھ ان کے صریح لفظوں سے بے پردہ روشن و ہویا ہے بے تغیر و تبدیل بے تخصیص و تاویل اس پر ایمان لانا ضروریات دین اسلام سے ہے، وبالله التوفیق۔

آیات متشابہات کے باب میں اہلسنت کا اعتقاد

قال الله تعالى (الله تعالى نے فرمایا):

(موضح القرآن میں اس کا ترجمہ یوں ہے۔ وہی ہے جس نے اتاری تجھ پر کتاب اس میں بعض آیتیں پکی ہیں سو جڑ ہیں کتاب کی، اور دوسری ہیں کئی طرف ملتی، سو جن کے دل ہیں پھرے ہوئے وہ لگتے ہیں ان کے ڈھب والیوں سے، تلاش کرتے ہیں مگر ابی اور تلاش کرتے ہیں ان کی کل بیٹھانی، اور ان کی کل کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے، اور جو مضبوط علم والے ہیں سو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہے، اور سمجھائے وہی سمجھے ہیں

"هُوَ الَّذِي أَنزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ۖ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا

^۱ القرآن الكريم ۵۹ / ۲۳

^۲ القرآن الكريم ۳ / ۹۷

^۳ القرآن الكريم ۳۱ / ۲۶

^۴ القرآن الكريم ۴۲ / ۱۱

^۵ القرآن الكريم ۱۹ / ۶۵

^۶ القرآن الكريم ۱۱۲ / ۴

اُولُو الْاَلْبَابِ ۝ ^۱	جن کو عقل ہے۔ ^۲

اور اس کے فائدے میں لکھا: اللہ صاحب فرماتا ہے کہ ہر کلام میں اللہ نے بعضی باتیں رکھی ہیں جن کے معنی صاف نہیں کھلتے تو جو گمراہ ہو ان کے معنی عقل سے لگے پکڑنے اور جو مضبوط علم رکھے وہ ان کے معنی اور آیتوں سے ملا کر سمجھے جو جڑ کتاب کی ہے اس کے موافق سمجھ پائے تو سمجھے اور اگر نہ پائے تو اللہ پر چھوڑ دے کہ وہی بہتر جانے ہم کو ایمان سے کام ہے^۳ انتہی۔

اقول: (میں کہتا ہوں، ت) بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اتارا ہے ہدایت فرمانے اور بندوں کو جانچنے آزمانے کو، "يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا"^۴۔ اسی قرآن سے بہتوں کو گمراہ فرمائے اور بہتروں کو راہ دکھائے۔

اس ہدایت و ضلالت کا بڑا منشا قرآن عظیم کی آیتوں کا دو قسم ہونا ہے: محکمات جن کے معنی صاف بے دقت ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کی پاکی و بے نیازی و بے مثل کی آیتیں جن کا ذکر اوپر گزرا، اور دوسری متشابہات جن کے معنی میں اشکال ہے یا تو ظاہر لفظ سے کچھ سمجھ ہی نہیں آتا جیسے حروف مقطعات الم وغیرہ یا جو سمجھ میں آتا ہے وہ اللہ عزوجل پر محال ہے، جیسے "الَّذِينَ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى" ۵۔ (وہ بڑا مہر والا اس نے عرش پر استواء فرمایا۔ ت) یا "ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ"^۶۔ (پھر اس نے عرش پر استواء فرمایا۔ ت) پھر جن کے دلوں میں کجی و گمراہی تھی وہ تو ان کو اپنے ڈھب کا پا کر ان کے ذریعہ سے بے علموں کو بہکانے اور دین میں فتنے پھیلانے لگے کہ دیکھو قرآن میں آیا ہے اللہ عرش پر بیٹھا ہے، عرش پر چڑھا ہوا ہے، عرش پر ٹھہر گیا ہے۔ اور آیات محکمات جو کتاب کی جڑ تھیں ان کے ارشاد دل سے بھلا دیئے حالانکہ قرآن عظیم میں تو استواء آیا ہے اور اس کے معنی چڑھنا، بیٹھنا، ٹھہرنا، ہونا کچھ ضرور نہیں یہ تو تمہاری اپنی

^۱ القرآن الکریم ۷/۳

^۲ موضح القرآن ترجمہ و تفسیر شاہ عبدالقادر ۱۲۱ تا ۱۲۲ ج ۱ کبھی لاہور ص ۶۲

^۳ موضح القرآن ترجمہ و تفسیر شاہ عبدالقادر ۱۲۱ تا ۱۲۲ ج ۱ کبھی لاہور ص ۶۲

^۴ القرآن الکریم ۲۶/۲

^۵ القرآن الکریم ۵/۲۰

^۶ القرآن الکریم ۷/۵۳ و ۳/۳ وغیرہ

سمجھ ہے جس کا حکم خدا پر لگا رہے۔ "مَا أُنْزِلَ إِلَهُهُ إِلَّا مِنْ سُلْطٰنٍ" ^۱۔ (اللہ تعالیٰ نے اس پر کوئی دلیل نازل نہ فرمائی۔ ت) اگر بالفرض قرآن مجید میں یہی الفاظ چڑھنا، بیٹھنا، ٹھہرنا آتے تو قرآن ہی کے حکم سے فرض قطعی تھا کہ انہیں ان ظاہری معنی پر نہ سمجھو جو ان لفظوں سے ہمارے ذہن میں آتے ہیں کہ یہ کام تو اجسام کے ہیں اور اللہ تعالیٰ جسم نہیں مگر یہ لوگ اپنی گمراہی سے اسی معنی پر جم گئے انہیں کو قرآن مجید نے فرمایا۔

"الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ ذُرِّيَةُ" ^۲	ان کے دل پھرے ہوئے ہیں۔

اور جو لوگ علم میں پکے اور اپنے رب کے پاس سے ہدایت رکھتے تھے وہ سمجھے کہ آیات محکمات سے قطعاً ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ مکان و جہت و جسم و اعراض سے پاک ہے بیٹھنے، چڑھنے، بیٹھنے سے منزہ ہے کہ یہ سب باتیں اس بے عیب کے حق میں عیب ہیں جن کا بیان ان شاء اللہ المستعان عنقریب آتا ہے اور وہ ہر عیب سے پاک ہے ان میں اللہ عزوجل کے لیے اپنی مخلوق عرش کی طرف حاجت نکلے گی اور وہ ہر احتیاج سے پاک ہے ان میں مخلوقات سے مشابہت ثابت ہوگی کہ اٹھنا، بیٹھنا، چڑھنا، اترنا، سرکنا ٹھہرنا اجسام کے کام ہیں اور وہ ہر مشابہت خلق سے پاک ہے تو قطعاً یقیناً ان لفظوں کے ظاہری معنی جو ہماری سمجھ میں آتے ہیں ہر گز مراد نہیں، پھر آخر معنی کیا لیں۔ اس میں یہ ہدایت والے دوروش ہو گئے۔ اکثر نے فرمایا جب یہ ظاہری معنی قطعاً مقصود نہیں اور تاویلی مطلب متعین و محدود نہیں تو ہم اپنی طرف سے کیا کہیں، یہی بہتر کہ اس کا علم اللہ پر چھوڑیں ہمیں ہمارے رب نے آیات متشابہات کے پیچھے پڑنے سے منع فرمایا اور ان کی تعین مراد میں خوض کرنے کو گمراہی بتایا تو ہم حد سے باہر کیوں قدم دھریں، اسی قرآن کے بتائے حصے پر قناعت کریں کہ "أَمْثَلُهَا كُلٌّ مِنَ عِنْدِ سَائِلَةٍ" ^۳۔ جو کچھ ہمارے مولیٰ کی مراد ہے ہم اس پر ایمان لائے محکم متشابہ سب ہمارے رب کے پاس سے ہے، یہ مذہب جمہور ائمہ سلف کا ہے اور یہی اسلم واولیٰ ہے اسے مسلک تفویض و تسلیم کہتے ہیں، ان ائمہ نے فرمایا استواء معلوم ہے کہ ضرور اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے اور کیف مجہول ہے کہ اس کے معنی ہماری سمجھ سے وراہ ہیں، اور ایمان اس پر واجب ہے کہ نص قطعی قرآن سے ثابت ہے اور سوال اس سے بدعت

^۱ القرآن الکریم ۱۱۲/۲۰

^۲ القرآن الکریم ۷۱/۳

^۳ القرآن الکریم ۷۱/۳

ہے کہ سوال نہ ہوگا مگر تعین مراد کے لیے اور تعین مراد کی طرف راہ نہیں اور بعض نے خیال کیا کہ جب اللہ عزوجل نے محکم تثابہ دو^۲ قسمیں فرما کر محکمت کو "هُنَّ اُمُّ الْكِتَابِ"^۱ فرمایا کہ وہ کتاب کی جڑ ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ہر فرع اپنی اصل کی طرف پلٹتی ہے تو آیہ کریمہ نے تاویل تثابہات کی راہ خود بتادی اور ان کی ٹھیک معیار ہمیں بھجادی کہ ان میں وہ درست و پاکیزہ احتمالات پیدا کرو جن سے یہ اپنی اصل یعنی محکمت کے مطابق آجائیں اور فتنہ و ضلال و باطل و محال راہ نہ پائیں۔ یہ ضرور ہے کہ اپنے نکالے ہوئے معنی پر یقین نہیں کر سکتے کہ اللہ عزوجل کی یہی مراد ہے مگر جب معنی صاف و پاکیزہ ہیں اور مخالفت محکمت سے بری و منزہ ہیں اور محاورات عرب کے لحاظ سے بن بھی سکتے ہیں تو احتیالی طور پر بیان کرنے میں کیا حرج ہے اور اس میں نفع یہ ہے کہ بعض عوام کی طبائع صرف اتنی بات پر مشکل سے قناعت کریں کہ انکے معنی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے اور جب انہیں روکا جائے گا تو خواہ مخواہ ان میں فکر کی اور حرص بڑھے گی۔

ان ابن ادم ^۲ لحریص علی ما منع ^۲	انسان کو جس چیز سے منع کیا جائے وہ اس پر حریص ہوتا ہے۔ (ت)

اور جب فکر کریں گے فتنے میں پڑیں گے گمراہی میں گریں گے، تو یہی انبہ ہے کہ ان کی افکار ایک مناسب و ملائم معنی کی طرف کہ محکمت سے مطابق محاورات سے موافق ہوں پھیر دی جائیں کہ فتنہ و ضلال سے نجات پائیں یہ مسلک بہت علمائے متاخرین کا ہے کہ نظر بحال عوام اسے اختیار کیا ہے اسے مسلک تاویل کہتے یہ علماء بوجہ کثیر تاویل آیت فرماتے ہیں ان میں چار وجہیں نفیس و واضح ہیں۔

اول: استواء بمعنی قہر و غلبہ ہے، یہ زبان عرب سے ثابت و پیدا ہے عرش سب مخلوقات سے اوپر اور اونچا ہے اس لیے اس کے ذکر پر الکفار فرمایا اور مطلب یہ ہوا کہ اللہ تمام مخلوقات پر قاهر و غالب ہے۔

عہ: رواہ الطبرانی^۳ ومن طریقہ الدیلمی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا اور دیلمی نے طبرانی کے طریق پر ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ (ت)

^۱ القرآن الکریم ۷/۳

^۲ الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۸۸۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۲۳۱

^۳ کشف الخفاء بحوالہ الطبرانی حدیث ۶۷۴/۱۹۹

دوم: استواء بمعنی علو ہے، اور علو اللہ عزوجل کی صفت ہے نہ علو مکان بلکہ علو مالکیت و سلطان، یہ دونوں معنی امام بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں ذکر فرمائے جس کی عبارات عنقریب آتی ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ
سوم: استواء بمعنی قصد و ارادہ ہے، ثم استوی علی العرش یعنی پھر عرش کی طرف متوجہ ہوا یعنی اس کی آفرینش کا ارادہ فرمایا یعنی اس کی تخلیق شروع کی، یہ تاویل امام اہلسنت امام ابوالحسن اشعری نے افادہ فرمائی۔ امام اسماعیل ضریر نے فرمایا: انہ الصواب^۱
یہی ٹھیک ہے، نقلہ الامام جلال الدین سیوطی فی الاتقان^۲ (اس کو امام جلال الدین سیوطی نے اتقان میں نقل کیا ہے۔ ت)

عہ: قالہ الفراء والا شعری وجماعة اهل المعانی ثم
قال یبعده تعدیته بعلی ولو کان کما ذکر وہ لتعدی بالی کہا
فی قولہ تعالیٰ ثم استوی علی السماء۔ وفیہ ان حروف
المعانی^۲ تنوب بعضها عن بعض کما نص علیہ فی الصحاح
وغیرہا و قد روی الامام البیہقی فی کتاب الاسماء
والصفات عن الفراء ان تقول کان مقبلا علی فلان ثم
استوی علی یشاتمنی والی سواء علی معنی اقبل الی وعلی^۳
۱۲منہ۔
فراء، اشعری اور اہل معانی کی ایک جماعت کا یہ قول ہے، پھر امام
سیوطی نے کہا کہ یہ قول اس کے علی کے ساتھ متعدی ہونے سے
بعید ہے اگر مطلب وہی ہوتا جو انہوں نے ذکر کیا ہے تو یہ الی کے
ساتھ متعدی ہوتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ثم استوی الی اسماء
میں ہے، مگر اس پر یہ اعتراض ہے کہ حروف ایک دوسرے کی جگہ
استعمال ہوتے رہتے ہیں، جیسا کہ صحاح وغیرہ میں اس پر نص کی
گئی ہے، اور امام بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں فراء سے
روایت کیا ہے مثلاً تو کہے کہ وہ فلاں کی طرف متوجہ تھا پھر وہ مجھے
برا بھلا کہتے ہوئے میری طرف متوجہ ہوا یعنی چاہے استوی الی کہے
یا استوی علی دونوں برابر ہیں۔ ۱۲منہ (ت)

^۱ الاتقان فی علوم القرآن النوع الثالث والاربعون فی المحکم والمتشابه دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۰۵

^۲ الاتقان فی علوم القرآن النوع الثالث والاربعون فی المحکم والمتشابه دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۰۵

^۳ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاء فی قول اللہ تعالیٰ الرحمن علی العرش استوی المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۱۵۳/ ۲

چہارم: استواء بمعنی فراغ و تمامی کار ہے یعنی سلسلہ خلق و آفرینش کو عرش پر تمام فرمایا اس سے باہر کوئی چیز نہ پائی، دنیا و آخرت میں جو کچھ بنایا اور بنائے گا دائرہ عرش سے باہر نہیں کہ وہ تمام مخلوق کو حاوی ہے۔ قرآن کی بہتر تفسیر وہ ہے وہ قرآن سے ہو۔ استواء بمعنی تمامی خود قرآن عظیم میں ہے، قال اللہ تعالیٰ:

"وَلَمَّا بَدَأْ أَشَدُّهُ وَأَسْتَوَىٰ" ¹	جب اپنی قوت کے زمانے کو پہنچا اور اس کا شباب پورا ہوا۔

اسی طرح قولہ تعالیٰ:

"كَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ آيَاتِنَا فَاسْتَعِظْ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ" ²	جیسے پودا کہ اس کا خوشہ نکلا تو اس کو بو جھل کیا تو وہ موٹا ہوا تو وہ اپنے تنے پر درست ہوا۔ (ت)

میں استواء حالت کمال سے عبارت ہے، یہ تاویل امام حافظ الحدیث ابن الحجر عسقلانی نے امام ابوالحسن علی بن خلف ابن بطل سے نقل کی اور یہ کلام امام ابوطاہر قزوینی کا ہے کہ سراج العقول میں افادہ فرمایا، اور امام عبد الوہاب شعرانی کی کتاب البیواقیت³ میں منقول۔

اقول: (میں کہتا ہوں، ت) اور اس کے سوا یہ ہے کہ قرآن عظیم میں یہ استواء سات جگہ مذکور ہوا، ساتوں جگہ ذکر آفرینش آسمان و زمین کے ساتھ اور بلا فصل اُس کے بعد ہے، سورہ اعراف و سورہ یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام میں فرمایا۔

"إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ" ⁴	تمہارا رب وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا چھ دنوں میں پھر عرش پر استواء فرمایا (ت)

سورہ رد میں فرمایا:

"اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَوَاتِ بِعَبْدٍ"	اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے آسمانوں کو

¹ القرآن الکریم ۲۸/۱۳

² القرآن الکریم ۲۸/۲۹

³ البیوقیت والجواهر بحوالہ سراج العقول المبحث السابع مصطفی البابی مصر/۱۰۲

⁴ القرآن الکریم ۱۰/۳

تَرَوْنَهَا هُمْ اَسْتَوٰی عَلٰی الْعَرْشِ" ^۱ ۔	بغیر ستون کے بلند کیا تم دیکھ رہے ہو پھر عرش پر استواء فرمایا (ت)

سورہ طہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فرمایا:

"تَنْزِيلًا مِّنْ خَلْقِ الْأَرْضِ وَالسَّوَاتِ الْعُلٰی ۖ الرَّحْمٰنُ عَلٰی الْعَرْشِ اَسْتَوٰی" ^۲ ۔	قرآن نازل کردہ ہے اس ذات کی طرف سے جس نے پیدا کیا زمین کو اور بلند آسمانوں کو، وہ رحمن ہے جس نے عرش پر استواء فرمایا۔ (ت)

سورہ فرقان میں فرمایا:

"الَّذِيْ خَلَقَ السَّوَاتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۚ ثُمَّ اَسْتَوٰی عَلٰی الْعَرْشِ" ^۳ ۔	وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو اور ان دونوں کے درمیان کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر عرش پر استواء فرمایا (ت)

سورہ رعد میں فرمایا:

"هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّوَاتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۚ ثُمَّ اَسْتَوٰی عَلٰی الْعَرْشِ" ^۴ ۔	وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر عرش پر استواء فرمایا (ت)

یہ مطالب کہ اول سے یہاں تک اجمالاً مذکور ہوئے صد ہائے دین کے کلمات عالیہ میں ان کی تصریحات جلیہ ہیں انہیں نقل کیجئے تو دفتر عظیم ہو، اور فقیر کو اس رسالہ میں التزام ہے کہ جن کتابوں کے نام مخالف گناہم نے اغوائے عوام کے لیے لکھ دیئے ہیں اس کے رد میں انہی کی عبارتیں نقل کرے کہ مسلمان دیکھیں کہ وہابی صاحب کس قدر بے حیا، بیباک، مکار، چالاک، بد دین، ناپاک ہوتے ہیں کہ جن کتابوں میں اُن کی گمراہیوں کے صریح رد لکھے ہیں انہی کے نام اپنی سند میں لکھ دیتے ہیں۔ ع چہ دلاور ست زدے کہ بکف چراغ دارد
(چور کی ساد لیر ہے کہ ہاتھ میں چراغ لیے ہوئے ہے۔ ت)

^۱ القرآن الکریم ۲/۱۳

^۲ القرآن الکریم ۲۰/۴۷

^۳ القرآن الکریم ۲۵/۵۹

^۴ القرآن الکریم ۵۷/۴

مباحث آئندہ میں جو عبارات ان کتابوں کی منقول ہوں گی انہیں سے ان شاء اللہ العظیم یہ سب بیان واضح ہو جائیں گے یہاں صرف آیات متشابہات کے متعلق بعض عبارات نقل کروں جن سے مطلب سابق بھی ظاہر ہو اور یہ بھی کھل جائے کہ آیہ کریمہ الرحمن علی العرش استواء آیات متشابہات سے ہے، اور یہ بھی کہ جس طرح مخالف کا مذہب نامذہب یقیناً صریح ضلالت اور مخالف جملہ اہل سنت ہے۔ یونہی اجمالاً اس آیت کے معنی جاننے پر مخالف سلف صالح و جمہور ائمہ اہلسنت و جماعت ہے۔

(۱) موضح القرآن کی عبارت اوپر گزری۔

(۲) معالم ومدارک و کتاب الاسماء والصفات و جامع البیان کے بیان یہاں سُنئے کہ یہ پانچوں کتابیں بھی انہیں کتب سے ہیں جن کا نام مخالف نے گن دیا۔ معالم التنزیل میں ہے:

امّا اهل السنة يقولون الاستواء على العرش صفة لله تعالى بلا كيف يجب على الرجل الايمان به ويكمل العلم فيه الى الله عز وجل ¹	یعنی رہے اہلسنت، وہ یہ فرماتے ہیں کہ عرش پر استواء اللہ عزوجل کی ایک صفت بے چونی و چگونگی ہے، مسلمان پر فرض ہے کہ اُس پر ایمان لائے اور اس کے معنی کا علم خدا کو سونپے۔

مخالف کو سوجھے کہ اُسی کی مستند کتاب نے خاص مسئلہ استواء میں اہلسنت کا مذہب کیا لکھا ہے شرم رکھتا ہے تو اپنی خرافات سے باز آئے اور عقیدہ اپنا مطابق اعتقاد اہلسنت کرے۔

(۳) اُسی میں ہے:

ذهب الاكثرون الى ان الواو في قوله، والراسخون واو الاستئناف وتم الكلام عند قوله وما يعلم تاويله الا الله وهو قول ابى بن كعب	یعنی جمہور ائمہ دین صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا مذہب یہ ہے کہ والراسخون فی العلم سے جدا بات شروع ہوئی پہلا کلام وہیں پورا ہو گیا کہ متشابہات کے معنی اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا،

¹ معالم التنزیل تحت الآیة ۷/ ۵۴ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۳۷۲

یہی قول حضرت سید قاریان صحابہ ابی بن کعب اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ اور عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہے، اور یہی امام طاؤس نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا، اور یہی مذهب امام حسن بصری و اکثر تابعین کا ہے، اور اسی کو امام کسائی و فراء و انخس نے اختیار کیا اور اس مطلب کی تصدیق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس قراءت سے بھی ہوتی ہے کہ آیات تنابہات کی تفسیر اللہ عزوجل کے سوا کسی کے پاس نہیں، اور یکے علم والے کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قراءت سے بھی اسی معنی کی تصدیق کرتی ہے۔ امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ان کی تفسیر میں محکم علم والوں کا منتہائے علم بس اس قدر ہے کہ کہیں ہم ان پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے اور یہ قول عربیت کی رو سے زیادہ دلنشین اور ظاہر آیت سے بہت موافق ہے۔	وعائشة وعروة بن الزبير رضى الله تعالى عنهم. ورواية طاؤس عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما و به قال الحسن واكثر التابعين واختاره الكسائي و الفراء والاخفش (الى ان قال) ومما يصدق ذلك قراءة عبد الله ان تاويله الا عند الله والراسخون في العلم يقولون ائمنوا في حرف ابى ويقول الراسخون في العلم ائمنابيه. وقال عمر بن عبد العزيز في هذه الآية انتهي علم الراسخين في العلم تاويل القرآن الى ان قالوا ائمنابيه كل من عند ربنا وهذا القول اقيس في العربية واشبه بظاهر الآية¹

(۴) مدارک التنزیل میں ہے۔

یعنی قرآن عظیم کی بعض آیتیں محکمات ہیں جن کے معنی صاف ہیں احتمال و اشتباہ کو ان میں	منہ آیت محکمات احکمت عبارتھا بان حفظت من الاحتمال و

¹ معالم التنزیل تحت الآية ۳ / ۷ دارالکتب العلمیہ بیروت / ۲۱۵ و ۲۱۴

گزر نہیں یہ آیات تو کتاب کی اصلی ہیں کہ مشابہات انہیں پر حمل کی جائیں گی اور ان کے معنی انہیں کی طرف پھرے جائیں گے اور بعض دوسری مشابہات ہیں جن کے معنی میں اشکال و احتمال ہے جیسے کریم الرحمن علی العرش استوی بیٹھنے کے معنی پر بھی آتا ہے اور قدرت و غلبہ کے معنی پر بھی اور پہلے معنی اللہ عزوجل پر محال ہیں کہ آیات محکمات اللہ تعالیٰ کو بیٹھنے سے پاک و منزہ بتا رہی ہیں ان محکمات سے ایک یہ آیت ہے لیس کمثلہ شیعی اللہ کے مثل کوئی چیز نہیں، پھر وہ جن کے دل حق سے پھرے ہوئے ہیں اور وہ بد مذہب لوگ ہوئے وہ تو آیات مشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں ایسی آیتوں کی آڑ لیتے ہیں جن میں ان کی بد مذہبی کے معنی کا احتمال ہو سکے جو آیات محکمات کے مطابق نہیں اور اس مطلب کا بھی احتمال ہو جو محکمات کے مطابق اور اہلسنت کا مذہب ہے وہ بد مذہب ان آیات مشابہات کی آڑ اس لیے لیتے ہیں کہ فتنہ اٹھائیں لوگوں کو سچے دین سے بہکائیں ان کے وہ معنی بتائیں جو اپنی خواہش کے موافق ہوں، اور ان کے معنی تو کوئی نہیں جانتا مگر اللہ، اللہ ہی کو خبر ہے کہ ان کے حق معنی کیا ہیں جن پر ان کا اتنا نا واجب ہے انتہی۔

الاشتباہ هن امر الكتب. اصل الكتاب تحمل المتشابهات عليها وترد اليها واخر متشابهات مشتبهات محتملات مثال ذلك الرحمن على العرش استوي فالأستواء يكون بمعنى الجلوس وبمعنى القدرة والاستيلاء ولا يجوز الأول على الله تعالى بدليل المحكم وهو قوله تعالى ليس كمثله شيء، فأمّا الذين في قلوبهم زيغ ميل عن الحق وهم اهل البدع فيتبعون ما تشابه فيتعلقون بالمتشابه الذي يحتمل ما يذهب اليه المبتدع مما لا يطابق المحكم ويحتمل ما يطابقه من قول اهل الحق منه ابتغاء الفتنة طلب ان يفتنوا الناس دينهم ويضلّوهم وابتغاء تأويله وطلب ان يؤوّلوه التأويل الذي يشتهونه وما يعلم تأويله الا الله اى لايهتدى الى تأويله الحق الذي يجب ان يحمل عليه الا الله¹ اه مختصراً۔

گمراہ شخص آ نکھیں کھول کر دیکھے کہ یہ پاکیزہ تقریر یہ آیت و تفسیر اس کی گمراہی کا کیسا رد واضح و

¹ مدارك التنزيل (تفسير النسفي) آیت ۳/ ۷ دار الكتاب العربي بیروت ۱۴۶

منیر ہے۔ والحمد للہ رب العلمین۔

(۵) امام بیہقی کتاب الاسماء والصفات میں فرماتے ہیں:

الاستواء فالمتقدمون من اصحابنا رضى الله تعالى عنهم استواء كسبهم كانو الا يفسرونه ولا يتكلمون فيه كنحو مذهبهم في امثال ذلك ¹	ہمارے اصحاب متقدمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم استواء کے کچھ معنی نہ کہتے تھے نہ اس میں اصلاً زبان کھولتے جس طرح تمام صفات متشابہات میں اُن کا یہی مذہب ہے۔

(۶) اُسی میں ہے:

حكينا عن المتقدمين من اصحابنا ترك الكلام في امثال ذلك. هذا مع اعتقادهم نفى الحد والتشبيه والتمثيل عن الله سبحانه وتعالى ²	ہم اپنے اصحاب متقدمین کا مذہب لکھ چکے کہ ایسے نصوص میں اصلاً ب نہ کھولتے اور اس کے ساتھ یہ اعتقاد رکھتے کہ اللہ تعالیٰ محدود ہونے یا مخلوق سے کسی بات میں متشابہ و مانند ہونے سے پاک ہے۔

(۷) اُسی میں یحییٰ بن یحییٰ سے روایت کی:

كنا عند مالك بن انس فجاء رجل فقال يا ابا عبد الله الرحمن على العرش استوى فكيف استوى؟ قال فاطرق مالك راسه حتى علاه الرضاء ثم قال الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول والايمان به واجب، والمسؤل عنه بدعة، وما اراك الامبتدعاً فامر به ان يخرج ³	ہم امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی اے ابو عبد اللہ! الرحمن نے عرش پر استواء فرمایا یہ استواء کس طرح ہے؟ اس کے سنتے ہی امام نے سر مبارک جھکا لیا یہاں تک کہ بدن مقدس پسینہ پسینہ ہو گیا، پھر فرمایا: استواء مجہول نہیں اور کیفیت معقول نہیں اور اس پر ایمان فرض اور اس سے استفسار بدعت اور میرے خیال میں تو ضرور بد مذہب ہے، پھر حکم دیا کہ اسے نکال دو۔

¹ کتاب الاسماء والصفات للبيهقي باب ما جاء في قول الله تعالى الرحمن على العرش استوى. المكتبة الاثرية سائنگھ ہل شیخوپورہ ۲/ ۱۵۰

² کتاب الاسماء والصفات باب قول الله تعالى يعيسى عليه السلام اني متوفيك ورافعك الى المكتبة الاثرية سائنگھ ہل شیخوپورہ ۲/ ۱۶۹

³ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاء في قول الله تعالى الرحمن على العرش الخ المكتبة الاثرية سائنگھ ہل شیخوپورہ ۲/ ۱۵۰ و ۱۵۱

(۸) اُسی میں عبد اللہ بن صالح بن مسلم سے روایت کی:

سئل ربیعة الرأی عن قول الله تبارك وتعالى الرحمن على العرش استوی کیف استوی؟ قال کیف غیر معقول والا ستواء غیر مجهول ویجب علیّ وعلیک الایمان بذلک کلہ۔ ^۱	یعنی امام ربیعہ بن ابی عبد الرحمن استاذ امام مالک سے جنہیں بوجہ قوت عقل و کثرت قیاس ربیعة الرأی لکھا جاتا یہی سوال ہوا، فرمایا کیفیت غیر معقول ہے اور اللہ تعالیٰ کا استواء مجہول نہیں اور مجھ پر اور تجھ پر ان سب باتوں پر ایمان لانا واجب ہے۔

(۹) اُسی میں بطریق امام احمد بن ابی الحواری امام سفین بن عیینہ سے روایت کی کہ فرماتے:

ما وصف الله تعالى من نفسه في كتابه تفسیره تلاوته والسکوت علیہ۔ ^۲	یعنی اس قسم کی جتنی صفات اللہ عزوجل نے قرآن عظیم میں اپنے لیے بیان فرمائی ہیں ان کی تفسیر یہی ہے کہ تلاوت کیجئے اور خاموش رہیے۔

بطریق اسحاق بن موسیٰ انصاری زائد کیا:

لیس لاحد ان یفسره بالعربیة ولا بالفارسیة۔ ^۳	کسی کو جائز نہیں کہ عربی میں خواہ فارسی کسی زبان میں اس کے معنی کہے۔

(۱۰) اُسی میں حاکم سے روایت کی انہوں نے امام ابو بکر احمد بن اسحاق بن ایوب کا عقائد نامہ دکھایا جس میں مذہب اہلسنت مندرجہ تھا اس میں لکھا ہے:

الرحمن علی العرش استوی بلا کیف۔ ^۴	رحمن کا استواء بیچون و بیچگون ہے۔

(۱۱) اُسی میں ہے:

والاثر عن السلف فی مثل هذا کثیرة وعلی هذه الطریقة یدل مذهب الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	یعنی اس باب میں سلف صالح سے روایات بکثرت ہیں اور اس طریقہ سکوت پر ایمان شافعی کا مذہب دلالت کرتا ہے اور یہی مسلک

^۱ کتاب الاسماء والصفات للبيهقي باب ما جاء في قول الله عز وجل الرحمن على العرش استوی المكتبة الاثرية سائگلہ بل شیخوپورہ ۱۵۱/۲

^۲ کتاب الاسماء والصفات للبيهقي باب ما جاء في قول الله عز وجل الرحمن على العرش ۱۵۱/۲ وباب ما ذكر في المين والكف ۱۵۱/۲

^۳ کتاب الاسماء والصفات للبيهقي باب ما جاء في اثبات العين المكتبة الاثرية سائگلہ بل شیخوپورہ ۳۲/۲

^۴ کتاب الاسماء والصفات للبيهقي باب ما جاء في قول الله عز وجل الرحمن على العرش استوی المكتبة الاثرية سائگلہ بل شیخوپورہ ۱۵۲/۲

والیہاذهب احمد بن حنبل والحسین بن الفضل البلخی ومن المتأخرین ابو سلیمین الخطابی ^۱	امام احمد بن حنبل و امام حسین بن فضل بلخی اور متاخرین سے امام ابو سلیمین خطابی کا ہے۔

الحمد للہ امام اعظم سے روایت عنقریب آتی ہے، ائمہ ثلاثہ سے یہ موجود ہیں، ثابت ہوا کہ چاروں اماموں کا اجماع ہے کہ استواء کے معنی کچھ نہ کہے جائیں اس پر ایمان واجب ہے اور معنی کی تفتیش حرام یہی طریقہ جملہ سلف صالحین کا ہے۔
(۱۲) اُسی میں امام خطابی سے ہے

"ونحن احرى بان لا نتقدم فيها تأخر عنه من هو اكثر علما و اقدم زمانا و سنا. ولكن الزمان الذي نحن فيه قد صار اهله حزين منكر لما يروى من نوع هذه الاحاديث راسا ومكذب به اصلا، وفي ذلك تكذيب العلماء الذين ردوا هذه الاحاديث وهم ائمة الدين ونقله السنن والواسطة بيننا وبين رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم. والطائفة الاخرى مسلمة لرواية فيها ذاهبة في تحقيق منها مذهباً يكاد يفضي بهم الى القول بالتشبيه ونحن نرغب عن الامرين معاً، ولا نرضى بواحد منهما مذهباً، فيحق علينا ان نطلب	یعنی جب اُن ائمہ کرام نے جو ہم میں سے علم میں زائد اور زمانے میں مقدم اور عمر میں بڑے تھے متشابہات میں سکوت فرمایا تو ہمیں ساکت رہنا اور ان کے معنی کچھ نہ کہنا اور زیادہ لائق تھا مگر ہمارے زمانے میں دو گروہ پیدا ہوئے ایک تو اس قسم کی حدیثوں کو سرے سے رد کرتا اور جھوٹ بتاتا ہے، اس میں علمائے رواۃ احادیث کی تکذیب لازم آتی ہے، حالانکہ وہ دین کے امام ہیں اور سنتوں کے ناقل اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک ہمارے وسائط و رسائل۔ اور دوسرا گروہ ان روایتوں کو مان کر ان کے ظاہری معنی کی طرف ایسا جاتا ہے کہ اس کا کلام اللہ عزوجل کو خلق سے مشابہ کر دینے تک پہنچنا چاہتا ہے اور ہمیں یہ دونوں باتیں ناپسند ہیں ہم ان میں سے کسی کو مذہب بنانے پر راضی نہیں، تو ہمیں ضرور ہوا کہ اس باب میں

^۱ کتاب الاسماء والصفات للبيهقي باب ما جاء في قول الله عز وجل الرحمن على العرش المكتبة الاثرية سائله بل شيخو پورہ ۱۵۲/۲

لما یرد من هذه الاحادیث اذا صحت من طریق فالنقل و السند، تاویلا یرج علی معانی اصول الدین و مذاہب العلماء و لا تبطل الروایة فیہا اصلا، اذا كانت طرقہا مرضیة و نقلتہا عدولا۔ ¹	جو صحیح حدیثیں آئیں اُن کی وہ تاویل کر دیں جس سے ان کے معنی اصول عقائد و آیات محکمات کے مطابق ہو جائیں اور صحیح روایتیں کہ علماء ثقات کی سند سے آئیں باطل نہ ہونے پائیں۔

(۱۳) امام ابوالقاسم لاکائی کتاب السنہ میں سیدنا امام محمد سردار مذہب حنفی تلمیذ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی
کہ فرماتے:

اتفق الفقہاء کلہم من المشرق الی المغرب علی الایمان بالقرآن و بالا حدیث التی جاء بها الثقات عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی صفة الرب من غیر تشبیہ ولا تفسیر فمن فسر شیئا من ذلك فقد خرج عما کان علیہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و فارق الجماعة فانہم لم یصفوا ولم یفسروا و لکن امنوا بما فی الكتاب و السنة ثم سکتوا۔ ²	شرق سے غرب تک تمام ائمہ مجتہدین کا اجماع ہے کہ آیات قرآن عظیم و احادیث صحیحہ میں جو صفات الہیہ آئیں ان پر ایمان لائیں بلا تشبیہ و بلا تفسیر تو جو ان میں سے کسی کے معنی بیان کرے وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقے سے خارج اور جماعت علماء سے جدا ہوا اس لیے کہ ائمہ نے نہ ان صفات کا کچھ حال بیان فرمایا نہ اُن کے معنی کہے بلکہ قرآن و حدیث پر ایمان لا کر چپ رہے۔

طرفہ یہ کہ امام محمد کے اس ارشاد و ذکر اجماع ائمہ امجاد کو خود ذہبی نے بھی کتاب العلو میں نقل کیا اور کہا محمد سے یہ اجماع
لاکائی اور ابو محمد بن قدامہ نے اپنی کتابوں میں روایت کیا بلکہ خود ابن تیمیہ مخدول بھی اُسے نقل کر گیا۔ واللہ الحمد ولہ
الحجة السامیة (حمد اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور غالب حجت اسی کی ہے۔ ت)
(۱۴) نیز مدارک میں زیر سورہ طہ ہے:

¹ کتاب الاسماء و الصفات للبیہقی باب ما ذکر فی القدم الرجل المکتبۃ الاثریہ سانگلہ بل شیخوپورہ ۸۶/۲

² کتاب السنۃ امام ابوالقاسم لاکائی

والمذہب قول علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ الاستواء غیر مجہول والتکلیف غیر معقول والایمان بہ واجب و السؤال عنہ بدعة لانه تعالیٰ کان ولا مکان فهو علی ما کان قبل خلق المکان لم یتغیر عما کان۔ ¹	مذہب وہ ہے جو مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ استواء مجہول نہیں اور اس کی چگونگی عقل میں نہیں آسکتی اُس پر ایمان واجب ہے اور اس کے معنی سے بحث بدعت ہے اس لیے کہ مکان پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ موجود تھا اور مکان نہ تھا پھر وہ اپنی اُس شان سے بدلا نہیں یعنی جیسا جب مکان سے پاک تھا اب بھی پاک ہے۔

گمراہ اپنی ہی مستند کی اس عبارت کو سوجھے اور اپنا ایمان ٹھیک کرے۔

(۱۵) اسی میں زیر سورہ اعراف یہی قول امام جعفر صادق و امام حسن بصری و امام اعظم ابو حنیفہ و امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نقل فرمایا۔²

(۱۶) یہی مضمون جامع البیان سورہ یونس میں ہے۔

الاستواء معلوم والکیفیة مجهولة والسؤال عنہ بدعة۔ ³	استواء معلوم ہے اور اس کی کیفیت مجہول ہے اور اس سے بحث و سوال بدعت ہے۔ (ت)

(۱۷) یہی مضمون سورہ رعد میں سلف صالح سے نقل کیا کہ:

قال السلف الاستواء معلوم والکیفیة مجهولة۔ ⁴	سلف نے فرمایا: استواء معلوم ہے اور کیفیت مجہول ہے۔ (ت)

(۱۸) سورہ طہ میں لکھا ہے:

سئل الشافعی عن الاستواء فأجاب أمنت بلاثشبيه واتهمت	یعنی امام شافعی سے استواء کے معنی پوچھے گئے، فرمایا: میں استواء پر ایمان لایا اور

¹ مدارك التنزيل (تفسير النسخي) آیت ۳/۵ دار الكتاب العربي بیروت ۳۸/۳

² مدارك التنزيل (تفسير النسخي) آیت ۷/۵۴ دار الكتاب العربي بیروت ۲/۵۶

³ جامع البیان محمد بن عبد الرحمن الشافعی آیت ۱۰/۳ دار نشر الكتب الاسلامیہ گوجرانوالہ ۱/۲۹۲

⁴ جامع البیان محمد بن عبد الرحمن الشافعی آیت ۱۳/۲ دار نشر الكتب الاسلامیہ گوجرانوالہ ۱/۳۴۵

نفسی فی الادراک وامسکت عن الخوض فیہ کل الامساک۔ ^۱	وہ معنی نہیں ہو سکتے جن میں اللہ تعالیٰ کی مشابہت مخلوق سے نکلے اور میں اپنے آپ کو اس کے معنی سمجھنے میں متم رکھتا ہوں مجھے اپنے نفس پر اطمینان نہیں کہ اس کے صحیح معنی سمجھ سکوں لہذا میں نے اس میں فکر کرنے سے یک قلم قطعی دست کشی کی۔

(۱۹) سورہ اعراف میں لکھا:

اجمع السلف علی ان استواءہ علی العرش صفة له بلا کیف نؤمن بہ ونکل العلم الی اللہ تعالیٰ۔ ^۲	سلف صالح کا اجماع ہے کہ عرش پر استواء اللہ تعالیٰ کی ایک صفت بیچون و بے چگون ہے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور ان کا علم خدا کو سونپتے ہیں۔

(۲۰) طرفہ یہ کہ سورہ اعراف میں تو صرف اتنا لکھا کہ اس کے معنی ہم کچھ نہیں جانتے اور سورہ فرقان میں لکھا۔

قدم فی سورۃ الاعراف تفصیل معنایہ۔ ^۳	اس کے معنی کی تفصیل سورہ اعراف میں گزری۔

یونہی سورہ سجدہ میں لکھا قدم فی سورۃ الاعراف۔^۴ (سورہ اعراف میں گزرا۔ ت)

یونہی سورہ حدید میں قدم تفصیلہ فی سورۃ الاعراف وغیرہا^۵۔ (اس کی تفصیل سورہ اعراف وغیرہ میں گزر چکی ہے۔ ت) دیکھو کیسا صاف بتایا کہ اس کے معنی کی تفصیل یہی ہے کہ ہم کچھ نہیں جانتے، اب تو کھلا کہ وہابیہ مجسمہ کا اپنی سند میں کتاب الاسماء و معالیم و مدارک و جامع البیان کے نام لے دینا

^۱ جامع البیان محمد بن عبد الرحمن الشافعی آیۃ ۲۰/۵ دار نشر الکتب الاسلامیہ گوجرانوالہ ۱۵۱۶/۲

^۲ جامع البیان محمد بن عبد الرحمن الشافعی آیۃ ۷/۵۴ دار نشر الکتب الاسلامیہ گوجرانوالہ ۲۲۳/۱

^۳ جامع البیان محمد بن عبد الرحمن الشافعی آیۃ ۲۵/۵۹ دار نشر الکتب الاسلامیہ گوجرانوالہ ۸۹/۲

^۴ جامع البیان محمد بن عبد الرحمن الشافعی آیۃ ۳۲/۴ دار نشر الکتب الاسلامیہ گوجرانوالہ ۱۵۷/۲

^۵ جامع البیان محمد بن عبد الرحمن الشافعی آیۃ ۷۷/۴ دار نشر الکتب الاسلامیہ گوجرانوالہ ۳۳۶/۲

کیسی سخت بے حیائی تھا۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلیٰ العظیم۔

وہابیہ مجسمہ کی بددینی

صفات تشابہات کے باب میں اہلسنت کا عقیدہ تو معلوم ہو لیا کہ ان میں ہمارا حصہ بس اس قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو کچھ مراد ہے ہم اس پر ایمان لائے، ظاہر لفظ سے جو معنی ہماری سمجھ میں آتے ہیں ان سے اللہ تعالیٰ یقیناً پاک ہے اور مراد الہی پر ہمیں اطلاع نہیں لہذا ہم ان کے معنی کچھ کہہ ہی نہیں سکتے یا بطور تاویل کچھ کہیں بھی تو وہی کہیں گے جو ہمارے رب کی شان قدوسی کے لائق اور آیاتِ حکمت کے مطابق اور اہلسنت کو اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم عطا فرمائی ہے وہ ہمیشہ راہِ وسط ہوتی ہے اس کے دونوں پہلوؤں پر افراط و تفریط دو ہولناک مہلک گھاٹیاں ہیں اسی لیے اکثر مسائل میں اہلسنت دو فرقہ متناقض کے وسط میں رہتے ہیں جیسے رافضی یا صبی یا خارجی مرجی یا قدری جبری یا باطنی ظاہری یا وہابی بدعتی یا اسماعیل پرست گور پرست و علیٰ ہذا القیاس اسی طرح یہاں بھی دو فرقہ باطلہ نکلے معطلہ و مشبہ، معطلہ جنہیں جمیہ بھی کہتے ہیں صفات تشابہات سے یکسر منکر ہی ہو گئے یہاں تک کہ ان کا پہلا پیشوا جعد بن درہم مردود کہتا کہ نہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو اپنا خلیل بنایا نہ موسیٰ کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے کلام فرمایا، یہ گمراہ لوگ اپنے افراط کے باعث "امثالہ کلٌّ مِّنْ عُنْدِ سَائِبِ" ^۱۔ (ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کی طرف سے ہے۔ ت) سے بے بہرہ ہوئے ان کی طرف نفیض پر انتہائے تفریط میں مشبہ آئے جنہیں حشویہ و مجسمہ بھی کہتے ہیں ان خبیثوں نے صاف صاف مان لیا کہ ہاں اللہ تعالیٰ کے لیے مکان ہے جسم ہے جہت ہے۔ اور جب یہ سب کچھ ہے تو پھر چڑھنا اترنا اٹھنا بیٹھنا چلنا ٹھہرنا سب آپ ہی ثابت ہے، یہ مردود وہی ہوئے جنہیں قرآن عظیم نے "فِي قُلُوبِهِمْ ذَرِيْعَةٌ" ^۲۔ (ان کے دلوں میں زلیغ ہے۔ ت) فرمایا اور گمراہ فتنہ پر داز بتایا تھا۔ وہابیہ ناپاک کو آپ جانیں کہ سب گمراہوں کے فضلہ خوار ہیں مختلف بدمذہبوں سے کچھ کچھ عقائد ضلالت لے کر آپ بھرت پورا کیا ہے یہاں بھی نہ چوکے، اور ان کے پیشوا اسماعیل نے صراطِ مستقیم میں جو اپنے جاہل پیر کی اللہ تعالیٰ سے

^۱ القرآن الکریم ۷/۳

^۲ القرآن الکریم ۷/۳

دوستانہ ملاقات اور ہاتھ سے ہاتھ ملا کر گڈ مارنگ (Good Morning) ثابت کی تھی۔ (دیکھو کتاب مستطاب الکوکبة الشہابیہ علی کفریات ابی الوہابیہ) لہذا اس کے بعضے سپوت صاف صاف مجسمہ مہبوت کا مذہب مقنن مان گئے اور اس کی جڑ بھی وہی ان کا پیشوائے فتنہ اپنے رسالہ ایضاح الحق الصریح میں جما گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو مکان و جہت سے پاک جاننا بدعت و ضلالت ہے جس کے رد میں کوکبہ شہابیہ نے تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبدالعزیز صاحب کی یہ تحریر پیش کی تھی کہ اہل سنت و جماعت کے عقیدے میں اللہ تعالیٰ کے لیے مکان نہیں، نہ اس کے لیے فوق یا تحت کوئی جہت ہو سکتی ہے^۱۔ اور بحر الرائق و عالمگیری کی یہ عبارت:

یکفر بأثبتات المكان لله تعالیٰ ^۲	یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے مکان ماننے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

اور فتاویٰ امام اجل قاضی خاں کی یہ عبارت:

رجل قال خدائے بر آسمان می داند کہ من چیزے ندارم یکون کفر الان الله تعالیٰ منزہ عن المكان ^۳ ۔	یعنی کسی نے کہا خدا آسمان پر جانتا ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں کافر ہو گیا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے۔

اور فتاویٰ خلاصہ کی یہ عبارت:

لو قال نردبان بنہ و آسمان بر آئے و با خدا جنگ کن یکفر، لانہ اثبت المكان لله تعالیٰ ^۴ ۔	اگر کوئی یہ کہے نیزہ لے اور آسمان پر جا اور خدا سے جنگ کر، تو کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے لیے مکان مانا۔ (ت) (دیکھو کوکبہ شہابیہ)

انہیں مجسمہ گستاخ کے تازہ افراخ سے ایک صاحب سسوانی بکاسہ لیسے گمراہ ہزاری غلام نواب بھوپال قنوجی آنجنمانی از سر نو اس فتنہ خوابیدہ کے بادی و بانی اور اس سُبوح قدوس جل جلالہ

^۱ تحفہ اثنا عشریہ باب پنجم در الہیات سہیل اکٹرمی لاہور ص ۱۴۱

^۲ فتاویٰ ہندیہ کتاب السیر، الباب التاسع نوری کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۵۹، بحر الرائق کتاب السیر باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

۱۲۰/۵

^۳ فتاویٰ قاضی خان کتاب السیر باب مایکون کفرًا من المسلم نوکثور لکھنؤ ۴/ ۸۸۴

^۴ خلاصۃ الفتاویٰ کتاب الفاظ الکفر فصل ۲ جنس ۲ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱۲/ ۳۸۴

کی شان میں مدعی عیوب جسمی و مکانی ہوئے، چہارم محرم الحرام ۱۳۱۸ ہجریہ قدسیہ کو اس باب اور انہیں صاحب کے متعلق دو امر دیگر میں حضرت تاج المحققین عالم اہلسنت دام ظلہم العالی سے استفتاء ہوا حضرت نے نفس حکم بنیائیت اجمال ارشاد فرمایا: پونے دو مہینے کے بعد بست و ششم ۲۶ صفر کو ان کے متعلق ایک پریشان تحریر گمراہی و جہالت و سفاہت و ضلالت کی بولتی تصویر آئی ایسے ہدایات کیا قابل التفات مگر حفظ عقائد عوام و نصرت سنت و اسلام کے لحاظ سے یہ چند سطور لوجہ اللہ مسطور، اہل حق بنگاہ انصاف نظر فرمائیں اور امر عقائد میں کسی گمراہ مکار کے کہنے میں نہ آئیں۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکل والیہ انیب۔ (مجھے توفیق صرف اللہ تعالیٰ سے ہے اسی پر میں نے توکل کیا ہے اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے۔ ت)

مسئلہ ۵۱: از سہسوان قاضی محلہ مرسلہ حاجی فرحت علی صاحب ۲ محرم ۱۳۱۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص یہ کہے کہ اللہ رب العزت عرش پر بیٹھا ہے اور کہیں نہیں ہے شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب:

اللہ عزوجل مکان و جہت و جلوس و غیرہ تمام عوارض جسم و جسمانیات و عیوب و نقائص سے پاک ہے، یہ لفظ کہ اس شخص نے کہا سخت گمراہی کے معنی دیتا ہے اس پر توبہ لازم ہے عقیدہ اپنا مطابق اہل سنت کرے، واللہ الہادی۔

نقل تحریر ضلالت تخمیر از نجدی بقیر:

مسئلہ: اللہ تعالیٰ کا عرش پر ہی ہونا:

الجواب:

الرحمن علی العرش استوی اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا یا چڑھایا ٹھہرا۔ ان تین معنی کے سوا اس آیت میں جو کوئی اور معنی کہے گا وہ بدعتی ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام شریف میں سات جگہ اس مضمون کو ذکر فرمایا ہے۔ دیکھو فتح الرحمن تفسیر قاری شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی و تفسیر موضح القرآن

مؤلفہ شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی و ترجمہ لفظی شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی و کتاب الاسماء والصفات بیہقی و کتاب العلوم امام ذہبی و تفسیر ابن کثیر و معالم التنزیل و جامع البیان و مدارک و غیرہا اور محیط ہونا باری تعالیٰ کا ہر چیز پر فقط از روئے علم ہے۔ قال تعالیٰ: "أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا"^۱۔ (اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے ہر چیز کا احاطہ کیا) احادیثِ صریحہ صحیحہ سے عرش کا مکان الہی ہونا ثابت ہے، چنانچہ بخاری کی معراج کی حدیث میں فرمایا: "وہو فی مکانہ"^۲ (اور وہ اپنے مکان میں ہے۔ ت) اور مشکوٰۃ کے باب الاستغفار والتوبہ میں مسند احمد کی حدیث میں وارد ہے کہ:

وعزتی وجلالی وارتفاع مکانی الخ ^۳	میری عزت، میرے جلال اور میرے بلند مکان کی قسم الخ (ت)

ہاں جن صفات سے کلامِ شارع ساکت ہے اُن میں سکوت لازم ہے بعض اشخاص بریلی نے جو علم منقول و عقائد اہل حق سے بے بہرہ ہیں اس عقیدہ صحیحہ کے معتقد کو بزورِ گمراہی گمراہ بنایا "وَمَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ"^۴۔ (ان کو اس کا علم نہیں۔ ت) ایسے شخص سے اہل اسلام کو بچنا چاہیے۔

ضربِ قہاری

(۱۸۳۸ھ)

مسلمانو! دیکھو اس گمراہ نے ان چند سطور میں کیسی کیسی جہالتیں ضلالتیں تناقض سفاہتیں اللہ و رسول پر افتراء علماء و کتب پر تہمتیں بھردی ہیں۔

اولاً: ادعا کیا کہ استواء علی العرش میں بیٹھنے، چڑھنے، ٹھہرنے کے سوا جو کوئی اور معنی کہے بدعتی ہے اور اسی کی سند میں بحال جرات و بے حیائی ان نوکتابوں کے نام گن دیئے۔

ثانیاً: زعم کیا کہ احاطہ الہی صرف از روئے علم ہے حالانکہ اس مسئلہ کا یہاں کچھ ذکر نہ تھا مگر اس نے اس بیان سے اپنی وہ گمراہی پائی چاہی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اور عرش کے سوا

^۱ القرآن الکریم ۱۲/۶۵

^۲ صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ وکلم اللہ موسیٰ تکلیماً قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/۱۱۲۰

^۳ مشکوٰۃ المصابیح باب الاستغفار والتوبۃ الفصل الثانی قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۲۰۴

^۴ القرآن الکریم ۲۸/۵۳

کہیں نہیں۔

ہاں: منہ بھر کر اُس سُبُوح قدوس کو گالی دی کہ اس کے لیے مکان ثابت ہے، عرش اس کا مکان ہے، اور اس کے ثبوت میں بزورِ زبان دو حدیثیں نقل کر دیں۔

راجا: یہ تین دعوے تو منطوق عبارت تھے مفہوم استثناء سے بتایا کہ استواء علی العرش کے معنی اللہ تعالیٰ کا عرش پر بیٹھنا، چڑھنا، ٹھہرنا مطابق سنت ہیں۔

خامسا: اپنے معبود کو بٹھانے، چڑھانے، ٹھہرانے ہی پر قناعت نہ کی بلکہ ان لفظوں کے مفہوم سے کہ جن صفات سے کلام شارع ساکت ہے ان میں سکوت لازم ہے تمام متشابہات استواء کی طرح انہیں معانی پر محمول کر لیں جو ان کے ظاہر سے مفہوم ہوتے ہیں۔

سادسا: باوصف ان کے اصل دعوٰی یہ ہے کہ خدا عرش کے سوا کہیں نہیں۔ ہم بھی ان چھ باتوں کو بعونہ تعالیٰ اسی ترتیب پر چھ تپانچوں سے خبر لیں اور ساتویں تپانچے میں دو مسئلہ باقیہ کے متعلق اجمالی گوشالی کریں وبالله التوفیق۔

پہلا تپانچہ

گمراہ نے ادعا کیا کہ اللہ تعالیٰ کے بیٹھنے، چڑھنے، ٹھہرنے کے سوا جو کوئی اور معنی استواء کے کہے بدعتی ہے، اور اس پر اُن نو^۹ کتابوں کا حوالہ دیا۔

ضرب اول: فقیر نے اگر یہ التزام نہ کیا ہوتا کہ اُس کی کٹائی ہوئی کتابوں سے سند لاؤں گا تو آپ سیر دیکھتے کہ یہ تپانچہ اس گمراہ کو کیونکر خاک و خون میں لٹاتا مگر اجماعاً اقوال مذکورہ بالا ہی ملاحظہ ہو جائیں کہ اس گمراہ نے کس کس امام دین و سنت کو بدعتی بنا دیا، امام ابوالحسن علی ابن بطالی، امام ابن حجر عسقلانی، امام ابوطاہر قزوینی، امام عارف شعرانی، امام جلال الدین سیوطی، امام اسماعیل ضریر^{۱۰} حتیٰ کہ خود امام اہلسنت سیدنا امام ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، تو کم از کم اس ضرب کو سات^{۱۱} ضرب سمجھتے بلکہ تیرہ^{۱۲} کہ امام نسفی و امام بیہقی و امام بغوی و امام علی بن محمد ابوالحسن طبری و امام ابو بکر بن فورک و امام ابو منصور بن ابی ایوب کے اقوال عنقریب آتے ہیں۔ یہ حضرات بھی اس بدعتی کے طور پر معاذ اللہ بدعتی ہوئے، اور بیس^{۱۳} ضرب اوپر گزریں جملہ تینستس^{۱۴} ہوئیں، آگے چلیے اور اب صرف اس کے مستندوں سے اس کی خبر لیجئے۔

ضرب ۳۴: مدارک شریف سورہ سجدہ میں استواء علی العرش کا حاصل اس کا احداث اور

پیدا کرنا لیا یہ انہیں معنی سوم کے قریب ہے جو اوپر گزرے۔

ضرب ۳۵: اس سورۃ اور سورہ فرقان کے سوا کہ وہاں استواء کی تفسیر سے سکوت مطلق ہے باقی پانچوں جگہ اُس کے معنی استیلاء و غلبہ و قابو بتائے۔ حدید میں ہے: ثم استوی استولی علی العرش^۱۔ (پھر عرش پر استواء فرمایا۔ ت) رعد میں ہے:

استولی بلا اقتدار و نفوذ السلطان ^۲	اقتدار اور حکومت کا مالک ہوا۔ (ت)

اعراف میں ہے:

اضاف الاستیلاء الی العرش وان کان سبّحنہ وتعالیٰ مستولیا علی جمیع المخلوقات لان العرش اعظمها و اعلاها ^۳ ۔	یعنی اللہ تعالیٰ کا قابو اس کی تمام مخلوقات پر ہے، خاص عرش پر قابو ہونے کا ذکر اس لیے فرمایا کہ عرش سب مخلوقات سے جسامت میں بڑا اور سب سے اوپر ہے۔

ضرب ۳۶: سورہ طہ میں بعد ذکر معنی استیلاء ایک وجہ یہ نقل فرمائی۔

لما کان الاستواء علی العرش وهو سریر الملک مما یردف الملک جعلوہ کنایۃ عن الملک فقال استوی فلان علی العرش ای ملک وان لم یقعّد علی السریر البتۃ وهذا کقولک ید فلان مبسوطة ای جواد وان لم یکن لہ ید رأسا ^۴ ۔	یعنی جب کہ تخت نشینی آثار شاہی سے ہے تو عرف میں تخت نشینی بولتے اور اس سے سلطنت مراد لیتے ہیں، کہتے ہیں فلاں شخص تخت نشین ہوا، یعنی بادشاہ ہوا اگرچہ اصلاً تخت پر نہ بیٹھا ہو، جس طرح تیرے اس کہنے سے کہ فلاں کا ہاتھ کشادہ ہے اُس کا خفی ہونا مراد ہوتا ہے اگرچہ وہ سرے سے ہاتھ ہی نہ رکھتا ہو۔

حاصل یہ کہ استواء علی العرش بمعنی بادشاہی ہے حقیقۃً بیٹھنا ہر گز لازم نہیں، جب

^۱ مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) آیت ۷/۵ دارالکتاب العربی بیروت ۲۲۳/۴

^۲ مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) آیت ۱۳/۲ دارالکتاب العربی بیروت ۲۴۱/۴

^۳ مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) آیت ۷/۵ دارالکتاب العربی بیروت ۵۶/۲

^۴ مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) آیت ۲۰/۵ دارالکتاب العربی بیروت ۴۸/۳

خلق کے باب میں یہ محاورہ ہے جن کا اٹھنا بیٹھنا سب ممکن، تو خالق عزوجل کے بارے میں اُس سے معاذ اللہ حقیقت بیٹھنا سمجھ لینا کیسا ظلم صریح ہے۔

ضرب ۳۷: معالم سورہ اعراف کا بیان تو وہ تھا کہ اہلسنت کا طریقہ سکوت ہے اتنا جانتے ہیں کہ استواء اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے اور اس کے معنی کا علم اللہ کے سپرد ہے، یہ طریقہ سلف صالحین تھا، سورہ رد میں استواء کو علو سے تاویل کیا۔ یہ معنی دوم ہیں کہ اوپر گزرے۔

ضرب ۳۸: امام بیہقی نے کتاب الاسماء میں دربارہ استواء ائمہ متقدمین کا وہ مسلک ارشاد فرمایا جس کا بیان اوپر گزرا۔ پھر فرمایا:

یعنی امام اہلسنت امام ابوالحسن اشعری نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے عرش کے ساتھ کوئی فعل فرمایا ہے جس کا نام استواء رکھا ہے جیسے من و تو زید و عمرو کے ساتھ افعال فرمائے اور اُن کا نام رزق و نعمت و غیرہ رکھا اس فعل استواء کی کیفیت ہم نہیں جانتے اتنا ضرور ہے کہ اس کے افعال میں مخلوق کے ساتھ ملنا، چھونا، ان سے لگا ہوا ہونا یا حرکت کرنا نہیں جیسے بیٹھنے پڑھنے وغیرہ میں ہے اور استواء کے فعل ہونے پر دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر عرش پر استواء کیا تو معلوم ہوا کہ استواء حادث ہے پہلے نہ تھا اور حدوث افعال میں ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ کی صفات ذات حدوث سے پاک ہیں، تو ثابت ہوا کہ استواء اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت ذاتی نہیں بلکہ اس کے کاموں میں سے ایک کام ہے جس کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں۔

وذهب ابو الحسن علی بن اسمعیل الاشعری الى ان الله تعالى جل ثناؤه فعل في العرش فعلا سبأه استواء كما فعل في غيره فعلا سبأه رزقا و نعمة او غيرهما من افعاله ثم لم يكتف الاستواء الا انه جعله من صفات الفعل لقوله تعالى ثم استوى على العرش و ثم للتراخي والتراخي انما يكون في الافعال و افعال الله تعالى توجد بلا مباشرة منه اياها ولا حركة¹

¹ کتاب الاسماء والصفات للبيهقي باب ما جاء في قول الله تعالى الرحمن على العرش استوى المكتبة الاثرية سائلكه بل شيخو پورہ ۱۵۲/۲

ضرب ۳۹: ابوالحسن علی بن محمد طبری وغیرہ ائمہ متکلمین سے نقل فرمایا:

القدیم سلحنہ عال علی عرشہ لاقاعد ولا قائم ولا مباس و لامبائن عن العرش. یرید بہ مباینة الذات التي هي بمعنی الاعتزال والتباعد لان المباشرة والمباينة التي هي ضدها والقيام والقعود من اوصاف الاجسام. والله عز وجل احد صمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد. فلا يجوز عليه ما يجوز على الاجسام تبارك وتعالى ¹	مولی تعالیٰ عرش پر علو رکھتا ہے مگر نہ اُس پر بیٹھا ہے نہ کھڑا، نہ اس سے لگا ہوا نہ اس معنیٰ پر جُدا کہ اس سے ایک کنارے پر ہو یا دور ہو کہ لگا یا الگ ہو نا اور اٹھنا بیٹھنا تو جسم کی صفیتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ احد صمد ہے، نہ جنانہ جنانگیا، نہ اس کے جوڑ کا کوئی، تو جو باتیں اجسام پر روا ہیں اللہ عز وجل پر روا نہیں ہو سکتیں۔

ضرب ۴۰: امام استاذ ابو بکر بن نورک سے نقل فرمایا کہ انہوں نے بعض ائمہ اہلسنت سے حکایت کی:

استوى بمعنى علا ولا یرید بذلك علوا بالمسافة و التحيز والكون في مكان متمكنافيه ولكن یرید معنى قول الله عز وجل ءامنتم من في السماء اى من فوقها على معنى نفى الحد عنه وانه ليس مبايحويه طبق او يحیط به قطر ²	یعنی استواء بمعنی علو ہے اور اس سے مسافت کی بلندی یا مکان میں ہونا مراد نہیں بلکہ یہ کہ وہ حد و نہایت سے پاک ہے، عرش و فرش کا کوئی طبقہ اُسے محیط نہیں ہو سکتا نہ کوئی مکان اسے گھیرے، اسی معنیٰ پر قرآن عظیم میں اُسے آسمان کے اوپر فرمایا، یعنی اس سے بلند و بالا ہے کہ آسمان میں سما سکے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں:

قلت وهو على هذه الطريقة من	حاصل یہ کہ اس طریقہ پر استواء صفات ذات

¹ کتاب الاسماء والصفات للبيهقي باب ما جاء في قول الله تعالى الرحمن على العرش استوى المكتبة الاثرية سانكله بل شينجوپور ۲/ ۱۵۲

² کتاب الاسماء والصفات للبيهقي باب ما جاء في قول الله تعالى الرحمن على العرش استوى المكتبة الاثرية سانكله بل شينجوپور ۲/ ۱۵۲-۱۵۳

صفات الذات و كلمة ثم تعلقت بالمستوى عليه. لا بالاستواء وهو كقوله عز وجل ثم الله شهيد على ما يفعلون یعنی ثم یکون عملهم فی شہدہ وقد اشار ابو الحسن علی بن اسمعیل الى هذه الطريقة حكاية، فقال وقال بعض اصحابنا انه صفة ذات ولا يقال لم يزل مستویاً علی عرشہ کہا ان العلم بان الاشياء قد حدثت من صفات الذات، ولا يقال لم يزل عالماً بان قد حدثت ولما حدثت بعد¹۔	سے ہوگا کہ اللہ سبحنہ بذاتہ اپنی تمام مخلوق سے بلند و بالا ہے، نہ بلندی مکان بلکہ بلندی مالکیت و سلطان، اور اب پھر کالفاظ نظر بحدوث عرش ہوگا کہ وہ بلندی ذاتی ہر حادث سے اس کے حدوث کے بعد متعلق ہوتی ہے جیسے قرآن عظیم میں فرمایا کہ پھر اللہ شاہد ہے اُن کے افعال پر یعنی جب ان کے افعال پیدا ہوئے تو شہود الہی ان سے متعلق ہوا جس طرح علم الہی قدیم ہے مگر یہ علم کہ چیز حادث ہوگئی اس کے حدوث کے بعد ہی متعلق ہوگا یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ ازل میں جانتا تھا کہ اشیاء پیدا ہو چکیں حالانکہ ہنوز ناپیدا تھیں۔

ضرب ۴۱: پھر امام اہلسنت قدس سرہ سے نقل فرمایا:

وجو ابی هو الاول وهو ان الله مستوی علی عرشہ وانہ فوق الاشياء بآن منہا بمعنی انہا لا تحلہ ولا یحلہا ولا یسہا ولا یشبہا ولیست البینونة بالعزلة، تعالیٰ اللہ ربنا عن الحلول والمماسۃ علواً کبیراً²۔	میرا قول وہی پہلا ہے کہ اللہ عزوجل نے عرش کے ساتھ فعل استواء کیا اور ایک عرش ہی کیا وہ تمام اشیاء سے بالا اور سب سے جدا ہے بایں معنی کہ نہ اشیاء اس میں حلول کریں نہ وہ اُن میں، نہ وہ ان سے مَس کرے نہ اُن سے کوئی مشابہت رکھے، اور یہ جدائی نہیں کہ اللہ تعالیٰ اشیاء سے ایک کنارے پر ہو، ہمارا رب حلول و مس و فاصلہ و عزلت سے بہت بلند ہے، جل و علا۔

دیکھو ائمہ اہلسنت بیٹھنے، چڑھنے، ٹھہرنے کی کیسی جڑ کاٹ رہے ہیں۔

¹ کتاب الاسماء والصفات للبيهقي باب ما جاء في قول الله تعالى الرحمن على العرش استوى المكتبة الاثرية سانكله بل شينجو پورہ ۱۵۳/۲

² کتاب الاسماء والصفات للبيهقي باب ما جاء في قول الله تعالى الرحمن على العرش استوى المكتبة الاثرية سانكله بل شينجو پورہ ۱۵۳/۲

ضرب ۴۲: پھر امام اہلسنت سے نقل فرمایا:

وقد قال بعض اصحابنا ان الاستواء صفة الله تعالى ينفي الاعوجاج عنه ¹	یعنی بعض ائمہ اہلسنت نے فرمایا کہ صفت استواء کے معنی ہیں کہ اللہ عزوجل کجی سے پاک ہے۔

اقول: (میں کہتا ہوں، ت) اس تقدیر پر استواء صفات سلبیہ سے ہوگا جیسے غنی یعنی کسی کا محتاج نہیں، یونہی مستوی یعنی اس میں کجی اور اعوجاج نہیں، اور اب علیٰ ظرف مستقر ہوگا اور اسی علوم ملک و سلطان کا مفید، اور ثم تراخی فی الذکر کے لیے، (ت) کقولہ تعالیٰ: "ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا"² (پھر ایمان والوں میں ہو۔ ت) و قوله تعالیٰ "خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ"³ (اس کو مٹی سے پیدا کیا پھر اس کو فرمایا ہو جا، تو وہ ہو گیا۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔
ضرب ۴۳: پھر امام استاذ ابو منصور ابن ابی یوب سے نقل فرمایا کہ انہوں نے مجھے لکھ بھیجا:

ان كثيرا من متأخري اصحابنا ذهبوا الى ان الاستواء هو القهر والغلبة، ومعناه ان الرحمن غلب العرش و قهره، وفائدته الاخبار عن قهره مملوكاته، وانها لم تقهره، وانما خص العرش بالذكر لانه اعظم المملوكات فذبه بالا على على الاذنى، قال والاستواء بمعنى القهر والغلبة شائع في اللغة كما يقال استوى فلان على الناحية اذا غلب اهلها وقال الشاعر في	یعنی بہت متاخرین علمائے اہل سنت اس طرف گئے کہ استواء بمعنی قہر و غلبہ ہے، آیت کے معنی یہ ہیں کہ الرحمن عزجلالہ عرش پر غالب اور اس کا قاہر ہے، اور اس ارشاد کا فائدہ یہ خبر دینا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنی تمام مملوکات پر قابو رکھتا ہے مملوکات کا اس پر قابو نہیں اور عرش کا خاص ذکر اس لیے فرمایا کہ وہ جسامت میں سب مملوکات سے بڑا ہے، تو اس کے ذکر سے باقی سب پر تنبیہ فرمادی اور استواء بمعنی قہر و غلبہ زبان عرب میں شائع ہے۔ پھر نثر و نظم سے اس کی نظریں پیش کیں کہ

¹ کتاب الاسماء والصفات للبيهقي باب ما جاء في قول الله تعالى الرحمن على العرش استوى المكتبة الاثرية سائله بل شيخو پورہ ۱۵۳/۲

² القرآن الكريم ۱۷۰/۱۷

³ القرآن الكريم ۵۹/۳

بشر بن مروان۔ قد استوی بشر علی العراق من غیر سیف ودم مہراق یریدانہ غلب اہلہ من غیر محاربة ^۱	جب کوئی شخص کسی بستی والوں پر غالب آجائے تو کہا جاتا ہے استوی فلان علی الناحیۃ اور شاعر نے بشر بن مروان کے بارے میں کہا تحقیق بشر عراق پر غالب آگیا تلوار کے ساتھ خون بہائے بغیر، شاعر کی مراد یہ ہے کہ وہ جنگ کیے بغیر بستی والوں پر غالب آگیا۔ (ت)

گمراہ وہاں! تم نے دیکھا کہ تمہاری ہی پیش کردہ کتابوں نے تمہیں کیا کیا سزائے کردار کو پہنچایا مگر تمہیں حیا کہاں!

دوسرا تپانچہ:

جاہل بے خرد نے بک دیا کہ اللہ تعالیٰ کا احاطہ فقط از روئے علم ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا بھی منکر ہوا، اللہ عزوجل کی صفت بصر سے بھی بے بصر ہوا، اپنی مستندہ کتابوں کا بھی خلاف کیا، خود اپنی بے ہودہ تحریر سے بھی ناقض و اختلاف کیا۔ جوہ سینے۔

ضرب ۴۴: قال اللہ تعالیٰ:

"أَلَا إِنَّهُمْ فِي مَرِيقَةٍ مِّنْ لِّقَاءِ رَبِّهِمْ ۖ أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ" ۲	سنتا ہے وہ شک میں ہیں اپنے رب سے ملنے سے، سنتا ہے خدا ہر چیز کو محیط ہے۔

ضرب ۴۵: قال اللہ تعالیٰ:

"وَكُلَّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ" ۳	اللہ ہر شے کو محیط ہے۔

ضرب ۴۶: قال اللہ تعالیٰ:

"وَاللَّهُ مِنْ وَرَائِهِمْ مُّحِيطٌ" ۴	اللہ ان کے آس پاس سے محیط ہے۔

ان تینوں آیتوں میں اللہ عزوجل کو محیط بتایا ہے، احاطہ علم کی آیت جدا ہے۔

^۱ کتاب الاسماء والصفات للبيهقي باب ما جاء في قول الله تعالى الرحمن على العرش استوى المكتبة الاثرية ساؤنگھ بل شیخوپورہ ۱۵۳/۲

^۲ القرآن الکریم ۵۴/۳۱

^۳ القرآن الکریم ۱۲۶/۴

^۴ القرآن الکریم ۲۰/۸۵

بے شک اللہ تعالیٰ کا علم ہر شے کو محیط ہے۔ (ت)

”وَ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا“^۱۔

ضرب ۴۷: ترجمہ رفیعہ میں ہے: خبردار ہو تحقیق وہ بیچ شک کے ہیں ملاقات پر وردگار اپنے کی سے، خبردار ہو تحقیق وہ ہر چیز کو گھیر رہا ہے^۲۔

ضرب ۴۸: اسی میں ہے۔ اور ہے اللہ ساتھ ہر چیز کے گھیرنے والا،^۳

ضرب ۴۹: اُسی میں ہے: اور اللہ اُن کے پیچھے سے گھیر رہا ہے۔^۴

ضرب ۵۰: موضح القرآن میں ہے: سنتا ہے وہ دھوکے میں ہیں اپنے رب کی ملاقات سے، سنتا ہے وہ گھیر رہا ہے ہر چیز کو۔^۵

ضرب ۵۱: اُسی میں زیر آیت ثالثہ ہے: اور اللہ نے اُن کے گرد سے گھیرا ہے۔^۶

ان دونوں تیرے مستند مترجموں نے بھی یہ احاطہ خود اللہ عزوجل ہی کی طرف نسبت کیا۔

ضرب ۵۲: اُسی میں زیر آیت ثانیہ ہے: اللہ کے ڈھب میں ہے، سب چیز^۷۔ یہ احاطہ از روئے قدرت لیا۔

ضرب ۵۳: جامع البیان میں زیر آیت اولیٰ ہے:

^۱ القرآن الکریم ۱۲/۶۵

^۲ ترجمہ شاہ رفیع الدین آیۃ ۴۱/۵۴ ممتاز کمپنی لاہور ص ۵۲۹ و ۵۳۰

^۳ ترجمہ شاہ رفیع الدین آیۃ ۴/۱۲۶ ممتاز کمپنی لاہور ص ۱۰۹

^۴ ترجمہ شاہ رفیع الدین آیۃ ۸۵/۱۲ ممتاز کمپنی لاہور ص ۶۵

^۵ موضح القرآن ترجمہ و تفسیر شاہ عبدالقادر ۱۲۱ تاج کمپنی لاہور ص ۵۱۱

^۶ موضح القرآن ترجمہ و تفسیر شاہ عبدالقادر ۱۲۱ تاج کمپنی لاہور ص ۱۶۷

^۷ موضح القرآن ترجمہ و تفسیر شاہ عبدالقادر ۱۲۱ تاج کمپنی لاہور ص ۱۲۰

الکل تحت علمہ و قدرتہ ^۱ ۔	یعنی سب اُس کے علم و قدرت کے نیچے ہیں۔
ضرب ۵۴: زیر آیت ثانیہ ہے: بعلمہ و قدرتہ۔ اللہ علم و قدرت دونوں کی رُو سے محیط ہے ^۲ ۔ ضرب ۵۵: مدارک شریف میں زیر آیت ثالثہ ہے:	
ضعا لم باحوالہم و قادر علیہم و ہم لا یعجزونہ ^۳	یعنی اللہ اُن کے احوال کا عالم اور ان پر قادر ہے وہ اسے عاجز نہیں کر سکتے۔
ضرب ۵۶: کتاب الاسماء میں ہے:	
المحیط راجع الی کمال العلم و القدرة ^۴ ۔	اسم الہی محیط کے معنی کمال علم و قدرت کی طرف راجع ہیں۔
ان تیرے مستندوں نے احاطہ فقط از روئے علم ہونا کیسا باطل کیا۔ ضرب ۵۷: اللہ عز و جل کی بصر بھی محیط ہے، قال تعالیٰ:	
"إِنَّهُ وَجِلٌ شَيْءٍ بِصِيرٍ" ^۵ ۔	اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔
ضرب ۵۸: اس کا سمع بھی محیط اشیاء ہے۔	
کہا حقه عالم اهل السنة مد ظله في منهيات سبحن السبوح۔	جیسا کہ عالم اہلسنت نے سبحن السبوح کے منہیات میں اس کی تحقیق فرمائی ہے (ت)
ضرب ۵۹: قدرت بھی محیط ہے، قال تعالیٰ:	
"إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" ^۶ ۔	بے شک اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔ (ت)
ضرب ۶۰: خالقیت بھی محیط ہے، قال تعالیٰ:	
"خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ" ^۷ ۔	اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق ہے پس اسی کی عبادت کرو۔ (ت)

^۱ جامع البیان لمحمد بن عبد الرحمن آیہ ۴۱/۵۴ دار نشر الکتب الاسلامیہ گوجرانوالہ ۲/۲۵۲

^۲ جامع البیان لمحمد بن عبد الرحمن آیہ ۴۱/۵۴ دار نشر الکتب الاسلامیہ گوجرانوالہ ۱/۱۴۶

^۳ مدارک التنزیل (تفسیر السنن) آیہ ۸۵/۲۰ دار الکتب العربی بیروت ۳/۳۷

^۴ کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ابواب ذکر الاسماء التي متبع في التشبيه الخ. المكتبة الاثریہ سائلگہ ہل شیخوپورہ ۸۱

^۵ القرآن الکریم ۱۹/۶۷

^۶ القرآن الکریم ۲/۲۰ و ۲/۱۰۶ و ۳/۱۰۹ و ۳/۱۳۸ وغیرہ

^۷ القرآن الکریم ۶/۱۰۲

ضرب ۶۱: مالکیت بھی محیط ہے قال تعالیٰ۔

"بَيِّنَ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ" ^۱ ۔	اسی کے ہاتھ میں ہر چیز کا قبضہ ہے۔ (ت)

اس بے خرد وہابی نے فقط از روئے علم کہہ کر ان تمام صفات الہیہ کے احاطہ سے انکار کر دیا، آنکھیں رکھتا ہو تو سوچھے کہ اپنی گہری جہالت کی گھٹا ٹوپ اندھیری میں کتنی آیتوں کا رد کر گیا۔
بالجملہ اگر مذہب متقدمین لیجئے تو ہم ایمان لائے کہ ہمارے مولیٰ تعالیٰ کا علم محیط ہے جیسا کہ سورہ طلاق میں فرمایا، اور احاطہ علم کے معنی ہمیں معلوم ہیں کہ۔

"لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ" ^۲ ۔	اس سے غائب نہیں ذرہ بھر کوئی چیز آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔ (ت)

اور ہمارا مولیٰ عز وجل محیط ہے جیسا کہ سورہ نساء سورہ فصلت و سورہ یروج میں ارشاد فرمایا اور اس کا احاطہ ہماری عقل سے وراء ہے۔

"أَمَّا يَظُنُّ كُلُّ مَنْ فِي الْأَرْضِ أَنَّ رَبَّهُ لَا يَمْلِكُ إِلَهُ إِلَّا اللَّهُ" ^۳ ۔	ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے۔ (ت)

اور اگر مسلک متاخرین چلیے تو اللہ تعالیٰ جس طرح از روئے علم محیط ہے یونہی از روئے قدرت و از روئے سمع و از راہ بصر و از جہت ملک و از وجہ خلق و غیر ذلک، تو فقط علم میں احاطہ منحصر کر دینا ان سب صفات و آیات سے منکر ہو جانا ہے۔
ضرب ۶۲: بے وقوف چند سطر بعد مانے گا کہ جتنی صفتیں کلام شارع میں وارد ہیں اُن سے سکوت نہ ہوگا، یہاں احاطہ ذات سے سکوت کیسا، انکار کر گیا مگر وہابی را حافظہ نباشد، یہ کیسا صریح تناقض ہے۔

تیسرا تپانچہ:

اصل تپانچہ قیامت کا تپانچہ جس سے مجموعی گمراہی کا سرمہ ہو جائے

بد مذہب گمراہ نے صاف بک دیا کہ اس کا معبود مکان رکھتا ہے عرش پر بستا ہے۔

^۱ القرآن الکریم ۳۶ / ۸۳

^۲ القرآن الکریم ۳۲ / ۳

^۳ القرآن الکریم ۳ / ۷

تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يَقُولُ الظَّالِمُونَ علواً کبیراً اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند ہے جو ظالم کہتے ہیں ت) ضرب ۶۳: وہابیہ مجسمہ کے پیر مغال اسماعیل آنجہانی علیہ ماعلیہ کے دادا پیر اور استاد اور باپ یعنی جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کا ارشاد اوپر گزرا کہ اہلسنت کے اعتقاد میں اللہ تعالیٰ عزوجل مکان سے پاک ہے، اس کے بدعتی ہونے میں انہیں کافئی کافی۔ ضرب ۶۷: بحر الرائق وعالمگیری وقاضی خان وفتاویٰ خلاصہ کی عبارتیں بھی اوپر گزریں کہ جو اللہ عزوجل کے لیے مکان مانے کافر ہے۔

یہ تو اوپر کے پانچ تھے اب اصل طرز کے لیجئے یعنی اس کی مستند کتابوں سے اُسے رگیدنا، پھر کچھ دلائل قاطعہ عقلیہ و نقلیہ کے جگر دوز جو شن گزار تیروں سے مجسمیت کا کلیجا چھیدنا، وباللہ التوفیق ووصول التحقیق۔ ضرب ۶۸: مدارک شریف سورہ اعراف میں ہے:

انہ تعالیٰ کان قبل العرش ولا مکان و هو الان کما کان لان التغیر من صفات الا کو ان ^۱ ۔	بے شک اللہ تعالیٰ عرش سے پہلے موجود تھا جب مکان کا نام و نشان نہ تھا اور وہ اب بھی ویسا ہی ہے جیسا جب تھا اس لیے کہ بدل جانا تو مخلوق کی شان ہے۔

ضرب ۶۹: یونہی سورہ طہ میں تصریح فرمائی کہ عرش مکان الہی نہیں، اللہ عزوجل مکان سے پاک ہے، عبارت سابقہ منقول ہوئی۔ ضرب ۷۰: سورہ یونس میں فرمایا:

ای استولی فقد یقدس الدیان جل و عز عن المکان والمعبود عن الحدود ^۲ ۔	استواء بمعنی استیلاء وغلبہ ہے نہ بمعنی مکانیت اس لیے کہ اللہ عزوجل مکان سے پاک اور معبود جل و علاحد و نہایت سے منزہ ہے۔

ہزار نفرین اُس بیجا آنکھ کو جو ایسے ناپاک بول بول کر ایسی کتابوں کا نام لیتے ہوئے ذرا نہ جھپکے۔

^۱ مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) آیت ۷/ ۵۴ دارالکتب العربی بیروت ۵۶/۲

^۲ مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) آیت ۱۰/ ۳ دارالکتب العربی بیروت ۱۵۳/۲

ضرب ۷۱: امام بیہقی کتاب الاسماء والصفات میں امام اجل ابو عبد اللہ حلی سے زیر اسم پاک متعالیٰ نقل فرماتے ہیں:

معناه المرتفع عن ان يجوز عليه مايجوز على المحدثين من الازواج والاولاد والجوارح والاعضاء واتخاذ السرير للجلوس عليه. والا حتجاب بالستور عن ان تنفذ الابصار اليه. والانتقال من مكان الى مكان. ونحو ذلك فان اثبات بعض هذه الاشياء يوجب النهاية وبعضها يوجب الحاجة. وبعضها يوجب التغير والاستحالة. وشي من ذلك غير لائق بالقديم ولا جائز عليه. ¹	یعنی نام الہی متعالیٰ کے یہ معنی ہیں کہ اللہ عزوجل اس سے پاک و منزہ ہے کہ جو باتیں مخلوقات پر روا ہیں جیسے جو رو، بیٹا، آلات، اعضاء، تخت پر بیٹھنا، پردوں میں چھپنا، ایک مکان سے دوسرے کی طرف انتقال کرنا (جس طرح چڑھنے، اُترنے، چلنے، ٹھہرنے میں ہوتا ہے) اس پر روا ہو سکیں اس لیے کہ ان میں بعض باتوں سے نہایت لازم آئے گی بعض سے احتیاج بعض سے بدلنا متغیر ہونا اور ان میں سے کوئی امر اللہ عزوجل کے لائق نہیں، نہ اس کے لیے امکان رکھے۔

کیوں پچھتائے تو نہ ہو گئے کتاب الاسماء کا حوالہ دے کر، تفہررت و ہابیہ مجسمہ کی بے حیائی پر۔

ضرب ۷۲: باب ماجاء فی العرش میں امام سلیمان خطابی علیہ الرحمۃ سے نقل فرماتے ہیں:

ليس معنى قول المسلمين ان الله تعالى استوى على العرش هو انه مباس له او متمكن فيه. او متحيز في جهة من جهاته. لكنه بائن من جميع خلقه. وانما هو خبر جاء به التوقيف فقلنا به. ونفينا عنه التكيف اذ ليس كمثله شئى وهو	مسلمانوں کے اس قول کے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے، یہ معنی نہیں کہ وہ عرش سے لگایا ہوا ہے یا وہ اس کا مکان ہے یا وہ اس کی کسی جانب میں ٹھہرا ہوا ہے بلکہ وہ تو اپنی تمام مخلوق سے نرا لا ہے یہ تو ایک خبر ہے کہ شرع میں وارد ہوئی تو ہم نے مانی اور چگوگی اس سے دور و مسلوب جانی اس لیے کہ اللہ کے مشابہ کوئی

¹ کتاب الاسماء والصفات للبيهقي جماع ابواب ذكر الاسماء التي تتبع نفى التشبيه المكتبة الاشريه سانگھ بل ۷۱۲ و ۷۲

السبع العليم ^۱ ۔	چیز نہیں اور وہی ہے سننے دیکھنے والا۔

ضرب ۷۳: اس سے گزرا کہ اللہ عزوجل کے علو سے اس کا امکان بالا میں ہونا مراد نہیں، مکان اسے نہیں گھیرتا۔
ضرب ۷۴: نیز یہ کلیہ بھی گزرا کہ جو اجسام پر روا ہے اللہ عزوجل پر روا نہیں۔

ضرب ۷۵: اُسی میں یہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طبقات آسمان پھر ان کے اوپر عرش پھر طبقات زمین کا بیان کر کے فرمایا:

والذی نفس محمد بیدہ لو انکم دلیتمہ احدکم بحبل الی الارض السابعة لہبط علی اللہ تبارک وتعالی ثم قرأ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و هو الاول والاخر والظاهر والباطن ^۲ ۔	قسم اس کی جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان ہے اگر تم کسی کو رسی کے ذریعہ سے ساتویں زمین تک لٹکاؤ تو وہاں بھی وہ اللہ عزوجل ہی تک پہنچے گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ اللہ ہی ہے اول و آخر و ظاہر و باطن۔

اس حدیث کے بعد امام فرماتے ہیں:

الذی روى فی آخر هذا الحديث اشارة الى نفی المكان عن اللہ تعالیٰ وان العبادینما کان فهو فی القرب و البعد من اللہ تعالیٰ سواء وانه الظاهر فیصح ادراکہ بالادلة، الباطن فلا یصح ادراکہ بالکون فی مکان۔ ^۳	اس حدیث کا پچھلا فقرہ اللہ عزوجل سے نفی مکان پر دلالت کرتا ہے اور یہ کہ بندہ کہیں ہو اللہ عزوجل سے قُرب و بعد میں یکساں ہے، اور یہ کہ اللہ ہی ظاہر ہے تو دلائل سے اُسے پہچان سکتے ہیں اور وہی باطن ہے کسی مکان میں نہیں کہ یوں اسے جان سکیں۔

اقول: یعنی اگر عرش اُس کا مکان ہوتا تو جو ساتویں زمین تک پہنچا وہ اس سے کمال دوری و بعد پر ہو جاتا نہ کہ وہاں بھی اللہ ہی تک پہنچتا، اور مکانی چیز کا ایک آن میں دو مختلف

^۱ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاء فی العرش والكرسى المكتبة الاثرية سانگلہ بل شیخوپورہ ۱۳۹/۲

^۲ کتاب الاسماء والصفات للبيهقي ج۱ ابواب ذكر الاسماء التي تتبع نفی التشبيه المكتبة الاثرية سانگلہ بل ۱۳۴/۲

^۳ کتاب الاسماء والصفات للبيهقي ج۱ ابواب ذكر الاسماء التي تتبع نفی التشبيه المكتبة الاثرية سانگلہ بل ۱۳۴/۲

مکان میں موجود ہونا محال اور یہ اس سے بھی شنیع تر ہے کہ عرش تا فرش تمام مکانات بالا و زیریں دفعۃً اُس سے بھرے ہوئے مانو کہ تجزیہ وغیرہ صد ہا استحالے لازم آنے کے علاوہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کو اسفل و ادنیٰ کہنا بھی صحیح ہوگا لاجرم قطعاً یقیناً ایمان لانا پڑے گا کہ عرش و فرش کچھ اس کا مکان نہیں، نہ وہ عرش میں ہے نہ ماتحت الثریٰ میں، نہ کسی جگہ میں ہاں اس کا علم و قدرت و سمع و بصر و ملک ہر جگہ ہے۔ جس طرح امام ترمذی نے جامع میں ذکر فرمایا:

واستدل بعض اصحابنا فی نفی المكان عنه تعالیٰ بقول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انت الظاهر فلیس فوقك شیء وانت الباطن فلیس دونك شیء واذا لم یکن فوقه شیء ولا دونه شیء لم یکن فی مكان ^۱ ۔	یعنی اور بعض ائمہ اہلسنت نے اللہ عزوجل سے نفی مکان پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس قول سے استدلال کیا کہ اپنے رب عزوجل سے عرض کرتے ہیں تو ہی ظاہر ہے تو کوئی تجھ سے اوپر نہیں، اور تو ہی باطن ہے تو کوئی تیرے نیچے نہیں، جب اللہ عزوجل سے نہ کوئی اوپر ہو نہ کوئی نیچے تو اللہ تعالیٰ کسی مکان میں نہ ہوا۔

یہ حدیث صحیح مسلم شریف و سنن ابی داؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روواہ البیہقی فی الاسماء الاول والاخر (اسے بیہقی نے اسم اول و آخر میں ذکر کیا ہے۔ ت)

اقول: حاصل دلیل یہ کہ اللہ عزوجل کا تمام اکنہ زیر و بالا کو بھرے ہونا تو بدائیہ محال ہے ورنہ وہی استحالے لازم آئیں، اب اگر مکان بالا میں ہوگا تو اشیاء اس کے نیچے ہوں گی اور مکان زیریں میں ہوگا تو اشیاء اُس سے اوپر ہوں گی اور وسط میں ہوگا تو اوپر نیچے دونوں ہوں گی حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم فرماتے ہیں، نہ اس سے اوپر کچھ ہے نہ نیچے کچھ، تو واجب ہوا کہ مولیٰ تعالیٰ مکان سے پاک ہو۔

ضرب ۷۷: عرش فرش جگہ کو معاذ اللہ مکان الہی کہو اللہ تعالیٰ ازل سے اس میں متمکن تھا یا اب متمکن ہوا، پہلی تقدیر پر وہ مکان بھی ازلی ٹھہرا اور کسی مخلوق کو ازلی ماننا باجماع مسلمین

^۱ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاء فی العرش والكرسى المكتبة الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۱۳۴/۲

کفر ہے دوسری تقدیر پر اللہ تعالیٰ عزوجل میں تغیر آیا اور یہ خلاف شان الوہیت ہے۔

ضرب ۷۸: **اقول:** مکان خواہ بعد موبوم ہو یا مجرد یا سطح حاوی مکین کو اس کا محیط ہونا لازم، محیط یا ماس بعض شے مکان یا بعض مکان ہے نہ مکان شے، مثلاً ٹوپی کو نہیں کہہ سکتے کہ پہننے والے کا مکان، تم جوتا پہنے ہو تو یہ نہ کہیں گے کہ تمہارا مکان جوتے میں ہے، تو عرش اگر معاذ اللہ مکان الہی ہو لازم کہ اللہ عزوجل کو محیط ہو، یہ محال ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: "وَكَلَّمَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا" ^۱ اللہ تعالیٰ عرش و فرش سب کو محیط ہے۔ وہ احاطہ جو عقل سے وراء ہے اور اس کی شان قدوسی کے لائق ہے اس کا غیر اسے محیط نہیں ہو سکتا۔

ضرب ۷۹: نیز لازم کہ اللہ عزوجل عرش سے چھوٹا ہو۔

ضرب ۸۰: نیز محدود محصور ہو۔

ضرب ۸۱: ان سب شاعتوں کے بعد جس آیت سے عرش کی مکانیت نکالی تھی وہی باطل ہو گئی، آیت میں عرش پر فرمایا ہے اور عرش مکان خدا ہو تو خدا عرش کے اندر ہو گا نہ کہ عرش پر۔

ضرب ۸۲: **اقول:** جب تیرے نزدیک تیرا معبود مکانی ہو تو دو حال سے خالی نہیں جزء، لایتجزی کے برابر ہو گا یا اس سے بڑا، اول باطل ہے کہ اس تقدیر پر تیرا معبود ہر چھوٹی چیز سے چھوٹا ہو، ایک دانہ ریگ کے ہزارویں لاکھوں حصے سے بھی کمتر ہو، نیز اس صورت میں صد ہا آیات و احادیث عین وید و وجہ و ساق و غیر ہا کا انکار ہو گا کہ جب تشابہات ظاہر پر محمول ٹھہریں تو یہاں بھی معانی منہومہ ظاہرہ مراد لینے واجب ہوں گے اور جزء لایتجزی کے لیے آنکھ، ہاتھ، چہرہ، پاؤں ممکن نہیں۔ اگر کہیے وہ ایک ہی جزء ان سب اعضاء کے کام دیتا ہے، لہذا ان ناموں سے مسمیٰ ہوا تو یہ بھی باطل ہے کہ اولاً تو اس کے لیے یہ اشیاء مانی گئی ہیں نہ یہ کہ وہ خود یہ اشیاء ہے۔ **ثانیاً:** بآعیننا اور بل یدہا کا کیا جواب ہو گا کہ جزء لایتجزی میں دو فرض نہیں کر سکتے۔ اور مبسوطتان تو صراحۃً اس کا ابطال ہے جو ہر فرد میں بسط کہاں، اور ثانی بھی باطل ہے کہ اس تقدیر پر تیرے معبود کے ٹکڑے ہو سکیں گے اس میں حصے فرض کر سکیں گے اور معبود حق عزجلالہ اس سے پاک ہے۔

^۱ القرآن الکریم ۱۲۶/۴

ضرب ۸۳: اقول: جو کسی چیز پر بیٹھا ہو اس کی تین ہی صورتیں ممکن، یا تو وہ بیٹھک اس کے برابر ہے یا اس سے بڑی ہے کہ وہ بیٹھا ہے اور جگہ خالی باقی ہے یا چھوٹی ہے کہ وہ پورا اس بیٹھک پر نہ آیا کچھ حصہ باہر ہے، اللہ عزوجل میں یہ تینوں صورتیں محال ہیں، وہ عرش کے برابر ہو تو جتنے حصے عرش میں ہو سکتے ہیں اس میں بھی ہو سکیں گے، اور چھوٹا ہو تو اسے خدا کہنے سے عرش کو خدا کہنا اولیٰ ہے کہ وہ خدا سے بھی بڑا ہے اور بڑا ہو تو بالفعل حصے متعین ہو گئے کہ خدا کا ایک حصہ عرش سے ملا ہے اور ایک حصہ باہر ہے۔

ضرب ۸۴: اقول: خدا اس عرش سے بھی بڑا بنا سکتا ہے یا نہیں، اگر نہیں تو عاجز ہوا حالانکہ "إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" ^۱۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ ت) اور اگر ہاں تو اب اگر خدا عرش سے چھوٹا نہیں برابر بھی ہو تو جب عرش سے بڑا بنا سکتا ہے اپنے سے بڑا بھی بنا سکتا ہے کہ جب دونوں برابر ہیں تو جو عرش سے بڑا ہے خدا سے بھی بڑا ہے اور اگر خدا عرش سے بڑا ہی تو غیر متناہی بڑا نہیں ہو سکتا کہ لاتناہی البعد دلائل قاطعہ سے باطل ہے لاجرم بقدر متناہی بڑا ہو گا۔ مثلاً عرش سے دو نافرص کیجئے، اب عرش سے سوائی ڈیوڑھی، پون دگنی، کنگنی مقداروں کو پوچھتے جائیے کہ خدا ان کے بنانے پر قادر ہے یا نہیں، جہاں انکار کرو گے خدا کو عاجز کہو گے اور اقرار کرتے جاؤ گے تو وہی مصیبت آڑے آئے گی کہ خدا اپنے سے بڑا بنا سکتا ہے۔

ضرب ۸۵: اقول: یہ تو ضرور ہے کہ خدا جب عرش پر بیٹھے تو عرش سے بڑا ہو ورنہ خدا اور مخلوق برابر ہو جائیں گے یا مخلوق اس سے بڑی ٹھہرے گی، اور جب وہ بیٹھنے والا اپنی بیٹھک سے بڑا ہے تو قطعاً اس پر پورا نہیں آ سکتا جتنا بڑا ہے اتنا حصہ باہر رہے گا تو اس میں دو حصے ہوئے ایک عرش سے لگا اور ایک الگ۔ اب سوال ہو گا کہ یہ دونوں حصے خدا ہیں یا جتنا عرش سے لگا ہے وہی خدا ہے باہر والا خدائی سے جدا ہے یا اس کا عکس ہے یا ان میں کوئی خدا نہیں بلکہ دونوں کا مجموعہ خدا ہے پہلی تقدیر پر دو خدا لازم آئیں گے، دوسری پر خدا و عرش برابر ہو گئے کہ خدا تو اتنے ہی کا نام رہا جو عرش سے ملا ہوا ہے۔ تیسری تقدیر پر خدا عرش پر نہ بیٹھا کہ جو خدا ہے وہ الگ ہے اور جو لگا ہے وہ خدا نہیں، چوتھی پر عرش خدا کا مکان نہ ہوا کہ وہ اگر مکان ہے تو اتنے ٹکڑے کا جو اس سے ملا ہے اور وہ خدا نہیں۔

^۱ القرآن الکریم ۲/ ۲۰۶، ۱۰۹، ۸۰ اور غیرہ

ضرب ۸۶: اقول: جو مکانی ہے اور جزء لایتجزے کے برابر نہیں اسے مقدار سے مفر نہیں اور مقدار غیر متناہی بالفعل باطل ہے اور مقدار متناہی کے افراد نانتناہی ہیں اور شخص معین کو اُن میں سے کوئی قدر معین ہی عارض ہوگی، تو لاجرم تیرا معبود ایک مقدار مخصوص محدود پر ہوا اس تخصیص کو علت سے چارہ نہیں مثلاً کروڑ گنا ہے تو دو کروڑ کا کیوں نہ ہوا، دو کروڑ کا ہے تو کروڑ کا کیوں نہ ہوا، اس تخصیص کی علت تیرا معبود آپ ہی ہے یا اس کا غیر اگر غیر ہے جب تو سچا خدا ہی ہے جس نے تیرے معبود کو اتنے یا اتنے گز کا بنایا، اور اگر خود ہی ہو تاہم بہر حال اس کا حادث ہونا لازم کہ امور تساویۃ النسبة میں ایک کی ترجیح ارادے پر موقوف، اور ہر مخلوق بالا ارادہ حادث ہے تو وہ مقدار مخصوص حادث ہوئی اور مقداری کا وجود بے مقدار کے محال، تو تیرا معبود حادث ہوا اور تقدم الشیء علی نفسه کا لزوم علاوہ۔

ضرب ۸۷: اقول: ہر مقدار متناہی قابل زیادت ہے تو تیرے معبود سے بڑا اور اس کے بڑے سے بڑا ممکن۔

ضرب ۸۸: اقول: جہات فوق و تحت دو مفہوم اضافی ہیں ایک کا وجود بے دوسرے کے محال ہر بچہ جانتا ہے کہ کسی چیز کو اوپر نہیں کہہ سکتے جب تک دوسری چیز نیچی نہ ہو، اور ازل میں اللہ عزوجل کے سوا کچھ نہ تھا۔ صحیح بخاری شریف میں عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

كان الله تعالى ولم يكن شئ غيرہ ^۱ ۔	اللہ تعالیٰ تھا اور اس کے سوا کچھ نہ تھا۔

تو ازل میں اللہ عزوجل کا فوق یا تحت ہونا محال اور جب ازل میں محال تھا تو ہمیشہ محال رہے گا ورنہ اللہ عزوجل کے ساتھ حوادث کا قیام لازم آئے گا اور یہ محال ہے، کتاب الاسماء والصفات میں امام ابو عبد اللہ حلیسی سے ہے:

اذا قيل لله العزيز فأنما يرد به الاعتراف له بالقدم الذي لا يتهيأ معه تغيره عما لم يزل عليه من القدرة والقوة	جب اللہ تعالیٰ کو عزیز کہا جائے تو اس سے اس کے قدم کا اعتراف ہے کہ جس کی بناء پر ازل سے اس کی قدرت و طاقت پر کوئی تغیر نہیں ہوا، اور اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی کی طرف راجع ہے ان چیزوں سے جو

^۱ صحیح البخاری کتاب بدء الخلق باب ما جاء في قول الله تعالى وهو الذي يبدؤ الخلق الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۵۳

مخلوق کے لیے ہو سکتی ہیں کیونکہ وہ خود اور ان کے حوادث تغیر پاتے ہیں۔ (ت)	ذٰلِكَ عَائِدٌ اِلَىٰ تَنْزِيهِهِ تَعَالٰى عَمَّا يَحُوزُ عَلَى الْمَصْنُوعِينَ لَا عَرَضُهُمْ بِالْحُدُوثِ فِيْ اَنْفُسِهِمْ لِلْحَادِثِ اِنْ تَصِيْبُهُمْ وَتَغْيِرُهُمْ ^۱ ۔

ضرب ۸۹: اقول: ہر ذی جہت قابل اشارہ حسیہ ہے کہ اوپر ہوا تو اُنکی اوپر کواٹھا کر بتا سکتے ہیں، کہ وہ ہے اور نیچے ہوا تو نیچے کو، اور ہر قابل اشارہ حسیہ متمیز ہے اور متمیز جسم یا جسمانی ہے اور ہر جسم و جسمانی محتاج ہے اور اللہ عزوجل احتیاج سے پاک ہے تو واجب ہوا کہ جہت سے پاک ہو، نہ اوپر ہونے نیچے، نہ آگے نہ پیچھے، نہ دہنے نہ بائیں تو قطعاً لازم کہ کسی مکان میں نہ ہو۔

ضرب ۹۰: اقول: عرش زمین سے غایت بعد پر ہے اور اللہ بندے سے نہایت قرب میں۔ قال اللہ تعالیٰ:

"وَنَحْنُ اقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ" ^۲ ۔	ہم تمہاری شہ رگ سے زیادہ قریب ہیں۔ (ت)

قال اللہ تعالیٰ:

"اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِي عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ" ^۳ ۔	جب تجھ سے میرے متعلق میرے بندے سوال کریں تو میں قریب ہوں۔ (ت)

تو اگر عرش پر اللہ عزوجل کا مکان ہوتا اللہ تعالیٰ ہر دور تر سے زیادہ ہم سے دور ہوتا، اور وہ بنص قرآن باطل ہے۔
ضرب ۹۱: مولیٰ تعالیٰ اگر عرش پر چڑھا بیٹھا ہے تو اس سے اُتر بھی سکتا ہے یا نہیں، اگر نہیں تو عاجز ہوا اور عاجز خدا نہیں، اور اگر ہاں تو جب اُترے گا عرش سے نیچے ہوگا تو اس کا اسفل ہونا بھی ممکن ہو اور اسفل خدا نہیں۔

ضرب ۹۲: اقول: اگر تیرے معبود کے لیے مکان ہے اور مکان و مکانی کو جہت سے چارہ نہیں کہ جہات نفس اکثہ ہیں یا حدود اکثہ، تو اب دو حال سے خالی نہیں، یا تو آفتاب کی طرح صرف ایک ہی طرف ہوگا یا آسمان کی مانند ہر جہت سے محیط، اولیٰ باطل ہے بوجہ۔

^۱ کتاب الاسماء والصفات للبيهقي ج۵ ابواب ذکر الاسماء التي تتبع نفی التشبيه الخ. المكتبة الاثرية ساکنہ بل شیخوپورہ ۱/۷۱

^۲ القرآن الکریم ۱۶/۵۰

^۳ القرآن الکریم ۱۸۶/۲

اولاً: آیہ کریمہ "وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا" ^۱۔ (اللہ تعالیٰ کی قدرت ہر چیز کو محیط ہے۔ ت) کے مخالف ہے۔
 ۱۱۵: کریمہ "فَأَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا أَتَمَّ وَجْهُهُ اللَّهُ" ^۲۔ (تم جدھر پھرو تو وہاں اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ ت) کے خلاف ہے۔
 ۱۱۶: زمین کرومی یعنی گول ہے اور اس کی ہر طرف آبادی ثابت ہوئی ہے اور بحمد اللہ ہر جگہ اسلام پہنچا ہوا ہے نئی پرانی دنیا میں
 سب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلمے سے گونج رہی ہیں شریعت مطہرہ تمام بقاع کو عام ہے۔

"تَبَارَكَ الَّذِي مَنَىٰ ذَكَلَ الْفُرْقَانِ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا" ^۳ ۔	وہ پاک ذات ہے جس نے اپنے خاص بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ سب جہانوں کے لیے ڈرسانے والا ہو۔ (ت)

اور صحیح بخاری میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان احدكم اذا كان في الصلوة فان الله تعالى قبل وجهه فلا يتنخمّن احد قبل وجهه في الصلوة ^۴ ۔	جب تم میں کوئی شخص نماز میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے منہ کے سامنے ہے تو ہرگز کوئی شخص نماز میں سامنے کو کھکار نہ ڈالے۔

اگر اللہ تعالیٰ ایک ہی طرف ہے تو ہر پارہ زمین میں نماز پڑھنے والے کے سامنے کیونکر ہو سکتا ہے۔
 رابعا: ان گراہوں مکان و جہت ماننے والوں کے پیشواؤں ابن تیمیہ وغیرہ نے اللہ تعالیٰ کے جہت بالا میں ہونے پر خود ہی یہ دلیل پیش کی ہے کہ تمام جہان کے مسلمان دعا و مناجات کے وقت ہاتھ اپنے سروں کی طرف اٹھاتے ہیں۔ پھر ظاہر کہ یہ دلیل ذلیل طبل کلیل کہ ائمہ کرام جس کے پر خچے اڑا چکے اگر ثابت کرے گی تو اللہ عز و جل کا سب طرف سے محیط ہونا کہ ایک ہی طرف ہوتا تو وہیں کے

^۱ القرآن الکریم ۴/ ۱۲۶

^۲ القرآن الکریم ۲/ ۱۱۵

^۳ القرآن الکریم ۲۵/ ۱

^۴ صحیح البخاری کتاب الاذان باب هل يلتفت لامر ينزل به قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۰۴

مسلمان سر کی طرف ہاتھ اٹھاتے جہاں وہ سروں کے مقابل ہے باقی اطراف کے مسلمان سروں کی طرف کیونکر اٹھاتے بلکہ سمت مقابل کے رہنے والوں پر لازم ہوتا کہ اپنے پاؤں کی طرف ہاتھ بڑھائیں کہ ان مجسمہ کا معبود ان کے پاؤں کی طرف ہے۔ بالجملہ پہلی شق باطل ہے، رہی دوسری اس پر یہ احاطہ عرش کے اندر اندر ہر گز نہ ہوگا ورنہ استواء باطل ہو جائے گا، ان کا معبود عرش کے اوپر نہ ہوگا نیچے قرار پائے گا، لاجرم عرش کے باہر سے احاطہ کرے گا اب عرش ان کے معبود کے پیٹ میں ہوگا تو عرش اس کا مکان کیونکر ہو سکتا ہے بلکہ وہ عرش کا مکان ٹھہرا اور اب عرش پر بیٹھنا بھی باطل ہو گیا، کہ جو چیز اپنے اندر ہو اس پر بیٹھنا نہیں کہہ سکتے کیا تمہیں کہیں گے کہ تم اپنے دل یا جگر یا طحال پر بیٹھے ہوئے ہو، گمراہو، حجۃ اللہ یوں قائم ہوتی ہے۔

ضرب ۹۳: اقوال: شرع مطہر نے تمام جہان کے مسلمانوں کو نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم فرمایا، یہی حکم دلیل قطعی ہے کہ اللہ عزوجل جہت و مکان سے پاک و بری ہے، اگر خود حضرت عزت جلالہ کے لیے طرف و جہت ہوتی محض مہمل باطل تھا کہ اصل معبود کی طرف منہ کر کے اس کی خدمت میں کھڑا ہو نا اس کی عظمت کے حضور بیٹھ جھکانا اس کے سامنے خاک پر منہ ملنا چھوڑ کر ایک اور مکان کی طرف سجدہ کرنے لگیں حالانکہ معبود دوسرے مکان میں ہے، بادشاہ کا مجرئی اگر بادشاہ کو چھوڑ کر دیوان خانہ کی کسی دیوار کی طرف منہ کر کے آداب مجرا بجالائے اور دیوار ہی کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا ہے تو بے ادب مسخرہ کلائے گا یا مجنون پاگل۔ ہاں اگر معبود سب طرف سے زمین کو گھیرے ہوتا تو البتہ جہت قبلہ مقرر کرنے کی جہت نکل سکتی کہ جب وہ ہر سمت سے محیط ہے تو اس کی طرف منہ تو ہر حال میں ہوگا ہی، ایک ادب قاعدے کے طور پر ایک سمت خاص بنادی گئی، مگر معبود ایسے گھیرے سے پاک ہے کہ یہ صورت دو ہی طور پر متصور ہے، ایک یہ کہ عرش تافرش سب جگہیں اس سے بھری ہوں جیسے ہر خلا میں ہوا بھری ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ عرش سے باہر باہر افلاک کی طرح محیط عالم ہوا اور بیچ میں خلا جس میں عرش و کرسی، آسمان و زمین و مخلوقات واقع ہیں، اور دونوں صورتیں محال ہیں، کچھلی اس لیے کہ اب وہ صمد نہ رہے گا صمد وہ جس کے لیے جوف نہ ہو، اور اس کا جوف تو اتنا بڑا ہوا معنداجب خالق عالم آسمان کی شکل پر ہوا تو تمہیں کیا معلوم ہوا کہ وہ یہی آسمان اعلیٰ ہو جسے فلک اطلس و فلک الافلاک کہتے ہیں، جب تشبیہ ٹھہری تو اس کے استحالے پر کیا دلیل ہو سکتی ہے اور پہلی صورت اس سے بھی شنیع تر و بد بھی البطلان ہے کہ جب مجسمہ گمراہوں کا وہی معبود عرش تافرش ہر مکان کو بھرے ہوئے ہے تو معاذ اللہ ہر پاخانے غسل خانے میں ہوگا مردوں کے پیٹ اور عورتوں کے

رحم میں بھی ہوگا، راہ چلنے والے اسی پر پاؤں اور جوتا رکھ کر چلیں گے معذرا اس تقدیر پر تمہیں کیا معلوم کہ وہ یہی ہوا ہو جو ہر جگہ بھری ہے، جب احاطہ جسمانیہ ہر طرح باطل ہوا تو بالضرورت ایک ہی کنارے کو ہوگا اور شک نہیں کہ کرہ زمین کے ہر سمت رہنے والے جب نمازوں میں کعبے کو منہ کریں گے تو سب کا منہ اس ایک ہی کنارے کی طرف نہ ہوگا جس میں تم نے خدا کو فرض کیا ہے بلکہ ایک کا منہ ہے تو دوسرے کی پیٹھ ہوگی، تیسرے کا بازو، ایک کا سر ہوگا تو دوسرے کے پاؤں، یہ شریعت مطہرہ کو سخت عیب لگانا ہوگا۔ لاجرم ایمان لانا فرض ہے کہ وہ غنی بے نیاز مکان و جہت و جملہ اعراض سے پاک ہے واللہ الحمد۔

ضرب ۹۳: اقوال: صحیحین میں ابوہریرہ اور صحیح مسلم میں ابوہریرہ و ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ہمارا رب عزوجل ہر رات تہائی رات رہے اس آسمانِ زیریں تک نزول کرتا اور ارشاد فرماتا ہے، ہے کوئی دعا کرنے والا کہ میں اس کی دعا قبول کروں۔	يُنْزِلُ رَبُّنَا كُلَّ اللَّيْلَةِ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ فَيَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَاسْتَجِبْ لَهُ الْحَدِيثُ ۱۔

اور ارصاد صحیحہ متواترہ نے ثابت کیا ہے کہ آسمان و زمین دونوں گول بشکل کرہ ہیں، آفتاب ہر آن طلوع و غروب میں ہے، جب ایک موضع میں طالع ہوتا ہے تو دوسرے میں غروب ہوتا ہے، آٹھ پہر یہی حالت ہے تو دن اور رات کا ہر حصہ بھی یوں نہیں آٹھ پہر باختلاف مواضع موجود رہے گا اس وقت یہاں تہائی رات رہی تو ایک لحظہ کے بعد دوسری جگہ تہائی رہے گی جو پہلی جگہ سے ایک مقدار خفیف پر مغرب کو ہٹی ہوگی ایک لحظہ بعد تیسری جگہ تہائی رہے گی و علیٰ ہذا القیاس، تو واجب ہے کہ مجسمہ کا معبود جن کے طور پر یہ نزول وغیرہ سب معنی حقیقی پر حمل کرنا لازم، ہمیشہ ہر وقت آٹھوں پہر بارہوں مہینے اسی نیچے کے آسمان پر رہتا ہو، غایت یہ کہ جو جو رات سرکتی جائے خود بھی ان لوگوں کے محاذات میں سرکنا ہو خواہ آسمان پر ایک ہی جگہ بیٹھا آواز دیتا ہو، بہر حال جب ہر وقت اسی آسمان پر راج رہا ہے تو عرش پر بیٹھنے کا کون سا وقت آئے گا اور آسمان پر اترنے کے کیا معنی ہوں گے۔

^۱ صحیح البخاری کتاب التہجد باب الدعاء والصلوة من آخر اللیل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۵۳، صحیح مسلم کتاب صلوة المسافرین

باب صلوة اللیل وعدد رکعات الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۵۸

بحمد اللہ یہ بیس ۲۰ دلائل جلائل، مثبت حق و مبطل باطل ہیں، تین افادہ ائمہ کرام اور سترہ افاضہ مولائے علام کہ بلا مراجعت کتاب ارتجالاً لکھ دیں، چودہ ایک جلسہ واحدہ خفیہ میں اور باقی تین نماز کے بعد جلسہ ثانیہ میں، اگر کتب کلامیہ کی طرف رجوع کی جائے تو ظاہراً بہت دلائل ان میں ان سے جدا ہوں گے بہت ان میں جدید و تازہ ہوں گے، اور عجب نہیں کہ بعض مشترک بھی ملیں، مگر نہ زیادہ کی فرصت نہ حاجت، نہ اس رسالے میں کتب دیگر سے استناد کا قرار داد، لہذا اسی پر اقتصار و قناعت، اور توفیق الہی ساتھ ہو تو انہیں میں کفایت و ہدایت، والحمد للہ رب العلمین۔

اب رَوِّ جہالاتِ مخالف لیجئے یعنی وہ جو اس بے علم نے اپنی گمراہی کے زور میں دو حدیثیں پیش خویش اپنی مفید جان کر پیش کیں۔

ضرب ۹۵: حدیث صحیح بخاری تو ان علائہ الدہر صاحب نے بالکل آنکھیں بند کر کے لکھ دی اپنے معبود کا مکانی و جسم ہونا جو ذہن میں جم گیا ہے تو خواہی نخو اہی بھی مر ای مر اسو جھتا ہے حدیث کے لفظ نہ ہیں۔

فَقَالَ وَهُوَ مَكَانَهُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَنَّا فَإِنَّا أَمْتٌ لَا تَسْتَطِيعُ هَذَا¹۔	آپ نے اپنی جگہ پر فرمایا۔ اے رب! ہم پر تخفیف فرما کیونکہ میری امت میں یہ استطاعت نہیں۔ (ت)

یعنی جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں اور حضور سدرہ سے واپس آئے آسمان ہفتم پر مولیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تخفیف چاہنے کے لیے گزارش کی حضور بمشورہ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پھر عازم سدرہ ہوئے اور اپنے اسی مکان سابق پر پہنچ کر جہاں تک پہلے پہنچے تھے اپنے رب سے عرض کی: الٰہی! ہم سے تخفیف فرمادے کہ میری امت سے اتنی نہ ہو سکیں گی۔

یہاں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکان ترقی کا ذکر ہے، باؤلے فاضل نے جھٹ ضمیر حضرت عزت کی طرف پھیر دی یعنی حضور نے عرض کی اس حال میں کہ خدا اپنے اسی مکان میں بیٹھا ہوا تھا کہیں چلا نہ گیا تھا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم بصیر صاحب کو اتنی بھی نہ سو جھی کہ وہو مکانہ جملہ حالیہ قال اور اس کے مقولے کے درمیان واقع ہے

¹ صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللہ عزوجل وکلم اللہ موسیٰ تکلیما قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۱۲۰

تو اقرب کو چھوڑ کر بلاد لیل کیونکر گھڑ لیا جائے کہ یہ حال حضور سے نہیں اللہ عزوجل سے ہے جو اس جملے میں مذکور بھی نہیں مگر یہ ہے کہ۔

"وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُورٍ" ^۱ ۔	جس کے لیے اللہ تعالیٰ نور نہ بنائے تو اس کے لیے نور نہیں۔ (ت)

ضرب ۹۶: اپنی مستند کتاب الاسماء والصفات کو دیکھ کر اس حدیث کے باب میں کیا کیا فرماتے ہیں یہ حدیث شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر نے (جنہیں امام یحییٰ بن معین و امام نسائی نے لیس بالقوی ^۲۔ کہا ویسے قوی نہیں، اور تم غیر مقلدوں کے پیشوا ابن حزم نے اسی حدیث کی وجہ سے واپسی وضعیف بتایا اور حافظ الشان نے تقریب ^۳۔ میں صدوق یخطی فرمایا۔) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی جس میں جا بجا ثقات حفاظ کی مخالفت کی اس پر کتاب موصوف میں فرماتے ہیں:

وروی حدیث المعراج ابن شہاب الزہری عن انس بن مالک عن ابی ذر وقتادة عن انس بن مالک عن مالك بن صعصعة رضي الله تعالى عنه ليس في حديث واحد منهما شيء من ذلك. وقد ذكر شريك بن عبد الله بن ابي نمر في روايته هذا ما يستدل به على انه لم يحفظ الحديث كما ينبغي له۔ ^۴	یعنی یہ حدیث معراج امام ابن شہاب زہری نے حضرت انس بن مالک انہوں نے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور قتادہ نے حضرت انس بن مالک انہوں نے حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ان روایات میں اصلاً ان الفاظ کا پتہ نہیں اور بیشک شریک نے روایت میں وہ باتیں ذکر کی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حدیث جیسی چاہیے انہیں یاد نہ تھی۔

ضرب ۹۷: وجہ مخالفت بیان کر کے فرمایا:

^۱ القرآن الکریم ۲۴/۴۰

^۲ میزان الاعتدال بحوالہ النسائی ترجمہ ۳۶۹۶ شریک بن عبد اللہ دار المعرفۃ بیروت ۲/۲۹۹

^۳ تقریب التہذیب ترجمہ ۲۷۹۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۴۱۸

^۴ کتاب الاسماء والصفات للبيهقي باب ما جاء في قول الله ثم دنا فتدلىء الخ المكتبة الاثرية سانكله بل شينخو پورہ ۱۸۷/۳

ثم ان هذه القصة بطولها انما هي حكاية حكاها شريك عن انس بن مالك رضى الله تعالى عنه من تلقاء نفسه، لم يعزها الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ولا رواها عنه ولا اضافها الى قوله وقد خالفه فيها تفرد به منها عبد الله بن مسعود وعائشة وابو هريرة رضى الله تعالى عنهم وهم احفظوا اكبروا اكثر¹۔	یعنی پھر یہ قصہ حدیث مرفوع نہیں شریک نے صرف حضرت انس کا اپنا قول روایت کیا ہے جسے نہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کیا نہ حضور کا قول روایت کیا اور ان الفاظ میں ان کی مخالفت فرمائی حضرت عبد اللہ بن مسعود و حضرت ام المؤمنین صدیقہ و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے، اور وہ حفظ میں زائد، عمر میں زائد، عدد میں زائد۔

ضرب ۹۸: پھر امام ابو سلیمان خطابی سے نقل فرمایا:

وفي الحديث لفظة اخرى تفرد بها شريك ايضا لم يذكرها غيره وهي قوله فقال وهو مكانه والمكان لا يضاف الى الله تعالى سبخنه انما هو مكان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ومقامه الاول الذي اقيم فيه²۔	یعنی یہ لفظ مکان بھی صرف شریک نے ذکر کیا اوروں کی روایت میں اس کا پتہ نہیں اور مکان اللہ سبحانہ کی طرف منسوب نہیں، اس سے مراد تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مکان اور حضور کا وہ مقام ہے جہاں اس نزول سے پہلے قائم کیے گئے تھے۔

کیوں کہے تو نہ ہوئے ہو گئے، مگر توبہ وہابی گمراہ کو حیا کہاں۔

ضرب ۹۹: قول: مسند امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مسند سیدنا ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ایک بار اس سند سے مروی۔

حدثنا ابو سلمة ان ليث بن عمار عن عمرو بن ابی سعيد الخدری³۔ دوبارہ یوں:

¹ کتاب الاسماء والصفات للبيهقي باب ما جاء في قول الله تعالى ثم دنا فتدلى الخ المكتبة الاثرية ساكنة بل شينجورہ ۱۸۷/۳

² کتاب الاسماء والصفات للبيهقي باب ما جاء في قول الله تعالى ثم دنا فتدلى الخ المكتبة الاثرية ساكنة بل شينجورہ ۱۸۷/۳

³ مسند احمد بن حنبل مروی از ابو سعید الخدری دار الفکر بیروت ۲۹/۳

حد ثنا یونس ثنائیت الحدیث سنداً و متناً^۱۔

ان میں صرف اس قدر ہے کہ رب عزوجل نے فرمایا۔ بعزتی و جلالی^۲۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم۔
ارتقاء مکانی کا اصلاً ذکر نہیں، سہ بارہ اس سند سے روایت فرمائی۔

حد ثنا یحییٰ بن اسحق انا ابن لہیعة عن دراج عن ابی الہیثم عن ابی سعید الخدری۔
یہاں سرے سے قسم کا ذکر ہی نہیں صرف اتنا ہے کہ:

قال الرب عزوجل لا ازال اغفر لهم ما استغفروني ^۳ ۔	رب عزوجل نے فرمایا میں انہیں ہمیشہ بخشتا ہوں گا جب تک وہ مجھ سے استغفار کریں گے۔

امام اجل حافظ الحدیث عبدالعظیم منذری نے بھی یہ حدیث کتاب الترغیب والترہیب میں بحوالہ مسند امام احمد و مستدرک حاکم ذکر فرمائی انہوں نے بھی صرف اسی قدر نقل کیا کہ بعزتی و جلالی^۴ اور امام جلیل جلال الدین سیوطی نے جامع صغیر و جامع کبیر میں بھی بحوالہ مسند احمد و ابی یعلیٰ و حاکم ذکر کی ان میں بھی اتنا ہی ہے ارتقاء مکانی کا لفظ کسی میں نہیں، ہاں بیہقی نے کتاب الاسماء میں یہ حدیث اس طریق اخیر ابن اسیر سے روایت کی۔

حيث قال اخبرنا علي بن احمد بن عبدان انا احمد بن عبيد ثنا جعفر بن محمد ثنا قتيبة ثنا ابن لهيعة عن دراج عن ابی الہیثم عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ^۵۔

^۱ مسند احمد بن حنبل مروی از ابوسعید خدری دار الفکر بیروت ۴۱/۳

^۲ مسند احمد بن حنبل مروی از ابوسعید خدری دار الفکر بیروت ۴۱/۳ و ۲۹

^۳ مسند احمد بن حنبل مروی از ابوسعید خدری دار الفکر بیروت ۴۱/۳

^۴ الترغیب والترہیب کتاب الذکر والدعاء الترغیب فی الاستغفار مصطفی البابی مصر ۴۶۸/۲

^۵ کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب ما جاء فی اثبات العزة المكتبة الاثرية ساکنہ بل شیخوپورہ ۲۲۱/۱

یہاں وہ لفظ (ارتفاع مکانی) ہے اس سند میں اول تو ابن لمیعہ موجود اُن میں محدثین کا جو کلام ہے معلوم و معہود جب باب احکام میں اُن کی حدیث پر ائمہ کو وہ نزاعیں ہیں تو باب صفات تو اشد الابواب ہے۔

ضرب ۱۰۰: اقول: وہ مدلس ہیں کما فی فتح المغیث (جیسا کہ فتح المغیث میں ہے، ت) اور مدلس کا عنعنہ محدثین قبول نہیں کرتے۔
 ضرب ۱۰۱: اقول: وہ درّاج سے راوی ہیں اور درّاج ابو الہیثم سے، میزان الاعتدال میں درّاج کی توثیق صرف یحییٰ سے نقل کی، اور امام احمد نے ان کی تضعیف فرمائی اور اُن کی حدیثوں کو منکر کہا۔ امام فضلك رازی نے کہا وہ ثقہ نہیں، امام نسائی نے فرمایا: منکر الحدیث ہیں، امام ابو حاتم نے کہا ضعیف ہیں ابن عدی نے اُن کی حدیثیں روایت کر کے کہہ دیا۔ اور حفاظ ان کی موافقت نہیں کرتے۔ امام دارقطنی نے کہا: ضعیف ہیں، اور ایک بار فرمایا: متروک ہیں، یہ سب اقوال میزان الاعتدال میں ہیں^۱۔ بالآخر ان کے باب میں قول منقح یہ ٹھہرا جو حافظ الشان نے تقریب میں لکھا کہ:

صدوق فی حدیثہ عن ابی الہیثم ضعیف ^۲ ۔	آدمی فی نفسہ سچے ہیں مگر ابو الہیثم سے ان کی روایت ضعیف ہے۔

اور یہاں یہ روایت ابو الہیثم ہی سے ہے تو حدیث کا ضعف ثابت ہو گیا، بڑے محدث جی، اسی برتے پر احادیث صحیحہ کہاتھا۔
 ضرب ۱۰۲: یہ سات ضربیں ان خاص خاص حدیثوں کے متعلق آپ کے دم پر تھیں۔ اب عام لیجئے کہ یہ حدیث اور اس جیسی اور جو لاؤ سب میں منہ کی کھاؤ مکان و منزل و مقام بمعنی مکان و منزلت

عہ: ولہذا مرات میں اسی حدیث کے نیچے لکھا۔ وارتفاع مکانی ای مکانتی^۳۔ ۱۲ منہ
 ف: اسی مقام پر تحقیق والے نے بھی مکان سے مراد مکان لیا ہے، المراد هنا ارتفاع المكانة ليس المكان لان الله موجود بلا مکان ودلیلہ حدیث اہل الیسن۔ نذیر احمد سعیدی

^۱ میزان الاعتدال ترجمہ ۲۶۶۷ درّاج ابو السبح المصری دار المعرفة بیروت ۲/ ۲۵، ۲۴

^۲ تقریب التہذیب ترجمہ ۱۸۲۹ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۲۸۴

^۳ مرقات المفاتیح باب الاستغفار والتوبہ فصل ثانی، مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱۵/ ۱۷۵

و مرتبہ ایسے شائع الاستعمال نہیں کہ کسی ادنیٰ ذی علم پر مخفی رہیں مگر جاہل بے خرد کا کیا علاج۔

ضرب ۱۰۳: اقول: ممکن کہ مکان مصدر میسی ہو تو اس کا حاصل کون و وجود و ارتفاع و اعتلائے وجود الہی ہوگا۔

ضرب ۱۰۴: اضافت تشریفی بھی کبھی کسی ذی علم سے سُنی ہے، کعبہ کو فرمایا: بقی میرا گھر جبریل امین کو فرمایا: روحنا ہماری رُوح، ناقہ صالح کو فرمایا: ناقۃ اللہ اللہ کی اونٹنی اب کہہ دینا کہ اللہ کا بڑا شیش محل تو اوپر ہے اور ایک چھوٹی سی کوٹھری رات کو سونے کی مکے میں بنا رکھی ہے اور تیرا معبود کوئی جاندار بھی ہے اونچی سی اونٹنی پر سوار بھی ہے۔

بیجا باش وانچہ خواہی گئے

(بے حیا ہو جاو اور جو چاہے کہہ ت)

وہی تیری جان کے دشمن امام بیہقی جن کی کتاب الاسماء کا نام تو نے ہمیشہ کے لیے اپنی جان کو آفت لگا دینے کے واسطے لے دیا اُسی کتاب الاسماء میں بعد عبارت مذکورہ سابق فرماتے ہیں:

ابو سلیمان نے فرمایا کہ یہاں شفاعت کے واقعہ میں ایک دوسرا لفظ ہے جس کو حضرت قتادہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انہوں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا: تو میرے پاس اہل محشر آئیں گے شفاعت کی درخواست کریں گے، تو میں اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کروں گا اس کے گھر میں تو مجھے اجازت شفاعت ہوگی، فی دارہ سے مراد وہ دار ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کے لیے دار بنایا اور وہ جنت ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور اللہ تعالیٰ دار السلام کی طرف دعوت دیتا ہے۔ (جنت کو اللہ تعالیٰ کا دار کہنا) ایسے ہی ہے جیسے بیت اللہ اور حرم اللہ کہا جاتا ہے اور یہ مراد لیتے ہیں کہ وہ بیت جس کو	قال ابو سليمان ولهنا لفظة اخرى في قصة الشفاعة رواها قتادة عن انس رضي الله تعالى عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فيأتوني يعني اهل المحشر يسألوني للشفاعة فاستأذن على ربي في داره فيؤذن لي عليه اى في داره التي دورها لاوليائه وهي الجنة كقوله عز وجل لهم دار السلام عند ربهم وكقوله تعالى والله يدعوا الى دار السلم وكما يقال بيت الله وحرم الله. يريدون البيت الذي جعل الله مثابة

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے مرجع بنایا اور وہ حرم جس کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے جائے امن بنایا، اس طرح روح اللہ کہا گیا کہ جس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو باقی روحوں پر فضیلت دی اور یہ صرف کلامی ترتیب ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرعون سے حکایت کرتے ہوئے ہے کہ اس نے کہا: بنی اسرائیل! تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا وہ مجنون ہے، تو یہاں رسول کی اضافت بنی اسرائیل کی طرف کی حالانکہ وہ صرف اللہ کے رسول ہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف بھیجا ہے، اہ اختصاراً (ت)	للنّاس، والحرّم الذی جعلہ امنًا ومثله روح اللہ علی سبیل التفضیل لہ علی سائر الارواح، وانما ذلک فی ترتیب الکلام کقولہ جل وعلا (ای حکایۃ عن فرعون) ان رسولکم الذی ارسل الیکم لمجنون فاضاف الرسول الیہم وانما ہو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارسل الیہم اہ باختصار^۱۔

ضرب ۱۰۵: کہ حدیث اول سے بھی جواب آخر ہے یہ دونوں حدیثیں بھی فرض کر لیں اور مکان اُسی تیرے گمان ہی کے معنی پر رکھیں اور اس کی نسبت جانب حضرت عزت بھی تیرے ہی حسب دلخواہ قرار دیں تو غایت یہ کہ دو حدیث آحاد میں لفظ مکان وارد ہوا اس قدر کیا قابل استناد و لائق اعتماد کہ ایسے مسائل ذات و صفات الہی میں احادیث اصلاً قابل قبول نہیں وہی تیرے دشمن مستند، امام بیہقی اُسی کتاب الاسماء والصفات میں فرماتے ہیں:

ہمارے ائمہ متکلمین اہلسنت و جماعت نے مسائل صفات الہیہ میں اخبار آحاد سے سند لانی قبول نہ کی جب کہ وہ بات کہ تنہا ان میں آئی اس کی اصل قرآن عظیم یا باجماع امت سے ثابت نہ ہوا اور ایسی حدیثوں کی تاویل میں مشغول ہوئے۔	ترك اهل النظر اصحابنا الاحتجاج بأخبار الآحاد في صفات الله تعالى اذا لم يكن لها انفرد منها اصل في الكتاب او الاجماع واشتغلوا بتأويله^۲۔

اُسی میں امام خطابی سے نقل فرمایا:

^۱ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاء في قول الله تعالى ثم دنا فتدلى الخ المكتبة الاثرية سانگلہ بل شیخوپورہ ۱۸۸۸/۲

^۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما ذكر في القدم والرجل ثم دنا فتدلى الخ المكتبة الاثرية سانگلہ بل شیخوپورہ ۹۲/۲

اس میں اور اس قسم کی صفات کے اثبات میں قاعدہ یہ ہے کہ یہ اثبات صرف کتاب اللہ یا قطعی حدیث سے ہو، اگر ان دونوں سے نہ ہو پھر اس کا ثبوت ان احادیث سے ہو جو کتاب اللہ اور قطعی صحیح حدیث سے مستند کسی ضابطہ کے مطابق اور ان کے معانی کے موافق ہو، اور جو ان کے مخالف ہو تو پھر اس صفت کے اسم کے اطلاق پر ہی اکتفا کیا جانا ضروری ہوگا اور اس کی مراد کے لیے ایسی تاویل کی جائے گی جو اہل دین اور اہل علم کے متفقہ اقوال کے معانی کے موافق ہو، اور ضروری ہے کہ اس صفات میں کوئی تشبیہ کا پہلو نہ ہو، یہی وہ قاعدہ ہے جس پر کلام کو مبنی کیا جائے اور اس باب میں یہی قابل اعتماد قاعدہ ہے۔ (ت)	الاصل في هذا وما اشبهه في اثبات الصفات، انه لا يجوز ذلك الا ان يكون بكتاب ناطق او خبر مقطوع بصحته فان لم يكونا فيهما يثبت من اخبار الاحاديث المستندة الى اصل في الكتاب او في السنة المقطوع بصحتها او بموافقة معانيها و ما كان بخلاف ذلك فالتوقف عن اطلاق الاسم به هو الواجب ويتناول حينئذ على ما يليق بمعاني الاصول المتفق عليها من اقاويل اهل الدين والعلم مع نفي التشبيه فيه، هذا هو الاصل الذي يبنى عليه الكلام والمعتد في هذا الباب¹

ضرب ۱۰۶: قول: تیری سب جہالتوں سے قطع نظر کی جائے تو ذرا اپنے دعوے کو سوجھ کہ احادیث صریحہ صحیحہ سے عرش کا مکان الہی ہونا ثابت ہے، صریح ہونا بالائے طاق ان احادیث سے اگر بفرض باطل ثابت ہوگا تو یہ تیرے معبود کے لیے تیرے زعم میں مکان ہے اس سے یہ کیونکر نکلا کہ وہ مکان عرش ہی ہے، خود اپنا دعوئی سمجھنے کی لیاقت نہیں اور چلے صفات الہیہ میں کلام کرنے۔

ضرب ۱۰۷: قول: بلکہ حدیث اول میں تو سدرۃ المنتہی کا ذکر ہے کہ:

پھر آپ اس سے اوپر گئے جہاں کا صرف اللہ تعالیٰ کو ہی علم ہے حتیٰ کہ آپ سدرۃ المنتہی پر آئے اور رب العزت کا قرب پایا پھر اور قرب پایا حتیٰ کہ دو کمانوں کے فاصلہ پر ہوئے یا اس سے بھی زیادہ قرب پایا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی	ثم علابه فوق ذلك بما لا يعلمه الا الله حتى جاء سدرۃ المنتهى ودنا الجبار رب العزة فتدلى حتى كان منه قاب قوسين او ادنى فاولى اليه فيما اوحى خمسين

¹ کتاب الاسماء والصفات للبيهقي باب ما ذكر في الاصابع المكتبة الاثرية سائلكه بل شيخو پورہ ۷۰/۲

صلوۃ الحدیث ^۱ ۔	فرمائی جو فرمائی اس وحی میں پچاس نمازیں بھی ہیں۔ الحدیث (ت)

تو اگر تیرے زعمِ باطل کے طور پر اطلاق مکان ثابت ہوگا تو سدرہ پر نہ عرش پر، انہیں کو احادیث صریحہ کہتا تھا۔
لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم

چوتھا تپانچہ

یہ ادا کا کہ استواء علی العرش کے معنی بیٹھنا، چڑھنا، ٹھہرنا مطابق سنت ہیں۔
ضرب ۱۰۸: قول: تم وہابیہ کے دھرم میں تشریح کا منصب تین قرن تک جاری رہا تھا، اور اس کے بعد عموماً و اطلاقات شرعیہ کا دروازہ بھی بند ہو گیا، تو نے اسی تحریر میں لکھا ہے۔ جو بات امورِ دین میں بعد قرونِ ثلاثہ کے ایجاد ہوئی بالاتفاق بدعت ہے وکل بدعة ضلالة (اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ ت)
اب ذرا تھوڑی دیر کو مرد بن کر استواء علی العرش کے ان تینوں معنی کا صحابہ کرام یا تابعین یا تبع تابعین کے ائمہ سنت سے باسانید صحیحہ معتمدہ ثبوت دیجئے ورنہ خود اپنی بدعتی گمراہ بدین فی النار ہونے کا اقرار کیجئے تیرہ صدی کے دو ایک ہندویوں کا لکھ دینا سنت نہ ثابت کر سکے گا۔
ضرب ۱۰۹: قول: تو نے اسی تحریر میں نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کے انکار میں لکھا: کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے ثابت نہیں، کہے کی شرم اور غیر مقلدی کی لاج ہے تو ان تینوں معنی کا ثبوت بھی کسی حدیث صحیح سے دو ورنہ اپنے لکھے کو سر پر ہاتھ رکھ کر روؤ۔
ضرب ۱۱۰: قول: یہ تو لازمی ضرریں تھیں اور تحقیقاً بھی قرآن عظیم کے معنی اپنی رائے سے کہنا سخت شنيع و ممنوع ہے تو ایسے معنی کا سلف صالح سے ثابت دینا ضرور اور قول بے ثبوت مردود و مجہور۔
ضرب ۱۱۱: ہر عاقل سمجھتا ہے کہ مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ نے استواء کو اپنی مدح و ثناء میں ذکر فرمایا ہے۔ معاذ اللہ بیٹھنے، چڑھنے، ٹھہرنے میں اس کی کیا تعریف نکلتی ہے کہ ان سے اپنی مدح فرماتا اور مدح بھی ایسی کہ بار بار بتکرار سات سورتوں میں اس کا بیان لاتا تو ان معانی پر استواء کو لینا مدح و تعریف میں قدح و تحریف میں کر دینا ہے لاجرم بالیقین یہ ناقص و بے معنی معانی ہر گز مراد رب العزۃ نہیں۔
ضرب ۱۱۲: اوپر معلوم ہو چکا کہ آیاتِ متشابہات میں اہل سنت کے صرف دو طریق ہیں:

^۱ صحیح البخاری کتاب التوحید باب کلم اللہ مولیٰ تکلیماً قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/ ۱۱۲۰

اول: تفویض کہ کچھ معنی نہ کہے جائیں، اس طریق پر اصلاً ترجمے کی اجازت ہی نہیں کہ جب معنی ہم

عہ: فائدہ جلیلہ: امام حمید الاسلام محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی کتاب الجام العوام میں فرماتے ہیں:

يجب على من سمع آيات الصفات واحاديثها من العوام و النحوى و المحدث والمفسر والفقيه ان ينزه الله سبحانه من الجسبية وتوابعها من الصورة والمكان والجهة فيقطع بان معناه التحقيق اللغوى غير مراد لانه في حق الله تعالى محال وان لهذا معنى يليق بجلاله تعالى وان لا يتصرف في الالفاظ الواردة لابلتفسير اى تبديل اللفظ بلفظ آخر عربى او غيره لان جواز التبديل فرع معرفة المعنى المراد ولا بالاشتقاق من الوارد كان يقول مستوي اخذا من استوى ولا بالقياس كان يطلق لفظة الساعد والكف قياسا على ورود اليد وان يكف باطنه عن التفكير في هذه الامور فان حدثته نفسه بذلك تشاغل بالصلوة والذكر وقراءة القرآن فان لم يقدر على الدوام على ذلك تشاغل بشيى من العلوم فان لم يمكنه فبحرفة او صناعة فان لم يقدر فبلعب ولهو فان ذلك خير من الخوض في هذا البحر

یعنی جو شخص عامی یا نحوی یا محدث یا مفسر یا فقیہ اس قسم کی آیات و احادیث سنے اس پر فرض ہے کہ جسمیت اور اس کے توابع مثل صورت و مکان و جہت سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ کرے۔ یقین جانے کہ ان کے حقیقی لغوی معنی مراد نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہیں اور جانے کہ ان کے کچھ معنی ہیں جو اللہ سبحنہ کے جلال کے لائق ہیں اور جو لفظ وارد ہوئے ان میں اصلاً تصرف نہ کرے، نہ کسی دوسرے لفظ عرب سے بدلے، نہ کسی اور زبان میں ترجمہ کرے کہ تبدیل و ترجمہ توجب جائز ہو کہ پہلے معنی مراد ہو لیں، نہ لفظ وارد سے کوئی مشتق نکال کر اطلاع کرے جیسے استوی آیا ہے مستوی نہ کہے نہ لفظ وارد پر قیاس کرے یہ آیا ہے اس کے قیاس سے ساعد و کف نہ بولے اور فرض ہے کہ اپنے دل کو بھی اس میں فکر سے روکے اگر دل میں اس کا خطرہ آئے تو فوراً نماز و ذکر و تلاوت میں مشغول ہو جائے، اگر ان عبادات پر دوام نہ ہو سکے تو کسی علم میں مشغول ہو کر دھیان بٹا دے۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو کسی حرفت یا صنعت میں یہ بھی نہ جانے تو کھیل کود میں کہ تنابہات میں فکر کرنے سے کھیل کود ہی بھلا ہے بلکہ اگر گناہوں میں مشغول ہو تو

اس (باقی اگلے صفحہ پر)

جانتے ہی نہیں ترجمہ کیا کریں، امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گزرا کہ ان کی تفسیر میں منتہائے علم بس اس قدر ہے کہ کہیں ہم ان پر ایمان لائے، کتاب الاسماء سے گزرا کہ ہمارے اصحاب متقدمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم استواء کے کچھ معنی نہ کہتے نہ اس میں اصلاً زبان کھولتے۔

امام سفین کا ارشاد گزرا کہ ان کی تفسیر یہی ہے کہ تلاوت کیجئے اور خاموش رہئے، کسی کو جائز نہیں کہ عربی یا فارسی کسی زبان میں اس کے معنی کہے۔

سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گزرا کہ ان کے معنی نہ کہنا ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول، اور اسی پر سلف صالح کا اجماع ہے۔

طریق دوم: کہ متاخرین نے بضرورت اختیار کیا اس کا یہ منشا تھا کہ وہ معنی نہ رہیں جن سے اللہ عزوجل کا خلق سے مشابہ ہونا متوہم ہو بلکہ اس کے جلال و قدوسیت کے معنی پیدا ہو جائیں۔ بیٹھنا، چڑھنا، ٹھہرنا تو خاص اجسام کے کام اور باری عزوجل کے حق میں صریح عیب ہیں تو تم نے تاویل خاک کی بلکہ اور وہم کی جڑ جمادی۔

بالجملہ یہ تینوں معانی دونوں طریقہ اہلسنت سے دور و مجبور ہیں ان کو مطابق سنت کہنا نام زنگی کا نور رکھنا ہے اب آپ ملاحظہ ہی کریں گے کہ ائمہ اہلسنت نے ان معانی کو کیسا کیسا رد فرمایا ہے دو ایک ہندیوں کے قدم نے اگر لغزش کی اور خیال نہ رہا کہ ان لفظوں سے ترجمہ ہر گز صحیح نہیں تو ان کا لکھنا ائمہ سلف و خلف کے اجماع کو رد نہیں کر سکتا، نہ وہ مسلک اہلسنت قرار پاسکتا ہے مگر وہابیوں بلکہ سب گمراہوں کی ہمیشہ یہی حالت رہی ہے کہ ڈوبتا سوار پکڑتا ہے جہاں کسی کا کوئی لفظ شاذ مجبور پکڑ لیا خوش ہو گئے اور اس کے مقابل تصریحات قاہرہ سلف و خلف بلکہ ارشادات صریحہ قرآن و حدیث کو

بل لو اشتغل لملأہی البدنیۃ کان اسلم من الخوض فی هذا البحر البعید غورہ بل لو اشتغل بالمعاصی البدنیۃ کان اسلم فان ذلك غایتہ لفسق وهذا عاقبتہ الشرک اھ مختصراً ^۱	سے بہتر ہے کہ اُن کی نہایت فسق ہے اور اس کا انجام کفر، والعیاذ باللہ تعالیٰ ۱۲ مرتبہ۔

^۱ الجاۓ العوام

بالائے طاق رکھ دیا مگر اہل حق بحمد اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں کہ شاہراہ ہدایت اتباع جمہور ہے جس سے سبہو آخطا ہوئی اگرچہ معذور ہے مگر اس کا وہ قول متروک و مجہور ہے، وہ جانتے ہیں کہ لکل جواد کبوة لکل صارم نبوة و لکل عالم هفوة ہر تیز گھوڑا کبھی ٹھوکر کھا لیتا ہے اور ہر تیغ براں کبھی کر جاتی ہے اور ہر عالم سے کبھی کوئی لغزش و قوع پاتی ہے۔ وبالله العصمة۔
ضرب ۱۱۳: اب اپنے مستندات سے ان معانی کا رد سُنتے جائیے جنہیں آپ نے براہ جہالت مطابق سنت بلکہ سنت کو انہیں میں منحصر بنایا۔ مدارک شریف سے گزرا:

الاستواء بمعنى الجلوس لا يجوز على الله تعالى ¹ ۔	استواء بیٹھنے کے معنی پر اللہ تعالیٰ عزوجل کے حق میں محال ہے۔

ضرب ۱۱۴: کتاب الاسماء سے گزرا:

متعال عن ان يجوز عليه اتخاذ السرير للجلوس ² ۔	اللہ تعالیٰ عزوجل اس سے پاک و برتر ہے کہ بیٹھنے کے لیے تخت بنائے۔

ضرب ۱۱۵: اسی میں امام ابوالحسن طبری وغیرہ ائمہ متکلمین سے گزرا استواء کے یہ معنی نہیں کہ مولیٰ تعالیٰ عرش پر بیٹھا یا کھڑا ہے، یہ جسم کی صفات ہیں اور اللہ عزوجل ان سے پاک۔
ضرب ۱۱۶: اُسی میں فرا نحوی سے یہ حکایت کر کے کہ استواء بمعنی اقبال ہے، اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے چڑھنے سے تفسیر کی، فرمایا:

استوى بمعنى اقبل صحيح لان الاقبال هو القصد و القصد هو الارادة وذلك جائز في صفات الله تعالى، اما ما حكى عن ابن عباس	یعنی استواء بمعنی اقبال صحیح کہ اقبال قصد ہے اور قصد ارادہ ہے، یہ تو اللہ سبحنہ کی صفات میں جائز ہے، مگر وہ جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حکایت کی کہ استواء چڑھنے کے معنی

عہ: امام جلال الدین سیوطی نے اتقان میں فرمایا: رد بانہ تعالیٰ منزہ عن الصعود ایضاً³۔ یہ معنی یوں مردود ہوئے کہ اللہ تعالیٰ چڑھنے سے پاک ہے ۱۲ منہ،

¹ مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) آیت ۷/۳ دار الکتب العربی بیروت ۱۴۶

² کتاب الاسماء والصفات للبيهقي ج۱ ابواب ذکر اسماء التي تتبع المكتبة الاشريه سانگلہ بل شیخوپورہ ۱/۷۱، ۷۲

³ الاتقان فی علوم القرآن النوع الثالث والاربعون دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۶۰۵

پر ہے فراء نے کلبی کی تفسیر سے اخذ کیا اور کلبی ضعیف ہے اور خود ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کلبی نے دوسری جگہ یوں روایت کی کہ استواء کے معنی حکم الہی کا چڑھنا ہے۔	رضی اللہ تعالیٰ عنہما فانما اخذه عن تفسیر الکلبی و الکلبی ضعیف والروایۃ عنہ فی موضع اخر عن الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما استوی یعنی صعدا مرة اہملاً خلاصاً^۱۔

ضرب ۱۱: اُسی میں فرمایا:

یعنی محمد بن مروان نے کلبی سے اس نے ابوصالح سے اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ کے قول ثم استوی علی العرش میں عرش پر استواء کے معنی ٹھہرنا ہے یہ روایت منکر ہے، اور خود کلبی نے اسی سند سے دوسری جگہ یوں روایت کی کہ عرش پر استواء کے معنی حکم الہی کا ٹھہرنا ہے یہاں ٹھہرنے کو حکم کی طرف پھیرا اور یہ ابوصالح اور کلبی اور محمد بن مروان سب کے سب علمائے محدثین کے نزدیک متروک ہیں ان کی کوئی روایت حجت لانے کے قابل نہیں کہ ان کی روایتوں میں منکرات بکثرت ہیں اور ان میں ان کا جھوٹ بولنا آشکارا ہے، حبیب بن ابی ثابت نے فرمایا ہم نے اس ابوصالح کا نام ہی دروغ زن رکھ دیا تھا امام سفیان نے فرمایا خود کلبی نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوصالح نے مجھ سے کہا جتنی حدیثیں میں نے تجھ سے بیان کی ہیں سب جھوٹ ہیں نیز کلبی نے کہا	عن محمد بن مروان عن الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی قوله تعالیٰ ثم استوی علی العرش یقول استقر علی العرش، هذه الروایۃ منکرۃ وقد قال فی موضع اخر بهذا الاسناد استوی علی العرش یقول استقر مرة علی السریر ورد الاستقرار الی الامر، و ابوصالح هذا والکلبی و محمد بن مروان کلهم متروک عند اهل العلم بالحديث لا یحتجون بشیء من روایا تهم لکثرة المناکیر فیها وظهور الکذب منهم فی روایا تهم، اخبرنا ابو سعید المالینی (فذكر باسنادہ) عن حبیب بن ابی ثابت قال کنا نسبیہ دروغ زن یعنی ابی صالح مولیٰ امر هانی، و اخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ (فلسند) عن سفین قال قال الکلبی قال لی ابوصالح

^۱ کتاب الاسماء والصفات للبيهقي باب الرحمن على العرش استوى المكتبة الاثرية سانگه بل شیخوپورہ ۱۲/ ۱۵۵ و ۱۵۴

مجھ سے ابو صالح نے کہا دیکھو جو کچھ تو نے میرے واسطے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے اس میں سے کچھ روایت نہ کرنا، امام بخاری فرماتے ہیں کلبی کے شاگرد محمد بن مروان کوفی سے ائمہ حدیث نے سکوت کیا ہے، یعنی اس کی روایات متروک کر دیں اس کی حدیث کا ہرگز اعتبار نہ کیا جائے۔	کل ما حدثك كذب، واخبرنا البائيني (بسندہ) عن الكلبی قال قال لی ابو صالح انظر کل شیء رویت عنی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فلا تروہ، اخبرنا ابو سهل احمد بن محمد المزکی ثنا ابو الحسین محمد بن حامد العطار اخبرنی ابو عبد اللہ الرواسانی قال سمعت محمد بن اسعیل البخاری یقول محمد بن مروان الکوفی صاحب الکلبی سکتوا عنه لایکتب حدیثہ البتة اھ مختصرًا^۱۔

ضرب ۱۱۸: پھر فرمایا:

بھلا کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایسی باتیں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے صحیح ہوں پھر ان کے ثقہ شاگرد محکم فہم و حفظ والے نہ انہیں روایت کریں نہ ان سے آگاہ ہوں حالانکہ ان کے جاننے کی کیسی ضرورت ہے اور جو کچھ کلبی اور اس کی حالت کے اور لوگ تنہا روایت کر رہے ہیں اس سے تو اللہ عزوجل کا محدود ہونا لازم آتا ہے اور محدود ہونا حادث ہونے کو واجب کرتا ہے کہ حد کے لیے کوئی ایسا درکار ہے جو خاص اس حد معین سے اس محدود کو مخصوص کرے اور اللہ عزوجل تو قدیم ہے ہمیشہ سے ہے۔	وکیف یجوز ان یکون مثل هذه الاقاویل صحیحة عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ثم لایرویہا ولا یعرفہا احد من اصحابہ الثقات الاثبات مع شدة الحاجة الی معرفتها، وما تفرد به الکلبی وامثاله یوجب الحد والحد یوجب الحدث لحاجة الحد الی حاد خصه به والباری تعالیٰ قدیم لم یزل۔^۲

^۱ کتاب الاسماء والصفات للبيهقي باب الرحمن على العرش استوى المكتبة الاثرية سانگھ بل شیخوپورہ ۲/ ۲۵۷-۲۵۵

^۲ کتاب الاسماء والصفات للبيهقي باب الرحمن على العرش استوى المكتبة الاثرية سانگھ بل شیخوپورہ ۲/ ۱۷۷-۱۷۵

ضرب ۱۱۹: اُسی میں ہے:

ان الله تعالى لا مكان له ولا مركب و ان الحركة و السكون والانتقال والاستقرار من صفات الاجسام والله تعالى احد صمد ليس كمشله شيعي ^۱ ۔ اہ باختصار	بے شک اللہ تعالیٰ کے لیے نہ مکان ہے نہ کوئی چیز ایسی جس پر سوار ہو اور بے شک حرکت اور سکون اور ہٹنا اور ٹھہرنا یہ جسم کی صفات ہیں اور اللہ تعالیٰ احد صمد ہے کوئی چیز اس سے مشابہت نہیں رکھتی اہ باختصار۔

ضرب ۱۲۰: مدارک شریف میں فرمایا:

تفسیر العرش بالسریر والاستواء بالاستقرار كما تقوله المشبهة باطل ^۲ ۔	عرش کے معنی تخت اور استواء کے معنی ٹھہرنا کہنا جس طرح فرقہ مجسمہ کہتا ہے باطل ہے۔

دیکھا تو نے حق کیسا واضح ہوا، واللہ الحمد۔

پانچواں تپانچہ

اقول: یہ تو اوپر واضح ہو لیا کہ یہ مدعی خود ہی دعوے پر نہ جما اور جن صفات سے کلام شارع ساکت نہیں ان سے سکوت درکنار، ان کا صاف انکار کر گیا مگر یہاں یہ کہنا ہے کہ اس مدعی بے باک کے نزدیک تسلیم و عدم سکوت کا وہ مطلب ہر گز نہیں جو اہلسنت کے نزدیک ہے یعنی کچھ معنی نہ کہنا صرف اجمالاً اتنی بات پر ایمان لے آنا کہ جو کچھ مراد الہی ہے حق ہے یا تاویل کر کے صاف و پاک معنی کی طرف ڈھال دینا جن میں مشابہت مخلوق و جسمیت و مکان و جہت کی بو اصلاً نہ پیدا ہو۔ اس مسلک پر ایمان لاتا تو استواء کے معنی بیٹھنا، چڑھنا، ٹھہرنا نہ بتاتا ان کے علاوہ اور معانی کو کہ ائمہ اہلسنت نے ذکر فرمائے بدعت و ضلالت نہ بتاتا لاجرم اس کا مسلک وہی مسلک مجسمہ ہے کہ جو کچھ وارد ہوا وہ اپنے حقیقی لغوی معنی منہوم و متبادر پر محمول ٹھہرا کر مانا جائے گا۔ شروع سے اب تک جو لکھا گیا وہ اسی ضلالت ملعونہ کے رد میں تھا اتنا اور اس کے کان میں ڈال دوں شاید خدا سمجھ دے اور ہدایت کرے کہ اے بے خرد! یہ ناپاک مسلک جو استواء میں خصوصاً اور باقی متشابہات میں مطلقاً تیرا ہے۔ (کھلی گراہی کا نجس رستہ ہے) اس طریقہ پر تیرا معبود جسے تو اپنے

^۱ کتاب الاسماء والصفات باب هل ينظرون الا ان ياتيههم الله الخ المكتبة الاثرية شیخوپورہ ۲/ ۱۹۳

^۲ مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) آیت ۷/ ۵۴ دار الکتب العربی بیروت ۲/ ۵۶

ذہن میں ایک صورت تراش کر معبود سمجھ لیا ہے اگر بت خانہ چین کی ایک مورت ہو کر نہ رہ جائے تو میرا ذمہ۔
ضرب ۱۸۲ تا ۱۲۱: جانتا ہے وہ تیرا وہی معبود کیسا ہے۔

اس کا انسان جیسا چہرہ، اس میں دو آنکھیں دیکھتی ہیں لیکن جس پر وہ ناراض ہو اس کی طرف نہیں دیکھتا پھر عجب ہے کہ اس کا چہرہ ہر طرف ہے اس سے بڑھ کر عجیب یہ کہ اس کے باوجود جس سے ناراض ہو اس سے چہرہ پھیر لے، کاش سمجھ ہوتی، جو ہر طرف ہو وہ کس طرح دوسری طرف پھر جائے، بلکہ جب تک نمازی نماز میں ہے تو وہ اپنے چہرہ کو نمازی کی طرف کرتا ہے اور جب وہ نمازی فارغ ہو جاتا ہے تو وہ بھی پھر جاتا ہے، اس کی آواز ہے تو آہٹ اور سانس بھی ہوگا، بلکہ یمن کی طرف سے پایا جاتا ہے، اس کے دوکان ہیں جس سے راضی ہو اس پر کان لگاتا ہے قد آور ہے اس کے سر کے بال دونوں کانوں سے نیچے تک بڑھے ہوئے ہیں، لیکن داڑھی نہیں بلکہ نوجوان بے داڑھی ہے، انسان کی طرح اس کے دو ہاتھ ہیں انہیں ایک دایاں دوسرا بایاں ہے، اس کا بازو اور ہتھیلی اور انگلیاں ہیں، دور تک اس کے ہاتھ پھیلے ہوئے، کبھی ہاتھوں کو بند کرتا ہے اور کبھی کھول کر پھرتا ہے، اس کا پہلو ہے، ہنستا ہے، اپنے منہ سے خبر بتاتا ہے، اس کے دانت ہیں جو چباتے ہیں، اس کا زیر جامہ ہے جس سے رحم لگتا ہے، دو پاؤں ہیں، پنڈلی ہے، تخت پر بیٹھ کر دونوں پاؤں کو لٹکاتا ہے اور ان دونوں کو کرسی پر رکھتا ہے اور کبھی چت لیٹ کر

لہ وجہ کوجہ الانسان فیہ عینان تنظران ولكن من سخط علیہ لاینظر الیہ ثم العجب ان وجہہ الی کل جهة واعظم عجباً انه مع ذلك یصرفہ عن یغضب علیہ فلیت شعری کیف یصرف عن جهة ما هو الی کل وجہة بل المصلی مادام یصلی یقبل علیہ بوجہہ فاذا انصرف صرف لہ صوت فلتکن حنجرۃ ونفس ایضاً بل قد وجد من قبل الیمن لہ اذنان یاذن لمن یرضی علیہ جعد ذو وفرۃ الی شحمة اذنیہ اما اللحیۃ فلم توجد بل شاب امر دلہ یدان کالانسان فیہما یمین و شمال وساعد وکف واصابع مبسو طتان الی بعید و ربما قبض و قد یحثولہ جنب وضحکہ یخبر عن فم یرغفر واسنان تکشر لہ حقو تعلقت بہ الرحم و رجلاں وساق قد جلس علی السریر مدلیاً قدمیہ و اضعہما علی کرسی و ربما استلقى

ایک ٹانگ کو دوسری پر رکھتا ہے لہذا اس کی پیٹھ اور گدی ہوگی، اور چھاتی سے مانوس کرتا ہے، اس کی چھاتی کے نور سے فرشتے پیدا ہوئے، اس کے قدم ہر مسجد میں ہیں تاکہ سجدہ کرنے والا ان قدموں پر سجدہ کرے، اور باقی اعضاء جن کی تفصیل نہیں صرف یہ خبر عام و اشمل ہے کہ وہ انسانی صورت پر ہے کیونکہ اس نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا، چڑھتا ہے، اترتا ہے، چلتا ہے، دوڑتا ہے، کبھی زمین پر آتا ہے اور آخری قدم موضع وج میں ہوتا ہے، پھر قیامت کو آکر زمین پر چکر لگائے گا، لباس والا تہبند اور چادر پہنے ہوئے، اپنے دامن سے مومن کو ڈھانپتا ہے اس کی چادر چہرہ پر ہے جنت عدن میں اس کا گہرا سایہ ہے جس کو چاہتا ہے اس پر ڈالتا ہے اور جس چیز پر نہیں چاہتا نہیں ڈالتا، قیامت میں بادل کے سایہ میں آئے گا۔ تعجب و حیا کرتا ہے، میلان آگے پیچھے ہوتا ہے مذاق کرتا ہے، کبھی کسی چیز سے گھن کرتا ہے، اس کا عرش چار ملک ہیں، دو اس کے داہنے قدم اور دو اس کے بائیں قدم کے نیچے ہیں، شدید بوجھ ڈالے تو اس سے عرش اس طرح آواز نکالتا ہے جیسے نیا کجاوا بھاری سوار سے آواز پیدا کرتا ہے، کبھی سبز جوڑا پہنتا ہے، اور سونے کے جوتے ہیں اور سونے کی کرسی پر بیٹھا اور اس کے نیچے سونے کا بستر اور پاس موتیوں کے پردے ہوتے ہیں،

واضعاً احدی رجليه على الاخری فلا بد من ظهر وقفاً ویستأنس للصدر ایضاً فمن نور صدره خلقت الملائكة قد ماہ فی کل مسجد علیہما یسجد الساجدون وبقیة الاعضاء لم تفصل الا خبر اعم و اشمل انه علی صورة الانسان اذ خلق ادم علی صورة الرحمن یصعد وینزل ویمشی ویهرول وقد یأتی الارض وکانت اخر وطاته بموضع وج ثم یجیی یوم القیمة فیطوف الارض مکتس ثیاباً ازارا و رداء یستر المؤمن بکتفه رداؤه علی وجه فی جنة عدن له ظل ظلیل یصیب به من یشاء ویصرف عنه من یشاء یأتی یوم القیام فی ظلل من الغمام یتعجب ویستحیی و یمل و یتردد و یشتهزئ وقد یتقذر نفسه شیئاً تحمله وعرشه اربعة املاک اثنان تحت رجله الیمنی و اثنان تحت رجله الیسری تقبل شدید الوزر ویأط منه العرش اطیط الرجل جدید من ثقل الراكب الشدید ربماً لبس حلة خضراء و نعلین من ذهب و جلس علی کرسی ذهب تحته فراش من ذهب و دونه ستر من

اس کے پاؤں سبزے کے باغ میں سبزے پر ہوتے ہیں بعض ان میں وہ صفات ہیں جن کو قرآنی آیات نے بیان کیا اور باقی وہ جن کے بارے میں احادیث وارد ہوئی ہیں ان میں سے اکثر کو کتاب الاسماء والصفات میں پیش کیا ہے۔ (ت)	لَوْلَوْ رَجُلَاهُ فِي خَضِرَةٍ فِي رَوْضَةٍ خَضِرَاءَ إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مَا نَطَقَتْ بِبَعْضِهِ الْآيَاتِ وَوَرَدَتْ بِالْبَاقِيِ الْإِحَادِيثِ. اِنِّي عَلَى أَكْثَرِهَا فِي كِتَابِ الْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ.

کیوں اے جاہل بے خرد! اے حدیث احاد و ضعیف ارتفاع مکانی سے سند لا کر اپنے معبود کو مکان ماننے والے، کیا ایسے ہی معبود ک زو پوجتا ہے پھر اس میں اور انسان کے جسم میں چھوٹے بڑے کے سوا فرق کیا ہے، مگر الحمد للہ اہلسنت ایسے سچے رب حقیقی معبود کو پوجتے ہیں جو احد، صمد، بے شبہ و نمون و بیچون و چگون ہے۔

نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی (ت)	"لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۖ لَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ" ^۱

جسم و جسمانیات و مکان و جہالت و اعضاء و آلات و تمام عیوب و نقصانات سے پاک و منزہ ہے یہ سب اور اس کے مثل جو کچھ وارد ہوا ان میں کچھ روایہ ضعیف ہے اور زیادہ وہی ہو گا اور صریح تشبیہ کی صاف تصریحیں کہ تاویلی محاوروں سے بعید پڑیں اسی میں ملیں گی اُسے تو یہ خدا کے موافق بندے ایک جو کے برابر بھی نہیں سمجھتے اور جو کچھ روایہ صحیح مگر خبر احاد ہو اسے بھی جب کہ متواترات سے موافق المعنی نہ ہو پایہ قبول پر جگہ نہیں دیتے۔

اعتقاد کے باب میں اخبار احاد اگرچہ صحیح کتاب اور صحیح سند سے ہوں وہ اعتماد کے لیے مفید نہیں ہیں۔ (ت)	فَإِنَّ الْإِحَادَ لَا تَفِيدُ الْإِعْتِمَادَ فِي بَابِ الْإِعْتِقَادِ دَوْلُ فَرَضْتُ فِي أَصْحَابِ الْكُتُبِ بِأَصْحَابِ الْأَسْنَادِ.

رہ گئے متواترات اور وہ نہیں مگر معدودے چند، اور وہ بھی معروف و مشہور محاورات عرب کے موافق تاویل پسند مثل ید و وجہ و عین و ساق و استواء و اتیان و نزول و غیر ہا ان میں تاویل کیجئے تو راہ روشن اور تفویض کیجئے تو سب سے احسن، نہ یہ کہ منہ بھر کر خدا کو گالی دیجئے اور اس کے لیے صاف صاف مکان مان لیجئے، یا اٹھتا، بیٹھتا، چڑھتا، اترتا، چلتا، ٹھہرتا، تسلیم کیجئے، اللہ عز و جل

^۱ القرآن الکریم ۱۱۲/۳ و ۳

اتباع حق کی توفیق دے اور مخالفتِ اہلسنت سے ہر قول و فعل میں محفوظ رکھے، آمین۔

چھٹا پانچ

اقول: طرفہ تماشا ہے جب اس گمراہ نے سب مصائب اپنے سر پر اوڑھ لیے اپنے معبود کو مکانی کہہ دیا، جسم مان لیا، عرش پر متمکن ٹھہرا کر جہت میں جان لیا، پھر یہ کیا خط سوچا کہ اور کہیں نہیں کہہ کر طرح طرح اپنے ہی لکھے سے تناقض کیا۔

ضرب ۱۸۳: سچا ہے تو قرآن و حدیث سے ثبوت دے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر تو ہے اور عرش کے سوا کہیں نہیں، یہ اور کہیں نہیں، کون سی آیت حدیث میں ہے؟ "أَمَرَ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ" ^۱۔ یا یہود کی طرح بے جانے بوجھے دل سے گھر کر خدا پر حکم لگا دیتے ہو۔

ضرب ۱۸۴: جب تُو اس سیوح و قدوس جل جلالہ کو مکان سے پاک نہیں مانتا تو اب کوئی وجہ نہیں کہ اور آیات و احادیث جن کے ظاہر الفاظ سے اور جگہ ہونا مفہوم ہوا اپنے ظاہر سے پھیری جائیں۔ تیرے طور پر اُن سب کو معنی لغوی حقیقی ظاہر متبادر پر عمل کرنا واجب ہوگا، اب دیکھ کہ تو نے کتنی آیات و احادیث کا انکار کر دیا اور کتنی بار اپنے اس لکھے سے کہ جو شرع میں وارد ہے اس سے سکوت نہ ہوگا، صاف تناقض کیا سب میں پہلے تو یہی حدیث صحیح بخاری و ہو مکانہ ^۲۔ ہے جس میں تُو نے بزورِ زبان ضمیر حضرت عزت جل شانہ کی طرف ٹھہرا دی اور پھر مکانہ سے محض زبردستی عرش مراد لے لیا حالانکہ وہاں سدرۃ المنستی کا ذکر ہے تو عرش ہی پر ہونا غلط ہوا کبھی سدرہ پر بھی ٹھہرا ہے۔

ضرب ۱۸۵: صحیح بخاری حدیث شفاعت میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

فأستأذن على ربي في داره فيؤذن لي عليه ^۳	میں اپنے رب پر اذن طلب کروں گا اس کی حویلی میں تو مجھے اس کے پاس حاضر ہونے کا اذن ملے گا۔

ظاہر ہے کہ تخت کو حویلی نہیں کہتے، نہ عرش کسی مکان میں ہے، بلکہ وہ بالائے جملہ اجسام ہے،

^۱ القرآن الکریم ۸۰/۲

^۲ صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ وکلم اللہ موسیٰ تکلیماً قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۱۲۰

^۳ صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللہ وجوه یومئذ ناضرة الی ربها ناظرة قدیمی کتب خانہ کراچی، ۲/۱۱۰۸

لاجرم یہ حویلی جنت ہی ہوگی۔

ضرب ۱۸۶: صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے:

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم جنتان من فضة أنيتهما وما فيهما، وجنتان من ذهب أنيتهما وما فيهما وما بين القوم وبين ان ينظروا الى ربهم عز وجل الارداء الكبرياء على وجهه في جنة عدن ¹ ۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: دو جنتیں ہیں جن کے برتن اور تمام سامان چاندی کا ہے، دو جنتیں ہیں جن کے برتن اور تمام سامان سونے کا ہے اللہ تعالیٰ کے دیدار اور قوم میں صرف کبریائی کی چادر ہوگی جو جنتِ عدن میں اس کے چہرے پر ہے، حائل ہوگی۔ (ت)

یہاں جنتِ عدن میں ہونے کی تصریح ہے۔

ضرب ۱۸۷: بزار و ابن ابی الدنیا اور طبرانی بسندِ جید قوی اوسط میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیثِ دیدار اہل جنت ہر روز جمعہ میں مرفوعاً راوی:

فإذا كان يوم الجمعة نزل تبارك وتعالى من عليين على كرسيه ثم حف الكرسي بمنابر من نور وجاء النبيون حتى يجلسوا عليها ² ۔ الحديث	جب جمعہ کا روز ہوگا تو اللہ تبارک و تعالیٰ علیین سے کرسی پر نزل فرمائے گا پھر اس کے گرد نور کے منبر بچھائے جائیں گے، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تشریف لا کر ان منبروں پر جلوہ گر ہوں گے۔ الحدیث (ت)

یہاں علیین سے اتر کر کرسی پر حلقہ انبیاء و صدیقین و شہداء و سائر اہل جنت کے اندر تجلی ہے۔

ضرب ۱۸۸: قال تعالى: "عَاْمُنْتُمْ مِّنْ فِي السَّمَاءِ"³۔ (کیا تم اس سے نڈر ہو گئے ہو جس کی

¹ صحیح البخاری کتاب التفسیر ۲/ ۳۴۷ و کتاب التوحید ۲/ ۱۱۰۹ قدیمی کتب خانہ کراچی، صحیح مسلم کتاب الایمان قدیمی کتب خانہ

کراچی ۱/ ۱۰۰

² الترغیب و الترہیب فصل فی نظر اہل الجنة الی ربہم حدیث ۱۲۹ مصطفیٰ البانی مصر ۳/ ۵۵۴، کشف الاستار عن زوائد البزار باب فی

نعیم اہل الجنة حدیث ۳۵۱۹ مؤسسة الرسالہ بیروت ۴/ ۱۹۵، المعجم الاوسط حدیث ۶۷۱۳ مکتبۃ المعارف الریاض ۷/ ۳۶۷

³ القرآن الکریم ۱۶/ ۶۷

سلطنت آسمان میں ہے۔ (ت)

ضرب ۱۸۹: قال تعالى "أَمْ أَمِنتُمْ مَّنْ فِي السَّمَاءِ" ^۱۔ (کیا تم نڈر ہو گئے ہو اس سے جس کی سلطنت آسمان میں ہے۔ (ت)

ضرب ۱۹۰: احمد وابن ماجہ وحاکم بسند صحیح ابومہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث قبض روح میں مرفوعاً راوی۔

فلا يزال يقال لها ذلك حتى تنتهي بها الى السماء التي فيها الله تبارك وتعالى ^۲ ۔	روح کو یہ کہا جاتا ہے گا حتی کہ وہ اس آسمان تک پہنچ جائے جس میں اللہ تعالیٰ ہے۔ (ت)

ضرب ۱۹۱: مسلم ابوداؤد ونسائی معویہ بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث جاریہ میں راوی:

قال لها اين الله قالت في السماء قال من انا قالت انت رسول الله قال اعتقها فانها مؤمنة ^۳ ۔	لوٹڈی کو فرمایا اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا آسمان میں، پھر پوچھا میں کون ہوں؟ تو اس نے کہا آپ رسول اللہ ہیں، تو آپ نے مالک کو فرمایا اس کو آزاد کر دو کیونکہ مومنہ ہے۔ (ت)

ضرب ۱۹۲: ابوداؤد و ترمذی بافادہ الصحیح عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ارحبوا من في الارض يرحبكم من في السماء ^۴ ۔	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: زمین والوں پر رحم کرو تم پر رحم کرے گا جو آسمان میں ہے۔ (ت)

ضرب ۱۹۳: صحیح مسلم میں ابومہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے:

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مجھے اس

^۱ القرآن الكريم ۶۷ / ۱۷

^۲ مسند احمد بن حنبل مروی از ابوہریرہ دارالفکر بیروت ۲/ ۳۶۴۔ سنن ابن ماجہ باب ذکر الموت والاستعداد له (بیچ ایم سعید کمپنی

کراچی ص ۳۲۵، کنز العمال حدیث ۴۲۳۹۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۵/ ۲۳۰

^۳ صحیح مسلم کتاب المساجد باب تحریم الکلام فی الصلوٰۃ قدیری کتب خانہ کراچی ۱۱/ ۲۰۴، سنن ابوداؤد باب تشبیہ العاطس فی الصلوٰۃ

آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۱۳۴

^۴ جامع الترمذی ابواب البر والصلة امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱۲/ ۱۳، سنن ابوداؤد کتاب الادب باب فی الادب آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۱۹

والذی نفسی ببیدہ مامن رجل یدعو امراتہ الی فراشہا فتأبئ علیہ الاکان الذی فی السماء ساخطاً علیہا حتی یرضی عنہا۔ ^۱	ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب کوئی خاوند اپنی بیوی کو جماع کے لیے طلب کرتا ہے اور وہ انکار کرتی ہے تو وہ ذات جو آسمان میں ہے بیوی پر ناراض ہوتی ہے۔ (ت)

ضرب ۱۹۴: ابویعلیٰ و بزار و ابو نعیم بسند حسن ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لما التقى ابراهيم في النار قال اللهم انت في السماء واحد وانا في الارض واحد أعبدک۔ ^۲	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو انہوں نے کہا: اے اللہ تو آسمان میں ایک ہے اور میں زمین میں ایک ہوں، تیری عبادت کرتا ہوں۔ (ت)

ضرب ۱۹۵: ابویعلیٰ و حکیم و حاکم و سعید بن منصور و ابن حبان و ابو نعیم اور بیہقی کتاب الاسماء میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی راوی، اللہ عز و جل نے فرمایا:

یا موسیٰ لو ان السموات السبع و عامر ہن غیری، و الارضین السبع فی کفة ولا الہ الا اللہ فی کفة ما لت بہن لا الہ الا اللہ۔ ^۳	اے موسیٰ اگر ساتوں آسمان اور ان میں موجود ہر چیز میرے سوا، اور سات زمینیں ایک پلڑے میں ہوں اور دوسرے پلڑے میں لا الہ الا اللہ ہو تو لا الہ الا اللہ والا پلڑا سب پر بھاری ہوگا۔ (ت)

ان آیات و احادیث سے آسمان میں ہونا ثابت ہوا۔

^۱ صحیح مسلم کتاب النکاح باب تحریم امتناعہا من فراش الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۶۴

^۲ حلیۃ الاولیاء مقدمۃ المؤلف دار الکتب العربی بیروت ۱/ ۱۹، کنز العمال بحوالہ ابی یعلیٰ حدیث ۳۲۲۸۶ موسسة الرسالہ بیروت ۱۱/ ۴۸۴

^۳ مسند ابویعلیٰ حدیث ۱۳۸۹ مروی از ابو سعید خدری موسسة علوم القرآن بیروت ۲/ ۱۳۵، کتاب الاسماء والصفات باب ماجاء فی فضل الکلمۃ الباقیۃ المکتبۃ الاثریہ سانگلہ بل شیخوپورہ ۱/ ۱۷۵، المستدرک للحاکم کتاب الدعاء دار الفکر بیروت ۱/ ۵۲۸، موارد الظہان حدیث

ضرب ۱۹۶: ہر رات آسمانِ دنیا پر ہونے کی حدیث گزری اور احادیث اس باب میں بکثرت ہیں۔ ضرب ۱۹۷: قال اللہ تعالیٰ:

"هُوَ اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَفِي الْأَرْضِ" ^۱۔
وہ اللہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ (ت)

ضرب ۱۹۸: قال تعالیٰ:

"وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ" ^۲۔
ہم اس کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہیں۔ (ت)

ضرب ۱۹۹: قال تعالیٰ:

"وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ" ^۳۔
سجدہ کر اور قریب ہو۔ (ت)

ضرب ۲۰۰: قال تعالیٰ:

"إِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ" ^۴۔
جب آپ سے سوال کریں میرے بندے میرے متعلق تو میں قریب ہوں۔ (ت)

ضرب ۲۰۱: قال تعالیٰ:

"إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ" ^۵۔
وہ سمیع و قریب ہے۔ (ت)

ضرب ۲۰۲: قال تعالیٰ:

"وَنَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا" ^۶۔
اور ہم نے ان کو ندا دی طور کی دائیں جانب سے اور اس کو ہم نے قریب کیا مناجات کرتے ہوئے۔ (ت)

ضرب ۲۰۳: قال تعالیٰ۔

"فَلَمَّا جَاءَهُ نُودِيَ أَن بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَنَ
اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ" ^۷۔
جب وہاں آئے تو ندا دی گئی کہ جو آگ میں ہے اس کو برکت دی گئی اور اس کے ارد گرد والوں کو، اللہ پاک رب العالمین ہے (ت)

^۱ القرآن الکریم ۲/۳

^۲ القرآن الکریم ۵۰/۱۹

^۳ القرآن الکریم ۹۶/۱۹

^۴ القرآن الکریم ۲/۱۸۶

^۵ القرآن الکریم ۳۳/۵۰

^۶ القرآن الکریم ۱۹/۵۲

^۷ القرآن الکریم ۷۷/۸

معالم میں ہے:

ابن عباس، سعید بن جبیر اور حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا گیا کہ من بورک فی النار کے بارے میں، یعنی برگزیدہ ہے جو آگ میں ہے اور وہ اللہ کی ذات ہے جس کو اپنی ذات کے بارے میں فرمایا یعنی یہ ہے کہ موسیٰ نے ندا کی تو اس کو اپنا کلام سنایا اس جانب سے۔ (ت)	روی عن ابن عباس وسعيد بن جبیر والحسن في قوله بورك من في النار قدس من في النار وهو الله تعالى عني به نفسه على معنى انه نادى موسى منها واسبعه كلامه من جهتها ¹ ۔

ضرب ۲۰۴: قال تعالى:

وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی ہو۔ (ت)	"وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ" ² ۔

ضرب ۲۰۵: صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے لوگو! اپنے آپ پر نرمی کرو کیونکہ تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے، تم تو پکارتے ہو سمیع قریب کو، وہ تمہارے پاس ہے۔ (ت)	يا ايها الناس اربعوا على انفسكم فانكم لا تدعون اصم ولا غائبا انكم تدعون سميعا قريبا وهو معكم ³ ۔

اسی حدیث کی ایک روایت میں ہے:

وہ ذات جسے تم پکارتے ہو وہ تمہاری سواری کی گردن سے بھی قریب تر ہے۔ (ت)	والذي تدعون اقرب الى احدكم من عنق راحلة احدكم ⁴ ۔

ضرب ۲۰۶: مسلم، ابوداؤد، ونسائی ابومریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روای، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب ترین ہوتا ہے جب	اقرب ما يكون العبد من ربه

¹ معالم التنزيل (تفسير البغوي) آية ۸/۲۷ دار الكتب العلمية بيروت ۳/۳۸۸

² القرآن الكريم ۵۷/۴

³ صحيح البخارى كتاب الجهاد باب مايكروه من رفع الصوت الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۲۰، صحيح مسلم كتاب الذكر والدعاء باب

استحباب خفض الصوت الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۳۴۶

⁴ صحيح مسلم كتاب الذكر والدعاء باب استحباب خفض الصوت الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۳۴۶

وہ سجدہ کرتا ہے، تو دعا زیادہ کرو۔ (ت)	وہو ساجد فاکثر والدعاء ^۱

ضرب ۲۰۷: دیلمی ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! میں تیرے پیچھے آگے دائیں اور بائیں ہوں، میں بندے کا ہم نشین ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے، اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب مجھے یاد کرتا ہے۔ (ت)	قال اللہ تعالیٰ انا خلفک واما مک وعن یمینک وعن شمالک یا موسیٰ انا جلیس عبدی حین یدکر فی وانا معہ اذا دعانی ^۲

ضرب ۲۰۸: صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے:

میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے (ت)	انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذا ذکرنی ^۳

ضرب ۲۰۹: مستدرک میں بروایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث قدسی ہے۔

اے بندے میں تیرے گمان کے ساتھ ہوں جو تو میرے متعلق کرتا ہے اور میں تیرے ساتھ ہوتا ہوں جب تو مجھے یاد کرتا ہے۔ (ت)	عبدی انا عند ظنک بی وانا معک اذا ذکرتنی ^۴

ضرب ۲۱۰: سعید بن منصور ابو عمارہ سے مرفوعاً راوی:

^۱ صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ما یقال فی الركوع قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۹۱، سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء فی الركوع والسجود

آفتاب عالم پریس لاہور ۱۲۷، سنن النسائی اقرب ما یکون العبد من اللہ عزوجل نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱۰۱/۷۰

^۲ الفردوس بما ثور الخطاب حدیث ۲۵۳۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۲

^۳ صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ ویحذرکم اللہ نفسہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۰۱/۳، صحیح مسلم کتاب

الذکر والدعاء ۲/۳۴۳ و کتاب التوبۃ ۲/۳۵۴

^۴ المستدرک للحاکم کتاب الدعاء باب قال عزوجل عبدی انا عند ظنک بی دار الفکر ۱/۴۹۷

الساجد یسجد علی قدمی اللہ تعالیٰ ^۱	سجدہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے قدموں پر سجدہ کرتا ہے۔ (ت)

ان آیات و احادیث سے زمین پر اور طور پر اور ہر مسجد میں اور بندے کے آگے پیچھے دھننے بائیں اور ہر ذکر کے پاس اور ہر شخص کے ساتھ اور ہر جگہ اور ہر ایک کی شہ رگ گردن سے زیادہ قریب ہونا ثابت ہے۔

ضرب ۲۱۱: قال اللہ تعالیٰ: "أَنْ تَطَهَّرَ بَيْنَتِي"^۲ (تم دونوں میرے گھر کو صاف کرو، ت) یہاں کعبے کو اپنا گھر بتایا۔
ضرب ۲۱۲: معالم میں ہے مروی ہوا کہ توریت مقدس میں لکھا ہے:

جاء اللہ تعالیٰ من سیناء واشرف من ساعین واستعلیٰ من جبال فاران۔ ^۳	اللہ تعالیٰ سیناء کے پہاڑ سے آیا اور ساعین کے پہاڑ سے جھانکا اور مکہ معظمہ کے پہاڑوں سے بلند ہوا۔

ذکرہ تحت آیۃ بورک (اسے آیہ بورک کے تحت ذکر کیا۔ ت)

ضرب ۲۱۳: طبرانی کبیر میں سلمہ بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انی اجد نفس الرحمن من ہہنا و اشار الی الیمین۔ ^۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یمن کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: بے شک میں رحمان کی خوشبو یہاں سے پاتا ہوں۔

ضرب ۲۱۴: مسند احمد و جامع ترمذی میں حدیث سابق ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

والذی نفس محمد بیدہ لوانکم دلیتم بحبل الی الارض السفلی لہبط علی اللہ عزوجل، ثم رسی اللہ تعالیٰ پر گرے گی، پھر	اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان ہے اگر تم سب سے چلی زمین تک رسی لٹکاؤ تو وہ

^۱ حلیۃ الاولیاء ترجمہ حسان بن عطیہ دار الکتب العربی بیروت ۱/۶

^۲ القرآن الکریم ۱۲۵/۲

^۳ معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الایۃ ۸/۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۲۸/۳

^۴ المعجم الکبیر حدیث ۶۳۵۸ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۵۲/۷

قرأ هو الاول والاخر والظاهر والباطن وهو بكل شيء عليم ^۱ ۔	آپ نے هو الاول والاخر والظاهر والباطن وهو بكل شيء عليم کو تلاوت کیا۔ (ت)

یہاں سے ثابت کہ سب زمینوں کے نیچے ہے۔

ضرب فیصلہ^ع ضرب ۲۱۵: اقول: یہی آیات واحادیث ہر مجسم خبیث کی دہن دوزی اور ہر مسلم سنی کی ایمان افروزی کو بس ہیں اس مجسم سے کہا جائے کہ اگر ظاہر پر حمل کرتا ہے تو ان آیات واحادیث پر کیوں ایمان نہیں لاتا۔ "أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ"^۲ (قرآن پاک کی بعض آیتوں پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو، ت) دیکھ تیرے اس کہنے میں کہ عرش پر ہے اور کہیں نہیں کتنی آیتوں حدیثوں کا صاف انکار ہے، اور اگر ان میں تاویل کی راہ چلتا ہے تو آیات استواء وحدیث مکان میں کیوں حد سے نکلتا ہے، اب یہ تیرا بکنا صریح جھوٹ اور تحکم ٹھہرا کہ تیرا معبود مکان رکھتا اور عرش پر بیٹھتا ہے، اور مومن سنی کو ان سے بجز اللہ یوں روشن راستہ ہدایت کاملتا ہے کہ جب آیات واحادیث عرش و کعبہ وآسمان وزمین و ہر موضع ومقام کے لیے وارد ہیں تو اب تین حال سے خالی نہیں، یا تو ان میں بعض کو ظاہر پر محمول کریں اور بعض میں تفویض و تاویل، یا سب ظاہر پر ہوں یا سب میں تفویض و تاویل، اول تحکم بیجا وترجیح بلامرجع اور اللہ عزوجل پر بے دلیل حکم لگا دینا ہے، اور شق دوم قطع نظر ان قاطعہ قاہرہ دلائل زاہرہ تنزیہ الہی کے یوں بھی عقلاً ونقلاً ہر طرح باطل کہ ممکن واحد وقت واحد میں اکنہ متعددہ میں نہیں ہو سکتا تو ہر جگہ ہونا اسی صورت پر بنے گا کہ ہوا کی طرح ہر جگہ بھرا ہو اور اس سے زائد شنیع و ناپاک اور بدایت باطل کیا بات ہوگی کہ ہر نجاست کی جگہ، ہر پاؤں کے تلے ہر شخص کے منہ، ہر مادہ کے رحم میں ہونا لازم آتا ہے۔ اور پھر جتنی جگہ مکانوں پہاڑوں وغیرہ اجسام سے بھری ہوئی ہے یعنی اس میں بھی ہو تو داخل ہے اور نہ ہو تو اس میں کروڑوں ٹکڑے پرزے جوف سوراخ لازم آئیں گے، اور جو نیا پیڑ لگے نئی دیوار اٹھے تیرے معبود کو سٹننا پڑے ایک نیا جوف اس میں اور بڑھے اور اب استواء کے لیے عرش اور دار کے لیے

عہ: لفظ فیصلہ کے بھی ۲۱۵ عدد ہیں منہ۔

^۱ جامع الترمذی ابواب التفسیر سورة الحديد حدیث ۳۳۰۹ دار الفکر بیروت ۵/ ۱۹۵، مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ المکتب

الاسلامی بیروت ۲/ ۳۷۰

^۲ القرآن الکریم ۲/ ۸۵

جنت بیت کے لیے کعبے کی کیا خصوصیت رہے گی۔ لاجرم شق سوم ہی حق ہے اور آیات استوا سے لے کر یہاں تک کوئی آیت و حدیث ان محال و بے ہودہ معنی پر محمول نہیں جو ناقص افہام میں ظاہر الفاظ سے مفہوم ہوتے ہیں بلکہ تفہیم عوام کے لیے اُن کے پاکیزہ معانی ہیں، اللہ عزوجل کے جلال کے لائق جنہیں ائمہ کرام اور خصوصاً امام بیہقی نے کتاب الاسماء میں مشرّعاً بیان فرمایا اور ان کی حقیقی مراد کا علم اللہ عزوجل کو سپرد ہے۔

امْتَابَهُ كُلُّ مَنْ عِنْدَ رَبِّنَا وَمَا يَذْكُرُ الْاَوَّلُو الْاَلْبَابِ ۝ والحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين محمد وآله وصحبه اجمعين امين!	ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے، اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے، اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں۔ اور درود و سلام نازل ہو سید المرسلین محمد مصطفیٰ پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے تمام صحابہ پر۔ آمین (ت)

ساتواں پتہ

الحمد لله مسئلہ عرش و روضہ مکان سے فراغ پایا کہ یہی رسالے کا موضوع اصلی تھا اب تحریر و ہدایت تخمیر کے دو احرف اخیر دو مسئلہ دیگر کے متعلق باقی ہیں اُن کی نسبت بھی سرسری دو چار باتھ لیجئے کہ شکایت نہ رہے۔
قولہ مسئلہ: فرضوں کے بعد باتھ اٹھا کر دعا مانگنا۔

الجواب:

کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے فرضوں کے بعد دعا کے لیے باتھ اٹھانا ثابت نہیں۔
اقول: ضرب ۲۱۶: کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے اللہ تعالیٰ کا عرش کے سوا اور کہیں نہ ہونا ثابت نہیں دعا کے لیے باتھ اٹھانا بے حدیث صحیح بدعت مگر خدا پر حکم لگا دینے کو صرف تیرے زبان ادعا کی حاجت ع

نجدی بے شرم شرم ہم بدار

(بے شرم نجدی! کچھ شرم کر)

ضرب ۲۱۷: کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے عرش کا امکان الہی ہونا ثابت نہیں، اپنے رب کے حضور التجا کے لیے باتھ پھیلانے کو حدیث صحیح کی ضرورت، مگر اللہ عزوجل کو گالی دینے اس کی مخلوقات سے مشابہ بنادینے کو فقط تیری بد لگام

زبان حجت ع

مکن خود را مکان در قعر نار

(اپنا مکان مت بنا آگ کی گہرائی میں۔ ت)

ضرب ۲۱۸: کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے فرضوں کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے کی ممانعت ثابت نہیں۔ پھر تم لوگ کس منہ سے منع کرتے ہو، کیا منع کی شریعت تمہارے اپنے گھر کی ہے یا جواز کے لیے حاجت دلیل ہے ممانعت دلیل سے مستغنی ہے۔

ضرب ۲۱۹: اگر صحیح سے مقابل حسن مراد تو ہر گز جحت اس میں منحصر نہیں، صحیح لذاتہ و صحیح لغیرہ و حسن لذاتہ و حسن لغیرہ سب جحت اور خود مثبت احکام ہیں، اور اگر حسن کو بھی شامل تو انکار صرف بنظر خصوص محل ہے، یا بمعنی عدم ثبوت مطلق ثانی قطعاً باطل، بکثرت صحیح و معتمد احادیث قولی و فعلی و تقریری سے نماز کے بعد دعا مانگنا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت۔ یونہی ہاتھ اٹھانا دعا کے آداب سے ہونا بکثرت احادیث صحیحہ و معتبرہ قولی و فعلی و تقریری سے ثابت، یہ سب حدیثیں صحاح و مشکوٰۃ و اذکار و حسن حصین و غیرہ میں مروی و مذکور، اور بعد ثبوت اطلاق بے اثبات تخصیص ممانعت خاص قاعدہ علم سے دور و مجبور۔

ضرب ۲۲۰: مقام مقام فضائل ہے اور اس میں ضعاف بالاجماع مقبول، دیکھو حضرت عالم اہلسنت مدظلہ العالی کا رسالہ الہاد الکاف فی حکم الضعاف تو مطالبہ صحت سراسر جہل و اعتساف۔

اقول: مصنف ابن ابی شیبہ کی حدیث جو بطریق اسود عامری بعض اہل بریلی کے فتوے میں منقول ہے۔ وہ باتفاق محدثین ضعیف و پایہ اعتبار سے ساقط ہے کیونکہ اسود عامری مجہول العین و الحال ہے۔

اقول: ضرب ۲۲۱: ادعائے اتفاق محض کذب و اختلاق، مجہول العین بہت ائمہ محققین کے نزدیک مقبول ہے اور مجہول الحال میں بھی بعض اکابر کا مذہب قبول ہے، امام نووی مقدمہ منہاج میں فرماتے ہیں:

المجهول اقسام مجهول العدالة ظاهراً وباطناً و مجهولاً باطناً مع وجودها ظاهراً وهو المستور و المجهول العین فاما الاول فالجمهور علی انه لا یحتج به واما الاخران فاحتج بهما کثیرون من المحققین ^۱ ۔	مجہول کی کئی اقسام ہیں، مجہول العدالة ظاہراً و باطناً، مجہول العدالة باطناً مع وجود العدالة ظاہراً، یہ مستور ہے اور مجہول العین، صرف پہلی قسم کو جمہور دلیل نہیں بناتے لیکن آخری دو قسموں کو محققین میں سے کثیر نے دلیل بنایا ہے۔ (ت)

^۱ مقدمہ منہاج للنووی مع صحیح مسلم، قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۷

(زیادہ تفصیل درکار ہو تو حضرت عالم اہلسنت مدظلہ العالی کی کتاب مستطاب منیر العین فی حکم تقبیل الالبہامین افادہ دوم صدر کتاب وفائدہ چہارم آخر کتاب کے مطالعے سے مشرف ہو)
 ضرب ۲۲۲: اسود کی نسبت میزان الاعتدال میں صرف اس قدر ہے:

ماروی عنہ سوی ولدہ دلہم لہ حدیث واحد۔ ^۱	اس کے بیٹے دلہم کے بغیر اس سے کسی نے روایت نہیں کی اور محدثین کے ہاں اس کی ایک حدیث ہے۔ (ت)

اس سے فقط جہالت عین ظاہر ہوتی ہے وہ جہالت حالی کو مستلزم نہیں کہ مجہول العین بہت محققین کے نزدیک مقبول اور مجہول الحال مجروح تو جہالت حال کا حکم آپ کی اپنی جہالت ہے یا ائمہ معتمدین سے روایت علی الثانی ثبوت دیجئے علی الاول آپ کیا اور آپ کی جہالت کیا، آپ کا علم تو جہل ہے جہل کیا ہوگا، آپ اللہ عزوجل ہی کو نہیں جانتے ہیں کہ اس کے لیے مکان مانتے ہیں۔
 ضرب ۲۲۳: ذہبی نے بھی یہ قول اپنی طرف سے لکھا اور اُن کی نفی نفی ائمہ کے مثل نہیں ہو سکتی، اب یہیں دیکھئے کہ وہ کہتے ہیں کہ اسود کے لیے ایک حدیث ہے، میں کہتا ہوں ان کی ایک حدیث تو یہی ہے کہ ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کی، دوسری حدیث ان سے سنن ابی داؤد میں ہے جس میں وفات لقیط بن عامر کا ذکر فرما کر حدیث کے دو لفظ مختصر بطریق عبد الرحمن بن عیاش سبعی عن دلہم بن الاسود عن ابیہ عن عمہ^۲ ذکر کیے اور تمام و کمال ایک ورق طویل میں مستضمن بیانات علم غیب وحشر ونشرو حوض کوثر وغیرہا بطریق مذکور عبد اللہ بن الامام کے زوائد مسند میں ہے۔

ضرب ۲۲۴: محدث صاحب! آپ نے حافظ الشان کا قول منقح بھی دیکھا وہ تصریح فرماتے ہیں کہ اسود عامری مقبول ہیں جاہل مجہول اگر جہل سے معذور تو زبان کھولنی کیا ضرور۔

ضرب ۲۲۵: حافظ الشان سے سو اوجہ اجل واعظم لیجئے امام اجل ابوداؤد نے سنن میں حدیث مذکور اسود عامری سے روایت کی اور اُس پر اصلاً جرح نہ فرمائی تو حسب تصریحات ائمہ حدیث صحیح یا حسن یا لا اقل صالح تو ہوئی خود امام ممدوح اپنے رسالہ مکہ میں فرماتے ہیں:

ما لم اذکرہ فیہ شیئاً فهو صالح و	جس میں کوئی علت بیان نہ کروں وہ حدیث

^۱ میزان الاعتدال ترجمہ ۹۸۲ اسود بن عبد اللہ دار المعرفۃ بیروت، ۱/۲۵۶

^۲ مسند احمد بن حنبل حدیث ابی رزین العقیل لقیط بن عامر الخ المکتب الاسلامی بیروت ۱۳/۱۳

بعضہا اصح من بعض^۱ درست ہوگی اور ان میں بعض سے بعض اصح ہوں گی۔ ت

اب اپنی جہالت کبریٰ دیکھ کہ ائمہ کرام تو اسود کو مقبول اور ان کی حدیث کو صالح فرمائیں اور تجھ جیسا بے تمیز بے ادراک پایہ اعتبار سے ساقط بتائے۔

ضرب ۲۲۶: بالفرض اگر آپ کی جہالت مان بھی لیں اور بفرض غلط یہ بھی تسلیم کر لیں کہ مجہول الحال بالاتفاق نامقبول، پھر بھی بالاتفاق پایہ اعتبار سے ساقط بتانا مردود و مخذول، محدث مسکین ابھی احتجاج و اعتبار ہی کا فرق نہیں جانتے اور چلے حدیثوں پر جرح کرنے، محدث صاحب! مجہول اگر ساقط ہے تو پایہ احتجاج سے نہ کہ پایہ اعتبار سے، دیکھو رسالہ الہاد الکاف، اور یہاں پایہ اعتبار تک ہونا کافی دوانی ہے بلاخلاف۔

ضرب ۲۲۷: یہ سب کام اس تسلیم پر ہے کہ اسود مذکور فی المیزان ہوں مگر حاشا اس کا تمہارے پاس کیا ثبوت، بلکہ دلیل اس کے خلاف کی طرف ناظر کہ اُن اسود کے باپ صحابی نہیں مجہول ہیں کما نص علیہ الحافظ (جیسا کہ حافظ نے اس پر نص کی ہے۔ ت) اور اس اسود کے باپ صحابی کما ذکر فی نفس الحدیث صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الفجر (جیسا کہ اسی حدیث میں ذکر ہے کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی) (ت)

قولہ: اور ابن السنی کے عمل الیوم واللیلہ کی حدیث جو بروایت انس فتویٰ مذکور میں منقول ہے۔ موضوع ہے کیونکہ اس میں عیسیٰ راوی کذاب ہے، یہ دونوں حدیثیں میزان الاعتدال کے اخیر میں موجود ہیں۔

اقول ضرب ۲۲۸: عیسیٰ تو کذاب نہیں مگر تم ضرور کذاب ہو اس کی سند میں عیسیٰ کوئی راوی ہی نہیں ہے۔

ولے از مفتری نتواں برآمد کہ اواز خود سخن می آفریند

(افترا پرداز سے چھٹکارا نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ خود بات بنالیتا ہے)

^۱ مقدمہ سنن ابی داؤد الفصل الثانی آفتاب عالم پریس لاہور ۱۴

ضرب ۲۲۹: حکم بالوضع بے دلیل و مردود ہے۔

ضرب ۲۳۰: میزان الاعتدال میں ان احادیث کا ذکر نہیں، کیا بلا وجہ بھی جھوٹ کی عادت ہے اور فاصبر کیا موقع پر ہے۔

قولہ مسئلہ: غیر مقلدوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنا۔

الجواب: جو شخص کسی مسلمان کو بلا ثبوت شرعی فاسق یا مبتدع یا کافر کہے خود اسی کا مصداق ہے۔

اقول: ضرب ۲۳۱: بھلا کسی مسلمان کو بلا ثبوت برا کہنا، یہ جرم ہوا اور جو ناپاک بے باک اپنی گمراہی کی ترنگ میں مسلمانوں

کے رب کے لیے نہ صرف بلا ثبوت بلکہ قطعاً برخلاف ثبوت شرعی مکان بتائے اسے اس کی مخلوق محتاج کے مانند بنائے وہ مردود

کس لفظ کا مصداق ہے اسے کس سزا کا استحقاق ہے۔

ضرب ۲۳۲: اپنے پیر مغان اسماعیل دہلوی علیہ ما علیہ کی خوب خبر لی وہ اور اس کی تمام ذریت اہل توحید و نجدیت اسی مرض

مہلک میں گرفتار ہیں کہ مسلمانوں کو بلا ثبوت شرعی محض بزور زبان و زور بہتان مشرک بدعتی بنانے کو تیار ہیں "لَقَاتَهُمُ اللَّهُ"

أَنِّي يُؤْفَكُونَ" ۱۔ (اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ ت) مردک نے خود ہی شرک کی تعریف کی کہ جو باتیں خدا

نے اپنی تعظیم کے لیے خاص کی ہیں وہ دوسروں کے لیے بجالانا اور پھر شرک کی مثالوں میں گنا دیا، کسی کی قبر پر شامیانہ کھڑا

کرنا، کسی کی قبر کو مور چھل جھلنا، الحمد للہ کہ تم جیسے سپیوتوں نے اس مردک کے خود مشرک ہونے کا اقرار کر دیا۔

ضرب ۲۳۳: یونہی تم نئی پود والے جن پر انوں سیانوں کے گرگے ہو یعنی یہی دہلوی اور اس کے اذنا ب غوی تم سب کا مسلک

ناپاک ہے کہ تقلید ائمہ کو بلا ثبوت شرعی شرک اور مقلدین کو مشرک کہتے ہو، الحمد للہ کہ تم خود اپنے منہ آپ مشرک

بنے کہ کرد کہ نیافت۔

ضرب ۲۳۴: تمہارے طائفہ غیر مقلدین کا فساد مبتدعین ہونا بے ثبوت شرعی نہیں بلکہ علمائے عرب و عجم بکثرت دلائل

قاہرہ سے ثابت فرما چکے سینہ زوری سے نہ ہارو تو اس کا کیا علاج۔

ضرب ۲۳۵: جناب شیخ مجدد الف ثانی رسالہ مبدو معاد میں فرماتے ہیں:

مدتے آرزوئے آل داشت کہ وجہ پیدا شود وجہ در مذہب	مدت تک یہ آرزو رہی کہ حنفی مذہب میں قرأت خلف الامام
حنفی تادر خلف امام قراءت فاتحہ نمودہ آید اما بواسطہ رعایت	کی کوئی صورت بن جائے تاہم غیر اختیاری طور پر مذہب کی
مذہب بے اختیار	رعایت میں امام کی

^۱ القرآن الکریم ۴/۶۳

ترک قراءت میکر دو ایں ترک را از قبیل ریاضت مجاہدہ می شمر د، آخر الامر سبحانہ تعالیٰ بہ برکت رعایت مذہب کہ نقل از مذہب الحادست، حقیقت مذہب حنفی در ترک قراءت ماموم ظاہر ساخت و قراءت حکمی از قراءت حقیقی در نظر بصیرت زیبا تر نمود۔^۱	اقتداء میں قراءت نہ کی، اس ترک قراءت کو تکلف محسوس کرتا رہا، بالآخر مذہب کی رعایت کی برکت سے مقتدی کے لیے ترک قراءت کی حقیقت ظاہر ہو گئی جب کہ اپنے مذہب سے دوسرے مذہب میں منتقل ہونا الحاد ہے، چنانچہ حقیقی قراءت سے حکمی قراءت نظر بصیرت میں خوب تر معلوم ہوئی۔ (ت)

یہاں حضرت ممدوح غیر مقلدوں کو صاف صاف ملحد فرما رہے ہیں، آپ کے نزدیک یہ فرمانا مطابق ثبوت شرعی ہے جب تو آپ اور آپ کے سارے طائفے کو الحاد و بے دینی کا خلعت مبارک، پھر آپ فاسق و مبتدع کہنے پر کیوں بگڑیں۔ ہاں شاید یوں بگڑے ہو کہ مرتبہ گھٹا دیا ملحد زندیق سے نرا فاسق مبتدع رکھا، اور اگر یہ فرمانا بے ثبوت شرعی ہے تو آپ کے طور پر حضرت شیخ مجدد معاذ اللہ ملحد قرار پائیں گے جلد بتاؤ کہ دونوں شقوں سے کون سی شق تمہیں پسند ہے، ہنوز بس نہیں، جب جناب شیخ ایسے ٹھہریں گے تو شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز صاحب کہاں بچیں گے کہ یہ ان کے مرید ان کے معتقد ہیں انہیں اکابر اولیاء سے جانتے ہیں اور جو کسی ملحد کو مسلم کہے خود ملحد ہے نہ کہ امام اسلام و ولی والا مقام کہنے والا، اور ابھی انتہا کہاں، جب یہ سب حضرات ایسے ہوئے تو وہابیہ مخذولین کا شیخ مقتول اسمعیل مخذول علیہ ماعلیہ کدھر بھاگے گا، یہ تینوں کامداح تینوں کا غلام تینوں کو ولی کہے تینوں کو امام، تو یہ خود ملحد در ملحد ملحدوں کا ملحد ہوا، اور اب تم کہاں جاتے ہو تم اس ایک کے ویسے ہی ہو جیسا وہ ان تین کا تو دیگ الحاد کی پچھلی کھر چن الحادی بوتل کی نیچے کی تلچھٹ تم ہوئے اب کہو کون سی شق پسند رہی، ہر شق پر الحاد کی آفت تمہارے ہی ماتھے گئی۔

قولہ: ائمہ دین و مسلمانان قرونِ ثلثہ سب غیر مقلد تھے۔

اقول: ضرب ۲۳۶: محض جھوٹ ہے، تابعین و تبع تابعین میں تو لکھو کھا مقلدین تھے ہی، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھی ہزاروں حضرات خصوصاً اعراب و اکثر طلقاء مقلد تھے۔ قرونِ ثلثہ کے کروڑوں مسلمانوں میں ہر شخص کو مجتہد جانا آپ ہی جیسے فاضل اجہل کا کام ہے ایمان

^۱ مبدع و معاد مجدد الف ثانی مطبع مجددی امرتسر انڈیا ص ۳۷

سے کہنا قرونِ ثلاثہ میں کبھی کسی کا کسی عالم سے مسئلہ پوچھنا اور وہ جو فرمائے اس پر عمل کرنا ہوا یا نہیں، بے شک ہوا اور ہر قرن میں ہوا اور شب و روز ہوتا رہا، اور تقلید کس چیز کا نام ہے، اگر کبھی خواب میں بھی کتبِ حدیث کی ہوا لگی ہوتی تو معلوم ہوتا کہ عوام و علماء کا یہ استفتاء واقفانہ صرف زمانہ صحابہ بلکہ زمانہ رسالت سے ہمیشہ رائج رہا۔

ضرب ۲۳۷: اہل زمانہ غیر مقلدین کے بارے میں سوال کریں کہ ان کے پیچھے نماز کیسی ہے؟ علمائے سنت جواب فرمائیں کہ ممنوع و مکروہ ہے، اس سوال و جواب کو ائمہ مجتہدین پر حمل کرنا، جہالت نہیں بلکہ دیدہ و دانستہ حرامزدگی ہے، غیر مقلد اس طائفہ تالفہ ضالہ حائفہ کا نام ہے جو بتقلید شیطان لعین تقلید ائمہ دین سے انکار رکھتا ہے، مقلدین ائمہ کو مشرک کہتا ہے اپنے ہر خرنا مشخص کو بے اتباع ارشادات ائمہ اپنی عقل ناقص پر چلنے کا حکم دیتا ہے ناموں کے معانی لغوی لے کر غیر مستحکم پر حمل کرنا کیسی حماریت کبریٰ ہے، یہ وہی مثل ہوئی کہ قارورے کو قارورہ کیوں کہتے ہیں اس لیے کہ اس میں پانی کا قرار ہے تو تمہارا پیٹ بھی قارورہ ہوا کہ اس میں بھی پانی کا قرار ہوتا ہے۔ جرجیر کو جرجیر کیوں کہتے ہیں اس لیے کہ وہ تجر جرج یعنی حرکت کرتا ہے تو تمہاری داڑھی بھی جرجیر ہوئی کہ اسے بھی جنبش ہوتی ہے۔

ضرب ۲۳۸: اگر بفرض باطل لفظ غیر مقلدین ائمہ مجتہدین کو بھی شامل مانے تو لفظ کے مصداق جب دو قسم ہوں ایک محمود، دوسری مذموم، اور محمود زمانہ سلف میں تھے اب تمہا مذموم باقی ہیں تو اب حکم مذمت میں قید و تخصیص کی ضرورت نہیں ہر عاقل کے نزدیک حکم انہیں موجودین کے لیے ہوگا اسے عام سمجھنے والا یا مکابر سرکش ہے یا مسکین بارکش، مثلاً ہر مسلمان کہتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کافر ہیں اس پر شخص جو اعتراض کرے کہ زمانہ موسوی کے یہود، عصر عیسوی کے نصاریٰ کہ دین حق پر قائم تھے مومنین تھے تم نے سب کو کافر کہہ دیا، تو یہ معترض انہیں دو حال سے خالی نہیں یا حرامزادہ وہ شریر ہے یا خرمسکین۔

قولہ: تقلید ایک امر مستحدث ہے اور چوتھی صدی میں ایجاد ہوئی۔

اقول: ضرب ۲۳۹: سخت جھوٹے ہو بلکہ تقلید واجب واجب شرعی ہے، قرآن و حدیث نے لازم کی، زمانہ رسالت سے رائج ہوئی، قال اللہ تعالیٰ:

اہل ذکر سے پوچھو اگر تم خود نہیں جانتے۔ (ت)

"فَسْأَلُوا أَهْلَ الدِّينِ كَمَا كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ" ۱۔

وقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

۱ القرآن الکریم ۱۶/۳۳ و ۲۱/۷

الاسألو الذل لم يعلموا فأنما شفاء العی السؤال ^۱ ۔	انہوں نے خود نہ جاننے پر پوچھا کیوں نہیں کیوں کہ عاجز کا علاج پوچھنا ہے۔ (ت)

ہاں تمہارے طائفہ گمراہ کی غیر مقلدی بہت نو پیدا حدث ہے کہ ابن عبدالوہاب نجدی نے بارہویں صدی میں نکالی، دیکھو سردار علمائے مکہ معظمہ شیخ العلما حضرت سیدنا احمد زین قدس سرہ کا رسالہ الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ۔

ضرب ۲۴۰: ہم اہلسنت کو ان گمراہوں سے نزاع اذًا تقلید کو شرک بتانے، ٹائیچا اس کے حرام ٹھہرانے، ثالثًا بے لیاقت اجتہاد اس کا ترک جائز بتانے میں ہے، یہ چالاک عیار تینوں کو چھوڑ کر تقلید شخصی میں الجھنے لگتے ہیں، یہ ان مکاروں کا قدیم طریقہ جان بچانے کا ہے، یہ نئی پرواز کے پٹھے بھی یہی چال چلے پھر بھی جو تھی صدی جھوٹ بنالی، ان کے شیخ مقتول اسماعیل مخدول کے دادا اور دادا استاد اور پردادا پیر شاہ ولی اللہ صاحب رسالہ انصاف میں انصاف کر گئے کہ:

بعد المائتین ظہر بینہم التمدد للمجتہدین بأعیانہم وقل من کان لا یعتمد علی مذهب مجتہد بعینہ وکان هذا هو الواجب فی ذلك الزمان ^۲ ۔	یعنی دو صدی کے بعد خاص ایک مجتہد کے مذہب کا پابند بننا اہل اسلام میں ظاہر ہوا کہ کم ہی کوئی شخص تھا جو ایک امام معین پر اعتماد نہ کرتا ہو اور یہی واجب تھا اس زمانے میں۔

قوله: اور جو بات امور دین میں بعد قرونِ ثلاثہ کے ایجاد ہوئی بالاتفاق بدعت ہے وکل بدعة ضلالة۔

ضرب ۲۴۱: جیسی تمہاری غیر مقلدی کہ تین چھوڑ بارہویں قرن میں قرن الشیطان کے پیٹ سے نکلی،

ضرب ۲۴۲: شیر کے بن میں ڈکرانے والا بیل اپنی موت اپنے منہ مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ کے لیے مکان ثابت کرنا بتا تو دے کہ قرونِ ثلاثہ میں کس نے مانا، تو تیرا قول بدتر از بول تیرے ہی منہ سے بدعت و ضلالت و فی النار اور تو بدعتی گمراہ مستحق نار ہے۔

ضرب ۲۴۳: اللہ عزوجل کے احاطہ ذاتیہ کا انکار قرونِ ثلاثہ میں کس نے کیا، یہ بھی تیری بدعت و

^۱ سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب المجدور یتیمہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۳۹

^۲ رسالہ انصاف شاہ ولی اللہ باب حکایۃ حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ الخ مکتبہ دارالشفقت استنبول ترکی ص ۱۹

ضلالت ہے۔

ضرب ۲۴۴: صفاتِ الہیہ میں صرف علم کو محیط ماننا جس سے اس کی قدرت، اس کے سمیع اس کی بصر، اس کی مالکیت، اس کی خالقیت کے احاطے کا انکار ثابت ہوتا ہے، قرونِ ثلاثہ میں کون اس کا قائل تھا، یہ بھی تیری گمراہی و بد مذہبی ہے۔

ضرب ۲۴۵: استواء کے وہ تین معنی کہنا اور ان کے سوا چوتھے کو بدعت بتانا قرونِ ثلاثہ میں کس کا قول تھا۔ یہ بھی تیری ضلالت و بد مذہبی ہے۔

ضرب ۲۴۶: فضائلِ اعمال کے ثبوت کو حدیثِ صحیح میں منحصر کر دینا قرونِ ثلاثہ میں کس کا مذہب تھا، یہ بھی تیری بدعت جسارت و بد زبانی ہے۔

ضرب ۲۴۷: بدعت کے یہ معنی لینا کہ جو بات امورِ دین میں بعد قرونِ ثلاثہ کے حادث ہوئی اور اسے بالاتفاق بدعتِ ضلالت کہنا اُمتِ مرحومہ پر افتراء ہے، اس کی تحقیق علماءِ اہلسنت اپنی تصانیف کثیرہ میں فرما چکے، وہ بحث لکھتے تو دفتر طویل ہو، اور پھر مخاطب ناقص العقل کیا قابلِ خطاب، مگر مدعی اپنے اس دغوی اطلاق پر اُمت کا اتفاق مسندِ معتمد سے دکھائے ورنہ اپنی جہالت و ضلالت کا آپ سر کھائے۔

قولہ: مفتی بریلی جو تقلید کو امرِ دینی سمجھتا ہے یقینی مبتدع ہو اور اس کے فتوے کے مطابق اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہوا کما ہو ظاہر افسوس کہ اس نادان دوست نے اپنے ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے پیچھے بھی نماز پڑھنے کو ناجائز کر دیا۔

شادم کہ از رقیباں دامن کشاں گزشتی
گوشتِ خاک ما ہم برباد رفتہ باشد

نعوذ باللہ من ہفواتہ۔

مجھے خوشی ہے کہ تم رقیبوں سے دامن بچا کر گزر گئے اگرچہ میری مشیتِ خاک بھی برباد ہو گئی، اللہ تعالیٰ اس کی بے ہودہ باتوں سے بچائے۔ (ت)

ضرب ۲۴۹:۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پا کاں زند

(جب اللہ تعالیٰ کسی کا پردہ چاک کرنا چاہتا ہے تو پاک لوگوں پر طعنہ میں اسے مشغول کر دیتا ہے۔ ت)

مسلمانوں نے دیکھ لیا کہ لفظِ مبتدع کے مستحق معاذ اللہ علمائے اہلسنت میں یا یہ بد دین گمراہ کہ اللہ کو مکانی مانتا

جسمانی جاننا اس کی قدرت و سمع و بصر و خالقیت و مالکیت وغیرہا کو محیط نہیں سمجھتا ائمہ دین سے باقرار خود رقابت رکھتا ہے عیاداً باللہ وہ مبتدع ہیں یا اس وہابیہ کے نئے پٹھے کا پرانا گرو گھنٹال شیخ مقتول اسماعیل مخدول جس کے کفریات میں رسالہ مبارکہ الکوکبة الشہابیۃ علی کفریات ابی الوہابیۃ، تصنیف ہوا اور علمائے عرب و عجم نے اس کے ضلال بلکہ علمائے حرمین طہیین نے اس کے کفر پر فتویٰ دیا، یہاں اسے یہ دکھانا ہے کہ جب تقلید کو امر دینی سمجھنے والا معاذ اللہ مبتدع ہوا تو اب شاہ ولی اللہ کی خبریں کہیے جو نہ مطلق تقلید بلکہ دو صدی کے بعد خاص تقلید شخصی کو واجب کہتے ہیں جس کی عبارت ابھی گزری۔

ضرب ۲۵۰: اور جناب مجددیت مآب کی نسبت کیا حکم ہوگا جو تقلید نہ مطلق تقلید بلکہ خاص تقلید شخصی کو ایسا سخت ضروری و مہم تر امر عظیم دینی مانتے ہیں کہ اس کے ترک کو الحاد و بے دینی جانتے ہیں، عبارت اوپر گزری، اور سنئے کہ وہ صحیح و مستفیض حدیثوں کو فقہی روایت کے مقابل نہیں سنتے اور روایت بھی کیسی کہ خود مختلف آئی اور اختلاف بھی کیسا کہ اپنے ہی ائمہ کا فتویٰ تک مختلف امام محمد کی کتاب میں خود اس کے خلاف، اور حدیثوں کے مطابق اپنا اور حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب مذکور کہ التحیات میں اشارہ کیا جائے اور اس پر بھی ائمہ فتویٰ نے دیا مگر صرف اس بنا پر کہ یہ روایت ہمارے امام سے مشہور نہیں احادیث پر عمل کرنا جائز نہیں بتاتے، اس سے بڑھ کر تقلید اور وہ بھی خاص شخصی کو دینی ضروری سمجھنا اور کیا ہو سکتا ہے، مکتوبات جلد اول مکتوب ۳۱۲ میں فرماتے ہیں:

اے ہمارے مخدوم! تشہد میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کی کثیر احادیث وارد ہیں اور بعض حنفی حضرات کی اس بارے میں روایات فقہیہ بھی آئی ہیں، اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اشارہ فرماتے تھے اور ہم وہ کریں گے جو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرتے تھے۔ پھر انہوں نے فرمایا میرا اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی قول ہے، تو یہ نادر روایات میں سے ہے، تو ہم مقلد لوگوں کو براہ راست حدیث پر عمل نہیں کرنا چاہیے، کہ اشارہ کرنے کی جرات کریں،

مخدوم! احادیث نبوی علیٰ مصدرہا الصلوٰۃ والسلام در باب جواز اشارت سبابہ بسیار وارد شدہ اند و بعضی از روایات فقہیہ حنفیہ نیز دریں باب آمدہ وانچہ امام محمد گفتہ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یشیر و نصنع کما یصنع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم قال هذا قولی و قول ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما از روایات نوادرست ما مقلدان را نمی رسد کہ بمقتضائے احادیث عمل نمودہ جرات در اشارت نمایند

اگر گویند کہ علمائے حنفیہ بر جواز اشارت نیز فتویٰ دادہ اند گویم	اگر کہا جائے کہ حنفی علماء نے اشارہ کے جواز پر فتوے دیا ہے تو ترجیح عدم جواز راست اھ ملے۔ ¹
میں کہوں گا کہ ترجیح عدم جواز کو ہے اھ ملے۔ (ت)	

اب مبتدعی کہ خبریں کہیے اور تقریر سابق بھی یاد رکھیے کہ ان کی شان میں کوئی کلمہ کہا اور ساتھ لگے شاہ ولی اللہ شاہ عبدالعزیز صاحب بھی گئے اور بلا پس ہوتینوں کو جانے دو وہ سب میں چہیتے اسمعیل جو گئے اور ان کے صدقے گیہوں کے گھن، اور تمہارے سب طائفے والے جہنم بدعت و ضلالت کے قعر میں پہنچے، افسوس کہ اس نامرد ہاتھی نے اپنی ہی فوج کا زیاں کیا اس کچی پیندی نے اپنے سفر و دستار خوان کا نقصان کیا، اسمعیل اور سارے طائفہ مردود و ذلیل کو بدعتی گمراہ جہنمی مان لیا ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز کر دیا۔

شادم کہ از رقیباں دامن کشاں گزشتی
گو جائے ذکر ماہم آں تنگ دل ندارد
مجھے خوشی ہے کہ تم رقیبوں سے دامن بچا کر گزر گئے، اگرچہ ہمارے ذکر پر بھی وہ تنگ دل نہیں ہوتے۔ (ت)

نعوذ باللہ من ہفواتہ و ہمزات اسمعیل و ہناتہ رب انی اعوذ بک من ہمزات الشیطین، واعوذ بک ان یحضروا ○ و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین و الصلوة والسلام علی سید المرسلین سیدنا محمد و لہ واصحابہ اجمعین امین!	ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں اس کے لغویات اور اسمعیل کی وسوسہ انگیزیوں اور باعث شرم باتوں سے۔ اے میرے رب میں تیری پناہ چاہتا ہوں شیطان کی وسوسہ انگیزیوں سے، اور تیری پناہ چاہتا ہوں شیطانوں کی حاضری سے، اور ہماری آخری بات یہ ہے تمام حمدیں اللہ تعالیٰ رب العالمین کے لیے ہیں، اور صلوٰۃ و سلام ہو، رسولوں کے سردار ہمارے آقا محمد اور انکی آل و اصحاب سب پر، آمین (ت)

الحمد للہ کہ یہ مختصر اجمالی جواب پانزدہم شہر النور و السور ماہ مبارک ربیع الاول ۱۳۱۸ھ ہجریہ قدسیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ و التحیہ کو باوصف کثرت کار و ہجوم اشغال تعلیم و تدریس و مجالس مبارکہ میلاد سراپا تقدیس وقت فرصت کے قلیل جلسوں میں تمام اور بلحاظ تاریخ قوارع القہار علی المجسمۃ الفجار ۱۳۱۸ھ

¹ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوب ۳۱۲ مطبوعہ نوکسور لکھنؤ ۱۳۸۲/۳۵۱۳

نام ہوا اس التزام کے ساتھ کہ مسئلہ مکان میں صرف اسی شخص کی سند آگئی ہوئی کتابوں کی عبارتیں پیش کروں گا، عدد ڈھائی سو ضرب تک پہنچا اور اس کی مستند کتابوں میں بھی تفسیر ابن کثیر موجود نہ تھی ورنہ ممکن تھا کہ عدد اور بڑھتا، یونہی کتاب العلو مضطرب منہافت اور اس کے علاوہ پاس بھی نہ تھی اور اگر قلم کو اس مخالف کی اس قدر جائے تنگ میں محصور نہ کیا جاتا تو ضربوں کی کثرت لطف دکھاتی، پھر بھی اُن محدود سطور پر ڈھائی سو کیا کم ہیں۔ وبالله التوفیق، واللہ سبحنہ وتعالیٰ الہادی الی سواء الطریق وصلی اللہ تعالیٰ علی النبی الکریم محمد وآلہ وبارک وسلم امین۔

مسئلہ ۵۲: از شہر مدرسہ اہلسنت وجماعت منظر اسلام مسئلہ مولوی اکبر حسن خان رامپوری طالب علم مدرسہ مذکور ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

کمترین خدمت خدامان حضرت میں عارض ہے انگہ زوں کے یہاں بدلائل عقلیہ ثابت ہے کہ آسمان کوئی چیز نہیں اور یہ جو نیلگوں شے محسوس ہوتی ہے وہ فضا ہے، اور اختلاف لیل و نہار سب حرکت ارض ہے۔ اور نہ ستاروں کی حرکت ہے، ہر ستارہ کی کشش دوسرے کو روکے ہوئے ہے جس طرح مقناطیس امید کہ کوئی قوی دلیل عقلی و نقلی وجود آستان پر افادہ فرمائی جائے۔

الجواب:

وجود آسمان پر آسمانی کتابوں سے زیادہ کیا دلیل درکار ہے تمام آسمانی کتابیں اثبات وجود آسمان سے مالا مال ہیں، قرآن عظیم میں تو صد ہا آیتیں ہیں جن میں آسمان کا ابتداء میں دھواں ہونا بستہ چیز پھر رب العزت کا اسے جدا جدا کرنا پھیلانا، سات پر بنانا، اس کا چھت ہونا اس کا نہایت مضبوط بنائے مستحکم ہونا، اس کا بے ستون قائم ہونا، اللہ تعالیٰ کا اسے اور زمین کو چھ دن میں بنانا، روز قیامت اس کا شق ہونا، اٹھا کر زمین کے ساتھ ایک بار ٹکرا دیا جانا، پھر اس کا اور زمین کا دوبارہ پیدا ہونا وغیرہ وغیرہ صاف روشن ارشاد ہیں کہ ان کا انکار نہیں کر سکتا مگر وہ جو اللہ ہی کا منکر ہے، نیز قرآن عظیم میں جا بجا یہ بھی تصریح ہے کہ جو ہم کو نظر آرہا ہے یہی آسمان ہے تو اس میں گمراہ فلسفیوں کا رد ہے جو آسمانوں کا وجود تو مانتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ وہ نظر نہیں آسکتے یہ جو ہمیں دکھائی دیتا ہے کہ کرہ بخار ہے۔ ان نصرانیوں اور ان یونیوں سب بطلانیوں کے رد میں ایک آیہ کریمہ کافی ہے کہ:

"أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۖ وَهُوَ اللَّطِيفُ"

کیا وہ نہ جانے جس نے بنایا اور وہی ہے پاک

الْحَمْدُ لِلَّهِ ۝^۱

خبردار۔

بنانے والا جو فرما رہا ہے وہ تو نہ مانا جائے اور دل کے اندھے سمجھ کے اوندھے جوا نکلیں دوڑاتے ہیں وہ سنی جائیں، اس سے بڑھ کر گدھا پن کیا ہو سکتا ہے، یہ بائبل جو اب نصاریٰ کے پاس ہے اس کی پہلی کتاب کا پہلا باب آسمان وزمین کے بیان پیدائش ہی سے شروع ہے رہی دلیل عقلی، ذرا انصاف درکار، اتنا بڑا جسم جسے کروڑوں آنکھیں دیکھ رہی ہیں اس کا وجود محتاج دلیل ہے یا جو کہے یہ معدوم محض یہ سب آنکھوں کی غلطی ہے یہ نری دھوکا کی ٹٹی ہے اس کے ذمے ہے کہ دلیل قطعی سے اس کا عدم ثابت کرے یوں تو ہر چیز پر دلیل عقلی قائم کرنی ہوگی آفتاب جسے نصاریٰ بھی مانتے ہیں کیا دلیل ہے کہ یہ فی نفسہ کوئی وجود رکھتا ہے اور نگاہ کی غلطی نہیں غرض محسوسات سے بھی امان اٹھ کر دین و دنیا کچھ قائم نہ رہیں گے عنادیہ کا مذہب آجائے گا۔ ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۳: از لاہور حویلی میاں خان نزد مکان حکیم محمد انور صاحب مرسلہ اللہ دیا شاعر ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ میں ایک حنفی المذہب شخص ہوں میں نے ایک مجمع میں جس میں غیر مقلد و مرزائی وغیرہ شامل تھے یہ کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات للبرزال ہے اور اس کو زوال نہیں جس پر انہوں نے مجھے کافر مشرک اور بے دین کہا یہ بھی کہا کہ کسی عالم نے آج تک اس مسئلہ پر کچھ نہیں لکھا اس واسطے تم جھوٹے ہو، آپ کی خدمت اقدس میں عرض ہے کہ اس کے متعلق فتویٰ عنایت فرمائیں میں نے لاہور کے چند علماؤں سے اس کے متعلق استفسار کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم راستی پر ہو اور انہوں نے مجھے فتویٰ بھی دیئے۔ اب میری یہ آرزو ہے کہ میں ان فتوؤں کو جمع کر کے چھپوا دوں، چونکہ آپ ہماری جماعت حقہ کے حکیم حاذق ہیں اور ہمیں آپ کی ذات بابرکت پر بڑا فخر و ناز ہے۔

الجواب:

بے شک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات و صفات و فضائل و کمالات کبھی زوال پذیر نہیں بلکہ ہمیشہ مترقی ہیں، قال اللہ تعالیٰ۔

"وَلَا يَخْذُلُكَ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُولٰٓئِ ۝"^۲

اور بے شک کچھلی تمہارے لیے پہلی سے بہتر ہے۔ (ت)

یہاں کسی عاقل مسلم کی یہ مراد نہیں ہو سکتی کہ حرکت و انتقال منتہی ہے، نہ کوئی مسلمان اس کی نفی کرے گا۔

^۱ القرآن الکریم ۶۷ / ۱۳^۲ القرآن الکریم ۹۳ / ۴

تصدیق وعدہ الہیہ کے لیے جو ایک آن کے لیے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو طریاں موت ہو کر معاً حیاتِ حقیقی ابدی روحانی جسمانی بخشی جاتی ہے، یہ حضور کے لیے نہ ہوئی بلکہ اس سے حضور کی برزخ میں حیاتِ ابدی اور فضائل اقدس میں ترقی دوائی مراد ہوگی بلاشبہ اُس تصدیق وعدہ کے بعد سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے ابدیت ذات حاصل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الانبياء احياء في قبورهم يصلون ¹	انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ (ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء فنبى الله حي يرزق ²	بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہوتا ہے اس کو رزق دیا جاتا ہے۔ (ت)

باوصف قرب معنی صحیح مسلمان کے کلام کو معنی فتنج بلکہ کفر صریح پر حمل کرنا مسلمان کا کام نہیں۔ واللہ اعلم۔

مسئلہ ۵۴: ازراہن پور گجرات قریب احمد آباد مرسلہ حکیم محمد میاں صاحب ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ
گیارہویں کے لیے آپ کیا فرماتے ہیں، گیارہویں کے روز فاتحہ دلانے سے ثواب زیادہ ہوتا ہے یا آڑے دن فاتحہ دلانے سے، بزرگوں کے دن کی یادگاری کے لیے دن مقرر کرنا کیسا ہے؟
الجواب:

محبوبانِ خدا کی یادگاری کے لیے دن مقرر کرنا بے شک جائز ہے۔ حدیث میں ہے:

كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يأتى قبور شهداء أحد على راس كل حول ³	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال کے اختتام پر شہدائے احد کی قبروں پر تشریف لاتے تھے۔ (ت)

شاہ عبدالعزیز صاحب نے اسی حدیث کو اعراس اولیاء کرام کے لیے مستند مانا، اور شاہ ولی اللہ صاحب نے کہا:

¹ شرح الصدور باب احوال الموتی فی قبورهم الخ خلافت الکیومی منکوره سوات ص ۸۷، مسند ابی یعلی حدیث ۳۴۱۲ مؤسسة علوم القرآن

بیروت ۳/۷۹

² سنن ابن ماجہ ابواب ماجاء فی الجنائز باب ذکر وفاته الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۹

³ جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیت ۱۱۳/۲۴ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳/۷۰

از بیجاست حفظ اعراس مشائخ ^۱	مشائخ کے عرس منانا اس حدیث سے ثابت ہے (ت)

گیارہویں شریف کی تعیین بھی اسی باب سے ہی مگر ثواب کی کمی بیشی اس پر نہیں جب کریں ویسا ہی ثواب ہوگا۔ ہاں اوقات فاضلہ میں اعمال فاضلہ زیادہ نورانیت رکھتے ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۵: از بریال ڈاکخانہ مہر گنج محلہ چڑ لکھی مکان منشی عبدالکریم۔ مرسلہ محمد حسن صاحب ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

آناں بملک ملائے چند کلام نزع برقع اند اوگا مائین علمائے چند فریق شدہ اند یک دیگرے را وہابی گویند و در پیش آں صلوة خوانی مکروہ تحریمی و عقائد قوم و جماعت وہابیہ اینکہ مولود خوانی و زیارت قبور و فاتحہ و تسبیح و تہلیل و عرس کردن ایں سب امور را حرام گویند و انجا افعال کنندہ را بدعتی گویند در پیش ایں جماعت را نماز نمی خواند و ایں ہر دو جماعت ہمچال فساد می کنند لکن کیفیت وہابی و سنی چیست نہ معلوم اند۔	ہمارے ملک میں چند اختلافی باتیں اٹھ کھڑی ہوئی ہیں جن میں سے پہلی یہ کہ علماء کے درمیان کچھ گروہ ہیں جو ایک دوسرے کو وہابی کہتے ہیں اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ تحریمی قرار دیتے ہیں۔ وہابی قوم کے عقائد یہ ہیں کہ وہ میلاد خوانی زیارت قبور، فاتحہ، تسبیح و تہلیل اور عرس کرنے کو حرام کہتے ہیں، اور ایسے افعال کرنے والے کو بدعتی کہتے ہیں، اور انکی جماعت میں نماز نہیں پڑھتے۔ یہ دونوں جماعتیں اس طرح فساد کرتی ہیں لیکن وہابی اور سنی کی کیفیت کیا ہے یہ معلوم نہیں (ت)

الجواب:

دریں دیار منکراں میلاد خوانی و زیارت قبور و فاتحہ و تسبیح و تہلیل جز وہابیہ نہ باشند و ہمچنان منکران نفس عرس، اما عریکہ مشتمل بر رقص باشد خود نارواست نماز پس وہابیہ جائز نیست، در فتح قدراست روی محمد عن ابی حنیفہ و ابی یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان الصلوة خلف اهل الاهواء لا تجوز۔ ^۲	اس ملک میں میلاد خوانی، زیارت قبور، فاتحہ اور تسبیح و تہلیل کا منکر وہابیوں کے سوا کوئی نہیں، یونہی نفس عرس کا منکر بھی ان کے علاوہ کوئی نہیں، رہا رقص پر مشتمل عرس تو وہ خود ناجائز ہے، وہابیوں کے پیچھے نماز جائز نہیں، فتح القدیر میں ہے: امام محمد نے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی کہ بے شک بد مذہبوں کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

^۱ مہات ہمع ۱۱ شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد پاکستان ص ۵۸

^۲ فتح القدیر کتاب الصلوة باب الامامة مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۱۱/ ۳۰۴

انکار امور مذکورہ شعار وہابیہ است، ہمچنان استمداد از انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و یار رسول اللہ و یا علی گفتن را شرک می گویند و خلاصہ مذہب ایشان آنست کہ امام آنها در تقویۃ الایمان گفت کہ جز خدا هیچ کس را قائل مباش و مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را خود ہمیں بزرگی داشت چنانکہ برادر کلاں را بر برادر خود و ازیں قسم بسیار سخنانے گستاخی بانبیاء و اولیاء خود حضور سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ و الثناء چادیدہ است حاصل مذہب ایں خبیثا آنست کہ حضرت مولوی قدس سرہ در مثنوی شریف فرمودہ ہمسری با انبیاء برداشتمند اولیاء را بہچو خود پنداشند^۲ واللہ تعالیٰ اعلم۔	امور مذکورہ کا انکار وہابیوں شعار ہے، اسی طرح اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے مدد مانگنے اور یار رسول اللہ اور یا علی کہنے کو شرک قرار دیتے ہیں، ان کے مذہب کا خلاصہ وہ ہے جو ان کے امام نے تقویۃ الایمان میں کہا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا قائل مت ہو، اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خود پر صرف اتنی بڑائی دیتے ہیں جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر۔ اس قسم کی بہت سی گستاخانہ باتیں نبیوں، ولیوں اور خود حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ پر چسپاں کرتے ہیں۔ ان خبیثوں کے مذہب کا حاصل وہ ہے جو حضرت مولوی (مولانا روم) قدس سرہ نے مثنوی شریف میں فرمایا ہے انہوں نے نبیوں کے ساتھ برابری کا دعوٰی کھڑا کر دیا اور اولیاء اللہ کو اپنے جیسا سمجھ لیا ہے۔ (ت)

مسئلہ ۶۲۵۵۶: از فورٹ سنڈیمین بلوچستان رسالہ زوہد ملیشیہ مرسلہ مستری احمد الدین ۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

- (۱) مولود شریف کرنا کیسا ہے اور بوقت بیان ولادت شریف قیام کرنا کیسا ہے؟
- (۲) گیارہویں حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرنی کیسی ہے؟
- (۳) کھانا آگے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر ختم دینا جائز ہے یا ناجائز؟
- (۴) اٹھتے بیٹھتے یار رسول اللہ کہنا، آپ کو حاضر ناظر جاننا اور عالم الغیب ماننا کیسا ہے؟

^۱ تقویۃ الایمان الفصل الخامس مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۴۱

^۲ مثنوی معنوی حکایت مرد بقال الخ موسسۃ انتشارات اسلامی لاہور دفتر اول ص ۵۸

(۵) بزرگوں کی قبروں کی زیارت کے لیے دور دراز سے سفر کرنا عرس اور قبروں کا طواف اور بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۶) ہر دو طریق پر میت کا اسقاط کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۷) جمعہ کی نماز کے بعد احتیاط الظہر ۱۲ رکعت پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب ہر ششہ سوال

(۱) مولود شریف یعنی خاص بیان ولادت سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خالی از منکراتِ شرعیہ می باشد جائز ہست مگر اس کے لیے قیام کرنا اور اس اعتقاد کے ساتھ ناف پر ہاتھ باندھنا کہ جناب رسالتِ مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محفل میلاد میں حاضر ہوتے ہیں صحیح نہیں اور عقیدہ کے خلاف ہے۔

(۲) غوثِ اعظم علیہ الرحمہ کی روح پاک کی نذر دینی اگر خالصاً اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ہو اور سرکارِ غوث پاک کی روح مقدس کو ثواب پہنچانا مقصود ہو تو جائز بلکہ مستحسن کو ثواب پہنچانا مقصود ہو تو جائز بلکہ مستحسن ہے، لیکن اگر نذر کرتے وقت خاص پیران پیر علیہ الرحمہ کا نام ذکر کرے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر چھوڑ دے تو جیسا کہ جاہلوں کی عادت ہے ناجائز ہے بلکہ کفر کا خوف ہے۔

(۳) کھانا سامنے رکھ کر دعا کرنا جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ کھانا کھا کر فارغ ہونے کے بعد دعا کی جائے کیونکہ کھانے کا حق مقدم ہے لیکن جو بعض شہروں میں مروج ہے کہ طلباء اور ملاؤں کو جمع کرتے ہیں وہ قرآن مجید ختم کرتے ہیں اور تسبیح و

(۱) مولود شریف یعنی خاص بیان ولادت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خالی از منکراتِ شرعیہ می باشد جائز ہست مگر قیام کردن و دست بر ناف بستن بریں اعتقاد کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر میشود مجلس مولود را غیر صحیح و خلاف عقیدہ ہست۔

(۲) نذر دادن بر روح غوثِ اعظم علیہ الرحمہ اگر خالصاً لوجه اللہ از برائے ایصالِ الثواب بروح مقدس شان مے باشد جائز بلکہ حسن ست لکن اگر در وقت نذر کردن خاص نام پیران پیر علیہ الرحمہ ذکر کند و نام خداوند تعالیٰ ترک کند چنانچہ عادت جہال ست پس ناجائز بلکہ خوفِ کفر ہست۔

(۳) و دعا کردن در وقت حضور طعام جائز ہست لیکن بہتر آن ہست کہ بعد فراغ از تناول طعام کردہ شود زیرا کہ حق طعام سابق ہست لکن آنکہ در بعضی شہر ہا معروف ہست کہ طلبہ و ملایان را جمع می کنند و برایشان ختم

تہلیل کرتے ہیں جس کے بدلے میں انہیں روٹی اور پیسے دیئے جاتے ہیں یہ ناجائز ہے ختم کرنے والوں کو پیسے لینا اور کھانا کھانا حرام ہست و صاحب طعام را ثواب خیرات نمی شود چنانچہ در طریقہ محمدیہ در فصل آخر و در بحر الرائق و در شامی مذکور ہست۔ اور شامی میں مذکور ہے۔

(۴) یا رسول اللہ کہنا بے ادبی کی جگہوں کے سوا ہر وقت جائز ہے مگر سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر جاننا عقیدہ اہلسنت و جماعت کے خلاف ہے اور صحیح نہیں ہے بلکہ درود شریف یا سلام بخود پیش کردہ مے شود بر روح پاک کو خود مدینہ منورہ میں پیش کیا جاتا ہے، یوں نہیں کہ سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے لیے خود حاضر ہوتے ہیں جیسا کہ نسائی شریف کی حدیث میں وارد ہوا ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔

قرآن شریف و تسبیح و تہلیل می کنند و بعوض آں ایثاں را نان و پیرہامی و ہند ناجائز ہست ختم کنندگان را اگر فتن فلوس و خوردن طعام حرام ہست و صاحب طعام را ثواب خیرات نمی شود چنانچہ در طریقہ محمدیہ در فصل آخر و در بحر الرائق و در شامی مذکور ہست۔

(۴) یا رسول اللہ گفتن ماسوائے از مواضع بے ادبی در ہر وقت جائز ہست مگر حاضر دانستن جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مخالف عقیدہ اہلسنت و جماعت ہست صحیح نیست بلکہ درود شریف یا سلام بخود پیش کردہ مے شود بر روح پاک آنجناب علیہ السلام در مدینہ منورہ نہ آتکہ سید الانبیاء از برائے او حاضر مے شود، چنانچہ در حدیث نسائی شریف وارد شدہ ہست قال علیہ السلام ان صلوتکم تبغنی حیث کنتم^۱۔ نیز جناب رسول اللہ صلی اللہ

ف: انتہائی کوشش کے بعد بھی نسائی شریف میں ان الفاظ کے ساتھ حدیث نہیں مل سکی البتہ ان الفاظ کے قریب قریب معجم کبیر و مسند احمد بن حنبل میں ان الفاظ کے ساتھ حدیث ملی ہے۔ حیثما کنتم فصلوا علی فان صلوتکم تبغنی۔ نذیر احمد سعیدی

^۱ المعجم الکبیر حدیث ۲۷۲۹ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۳/ ۸۲، مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ المکتب الاسلامی ۲/ ۳۶۷

نیز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا ناجائز ہے، چنانچہ ملا علی قاری در شرح فقہ اکبر تصریح میکند ثم اعلم ان الانبياء عليهم السلام لم يعلموا المغيبات من الاشياء الا ما علمهم الله احياناً وذكر الحنفية صريحاً بالتكفير باعتقاده ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يعلم الغيب لمعارضه قوله تعالى قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله¹۔ (۵) زیارتِ قبور کے لیے سفر کرنا جائز ہے اس واسطے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مطلق ہے میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا کرتا تھا تو اب ان کی زیارت کیا کرو۔ ابن تیمیہ وغیرہ بعض علماء کا منع سفر پر اس حدیث سے استدلال کرنا غلط ہے کجاوے مت باندھو مگر صرف تین مسجدوں کی طرف چنانچہ امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم	تعالیٰ علیہ وسلم را عالم الغیب گفتن ناجائز ہست، چنانچہ ملا علی قاری در شرح فقہ اکبر تصریح میکند ثم اعلم ان الانبياء عليهم السلام لم يعلموا المغيبات من الاشياء الا ما علمهم الله احياناً وذكر الحنفية صريحاً بالتكفير باعتقاده ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يعلم الغيب لمعارضه قوله تعالى قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله¹۔ (۵) سفر کردن از برای زیارتِ قبور جائز ہست از جهت اطلاق قوله عليه السلام كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها²۔ وانچہ بعض علماء مثل ابن تیمیہ وغیرہ استدلال بر منع سفر کرده اند بایں حدیث لا تشدوا الرجال الا الى ثلاثة مساجد³ الخ۔ غلط ہست، چنانچہ امام غزالی علیہ الرحمہ در احیاء

¹ منح الروض الا زهر شرح الفقہ الاکبر حکم تصدیق الکابن ببا یخبر به من الغیب مصطفیٰ البابی مصر ص ۱۵۱

² صحیح مسلم کتاب الجنائز فصل فی الذہاب الی زیارة القبور قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۱۴

³ صحیح مسلم کتاب المساجد باب فضل المساجد الثلاثة قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۴۷

می فرماید وذهب بعض العلماء الى الاستدلال بهذا الحديث في المنع من الرحلة لزيارة المشاهد وقبور العلماء والصلحاء و ماتبين لي ان الامر ليس كذلك بل الزيارة مأمورة بها قال صلى الله تعالى عليه وسلم كنت نهيتكم عن زيارة القبور الخ^۱۔ لکن بوسہ دادن و طواف کردن قبر و عرس وغیرہ ہمہ ناجائز و حرام ہست و نیز مخالف ہست از آداب و طریقہ زیارت کردن، چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ در احیای فرمودند و آداب الزیارة ان لا يقوم مستقبل القبر مستدبر القبلة ولا یقبلہ ولا ینحنی لہ^۲ الخ بلکہ در انحناء و سجدہ کردن خوف کفرست۔

میں فرماتے ہیں: بعض علماء نے اس حدیث سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ علماء و صلحاء کی قبور اور مقامات مقدسہ کی زیارت کے لیے سفر کرنا منع ہے اور میرے لیے جو کچھ ظاہر ہوا ہے وہ یہ ہے کہ معاملہ اس طرح نہیں بلکہ زیارت قبور کا حکم دیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کرتا تھا تو اب ان کی زیارت کیا کرو لیکن قبر کو بوسہ دینا طواف کرنا اور عرس وغیرہ سب ناجائز و حرام ہے اور ایسا کرنا زیارت کرنے کے طریقہ اور آداب کے خلاف ہے، چنانچہ امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں: زیارت کے آداب یہ ہیں کہ قبر کی طرف منہ کر کے اور قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے مت کھڑا ہو اور نہ قبر کو چومے اور نہ ہی اس کے لیے جھکے الخ بلکہ قبر کے لیے جھکنے اور سجدہ کرنے میں کفر کا خوف ہے۔

(۶) مروج طریقے پر حیلہ اسقاط کرنا اگرچہ قرونِ ثلثہ میں اس طور پر جاری نہ تھا مگر علماء فقہ نے اپنی کتابوں میں اس کو نقل کیا ہے اور نصوص و آثار صحابہ سے اس حکم کو مستنبط کیا ہے چنانچہ علامہ ابن العابدین شامی دریں مسئلہ رسالہ مستقبل چاپ کردہ مستقل رسالہ شائع

(۶) اسقاط کردن بر طریق معروف اگرچہ در قرونِ ثلثہ بریں طریق جاری نبود لیکن علماء فقہ در کتب ہائے خود نقل کردہ ہست و از نصوص و آثار صحابہ اس حکم را مستنبط کردہ اند چنانچہ علامہ ابن العابدین شامی دریں مسئلہ رسالہ مستقبل چاپ کردہ ہست

^۱ احیاء العلوم کتاب ذکر اسرار الحج فضیلة المدينة الشریفة الخ مطبعة المشهد الحسینی القاہرہ ۱۳۴۲

^۲ احیاء العلوم کتاب ذکر الموت الباب السادس مطبعة المشهد الحسینی القاہرہ ۱۳۹۱

وثابت کردہ ہست کہ اسقاطِ میت جائز ہست و در نقل عبارت
آں رسالہ بسیار طول لازم می شود ازیں وجہ ترک کردم۔

کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ میت کے لیے حیلہ اسقاط جائز ہے
چونکہ اس رسالہ کی عبارات کو نقل کرنے میں بہت زیادہ
طوالت لازم آتی ہے۔ اس لیے میں نے ان عبارات کو ترک
کر دیا ہے۔

(۷) در عدد رکعات نماز جمعہ اختلاف علماء ہست بعضے میگویند
کہ بعد از فرض جمعہ شش رکعات سنت ہست و چہار رکعت
فرض احتیاطی را منع می کند چنانچہ صاحب بحر الرائق در کتاب
خود تصریح کردہ ہست بر منع و میگوید و منشاء جہلہم
صلوة الاربع بعد الجمعة بنیة الظهر وانما وضعها
بعض المتأخرین عند الشك في صحة الجمعة بسبب
رواية عدم تعددها في مصر واحد وليست هذه
الرواية بالمختارة وليس هذا القول اعنى اختيار
صلوة الاربع بعدها مرويا عن ابی حنیفة و صاحبہ
حتى وقع لی انی افتتیت مراراً بعدم صلوتها خوفاً علی
اعتقاد الجہلة بانها الفرض وان الجمعة لیست
بفرض۔^۱ الخ، پس از قول صاحب بحر الرائق مطلقاً منع کر
دن معلوم میشود و بعض علماء

(۷) نماز جمعہ کی رکعتوں کی تعداد میں علماء کا اختلاف ہے
بعض کہتے ہیں کہ فرض جمعہ کے بعد چھ رکعتیں سنت ہیں اور
چار رکعت فرض احتیاطی (احتیاط الظہر) سے منع کرتے ہیں۔
چنانچہ صاحب بحر الرائق اپنی کتاب میں ممانعت پر تصریح
فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ فرضیت جمعہ کے منکرین کی جہالت
کا منشاء جمعہ کے بعد ظہر کی نیت سے چار رکعتیں نماز پڑھنا ہے
جس کو بعض متأخرین نے صحت جمعہ میں شک کی بنیاد پر وضع
کیا ہے اور اس شک کا سبب ایک شہر میں تعدد جمعات کے عدم
جواز والی روایت ہے حالانکہ یہ روایت مختار نہیں اور نہ ہی یہ
قول یعنی جمعہ کے بعد چار رکعتیں احتیاط الظہر پڑھنے کا مختار
ہونا امام ابو حنیفہ اور ان کے صاحبین سے مروی ہے۔ حتی کہ
میرے لیے ایسے واقع ہوا کہ میں نے بارہا ان چار رکعتوں کے
عدم جواز کا فتویٰ دیا اس بات کا خوف کرتے ہوئے کہ جاہل
لوگ ان چار رکعتوں کو فرض سمجھ لیں گے اور جمعہ کو فرض
نہیں سمجھیں گے۔ الخ صاحب بحر الرائق کے قول سے تو مطلقاً
ممانعت

^۱ بحر الرائق کتاب الصلوة باب الجمعة (مجمع سید کبیری کراچی ۱۳۹/۲)

میگوید کہ بہتر ایں ہست کہ بعد از جمعہ دوازده رکعات گزارده شود چہار رکعت احتیاطی چنانچہ معروف ہست چنانچہ صاحب شامی نوشتہ ہست ونقل المقدسی عن المحيط کل موضع وقع الشک فی کونہ مصرًا ینبغی لہم ان یصلوا بعد الجمعة اربعًا بنیۃ الظهر احتیاطًا۔^۱ الخ لکن نزد بندہ مختار ایں ہست کہ قول صاحب بحر الرائق حمل کردہ شود بر عوام الناس و عوام الناس را فتوی دادہ نہ شود۔ بر گزاردن فرض احتیاطی زیر اکہ ایشاں را ضرور تردد واقع میشود و در فرضیت جمعہ و قول صاحب شامی محمول ہست بر خواص ازیں وجہ کہ ایشاں واقف ہست از احوال نیت و اصل خلاف پس واقع نمی شود ایشاں را تردد در فرضیت جمعہ و دلیل گرفتہ ام بقول مقدسی حیث قال نحن لا نأمر بذلك المثال هذه العوام بل ندل علیہ الخواص^۲۔ الخ حاصل آنکہ فرض احتیاطی در حق عوام الناس امر نکردہ شود بلکہ خواص را بہتر ہست فقط السلام علیکم وعلی من لدیکم هذا ما وضع لی واللہ تعالی اعلم بالصواب۔

معلوم ہوتی ہے، بعض علماء کہتے ہیں بہتر یہ ہے کہ جمعہ کے بعد بارہ رکعتیں ادا کی جائیں چار رکعتیں احتیاطی فرض ہیں جیسا کہ معروف ہے، چنانچہ صاحب شامی نے لکھا ہے کہ مقدسی نے محیط سے نقل کیا جس جگہ کے شہر ہونے میں شک ہو وہاں لوگوں کو چاہیے کہ جمعہ کے بعد چار رکعتیں فرض احتیاطی بنیت ظہر پڑھیں الخ لیکن بندہ کے نزدیک مختاریہ ہے کہ صاحب بحر الرائق کے قول کو عوام الناس پر محمول کیا جائے گا چنانچہ عوام الناس کو فرض احتیاطی پڑھنے کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا کیونکہ ان کو ضرور جمعہ کی فرضیت میں تردد واقع ہوگا اور صاحب شامی کے قول کو خواص پر محمول کیا جائے گا۔ اس لیے کہ وہ نیت کے احوال اور اصل خلاف سے واقف ہیں لہذا ان کی فرضیت جمعہ میں کوئی تردد نہ ہوگا۔ میں نے مقدسی کے قول سے دلیل پکڑی ہے جہاں انہوں نے فرمایا کہ ہم ایسے احکام کا عوام کو حکم نہیں دیتے بلکہ ان پر خواص کی رہنمائی کرتے ہیں الخ۔ خلاصہ یہ کہ فرض احتیاطی کا عوام کو حکم نہیں دیا جائے گا بلکہ یہ خواص کے لیے بہتر ہے، فقط تم پر اور ان پر جو تمہارے پاس ہیں سلام ہو۔ یہ وہ ہے جو مجھے مہیا ہوا، اور اللہ تعالیٰ درست بات کو خوب جانتا ہے۔ (ت)

محررہ فقیر مولوی سید بادشاہ ابن مولوی سید محمد صدیق احسن زادہ ساکن ریوزی مورخہ ۳ رمضان

^۱ ردالمحتار کتاب الصلوۃ باب الجمعة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۵۴۲

^۲ ردالمحتار کتاب الصلوۃ باب الجمعة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۵۴۲

بخدمت اقدس حضرت مولانا صاحب دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ، استفتاء ہذا ارسال خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں، یہ مولوی صاحب جنہوں نے جواب استفتاء ہذا تحریر فرمایا ہے تعلیم یافتہ مدرسہ دیوبند ہیں لیکن ان کے خیالات یہ ہیں جو انہوں نے ارقام فرمائے ہیں اب یہ تحریر فرمائیں کہ ان مولوی صاحب کو امام مسجد مقرر کرنا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے، آیا اس شخص کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔

الجواب:

بعد مراسمِ سنت، وہ سوال جواب جوابات میں بہت چالاکی برتی گئی ہے پھر بھی ان سے توہب کی جھلک پیدا ہے آپ نے مجیب کا دیوبند میں تعلیم پانا لکھا ہے وہاں یہ سوالات کرنے نہ تھے کہ انہیں غلط جواب دے جب بھی کافر تو نہ ہوگا دیوبندیوں کے عقائد تو وہ ہیں جن کی نسبت علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ۔

من شک فی عذابہ و کفرہ فقد کفر ^۱ ۔	جو ان کے اقوال پر مطلع ہو کر ان کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

ایسی جگہ تو یہ سوال کرنا چاہیے کہ رشید احمد گنگوہی و اشرف علی تھانوی و قاسم نانوتوی اور محمود حسن دیوبندی و خلیل احمد انبیشی اور ان سب سے گھٹ کر ان کے امام اسماعیل دہلوی اور ان کی کتابوں براہین قاطعہ و تحذیر الناس و حفظ الایمان و تقویۃ الایمان و ایضاح الحق کو کیسا جانتے ہو اور ان لوگوں کی نسبت علمائے حرمین شریف نے جو فتوے دیئے ہیں انہیں باطل سمجھتے ہو یا حق مانتے ہو اور اگر وہ ان فتوؤں سے اپنی ناواقفی ظاہر کرے تو بریلی مطبع اہلسنت سے حسام الحرمین منگالیجئے اور دکھائیے اگر بکثادہ پیشانی تسلیم کرے کہ بیشک علمائے حرمین شریفین کے یہ فتوے حق ہیں تو ثابت ہوگا کہ دیوبندیت کا اُس پر کچھ اثر نہیں ورنہ علمائے حرمین شریفین کا وہی فتویٰ ہے کہ:

من شک فی عذابہ و کفرہ فقد کفر ^۲ ۔	جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (ت)

^۱ حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۳

^۲ حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۳

اس وقت آپ کو ظاہر ہو جائے گا کہ جو شخص اللہ و رسول کو گالیاں دینے والوں کو کافر نہ جاننا درکنار علمائے دین و اکابر مسلمین جانے وہ کیونکر مسلمان، پھر مسئلہ عرس و فاتحہ و فرعی مسائل کا اس کے سامنے ذکر کیا ہے، فقط۔

مسئلہ ۶۳: ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ برادر دینی و یقینی مولوی محمد فاروق صاحب سلمہ

الجواب:

بعد تحیہ مسنونہ، اس وقت آپ کا خط تلاش کیا، نہ ملا معلوم نہیں اور کیا لکھا تھا ایک سوال دربارہ عرس یاد ہے عرس شریف کا ثبوت شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنے رسالہ ذبیحہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دیا ہے، شاہ صاحب موصوف اور ان کے اب وجد عرس کرتے ہیں، ایک پنجابی نے اس پر اعتراض کیا جس کا جواب شاہ صاحب نے حدیث سے دیا، کلام اُس عرس شریف میں ہے جو منکرات شرعیہ سے خالی ہو، اس میں خیر کے سوا کیا ہے، اور خیر کا بعینہ منقول ہونا کچھ ضرور نہیں، یہ مسئلہ صدیق و فاروق و صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں طے ہو لیا کہ اگرچہ حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا مگر کام خیر ہے لہذا کیا جائے اور اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہوا۔ سوال کا جواب تو اتنا ہے مگر مدارس کی تعمیر اور ان میں مدرسین کا تنخواہوں کے ساتھ تقرر اور اس میں درس نظامی یا اور کسی مقرر کردہ نصاب کا تعین اور ان میں ماہانہ و سالانہ امتحان اور اس میں کامیابیوں کے نمبر اور ان پر انعام اور کتابیں چھاپنا، کمیشن مقرر کرنا وغیرہ ہزاروں باتیں منکرین میں رائج ہیں وہ سب بھی اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں، مجھے تعجب ہے کہ ان باتوں کی تصریح امام اعظم سے کہاں انہیں ہاتھ لگی ہو نہی اپنے اور اپنے اہل و عیال کے فرض و واجب واجب نفقہ کا کوٹ انسپکٹری سے ادا کرنا بھی امام اعظم کے ارشاد سے کیوں نہ محتاج تصریح ہوا، بچوں کو دعا، فقط

مسئلہ ۶۳: از مدرسہ اہلسنت و جماعت بریلی مسئلہ مولوی محمد افضل صاحب کابلی طالب علم مدرسہ مذکور ۱۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۶ھ

سزایم، برگنا ہم لازم آمد پس آنگہ رحمتش نہ باہم آمد

بگو گفتی خطائے یا صوابم بسا اسرار اینجا باہم آمد

(میرے گناہ پر مجھے سزا ملنا لازم ہے تو اس وقت اس (اللہ تعالیٰ) کی رحمت مہیا نہ ہوئی)

اے مفتی! بتائیں نے غلط کہا یا درست کہا، بہت سے راز اس جگہ حاصل ہوئے ہیں ت

الجواب:

۱	مسلمان راسخ لازم کہ کردست	کہ قول اعتزالی ظالم آمد
۲	وگر یابد سزا کامل نیابد	کہ عفو ش بہر مومن لازم آمد
۳	وگر بالفرض ازو چیزے نہ بختد	ز نقصان رحمتش خود سالم آمد
۴	کہ یرحم من یشاء لاکل فرد	یعذب من یشاء ہم قائم آمد
۵	بدنیار حمتش بر جملہ عام ست	یعقبے خاص حظ مسلم آمد
۶	ثوابش بہر مومن منتهی نیست	عذابش بہر کافر دائم آمد
۷	برائے ہر صفت مظہر بکار ست	کہ اوذو انتقام وراحم آمد

واللہ تعالیٰ اعلم

- (۱) مسلمان کے لیے سزا کس نے لازم کی ہے کہ یہ تو ظالم معتزلی کا قول ہے۔
 (۲) اور اگر اس نے سزا پائی تو بھی کامل سزا نہ پائے گا۔ کیونکہ مومن کے لیے عفو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر لازم ہے۔
 (۳) اگر بالفرض اللہ تعالیٰ مومن کی خطا معاف نہ فرمائے تو بھی اس کی رحمت نقصان سے مبرا ہے۔
 (۴) کیونکہ وہ جس پر چاہے رحم فرماتا ہے نہ کہ ہر فرد پر، جس کو چاہے عذاب دیتا ہے۔ (یہ حکم) بھی قائم ہے۔
 (۵) دنیا میں اس کی رحمت سب کو عام ہے، آخرت میں خاص مسلمان کا حصہ ہے۔
 (۶) مومن کے لیے اس کے ثواب کی انتہا نہیں ہے، کافر کے لیے اس کا عذاب دائمی ہے۔
 (۷) اس کی ہر صفت کا کوئی مظہر ہے، کیونکہ وہ انتقام لینے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

مسئلہ ۶۵: از کانپور مرسلہ مولوی سلیمان صاحب مورخہ ۱۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۱ھ

میلاد شریف کارواج کب سے ہے اور خاص ذکر پیدائش کے وقت تعظیماً قیام کرنا کہاں سے ثابت ہے؟

الجواب:

مجلس میلاد مبارک و قیام کا ثبوت ہزاروں بار دے دیا، اور اب اجماعاً یہ ہے کہ ان کا ثبوت وہاں سے ہے جہاں سے وہابیہ کے کفر کا ثبوت آیا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۶: مسئلہ شفیع احمد فقیر قادری رضوی طالب علم مدرسہ منظر اسلام ۲۱ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۶ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شرح عقائد عضدیہ^۱ لمحقق الدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے خطبہ میں ہے۔

یا من وفقنا لتحقيق العقائد الإسلامية وعصمنا عن التقليد في الأصول والفروع الكلامية ^۱	اے وہ ذات جس نے ہمیں عقائد اسلامیہ کی تحقیق کی توفیق عطا فرمائی اور ہمیں اصول کلامیہ اور فروع کلامیہ میں تقلید سے بچایا۔

اور یہ بھی مشہور ہے:

لا تقلید فی الاعتقادیات ^۲	اعتقادات میں تقلید نہیں۔ (ت)

حضور اگر ایسا ہے تو جاہل کے لیے یہ کیوں ہے کہ جب اس کے سامنے کوئی عقیدہ پیش کیا جائے اور یہ نہ جانتا ہو تو کہے میرا وہ عقیدہ ہے جو اہل سنت کا ہے بلکہ کوئی جاہل بلکہ اکثر معمولی عالم اکثر عقائد کے استدلال نہیں جانتے اور ہم اکثر ثبوت عقائد میں اقوال ائمہ پیش کرتے ہیں اور یہ طریق اثبات تصانیف علمائے عظام میں موجود یا اس کے معنی یہ ہیں کہ عقائد کا علم یقینی مثل علم امر محقق ہو، نہ علم ظنی مثل علم مرد مقلد۔

الجواب:

جس طرح فقہ میں چار اصول ہیں، کتاب سنت، اجماع، قیاس، عقائد میں چار اصول ہیں، کتاب، سنت، سواد اعظم، عقل صحیح، تو جو ان میں ایک کے ذریعہ سے کسی مسئلہ عقائد کو جانتا ہے دلیل سے جانتا ہے نہ کہ بے دلیل محض تقلید اہل سنت ہی سواد اعظم اسلام ہیں، تو ان پر حوالہ دلیل پر حوالہ ہے نہ کہ تقلید۔ یوں ہی اقوال ائمہ سے استناد اسی معنی پر ہے کہ یہ اہلسنت کا مذہب ہے ولہذا ایک دوسرے میں علماء کبار ہی سہی اگر جمہور و سواد اعظم کے خلاف لکھیں گے اس

^۱ الدوانی علی العقائد العضدیہ خطبۃ الكتاب مطبع مجتبائی، دہلی ص ۲

وقت ان کے اقوال پر نہ اعتماد جائز نہ استناد کہ اب یہ تقلید ہوگی اور وہ عقائد میں جائز نہیں، اس دلیل اعنی سواد اعظم کی طرف ہدایت اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمال رحمت ہے، ہر شخص کہاں قادر تھا کہ عقیدہ کتاب و سنت سے ثابت کرے، عقل تو خود ہی سمعیات میں کافی نہیں ناچار عوام کو عقائد میں تقلید کرنی ہوتی، لہذا یہ واضح روشن دلیل عطا فرمائی کہ سواد اعظم مسلمین جس عقیدہ پر ہو وہ حق ہے اس کی پہچان کچھ دشوار نہیں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت میں تو کوئی بد مذہب تھا ہی نہیں اور بعد کو اگرچہ پیدا ہوئے مگر دنیا بھر کے سب بد مذہب ملا کر کبھی اہلسنت کی گنتی کو نہیں پہنچ سکے، اللہ الحمد فقہ میں جس طرح اجماع اقویٰ الادلہ ہے کہ اجماع کے خلاف کا مجتہد کو بھی اختیار نہیں اگرچہ وہ اپنی رائے میں کتاب و سنت سے اس کا خلاف پاتا ہو یقیناً سمجھا جائے گا کہ یا فہم کی خطا ہے یا یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے اگرچہ مجتہد کو اس کا نسخہ نہ معلوم ہو، یونہی اجماع امت تو شے عظیم ہے سواد اعظم یعنی اہلسنت کا کسی مسئلہ عقائد پر اتفاق یہاں اقویٰ الادلہ ہے کتاب و سنت سے اس کا خلاف سمجھ میں آئے تو فہم کی غلطی ہے، حق سواد اعظم کے ساتھ ہے، اور ایک معنی پر یہاں اقویٰ الادلہ عقل ہے کہ اور دلائل کی حجت بھی اسی سے ظاہر ہوئی ہے مگر محال ہے کہ سواد اعظم کا اتفاق کسی برہان صحیح عقلی کے خلاف ہو، یہ گنتی کے جملے ہیں مگر مجملہ تعالیٰ بہت نافع و سود مند فعضوا علیہا بالانوا جن (پس ان کو مضبوطی سے ڈاڑھوں کے ساتھ پکڑ لو۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۱۶۶: از شہر محلہ کنبوہ کو ٹھی حامد حسین خاں صاحب رئیس مسئلہ شمشاد علی خان صاحب ۲۶ رجب ۱۳۳۶ھ

(۱) صحیح مسلم و دیگر صحاح میں بہ الفاظ مختلفہ واتحاد مطلب یہ حدیث وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امر اسلام ہمیشہ غالب رہے گا اور اس میں بارہ خلیفہ ہوں گے۔ دریافت طلب یہ ہے کہ ان بارہ کے اسماء مبارک کیا ہیں؟

(۲) وہ خلفائے دوازده گانہ کل کے کل اختیار ہوں گے یا کہ بعض اچھے اور بعض بُرے، اور اگر کہا جائے کہ سب اُن میں اچھے نہ تھے بلکہ کچھ ایسے بھی تھے جو کہ خیر الناس نہیں کہے جاسکتے، یہ تفصیل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائی ہے یا دیگر علماء نے؟

(۳) وہ بارہ "خلفاء زبیدہ مسند خلافت ہو چکے یا یہ کہ ابھی کچھ باقی ہیں؟

(۴) چونکہ احادیث متعلقہ خلفاء اثنی عشر میں یہ مسئلہ وارد ہوا ہے کہ اسلام ختم نہ ہو گا تا وقتیکہ بارہ خلفاء پورے نہ ہو لیں اگر خلفاء دنیا میں رونق افزائے عالم ہو کر اپنی تعداد پوری کر چکے ہیں تو اب

حسب مفاد حدیث اسلام و اسلامیان دنیا میں باقی ہیں یا کیا؟

(۵) شرح فقہ اکبر ملا علی قاری کہ صفحہ ۸۲ یا کسی دوسرے صفحہ پر بارہ خلفاء کے جو نام ظاہر کیے گئے ہیں وہ صحیح ہیں یا غلط؟

الجواب:

اصل یہ ہے کہ امور غیب میں اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جتنی بات بیان فرمائیں اتنی یقیناً حق ہے اور جس قدر ذکر نہ فرمائیں اس کی طرف یقین کی راہ نہیں کہ غیب بے خدا و رسول کے بتائے معلوم نہیں ہو سکتا لہذا اس حدیث کے معنی میں زمانہ تابعین سے اشتباہ رہا۔ مہلب نے فرمایا:

لم التی احدا یقطع فی هذا الحدیث بمعنی ^۱ ۔	میں نے کوئی ایسا نہ پایا کہ اس حدیث کی کوئی مراد قطعی بتاتا۔

امام قاضی عیاض مالکی نے شرح صحیح مسلم میں بہت احتمالات بتا کر فرمایا:

وقد یحتمل وجوهاً آخراً واللہ اعلم بہم اذ نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ^۲ ۔	یعنی اس کے سوا حدیث میں اور احتمال بھی نکل سکتے ہیں اور اللہ اپنے نبی کی مراد خوب جانے، جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

امام ابن جوزی کشف المشکل میں لکھتے ہیں:

قد اطلت البحث عن معنی هذا الحدیث وطلبته فی مظانہ و سألته عنہ فمأیة احدثاً وقع علی المقصود بہ ^۳ ۔	میں نے مدتوں اس حدیث کے معنی کی تفتیش کی اور جہاں جہاں گمان تھا وہ کتابیں دیکھیں اپنے زمانے کے ائمہ سے سوال کئے مگر مراد متعین نہ ہوئی۔

اور ہو کیونکر کہ جس غیب کی اللہ و رسول تفصیل نہ فرمائیں اس کی تفصیل قطعاً کیونکر معلوم ہو، ہاں لوگ لگتے لگاتے ہیں جن میں سے کسی پر یقین نہیں، البتہ یہ معیار صحیح ہے کہ حدیث میں جو جو نشان اُن بارہ خلفاء کے ارشاد ہوئے جس معنی میں نہ پائے جائیں باطل ہیں اور جس میں پائے جائیں وہ احتمالی

^۱ فتح الباری بحوالہ المہلب کتاب الاحکام تحت الحدیث ۲۲۲ و ۲۲۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۱۸۱

^۲ شرح صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الناس تبع لقریش قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۹/۲

^۳ کشف المشکل کتاب الاحکام باب الاستخلاف تحت الحدیث ۲۲۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۸/۲۹۵

طور پر مسلم ہوگا نہ کہ یقینی، احادیث باب میں ان کے نشان یہ ہیں۔

(۱) کلہم من قریش سب قریشی ہوں گے رواہ الشیخان^۱

(۲) وہ سب بادشاہ و والیان ملک ہوں گے، صحیح مسلم میں ہے:

لا یزال امر الناس ماضیا ما ولہم اثنا عشر رجلا کلہم من قریش ^۲	خلافت اس وقت تک جاری رہے گی جب تک بارہ مرد (خلفاء) حکمران رہیں گے جو سب قریش میں سے ہوں گے۔ (ت)

مسند احمد و زار و صحیح مستدرک میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن ہے:

انہ سئل کم تملک هذه الامة من خليفة فقال سألنا عنها رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقال اثنا عشرة كعدة نقباء بني اسرائيل ^۳	عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا کہ کتنے خلفاء اس امت کے حکمران بنیں گے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا وہ بنی اسرائیل کے نقیبوں کی تعداد کے مطابق بارہ ^۴ ہوں گے۔ (ت)

(۳) اُن کے زمانے میں اسلام قوی ہوگا صحیح مسلم میں ہے:

لا یزال الاسلام عزیزا الی اثنی عشر خليفة کلہم من قریش ^۴	بارہ خلفاء کی حکومت پوری ہونے تک اسلام غالب رہے گا، وہ سب قریشی ہوں گے۔ (ت)

(۴) اُن کا زمانہ زمانہ صلاح ہوگا، زرار و طبرانی و ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

لا یزال امر امتی صالحا ^۵	(بارہ ^۶ خلفاء کی خلافت تک) میری امت کا معاملہ درست رہے گا۔ (ت)

^۱ صحیح مسلم کتاب الامارة باب الناس تبع لقریش قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۹/۲

^۲ صحیح مسلم کتاب الامارة باب الناس تبع لقریش قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۹/۲

^۳ مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن مسعود المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۳۹۸، مجمع الزوائد بحوالہ بزار وغیرہ باب الخلفاء الاثنا عشر دار الکتب بیروت ۱۹۰/۵

^۴ صحیح مسلم کتاب الامارة باب الناس تبع لقریش قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۹/۲

^۵ کنز العمال بزمطرب وابن عساکر عون الخ حدیث ۳۸۸۴۹ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۲/ ۳۲

(۵) اُن پر اجتماع امت ہوگا یعنی اہل حل و عقد انہیں والیٰ ملک و خلیفہ صدق مانیں گے، سنن ابی داؤد میں ہے:

لا يزال هذا الدين قائماً حتى يكون عليكم اثنا عشر خلیفۃ کلہم تجتمع علیہ الامۃ ^۱	یہ دین اس وقت تک قائم رہے گا جب تک تم پر بارہ خلفاء حاکم ہوں، جن پر تمام امت متفق ہوگی۔ (ت)

(۷۶) وہ سب ہدایت و دین حق پر عمل کریں گے ان میں سے دو اہلیت رسالت سے ہوں گے۔ استاذ امام بخاری و مسلم مسدود کی مسند کبیر میں ابوالجبل سے ہے:

انه لا تهلك هذه الامۃ حتى يكون منها اثنا عشر خلیفۃ کلہم یعمل بالہدی و دین الحق، منهم رجلا من اہل بیت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ^۲	بے شک یہ امت اس وقت تک ہلاک نہ ہوگی جب تک ان میں بارہ خلفاء حکمران ہوں گے، وہ سب ہدایت و دین حق پر عمل کریں گے ان میں سے دو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہلیت میں سے ہوں گے۔ (ت)

لگتے لگانے والوں میں جس نے سب طرق حدیث نہ دیکھے ایک آدھ طریق کو دیکھ کر کوئی احتمال نکال دیا جیسے ابوالحسین بن مناوی نے یہ معنی لیے کہ ایک وقت میں بارہ خلیفہ ہوں گے یعنی اس قدر اختلاف یہ فقط اُس لفظ مجمل بخاری پر بن سکتا تھا اور الفاظ دیکھئے تو کہاں اس درجہ افتراق اور کہاں اجتماع اور ایسی حالت میں اسلام کے قوی و غالب و قائم اور امر امت کے صالح ہونے کے کیا معنی؟ اس قبیل سے علی قاری کا یہ زعم باتباع ابن حجر شافعی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آخر ولایت بنی امیہ تک ۱۲ ہوئے اور ان میں یزید پلید علیہ ماعلیہ کو بھی گناہ یا حالانکہ اُس خبیث کے زمانہ کو قوت دین و صلاح سے کیا تعلق، یہ احادیث دیکھ کر اس قول کی گنجائش نہ ہوتی، مگر صرف ۱۲ سلطنتیں نگاہ میں تھا اور حق یہ کہ اُس خبیث پر اجتماع اہل حل و عقد کب ہوا، ریحانہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس کے دستِ ناپاک پر بیعت نہ کرنے ہی کے باعث شہید ہوئے، اہل مدینہ نے اُس پر خروج کیا۔ عبد اللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

^۱ سنن ابی داؤد کتاب المہدی آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۳۲

^۲ فتح الباری بحوالہ مسدود فی مسند الکبیر تحت الحدیث ۷۲۲ و ۷۲۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۴/ ۱۸۳

نے فرمایا:

واللہ ماخر جنا علی یزید حتی خفنا ان نر می بالحجارة من السماء ان رجلا ینکح امہات الاولاد والبنات والاخوات ویشرب الخمر ویذبح الصلوة ^۱ ۔	خدا کی قسم ہم نے یزید پر خروج نہ کیا جب تک یہ خوف نہ ہوا کہ آسمان سے پتھر آئیں، ایسا شخص کہ بہن بیٹی کی آبروریزی کرے اور شراب پئے اور تارک الصلوة ہو۔ (ت)

غرض جمیع طرق حدیث سے یہ قول باطل ہے، حدیث میں کہیں نہیں کہ وہ سب بلا فصل یکے بعد دیگرے ہوں گے۔ ان میں سے آٹھ گزر گئے صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی، علی مرتضیٰ، حسن مجتبیٰ، امیر معویہ، عبد اللہ بن زبیر، عمر بن عبد العزیز، اور ایک یقیناً آنے والے ہیں، حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین باقی تین کی تعیین اللہ و رسول کے علم میں ہے، عجب عجب ہزار عجب کہ ان میں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ صحابی ابن صحابی ہیں، امام عادل ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بھتیجے ہیں، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسہ ہیں، احد العشرة المبشرہ کے صاحبزادے ہیں شانہ کیے جائیں، اور وہ خبیث ناپاک معدود ہو جسے امیر المومنین کہنے پر امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو بیس تازیانے لگائے۔ نسأل اللہ العفو والعافیۃ (ہم اللہ تعالیٰ سے معافی و عافیت طلب کرتے ہیں۔ ت) عبد اللہ بن زبیر بھی درکنار، خود امام مجتبیٰ کو نہ گنا کہ ان کی خلافت کا زمانہ قلیل تھا اور ولید کو گنا جس نے قرآن عظیم کو دیوار میں لٹکا کر تیروں سے چھیدا۔ ایسے بے سرو پا بے معنی اقوال کی سند نہیں ہوتی بلکہ وہ ایک متاخر عالم کی خطائے رائے ہے عصمت انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا کسی کے لیے نہیں، نسأل اللہ العفو والعافیۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۲: مرسلہ موضع بہوبت پور ڈاکخانہ اتراؤں ضلع الہ آباد سائل امیر اللہ قصاب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عالم صاحب قیام محفل میلاد شریف کو منع کرتے ہیں جو ہر وقت ذکر ولادت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ اس کا ثبوت کہیں نہیں ہے و نیز یہ بھی کہتے ہیں کہ نام جب آتا ہے تو لوگ انگوٹھا چومتے ہیں اس کا بھی کہیں ثبوت نہیں یہ سب بیجا ہے اور گناہ ہے، ایسے عالم کے لیے کیا حکم ہے؟ اور ان سے مرید ہونا اور انکے پیچھے نماز پڑھنا کیا ہے؟ اور یہ امور مذکورہ یعنی قیام اور بوسہ دینا انگوٹھے کا بروقت نام پاک آنے

^۱ الصواعق المحرقة الخاتمة فی بیان اعتقاد اہل السنة مکتبہ مجیدیہ ملتان ص ۲۲۱

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کیا اس کا کہیں ثبوت ہے؟ امید کہ قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت دیا جائے، یہاں پر سخت جھگڑا اس کی بابت ہے، لہذا جواب جلد مرحمت ہو۔

الجواب:

ایسا شخص عالم نہیں ہو سکتا جسے اتنی تمیز نہ ہو کہ منع کرنے اور گناہ کہنے کو ثبوت منع درکار ہے جس چیز سے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع نہ فرمایا یہ منع کرنے والا کون اس کے لیے عدم ثبوت کافی جاننا سخت جہل شدید ہے، ثبوت تو منع کا بھی نہیں، تو اسی کے منہ ثابت ہوا کہ وہ اس ممانعت کے سبب گنہگار ہے، آج کل ان چیزوں کے مانعین اکثر وہابی ہوتے ہیں، اور وہابی بے دین ہیں ان کی بات سننا حرام ہے، اور ایسے شخص کا مرید ہونا سخت اشد گناہ کبیرہ ہے اور اس کے پیچھے نماز باطل محض۔ کما حققنا فی النہی الاکید (جیسا کہ ہم نے (رسالہ) النہی الاکید میں اسکی تحقیق کی ہے۔ ت) قیام کا ثبوت ہمارے رسالہ اقامۃ القیامہ میں ہے، اور بوسہ انگشت میں ہماری مبسوط کتاب منیر العین ہے جسے طبع ہوئے ۲۳ برس ہوئے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۳: از شہر بانس منڈی دکان عزیز اللہ مرسلہ کریم بخش چڑھ فروش ۱۹ رمضان ۱۳۳۶ھ

زید نے کہا کہ جو شخص روزہ رکھے گا نماز پڑھے گا اور جتنے ارکان شرعی ہیں وہ سب ادا کرے گا وہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں ہے اور وہ بہشت میں جائے گا اور جو رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برخلاف ہو گا وہ دوزخ میں جائے گا اور نہ اس کی بخشش ہے اور نہ وہ امت میں ہے۔ بکر نے کہا جو روزہ نہ رکھے نماز نہ پڑھے جتنے ارکان شرعی ہیں وہ سب نہ ادا کرے مگر کلمہ گو ہو وہ بخشا جائے گا۔

الجواب:

دونوں قول گمراہی و ضلالت ہیں، پہلا قول خارجیوں کا ہے کہ مرتکب کبیرہ کو کافر کہتے ہیں، دوسرا نیچریوں کا ہے کہ زری کلمہ گوئی کافی جانتے ہیں، مسلمانان اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ جو ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہو یا عزوجل یا قرآن عظیم یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی یا ملک کی توہین کرے غرض کوئی قول یا فعل نافی و منافی ایمان و قطعاً قاطع اسلام کرے وہ کافر ہے اگرچہ لاکھ کلمہ گو نمازی روزہ دار ہو، اور جو عقیدہ و دین میں مسلم سالم ہے، اگر ایک

وقت کی نماز قصداً یا ایک فرض روزہ عمدً ترک کرے یا کسی گناہ کا مرتکب ہو اللہ عزوجل چاہے تو اس پر عذاب کرے اور یہ اس کا عدل ہے چاہے بخش دے اور یہ اس کا فضل ہے۔

بے شک اللہ تعالیٰ اسے نہیں بخشتا کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

"إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ" ۱۔

مسئلہ ۷۴: ازاردہ نگلہ ڈاک خانہ اچھنیرہ ضلع آگرہ مرسلہ صادق علی خان صاحب ۲۸ شوال ۱۳۳۶ھ

زید کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذاتِ پاک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برابر پیدا کر سکتا ہے مگر بموجب اپنے وعدہ کے پیدا نہیں کرے گا۔ زید کا امام نماز ہونا محققین علماء کے نزدیک درست ہے یا نہیں؟

الجواب:

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بہت فضائل جلیلہ وخصائص کریمہ ناقابل اشتراک ہیں جیسے افضل الانبیاء خاتم النبیین، سید المرسلین، اول خلق اللہ، افضل خلق اللہ، اول شافع، اول مشفع، نبی الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اگر اس وقت اس طرف قائل کا ذہن نہ گیا محض عموم قدرت پیش نظر تھا اسے تفہیم کی جائے، اگر تابع حق و طالب حق ہوگا ضرور سمجھ جائے گا۔ اور اپنی غلطی سے باز آئے گا۔ اور اگر باوصف تقسیم عناد و استکبار و لداد و اصرار کرے تو ضرور بدمذہب ہے، اسے امام بنانا ہرگز جائز نہیں اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب، یہ بھی اس وقت ہے کہ قول مذکور بعلت وہابیت نہ ہو، ورنہ اب دیوبندیوں نے وہابیہ میں اسلام کا نام نہ رکھا جو ان کے مثل اللہ و رسول کی شدید واضح و قابل تاویل توہینیں کرتے ہیں خود کافر ہیں، ورنہ اتنا ضرور ہے کہ ان توہینوں کے کرنے والوں کو کافر نہیں کہتے یہ ان کے صدقے میں کافر ہوئے علمائے حریم شریفین دیوبندیوں کی نسبت تحریر فرما چکے کہ من شک فی کفرہ فقد کفر۔^۲ جو ان کے کفر

میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ (اللہ بچائے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۷۵: از کلکتہ ڈاک خانہ بالی گنج ٹرایاؤ نمبر ۱۰۱۰ مسؤلہ فیض محمد تاجر در بازار مستری ہادی مرحوم۔

حضور قطب الاقطاب سیدنا و مولانا محبوب سبحانی غوث الصمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اپنے رسالہ غنیۃ الطالبین میں مذہب خفیہ کو گمراہ فرقہ میں مندرج فرمایا ہے اس کو اچھی طرح سے حضور واضح فرما کر تسکین و تشفی بخشش کہ وسوسہ و خطرات نفسانی و شیطانی رفع ہو جائیں، عبدالعظیم نامی ضلع غازیپور کے باشندے نے ایک رسالہ تصنیف کیا ہے جس میں رسالہ تقویۃ الایمان عرف تقویۃ الایمان کے مضمون کو مکتوبات مخدوم الملک رحمۃ اللہ علیہ و مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور بھی بزرگان دین کے مکتوبات سے دکھلایا ہے و ثابت کیا ہے کہ ان بزرگوں نے اپنے مکتوبات میں تقویۃ الایمان سے بھی سخت سخت الفاظ نام بنام لکھا ہے کہ اللہ چاہے تو فلاں کو مردود کر دے و فرعون و نمرود کو چاہے مقبول کرے، سینکڑوں کعبہ تیار کر دے وغیرہ وغیرہ۔

اب خاکسار عرض کرتا ہے کہ یا تو کوئی رسالہ ان کے جواب میں شائع فرمایا ہو تو بذریعہ ریلوے ڈاک پارسل ارسال ہو یا واضح خلاصہ جواب ارقام ہو و السلام مع الاکرام۔

غنیۃ الطالبین کے مضامین سے زیادہ اس لیے انتشار ہے کہ دونوں حضرات سے تعلق و رشتہ و ایمان و ایقان کا سلسلہ ملحق ہے، حنفی اگر مذہب ہے تو قادری مشرب ہے، اب ذرا بھی ان دونوں پیشوا کی طرف سے ریب و شک و امنگیر ہوا کہ بہت بڑا حملہ ایمان پر ہونے کا خوف و ڈر ہے، اللہ میرے حال زار پر رحم فرمائیں اس وقت میرے لیے بہت بڑا امتحان مد نظر ہے۔ زیادہ حد اب۔

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ط

مکرم کرم فرما کر کم اللہ تعالیٰ و علیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

اولاً: کتاب غنیۃ الطالبین شریف کی نسبت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تو یہ خیال ہے کہ وہ سرے سے حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہی نہیں مگر یہ نفی مجر د ہے۔ اور امام حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی کہ اس کتاب میں بعض مستحقین عذاب نے الحاق کر دیا ہے، فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں:

یعنی خبر دار دھوکا نہ کھانا اس سے جو امام الاولیاء

وایاک ان تغتربا وقع

في الغنية لامام العارفين وقطب الاسلام والمسلمين الاستاذ عبد القادر الجيلاني رضى الله تعالى عنه فانه دسه عليه فيها من سينتقم الله منه والافهو برئ من ذلك¹	سرور اسلام و مسلمين حضور سيدنا شيخ عبدالقادر جيلاني رضى الله تعالى عنه كى غنيه ميں واقع ہوا کہ اس كتاب ميں اسے حضور پر افتراء کر کے ایسے شخص نے بڑھا دیا ہے کہ عنقریب الله عزوجل اس سے بدلہ لے گا، حضرت شيخ رضى الله تعالى عنه اس سے بری ہیں۔

ہیچا اسی کتاب میں تمام اشعریہ یعنی اہلسنت وجماعت کو بدعتی، گمراہ، گمراہ گر لکھا ہے کہ:

خلاف اس کے جو اشاعرہ نے کہا کہ الله تعالى کا کلام ایسا معنی ہے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے اور الله تعالى ہر بدعتی، گمراہ و گمراہ گر کے لیے کافی ہے۔ (ت)	خلاف ماقلت الاشعرية من ان كلام الله معنى قائم بنفسه والله حسيب كل مبتدع ضال مضل²

کیا کوئی ذی انصاف کہہ سکتا ہے کہ معاذ اللہ یہ سرکار غوثیت کا ارشاد ہے جس کتاب میں تمام اہلسنت کو بدعتی، گمراہ گمراہ گر لکھا
ہے اس میں حنفیہ کی نسبت کچھ ہو تو کیا جائے شکایت ہے۔ لہذا کوئی محل تشویش نہیں۔

علاوہ: پھر یہ خود صریح غلط اور افتراء پر افتراء ہے کہ تمام حنفیہ کو ایسا لکھا ہے غنیۃ الطالبین کے یہاں صریح لفظ یہ ہیں کہ:

هم بعض اصحاب ابی حنیفة³	وہ بعض حنفی ہیں۔

اس نے نہ حنفیہ پر الزام آسکتا ہے نہ معاذ اللہ حنفیت پر، آخر یہ تو قطعاً معلوم ہے اور سب جانتے ہیں کہ حنفیہ میں بعض معتزلی
تھے، جیسے زرخشری صاحب کشاف و عبد الجبار و مطرزی صاحب مغرب و زاہدی صاحب قینہ و حاوی و مجتبے، پھر اس سے حنفیت و
حنفیہ پر کیا الزام آیا۔ بعض شافعیہ زیدی رافضی ہیں اس سے شافعیہ و شافعیہ پر کیا الزام آیا۔ نجد کے وہابی سب حنبلی ہیں پھر

¹ الفتاویٰ الحدیثیہ مطلب ان مافی الغنیۃ للشیخ عبدالقادر مطبعة الجبالیہ مصر ص ۱۳۸

² الغنیۃ لطالبی طریق الحق فصل فی اعتقاد ان القرآن حروف مفہومۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۹۱

³ الغنیۃ لطالبی طریق الحق فصل واما الجہمیۃ الخ ادارہ نشر و اشاعت علوم اسلامیہ پشاور ۹۱

اس سے حنبلیہ و حنبلیت پر کیا الزام آیا، جانے دو رافضی خارجی معتزلی وہابی سب اسلام ہی میں نکلے اور اسلام کے مدعی ہوئے پھر معاذ اللہ اس سے اسلام و مسلمین پر کیا الزام آیا۔

رابعا: کتاب مستطاب بھجۃ الاسرار میں بسند صحیح حضرت ابوالفتح محمد بن ازہر صریفینی سے ہے مجھے رجال الغیب کے دیکھنے کی تمنا بھی مزار پاک امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور ایک مرد کو دیکھا دل میں آیا کہ مردانِ غیب سے ہیں وہ زیارت سے فارغ ہو کر چلے یہ پیچھے ہوئے ان کے لیے دریائے دجلہ کا پاٹ سمٹ کر ایک قدم بھر کا رہ گیا کہ وہ پاؤں رکھ کر اس پار ہو گئے انہوں نے قسم دے کر روکا اور ان کا مذہب پوچھا، فرمایا:

حنفی مسلم وما انا من المشرکین۔	ہر باطل سے الگ مسلمان، اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں، (ت)

یہ سمجھے کہ حنفی ہیں، حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں عرض کے لیے حاضر ہوئے حضور اندر ہیں دروازہ بند ہے ان کے پہنچتے ہی حضور نے اندر سے ارشاد فرمایا: اے محمد! آج روئے زمین پر اس شان کا کوئی ولی حنفی المذہب نہیں^۱۔ کیا معاذ اللہ گمراہ مذہب لوگ اولیاء اللہ ہوتے ہیں جن کی ولایت کی خود سرکار غوثیت نے شہادت دی، وہ وہابی رسالہ نظر سے نہ گزرا، یہاں چند امور واجب الحاظ ہیں۔

اولاً وہ کلمات جو ان کتب سے مخالف نے نقل کیے اسمعیل دہلوی کے کلمات ملعونہ کے مثل ہوں ورنہ استشاد مردود، یہاں یہ نکتہ بھی یاد رہے کہ بعض متحمل لفظ جب کسی مقبول سے صادر ہوں بحکم قرآن انہیں معنی حسن پر حمل کریں گے، اور جب کسی مردود سے صادر ہوں جو صریح توہینیں کر چکا ہو تو اس کی خبیث عادت کی بنا پر معنی خبیث ہی مفہوم ہوں گے کہ:

کل اناء یتروح بما فیہ صرح بہ الامام ابن حجر المکی رحمۃ اللہ تعالیٰ۔	ہر برتن سے وہی کچھ باہر آتا ہے جو اس کے اندر ہوتا ہے، امام حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ (ت)

ثامناً: وہ کتاب محفوظ مصون ہونا ثابت ہو جس میں کسی دشمن دین کے الحاق کا احتمال نہ ہو جیسے ابھی غنیۃ الطالبین شریف میں الحاق ہونا بیان ہوا، یونہی امام حجتہ الاسلام غزالی کے کلام

^۱ بھجۃ الاسرار ذکر فصول من کلامہ مرصعاً بشیخی من عجائب احوالہ مختصر ادار الکتب العلمیہ بیروت ص ۱۵۲

میں الحاق ہوئے اور حضرت شیخ اکبر کے کلام میں تو الحاقات کا شمار نہیں جن کا شافی بیان امام عبدالوہاب شعرانی نے کتاب الیواقیت والجواہر میں فرمایا اور فرمایا کہ خود میری زندگی میں میری کتاب میں حاسدوں نے الحاقات کیے، اسی طرح حضرت حکیم سنائی و حضرت خواجہ حافظ و غیر ہما اکبر کے کلام میں الحاقات ہونا شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ اثناء عشریہ میں بیان فرمایا، کسی الماری میں کوئی قلمی کتاب ملے اس میں کچھ عبارت ملنی دلیل شرعی نہیں کہ بے کم و بیش مصنف کی ہے پھر اس قلمی نسخہ سے چھاپا کریں تو مطبوعہ نسخوں کی کثرت کثرت نہ ہوگی اور ان کی اصل وہی مجہول قلمی ہے جیسے فتوحات میکہ کے مطبوعہ نسخے۔

تالیف: اگر بے سند ہی ثابت ہو تو تواتر و تحقیق درکار امام حبیہ الاسلام غزالی وغیرہ اکابر فرماتے ہیں:

لا تجوز نسبة مسلم الى كبيرة من غير تحقيق، نعم يجوز ان يقال قتل ابن ملجم علياً فان ذلك ثبت متواتراً ¹	بلا تحقیق مسلمان کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت کرنا جائز نہیں، ہاں یوں کہنا جائز ہے کہ ابن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا، کیونکہ یہ خبر متواتر سے ثابت ہے۔ (ت)

جب بے تحقیق تمام عام مسلمان کلمہ گو کی طرف گناہ کی نسبت ناجائز ہے تو اولیاء کرام کی طرف معاذ اللہ کلمہ کفر کی نسبت بلا ثبوت قطعی کیسے حلال ہو سکتی ہے۔

رابطاً: سب فرض کر لیں تو اب وہابی کے جواب کا حاصل یہ ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی توہین بری نہیں کہ فلاں فلاں نے بھی کی ہے کیا یہ جواب کوئی مسلمان دے سکتا ہے، بفرض غلط توہین جس سے ثابت ہو وہ ہی مقبول نہ ہوگا نہ یہ کہ معاذ اللہ اس کے سب توہین مقبول ہو جائے۔

ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم والله تعالى اعلم۔ نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر بلند و عظمت والے اللہ کی توفیق سے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)	

مسئلہ ۷۸۶۷: مرسلہ محمد عبدالواحد خان صاحب بمبئی اسلامپورہ ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ

(۱) لامہدی الاعیسیٰ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کوئی مہدی نہیں۔ ت) کے متعلق کیا رائے ہے؟

¹ احیاء العلوم کتاب آفات اللسان الاثنا عشریة المشہد الحسینی القاہرہ ۱۳۵ / ۳

(۲) حضرت مہدی و عیسیٰ کے متعلق کس قدر حدیثیں وارد ہیں؟

(۳) قرآن شریف کی کن کن آیتوں سے ان کا رد ہو سکتا ہے؟

الجواب:

(۱) یہ حدیث صحیح نہیں، اور بضر صحت از قبیل:

لا وجع الاوجع العین ولا هم الا هم الدین ولا فتنی الا علی ولا سیف الا ذو الفقار۔	آنکھ کے درد کے سوا کوئی درد نہیں، دین کے غم کے سوا کوئی غم نہیں، حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے سوا کوئی سخی نہیں، اور ذو الفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں (ت)

کے قبیل سے ہے۔

(۲) حضرت مہدی و عیسیٰ کے بارے میں احادیث حد تو اتار کو پہنچی ہیں یہاں تک کہ ائمہ دین نے ان کا نزول اور انکا ظہور عقائد میں داخل فرمایا۔

(۳) قرآن عظیم کی جتنی آیتیں تعظیم انبیاء علیہم السلام کا حکم دیتی ہیں ان کی تکذیب پر تکفیر فرماتی ہیں، معجزات سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام گنتی ہیں، انکی نبوت و رسالت کی شہادت دیتی ہیں، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بتاتی ہیں، جھوٹے مدعی نبوت پر لعنت فرماتی ہیں، وہ سب قادیانی کے رد ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۹: مرسلہ عبد الجبار خاں طیب دھام پور ضلع بجنور ۲۷ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ

(۱) جو شخص کہ خلیفہ برحق سے برسر بغاوت و برسر پیکار ہو کیا وہ شخص قابل عزت و لائق احترام ہے اور اس کے نام کو لفظ حضرت و رحمۃ اللہ علیہ یا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ یاد کرنا لازم ہے خواہ صحابی ہوں یا غیر صحابی؟

(۲) کیا حضرت امیر معاویہ بمقابلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، باغی اور خطاکار تھے یا بطور اجتہاد ان کی رائے مختلف تھی جس میں ان پر بدعتی اور عصیان کا الزام عائد نہ ہوگا۔ تفصیل واضح مطلوب۔

(۳) کیا حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی انسان کسی نبی کے مرتبہ کے برابر ہو سکتا ہے یا زیادہ؟ یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مرتبہ انبیاء بنی اسرائیل کے برابر یا ان سے بالاتر ماننا واجب ہے؟ ایک شخص یہ دلیل بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایسے ہی سوال کے جواب میں یہ فرمایا کہ تم یہ سمجھ لو کہ حضرت آدم ایک بار گندم کھانے سے مورد عقاب ہوئے

اور میں نے اس قدر کھایا ہے وغیرہ، کیا یہ حدیث صحیح اور متواتر ہے اور کیا اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے جو شخص مذکور نکلتا ہے؟
(۴) کیا ہم کو اس بحث میں پڑنا زیبا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا رتبہ خلفائے ثلاثہ سے بالاتر اور ان کا کمتر ہے اور کیا یہ حنفیوں کے عقائد ضروریہ میں سے ہے؟ فقط۔

الجواب:

(۱) اہلسنت کے عقیدہ میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم فرض ہے اور ان میں سے کسی پر طعن حرام اور انکے مشاجرت میں خوض ممنوع، حدیث میں ارشاد:

اذا ذکر اصحابی فامسکوا ^۱ ۔	جب میرے صحابہ کا ذکر کیا جائے، (بحث و خوض سے) رُک جاؤ۔ (ت)

رب عزوجل کہ عالم الغیب والشاہدہ ہے اس نے صحابہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو قسمیں فرمائیں، مومنین قبل الفتح جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے راہِ خدا میں خرچ و جہاد کیا اور مومنین بعد الفتح جنہوں نے بعد کو، فریق اول کو دوم پر تفضیل عطا فرمائی کہ:

"لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَتْلٍ ^۱ أُولَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَتْلًا ^۲ ۔"	تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا، وہ مرتبہ میں اُن سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا۔ (ت)

اور ساتھ ہی فرمادیا۔ "وَكَلَّدَ عَلَیْهِمُ الْخُصْفُ"^۳۔ دونوں فریق سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا۔ اور ان کے افعال پر جاہلانہ نکتہ چینی کا دروازہ بھی بند فرمادیا کہ ساتھ ہی ارشاد ہوا۔ "وَاللَّهُ يَمَّا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ"^۴۔ اللہ کو تمہارے اعمال کی خوب خبر ہے، یعنی جو کچھ تم کرنے والے ہو وہ سب جانتا ہے بالینہ تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا خواہ سابقین ہوں یا لاحقین، اور یہ بھی قرآن عظیم سے ہی پوچھ دیکھئے کہ مولیٰ عزوجل جس سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا اُس کے لیے کیا فرماتا ہے:

^۱ المعجم الكبير حديث ۱۴۲۷ المكتبة الفيصلية بيروت ۹۶/۲

^۲ القرآن الكريم ۱۰/۵۷

^۳ القرآن الكريم ۱۰/۵۷

^۴ القرآن الكريم ۱۰/۵۷

بے شک جن سے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنم سے دُور رکھے گئے ہیں اس کی بھینک تک نہ سُنیں گے اور وہ اپنی من مانتی مرادوں میں ہمیشہ رہیں گے، انہیں غم میں نہ ڈالے گی بڑی گھبراہٹ، فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وعدہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

"إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ﴿١﴾ لَا يَخْسَعُونَ حَيْثُ يَسِيرُونَ ﴿٢﴾ وَهُمْ فِي مَا شَاءْتُمْ أَنْ نُسْهِمَ لَكُمْ خَالِدُونَ ﴿٣﴾ لَا يَصْرَعُهُمْ الْفَرَعُ ﴿٤﴾ أَلَا كَذِبُوا تَتْلِفُهُمُ الْمَلَائِكَةُ ۖ هَٰذَا يَوْمُكُمْ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٥﴾" ^۱

سچا اسلامی دل اپنے رب عزوجل کا یہ ارشاد عام سن کر کبھی کسی صحابی پر نہ سوءِ ظن کر سکتا ہے نہ اس کے اعمال کی تفتیش، بفرض غلط کچھ بھی کیا تم حاکم ہو یا اللہ، تم زیادہ جانو یا اللہ، "ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ" ^۲۔ (کیا تمہیں علم زیادہ ہے یا اللہ تعالیٰ کو، ت) دلوں کی جاننے والا سچا حاکم یہ فیصلہ فرما چکا کہ مجھے تمہارے سب اعمال کی خبر ہے میں تم سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا۔ اس کے بعد مسلمان کو اس کے خلاف کی گنجائش کیا ہے، ضرور ہر صحابی کے ساتھ حضرت کہا جائے گا، ضرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا جائے گا، ضرور اس کا اعزاز و احترام فرض ہے۔ "وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ" ^۳ (اگرچہ مجرم بُرا مانیں۔ ت)

(۲) اُس کا جواب بھی جواب اوّل سے واضح ہو چکا، بلاشبہ اُن کی خطا خطائے اجتہادی تھی اور اس پر الزامِ معصیت عائد کرنا اس ارشاد الہی کے صریح خلاف ہے۔

(۳) مسلمانوں کا اجماع ہے کہ کوئی غیر نبی کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا، جو کسی غیر نبی کو کسی نبی کے ہمسر یا افضل جانے وہ بالاجماع کافر مرتد ہے۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا مرتبہ انبیائے بنی اسرائیل یا کسی نبی سے بالا یا برابر ماننا واجب درکنار کفر خالص ہے اور ملعون افتراء کی حکایت عجب مضحکہ خیز ہے، گےہوں کھانا ہی اگر دلیلِ افضلیت ہو تو مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے اتنے گےہوں ہر گز نہیں کھائے جتنے زید و عمرو آج کل کھا رہے ہیں، اُس بادشاہِ ملک ولایت کی اکثر غذا با اتباعِ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو تھی، اور وہ بھی اکثر ایک وقت، اور وہ بھی پیٹ بھر کر نہیں۔ اور زید و عمرو رات دن میں دو دو وقت گےہوں کھاتے ہیں تو یہ معاذ اللہ آدم علیہ السلام سے

^۱ القرآن الکریم ۱۰۱/۱۰۳

^۲ القرآن الکریم ۱۴۰/۲

^۳ القرآن الکریم ۸/۸

بھی اور مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے بھی افضل ہوئے، اس فساد خوردن گندم بود (یہ گندم کھانے کا فساد ہے۔ ت) (۴) یہ نہ فقط حنفیہ بلکہ تمام اہلسنت کے عقائد کے خلاف ہے۔ اہلسنت کے نزدیک بعد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تمام اولین و آخرین سے افضل امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۳: از فراشی ٹولہ بریلی مرسلہ مقصود علی خان صاحب ۲۶ شعبان ۱۳۳۵ھ

زید کو لوگ عام طور پر کہتے ہیں کہ وہ وہابی ہے اور اس کے یہاں میلاد شریف اور تیجہ وغیرہ نہیں ہوتا اور قیام کے وقت بھی کھڑا نہیں ہوتا۔ زید نے میلاد شریف کرائی اور قیام کے وقت کھڑا ہوا اور دریافت کرنے پر وہ کہتا ہے کہ قرآن عظیم اور کلمہ شریف پڑھ کر ثواب میت کو پہنچانا جائز ہے لیکن تعین کے ساتھ تیجہ و برسی و چھماہی یہ نہ کرنا چاہیے بلکہ خواہ میت کے دوسرے روز خواہ تیسرے روز خواہ چوتھے روز مکتے پر یا خرمے پر یا کسی شے پر کلمہ شریف پڑھ کر ثواب میت کی ارواح کو پہنچانا جائز ہے اور اسی طرح ہر برسی و چھماہی کے لفظ سے اور گنتی دنوں سے نہ کرے بلکہ جس وقت چاہے کھانا پکوا کر فاتحہ دلوا دے، اور زید یہ بھی کہتا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف میں یہ میرا عقیدہ ہے کہ خدا سے کم زیادہ سب سے کہے یہی کلمہ ہے شایان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اور حضور کی تعظیم میں ذرا بھی فرق دل میں لائے تو وہ خارج از اسلام ہے، اور حضور پُر نور کو شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین سمجھے اور یہ سمجھے کہ مثل حضور کے نہ کوئی ہے نہ ہوا اور نہ ہو، اور اگر خداوند کریم حضور کو پیدا نہ کرتا تو تمام مخلوق کو پیدا نہ کرتا۔ ایسے عقیدے والے کو وہابی خیال کرنا چاہیے؟ اس پر اگر یہ خیال کیا جائے کہ اس نے کسی مصلحت سے ایسا کیا ہے لیکن اس کے دل میں ممکن ہے کہ اس کے خلاف ہو تو ایسی صورت میں کیا سمجھنا چاہیے اس کے زبانی اقرار کا اعتبار ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا ائو جروا (بیان فرماؤ اگر دیئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب:

تعین یوم کا انکار آج کل وہابیہ کا شعار ہے، اور جتنی باتیں اُس نے کہیں بڑے بڑے پکے وہابی کہہ لیتے ہیں اور بڑے بڑے اشد موقع پر مجلس و قیام بھی کر لیتے ہیں ان باتوں سے پہچان نہیں ہو سکتی۔ بلکہ زید سے مفصل عقائد وہابیہ دریافت کیے جائیں نیز اسماعیل دہلوی و تقویہ الایمان و براہین قاطعہ و تحذیر الناس و حفظ الایمان اور ان کے مصنفوں کی نسبت دریافت کیا جائے اگر سب باتوں کے جواب میں وہی کہے جو علمائے حرمین شریفین نے تحریر فرمایا تو ضرور اسے سُنی سمجھا جائے گا جب تک اس کا

خلاف ظاہر نہ ہو اور اگر اُس میں کسی بات کا جواب خلاف دے یا جو کچھ علمائے حریمین شریفین اُن کتابوں اور ان کے مصنفوں کی نسبت حکم ضلالت و کفر و ارتداد لگا چکے اس کے ماننے میں پھر پھر کرے تو وہ بلاشبہ سُنی نہیں ضرور منہم (انہی میں سے) ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۴: مولوی افضل صاحب بخاری طالب علم مدرسہ منظر الاسلام بریلی ۲۱ صفر ۱۳۳۶ھ

(۱) عرض اینست کہ ورد خواندن شرائط بسیار مذکورست عقل بعیدی پندارد تا کہ در وقت خواندن در نفس خطرات پیدامی شود یعنی کہ حضرت مآب آیامی بیندومی شنود۔	(۱) عرض یہ ہے کہ ورد پڑھنے میں شرائط بہت زیادہ مذکور ہیں جن کو عقل بعید سمجھتی ہے یہاں تک کہ ورد پڑھتے وقت دل میں خیالات پیدا ہونے لگتے ہیں، یعنی کیا رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیکھتے اور سنتے ہیں؟
(۲) جناب سید کائنات خود رحمت و روج اقدس اور رحمت فرستادن چہ فائدہ؟	(۲) سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب خود رحمت ہیں تو ان پر رحمت (درو) بھیجے گا کیا فائدہ ہے؟
(۳) پروردگار عالم چرا بر انبیاء علیہم السلام فرمود کہ اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر زمان ہر یک اگر مبعوث شد تو بروے ایمان آورد و غیرہ چرا کہ بروے معلوم بود کہ زمانہ خاص جلوه افروز میشود۔	(۳) پروردگار عالم نے انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کو کیوں ارشاد فرمایا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر ان کے زمانہ میں مبعوث ہوئے تو وہ آپ پر ایمان لائیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ آپ ایک خاص زمانے میں جلوه افروز ہوں گے۔
(۴) عرض اینست کہ اگر شخصے ایں عقیدہ داشتہ باشد بایں طور کہ بر اللہ تعالیٰ چیزے واجب نیست از جانب غیر لکن از طرف رحمت و فضل اگر خود بر خود واجب کردہ باشد جائزست چگونہ۔	(۴) عرض یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ کسی غیر کی جانب سے اللہ تعالیٰ پر کوئی شئی واجب نہیں لیکن وہ خود اگر اپنی رحمت و فضل سے اپنے ذمہ کرم پر کچھ واجب کر لے تو جائز ہے، یہ کیسا ہے؟

الجواب:

(۱) بلاشبہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام	(۱) بلاشبہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام

می بیندومی شنودائی ازی مالاترون واسبع مالا تسبعون
اطت السماء وحق لها ان تغط^۱ آواز اطمینان آسمان از پانصد
سالہ راہ می شنود از راہ دو یک ماہ چنان شنود ان اللہ تعالیٰ
قدر فعلى الدنيا فاننا انظر اليها و الى ما هو كائن فيها
الى يوم القيمة كائن انظر الى كفى هذه^۲ آنچه تا قیامت
آمدنی ست ہمہ را ہجو کف دست مبارکش می بیند آنچه از حالا
موجود ست چرا نہ بیند علیہ من الصلوات افضلها ومن التحیات
اکملها۔ اینارا عقل بعید نمی پندارد بلکہ وہم و ظن اکذب
الحديث ست چه جائے وہم، واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیکھتے اور سنتے ہیں (فرمان رسول ہے) بے شک میں وہ کچھ
دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں
سنتے، آسمان نے چیخ ماری ہے اور اس کو چیخ ماری چاہیے۔ جب
وہ پانچ سو سال کی راہ سے آسمان کی چیخ کی آواز سنتے ہیں تو ایک
دو ماہ کی راہ سے کیوں نہیں سنتے۔ (فرمان رسول ہے) بے
شک اللہ تعالیٰ نے دنیا کو میری طرف بلند کر دیا تو میں اس
کی طرف اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اس کی
طرف دیکھ رہا ہوں گویا کہ میں اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔
جب وہ قیامت تک ہونے والی چیزوں کو اپنے دست مبارک کی
ہتھیلی کی طرح دیکھتے ہیں تو جو کچھ اب موجود ہے اس کو کیوں
نہیں دیکھ سکتے، ان پر افضل و اکمل درود و سلام ہوں۔ عقل اس
کو بعید شمار نہیں کرتی بلکہ وہ، اور جب ظن اکذب الحديث ہے
تو وہم کس گنتی میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) حق سبحنہ و تعالیٰ خود پاک و سیوہ ست برائے او تسبیح
گفتن چه فائدہ؟ فائدہ خود ماراست۔
من گروم پاک از تسبیح ثناء
پاک ہم ایشاں شونود در نشان

(۲) حق سبحنہ و تعالیٰ جب خود پاک اور منزہ ہے تو پھر اس کی
تسبیح (پاک) بیان کرنے کا کیا فائدہ؟ فائدہ در حقیقت خود ہمارا
ہے۔ میں ان کی تسبیح سے پاک نہیں ہوتا۔ (بلکہ تسبیح سے) وہ
خود پاک اور ممتاز ہوتے ہیں۔

^۱ جامع الترمذی کتاب الزہد باب ما جاء في قول النبي صلى الله تعالى عليه وسلم لو تعلمون ما اعلم امين کہنی دہلی ۲/ ۵۵

^۲ کنز العمال حدیث ۳۱۹۷۱ موسسة الرسالہ بیروت ۱۱/ ۲۰۲

اسی طرح یہاں (درود بھیجنے میں) بھی ہمارا اپنا فائدہ ہے، (فرمانِ رسول ہے) کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر درود و سلام بھیجے، اور وہ خوب جانتا ہے۔ (۳) حضور پُر نور علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی عزت و عظمت، سیادت مطلقہ اور اصالت کلیہ کو ظاہر کرنا مقصود تھا تاکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو آپ کی نبوت مطلقہ کے دائرہ میں لے کر آپ کا امتی بنا دے۔ ان سب پر اللہ تعالیٰ درود و سلام و برکت نازل فرمائے۔ (۴) یہ صحیح ہے، اور وہ وجوب نہیں بلکہ اس کا فضل ہے۔ (فرمانِ الہی ہے) تمہارے رب نے اپنے ذمہ کرم پر رحمت لازم کر لی ہے۔ (مزید فرمایا) اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا (ت) (واللہ تعالیٰ اعلم)	ہچنانچہ اپنا فائدہ مارا است کہ من صلی علی واحدۃ صلی اللہ علیہ عشر^۱۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، وہو اعلم۔ (۳) مقصود اظہار عزت و عظمت و سیادت مطلقہ و اصالت کلیہ حضور پُر نور علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام بود تا ہمہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام را در دائرہ نبوت مطلقہ اش فرا گیرد و امتی او گرداند، صلی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و وبارک و سلم۔ (۴) صحیح است و آل وجوب نیست تفصل ست "کَتَبَ رَبُّنَا عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ"^۲ "وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ"^۳ - واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۸: از شہر محلہ قلعہ متصل جامع مسجد مرسلہ حامد حسین خان صاحب ۷ ربیع الاخر شریف ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ آیا ولایت مطلقہ افضل ہے نبوت خاص سے یا نبوت خاص افضل ہے ولایت سے؟ اور صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کون صحابی دارائے ولایت تھے؟ اور تمام صحابہ کرام مرتبہ ولایت پر فائز تھے یا بعض اُن

^۱ صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد التشہد قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۷۵

^۲ القرآن الکریم ۵۴/۶

^۳ القرآن الکریم ۴۷/۳۰

میں سے مفصل اور مشرح ارشاد ہو۔

الجواب:

نبوت مطلقاً ہر ولی غیر نبی کی ولایت سے ہزاروں درجے افضل ہے کیسے ہی اعظم مرتبہ کا ولی ہو، ہاں اس میں اختلاف ہے کہ نبی کی نبوت خود اس کی اپنی ولایت سے افضل ہے یا اس کی اپنی ولایت اس کی نبوت سے، اور اس اختلاف میں خوض کی کوئی حاجت نہیں، پہلی بات ضروریات دین سے ہے اس کا اعتقاد مدارِ ایمان ہے جو کسی ولی غیر نبی حتیٰ کہ صدیق کو کسی نبی سے افضل یا ہمسر ہی کہے کافر ہے کما قد نص علیہ الاکابر الائمة فی غیر ما کتاب۔ (جیسا کہ اکابر امت نے متعدد کتابوں میں اس پر نص فرمائی ہے۔ ت) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب اولیائے کرام تھے۔ قال اللہ تعالیٰ:

تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ کیا اور جہاد کیا، وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا، اور ان سب سے اللہ تعالیٰ جنت کا وعدہ فرما چکا ہے، اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔ (ت)

"لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَتْلٍ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَتْلًا" ۱۔

وقال اللہ تعالیٰ:

بے شک جن کے لیے ہماری طرف سے نیکی کا وعدہ پہلے ہو چکا وہ اس (جہنم) سے دور رکھے گئے ہیں وہ اس کی ہلکی سی آواز بھی نہ سنیں گے اور جو کچھ وہ چاہیں گے ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ انہیں غم میں نہ ڈالے گی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ، اور فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔ (ت)

"إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ۖ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا ۖ وَهُمْ فِي مَا شَاءْتُم أَنْفُسَهُمْ خَالِدُونَ ۖ لَا يَخْرُجُ لَهُمُ الْفَرَغُ ۖ الْأَكْبَرُ وَتَلْقَاهُمْ فِيهِمُ الْمَلَائِكَةُ ۖ هَٰذَا يَوْمُكُمْ ۖ الَّذِينَ كُنْتُمْ تُؤْعَدُونَ" ۲۔

^۱ القرآن الکریم ۱۰/۵۷

^۲ القرآن الکریم ۱۰۱/۲۱ و ۱۰۳

وقال الله تعالى:

اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے اور اوروں پر گواہ اپنے رب کے یہاں ان کے لیے ان کا ثواب اور ان کا نور ہے۔ (ت)	"وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ وَالشُّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ" ^۱ ۔

وقال الله تعالى:

جس دن اللہ تعالیٰ رسوانہ کرے گا نبی اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو، ان کا نور دوڑتا ہوگا ان کے آگے اور ان کے دائیں۔ (ت)	"يَوْمَ لَا يَخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ" ^۲ ۔

صحابہ کرام میں سب سے افضل و اعلیٰ و اقرب الی اللہ خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے اور انکی افضلیت ولایت بترتیب خلافت، یہ چاروں حضرات سب سے اعلیٰ درجے کے کامل مکمل ہیں اور دارائے نیابت نبوت ہونے میں شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پایہ ارفع ہے اور دارائے تکمیل ہونے میں حضرت مولا علی مرتضیٰ شیر خدا مشکل کشا کا، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، واللہ اعلم۔

مسئلہ ۸۹: قصبہ بشارت گنج ضلع بریلی فتح محمد ۱۲ جمادی الاخر ۱۳۳۶ھ یوم ہفتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ پارہ ۹ سورہ اعراف میں یہ آیہ کریمہ آتی ہے۔

اور اگر میں غیب جان لیا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت بھلائی جمع کر لی اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچی، میں تو یہی ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں انہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔ (ت)	"وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبِ لَاسْتَكْتَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ" ^۳ ۔

اس کے کیا معنی ہیں اور اس کا شان نزول کیا ہے اور اس سے علم غیب کی نفی ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب:

اگر میں اپنی ذات سے بے خدا کے بتائے غیب جانتا تو بہت سی خیر جمع کر لیتا اور مجھے کوئی برائی تکلیف نہ پہنچتی، میں تو ایمان والوں کو ڈر اور خوشخبری ہی سنانے والا ہوں کافروں کے مہمل سوالات پر اتری تھی۔ اس سے علم غیب ذاتی کی نفی ہوتی ہے کہ بے خدا کے بتائے مجھے علم نہیں ہوتا اور خدا کے بتائے سے نہ ہونا مراد لیں تو صراحۃً قرآن مجید کا انکار اور کھلا کفر ہے۔ اس کی تفصیل ہمارے رسائل علم غیب میں دیکھو، واللہ اعلم۔

^۱ القرآن الکریم ۱۹/۵

^۲ القرآن الکریم ۸/۲۶

^۳ القرآن الکریم ۱۸۸/۷

مسئلہ ۹۰: از قبضہ شیش گڑھ ڈاک خانہ خاص بریلی مسؤلہ سید محمد سجاد حسین صاحب ۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۷ھ

(۱) زید باوجود ادعائے صدیق الوارثی کے اسمعیل دہلوی کو حضرت مولانا مولوی محمد اسمعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ لکھتا ہے۔

(۲) بکر اپنے آپ کو چشتی حیدری بتاتا ہے اور مندرجہ ذیل امور پر اعتقاد رکھتا ہے یعنی مسلمان جو حضرات پیران پیر جناب شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں شریف مقرر کر کے ان کی رُوح پر فتوح کو ثواب پہنچاتے ہیں اس کی بابت کہتا ہے کہ گیارہویں تاریخ مقرر کرنا مذموم ہے۔ ماہِ رجب کی بابت لکھتا ہے کہ اس ماہ کے نوافل، صلوٰۃ و صوم و عبادت کے متعلق بڑے بڑے ثوابوں کی بہت سی روایتیں ہیں اُن میں صحیح کوئی بھی نہیں۔ اور یہ بات بالکل غلط اور بے سند ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم ماہِ رجب میں ہوا تھا۔ ماہِ شعبان میں حلو ا پکانا یا تیرہویں کو عرفہ کرنا، عید کے دن کھانا تقسیم کرنا ممنوع ہے۔ ماہِ محرم میں کھچڑیا شربت خاص کر کے پکانا، پلانا اور اماموں کے نام کی نیاز دلانا اور سمیل لگانا بہت بری بدعتیں ہیں، ماہِ صفر میں کسی خاص ثواب یا برکت کا خیال رکھنا جہل ہے، سید احمد رائے بریلوی کو نیک، بزرگ بلکہ ولی جانتا ہے۔ پس کیا فرماتے ہیں علمائے دین ایسے اشخاص کے حق میں کہ ان کا اصلی مذہب کیا ہے؟ اور امور مذکورہ بالا کی اصلیت مفصل طور سے تحریر فرمائی جائے۔

الجواب:

(۱) صورت مذکورہ میں زید گمراہ بدین نجدی اسمعیلی ہے اور بحکم فقہائے کرام اس پر حکم کفر لازم، جس کی تفصیل کتاب الکوکبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوہابیہ سے ظاہر، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) بکر ہوشیار وہابی معلوم ہوتا ہے، گیارہویں شریف کو مذموم، شعبان کے حلوے، تیرہویں کے عرفہ، عید کے کھانے کو مطلقاً بلا ممانعت شرعی ممنوع، محرم شریف کے کھچڑے، شربتِ ائمہ اطہار کی سمیل کو مطلقاً بدعتِ شنیعہ کہنا شعارِ وہابیہ ہے۔ اور وہابیہ گمراہ، بدین، احادیثِ اعمال رجب کو صحیح نہ کہنا بڑی چالاکي ہے، اصطلاحِ محدثین کی صحت یہاں درکار نہیں، فضائلِ اعمال میں ضعاف بالاجماع مقبول ہیں۔ رجب میں کشتی بنانے کا حکم نہ ہوا تھا بلکہ رجب میں کشتی چلی اور اعداء پر قہر اور محبوبوں پر

"وَحَلَّلْنَاهُ عَلَىٰ ذَاتِ الْأَوَّاحِ وَدُسِّرَ ۖ لَا تَجْرِي

بِأَعْيُنِنَا جَزَاءَ لِمَنْ كَانَ كُفِرًا^۱۔ (ہم نے نوح کو سوار کیا تختوں اور کیلوں والی پر کہ ہماری نگاہ کے روبرو بہتی، اس کے صلہ میں جس کے ساتھ کفر کیا گیا تھا۔) کا فضل اسی مہینہ میں ظاہر ہوا۔ یہ عبد اللہ بن عباس وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حدیثوں سے ثابت ہے۔ صفر و سرّمہ عاشورہ کی نسبت اس کا قول رد نہ کیا جائے اگرچہ ثانی میں اختلاف کثیر ہے۔ اگر صراط مستقیم کے کلمات باطلہ کو باطلہ، کفریہ کو کفریہ، اسمعیل دہلوی کو گمراہ بد دین جانتا ہے وہایت سے جدا ہے تو سید احمد کو صرف بزرگ جاننے سے وہابی نہ ہوگا۔ ورنہ وقد بینا الايات لقومہ یعقلون کما ہدانا ربنا تبارک وتعالیٰ عما یصفون (تحقیق ہم نے عقلمند قوم کے لیے نشانیاں ظاہر کر دی ہیں، جیسا کہ ہمارے رب نے ہمیں ہدایت دی ہمارے پروردگار ان کی باتوں سے بلند و بالا ہے۔) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۲: از بہار شریعت محلہ خانقاہ حضرت مخدوم الملک بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسؤلہ نجم الدین احمد صاحب فردوسی نبیرہ جناب حضرت سید شاہ امین احمد فردوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۲۳ صفر ۱۳۳۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علما و مفتیان شرع متین ان مسائل مفصلہ ذیل میں۔

(۱) جو تعزیہ بنانے والے کو کافر اور اس کی اولاد کو حرامی اور قیام مولود کو بدعتِ سیدہ اور حاضری عرائس بزرگان دین کو فعل لغو سمجھتا ہے وہ شخص کیسا ہے، سنی حنفی ہے یا نہیں؟

(۲) دیوبندی مدعی تقلید و غیر مقلد مدعی اہل حدیث میں زیادہ کون ضلالت پر ہے اور دونوں فرقوں کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ اور ان دونوں گروہوں پر علمائے حرمین شریفین کا کیا فتویٰ ہے؟

(۳) جو شخص کہ اکابر اولیاء اللہ کے مزار اقدس کو تودہ خاک کہے اور استمداد و استفادہ کا اولیاء اللہ کے قبور سے منکر ہو، اور یا رسول اللہ کہنا شرک و ناجائز بتائے اور طعام فاتحہ و نیاز کا کھانا حرام سمجھے اور جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غیب کا منکر ہو وہ شخص مسلمان ہے یا نہیں؟

^۱ القرآن الکریم ۵۴/۱۳ و ۱۴

(۴) مولوی قاسم دیوبندی و مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی اشرف علی تھانوی و مولوی محمود حسن دیوبندی کس مذہب کے لوگ ہیں؟ ان کے ساتھ کیسا خیال رکھنا چاہیے؟ ارشاد فرمایا جائے کہ ہم سنیوں کو تقویت حاصل ہو۔ بینوا تو جروا (بیان کروا جردیئے جاؤ گے ت)

الجواب:

تعزیه بنانا گناہ ہے کفر نہیں، کافر کہنے والا مسلمان کو کافر کہتا ہے اور اس حدیث میں داخل ہوتا ہے کہ بخاری اور مسلم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من قال لا خیه یا کافر فقد بآء بها احدهما فان كان كما قال والارجعت عليه ¹	یعنی جو بظاہر کسی مسلم کو کافر کہے دونوں میں سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑے، اگر واقع میں کافر ہے تو خیر ورنہ یہ کہنا اس کہنے والے ہی پر پلٹ آئے گا۔

اور اس کی اولاد کو حرامی کہنا اس آیہ کریمہ میں داخل ہے:

"إِنَّ الَّذِينَ يَدْعُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغُفْلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لَعُنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ" ²	وہ جو پارسا بے خبر ایمان والیوں کو زنا کی تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

قیام مجلس مبارک کو بدعت سیئہ اور حاضری اعراس طیبہ کو لغو سمجھنا شعارِ وہابیہ ہے، اور وہابیہ سنی کیا مسلمان بھی نہیں کہ اللہ و رسول کی علانیہ توہین کرتے ہیں، اور اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"قُلْ أَلِلّٰهُوَ أَيْتُهُ سَأُؤْتِيكُمْ تَسْتَنْزِعُونَ ۖ لَا تَعْتَدُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ" ³	ان سے فرمادو کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔

¹ صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال ایمان من قال لا خیه المسلم یا کافر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۷، صحیح البخاری کتاب

الادب باب من ا کفرا خاہ بغیر تاویل فہو کہا قال قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۰۱

² القرآن الکریم ۲۴/ ۲۳

³ القرآن الکریم ۹/ ۶۵ و ۶۶

ہاں بالفرض اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ وہابیت و وہابیہ سے جدا ہو وہابیہ کو گمراہ و بددین، دیوبندیہ کو کفار مرتدین جانتا مانتا ہو صرف قیام و عرس میں کلام رکھتا ہو تو محض اس وجہ پر اسے سنیت و حنیفیت سے خارج نہ کہا جائے گا مگر آج کل یہ فرض از قبیل فرض باطل ہے، آج وہ کون ہے کہ ان میں کلام کرے اور ہو سنی، اللہم مگر بہ تقیہ کہ وہابیہ میں روافض سے کچھ کم نہیں، (۲) دونوں میدان کفر میں کفر سی رہاں ہیں، دونوں کے پیچھے نماز باطل محض جیسے مسیح چرن یا گنا دین کے پیچھے۔

کیا حققناہ فی النہی الاکید عن الصلوۃ وراء عدی التقلید وغیرہ من کتبنا وفتاؤنا۔	جیسا کہ ہم نے اس کی تحقیق اپنے رسالہ النہی الاکید عن الصلوۃ وراء عدی التقلید اور دیگر کتب و فتاویٰ میں کر دی ہے۔ (ت)

فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہے:

روی محمد عن ابی حنیفۃ و ابی یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان الصلوۃ خلف اہل الہواء لایجوز۔ ^۱	امام محمد علیہ الرحمہ نے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے روایت فرمایا کہ بد مذہب کے پیچھے نماز جائز نہیں (ت)

بظاہر غیر مقلد دیوبندیہ سے بدتر ہیں کہ عقائد کفر و ضلال میں دونوں متحد اور ان میں انکار تقلید و بدگوئی ائمہ زائد خود امام الدیابنہ رشید گنگوہی کے فتاویٰ حصہ دوم صفحہ ۲۱ میں ۴ گروہ غیر مقلد میں نذیر حسین دہلوی کی نسبت ہے۔ ان کو مردود اور خارج اہل سنت سے کہنا بھی سخت بے جا ہے^۲۔

عقائد میں سب متحد مقلد اور غیر مقلد ہیں۔ اور مفتی سے اگر غیر مقلدین اور دیوبندیہ کے بارے میں سوال ہوگا تو دیوبندیوں پر حکم سخت تردے گا کہ اس کا مطمع نظر و وصف عنوانی ہے ترک تقلید و بدگوئی ائمہ کو دیوبندیہ کے ان اقوال سے کیا نسبت ہے جو سرگروہان دیابنہ گنگوہی، نانوتوی و تھانوی کے ہیں کہ ابلیس کو علم غیب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے مانے تو صریح مشرک۔

عہ: دونوں ریس کے گھوڑوں کی مانند ہیں جو ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔

^۱ فتح القدیر کتاب الصلوۃ باب الامامة مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ۱۱/ ۳۰۴

^۲ فتاویٰ رشیدیہ مولوی نذیر حسین المجدیث کوبرا کہنے کا حکم محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب کراچی ص ۱۸۵

(۲) شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔¹

(۳) شیطان خدا کی صفت خاصہ میں اُس کا شریک ہے۔²

(۴) شیطان اس عظیم فضیلت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ ہے نہ بایں معنی کہ حضور میں کم ہو اور اس میں زائد، بلکہ بایں معنی کہ یہ فضل جلیل البلیس ہی کے لیے ہے حضور کے لیے ماننے والا مشرک بلکہ شیطان خود خدا ہے کہ اس کے لیے علم غیب ثابت ہے کوئی عوام میں بسبب افضلیت کے شیطان سے زیادہ نہیں تو اس کے برابر تو علم غیب بزعم خود ثابت کر دے۔³

براہین والے نے بزعم خود مخالف کا یہ زعم تراشا ہے کہ افضلیت موجب اعلیٰ ہے اس بنا پر کہتا ہے کہ اپنے اس زعم پر رہنا افضلیت شیطان کے برابر تو علم غیب ثابت کر لے علم غیب کا لفظ کلام مخالف میں نہ تھا اور جو مخالف نے ثابت کیا اُسے براہین والا خود نصوص سے ثابت مانتا ہے اور اسی کو علم غیب کہتا ہے اور واقعی وہ وہابیہ کے نزدیک علم غیب ہے بلکہ سب علوم غیب سے کروڑوں درجے زائد کہ ان کے یہاں ایک پیڑ کے پتوں کی گنتی جان لینا علم غیب ہے، ایک جلسہ نکاح پر مطلع ہو جانا علم غیب ہے براہین قاطعہ ص ۴۹ فقط مجلس نکاح کے اعتقاد علم میں کافر لکھا ہے۔⁴ تو علم محیط زمین تو لاکھوں کروڑوں علم غیب کا مجموعہ ہوا جسے شیطان کے لیے ثابت مانا اور اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے۔⁵ (فتاویٰ گنگوہی حصہ تین ص ۷) تو ضرور شیطان ان کے یہاں غیر حق تعالیٰ نہیں ورنہ اس کے لیے علم غیب مان کر شرک صریح میں نہ پڑتے۔ جو وقوع کذب باری کا قائل ہو یعنی صراحۃً کہے کہ اللہ (معاذ اللہ) جھوٹا ہے تو اس کو کافر یا بدعتی ضال کہنا نہ چاہیے اس کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیے، اس میں تکفیر علمائے سلف کی لازم آتی ہے حنفی شافعی پر طعن و تضلیل نہیں کر سکتا، ایسے کو تفسیق سے مامون کرنا چاہیے۔⁶ (فتویٰ گنگوہی صاحب)

¹ البراہین القاطعة بحث علم غیب مطبع لے بلاساڈھورا انڈیا ص ۵۱

² البراہین القاطعة بحث علم غیب مطبع لے بلاساڈھورا انڈیا ص ۵۱ و ۵۲

³ البراہین القاطعة بحث علم غیب مطبع لے بلاساڈھورا انڈیا ص ۵۱

⁴ البراہین القاطعة بحث علم غیب مطبع لے بلاساڈھورا انڈیا ص ۵۱

⁵ فتاویٰ رشیدیہ علم غیب شرک ہے محمد سعید انڈسٹریز تاجر ان کتب کراچی ص ۶۵

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین بمعنی نبی آخر الزماں ہونا (جیسے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آج تک سب مسلمان سمجھ رہے) جاہلوں کا خیال ہے نا فہمی ہے یہ وصف کریم نہ کوئی کمال ہے نہ اُسے فضیلت میں دخل نہ وہ مدح میں ذکر کر کے قابل آیت کے یہ معنی ہوں تو خدا پر زیادہ گوئی کا وہم^۱ قرآن کی عبارت بے ربط (تحذیر الناس نانوتوی صاحب ص ۲ و ۳) بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبی صلعم^۲ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔^۲ (تحذیر الناس ص ۳۳) بڑوں (علماء وائمہ و صحابہ خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا فہم نہ پہنچا۔ طفل ناداں یعنی نانوتوی صاحب) نے ٹھکانے کی بات کہہ دی۔^۳ (تحذیر الناس ص ۳۴) یعنی یہ کہ خاتم النبیین کہنا محض جھوٹی ہوا بندی ہے اس لیے کہ ختم زمانی جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے آج تک تمام صحابہ وائمہ و علماء و مسلمین (ان کے زعم میں) براہِ نا فہمی سمجھے ہوئے تھے اور ص ۱۱ تحذیر الناس پر خود برائے تصنع کہا تھا کہ اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔^۴ وہ تو اس صورت میں کہ بعد زمانہ نبوی صلعم۔^۵ بھی کوئی نبی پیدا ہو بدایہ زائل ہو ہی گیا کہ وہ تو خود بہ اقرار تحذیر الناس ص ۲ یہی تھا کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں۔^۵ جب حضور کے بعد اور نبی پیدا ہوا تو سب میں آخری کب رہیں گے یہ تو گمبائی اور اس کے جاتے ہی نانوتوی صاحب کا ساختہ ختم ذاتی بھی ختم شد کہ اسے ختم زمانی لازم تھا تحذیر ص ۹ ختم نبوت بمعنی معروض کو تاخر زمانی لازم ہے۔^۶ لازم گیا تو ملزوم کہاں غرض نہ ختم زمانی رہانہ ذاتی، سب فنا اور خاتمیت بجا اس میں کچھ فرق نہ آئے گا "كُنْ لَكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى كُلِّ قَلْبٍ مُّتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ"۔^۷ (اللہ تعالیٰ یونہی مہر کر دیتا ہے متکبر سرکش کے سارے دل پر) (ت) یہ ہے وہ ٹھکانہ کی بات

عہ او عہ ۲: ہم کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ۱۲ منہ غفرلہ

^۱ تحذیر الناس کتب خانہ رحیمیہ دیوبند سہارن پور ص ۲۱

^۲ تحذیر الناس کتب خانہ رحیمیہ دیوبند سہارن پور ص ۲۵

^۳ تحذیر الناس کتب خانہ رحیمیہ دیوبند سہارن پور ص ۲۶

^۴ تحذیر الناس کتب خانہ رحیمیہ دیوبند سہارن پور ص ۱۰

^۵ تحذیر الناس کتب خانہ رحیمیہ دیوبند سہارن پور ص ۳

^۶ تحذیر الناس کتب خانہ رحیمیہ دیوبند سہارن پور ص ۸

^۷ القرآن الکریم ۴۵/۴۰

جو آج تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی نہ سمجھے تھے نانوتوی صاحب نے سمجھی بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور، (یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔^۱ حفظ الایمان تھانوی ص ۷ نبی اور غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کلی کا ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت۔^۲ حفظ الایمان ص ۸۔
ولہذا علمائے کرام حریمین شریفین نے فتاویٰ الحرمین میں غیر مقلد پر یہ حکم فرمایا:

ہو من اهل البدعة والنار ^۳	وہ بدعتی جہنمی ہے۔ ^۴

اور حسام الحرمین شریف میں دیوبندیوں کی نسبت یوں ارشاد فرمایا:

هؤلاء الطوائف كلهم كفار مرتدون خارجون عن الاسلام۔ ^۵	یہ طائفہ سب کے سب کافر مرتد ہیں باجماع امت اسلام سے خارج ہیں۔ ^۶

اور تحقیق یہ ہے کہ ان صریح جلی ملعون کفروں کے ایجاد میں دیوبندی پیش قدم ہیں اور ان کے تسلیم میں وہ اور غیر مقلد سب یکساں و ہمدم ہیں کوئی وہابی ان لعین کفروں اور اللہ و رسول کو شدید غلیظ گالیوں پر دیوبندیوں کی تکفیر نہ کرے گا بلکہ اپنی چلتی ساتھ ہی دے گا اور علمائے کرام دیوبندیوں کو فرما چکے۔

من شك في كفره وعذابه فقد كفر۔ ^۷	جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے۔ ^۸

تو ملعون کفروں میں سب برابر ہوئے اور اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان

^۱ حفظ الایمان تھانوی محمد عثمان خاں تاجر کتب مالک کتب خانہ اشرفیہ دہلی ص ۸

^۲ حفظ الایمان تھانوی محمد عثمان خاں تاجر کتب مالک کتب خانہ اشرفیہ دہلی ص ۹

^۳ فتاویٰ الحرمین

^۴ فتاویٰ الحرمین

^۵ حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۳۱

^۶ حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۳۲

^۷ حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۳

^۸ حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۴

سخت گندی دشناموں کے بعد اس پر کیا نظر کہ انہوں نے ائمہ کو بھی برا اور تقلید کو ناجائز کہا ان عظیم ملعون کفر کے آگے یہ کیا قابل ذکر ہے لہذا دونوں گروہ کفر میں برابر اور سگ زرد و شغال و سگ سیاہ و خوک سے زیادہ باہم حقیقی برابر ہیں۔

(۳) یہ سب مسائل وہابیت ہیں اور ہم واضح کر چکے کہ وہابیہ مسلمان نہیں اگرچہ نفس مسائل فی انفس کفر نہ ہوں سوائے انکار علم غیب کہ اگر نہ صرف لفظ بلکہ معنی کا انکار ہو اور علی الاطلاق ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اصلاً غیب پر اطلاع نہ دی گئی تو یہ انکار بذات خود کفر ہے کہ آیات قرآنیہ و نصوص قاطعہ کے علاوہ خود نفس نبوت حضور کا انکار کیا ہے، امام قسطلانی مواہب اللدنیہ شریف میں فرماتے ہیں:

النبوة هي الاطلاع على الغيب ¹	یعنی نبوت کے معنی ہی یہ ہیں کہ غیب پر مطلع ہونا۔

(۴) یہ چاروں حضرات عناصر رابعہ دیوبندیت ائمۃ الکفر انہم لا ایمان لہم (یہ وہ ہیں جن کے پاس ایمان نہیں۔ ت) یکسر ہمزہ میں چہ جائے فتح، جواب دوم میں دیوبندیوں کی نسبت علمائے حرین طہیین کا فتویٰ سن چکے کہ یہ سب بہ اجماع امت کافر مرتد ہیں جو ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر، اور انہیں اکابر نے تقریظات حسام الحرمین شریف میں جا بجا نام بنام بھی ثلاثہ سابقہ پر حکم کفر فرمائے۔ صفحہ ۴۲:

ان غلام احمد القادیانی ورشید احمد ومن تبعه کخلیل الانبیئتی و اشرف علی وغیرہم لاشبہۃ فی کفر ہم بلامجال بل لاشبہۃ فی من شک بل فیمن توقف فی کفرہم بحال من الاحوال۔ ²	غلام احمد قادیانی ورشید احمد اور جو اس کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں، نہ شک کی مجال، بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں شبہ نہیں ³

ص ۵۸:

غلام احمد القادیانی و	غلام احمد قادیانی ورشید احمد و

¹ المواہب اللدنیۃ المقصد الثانی الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۱/۲۷

² حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۴۹

³ حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۵۰

رشید احمد و خلیل احمد و اشرف علی من اهل الکفر الجلی۔ ¹	خلیل احمد و اشرف علی کھلے کافر ہیں۔ ²

ص ۶۰:

رشید احمد و اشرف علی و خلیل احمد من ذوی الکفر الجلی۔ ³	رشید احمد و اشرف علی و خلیل احمد کھلے کفر والے ہیں۔ ⁴

ص ۶۸ و ۷۰:

اطلعت علی کلام المضلین فوجدته موجبات دہم و ہم اخزاہم اللہ تعالیٰ رشید احمد و اشرف علی و خلیل احمد من ذوی الکفر الجلی۔ ⁵	میں اُن گمراہ گروہ کے اقوال پر مطلع ہوا تو میں نے پایا کہ اُن کے اقوال ان کے مرتد ہو جانے کے موجب ہیں، اور وہ (انہیں اللہ رسوا کرے) رشید احمد و اشرف علی و خلیل احمد ہیں جو کھلے کفر والے ہیں۔ ⁶

ص ۱۰۰:

الفرقة المارقة التي تدعى بالوهابية منهم المارق المنقص لشان الالوهية والرسالة قاسم النانوتوی و رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد نبیٹھی و اشرف علی تھانوی۔ ⁷	گروہ خارج از دین جسے وہابیہ کہا جاتا ہے ان میں سے ہے دین سے نکلنے والا شان الوہیت و رسالت کا گھٹانے والا قاسم نانوتوی رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد نبیٹھی، اشرف علی تھانوی۔ ⁸

¹ حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۶۵

² حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۶۶

³ حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۶۷

⁴ حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۶۸

⁵ حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۷۵ و ۷۷

⁶ حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۷۶ و ۷۸

⁷ حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۰۷

⁸ حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۰۸

ص ۱۲۸ و ص ۱۳۰:

قاسم نانوتوی کے قول سے صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت جدیدہ ملنی جائز مان رہے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ جو اسے جائز مانے وہ باجماع علمائے اُمت کافر ہے ان لوگوں پر اور جو ان کی اس بات پر راضی ہو اس پر اللہ کا غضب اور اللہ کی لعنت ہے قیامت تک اگر تائب نہ ہوں۔^۲

والقاسیة قولهم صريح في تجويز نبوة جديدة لاحد بعده ولا شك ان من جوز ذلك فهو كافر باجماع المسلمين وعليهم وعلى من رضى بمقالتهم تلك ان لم يتوبوا غضب الله ولعنته الى يوم الدين۔^۱

ص ۱۳۲ و ۱۳۴:

وہ جو رشید احمد گنگوہی نے براہین قاطعہ میں لکھا کفر ہے اور صاف صاف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان گھٹانا ہے چاروں مذہب کے اماموں نے تصریحات فرمائی ہیں کہ شان اقدس گھٹانے والا کافر ہے۔^۴

قول رشید احمد گنگوہی فی البراہین القاطعة کفر واستخفاف صریح برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقد نص ائمة المذاهب الاربعة ان من استخف برسول الله کافر۔^۳

ص ۱۳۴:

وہ جو اشرف علی تھانوی نے کہا وہ کھلا ہوا کفر ہے بالاتفاق اس میں رشید احمد کے قول سے بھی زیادہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص شان ہے تو بدرجہ اولیٰ کفر ہوگا اور قیامت تک اللہ تعالیٰ کے غضب و لعنت کا

قول اشرف علی تھانوی کفر صریح بالاجماع اشد استخفافاً برسول الله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من مقالة رشید احمد فيكون كفرا بطريق الاولى موجبا لغضب الله

^۱ حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۳۵ و ۱۳۷

^۲ حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۳۶ و ۱۳۸

^۳ حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۳۹ و ۱۴۱

^۴ حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۴۰ و ۱۴۲

لعنتہ الیوم الدین ^۱ ۔	موجب ^۲ ۔

رہے چوتھے دیوبندی صاحب یہ انہیں اگلے تین کے پیچھے ہیں مگر کروڑوں خداؤں کے پوچنے میں آگے ہیں انہوں نے ضمیمہ اخبار نظام الملک ۲۵ اگست ۱۸۸۹ء میں بے ٹکان چھاپ دیا کہ ان کا خدا چوری کر سکتا ہے کیونکہ آدمی چرا سکتا ہے تو خدا کیسے چور نہ ہو سکے گا، اب ملاحظہ ہو کوئی عاقل اپنی ملک لینے کو چوری نہیں کہہ سکتا تو ضرور ہے کہ بعض چیزیں ان کے خدا کی ملک سے باہر اور دوسرے کی ملک مستقل ہوں اور مالک مستقل نہ ہوگا مگر خدا کہ بندہ کا سب کچھ اس کے مولیٰ کا ہے تو ضرور ہے کہ دوسرا خدا ہو جس کی ملک کو ان کا خدا چرا سکے پھر آدمی لاکھوں کروڑوں کی چوری کر سکتا ہے ان کا خدا اگر ایک ہی کی کر سکے تو پھر انسان سے قدرت میں گھٹ رہے تو ضرور ہے کہ دیوبندی کے لاکھوں کروڑوں خدا میں جن کی چوری ان کا یہ خدا کر سکتا ہے یہ ظاہر تو کی محمود حسن نے مگر اصل دلیل ان کے امام الطائفہ اسماعیل دہلوی کی ہے کہ یکروزی^۳ میں لکھی کہ آدمی جھوٹ بول سکتا ہے خدا نہ بول سکے تو آدمی سے قدرت میں کم رہے اس دلیل ذلیل کے بکثرت رد ہمارے رسائل مثل سبجن السبوح وغیرہ میں ہیں مگر وہابیہ پر اس کا ماننا لازم اور سب وہابی خود اس کے قائل ہیں۔ اب ہے دم تھانوی صاحب یا محمود حسن یا کسی دیوبندی یا کسی وہابی میں کہ اس کا جواب لائے اور اپنے کروڑوں خدا سے ایک ہی گھٹائے۔ کَذَلِكَ الْعَذَابُ وَلِلْعَذَابِ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ مَوْكُوفًا

گاؤں اِیْعَلْمُونُ ﴿۱۰﴾۔^۴ (مارا ایسی ہوتی ہے اور بے شک آخرت کی مار سب سے بڑی ہے کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۶: از نصیر آباد راجپوتانہ مرسلہ شیخ عمر ۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ

اگر کسی کتاب میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول یا فعل سے کھانے پر فاتحہ ہاتھ اٹھا کر پڑھنے کا ثبوت ہو تو برائے مہربانی اس کتاب کا نام اور صفحہ سے بہت جلد اطلاع دیں کیونکہ ایسا دعلوی مولوی عبدالحکیم غیر مقلد کرتا ہے جس کے پرچہ کی نقل جو میرے پاس آیا ہوا ہے کر کے خدمت میں روانہ کرتا ہوں ملاحظہ

^۱ حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۴۱

^۲ حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۴۲

^۳ یک روزہ فارسی فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۷

^۴ القرآن الکریم ۶۸/۳۳

فرمائیں۔ (نقل رقعہ یہ ہے) میں عبدالحکیم اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ اگر کوئی عالم امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ ثابت کر دے کہ انہوں نے کھانا آگے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہے تو میں اس کام کو کروں گا، اور علانیہ لوگوں میں توبہ کروں گا اور سو روپیہ کی مٹھائی اس کے شکریہ میں تقسیم کروں گا۔

الجواب: امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب وہ ہے جو ان کی کتاب عقائد فقہ اکبر کی شرح میں ہے کہ:

ان دعاء الاحیاء للاموات و صدقتهم عنهم نفع لهم، خلافاً للمعتزلة. الاصل في ذلك عند اهل السنة ان للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلاة او صوماً او حجاباً او صدقة او غيرها. وعند ابي حنيفة رحمة الله و اصحابه يجوز ذلك و ثوابه الى البيت مخلصاً ^۱ ۔	بے شک زندوں کا مردوں کے لیے دُعا کرنا اور ان کی طرف سے صدقہ دینا مردوں کو نفع دیتا ہے، معتزلہ گمراہ فرقہ اس میں مخالف ہے، اور اصل اس میں یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک آدمی اپنے ہر عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچا سکتا ہے نماز ہو یا روزہ یا حج یا صدقہ یا کچھ، امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کے نزدیک یہ سب جائز ہے اور میت کو اس کا ثواب پہنچتا ہے۔ (ت)

یہ مذہب ہے امام اعظم کا، اگر اس میں کوئی ثبوت دے دے کہ امام نے قرآن مجید اور کھانے کا ثواب پہنچانا جائز تو فرمایا لیکن کھانا آگے رکھنے کو منع فرمایا ہے، میت کے لیے دعا تو جائز فرمائی ہے لیکن اس میں ہاتھ اٹھانا منع فرمایا ہے، تو اسے دو سو روپے انعام دیئے جائیں گے، نیز دیوبند وغیرہ وہابی مدارس میں جو انصاف تعلیم ہے اور سالانہ جلسے، طرز معلوم کے لیے امتحان اور ان کے نمبر اور رودادیں چھاپنا اور کتابیں چھاپ کر پہنچانا اور ان پر کمیشن کاٹنا، اگر کوئی عالم اس کا ثبوت دے کہ امام اعظم نے ان باتوں کا حکم دیا ہے تو سو روپیہ انعام پائے گا۔

مسئلہ ۹۷: از امر تسر کثرہ پرچہ مرسلہ غلام محمد دکاندار ۲۷ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ

ثبوت مولود شریف پر سو روپیہ انعام، آج کل جس رسم مولود کا رواج ہے ہمارے علم میں یہ بے ثبوت بات ہے اس کے ثبوت دینے پر انجمن ہذا کی طرف سے یکم ربیع الاول کو ایک اشتہار انعامی دس روپیہ شائع ہو چکا ہے مگر میاں فیروز الدین صاحب سودا گراؤنری مجسٹریٹ فرماتے ہیں کہ یہ انعام کم ہے اس مسئلہ

^۱ منہج الروض الاذہر شرح الفقہ الاکبر الدعاء للمیت ینفع خلافاً للمعتزلة مصطفى البابی مصر ۱۳۰-۱۲۹ھ

کا فیصلہ ہونا ضروری ہے اس لیے میاں صاحب موصوف مروجہ مولود کا ثبوت قرآن یا حدیث یا فقہ میں سے دینے والے کو ایک صد ۱۰۰ روپیہ انعام دینے کا اعلان کرنے کی ہم کو اجازت دیتے ہیں۔ امید ہے حامیان مولود شریف ضرور توجہ کر کے انعام مرقومہ کے علاوہ ثواب دارین بھی حاصل کریں گے۔

نوٹ: واضح رہے کہ ایچ پیج کا کام نہیں، صرف حوالہ کتاب مع عبارت شائع کر دینا کافی ہے جس میں لکھا ہو کہ ربیع الاول کے مہینہ میں مجلس مولود کیا کرو مجلس مولود کرنا ثواب ہے، ہماری طرف سے اجازت ہے کہ امامان دین میں سے کسی ایک امام کا قول دکھادیں جو کسی مستند کتاب میں ہو، اگر اتنا بھی ثبوت نہیں تو پھر ایسی بے ثبوت بات کو چھوڑنے میں ذرا دیر نہ کریں ورنہ خدا کے سامنے جواب دہی ہوگی۔ والسلام خاکسار محمد ابراہیم شال مرچنٹ نائب سیکریٹری انجمن اہل حدیث امرتسر ۱۳ دسمبر

الجواب:

وہابیہ کو دو سو ۲۰۰ روپے انعام۔ حامداً ومصلياً ومسلماً۔ (۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَأَمَّا بَعْضُكُم مِّنَ النَّاسِ فَكَاثِبُونَ" ۱۔	اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

اگر وہابیہ ثبوت دے دیں کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت نعمت نہیں یا مجلس میلاد مبارک اس نعمت کا چرچا نہیں تو ۴۰ روپے انعام۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَدَّ كُرْهُمُ بِآيَاتِهِ" ۲۔	انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ۔

اگر وہابیہ ثبوت دے دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کا دن اللہ کے عظمت والے دنوں میں نہیں یا مجلس میلاد اُس دن کا یاد دلانا نہیں تو ۴۰ روپے انعام۔

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا" ۳۔	تم فرماؤ کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت ہی پر لازم ہے کہ خوشیاں مناؤ۔

^۱ القرآن الکریم ۱۱/۹۳

^۲ القرآن الکریم ۵/۱۲

^۳ القرآن الکریم ۵۸/۱۰

اگر وہابیہ ثبوت دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہیں یا مجلس میلاد اس فضل و رحمت کی خوشی نہیں تو ۴۰ روپے انعام۔

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

جو رسول تمہیں دے وہ لو اور جس سے وہ منع کریں اس سے باز رہو	"وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا" ^۱ ۔

اگر وہابیہ ثبوت دیں کہ قرآن مجید یا حدیث شریف میں کہیں مجلس میلاد مبارک کو منع فرماتا ہے تو ۴۰ روپے انعام۔
 ضروری اطلاع: واضح رہے کہ ایچ تیج کا کام نہیں صرف وہ آیت یا مع حوالہ کتاب و صحیح اسناد وہ حدیث شائع کر دینا کافی ہے جس میں لکھا ہے کہ ربیع الاول کے مہینے میں مجلس میلاد نہ کیا کرو مجلس میلاد کرنا عذاب ہے بلکہ ہماری طرف سے اجازت ہے کہ چاروں اماموں یا صحاح ستہ کے چھ مصنفوں میں سے کسی ایک امام ہی کا قول مذکور دکھادیں جو کسی مستند کتاب میں ہو، اگر منع کا ثبوت بھی نہیں تو پھر ایسے بے ثبوت منع کو چھوڑنے میں ذرا دیر نہ کریں ورنہ خدا کے سامنے جواب دہی ہوگی۔
 (۵) اہلحدیث کی کانفرنس اور اس میں سیکریٹری وغیرہ مقرر کرنا اور بننا اور اس کے بڑے سالانہ جلسے اور ان کی ہیئت کذائی اور اہلحدیث کا اخبار چھاپنا اور اس کی پیشگی قیمت لینا اور ردائے میں کتابیں چھاپنا اور ہیئت مروجہ پر مدرسے بنانا اور ان میں تنخواہ دار مدرسین رکھنا، سہ ماہی، ششماہی، سالانہ امتحان ہونا، ان میں پاس کے نمبر ٹھہرانا، کسی مسئلہ کا ثبوت مانگنے پر اشتہار چھاپنا، اس پر درس کا نصاب معین کرنا، انعام ٹھہرانا، ان سب باتوں کا اگر وہابیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا صحابہ، تابعین یا چار امام یا چھ مصنف صحاح سے ثبوت دے دیں تو ۴۰ روپیہ انعام، اور ثبوت نہ دے سکیں، تو پھر ایسی بے ثبوت باتوں کے چھوڑنے میں ذرا دیر نہ کریں ورنہ خدا کے سامنے جواب دہی ہوگی۔ والسلام علی من اتبع الهدی (اور سلامتی اُسے جو ہدایت کی پیروی کرے۔ ت)

تحریر رسالہ شمس السالکین در بارہ مجلس مبارک و قیام

بسم اللہ الرحمن الرحیم، الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی لاسیما الحبيب المصطفى وآله وصحبه
 اولی الصدیق والصفاء، فقیر غفرلہ المولی القدیر نے مولینا مولوی

^۱ القرآن الکریم ۵۹/۷

ابونصر حکیم محمد یعقوب صاحب حنفی قادری رامپوری کا یہ مختصر و کافی فتویٰ مسیٰ بہ شمس السالکین مطالعہ کیا، مولیٰ عزوجل مولینا کی سعی جمیل قبول فرمائے اور اس فتویٰ کو حقیقۃً سالکین راہ ہدای کے لیے آفتاب نورانی بنائے۔ مجلس مبارک و قیام اہل محبت کے نزدیک تو اصلًا محتاج دلیل نہیں۔ اہل حجت میں جو انصاف پر آئیں قرآن عظیم قول فیصل و حاکم عدل ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا" ^۱	تم فرمادو کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت ہی پر لازم ہے کہ خوشیاں مناؤ۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

"وَذَكِّرْهُمْ بِأَيِّمِ اللَّهِ" ^۲	انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

"وَأَمَّا بَعْضُ مَن لَّيَّاك فَحَدِّثْ" ^۳	اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

"إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۖ لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ" ^۴	اے نبی بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا، تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

"فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ ۖ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ" ^۵	تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اُسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اُترا، وہی بامراد ہوئے۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

"لِّئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَآمَنْتُمْ"	اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں

^۱ القرآن الکریم ۱۰/۵۸

^۲ القرآن الکریم ۱۴/۵

^۳ القرآن الکریم ۹۳/۱۱

^۴ القرآن الکریم ۲۸/۹۰۸

^۵ القرآن الکریم ۷/۱۵۷

پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ کو قرض حسنہ دو بے شک میں تمہارے گناہ اتار دوں گا اور ضرور تمہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں پھر اس کے بعد جو تم میں سے کفر کرے وہ ضرور سیدھی راہ سے بہکا (ت)

"يُرْسِلُ وَعَثَرَهُمْ ثُمَّ أَقْرَضْتُمُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّا كُفْرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَا دَخَلَكُمْ جَنَّتِ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝" ^۱

پہلی تینوں آیتوں میں حکم فرماتا ہے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر شادیاں مناؤ، لوگوں کو اللہ کے دن یاد دلاؤ، اللہ کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ اللہ کا کون سا فضل و رحمت، کون سی نعمت اس حبیب کریم علیہ وعلی آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی ولادت سے زائد ہے کہ تمام نعمتیں تمام رحمتیں تمام برکتیں اسی کے صدقے میں عطا ہوئیں۔ اللہ کا کون سا دن اس نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور پر نور کے دن سے بڑا ہے، تو بلاشبہ قرآن کریم ہمیں حکم دیتا ہے کہ ولادتِ اقدس پر خوشی کرو۔ مسلمانوں کے سامنے اُسی کا چرچا خوب زور شور سے کرو، اسی کا نام مجلس میلاد ہے، بعد کی تین آیتوں میں اپنے رسولوں خصوصاً سید المرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم مطلق فرماتا ہے، اور قاعدہ شرعیہ المطلق یجوز علی اطلاقہ ^۲۔ (مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے۔ ت) جو بات اللہ عزوجل نے مطلق ارشاد فرمائی وہ مطلق حکم عطا کرے گی جو جو کچھ اس مطلق کے تحت میں داخل ہے سب کو وہ حکم شامل ہے بلا تخصیص شرع جو اپنی طرف سے کتاب اللہ تعالیٰ کے مطلق کو مقید کرے گا تو وہ کتاب اللہ کو منسوخ کرتا ہے جب ہمیں تعظیم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم مطلق فرمایا تو جمیع طرق تعظیم کی اجازت ہوئی جب تک کسی خاص طریقے سے شریعت منع نہ فرمائے۔ یونہی رحمت پر فرحت ایام الہی کا تذکرہ، نعمت ربانی کا چرچا یہ بھی مطلق ہیں جس طریقے سے کیے جائیں سب انتہا امر الہی ہیں جب تک شرع مطہر کسی خاص طریقے پر انکار نہ فرمائے۔ تو روشن ہوا کہ مجلس و قیام پر خاص دلیل نام لے کر چاہنا یا بعینہ اُن کا قرونِ ثلاثہ میں وجود تلاش کرنا زری اوندھی مت ہی نہیں بلکہ قرآن مجید کو اپنی رائے سے منسوخ کرنا ہے۔ اللہ عزوجل تو مطلق حکم فرمائے اور منکرین کہیں کہ وہ مطلق کہا کرے ہم تو خاص وہ صورت جائز مانیں گے جسے بالتخصیص نام لے کر جائز کیا ہو یا جس کا ہیئت کذائی قرونِ ثلاثہ میں

^۱ القرآن الکریم ۱۲/۵

^۲ التوضیح والتلویح فصل حکم المطلق مطبع میر محمد کراچی ۱۶۹/۱

وجود ہوا ہو "إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ" ^۱۔ (ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے۔) عقل و دین رکھتے تو جو طریقہ اظہارِ فرحت و تذکرہ نعت و تعظیم سرکار رسالت دیکھتے اس میں یہ تلاش کرتے کہ کہیں خاص اس صورت کو اللہ و رسول نے منع تو نہیں فرمایا، اگر اُس کی خاص ممانعت نہ پاتے یقین جانتے کہ یہ انہیں احکام کی بجآوری ہے جو ان آیاتِ کریمہ میں گزرے، مگر آدمی دل سے مجبور ہے، محبوب کا چرچا محبوب کا چین، اور اس کی تعظیم آنکھوں کی ٹھنڈک، اور جس دل میں غیظ بھرا ہے وہ آپ ہی ذکر سے بھی جلے گا تعظیم سے بھی بگڑے گا۔ دوست دشمن کی یہ بڑی پہچان ہے، آخر نہ دیکھا کہ دل کی دبی نے بھڑک کر کہاں تک پھونکا، جانتے ہو کہ اب یہ منکران مجلس و قیام کون ہیں، ہاں ہاں وہی ہیں جو اول تو اتنا کہتے تھے کہ وہ بڑے بھائی ہم چھوٹے بھائی، ان کی سروری ایسی ہی ہے جیسے گاؤں کا پدھان یا قوم کا چودھری، اُن کی تعریف ایسی ہی کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کی کرتے ہو بلکہ اس سے بھی کم، باتوں مثالوں میں چوڑھے چمار سے تشبیہ بھی دے بھاگتے تھے کہ یہ سب اوروں سے بہت زائد ان کی دھرم پوتھی تقویۃ الایمان میں مصرح ہیں اور اب تو اور بھی کھیل کھیلے کہ ان کے علم سے شیطان کا علم زیادہ ہے۔ ^۲ جیسا علم غیب ان کو ہے ایسا تو ہر پاگل ہر چوپائے کو ہوتا ہے ^۳ وغیرہ وغیرہ کلماتِ ملعونہ۔ مسلمانو! یہ ہیں جو آج تمہارے سامنے مجلس مبارک و قیام سے منکر ہیں اب تو سمجھو کہ علتِ انکار کیا ہے واللہ واللہ بغضِ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، دیکھو خبردار ہوشیار یہ ہیں وہ جن کی خبر حدیث میں دی تھی کہ ذیاب فی ثیاب۔ ^۴ بھیڑیے ہوں گے کپڑے پہنے، یعنی ظاہر میں انسانی لباس اور باطن میں گرگ خناس۔ اے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھیڑو! اپنے دشمن کو پہچانو، نہیں نہیں تمہارے دشمن نہیں تمہارے پیارے مالک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن جنہوں نے وہ ملعون گالیاں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں لکھیں، چھاپیں اور آج تک اُن پر مصر ہیں۔

ان کی عداوتِ شدیدہ تو اُن کی باتوں سے ظاہر ہو گئی اور وہ جو اُن کے دلوں میں چھپی ہے بہت	"قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ۖ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ"

^۱ القرآن الکریم ۱۷/۱۵

^۲ البراہین القاطعۃ بحث علم غیب مطبع لے بلاسا واقع ڈھور ص ۵۱

^۳ حفظ الایمان قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۱۳ اود عوت فکر مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور ص ۷۲

آکبرؑ ^۱ ۔	زائد ہے۔

جو بظاہر اُن خبیث گالیوں کے خود مرتکب نہیں ان سے پوچھ دیکھئے کہ جن خبیثاء نے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یوں منہ بھر کر گالیاں دیں وہ مسلمان رہے یا کافر ہو گئے، دیکھو ہر گزہر گز انہیں کافر نہ کہیں گے بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل اُلٹی اُن کی حمایت کو تیار ہو جائیں گے، تاویلین گھڑیں گے بات بنائیں گے، حالانکہ علمائے کرام حرمین شریفین بالاتفاق اُن تمام دشنامیوں کو ایک ایک کا نام لے کر فرما چکے کہ۔

من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر ^۲	جو ان کے عذاب اور کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے،

مسلمانو! جب نوبت یہاں تک پہنچ چکی پھر اُسے مجلس یا قیام یا کسی مسئلہ اسلام میں بحث کا کیا موقع رہا۔ کافروں مرتدوں کو اسلامی مسائل میں دخل دینے کا کیا حق۔ مگر یہ ساری دقت اس کی ہے کہ بھائیو تم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں کو ابھی نہ پہچانا، ان کے پاس بیٹھتے ہو، ان کی بات سنتے ہو، ان کی تحریریں دیکھتے ہو، دیکھو یہ تمہارے حق میں زہر ہے، دیکھو تمہارے پیارے مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ واللہ تم سے بڑھ کر تم پر مہربان ہیں، تمہیں ارشاد فرما رہے ہیں کہ:

فأياكم وإياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم ^۳	اُن سے دور بھاگو انہیں اپنے سے دُور کر دو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

بھائیو! مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن سے لپٹا رہنا اچھا ہے یا معاذ اللہ ان کے دشمن کے پھندے میں پڑنا۔ اللہ تعالیٰ اُن کا دامن نہ چھڑائے دنیا میں نہ آخرت میں، آمین و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولینا محمد والہ وصحبہ اجمعین آمین۔
مسئلہ ۹۹۶۹۸: از جالندھر چوک امام ناصر الدین صاحب، دکان ملک محمد امین، مرسلہ ملک محمد امین ۲۵ ربیع الاخر ۱۳۳۷
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ۔

^۱ القرآن الکَرِیم ۱۸/۳

^۲ حسام الحرمین مکتبۃ نبویہ لاہور ص ۱۳ مکتبہ اہل سنت بریلی ص ۹۴

^۳ صحیح مسلم باب النهی عن الروایۃ عن الضعفاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۰/۱

- (۱) خواب میں شیطان کسی اچھی صورت میں ہو کر فریب دے سکتا ہے یا نہیں کہ میں محمد رسول اللہ ہوں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
(۲) اٹھارہ ہزار عالم سے کیا مراد ہے؟ کل اشیاء درخت وغیرہ بھی اس میں شامل ہیں یا نہیں؟

الجواب:

(۱) حضور اقدس علیہ افضل الصلوات والتسلیمات کے ساتھ شیطان تمثیل نہیں کر سکتا۔ حدیث میں فرمایا۔

من رأی فی المنام فقد رأى الحق ان الشیطان لا یتمثّل	جس نے مجھے خواب میں دیکھا بے شک اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ (ت)

بی^۱۔

ہاں نیک لوگوں کی شکل بن کر دھوکا دے سکتا ہے بلکہ اپنے آپ کو الہ ظاہر کر سکتا ہے۔

(۲) عالم اٹھارہ ہیں اور ہر ایک میں کثرت مخلوقات کے سبب اسے ہزار سے تعبیر کیا۔ تینوں موالید جمادات، نباتات، حیوانات، اور چاروں عناصر، اور سات آسمان، اور فلک ثوابت، فلک اطلس، کرسی، عرش، افادہ الشیخ الاکبر معی الدین ابن عربی قدس سرہ، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۰: از شہر بریلی محلّہ سوداگراں مسوئلہ شفیع احمد بیسپوری ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

حضور پُر نور، بعدیثاق السنت برکلم کیا ارواح معدوم کردی گئی تھیں اور بعدہ خلق انسان کے وقت پھر خلق روح ہوتا ہے، اس میں اہل سنت کا کیا عقیدہ ہے اور کیا دلیل؟ اور یہ عقیدہ کس مرتبہ میں ہے ایقانی اجماعی یا ضروریات اہلسنت سے؟ اس مسئلہ میں علماء کو تردد ہے، ابھی ضرورت ہے۔

الجواب:

حاشا للہ، روح بعد ایجاد کبھی فنا نہ ہوگی، انما خلقتہم للابد^۲ (تم ہمیشہ کے لیے پیدا کیے گئے ہو۔) بدن کے ساتھ حدوث نفس خیال باطل فلاسفہ ہے، قال اللہ عزوجل:

"وَكُنْتُمْ اَمْوَئًا فَاحْيَاكُمْ ثُمَّ يُبَيِّنُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ" ^۳ ۔	حالانکہ تم مردہ تھے اُس نے تمہیں جلا یا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں جلانے گا۔ (ت)

^۱ کنز العمال حدیث ۴۱۴۸۹ موسسة الرسالة بیروت ۱۵/ ۳۸۴

^۲ شرح الصدور باب فضل الموت خلافت اکیڈمی منگورہ سوات ص ۵

^۳ القرآن الکریم ۲/ ۲۸

اگر بعد میثاق رُوحیں معدوم کر دی گئی ہوتیں تو تین موتیں ہوتیں اور یوں فرمایا جاتا۔

کنتم امواتاً فاحیاءکم ثم اماتکم ثم احیاءکم ثم	تم مردہ تھے اس نے تمہیں زندہ کیا، پھر مارا، پھر زندہ کیا، پھر
یمیتکم ثم یحییکم۔	مارے گا، پھر زندہ کرے گا۔ (ت)

یہ عقیدہ اجماعی ہے مگر نہ اس درجہ پر واضح کہ جو شخص بحال ناواقفی اس کا خلاف کرے اُسے اہل سنت سے خارج کیا جائے بلکہ غلط کار خالی ہے و بس، اور اس پر یہ الزام ہے کہ بے جانے لب کشائی کی جرات کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۱: ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اُس مسئلہ میں کہ ایمان کی تعریف کیا ہے؟ اور ایمان کامل کیسے ہوتا ہے؟ بیّنوا توجروا۔ (بیان فرماؤ اہر دیئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب:

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر بات میں سچا جانے، حضور کی حقانیت کو صدقِ دل سے ماننا ایمان ہے جو اس کا مقرر ہو اسے مسلمان جانیں گے جب کہ اس کے کسی قول یا فعل یا حال میں اللہ و رسول کا انکار یا تکذیب یا توہین نہ پائی جائے اور جس کے دل میں اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علاقہ تمام علاقوں پر غالب ہو اللہ و رسول کے محبوبوں سے محبت رکھے اگرچہ اپنے دشمن ہوں، اور اللہ و رسول کے مخالفوں بد گویوں سے عداوت رکھے اگرچہ اپنے جگر کے ٹکڑے ہوں، جو کچھ دے اللہ کے لیے دے جو کچھ روکے، سو اس کا ایمان کامل ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من احب لله و ابغض لله واعطى لله ومنع لله فقد استكمل الايمان واللہ تعالیٰ اعلم ^۱ ۔	جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کی اور اللہ تعالیٰ کے لیے عداوت کی، اور اللہ تعالیٰ کے لیے دیا اور اللہ تعالیٰ کے لیے روکا، اس کا ایمان کامل ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۲ و ۱۰۳: از کھنڈل پوسٹ آفس کیو کٹو ضلع اکیاب مرسلہ محمد عبدالسلام مدرس چہارم گورنمنٹ اسلامیہ اردو اسکول ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض وہابی عالم کہتے ہیں کہ درود تاج پڑھنا حرام ہے

^۱ سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی رد الارحاء آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۸۷

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں دافع البلاء والوباء والقحط والمعرض والالہم (مصیبت، وباء قحط سالی، بیماری اور دُکھ کو دُور کرنے والا۔ ت) کا استعمال نازیبا بلکہ شرعاً ممنوع اور ایمان جانے کا خوف ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک، یہ قول حق ہے یا باطل؟ اگر حق ہو تو منکرین پر شرعاً کیا حکم؟

الجواب:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے شک دافع ہر بلا ہیں، ان کی شان عظیم تو ارفع واعلیٰ ہے، اُن کے غلام دفع بلا فرماتے ہیں، ابن عدی وابن عساکر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

میرا نام اُخیذ اس لیے ہوا کہ میں اپنی اُمت سے آتش دوزخ کو دفع فرماتا ہوں۔	إِنَّمَا سَمِيتُ أَحْيِدَ لِأَنِّي أَحْيِدُ عَنْ أُمَّتِي نَارَ جَهَنَّمَ ¹

دوزخ سے بدتر اور کیا بلا ہوگی جس کے دافع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

بیہقی دلائل النبوة اور ابوسعید شرف المصطفیٰ میں راوی، خفاف بن نضله رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر بارگاہ ہو کر عرض کی۔

حق وردت الی المدینة جاہدا کیما اراک فتفرج الکربات ²	میں کوشش کرتا ہوا مدینہ میں حاضر ہوا کہ زیارت اقدس سے مشرف ہوں تو حضور میری سب مشکلیں کھول دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کی عرض پسند کی اور تعریف فرمائی۔

منہ المدح امام ابن سید الناس میں ہے حرب بن ریطہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:۔

لقد بعث الله النبي محمداً
بحق وبرهان الهدى يكشف الكربا³

(خدا کی قسم اللہ عزوجل نے اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق اور قطعی دلیل ہدایت کے ساتھ ایسا بھیجا کہ حضور دافع بلا فرماتے ہیں)

¹ تاریخ دمشق الكبير باب معرفة اسماؤه دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۱/۳

² دلائل النبوة للبيهقي جماع ابواب المبعث سبب اسلام خفاف بن نضله دار الكتب العلمية بیروت ۲/۲۶۱، شرف المصطفیٰ ذکر اسلام

خفاف بن نضله حدیث ۵۳ دار البشائر الاسلامیہ ۱/۲۳۴

³ الاصابة في تمييز الصحابة بحواله ابن سيد الناس ترجمہ ۱۶۵۹ حرب بن ریطہ دار صادر بیروت ۱/۳۲۰

عمر بن شبہ بطریق عامر شعبی راوی، اسود بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔

انت الرسول الذی یرجى فواضله عند القحوط اذا ما أخطأ البطر۔ ¹	یا رسول اللہ ! حضور وہ رسول ہیں جن کے فضل کی امید کی جاتی ہے قحط کے وقت جب مینہ خطا کرے۔

ابن شاذان عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازے پر فرمایا۔

یا حمزہ یا کاشف الکربات یا حمزۃ یا ذاب عن وجہ رسول اللہ۔ ²	اے حمزہ اے دافع البلاء اے حمزہ اے چہرہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دشمنوں کے دفع کرنے والے۔

کتب سابقہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر شریف میں ہے ان کے دو نائب ہوں گے ایک سن رسیدہ یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے جوان یعنی فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اما الفقی فخواض غمرات و دفاع معضلات³۔ وہ جو جوان ہیں وہ سختیوں میں گھس پڑنے والے اور بڑے دافع البلاء بڑے مشکل کشا ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ولیه فعلی ولیہ ⁴ قال المناوی فی شرحہ یدفع عنہ مایکره ۔ ⁵	یعنی میں جس کا مددگار ہوں علی المرتضیٰ اس کے مددگار ہیں کہ ہر مکروہ کو اس سے دفع کرتے ہیں،

شاہ ولی اللہ دہلوی ہجرات میں لکھتے ہیں:

از ثمراتِ ایں نسبت است در مہالک و مضائق صورت آں جماعت پدید آمدن و حل مشکلات وے بآں صورت منسوب شدن۔ ⁶	ہلاکتوں اور تنگیوں میں اس جماعت (اولیاء اللہ) کی صورت کا ظاہر ہونا اور حل مشکلات کا اس کی طرف منسوب ہونا اس نسبت کے ثمرات میں ہے۔ (ت)

¹ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ترجمہ ۱۶۹ اسود بن مسعود ثقفی دارصادر بیروت ۱/۲۶

² انسان العیون المعروف بالسیرۃ الحلبیۃ ذکر غزوہ احد المکتبۃ الاسلامیۃ بیروت ۲/۲۳۷

3

⁴ الجامع الصغیر حدیث ۹۰۰۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/۵۴۲

⁵ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث من کنت ولیہ الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۲/۴۴۲

⁶ ہجرات ہمہ ۱۱ شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد ص ۵۹

قاضی ثناء اللہ تذکرۃ الموتی میں لکھتے ہیں:

ارواح ایشاں یعنی اولیاء زمین و آسمان و بہشت ہر جا کہ خواہندی روند و دوستان و معتقدان را در دنیا و آخرت مددگاری مے فرمایند و دشمنان را ہلاک می نمایند ^۱ ۔	اولیاء اللہ کی روحیں زمین، آسمان اور جنت میں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں اور دنیا و آخرت میں اپنے دوستوں اور عقیدہ مندوں کی مدد کرتی ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کرتی ہیں (ت)

اس مسئلہ کی کافی تفصیل ہماری کتاب الامن والعلیٰ لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء میں ہے۔ درود تاج پڑھنے کو حرام کی طرف نسبت وہی کرے گا جو خود منسوب بحرام ہو۔ وہابیہ مرتدین ہیں ان کی بات سُننی جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ثانی: ازیں مقام و ازیں سائل (سوال دوم اُسی جگہ سے اسی سائل کی طرف سے۔ ت)

بے باادب داخل ہوا اے دل محفل میلاد میں

خود بدولت خود میں شامل محفل میلاد میں

ہمارے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محفل مولود میں جلوہ افروز ہونا اس شعر سے صادق آتا ہے لیکن وہابی کہتا ہی کہ نہیں ہو سکتا۔ جلوہ افروز نہ ہونے کی کیا دلیل؟

الجواب:

وہابی کذاب جھوٹا ہے، امام خاتم الحفاظ جلال الملتی والدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تنویر میں فرماتے ہیں۔

قد اخبرنی الثقات من اهل الصلاح انهم شاهدوا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراراً عند قراءة المولود الشريف وعند ختم القرآن وبعض الاحادیث ^۲ ۔	مجھے ثقہ صالحین نے خبر دی کہ انہوں نے بارہا حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مجلس میلاد شریف و جلسہ ختم قرآن عظیم و بعض احادیث میں مشاہدہ کیا۔

نیز امام ممدوح تنویر پھر امام محمد ثلیل زرقانی شرح المواہب شریفہ میں فرماتے ہیں:

انه وسائر الانبياء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

^۱ تذکرۃ الموتی باب در مقرر ارواح مطبع محمدی لاہور ص ۳۰

^۲ تنویر الحوالک

اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اجازت ہے کہ آسمان و زمین کی سلطنت الہی میں تصرف فرمانے کے لیے اپنے مزارات طیبہ سے باہر تشریف لے جائیں۔	عليهم وسلم اذن لهم في الخروج من قبورهم للتصرف في الملكوت العلوي والسفلي ¹

علامہ زر قانی فرماتے ہیں:

یعنی اس کے مثل امام احمد قسطلانی نے مواہب شریفہ میں جا بجا تصریح فرمائی ہے۔	ونحوه يأتي للمصنف في غير موضع من هذا الكتاب ²

امام ابن حجر مکی فتاویٰ کبریٰ باب الجنائز میں فرماتے ہیں:

ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اقدس ستر ہزار صورتوں میں جلوہ گر ہوتی ہے۔	روح نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم ربما تظهر في سبعين الف صورة ³

حضور عین نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس تو بلند و بالا ہے، امام اجل عبد اللہ بن مبارک و ابو بکر بن ابی شیبہ استاد بخاری و مسلم حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے وقفہ اور امام احمد مسند اور حاکم صحیح مستدرک اور ابو نعیم حلیہ میں بسند صحیح حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے رفقا راوی، و ہذا حدیث ابی بکر:

جب مسلمان کا انتقال ہوتا ہے اس کی راہ کھول دی جاتی ہے جہاں چاہے جاتا ہے۔	اذا مات المؤمن يخلق سربه يسرح حيث شاء ⁴

ہم نے اپنے رسالہ اتیان الارواح لدیار ہم بعد الرواح میں اس پر بہت روایات ذکر کیں بلکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مجالس طیبہ میں تشریف لانا بایں معنی نہیں کہ نہ تھے اور تشریف لائے کہ وہ تو ہر وقت مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

¹ الحاوی للفتاویٰ تنویر الحوالک فی امکان رؤیة النبی والملك دار الکتب العلمیة بیروت ۲۶۳/۲

²

³ الفتاویٰ الکبیری کتاب الصلوٰۃ باب الجنائز دار الکتب العلمیة بیروت ۹/۴

⁴ اتحاف السادة المتقين بحواله المصنف لابن ابی شیبہ کتاب ذکر الموت دار الفکر بیروت ۲۲۷/۱۰

ملا علی قاری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں:

لان روح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضراً فی بیوت اهل الاسلام ^۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اقدس ہر مسلمان کے گھر میں تشریف فرما ہے۔

بلکہ یہ معنی کہ مجلس مبارک میں تجلی خاص فرماتے ہیں، یہ اُن کے کرم پر ہے ہر جگہ ضرور نہیں اور جس ذلیل سے ذلیل بندے کو نوازیں کچھ دور نہیں۔

اگر بادشاہ برادر پیر زن بیاید تو اے خواجہ سہبت ممکن

(اگر بادشاہ بوڑھی عورت کے دروازے پر تشریف لائے تو اے سردار! مونچھ مت اکھاڑ، ت)

وہابی کہ اسے محال مانتا ہے کیا دلیل رکھتا ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے: "قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ" ۲۔
اپنی برہان لاؤ اگر سچے ہو۔

دلیل کچھ نہیں سوا اس کے کہ ع

انبیاء، پچھو خود پنداشتند

(نبیوں کو وہ اپنے جیسا سمجھتے ہیں۔ ت)

"وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ" ۳۔ واللہ تعالیٰ اعلم	عنقریب ظالم جان جائیں گے کہ کس کروٹ پر پلٹتے ہیں۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

ازکاپور مرسلہ مولانا محمد آصف صاحب

مسئلہ ۱۰۴:

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

یا حبیب محبوب اللہ روحی فداک، قبلہ کو نین و کعبہ دارین دامت فیوضہم بعد تسلیمات فدویانہ و تمنائے حصول سعادت آستانہ بوسی، التماس اینکہ بفضلہ تعالیٰ کمترین بخیثیت ہے صحتوری حضور کی مدام بارگاہ احدیث سے مطلوب۔ گرامی نامہ صادر ہو کر موجب عزت و سرفرازی ہوا۔ فدوی نے اس آیت قرآنی "فَبِمَنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ" ۴۔ (توان میں کوئی بد بخت ہے اور کوئی خوش نصیب۔ ت) کی تفسیر،

^۱ شرح الشفاء لملا علی القاری علی ہامش نسیم الریاض فصل فی المواطن الخ مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۳/۲۶۴

^۲ القرآن الکریم ۲/۱۱۱/۲۳

^۳ القرآن الکریم ۲۶/۲۲

^۴ القرآن الکریم ۱۱/۱۰۵

تفسیر کبیر میں دیکھی۔

اور جو خوش نصیب ہوئے وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمان وزمین رہیں مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا یہ بخشش ہی کبھی ختم نہ ہوگی۔ (ت)	"وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خُلْدٌ لِّدِينٍ فِيهِمَا مَادَامَتِ السَّلَاطُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ عَطَاءٌ غَيْرَ مَجْدُوذٍ ۝۱" ^۱

کے متعلق لکھا ہے:

خوش نصیبوں کے بارے میں استثناء کو ماقبل میں مذکور وجوہ میں سے کسی ایک پر محمول کرنا لازم ہے اور یہاں پر ایک دوسری وجہ ہے وہ یہ کہ بسا اوقات بعض کے لیے یہ اتفاق ہوتا ہے کہ اسے جنت سے عرش اور ان بلند منزلوں کی طرف رفعت بخشی جاتی ہے جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (ت)	الاستثناء في باب السعداء يجب حملة على احد الوجوه المذكورة فيما تقدم وهنا وجه آخر وهو انه ربما اتفق لبعضهم ان يرفع من الجنة الى العرش و الى المنازل الرفيعة التي لا يعلمها الا الله تعالى ^۲

اگر کوئی کہے کہ الفاظ غیر مجزوز سے معلوم ہوا کہ عطا غیر منقطع ہوگی مگر استثناء ماثاء ربک ہے قدرت منقطع کرنے پر معلوم ہوتی ہے اگرچہ ہر گز ہر گز مشیت منقطع کرنے کے لیے متعلق نہ فرمائے گا تو اس کا کیا جواب ہے حضور کا رسالہ جلد اول سبحن السبوح فدوی کے پاس ہے۔ مولانا مولوی امجد علی صاحب سے چند کتابیں مثل ظفر الطیب وغیرہ ونیز جلد ثانی سبحن السبوح کی کمترین نے بذریعہ ویلو طلب کی ہیں کتاب صیانة الناس عن وساوس الخناس تصنیف مولانا نذیر احمد خاں صاحب مرحوم رامپوری میں لکھا ہے۔ اخبار وعدہ ثواب کا قطعی ہونا اور مشیت پر مبنی نہ ہونا واجب ہے کہ اس کے خلاف میں لوم ہے جس سے خدائے تعالیٰ پاک و منزہ ہے۔

ملا عبد الحکیم نے خیالی کے حاشیہ میں کہا، شاید اس بعض کی مراد اپنے اس قول سے کہ وعید میں خلف کرم ہے یہ ہو کہ کریم جب وعید کے ساتھ زجر فرمائے تو اس کے حال کے لائق اور	قال عبد الحکیم في الحاشية على الخيالي لعل مراد ذلك البعض بقولهم ان الخلف في الوعيد كرم ان الكريم اذا زجر بالوعيد فاللائق بحاله و

^۱ القرآن الكريم ۱۱/ ۱۰۸

^۲ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیت ۱۱/ ۱۰۸ المطبعة البهية المصرية مصر ۱۸/ ۶۷

مقتضى كرمه ان يبتنى اخباره على المشية فجميع ا لعومات الوارد في الوعيد متعلقة بالمشية وان لم يصرح بها زجر العصاة ومنعاهم فلا يلزم الكذب والتبديل بخلاف وعد الكريم فانه يجب ان يكون قطعي لان الخلف فيه لوم فلا يجوز تعليقه بالمشية 1 -	اس کے کرم کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ وعید کے بارے میں اس کی خبر مشیت پر مبنی ہو۔ چنانچہ وعید کے سلسلے میں وارد تمام عمومات مشیت کے ساتھ منسلک ہیں اگرچہ نافرمانوں کی زجر و توبیخ اور انہیں گناہ سے باز رکھنے کی خاطر کریم نے اس کی تصریح نہ کی ہو لہذا اس میں جھوٹ اور تبدیلی لازم نہیں آتی بخلاف کریم کے وعدے کے اس کا قطعی ہونا واجب ہے اس لیے کہ اس میں خلف لوم ہے چنانچہ اس کو مشیت پر معلق کرنا جائز نہیں (ت)

دوسرا خط عریضہ ملفوف تحمیتاً بارہ "روز ہوئے ہوں گے، فدوی روانہ خدمت فیضد رجت کرچکا ہے ہنوز جواب سے محروم ہے،
اُس عریضہ میں متعلق آیت "فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ" دریافت کیا تھا کہ اہل جنت کی بابت بعد مَا دَامَتِ السَّلَاطَةُ وَالْأَمْرُ (جب
تک آسمان وزمین رہیں گے۔ ت) کے "إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ" (مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا۔ ت) سے اگر کوئی شبہ کرے کہ
قدرت خلود ابدی کے خلاف کرنے پر معلوم ہوتی ہے اگرچہ ہر گز خلاف وعدہ نہ فرمائے گا چنانچہ صراحۃً بھی عطاء غیر مجذوز کے
فرمادیا ہے تو کیا شبہ ہے۔ تفسیر ابن جریر و عرائس البیان میں ہے:

قال ابن مسعود لياتين على جهنم زمان تخفق ابوابها ليس فيها احد²۔	ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جہنم پر ضرور ایک ایسا زمانہ آئے گا جب اس کے تمام دروازے خالی ہو جائیں گے اور اس میں کوئی ایک شخص بھی نہیں رہے گا۔ (ت)

اس کا کیا مطلب ہے؟

الجواب:

بسم الله الرحمن الرحيم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم مولانا المکرم

¹ حاشیہ عبد الحکیم علی الحکیم الخیالی مطبع یوسفی لکھنؤ ص ۱۲۶

² جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیت ۱۱/۱۰۷ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۲/۱۲

اکرم میں آج کل متعدد رسائل رد و ہایہ خذلّم اللہ تعالیٰ میں مشغول تھ۔ خبر الہی مثل علم الہی ہے ان میں سے کسی کا خلاف ممکن نہیں، مگر یہ استحالہ بالغیر ہے، نفی قدرت نہیں کرتا علم الہی ازلی میں تھا کہ یہ زید کو فلاں وقت پیدا کرے گا اب واجب ہوا کہ زید اس وقت پیدا ہو، اگر نہ پیدا ہو تو معاذ اللہ جہل لازم آئے لیکن اس سے یہ لازم نہ آیا کہ مولا تعالیٰ اس کو پیدا کرنے پر مجبور ہو گیا، نہ پیدا کرنے پر قادر نہ رہا ورنہ پھر جہل لازم آئے کہ علم میں تو یہ تھا کہ اپنی قدرت سے اسے پیدا کرے گا اور یہ نہ ہوا بلکہ معاذ اللہ مجبور ہو گیا۔ حاشا بلکہ زید کا وجود و فنا کا ابداً تحت قدرت ہے اور تعلق علم کے سبب جس وقت اس کا وجود علم الہی میں تھا وجود واجب ہے اور جس وقت فنا واجب ہے کہ خلاف ہو تو جہل ہو اور جہل محال بالذات ہے اس محال بالذات نے ان ممکنات کو اپنے وقت میں واجب بالغیر کر دیا اس سے معاذ اللہ نہ قدرت مسلوب ہوئی نہ جہل ممکن، بعینہ یہی بات خبر الہی میں ہے اس نے خبر دی کہ اہل جنت کو جنت میں ہمیشہ رکھے گا ان کا خلود واجب ہو گیا۔ اگر نہ ہو تو معاذ اللہ کذب لازم آئے۔ مگر اس سے انقطاع پر قدرت مسلوب نہ ہوئی خلود و انقطاع دونوں ازکا ابداً زیر قدرت ہیں مگر تعلق خبر نے خلود کو واجب بالغیر کر دیا اس سے نہ قدرت مسلوب ہوئی نہ معاذ اللہ کذب ممکن۔ کذب کے محال بالذات ہونے ہی نے تو اس ممکن کو واجب بالغیر کر دیا اگر اس سے کذب ممکن ہو جائے تو اسے واجب کون کرے، مولا عزوجل کے وعدہ و وعید کسی میں تخلف ممکن نہیں خود وعید ہی کے لیے ارشاد ہوا ہے۔ "مَا يَبْدَأُ الْقَوْلَ لَدَيَّ"^۱۔ میرے یہاں بات بدلتی نہیں۔ (ت) جیسے وعدہ کو فرمایا: "لَنْ يَخْلَفَ اللَّهُ وَعْدًا"^۲۔ (اور اللہ تعالیٰ ہر گز اپنا وعدہ جھوٹا نہ کرے گا۔) بعض کے کلام میں کہ خلف وعید کا لفظ واقع ہوا تصریحات ہیں کہ اس سے مراد عفو ہے، یہ اگر معاذ اللہ امکان کذب ہو تو امکان کیسا وقوع ہوا کہ عفو یقیناً واقع ہوگا، اس کی مفصل بحث سبجن السبوح میں ہے آیہ کریمہ "إِلَّا هَاشَاءَ رَبُّكَ"^۳۔ (مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا۔) کے وہ معنی بعونہ تعالیٰ ذہن فقیر میں ہیں جن کے بعد ہر گز ہر گز کسی تاویل کی حاجت نہیں، معنی ظاہر پر بلا تکلف مستقیم ہیں خلود اہل دارین کو عمر آسمان و زمین سے مقدر فرمایا ہے "مَا دَامَتِ السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ"^۴۔ (جب تک آسمان و زمین رہیں گے۔) ظاہر ہے کہ اس سے یہ بقائے آسمان و زمین مراد نہیں جو نفع صورت پر منقطع ہے بلکہ سما و ارض کہ روز قیامت اعادہ کیے جائیں گے اُن کی عمر مراد ہے جو ابدی ہے اور کچھ شک نہیں کہ اس کی مقدار جنتیوں کے

^۱ القرآن الکریم ۲۹/۵

^۲ القرآن الکریم ۳۷/۲۲

^۳ القرآن الکریم ۱۱/۱۰۷

^۴ القرآن الکریم ۱۱/۱۰۷

جنت دوزخیوں کے دوزخ میں رہنے کی مقدار سے صد ہا سال زائد ہے کہ انتہا نہ ان کو نہ اس کو، مگر اس کی ابتداء ان کی ابتداء سے سینکڑوں برس پہلے ہے شروع روز قیامت میں آسمان وزمین پیدا ہو جائیں گے لیکن جنتی جنت اور دوزخی دوزخ میں بعد حساب جائیں گے اور باہم بھی مقدار میں مختلف ہوں گے فقراء اغنیاء سے پانچ سو برس پہلے جنت میں جائیں گے تو جانب ابتدا میں ان کا خلود اُن سموات وارض کے دوام سے کم ہوا کسی کا مثلاً ہزار برس کم جیسی جس کے لیے مشیت ہوگی کسی کا دو ہزار برس کم، الی غیر ذلک اس کو فرماتا ہے۔ "إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ" ^۱ (مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا۔) روایت لیا تین علیٰ جہنم ^۲ دوزخ کے طبقہ اولیٰ کے لیے ہے جس کا نام جہنم ہے اگرچہ مجموعہ کو بھی جہنم کہتے ہیں یہ طبقہ عصاة موحدین کے لیے ہے یہ بیشک ایک روز بالکل خالی ہو جائے گا جب لا الہ الا اللہ کہنے والا کوئی اس میں نہ رکھا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۵: ۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

علمائے اہلسنت وجماعت کی خدمت میں گزارش ہے کہ آج کل اکثر سنت والجماعت فرقہ باطلہ کی صحبت میں رہ کر چند مسائل سے بد عقیدہ ہو گئے ہیں اگرچہ حضور کی تصانیف کثیرہ میں ہر قسم کے مسائل موجود ہیں لیکن احقر کی نگاہ سے یہ مسئلہ نہیں گزرا، اسی واسطے اس مسئلے کی ضرورت ہوئی، اور نیز عوام کا ایمان تازہ ہوگا اور بد عقیدہ لوگ گمراہی سے باز آئیں گے، منجملہ اُن کے ایک مسئلہ ذیل میں تحریر ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت زید کہتا ہے کہ وہ لالچی شخص تھے، حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اور آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑ کر انکی خلافت لے لی اور ہزار ہا صحابہ کو شہید کیا۔ بکر کہتا ہے کہ میں ان کو خطا پر جانتا ہوں ان کو امیر نہ کہنا چاہیے۔ عمرو کا یہ قول ہے کہ وہ اجلہ صحابہ میں سے ہیں ان کی توہین کرنا گمراہی ہے ایک اور شخص کو اپنے آپ کو سنی المذہب کہتا ہے اور کچھ علم بھی رکھتا ہے، (حق یہ ہے کہ وہ نرا جاہل ہے) وہ کہتا ہے کہ سب صحابہ اور خصوصاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہما لالچی تھے (نعوذ باللہ منہا) کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعش مبارک رکھی تھی اور وہ اپنے اپنے خلیفہ ہونے کی فکر میں لگے ہوئے تھے۔ ان چاروں شخصوں کی نسبت کیا حکم ہے؟ ان شخصوں کو سنت والجماعت کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور حضور کا اس مسئلہ میں کیا مذہب ہے؟

^۱ القرآن الکریم ۱۱/۱۰۸

^۲ جامع القرآن (تفسیر ابن جریر) تحت آیت ۱۱/۱۰۷ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲/۱۲

جواب مدلل عام ارقام فرمائیے۔

الجواب:

اللہ عزوجل نے سورہ حدید میں صحابہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم کی دو قسمیں فرمائیں، ایک وہ کہ قبل فتح مکہ شریف مشرف بایمان ہوئے اور راہِ خدا میں مال خرچ کیا جہاد کیا۔ دوسرے وہ کہ بعد پھر فرمایا۔ "وَكَلَّا وَعَدَا اللَّهُ الْحُسْنٰی" ^۱۔ دونوں فریق سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا، اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ہے ان کو فرماتا ہے، "أُولَئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ" ^۲ "وہ جہنم سے دور رکھے گئے، لایسمعون حسیسہا اس کی بھنک تک نہ سنیں گے۔" "وَهُمْ فِي مَا اشْتَكَتْ أَنْفُسُهُمْ خَالِدُونَ" ^۳ "لَا يَحْزَنُهُمُ الْفَرَعُ وَلَا كِبَرُ" اور وہ اپنی من مانتی خواہشوں میں ہمیشہ رہیں گے قیامت کی سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی۔ "وَتَتَلَقَّوْنَهُمُ الْبُكْبُكَةُ" ^۴ "فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔" "هَذَا يَوْمُكُمْ أَلْزَمِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ" ^۵ "یہ کہتے ہوئے کہ یہ تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے، تو جو کسی صحابی پر طعن کرے اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے، اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کاذبہ ہیں ارشاد الہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں، رب عزوجل نے اُسی آیت میں اس کام نہ بھی بند فرمادیا کہ دونوں فریق صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کر کے ساتھ ہی ارشاد فرمایا "وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ" ^۶ "اور اللہ تعالیٰ کو خوب خبر ہے جو کچھ تم کرو گے۔ بالینہیہ میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا۔ اس کے بعد کوئی بکے اپنا سر کھائے خود جہنم جائے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں:

وَمَنْ يَكُونُ يَطْعَنُ فِي مَعَاوِيَةَ فَذَاكَ كَلْبٌ مِّنْ كَلَابِ الْهَآوِيَةِ	جو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں میں سے ایک ستا ہے۔

اُن چار شخصوں میں عمر کا قول سچا ہے، زید و بکر جھوٹے ہیں، اور چوتھا شخص سب سے بدتر خبیث رافضی تبرائی ہے۔ امام کا مقرر کرنا ہر مہم سے زیادہ ہے تمام انتظام دین و دنیا اسی سے متعلق ہے۔

^۱ القرآن الکریم ۱۰/۵۷

^۲ القرآن الکریم ۱۰/۲۱ تا ۱۰/۲۳

^۳ القرآن الکریم ۱۰/۵۷

^۴ نسیم الریاض الباب الثالث مرکز اہلسنت برکات رضا ہجرات الہند ۳/۳۰

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جنازہ انور اگر قیامت تک رکھا رہتا اصلاً کوئی خلل محتمل نہ تھا، انبیاء علیہم السلام کے اجسام طاہرہ بگڑتے نہیں، سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد انتقال ایک سال کھڑے رہے سال بھر بعد دفن ہوئے، جنازہ مبارکہ حجرہ ام المومنین صدیقہ میں تھا جہاں اب مزار انور ہے اس سے باہر لے جانا نہ تھا، چھوٹا سا حجرہ اور تمام صحابہ کو اُس نماز اقدس سے مشرف ہونا ایک ایک جماعت آتی اور پڑھتی اور باہر جاتی دوسری آتی، یوں یہ سلسلہ تیسرے دن ختم ہوا۔ اور اگر تین برس میں ختم ہوتا تو جنازہ اقدس تین برس یوں ہی رکھا رہنا تھا کہ اس وجہ سے تاخیر دفن اقدس ضروری تھی۔ اہلبیت کے نزدیک یہ اگر لالچ کے سبب تھا سب سے سخت تر الزام امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ پر ہے یہ تو لالچی نہ تھے اور کفن دفن کا کام گھر والوں سے ہی متعلق ہوتا ہے یہ کیوں تین دن ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے۔ انہیں نے رسول کا یہ کام کیا ہوتا یہ کچھلی خدمت بجالائے ہوتے۔ تو معلوم ہوا کہ اعتراض ملعون ہے اور جنازہ انور کا جلد دفن نہ کرنا ہی مصلحت دینی تھی جس پر علی مرتضیٰ اور سب صحابہ نے اجماع کیا مگر۔

چشم بد اندیش کہ برکنہ باد عیب نماید بہ نگاہش ہنر
(بدخواہ کی آنکھ برباد ہو جائے اس کی نگاہ میں ہنر بھی عیب نظر آتا ہے۔ ت)
یہ خبیثاء خذلہم اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کو ایذا نہیں دیتے۔ حدیث شریف میں ہے۔

من اذاهم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ یوشک ان یراخذہ۔ ^۱	جس نے میرے صحابہ کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اسے گرفتار کرے، والعیاذ باللہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۶: از کوچین ضلع ملیبار محلہ مٹانیچری مرسلہ مولانا حاجی طاہر محمد صاحب ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مذہب پر قائم رہنا فرض ہے یا واجب ہے یا سنت؟ جو ایک مذہب پر قائم نہیں وہ کون ہے؟ اس کا نام کیا ہے؟

^۱ جامع الترمذی ابواب المناقب باب من سب اصحابہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابن کثیر دہلی ۲/ ۲۲۶

الجواب:

مذہب اہلسنت پر قائم رہنا فرضِ اعظم ہے اور فقہ میں ایک مذہب مثلاً حنفی مذہب پر قائم رہنا، اور جو کسی مذہب پر قائم نہیں پہلی صورت میں دہریہ اور دوسری صورت میں غیر مقلد ہے اور یہ فرقہ بھی بدعتی ناری ہے۔ طحاوی علی الدر المختار میں ہے:

فمن كان خارجاً عن هذا الأربعة فهو من أهل البدعة والنار. ^۱ والله تعالى أعلم	تو جو کوئی چاروں سے خارج ہے وہ بدعتیوں اور جہنمیوں میں سے ہے۔ (ت) والله تعالى أعلم۔

مسئلہ ۱۰۷: از شہر بریلی مدرسہ منظر الاسلام مسؤلہ امام بخش طالب علم مدرسہ مذکور ۱۵ جمادی الآخرہ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا یہ قول ہے کہ قیام ناجائز ہے اور اس کی دلیل امام اعظم صاحب کا قول پیش کرتا ہے بطور افتراء کہ ہمارے امام صاحب خود کبھی کبھی قیامت نہیں فرماتے تھے جب ہم ان کی تقلید کرتے ہیں تو ہر ایک بات میں تقلید کرنا چاہیے تو اس صورت میں کہ ہم قیام نہیں کرتے الزام نہیں ہو سکتا اور زید کا یہ قول کہ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کبھی کبھی قیام نہیں فرماتے تھے یہ صحیح ہے یا نہیں، اگر زید امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر افتراء کرتا ہے تو ایسے شخص کے واسطے کیا حکم ہے؟ زید کہتا ہے کہ صاحبِ مرقات کا قول یہ ہے کہ جو امر مندوب ہے اس پر تاکید کرنے سے مکروہ ہو جاتا ہے، قیام مستحب ہے پھر اس پر اس قدر تاکید کیوں ہے یہاں تک کہ رسالہ بازیوں تک نوبت پہنچ گئی، قبل نماز عصر چار رکعت سنت مستحب ہے، اس پر تاکید کیوں نہیں کرتے، قیام پر کیا خصوصیت ہے اور قیام کرنے والوں کو کیا ثواب ملے گا؟ اور منکر قیام کو کیا عذاب ہوگا؟ میلاد شریف میں کچھ لوگوں نے قیام کیا اور کچھ لوگوں نے نہیں کیا ان کے واسطے کیا حکم ہے؟ جو لوگ صرف قیام کے منکر ہیں یا پورے دیوبندی خیال کے ہیں ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:

اس نے امام پر افتراء کیا اور قیام مندوب ہے اگر بعض اوقات اس لحاظ سے کہ واجب نہیں ساری مجلس قیام نہ کرتی اور اس کے ساتھ یہ خیال وہابیت نہ ہوتا تو حرج نہ تھا اور اب یہ قیام شعارِ اہلسنت ہو گیا ہے اور اس سے ان کا اشعارِ وہابیت اور شعارِ سنیت کا لحاظ ضرور موکدہ ہے۔

^۱ حاشیۃ الطحاوی علی الدر المختار کتاب الذبائح المکتبۃ الاسلامیہ کوئٹہ ۱۳۳۷ھ

عصر سے پہلے کے نوافل نہ شعارِ سنیت ہیں نہ ان کے ترک میں کوئی تہمت و گمراہی، خصوصاً اس حالت میں کہ مجلس قیام کرے اور بعض بالقصد مخالفتِ مسلمین کر کے بیٹھے رہیں، منکر قیام اگر بالفرض ایسا پایا جائے کہ صرف اسی مسئلہ میں اس کو شبہ ہے نہ بہ علت وہابیت نہ بر بنائے اصول و ہابیت اور تمام مسائل میں موافق اہلسنت ہے، وہابیہ کو گمراہ بے دین جانتا ہے تو اس کے پیچھے نماز میں حرج نہ ہوگا، مگر ہندوستان میں شاید ایسا شخص معدوم ہو۔ رہے دیوبندی اور ان کے ہم خیال وہ مرتدین ہیں مرتد کے پیچھے نماز کیسی!

مسئلہ ۱۰۸: بمعرفت سید ضمیر الحسن صاحب ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

جناب بھائی صاحب دام اقبالہ، مؤدبانہ گزارش ہے کہ جس رسالہ کے بارے میں تذکرہ کیا تھا وہ اس وقت موصول ہوا، اس کا ایک اعتراض تحریر کرتا ہوں کیونکہ دوسرے لمبے چوڑے ہیں وہ بعد کو لکھوں گا آپ اس کو اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ کی خدمت عالی میں پیش کریں اور جواب خاکسار کے پاس روانہ فرمائیں، وہ اعتراض یہ ہے کہ ہم جو کہ ایمانی حالت نہایت کمزور رکھتے ہیں ہمارے واسطے حکم ہوتا ہے۔ "يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ"^۱۔ بغیر دیکھے ایمان لاتے ہیں۔ "مَنْ يَخَافُ بِالْغَيْبِ"^۲۔ کون ہے جو بے دیکھے ڈرتا ہے۔ "الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ"^۳۔ یہ نصیحت نامہ ان لوگوں کے واسطے ہے جو بے دیکھے خدا سے ڈرتے ہیں اور قیامت سے ڈرتے ہیں، "إِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمَنَ بِالْغَيْبِ"^۴۔ تم انہیں کو ڈراؤ جو سمجھانے پر چلے اور بغیر دیکھے رحمن سے ڈرے، "مَنْ خَشِيَ الرَّحْمَنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُنِيبٍ"^۵ اَدْخُلُوهَا بِسَلَامٍ۔ جو شخص بے دیکھے خدا سے ڈرتا رہا اور دل گرویدہ لے کر حاضر ہوا ہم ایسے لوگوں سے فرمائیں گے سلامتی کے ساتھ اس بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ "مَنْ يَتَّصِرْهُمُ رَسُولٌ بِالْغَيْبِ"^۶۔ جو لوگ بغیر دیکھے خدا اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ "إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ"^۷۔ جو لوگ خدا سے بغیر دیکھے ڈرتے ہیں ان کے واسطے بڑا اجر ہے۔ غرضکہ متعدد آیات جن میں

^۱ القرآن الکرم ۳/۲

^۲ القرآن الکرم ۹۴/۵

^۳ القرآن الکرم ۴۹/۲۱

^۴ القرآن الکرم ۱۱/۳۶

^۵ القرآن الکرم ۳۴/۵۰

^۶ القرآن الکرم ۲۵/۵۷

^۷ القرآن الکرم ۱۲/۶۷

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بغیر دیکھے ایمان لاؤ، آج کل فلسفہ، سائنس اور یکمٹری نے وہ کچھ زور باندھا ہے کہ معمولی سے معمولی سمجھ والا بھی بغیر دیکھے ایمان لانے کو تیار نہیں۔ جن، بھوت، پری، پڑیل کے قصے چند روز ہوئے کہ ہمارے دلوں پر بڑا بھاری اثر کیا ہوئے تھے مگر اب جوں جوں سائنس کی ہوا لگتی جاتی ہے ان باتوں سے انکار ہوتا چلا جاتا ہے اور مشاہدے کے بغیر کسی بات کے ماننے کے واسطے ہم تیار ہی نہیں ہوتے، اس لیے آجکل یہ بڑی مشکل بات ہے کہ بلا مشاہدہ کے کوئی شخص کسی بات کو تسلیم کر لے جب کہ آج سے چند ہزار سال پہلے ایک اولو العزم بلکہ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ قرآن شریف میں موجود ہے۔

اور جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے کہا تھا کہ میرے رب مجھے دکھا کہ تو کس طرح مردوں کو زندہ کرے گا، خدا نے پوچھا کیا تو ہماری اس بات پر ایمان نہیں لاتا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں ایمان تو لایا ہوں مگر اطمینان قلب کی خاطر دیکھنا چاہتا ہوں۔

"وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۖ قَالَ أَوْ لَمْ تُؤْمِنْ ۖ قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِن لِّيَبْطِئَنَّ قُلُوبِي ۖ ۱"

ہر شخص جانتا ہے کہ ایمان لانا دل کے ساتھ ہوتا ہے زبانی جمع خرچ کا نام ایمان نہیں، اگر فی الحقیقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اس بات پر ایمان لائے ہوتے تو اطمینان قلب ضرور ہوتا اب اعتراض یہ ہے کہ اُس زمانہ میں جب کہ سائنس اور فلسفہ نے انسان کو اس قدر ہوشیار نہیں کیا تھا اُس وقت کے لوگ تو یہ حق رکھتے تھے کہ وہ دیکھ بھال کر کھوٹا کھرا جانچ کر ایمان لائیں تو بھلا یہ کس قدر انصاف پر مبنی ہے کہ اس روشنی کے زمانے میں یہ نادر شاہی حکم ہو کہ تم پوچھو کچھ دیکھو بھالو نہیں بغیر دیکھے ہی ایمان لے آؤ۔ اول تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی تھے اور نبی بھی ایسے نبی جن کی اولاد سے کئی ہزار نبی پیدا ہوئے اور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر فخر کیا کہ: "قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّكَ إِبْرَاهِيمُ حَنِيفًا" ۲۔ (تم فرماؤ بلکہ ہم تو ابراہیم علیہ السلام کا دین لیتے ہیں۔ ت) دوسرے نبی نبی سے نکلا ہے نا خبر کو کہتے ہیں، نبی کے معنی غیب کی خبریں پانے والا۔ اور غیب کی خبر ایک ایسی نعمت غیر مترقبہ ہے کہ جو ہر مرتبہ ایمانی ترقی کا ذریعہ ہوتی ہے کائنات عالم کی خبریں اللہ تعالیٰ انہیں

^۱ القرآن الکریم ۲/۲۶۰

^۲ القرآن الکریم ۲/۱۳۵

دیتا رہتا ہے، جس کی وجہ سے وہ نہایت مسرور رہتے ہیں ان باتوں کو مد نظر رکھ کر اب غور کیجئے کہ جو رات دن خارق عادت خبریں پارہے ہیں وہ تو یہ حق رکھیں کہ مجھے یہ دکھادے کہ تو کس طرح مردوں کو زندہ کرے گا، اور ہم جو کہ اس موجودہ سائنس اور فلسفہ کے روزافزوں سیلاب میں ڈوبے جا رہے ہیں ہمیں یہ نادر شاہی حکم ہو کہ بغیر دیکھے ایمان لے آؤ۔ کیا یہ انصاف ہے؟ لوگو! خدا کے لیے جواب دو۔ اس نئی روشنی نے جو غضب ڈھایا ہے وہ حسب ذیل نوٹ سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ جب تک یہ سائنسدان پیدا نہیں ہوئے تھے دنیا اس قدر نرم دل واقع ہوئی تھی کہ خدا کی ہستی سے انکار کسی کو بھی نہ تھا بلکہ معمولی سے معمولی چیزوں کو بھی وہ خدا تسلیم کر لیا کرتے تھے۔ چنانچہ تاریخ عالم آپ کو یہ بتا دے گی کہ کوئی مذہب ایسا نہیں تھا کہ جن کو ہستی باری تعالیٰ سے انکار ہو۔ اس کے برعکس ایسے لوگ موجود تھے کہ آگ، پتھر، درخت، آفتاب، ستارہ، چاند، دریا، جانور تک کو خدا مانتے تھے، ایک چھوڑ کئی کئی خدا کے ماننے والے موجود تھے انکار کسی کو بھی نہ تھا مگر ڈارون جیسوں کی تھیوری نے پیدا ہو کر سرے سے خدا ہی کو اڑا دیا اور کہنے لگے یہ سب کچھ خود بخود سے ہے کوئی خدا نہیں یہ جابلوں کی باتیں ہیں۔ اب ذرا غور کریں کہ یہاں تو سرے سے خدا کا ہی انکار ہے اس حالت میں یہ کس طرح ممکن ہے کہ کوئی بلا دلیل خدا کے احکامات پر بلا دیکھے ایمان لائے تعجب ہے کہ جب حضرت انسان اپنی حقیقت سے بھی ناواقف تھا اور ایک وحشی کی طرح زندگی بسر کر رہا تھا اس وقت تو اس کو یہ حق حاصل تھا کہ یہ دیکھ بھال کر ٹھونک بجا کر ایمان لائے اور جب کہ انسان آگ، پانی، ہوا، بجلی پر حکمرانی کرتے کرتے ترقی کے آسمان پر پرواز کر کے تاروں سے گفت و شنید کی فکر میں منہمک ہو اس وقت کے واسطے یہ قانون پاس ہو جائے کہ جی بغیر دیکھے ایمان لے آؤ کس قدر انصاف ہے، اور پھر جب کہ نبی تو دیکھ بھال کر ایمان لائیں اور ہم کمزور انسانوں کے واسطے یہ حکم ہو کہ بغیر دیکھے ایمان لے آؤ تمہیں بتاؤ کہ ہم ان سے زیادہ حقدار ہیں یا نہیں؟ ہر شخص اس کا یہی جواب دے گا کہ ہاں بے شک ہم انبیاء سے زیادہ دیکھ بھال کر ایمان لانے کے مستحق ہیں کیونکہ ہم نے تجلیات اللہ کا ایک پر تو بھی نہیں دیکھا، اور نہ ہم دیکھ سکتے ہیں وحی الہی نبوت حضرت رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی، اور بقول احمدیوں کے یہ بھی مان لیا جائے کہ نبوت کا راستہ بند نہیں ہوا تو یہ بھی غیر ممکن ہے کہ تمام دنیا نبی بن جائے۔

الجواب:

اللہ عزوجل اپنی لعنت سے بچائے، جب لعنت الہی اترتی ہے دل کی آنکھیں پھوٹ جاتی ہیں اچھا خاصا ہوش و حواس والا پکا پاگل ہو جاتا ہے اسے اپنی ہی ہستی بھائی نہیں دیتی اپنے افعال

والی آنکھ بند ہو جاتی ہے اور مہملات بکنے والا منہ کھل جاتا ہے۔

(۱) علم کے اسباب تین ہیں: عقل، حواس، خبر صادق،۔ حواس پانچ ہیں جن میں دیکھنا صرف ایک سے متعلق ہے تو علم کے ساتھ ذریعہ ہوئے، جو اندھا کہے کہ بے دیکھے نہ مانیں گے وہ سات میں سے چھ ذریعہ علم کو باطل کر چکا اور اگر ظاہر کا بھی اندھا ہے تو وہ ساتواں بھی گیا۔

(۲) یہ تو گدھے سے بھی بدتر ہوا، وہ بھی جانتا ہے کہ دیکھنے کے سوا اور بھی ذرائع علم ہیں دور سے شیر کی آواز سننے گا یا بوسونگھے گا تو جان توڑ کر سر پٹ بھاگے گا مگر یہ گدھے سے بھی احمق تر وہیں کھڑا رہے گا کہ شیر کو دیکھا تو ہے ہی نہیں بے دیکھے ماننا کیا معنی۔

(۳) سائنس والے ہوا کے معتقد ہیں یا نہیں ہیں، تو بے دیکھے کیونکر۔

(۴) سائنس والے صد ہا باتوں میں خود مختلف ہیں، دیکھی ہوئی بات میں اختلاف کیا، کیا سب اندھے ہیں یا ان میں سے ایک انکھیاں ضرور بے دیکھی باتوں میں انگلیں دوڑاتے اور ہر ایک اپنی مانتا ہے۔

(۵) اقلیدس کا مسئلہ ہے کہ کرہ کی نسبت کرہ کی طرف، قطر کی نسبت قطر کی طرف ہے، مثلثہ بالترکیر مثلاً ایک کرہ کا قطر دوسرے کا ۱/۲ ہے تو یہ کرہ اس کا ۱/۸ ہوگا، یا ۱/۳ ہے تو ۱/۲ یہ کن آنکھوں سے دیکھ کر مانا۔

(۶) ارثماطقی کا مسئلہ ہے کہ نسبت مجذورین مجذور نسبت جذرین ہے، یہ کن آنکھوں سے دیکھی۔

(۷) جبر و مقابلہ کا مسئلہ ہے کہ نصف سر لاکا مجذور طرفین میں شامل کرنے سے یعنی جو مساوات اس صورت کی ہو: $۲۱ + ص$ $لا = ط$ اس میں $(۲/ص)$ یا $۲/۴$ ملائے سے مجذور کامل ہو جاتا ہے۔ اگرچہ پہلے بھی کامل ہو، یہ کن آنکھوں سے دیکھ کر مانا۔ اسی طرح ان فنون اور ان کے سوا دیگر علوم کے لاکھوں مسائل ہیں کہ بے دیکھے مان لیتے ہیں۔

(۸) یہ معترض اور ہر (شخص) اپنی ماں کو یقیناً اپنی ماں جانتا ہے ان میں سے کس نے اپنے آپ کو اس کے پیٹ سے پیدا ہوتے دیکھا ہے۔

(۹) ماں تو ماں ان میں سے جو کوئی باپ رکھتا ہے اُسے کبھی شبہ نہیں ہوتا کہ اس نے اپنے آپ کو اس کی پیٹھ سے اُترتے اور ماں کے پیٹ میں داخل ہوتے نہ دیکھا پھر کیونکر اس کے باپ ہونے پر اعتقاد رکھتا ہے۔

(۱۰) ان میں لاکھوں ہوں گے جنہوں نے لندن آنکھوں سے نہ دیکھا پھر کیسا اندھا پن ہے کہ بے دیکھے

اقوال رات دن کے مسلمات ایسا بھول جاتا ہے گویا نہ یہ انسان ہے نہ انسان کے نطفے سے بنا، نہ کبھی انسان کی اسے ہو اگی۔
واقعات دیکھنے

اس کا یقین رکھتے ہیں۔

(۱۱) ایسے پاگل پن کا اعتراض کرنے والوں کو نہ صرف قانون الہی بلکہ قانون گورنمنٹ پر بھی کھلا انکار ہوگا کہ ہم نے واضعانِ قانون کو یہ قانون بناتے نہ دیکھا ہم کیونکر مان لیں۔

(۱۲) قانون بالائے طاق وہ قیصر ہند کی سلطنت سے بھی انکار کریں گے کہ ہم نے نہ قیصر ہند کو دیکھا نہ ہمارے سامنی تاجپوشی ہوئی ہم کیوں تسلیم کریں۔

بالجملہ اس کی لاکھوں مثالیں ہیں جو اشتیاء خود روزمرہ برت رہے ہیں، مگر اللہ واحد قہار پر اعتراض کرنے کے لیے اُن کو بھلاتے اور ناپاک کامنہ پھیلاتے ہیں، رب عزوجل نے غیب پر بے دلیل ایمان لانے پر مجبور نہیں فرمایا بلکہ براہین قاطعہ و دلائل ساطعہ قائم فرمائے انبیاء بھیجے انہیں معجزات دیئے آفاق و انفس میں اپنی نشانیاں ظاہر فرمائیں ان کے ماننے کی طرف بلایا ہے، کافر سے اس کی کیا شکایت کہ اس نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھنے سے پہلے ایمان سے خالی بتایا مگر یہ کہے کہ اس واقعہ سے اس کا استدلال تحقیقاً ہے یا الزلما، اگر تحقیقاً ہے تو خود اپنے سارے جھوٹ کو جہنم میں ڈال دیا، جہنم سے مراد دوزخ نہیں، اس پر تو ایمان ہی نہیں رکھتا، اس دن ایمان لائے گا۔ "يَوْمَ يَدْعُونَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعَاً ۖ هٰذَا النَّارُ الَّتِي كُنْتُمْ يَهَايُكُنَّ بُيُوتًا ۝" ،

اَفَسِحْرٌ هٰذَا اَمْ اَنْتُمْ لَا تَنْبِصُرُونَ ۝^۱۔ جس دن دھکے دے کر جہنم کی آگ میں ڈالے جائیں گے، یہ ہے وہ آگ جسے تم جھلاتے تھے، کیا یہ جادو ہے یا تمہیں سوچتا نہیں، بلکہ میری مراد یہ ہے کہ اس نے اپنی تمام جھوٹی خیانتوں کو بھڑکتی آگ میں ڈال کر بھسم کر دیا، بے دیکھے کیونکر اعتقاد لایا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ واقعہ ہوا۔ اور اگر الزلما ہے تو خود اس گفتگو میں تصریح ہے کہ بیشک مجھے ایمان ہے اس کی کیفیت کی قلب کو تلاش ہے کہ اس کے وقوع کا کیا طریقہ ہوگا دیکھنے سے اس کا اطمینان چاہتا ہوں اندھا سوال ہی کو دیکھے یہ عرض نہ کی کہ رب اتنی الموت اے میرے رب! کیا تو مردے جلائے گا کہ معاذ اللہ جلانے میں شک سمجھا جائے بلکہ یہ عرض کی کہ "مَرَّ بِرَبِّیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی" ۲۔ اے میرے رب! جس طرح تو مردے جلائے گا وہ

صورت مجھے آنکھوں سے دکھا دے۔ "وَلٰکِنَّ الظَّالِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ" ۳۔ ولا حول ولا قوۃ

^۱ القرآن الکریم ۵۲/۱۳ و ۱۵۱

^۲ القرآن الکریم ۲/۲۶۰

^۳ القرآن الکریم ۶/۳۳

اَلَا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ، وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ (مگر ظالم اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں، نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر بلندی و عظمت والے خدا کی طرف سے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

مسئلہ ۱۰۹: قیام میلاد شریف کے بارے میں چند مستند حدیثوں کی ضرورت ہے، مخالف وہابی کہتے ہیں رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیام کے واسطے کوئی حکم نہیں دیا ہے اور کسی کتاب سے ثابت بھی نہیں ہے، منع ہے۔

الجواب:

وہابی جھوٹے ہیں اور اُن کا منع کہنا شریعت پر افترا ہے، ان سے پوچھو کہ اللہ و رسول نے منع فرمایا ہے یا تم منع کرتے ہو۔ اگر کہیں اللہ و رسول نے منع فرمایا ہے، تو دکھائیں کس آیت کس حدیث صحیح میں ہے کہ قیام مجلس مبارک منع ہے، اور اگر کہیں کہ ہم خود منع کرتے ہیں، تو بکا کریں، حکم اُن کا نہیں بلکہ اللہ و رسول کا ہے جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل نے قرآن عظیم میں جابجانی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم فرمایا اور یہ قیام بھی اقسام تعظیم سے ہے تو جب تک اس خاص تعظیم کی ممانعت اللہ و رسول اللہ کے حکم سے ثابت نہ ہو یہ حکم قرآنی کے مطابق ہے۔ قرآن عظیم سے بڑھ کر اور کیا دلیل درکار ہے، زیادہ تفصیل ہمارے رسالہ اقامۃ القیامہ میں ہے، خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکریم حضرت بتول زہرا کے لیے قیام فرماتے اور حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تعظیم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے قیام کرتیں سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وقت حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انصار کرام کو ان کے لیے قیام کا حکم فرمایا۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجلس انور سے اُٹھتے قمنّا قیاماً حتیٰ نراہ قد دخل بعض بیوت ازواجہ^۱ ہم سب کھڑے ہو جاتے اور کھڑے رہتے جب تک کہ حضور حجرات شریفہ میں سے کسی میں تشریف نہ لے جاتے، ممانعت قیام اعاجم سے ہے کہ ان کا بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوتا اور درباری تصویر بنے ہوئے سامنے کھڑے رہتے۔ بعض وقت اس کی ناپسندی بطور تواضع و رفع تکلف ہے جیسے اب بھی کوئی معظم دینی آئے اور حاضرین اس کے لیے قیام کریں تو وہ کہتا ہے کہ تکلیف نہ فرمائیے تشریف رکھئے، اس کے یہ معنی نہیں کہ قیام سے شرعاً کرتا ہے بلکہ تواضعاً، مانعین کے یہاں بھی قیام تعظیمی برابر رائج ہے اپنے ملوں کے لیے قیام کریں گے اور لوگ ان کے لیے قیام کریں بعض بیٹھے رہیں تو ناراض ہوں گے بے ادب

^۱ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الحلم و اخلاق النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۰۲

جانیں گے مگر یہ تو اپنے مٹوں کی تعظیم ہے جن کی باطل عظمت سے دل بھرے ہوئے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت اُن کے یہاں کہاں، اس میں یہ شاخسانے سوچتے ہیں، شفاء شریف وغیرہا میں ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ حضور کے ذکر اقدس کی تعظیم ذات انور کی طرح ہے وقت تشریف آوری تعظیم ذات کریم قیام سے ہے تو ذکر شریف کی یہ ہی تعظیم مسلمانوں نے صد ہا سال سے مقرر کی کما فی عقد الجوہر وغیرہ (جیسا کہ عقد الجوہر وغیرہ میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۱۰: از رمضان پور ڈاک خانہ خاص ضلع بدایوں مرسلہ عبدالصمد عرف صوفی قادری برکاتی نوری ابوالحسنی ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میت کو جس وقت دفن کر کے واپس آتے ہیں کتبائے سابقہ سے یہ بات ثابت ہے کہ ملائکہ قبر میں آتے ہیں پھر میت کو زندہ کر کے حساب لیتے ہیں اس بات کا ثبوت کس نص صریح میں ہے یعنی اشارۃ النص یا دلالتہ النص، ایک فرقہ جدید پیدا ہوا ہے جو اپنے آپ کو اہل قرآن ظاہر کرتے ہیں وہ اس بات کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ زندہ کرنے کا ایک وقت معینہ مقرر ہے جس کو قیامت کہتے ہیں باقی سب لغویات ہیں سائل بڑے فکر و تردد میں ہے کہ کس طرح سے جواب اس فرقہ بد کو دیا جائے۔

الجواب:

سوال رُوح سے ہوتا ہے اور رُوح کبھی نہیں مرتی، رہا یہ کہ رُوح بدن میں اعادہ کی جاتی ہے یا نصف بدن میں آتی ہے یا بدن و کفن کے درمیان رکھی جاتی ہے اس کی تفصیل قطعیات سے نہیں نہ تفتیش کی حاجت اور یہ جدید فرقہ جو بنام قرآنی نکلا ہے، اسلام سے خارج ہے اس کی بات سننی نہ چاہیے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۱۱: از شہر بریلی بی بی جی کی مسجد مسئلہ حشمت علی صاحب طالب علم مدرسہ منظر الاسلام ۷ شعبان ۱۳۳۷ھ کیا فرماتے ہیں علمائے حقانین اہل سنت و جماعت کثر ہم اللہ نصر ہم و امداد ہم مسئلہ ذیل میں کہ زید بھم اللہ تعالیٰ کسی ضروری دینی کار کا انکار بلکہ اس میں شک بھی نہیں کرتا بلکہ ایسے شخص کو بھی کافر و مرتد جانتا ہے۔ باوجود اس کے اُس کا یہ عقیدہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ افضل الناس بعد الانبیاء ہیں لیکن بحکم مآمن عام الا وقد خص منه البعض^۱۔ (کوئی عام نہیں مگر اس میں سے بعض افراد کو)

^۱ التوضیح علی التلویح فصل فی حکم العام میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۲۰۹

خاص کیا گیا ہے۔) اس ناس سے حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما مستثنیٰ ہیں، کیونکہ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما شاہزادگانِ دورِ مانِ نبوت ہیں اور حضراتِ خلفائے اربعہ وزرائے شہ سریرِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور وزراء سے شاہزادوں کا مرتبہ بڑا ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے افضل ہیں۔ اس پر عمر کہتا ہے کہ سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرتبہ کے بعد ہیں، تو کیا حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی افضل ہو جائیں گے، زید جو باجا کہتا ہے کہ یہ محال نہیں بلکہ ممکن واقع ہے، دریافت طلب یہ امر ہے کہ زید کا استدلال کیا ہے اور اس عقیدہ سے اس کی سنیت میں تو کوئی نقص نہ آیا۔

الجواب:

اگر وہ یہ کہتا کہ حضراتِ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بوجہ جزیت کریمہ ایک فضل جزئی حضراتِ عالیہ خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر رکھتے ہیں اور مرتبہ حضراتِ خلفاء کا اعظم و اعلیٰ ہے تو حق تھا مگر اس نے اپنی جہالت سے فضل کلی سبطین کو دیا اور افضل البشر بعد الانبیاء ابوبکر صدیق کو عام مخصوص منہ البعض ٹھہرایا اور انہیں امیر المومنین مولیٰ علی سے افضل کہایا سب باطل اور خلافِ اہلسنت ہے اس عقیدہ باطلہ سے توبہ فرض ہے ورنہ وہ سنی نہیں اور اس کی دلیل محض مردود و ذلیل، اگر جزیت موجبِ افضلیت مرتبہ عند اللہ ہو تو لازم کہ آج کل کے بھی سارے میر صاحب اگرچہ کیسے ہی فسق و فجور میں مبتلا ہوں اللہ عزوجل کے نزدیک امیر المومنین مولیٰ علی سے افضل و اعلیٰ ہوں اور یہ نہ کہے گا مگر جاہل اجہل مجنون یا ضال مضل مفتون

قال اللہ عزوجل:

"قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنَّا وَلَا يَدْعُونَ" ¹	تم فرما دو کیا برابر ہو جائیں گے عالم اور بے علم۔

اور فرماتا ہے:

"يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ" ²	اللہ بلند فرمائے گا تم میں سے مومنوں اور بالخصوص عالموں کے درجے۔

¹ القرآن الکریم ۸/۳۹

² القرآن الکریم ۱۱/۵۸

تو عند اللہ فضل علم فضل نسب سے اشرف واعظم ہے، یہ میر صاحب کہ عالم نہ ہوں اگرچہ صالح ہوں آج کل کے عالم سنی صحیح العقیدہ کے مرتبہ کو شرعاً نہیں پہنچتے نہ کہ ائمہ نہ کہ صحابہ نہ کہ مولیٰ علی نہ کہ صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، تنویر الابصار و در مختار میں ہے:

للشباب العالم ان يتقدم على الشيخ الجاهل ولو قرىشا. قال تعالى والذين اتوا العلم درجت فالرافع هو الله فمن يضعه يضعه الله في جهنم ¹ ۔	نوجوان عالم کو بوڑھے جاہل پر تقدم کا حق حاصل ہے اگرچہ وہ (جاہل) قرشی ہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ عالموں کے درجے بلند فرمائے گا۔ چونکہ بلندی عطا فرمانے والا اللہ تعالیٰ ہے لہذا جو اس کو گھٹائے گا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں ڈالے گا۔ (ت)

فتاویٰ خیر یہ امام خیر الدین رملی میں ہے:

کونہ قرشیاً لا یبیح له التقدم على ذی العلم مع جهله اذ كتب العلم طافحة بتقدم العالم على القرشی ولم یفرق سبحانه وتعالى بين القرشی وغيره في قوله تعالى هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ² ۔	جاہل کا قرشی ہونا عالم پر اس کے تقدم کو مباح نہیں کرتا، کیونکہ علم کی کتابیں عالم کے قرشی پر تقدم کے حق سے بھری پڑی ہیں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرشی و غیر قرشی کے درمیان اپنے اس ارشاد میں کوئی فرق نہیں فرمایا کہ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں۔ (ت)

اسی میں ہے:

والعالم یقدم على القرشی الغیر العالم والدلیل علی ذلك تقدم الصهرین علی الختین و	قرشی غیر عالم پر عالم کو تقدم حاصل ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر آپ کے دامادوں پر مقدم ہیں

¹ الدر المختار مسائل شفیٰ مطبع مجتبائی دہلی ۳۵۱/۲

² الفتاویٰ الخیریۃ مسائل شفیٰ دار المعرفة بیروت ۲/۲۳۴

ان کا ان الختن اقرب نسباً منهم ^۱ ۔	حالانکہ نسب کے اعتبار سے داماد بنسبت سر کے اقرب ہوتا ہے۔ (ت)

ولہذا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سرداری حضرات سبطین کریمین کو حفظِ تعلیم کے لیے جوانانِ اہل جنت سے خاص فرمایا۔

الحسن والحسین سید اشباب اہل الجنة۔	حسین و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ (ت)

کہ خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شامل نہ ہو، اور متعدد صحیح حدیثوں میں اسی کے تتمہ میں فرمادیا۔ و ابوہما خیر منہما حسن و حسین جوانانِ اہل جنت کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان سے افضل ہے۔

رواہ ابن ماجہ والحاکم ^۲ عن ابن عمر والطبرانی فی الکبیر عن قرۃ بن ایاس بسند حسن وعن مالک بن الحویرث والحاکم وصحہ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔	اس کو ابن ماجہ اور حاکم نے ابن عمر سے اور طبرانی نے معجم کبیر میں قرہ بن ایاس سے سند حسن کے ساتھ مالک بن حویرث و حاکم سے روایت کیا ہے اور ابن مسعود نے اس کی تصحیح کی ہے رضی اللہ عنہم (ت)

اور ارشاد ہوا:

ابوبکر و عمر خیر الاولین والآخرین و خیر اہل السموت و خیر اہل الارضین الانبیاء والمرسلین ^۳ ۔	ابوبکر و عمر سب اگلوں پچھلوں سے افضل ہیں اور سب آسمان والوں اور سب زمین والوں سے افضل ہیں سوا انبیاء مرسلین کے علیہم الصلوٰۃ والتسلیم (ت)

^۱ الفتاویٰ الخیریۃ مسائل شتی دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۲۳۵

^۲ سنن ابن ماجہ فضل علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ۱/ ۱۶۰ سید کبیری کراچی ص ۲، المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ دار الفکر

بیروت ۳/ ۱۶۷، المعجم الکبیر حدیث ۶۵۰ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۹/ ۲۹۲

^۳ کنز العمال حدیث ۳۲۶۲۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۵۶۰

مسئلہ ۱۱۲:

از سینٹاپور محلہ تائین گنج مرسلہ مرسلہ حکیم غلام حیدر صاحب

۱۰ شعبان ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی نے اپنے مؤلفہ کتاب یزید نامہ میں اپنے عقائد کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افضل ترین امت بعد رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سمجھتا ہوں اور دعویٰ کیا ہے کہ یہی عقیدہ حقہ تمامی اہلسنت کا ہے جن کی چشم بصیرت بینا نہیں اُن سے قطع نظر تمام صوفیہ کرام و اولیائے عظام و زمرگان دین کا یہی عقیدہ و مسلک ہے۔ بحوالہ فتوحات مکیہ حضرت ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی عقیدہ ظاہر کیا ہے۔ حضرت امیر معویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات میں بہت کچھ لکھا ہے کل نقل باعث طوالت ہے، آخری فیصلہ یہ لکھا ہے کہ ہم کو ان کے کفر و بے دینی کے ثبوت تلاش کرنے میں وقت ضائع نہ کرنا چاہیے لہذا اس معاملہ کو خدا کے حوالہ کرتے ہیں، مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی طاب ثراہ اپنی کتاب ازالۃ الخفا میں اس عقیدہ والے کو فرقہ تفضیلی و بدعتی و مستحق تحریر قرار دیتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول متعدد طرق سے نقل فرماتے ہیں کہ فرمایا حضرت علی نے کوئی شخص مجھے حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر فضیلت نہ دے ورنہ تہمت و افتراء پر دازی کے جرم میں اسی درے لگاؤں گا^۱۔

اس نازک زمانہ میں اس استفتاء کی ضرورت اس وجہ سے ہوئی کہ یزید نامہ کو دیکھ کر عقائد سے ناواقف سنی جن میں اعلیٰ درجے کے تعلیم یافتہ و گریجویٹ حضرات بھی شامل ہیں اسی عقیدہ کو عقیدہ حقہ اہلسنت سمجھیں گے اُن کو واضح ہونا چاہیے کہ یہ عقائد فرقہ تفضیلیہ کے ہیں عقائد اہلسنت کو اس سے واسطہ نہیں امید کہ علمائے اہلسنت اس پر کافی توجہ فرمائیں گے۔

الجواب:

حاشا یہ ہر گز اہلسنت کا مذہب نہیں روافض کا مذہب ہے اسے اہلسنت کا مذہب کہنا بعینہ ایسا ہے کہ کوئی کہے رافضیوں کا مذہب تفضیل شیخین ہے یعنی صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما، کو رافضی تمام امت سے افضل و اعلیٰ مانتے ہیں جیسا اس کا قائل صریح جھوٹا مفتری ہے یونہی یہ کہنے والا کہ تمام اہلسنت کا عقیدہ مولانا علی کو سب سے افضل جاننا ہے بلاشبہ سخت کذاب جری ہے، امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلا شعار اہلسنت کا یہ بتایا ہے ان تفضل الشیخین^۲۔ یہ کہ تو صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تمام امت سے افضل مانے، یہ عقیدہ حمیدہ خود امیر المومنین مولانا علی

^۱ ازالۃ الخفاء مقصد اول فصل چہارم مسند علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سہیل اکیڈمی لاہور، ۶۷ و ۶۸

^۲ منہج الروض الاذہر شرح الفقہ الاکبر افضل الناس بعدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الخ مصطفیٰ البابی مصر ص ۶۳

کرم اللہ وجہہ الکریم سے اسی^۱ صحابہ تابعین نے روایت کیا اس میں ہماری حافل کا فل کتاب مطلع القبرین فی ابانة سبقة
العمرین ہے جس میں اس مطلب شریف پر قرآن عظیم و احادیث سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم اجمعین و آثار اہلبیت
کرام و صحابہ عظام و ارشادات امیر المومنین حیدر رضی اللہ عنہم و نصوص ائمہ و علماء و اولیاء و عرفا قدست اسرار ہم سے دریا لہرا
رہے ہیں۔ ہر بچہ جانتا ہے کہ اہل سنت کی تمام کتب عقائد میں افضل البشر بعد الانبیاء ابوبکر الصدیق^۱۔ (انبیاء کے
بعد سب سے افضل انسان ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اگر نہایت صاف دن میں کف دست میدان میں منہ پر آنکھیں
ہوتے ہوئے ٹھیک دوپہر کو انکار آفتاب روا ہے تو اس کا انکار عہ بھی اسی منکر کا سا مجنون کر سکتا ہے یونہی حضرات اولیائے
کرام قدسنا اللہ تعالیٰ باسرار ہم کی طرف اس عقیدہ باطلہ کی نسبت کھلافترا ہے۔ دلیل الیقین من کلمات العارفین میں افضلیت
مطلقہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو صرف ارشادات اولیائے کرام سے ثابت کیا ہے اور خود ظاہر کہ جب یہ عقیدہ
اہلسنت ہے اور عقیدہ میں اہلسنت کا مخالف مبتدع اور مبتدع کا ولی ہونا محال، تو اس کے خلاف اعتقاد اولیاء کیونکر ہو سکتا ہے۔
ولکن الظالمین یفترون وفي الحق بعد ماتبین یمتزون (لیکن ظالم جھوٹ گھڑتے اور حق ظاہر ہو جانے کے بعد اس میں شک
کرتے ہیں۔ ت) اسی زمرہ میں فتوحات میکہ پر بھی افترا جزا، فتوحات کے صریح لفظ یہ ہیں:

اعلم انه ليس في امة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم من هو افضل من ابى بكر غير عيسى عليه الصلوة والسلام ^۲ ۔	یعنی یقین جان کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں کوئی ایسا نہیں جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہو سوا سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کہ وہ حضور کے امتی ہیں اور صدیق سے افضل ہیں کہ نبی ہیں۔

عہ: بددینی و گمراہی دوسری چیز ہے مگر ذی عقل مشہور کی طرف ایسے انکار آفتاب کی نسبت سے یہ سہل معلوم ہوتا ہے کہ کسی
یزیدی نے یزید نامہ لکھ کر اُس کے نام کر دیا یا کم از کم ایسی وقاحتیں اس میں ملا دیں ۱۲۱۸ھ

^۱ شرح العقائد النسفیہ دار الاشاعة العربیة قندھار افغانستان ص ۱۰۷

^۲ الفتوحات المکیة

حدیث امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجلہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے ہیں، صحیح ترمذی شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی۔

اللہم اجعلہ ہادیاً مہدیاً و اھد بہ ^۱	الہی ! اسے راہ نما راہ یاب کر اور اس کے ذریعہ سے لوگوں کو ہدایت دے۔

صحابہ کرام میں کسی کو کافر بے دین نہ کہے گا مگر کافر بے دین یا گمراہ بد دین، عزیز جبار واحد قہار جل وعلا نے صحابہ کرام کو دو قسم کیا ایک وہ کہ قبل فتح مکہ جنہوں نے راہ خدا میں خرچ و قتال کیا دوسرے وہ جنہوں نے بعد فتح پھر فرمادیا کہ دونوں فریق سے اللہ عزوجل نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور ساتھ ہی فرمادیا کہ اللہ کو تمہارے کاموں کی خوب خبر ہے کہ تم کیا کیا کرنے والے ہو بائینہ اس نے تم سب سے حسنی کا وعدہ فرمایا۔ یہاں قرآن عظیم نے ان دریدہ دہنوں، پیباکوں، بے ادب، ناپاکوں کے منہ میں پتھر دے دیا جو صحابہ کرام کے افعال سے اُن پر طعن چاہتے ہیں وہ بشرطِ صحت اللہ عزوجل کو معلوم تھے پھر بھی اُن سب سے حسنی کا وعدہ فرمایا، تو اب جو معترض ہے اللہ واحد قہار پر معترض ہے جنت و مدارج عالیہ اس معترض کے ہاتھ میں نہیں اللہ عزوجل کے ہاتھ ہیں معترض اپنا سر کھٹا رہے گا اور اللہ نے جو حسنی کا وعدہ اُن سے فرمایا ہے ضرور پورا فرمائے گا اور معترض جہنم میں سزا پائے گا وہ آیہ کریمہ یہ ہے:

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَتْلٍ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَتْلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ ^۲	اے محبوب کے صحابیو! تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح سے پہلے خرچ و قتال کیا وہ رتبے میں بعد والوں سے بڑے ہیں، اور دونوں فریق سے اللہ نے حسنی کا وعدہ کر لیا، اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرنے والے ہو۔

اب جن کے لیے اللہ کا وعدہ حسنی کا ہو لیا اُن کا حال بھی قرآن عظیم سے سنئے:

"إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ۚ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا ۚ وَهُمْ فِي مَا شَاءَتْ أَنفُسُهُمْ	بے شک جن کے لیے ہمارا وعدہ حسنی کا ہو چکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں اس کی بھنک تک نہ سنیں گے اور ہمیشہ اپنی من مانتی مرادوں میں رہیں گے۔

^۱ جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب معاویہ بن ابی سفیان امین کمپنی دہلی ۲/ ۲۲۵

^۲ القرآن الکریم ۱۰/۵۷

وہ بڑی گھبراہٹ قیامت کی ہلچل انہیں غم نہ دے گی اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔	خُلِدُونَ ۝ لَا يَحْزَنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَذَا يَوْمُكُمْ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝ ^۱

یہ ہے جمع صحابہ کرام سید الانام علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے قرآن کریم کی شہادت امیر المومنین مولیٰ المسلمین علی مرتضیٰ مشککشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم قسم اول میں ہیں جن کو فرمایا: "أُولَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً"^۲۔ اُن کے مرتبے قسم دوم والوں سے بڑے ہیں، اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم قسم دوم میں ہیں، اور حسنی کا وعدہ اور یہ تمام بشارتیں سب کو شامل۔ ولہذا امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابن عساکر کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

میرے اصحاب سے لغزش ہوگی جسے اللہ عزوجل معاف فرمائے گا اُس سابقہ کے سبب جو اُن کو میری بارگاہ میں ہے پھر اُن کے بعد کچھ لوگ آئیں گی کہ انہیں اللہ تعالیٰ ان کے منہ کے بل جہنم میں اوندھا کرے گا۔	تكون لاصحابي زلة يغفرها الله لهم لسابقتهم معي ثم يأتي قوم بعد هم يكبهم الله على مناخرهم في النار ^۳

یہ ہیں وہ کہ صحابہ کی لغزشوں پر گرفت کریں گے۔ ولہذا علامہ شہاب خفاجی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرمایا:

جو امیر معاویہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں سے ایک کُتا ہے۔	ومن يكون يطعن في معوية فذلك كلب من كلاب الهاوية ^۴

واللہ یقول الحق ویبھی السبیل (اور اللہ تعالیٰ سچ فرماتا ہے اور سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ القرآن الکریم ۲۱/۱۰۱ و ۱۰۲ و ۱۰۳

^۲ القرآن الکریم ۵۷/۱۰

^۳ المعجم الاوسط حدیث ۳۲۳۳ مکتبۃ المعارف ریاض ۴/۱۴۲ و مجمع الزوائد ۷/۲۳۴

^۴ نسیم الریاض الباب الثالث مرکز اہلسنت گجرات الہند ۳۰/۳۳۰

مسئلہ ۱۱۳: از دھولقہ ضلع احمد آباد ملک گجرات فتح حسن کا پول مولوی نور نبی ابن حاجی ولی محمد صاحب ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ
بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم، امّا بعد کیا فرماتے ہیں
علمائے دین مندرجہ ذیل مسائل میں :

(۱) روح بعد خروج جسم کے دُنیا میں آتی ہے یا نہیں؟ خصوصاً جب کہ حیاتِ انبیاء و اولیاء و شہداء ثابت ہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح پاک دُنیا میں میلاد و مجلس شریف میں آسکتی ہے یا نہیں؟ اور کوئی ان کی پاک روح کی تشریف آوری کو بعید از امکان سمجھے وہ شخص دائرہ اسلام میں کیسا سمجھا جائے گا؟

(۲) کوئی شخص قبورِ اہل اللہ کی زیارت اور اُن پر پھول چڑھانے کو بدعت بتلائے تو اس کی نسبت اہل اسلام کا کیا خیال ہوگا؟
(۳) حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب تھا یا نہیں؟ اور کوئی شخص کہے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مطلق غیب نہ تھا بلکہ تمام انسان کو جتنا علم ہوتا ہے، اتنا ہی آپ کو علم تھا غرض علم حضور کا انکار کرے وہ کیسا سمجھا جائے گا؟
(۴) وقت اذان کے اشدھان محمد رسول اللہ کہا جائے اس وقت ہاتھ کے انگوٹھے چومنا کیسا ہے؟ کوئی شخص انکار کرے وہ کیسا سمجھا جائے گا؟

(۵) جو شخص عمدہ ترک جماعت کرے اس کی نسبت اہل اسلام کا کیا خیال ہوگا؟

الجواب:

(۱) مسلمان کی روح بعد انتقال جہاں چاہے جاتی ہے، حدیث میں ہے:

اذا مات المؤمن یخلى سربه یسرح حیث یشاء ^۱ ۔	جب مسلمان مرتا ہے اس کی راہ کھول دی جاتی ہے کہ جہاں چاہے جائے۔

اس کا مفصل بیان ہماری کتاب حیات الموت فی بیان سماع الاموات میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس تمام جہاں سے ارفع و اعلیٰ ہے وہاں یہ سوال کرنا بھی بے جا ہے، امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک وقت میں ستر ہزار جگہ تشریف فرما

^۱ اتحاف السادة المتقين بحوالہ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب ذکر الموت فضیلة ذکر الموت دار الفکر بیروت ۱۰/ ۲۲۷

ہو سکتے ہیں^۱۔

امام جلال الدین سیوطی خاتم حفاظ الحدیث فرماتے ہیں:

اذن للانبیاء ان یخرجوا من قبورهم یتصرفوا فی العالم العلوی والسفلی ^۲	تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اختیار ملا ہے کہ اپنے مزارات طیبہ سے باہر تشریف لائیں اور جملہ عالم آسمان و زمین میں جہاں جو چاہیں تصرف فرمائیں۔

روح اقدس کی تشریف آوری کو بعید از امکان جاننا اگر براہِ جہل و بے علمی ہے تو جرات و بے ادبی ہے، اور رہنائے وہابیت ہے تو وہابیت خود کفرِ جلی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) زیارتِ قبورِ سنت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الا فزوروا فانھا تزھدکم فی الدنیا وتذکرکم الآخرۃ ^۳	سُن لو، قبور کی زیارت کرو کہ وہ تمہیں دنیا میں بے رغبت کرے گی اور آخرت یاد دلائے گی۔

خصوصاً زیارتِ مزاراتِ اولیاءِ کرام کہ موجب ہزاروں ہزار برکت و سعادت ہے، اسے بدعت نہ کہے گا مگر وہابی نابکار، ابن تیمیہ کا فضلہ خوار۔ وہاں جاہلوں نے جو بدعات مثل رقص و مزامیر ایجاد کر لیے ہیں وہ ضرور ناجائز ہیں، مگر اُن سے زیارت کہ سنت ہے بدعت نہ ہو جائے گی۔ جیسے نماز میں قرآن شریف غلط پڑھنا، رکوع و سجود صحیح نہ کرنا، طہارت ٹھیک نہ ہونا عام عوام میں جاری و ساری ہے اس سے نماز بُری نہ ہو جائے گی۔

قبرِ مسلمان پر پھول رکھنا مستحب ہے، ائمہ دین فرماتے ہیں، وہ جب تک تر ہے تسبیح الہی کرے گا اس سے مردے کا دل بہلے گا۔ کما فی فتاویٰ الامام فقیہ النفس وغیرہا (جیسا کہ امام فقیہ النفس کے فتاویٰ وغیرہ میں ہے۔) فتاویٰ عالمگیریہ وغیرہ میں ہے:

وضع الورد والریاحین علی قبروں پر گلاب وغیرہ خوشبودار پھول رکھنا	

^۱ الفتاویٰ الکبیری لابن الحجر الہیتمی باب الجنائز دار الکتب العلمیۃ بیروت ۹/۲

^۲ الحاوی للفتاویٰ تنویر الحوالک فی امکان رؤیۃ النبی والملك دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۶۳/۲

^۳ سنن ابن ماجہ ابواب الجنائز باب ماجاء فی زیارة القبور ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۴

القبور حسن ^۱	اچھا ہے۔ ت)

اسے بدعت کہنا بھی آج کل وہابیہ ہی کی ضلالت ہے، واللہ تعالیٰ اعلم
(۳) اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام اولین و آخرین و شرق و غرب و عرش و فرش و ماتحت الثری و جملہ ماکان و مایکون الی آخر الایام کے ذرے ذرے کا علم تفصیلی عطا فرمایا اس کا بیان ہمارے رسالہ انباء المصطفیٰ و خالص الاعتقاد والدولة المکیہ وغیرہ میں ہے۔ جو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب مطلقاً نہ تھا یا حضور کا علم اور سب آدمیوں کے برابر ہے وہ کافر ہے، امام حجۃ الاسلام غزالی وغیرہ اکابر فرماتے ہیں:

النبوة هی الاطلاع علی الغیب ^۲	نبوت کا معنی غیب پر مطلع ہونا ہے۔ ت)

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"عَلِمَ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا ۖ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ ۖ وَاللَّهُ تَعَالَىٰ أَعْلَمُ ۖ"	غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ ت)

(۴) اذان میں نام اقدس سن کر انگوٹھے چومنا حسب تصریح کتب فقہ ردالمحتار حاشیہ درمختار و جامع الرموز شرح نقایہ و فتاویٰ صوفیہ و کنز العباد مستحب ہے۔ اس کا مبسوط بیان ہماری کتاب منیر العین فی حکم تقبیل الالبہامین میں ہے اس پر انکار بھی آج کل شعار وہابیہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
(۵) بلاوجہ شرعی عمدہ ترک جماعت گناہ ہے اور اس کا عادی فاسق گمراہ ہے صحیح مسلم شریف میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

ولو انکم صلیتم فی بیوتکم کما یصلی هذا المتخلف فی بیئہ لتوکتہ سنۃ نبیکم ولو ترکتم سنۃ نبیکم ولو ترکتم	اور اگر تم نے گھروں میں نماز پڑھی جیسا کہ یہ تارک جماعت اپنے گھر میں پڑھتا ہے تو تم اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت چھوڑو گے اور اگر تم نے اپنے

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب السادس عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۵۱

^۲ البواب الدینیہ المقصد الثانی الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۴

^۳ القرآن الکریم ۲۷/ ۲۷

سنۃ نبیکم لضللت ^۱ اھ ای ضلال عن سبیل المتقین وان استحلہ او استخفہ فضلال فی الدین، والعیاذ باللہ رب العالمین۔	نبی کی سنت چھوڑ دی تو گمراہ ہو جاؤ گے اھ یعنی متقی لوگوں کے راستے سے ہٹ جاؤ گے اور اگر کسی نے ترک جماعت کو حلال جانا یا ہلکا سمجھا تو یہ دین سے گمراہ ہونا ہے۔ اللہ رب العالمین کی پناہ (ت)

ایک یہ بات نہایت ضروری و بکار آمد ہے کہ دیوبندیوں سے کوئی مسئلہ پوچھنا یا کسی مسئلہ میں اُن کی بات پر کان رکھنا ہر گز ہرگز جائز نہیں، تمام علمائے حریم طہیین بالاتفاق دیوبندیوں کو مرتد لکھ چکے اور فرمادیا۔ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر^۲۔ (جس نے اس کے کفر و عذاب میں شک کیا وہ بھی کافر ہو گیا۔ ت) جو اُن کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہو کر انہیں مسلمان جاننا درکنار ان کے کفر میں شک بھی کرے وہ بھی کافر ہے۔ دیکھو حسام الحرمین شریف۔ واللہ الہادی۔

۱۲ شوال ۱۳۳۷ھ

مسئلہ ۱۲۰۶۱۸: از میونڈی ڈاکخانہ شاہی ضلع بریلی مرسلہ سید امیر عالم حسن صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ:

(۱) زید کہتا ہے جو ہوا اور ہوگا سب خدا کے حکم سے ہی ہوا اور ہوگا پھر بندہ سے کیوں گرفت ہے اور اس کو کیوں سزا کا مرتکب ٹھہرایا گیا اس نے کون سا کام کیا جو مستحق عذاب کا ہوا جو کچھ اس نے تقدیر میں لکھ دیا ہے وہی ہوتا ہے کیونکہ قرآن پاک سے ثابت ہو رہا ہے کہ بلا حکم اُس کے ایک ذرہ نہیں ہلتا۔ پھر بندے نے کون سا اپنے اختیار سے وہ کام کیا جو دوزخی ہوا یا کافریا فاسق، جو بُرے کام تقدیر میں لکھے ہوں گے تو بُرے کام کرے گا اور بھلے لکھے ہوں گے تو بھلے، بہر حال تقدیر کا تابع ہے پھر کیوں اس کو مجرم بنایا جاتا ہے؟ چوری کرنا، زنا کرنا، قتل کرنا، وغیرہ جو بندہ کی تقدیر میں لکھ دیئے ہیں وہی کرنا ہے ایسے ہی نیک کام کرنا ہے۔

(۲) جب کسی عورت نے کسی شخص سے قربت کی اور اس کو حمل رہ گیا تو اس حمل کو حملِ حرام کیوں کہا گیا اور اس کے اس فعل قربت کو زنا کیوں کہا گیا؟ اور جب اس حمل سے بچہ پیدا ہوا تو اس بچہ کو

^۱ صحیح مسلم کتاب المساجد باب بیان فضل الجماعة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۳۲

^۲ حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۳ مکتبہ اہل سنت بریلی ص ۹۴

حرامی کیوں کہا جائے؟ کیونکہ جتنے افعال بندہ کرتا ہے وہ سب تقدیر سے اور حکم خدا سے ہوتے ہیں تو اب اس عورت نے کیا اپنی قدرت اور حکم سے ان فعلوں کو کر لیا، نہیں وہی کیا جو تقدیر میں لکھ دیا تھا پھر اس کو زنا یا حرام کہنا کیونکر ہے؟
(۳) اُس بچے کی روح پاک تھی یا ناپاک؟ یا ان روحوں میں کی روح تھی جو روزِ ازل میں پیدا ہوئی تھیں یا کوئی اور؟ اور اس کا کیسا سبب جو بچہ حرامی ہو گیا اور روح پاک رہے نہیں روح بھی ایسی ہے جیسا بچہ حرامی کیونکر ہو سکتا ہے؟ فقط

الجواب:

(۱) زید گمراہ بے دین ہے، اُسے کوئی جو تمارے تو کیوں ناراض ہوتا ہے، یہ بھی تو تقدیر میں تھا۔ اس کا کوئی مال دبالے تو کیوں بگڑتا ہے، یہ بھی تقدیر میں تھا۔ یہ شیطانی فعلوں کا دھوکا ہے کہ جیسا لکھ دیا ایسا ہمیں کرنا پڑتا ہے بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے اُس نے اپنے علم سے جان کر وہی لکھا ہے۔

(۲) یہ وہی ابلیس ملعون کا دھوکا ہے جو بد دینوں کو دیا کرتا ہے علم کسی کو مجبور نہیں کرتا۔ عورت زنا کرنے والی تھی اس لیے اس کا یہ آئندہ حال اس نے اپنے علم غیب سے جان کر لکھ لیا۔ اگر وہ حلال کرنے والی ہوتی تو اسے حلال والی ہی لکھا جاتا۔

(۳) روحیں ازل میں پیدا نہ ہوئیں، ہاں جسم سے دو ہزار برس پہلے بنیں، ولد الحرام کا اپنا قصور نہیں مگر جبکہ وہ حرام سے پیدا ہوا ولد الحرام ہونے میں کیا شک ہے، نہ اس سے اس کی روح کی ناپاکی لازم۔ روح کفر و ضلالت سے پاک ہوتی ہے، بد دین کی روح ناپاک ہے اگرچہ ولد الحلال ہو۔ اور دیندار کی روح پاک ہے اگرچہ اس کی ولادت حرام سے ہو، روح کے پاک ہونے سے جسم کا نطفہ حرام سے بننا کیونکر مٹ گیا۔ بے علم کو ایسی جہالتوں اور ایسی باتوں میں خوض سے فائدہ نہیں ہوتا سوا اس کے کہ شیطان کسی گھاٹی میں راہ مار کر ہلاک کر دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



رسالہ ثلج الصدر لايمان القدر^{۱۳۲۵ھ} (سینے کی ٹھنڈک، ایمان تقدیر کے سبب)

بسم الله الرحمن الرحيم ط

مسئلہ ۱۲۱: از ضلع کھیری ملک اودھ موضع کٹوارہ مرسلہ سید محمد مظفر حسین صاحب خلف سید رضا حسین صاحب، تعلقہ دارکٹوارہ
۲۸، محرم الحرام ۱۳۲۵ھ

چہ می فرماید علمائے دین دریں مسئلہ (کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں، ت) قرآن میں جس آیت کے معنی یہ ہیں کہ "اے محمد! ان اشخاص کو زیادہ ہدایت مت کرو، ان کے لئے اسلام کے واسطے مشیت ازلی نہیں ہے، یہ مسلمان نہ ہوں گے۔" اور ہر امر کے ثبوت میں اکثر آیات قرآنی موجود ہیں، تو پس کیونکر خلاف مشیت پروردگار کوئی امر ظہور پذیر ہو سکتا ہے، کیونکہ مشیت کے معنی ارادہ پروردگار عالم کے ہیں، تو جب کسی کام کا ارادہ اللہ تعالیٰ نے کیا تو بندہ اس کے خلاف کیونکر کر سکتا تھا۔ اور اللہ نے جب قبل پیدائش کسی بشر کے ارادہ اس کے کافر رکھنے کا کر لیا تھا تو اب وہ مسلمان کیونکر ہو سکتا ہے "يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ" ^۱۔

^۱ القرآن الكريم ۲/ ۲۷۲

کے صاف معنی یہ ہیں کہ جس امر کی طرف اس کی خواہش ہوگی وہ ہوگا۔ پس انسان مجبور ہے اس سے باز پرس کیونکر ہو سکتی ہے کہ اس نے فلاں کام کیوں کیا، کیونکہ اس وقت اس کو ہدایت از جانب باری عزاسمہ ہوگی وہ اختیار کرے گا۔ علم اور ارادہ میں بین فرق ہے، یہاں من یشاء سے اس کی خواہش ظاہر ہوتی ہے۔ پھر انسان باز پرس میں کیوں لایا جائے، پس معلوم ہوا کہ جب اللہ پاک کسی بشر کو اہل جنان سے کرنا چاہتا ہے تو اس کو ایسی ہی ہدایت ہوتی ہے۔

الجواب:

اے اللہ ! میں تجھ سے حق اور درستی کا طلبگار ہوں، اے ہمارے رب ! ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی، اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر، بیشک تو ہے بڑا دینے والا، اے میرے رب ! تیری پناہ شیاطین کے وسوسوں سے، اور اے میرے رب ! تیری پناہ اس سے کہ وہ میرے پاس آئیں ۱۲ (ت)	اللهم هداية الحق والصواب، ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب، رب اني اعوذ بك من هزات الشياطين واعوذ بك رب ان يحضروني۔

اللہ عزوجل نے بندے بنائے، اور انھیں کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں، زبان وغیرہ آلات و جوارح عطا فرمائے اور انھیں کام میں لانے کا طریقہ الہام کیا۔ اور ان کے ارادے کا تابع و فرمان بردار کر دیا کہ اپنے منافع حاصل کریں اور مضرتوں سے بچیں۔ پھر اعلیٰ درجہ کے شریف جوہر یعنی عقل سے ممتاز فرمایا جس نے تمام حیوانات پر انسان کا مرتبہ بڑھایا۔ عقل کو ان امور کے ادراک کی طاقت بخشی۔ خیر و شر، نفع و ضرر یہ حواس ظاہری نہ پہچان سکتے تھے۔ پھر اسے بھی فقط اپنی سمجھ پر بے کس و بے یار نہ چھوڑا، ہنوز لاکھوں باتیں جن کو عقل خود ادراک نہ کر سکتی تھی، اور جن کا ادراک ممکن تھا ان میں لغزش کرنے، ٹھوکر کھانے سے پناہ کے لئے کوئی زبردست دامن ہاتھ میں نہ رکھتی تھی۔ لہذا انبیاء بھیج کر، کتابیں اتار کر ذرا بات کا حسن و قبح خوب بتا کر اپنی نعمت تمام و کمال فرمادی کسی عذر کی جگہ باقی نہ چھوڑی "لَمَّا يَكُونُ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ" ^۱ (کہ رسولوں کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں کو کوئی عذر نہ رہے ت) حق کا راستہ آفتاب سے زیادہ واضح ہو گیا۔ ہدایت و گمراہی پر کوئی پردہ نہ رہا "لَا إِكْرَافِي

^۱ القرآن الکریم ۱۶۵/۴

الدِّينِ ۚ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ^۱ کچھ زبردستی نہیں دین میں بے شک خوب جدا ہو گئی ہے نیک راہ گمراہی سے (ت) بایں ہمہ کسی کا خالق ہونا، یعنی ذات ہو یا صفت، فعل ہو یا حالت، کسی معدوم چیز کو عدم سے نکال کر لباس وجود پہنا دینا، یہ اسی کا کام ہے، یہ نہ اس نے کسی کے اختیار میں دیا نہ کوئی اس کا اختیار پاسکتا تھا، کہ تمام مخلوقات خود اپنی حد ذات میں نیست ہیں، ایک نیست دوسرے نیست کو کیا ہست بنائے، ہست بنانا اسی کی شان ہے جو آپ اپنی ذات سے ہست حقیقی و ہست مطلق ہے، ہاں یہ اس نے اپنی رحمت اور غنائے مطلق سے عادات اجراء فرمائے کہ بندہ جس امر کی طرف قصد کرے اپنے جوارح ادھر پھیرے، مولا تعالیٰ اپنے ارادہ سے اسے پیدا فرمادیتا ہے مثلاً اس نے ہاتھ دے ان میں پھیلنے، سمٹنے، اٹھنے، جھکنے کی قوت رکھی، تلوار بنائی، اس میں دھار، اور دھار میں کاٹ کی قوت رکھی۔ اس کا اٹھانا، لگانا، وار کرنا بنایا، دوست دشمن کی پہچان کو عقل بخشی، اسے نیک و بد میں تمیز کی طاقت عطا کی، شریعت بھیج کر قتل حق و ناحق کی بھلائی، برائی صاف بتادی۔ زید نے وہی خدا کی بتائی ہوئی تلوار، خدا کے بنائے ہوئے ہاتھ، خدا کی دی ہوئی قوت سے اٹھانے کا قصد کیا۔ وہ خدا کے حکم سے اٹھ گئی اور جھکا کر ولید کے جسم پر ضرب پہنچانے کا ارادہ کیا، وہ خدا کے حکم سے جھکی اور ولید کے جسم پر لگی۔ تو یہ ضرب جن امور پر موقوف تھی سب عطائے حق تھے، اور خود جو ضرب واقع ہوئی بارادہ خدا واقع ہوئی۔ اور اب جو اس ضرب سے ولید کی گردن کٹ جانا پیدا ہوگا یہ بھی اللہ کے پیدا کرنے سے ہوگا۔ وہ نہ چاہتا تو ایک زید کیا تمام انس و جن و ملک جمع ہو کر زور کرتے تو اٹھنا درکنار، ہر گز جنبش نہ کرتی اور اس کے حکم سے اٹھنے کے بعد اگر وہ نہ چاہتا تو زمین، آسمان، پہاڑ سب ایک لنگر بنا کر تلوار کے پیسلے (نوک) پر ڈال دیے جاتے، نام کو بال برابر نہ جھکتی۔ اور اس کے حکم سے پہنچنے کے بعد اگر وہ نہ چاہتا گردن کٹنا تو بڑی چیز ہے ممکن نہ تھا کہ خط بھی آتا۔ لڑائیوں میں ہزاروں بار تجربہ ہو چکا کہ تلواریں پڑیں اور خراش تک نہ آئی، گولیاں لگیں اور جسم تک آتے آتے ٹھنڈی ہو گئیں، شام کو معرکہ سے پلٹنے کے بعد سپاہیوں کے سر کے بالوں میں سے گولیاں نکلی ہیں۔ تو زید سے جو کچھ واقع ہوا سب خلق خدا و بارادہ خدا تھا۔ زید کا بیچ میں صرف اتنا کام رہا کہ اس نے قتل ولید کا ارادہ کیا اور اس طرف اپنے جوارح کو پھیرا اب اگر ولید شرعاً مستحق قتل ہے تو زید پر کچھ الزام نہیں رہا بلکہ بارہا ثواب عظیم کا مستحق ہوگا کہ اس نے اس چیز کا قصد کیا اور اس طرف جوارح کو پھیرا جسے اللہ عز و جل نے اپنے رسولوں کے ذریعہ سے اپنی مرضی، اپنا پسندیدہ کام ارشاد فرمایا تھا۔ اور اگر قتل ناحق ہے تو یقیناً زید پر الزام ہے اور عذاب الیم کا مستحق ہوگا کہ

^۱ القرآن الکریم ۲/۲۵۶

بمخالفت حکم شرع اس شے کا عزم کیا، اور اس طرف جو ارجح کو متوجہ کیا جسے مولیٰ تعالیٰ نے اپنی کتابوں کے واسطے سے اپنے غضب اپنی ناراضی کا حکم بتایا تھا، غرض فعل انسان کے ارادہ سے نہیں ہوتا بلکہ انسان کے ارادہ پر اللہ کے ارادہ سے ہوتا ہے یہ نیکی کا ارادہ کرے اور اپنے جوارح کو پھیرے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے نیکی پیدا کر دے گا اور یہ برے کا ارادہ کرے اور جوارح کو اس طرف پھیرے اللہ تعالیٰ اپنی بے نیازی سے بدی کو موجود فرما دے گا۔ دو پیالیوں میں شہد اور زہر ہیں اور دونوں خود بھی خدا ہی کے بنائے ہوئے ہیں، شہد میں شفاء ہے اور زہر میں ہلاک کرنے کا اثر بھی اسی نے رکھا ہے۔ روشن دماغ حکیموں کو بھیج کر بتا بھی دیا ہے، کہ دیکھو یہ شہد ہے اس کے یہ منافع ہیں اور خبردار! یہ زہر ہے اس کے پینے سے ہلاک ہو جاتا ہے۔ ان ناصح اور خیر خواہ حکمائے کرام کی یہ مبارک آوازیں تمام جہان میں گونجیں اور ایک ایک شخص کے کان میں پہنچیں۔ اس پر کچھ نے شہد کی پیالی اٹھا کر پی اور کچھ نے زہر کی۔ ان اٹھانے والوں کے ہاتھ بھی خدا ہی کے بنائے ہوئے تھے، اور ان میں پیالی اٹھانے، منہ تک لے جانے کی قوت بھی اسی کی رکھی ہوئی تھی۔ منہ اور حلق میں کسی چیز کو جذب کر کے اندر لینے کی قوت۔ اور خود منہ اور حلق اور معدہ وغیرہ سب اس کے مخلوق تھے، اب شہد پینے والوں کے جوف میں شہد پہنچا، کیا وہ آپ اس کا نفع پیدا کر لیں گے؟ یا شہد بذات خود خالق نفع ہو جائے گا؟ حاشا ہر گز نہیں، بلکہ اس کا اثر پیدا ہونا یہ بھی اسی کے دست قدرت میں ہے اور ہوگا تو اسی کے ارادہ سے ہوگا۔ وہ نہ چاہے تو منوں شہد پی جائے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا، بلکہ وہ چاہے تو شہد زہر کا اثر دے، یونہی زہر والوں کے پیٹ میں زہر جا کر، کیا وہ آپ ضرر کی تخلیق کر لیں گے یا زہر خود بخود خالق ضرر ہو جائیگا، حاشا ہر گز نہیں بلکہ اس کا اثر پیدا ہونا یہ بھی اسی کے قبضہ اقتدار میں ہے اور ہوگا تو اسی کے ارادے سے ہوگا، بلکہ وہ چاہے تو زہر شہد ہو کر لگے، بائیں ہمہ شہد پینے والے ضرور قابل تحسین و آفرین ہیں، ہر عاقل یہی کہے گا کہ انھوں نے اچھا کیا، ایسا ہی کرنا چاہے اور زہر پینے والے ضرور لائق سزا و نفیس ہیں، ہر ذی ہوش یہی کہے گا کہ یہ بد بخت خود کشی کے مجرم ہیں۔

دیکھو اول سے آخر تک جو کچھ ہوا سب اللہ ہی کے ارادے سے ہوا۔ اور جتنے آلات اس کام میں لئے گئے سب اللہ ہی کے مخلوق تھے اور اسی کے حکم سے انھوں نے کام دیے، جو تمام عقلاء کے نزدیک ایک فریق کی تعریف ہے اور دوسرے کی مذمت، تمام کچھریاں جو عقل سے حصہ رکھتی ہوں ان زہر نوشوں کو مجرم بنائیں گی، پھر کیوں بناتی ہیں، نہ زہر ان کا پیدا کیا ہوا نہ زہر میں قوت ہلاک ان کی رکھی ہوئی، نہ ہاتھ ان کا پیدا کیا ہوا نہ اس کے بڑھانے اٹھانے کی قوت ان کی رکھی ہوئی، نہ دہن و حلق ان کے پیدا کئے ہوئے نہ ان میں جذب و کشش کی قوت ان کی رکھی ہوئی، نہ حلق سے اتر جانا ان کے ارادے سے ممکن تھا، آدمی

پانی پیتا ہے اور چاہتا ہے کہ حلق سے اترے مگر اچھو ہو کر نکل جاتا ہے اس کا چاہنا نہیں چلتا۔ جب تک وہی نہ چاہے جو صاحب سارے جہاں کا ہے۔

اب حلق سے اترنے کے بعد تو ظاہری نگاہوں میں بھی پینے والے کا اپنا کوئی کام نہیں، خون میں اس کا ملنا اور خون کا اسے لے کر دورہ کرنا اور دورہ میں قلب تک پہنچنا اور وہاں جا کر اسے فاسد کر دینا یہ کوئی فعل نہ اس کے ارادے سے ہے نہ اس کی طاقت سے بہترے زہر پی کر نادم ہوتے ہیں، پھر ہزار کوشش کرتے ہیں جو ہونی ہے ہو کر رہتی ہے۔ اگر اس کے ارادہ سے ضرر ہوتا تو اس ارادہ سے باز آتے ہی زہر باطل ہو جانا لازم تھا، مگر نہیں ہوتا تو معلوم ہوا کہ اس کا ارادہ بے اثر ہے پھر اس سے کیوں باز پرس ہوتی ہے؟ ہاں، باز پرس کی وہی وجہ ہے کہ شہد اور زہر اسے بتا دیے تھے، عالی قدر حکمائے عظام کی معرفت سے نفع نقصان بتا دیے تھے، دست و دہاں و حلق اس کے قابو میں کر دیے تھے، دیکھنے کو آنکھ، سمجھنے کو عقل اسے دے دی تھی، یہی ہاتھ جس سے اس نے زہر کی پیالی اٹھا کر پی، جام شہد کی طرف بڑھاتا اللہ تعالیٰ اسی کا اٹھنا پیدا کر دیتا، یہاں تک کہ سب کام اول تا آخر اسی کی خلق و مشیت سے واقع ہو کر اس کے نفع کے موجب ہوتے مگر اس نے ایسا نہ کیا بلکہ کاسہ زہر کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس کے پینے کا عزم لایا وہ غنی بے نیاز دونوں جہان سے بے پروا ہے وہاں تو عادت جاری ہو رہی ہے کہ یہ قصد کرے اور وہ خلق فرما دے، اس نے اسی کاسہ کا اٹھنا اور حلق سے اترنا دل تک پہنچنا وغیرہ وغیرہ پیدا فرما دیا پھر یہ کیونکر بے جرم قرار پا سکتا ہے۔ انسان میں یہ قصد و ارادہ و اختیار ہونا ایسا واضح و روشن و بدیہی امر ہے جس سے انکار نہیں کر سکتا مگر مجنون، ہر شخص سمجھتا ہے کہ مجھ میں اور پتھر میں ضرور فرق ہے ہر شخص جانتا ہے کہ انسان کے چلنے پھرنے، کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے وغیرہ و غیرہ افعال کے حرکات ارادی ہیں ہر شخص آگاہ ہے کہ انسان کا کام کرنے کے لئے ہاتھ کو حرکت دینا اور وہ جنبش جو ہاتھ کو ریشہ سے ہو، ان میں صریح فرق ہے ہر شخص واقف ہے کہ جب وہ اوپر کی جانب جست کرتا اور اس کی طاقت ختم ہونے پر زمین پر گرتا ہے ان دونوں حرکتوں میں تفرقہ ہے اوپر کو دنا اپنے اختیار و ارادہ سے تھا اگر نہ چاہتا نہ کودتا اور یہ حرکت تمام ہو کر اب زمین پر آنا اپنے ارادے و اختیار سے نہیں۔

ولہذا اگر رکنا چاہے تو نہیں رک سکتا، بس یہی ارادہ، یہی اختیار جو ہر شخص اپنے نفس میں دیکھ رہا ہے عقل کے ساتھ اس کا پایا جانا، یہی مدار امر و نہی و جزا و سزا و عقاب و پرسش و حساب ہے، اگرچہ بلاشبہ بلا ریب قطعاً یقیناً یہ ارادہ و اختیار بھی اللہ عز و جل ہی کا پیدا کیا ہوا ہے جیسے انسان خود بھی اسی کا بنایا ہوا ہے آدمی جس طرح نہ آپ سے آپ بن سکتا تھا نہ اپنے لئے آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں، زبان

وغیر ہا بنا سکتا تھا، یونہی اپنے لئے طاقت، قوت، ارادہ، اختیار بھی نہیں بنا سکتا، سب کچھ اس نے دیا اور اسی نے بنایا، مگر اس سے یہ سمجھ لینا کہ جب ہمارا ارادہ و اختیار بھی خدا ہی کا مخلوق ہے تو پھر ہم پتھر ہو گئے قابل سزا و جزا و باز پرس نہ رہے، کیسی سخت جہالت ہے، صاحبو! تم میں خدا نے کیا پیدا کیا؟ ارادہ و اختیار، تو ان کے پیدا ہونے سے تم صاحب ارادہ۔ صاحب اختیار ہوئے یا مضطر، مجبور، ناچار، صاحبو! تمہاری اور پتھر کی حرکت میں فرق کیا تھا، یہ کہ وہ ارادہ و اختیار نہیں رکھتا اور تم میں اللہ تعالیٰ نے یہ صفت پیدا کی عجب عجب کہ وہی صفت جس کے پیدا ہونے نے تمہاری حرکات کو پتھر کی حرکات سے ممتاز کر دیا، اسی کی پیدائش کو اپنے پتھر ہو جانے کا سبب سمجھو یہ کیسی الٹی مت ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ہماری آنکھیں پیدا کیں ان میں نور خلق کیا اس سے ہم انکھیاں ہوئے نہ کہ معاذ اللہ اندھے یونہی اس نے ہم میں ارادہ و اختیار پیدا کیا اس سے ہم اس کی عطا کے لائق مختار ہوئے، نہ کہ الٹے مجبور۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ جب وقتاً فوقتاً ہر فرد اختیار بھی اسی کی خلق اسی کی عطا ہے ہماری اپنی ذات سے نہیں تو مختار کردہ ہوئے خود مختار نہ ہوئے پھر اس میں کیا حرج ہے؟ بندے کی شان ہی نہیں کہ خود مختار ہو سکے نہ جزا و سزا کے لئے خود مختار ہونا ہی ضرور۔ ایک نوع اختیار چاہیے، کس طرح ہو، وہ ہدایت حاصل ہے۔

آدمی انصاف سے کام لے تو اسی قدر تقریر و مثال کافی ہے شہد کی پیالی اطاعت الہی ہے اور زہر کا کاسہ اس کی نافرمانی اور وہ عالی شان حکماء انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ اور ہدایت اس شہد سے نفع پانا ہے کہ اللہ ہی کے ارادے سے ہوگا اور ضلالت اس زہر کا ضرور پہنچنا کہ یہ بھی اسی کے ارادے سے ہوگا مگر اطاعت والے تعریف کئے جائیں گے اور تہرید (سرکشی) والے مذموم و ملزم ہو کر سزا پائیں گے۔ پھر بھی جب تک ایمان باقی ہے "فَيَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ"¹ (جسے چاہے بخش دے۔ ت) باقی ہے۔

والحمد لله رب العلمین، له الحكم والیہ ترجعون۔	اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا، حکم اسی کا ہے اور اسی کی طرف تمہیں لوٹنا ہے۔ (ت)

قرآن عظیم میں یہ کہیں نہیں فرمایا کہ ان اشخاص کو زیادہ ہدایت نہ کرو۔۔۔ ہاں یہ ضرور فرمایا ہے کہ ہدایت ضلالت سب اس کے ارادہ سے ہے، اس کا بیان بھی ہو چکا اور آئندہ ان شاء اللہ تعالیٰ اور زیادہ واضح ہوگا۔ نیز فرمایا:

¹ القرآن الکریم ۲ / ۲۸۴

"إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أُنذِرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ" ①	وہ علم الہی میں کافر ہیں انھیں ایک سا ہے چاہے تم ان کو ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان نہ لائیں گے۔

ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام جہان کے لئے رحمت بھیجے گئے جو کافر ایمان نہ لاتے ان کا نہایت غم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہوتا، یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

"فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسًا عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِرُوا بِهَذَا الْخَدِيثِ أَسَفًا" ②	شاید تم ان کے پیچھے اپنی جان پر کھیل جاؤ گئے اس غم میں کہ وہ اس کلام پر ایمان نہ لائیں۔

لہذا حضور کی تسکین خاطر اقدس کو یہ ارشاد ہوا ہے کہ جو ہمارے علم میں کفر پر مرنے والے ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ وہ کس طرح ایمان نہ لائیں گے، تم اس کا غم نہ کرو۔ لہذا یہ فرمایا کہ تمہارا "سمجھانا نہ سمجھانا" ان کو "یکساں ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ "تمہارے حق میں" یکساں ہے، کہ ہدایت معاذ اللہ امر فضول ٹھہرے۔ ہادی کا اجر اللہ پر ہے، چاہے کوئی مانے نہ مانے۔

"وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ" ③	اور رسول کے ذمہ نہیں مگر صاف پہنچا دینا (ت)
"وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۚ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ" ④	اور میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہاں کا رب ہے۔

اللہ خوب جانتا ہے اور آج سے نہیں ازل الازل سے کہ اتنے بندے ہدایت پائیں گے اور اتنے چاہ ضلالت میں ڈوبیں گے، مگر کبھی اپنے رسولوں کو ہدایت سے منع نہیں فرمایا کہ جو ہدایت پانے والے ہیں ان کے لئے سبب ہدایت ہوں اور جو نہ پائیں ان پر حجت الہیہ قائم ہو۔ واللہ الحجة البالغة (اور اللہ ہی کی حجت پوری ہے۔ ت)

ابن جریر عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لما بعث اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام الی فرعون نودی لن یفعل، فلم افعل؟ فقال فناداه اثنا عشر ملكا	ابن جریر نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ جب سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو مولیٰ عزوجل نے رسول کر کے فرعون کی طرف بھیجا موسیٰ علیہ السلام چلے تو ندا ہوئی مگر اے موسیٰ فرعون ایمان نہ لائے گا، موسیٰ نے دل

① القرآن الکریم ۶/۲

② القرآن الکریم ۶/۱۸

③ القرآن الکریم ۵۳/۲۲

④ القرآن الکریم ۱۰۹/۲۶

من علماء الملائكة: امض ليا امرت به، فاننا جهدنا ان نعلم هذا فلم نعلمه۔ ¹	میں کہا پھر میرے جانے سے کیا فائدہ ہے؟ اس پر بارہ علماء ملائکہ عظام علیہم السلام نے کہا اے موسیٰ آپ کو جہاں کا حکم ہے جائیے، یہ وہ راز ہے کہ باوصف کوشش آج تک ہم پر بھی نہ کھلا۔

اور آخر نفع بعثت سب نے دیکھ لیا کہ دشمنان خدا ہلاک ہوئے، دوستان خدا نے ان کی غلامی، ان کے عذاب سے نجات پائی ایک جلسے میں ستر ہزار ساحر سجدہ میں گر گئے اور ایک زبان بولے:

"اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ رَبِّ مُوسٰى وَ هٰرُونَ ۝" ² ۔	ہم اس پر ایمان لائے جو رب ہے سارے جہاں کا، رب ہے موسیٰ و ہارون کا۔

مولیٰ عزوجل قادر تھا اور ہے کہ بے کسی نبی و کتاب کے تمام جہاں کو ایک آن میں ہدایت فرمادے۔

"وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَعَلْنٰهُمْ عَلٰى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنُ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝" ³ ۔	اور اللہ چاہتا تو انہیں ہدایت پر اکٹھا کر دیتا تو اے سننے والے! تو ہر گز نادان نہ بن۔

مگر اس نے دنیا کو عالم اسباب بنایا ہے اور ہر نعمت میں اپنی حکمت بالغہ کے مطابق مختلف حصہ رکھا ہے وہ چاہتا تو انسان وغیرہ جانداروں کو بھوک ہی نہ لگتی، یا بھوکے ہوتے تو کسی کا صرف نام پاک لینے سے، کسی کا ہوا سو گھنے سے پیٹ بھرتا، زمین جوتنے سے روٹی پکانے تک جو سخت مشقتیں پڑتی ہیں کسی کو نہ ہوتیں، مگر اس نے یونہی چاہا اور اس میں بھی بے شمار اختلاف رکھا کسی کو اتنا دیا کہ لاکھوں پیٹ اس کے در سے پلتے ہیں، اور کسی پر اس کے اہل و عیال کے ساتھ تین تین فاقے گزرتے ہیں۔

غرض ہر چیز میں "اَهُمْ يَفْسِدُوْنَ رَاحَتَ رَبِّكَ ۖ نَحْنُ قَسٰىبِيْهِمْ"⁴ (کیا تمہارے رب کی رحمت وہ باٹتے ہیں، ہم نے ان میں ان کی زیست کا سامان دنیا کی زندگی میں بائناں) کی نیرنگیاں ہیں۔ احمق، بد عقل، یا جاہل بد دین وہ اس کے ناموس چون و چرا کرے کہ یوں کیوں کیا یوں کیوں نہ کیا؟ سنتا ہے اس کی شان ہے "يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ"⁵ اللہ جو چاہے کرتا ہے اس کی شان ہے "اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ"⁶۔

1

² القرآن الکریم ۷/۱۲۱ و ۱۲۲

³ القرآن الکریم ۶/۳۵

⁴ القرآن الکریم ۳۳/۳۲

⁵ القرآن الکریم ۱۱۳/۲۷

⁶ القرآن الکریم ۵/۱

اللہ جو چاہے حکم فرماتا ہے۔ اس کی شان ہے "لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ" ① وہ جو کچھ کرے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں اور سب سے سوال ہوگا

زید نے روپے کی ہزار اینٹیں خریدیں، پانچ سو ۵۰۰ مسجد میں لگائیں، پانسو ۵۰۰ پانخانہ کی زمین اور قدیموں میں کیا اس سے کوئی الجھ سکتا ہے کہ ایک ہاتھ کی بنائی ہوئی، ایک مٹی سے بنی ہوئی، ایک آوے سے پکی ہوئی ایک روپے کی مول لی ہوئی ہزار اینٹیں تھیں، ان پانسو میں کیا خوبی تھی کہ مسجد میں صرف کیں، اور ان میں کیا عیب تھا کہ جائے نجاست میں رکھیں اگر احمق اس سے پوچھے بھی تو وہ یہی کہے گا کہ میری ملک تھیں میں نے جو چاہا کیا۔

جب مجازی جھوٹی ملک کا یہ حال تو حقیقی سچی ملک کا کیا پوچھنا۔ ہمارا اور ہماری جان و مال اور تمام جہان کا وہ ایک اکیلا پاک نرالا سچا مالک ہے۔ اس کے کام، اس کے احکام میں کسی کو مجال دم زدن کیا معنی! کیا کوئی اسکا ہمسریا اس پر افسر ہے جو اس سے کیوں اور کیا کہے۔ مالک علی الاطلاق ہے، بے اشتراک ہے، جو چاہا کیا اور جو چاہے کرے گا، ذلیل فقیر بے حیثیت حقیر اگر بادشاہ جبار سے الجھے تو اسکا سر کھجایا ہے، شامت نے گھیرا ہے اس ہر عاقل یہی کہے گا کہ اوبد عقل، بے ادب! اپنی حد پر رہ، جب یقیناً معلوم ہے کہ بادشاہ کمال عادل اور جمیع کمال صفات میں یکتا و کامل ہے تو تجھے اس کے احکام میں دخل دینے کی کیا مجال!۔

گدائے خاک نشینی تو حافظا مخروش نظام مملکت خویش خسرواں دانند^۲

(تو خاک نشینی گدا اگر ہے اے حافظ! شور مت کر، اپنی سلطنت کے نظام کو بادشاہ جانتے ہیں ت)

افسوس کہ دنیوی، مجازی، جھوٹے بادشاہوں کی نسبت تو آدمی کو یہ خیال ہو اور ملک الملوک بادشاہ حقیقی جل جلالہ کے احکام میں رائے زنی کرے، سلاطین تو سلاطین اپنا برابر زنی بلکہ اپنے سے بھی کم رتبہ شخص بلکہ اپنا نوکر یا غلام جب کسی صفت کا استاد ماہر ہو اور خود یہ شخص اس سے آگاہ نہیں تو اس کے اکثر کاموں کو ہر گز نہ سمجھ سکے گا، یہ اتنا ادراک ہی نہیں رکھتا، مگر عقل سے حصہ ہے تو اس پر معترض بھی نہ ہوگا۔ جان لے گا کہ یہ اس کام کا استاد و حکیم ہے، میرا خیال وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔

① القرآن الکریم ۲۱/۲۳

② دیوان حافظ ردیف شین معجمہ سب رنگ کتاب گھر دہلی ص ۲۵۸

غرض اپنی فہم کو قاصر جانے گا کہ اس کی حکمت کو۔ پھر رب الارباب، حکیم حقیقی، عالم السر والنجی عزجلالہ کے اسرار میں خوض کرنا اور جو سمجھ میں نہ آئے اس پر معترض ہونا اگر بے دینی نہیں جنون ہے۔ اگر جنون نہیں بے دینی ہے، والعیاذ باللہ رب العالمین۔

اے عزیز! کسی بات کو حق جاننے کے لئے اس کی حقیقت جانی لازم نہیں ہوتی، دنیا جانتی ہے کہ مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے، اور مقناطیس قوت دیا ہوا ہستارہ قطب کی طرف توجہ کرتا ہے۔ مگر اس کی حقیقت وکنہ کوئی نہیں بتا سکتا کہ اس خاکی لوہے اور اس افلاکی ستارے میں کہ یہاں سے کروڑوں میل دور ہے باہم کیا الفت؟ اور کیونکر اسے اس کی جہت کا شعور ہے؟ اور ایک یہی نہیں عالم میں ہزاروں ایسے عجائب ہیں کہ بڑے بڑے فلاسفہ خاک چھان کر مر گئے اور ان کی کنہ نہ پائی۔ پھر اس سے ان باتوں کا انکار نہیں ہو سکتا، آدمی اپنی جان ہی کو بتائے وہ کیا شئی ہے جسے یہ "میں" کہتا ہے، اور کیا چیز جب نکل جاتی ہے تو یہ مٹی کا ڈھیر بے حس و حرکت رہ جاتا ہے۔ اللہ جل جلالہ فرقان حکیم میں فرماتا ہے:

"وَمَا شَاءَ عَزَّوْنَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ" ^۱ ۔	تم کیا چاہو، مگر یہ کہ چاہے اللہ رب سارے جہان کا۔

اور فرماتا ہے:

"هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرِ اللَّهِ" ^۲ ۔	کیا کوئی اور بھی کسی چیز کا خالق ہے سوا اللہ کے۔

اور فرماتا ہے:

"لَهُمُ الْخَيْرَاتُ" ^۳ ۔	اختیار خاص اسی کو ہے۔

اور فرماتا ہے:

"أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ" ^۴ ۔	سنئے ہو پیدا کرنا اور حکم دینا اسی کے لیے ہے بڑی برکت والا ہے اللہ مالک سارے جہان کا۔

یہ آیات کریمہ صاف ارشاد فرما رہی ہیں کہ پیدا کرنا، عدم سے وجود میں لانا خاص اسی کا کام ہے، دوسرے کو اس میں اصلاً (بالکل) شرکت نہیں، نیز اصل اختیار اسی کا ہے، نیز بے اس کی مشیت کے

^۱ القرآن الکریم ۲۹/۸۱

^۲ القرآن الکریم ۳۵/۳

^۳ القرآن الکریم ۲۸/۲۸ و ۳۳/۳۶

^۴ القرآن الکریم ۷۴/۵۴

"يُظْلَمُ لِرَّعِيْبٍ" ^۱	بندوں پر ظلم کروں۔

یہ آیتیں صاف ارشاد فرما رہی ہیں کہ بندہ خود ہی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے وہ اپنی ہی کرنی بھرتا ہے وہ ایک حرام کا اختیار و ارادہ ضرور رکھتا ہے، اب دونوں قسم کی سب آیتیں قطعاً مسلمان کا ایمان ہیں۔ بے شک بے شبہ بندہ کے افعال کا خالق بھی خدا ہی ہے۔ بے شک بندہ بے ارادہ الہیہ کچھ نہیں کر سکتا، اور بے شک بندہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے، بے شک وہ اپنی ہی بد اعمالیوں کے سبب مستحق سزا ہے۔

یہ دونوں باتیں جمع نہیں ہو سکتیں مگر یونہی کہ عقیدہ اہل سنت و جماعت پر ایمان لایا جائے، وہ کیا بات ہے؟ وہ جو اہل سنت کے سردار و مولیٰ امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے انہیں تعلیم فرمایا۔ ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں بطریق امام شافعی عن یحییٰ بن سلیم امام جعفر صادق سے، وہ حضرت امام باقر، وہ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار، وہ امیر المؤمنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی:

انہ خطب الناس یوماً (فذكر خطبته ثم قال) فقام اليه رجل ممن كان شهد معه الجبل. فقال يا امير المؤمنين اخبرنا عن القدر. فقال بحر عميق فلا تلجه. قال يا امير المؤمنين اخبرنا عن القدر. قال سر الله فلا تتكلفه. قال يا امير المؤمنين اخبرنا عن القدر. قال اما اذا ابیت فانه امر بين امرين لا جبر ولا تفویض. قال يا امير المؤمنين ان فلانا يقول بالاستطاعة. وهو حاضرک. فقال علی به فاقاموه. فلما راهل سيفه قدر اربع اصابع. فقال الاستطاعة تمکها	یعنی ایک دن امیر المؤمنین خطبہ فرما رہے تھے، ایک شخص نے کہ واقعہ جبل میں امیر المؤمنین کے ساتھ تھے کھڑے ہو کر عرض کی: یا امیر المؤمنین! ہمیں مسئلہ تقدیر سے خبر دیجئے، فرمایا: گہرا دریا ہے اس میں قدم نہ رکھ، عرض کی: یا امیر المؤمنین! ہمیں خبر دیجئے، فرمایا: اللہ کا راز ہے نہ ردستی اس کا بوجھ نہ اٹھا۔ عرض کی: یا امیر المؤمنین ہمیں خبر دیجئے فرمایا: اگر نہیں مانتا تو ایک امر ہے دوامروں کے درمیان، نہ آدمی مجبور محض ہے نہ اختیار اسے سپرد ہے۔ عرض کی: یا امیر المؤمنین فلاں شخص کہتا ہے کہ آدمی اپنی قدرت سے کام کرتا ہے، اور وہ حضور میں حاضر ہے، مولیٰ علی فرمایا: میرے سامنے لاؤ، لوگوں نے اسے کھڑا کیا۔ جب امیر المؤمنین نے اسے دیکھا تیغ مبارک چار انگل کے قدر نیام سے

^۱ القرآن الکریم ۵۰/۲۹

مع الله او من دون الله ؟ وایک ان تقول احدهما فتترد فاضرب عنقک، قال فما اقول يا امير المؤمنين قال قل املکها بالله الذی ان شاء ملکنيها¹۔	نکال لی اور فرمایا: کام کی قدرت کا تو خدا کے ساتھ مالک ہے یا خدا سے جدا مالک ہے؟ اور سنتا ہے خبردار ان دونوں میں سے کوئی بات نہ کہنا کہ کافر ہو جائیگا اور میں تیری گردن مار دوں گا۔ اس نے کہا: یا امیر المؤمنین! پھر میں کیا کہوں؟ فرمایا: یوں کہہ کہ اس خدا کے دیے سے اختیار رکھتا ہوں کہ اگر وہ چاہے تو مجھے اختیار دے بے اس کی مشیت کے مجھے کچھ اختیار نہیں۔

بس یہی عقیدہ اہلسنت ہے کہ انسان پتھر کی طرح مجبور محض ہے نہ خود مختار، بلکہ ان دونوں کے بیچ میں ایک حالت ہے جس کی کنہ راز خدا اور ایک نہایت عمیق دریا ہے۔ اللہ عزوجل کی بے شمار رضائیں امیر المؤمنین علی پر نازل ہوں کہ ان دونوں الجھنوں کو دو فقروں میں صاف فرمادیا، ایک صاحب نے اسی بارے میں سوال کیا کہ کیا معاصی بھی بے ارادہ الہیہ واقع نہیں ہوتے؟ فرمایا تو کیا کوئی زبردستی اس کی معصیت کر لے گا فیعضی فہر یعنی وہ نہ چاہتا تھا کہ اس سے گناہ ہو مگر اس نے کر ہی لیا تو اس کا ارادہ زبردست پڑا معاذ اللہ خدا بھی دنیا کے مجازی بادشاہوں کی طرح ہوا کہ وہ ڈاکوؤں، چوروں کا بہتیرا بند و بست کریں پھر بھی ڈاکو اور چور اپنا کام کر ہی گزرتے ہیں۔ حاشا وہ ملک الملوک بادشاہ حقیقی قادر مطلق ہر گز ایسا نہیں کہ اس کے ملک میں بے اس کے حکم کے ایک ذرہ جنبش کر سکے، وہ صاحب کہتے ہیں فکانما القمنی حجرا² مولیٰ علی نے یہ جواب دے کر گویا میرے منہ میں پتھر رکھ دیا کہ آگے کچھ کہتے بن ہی نہ پڑا۔ عمرو بن عبید معترلی کہ بندے کے افعال خدا کے ارادہ سے نہ جانتا تھا کہ خود کہتا ہے کہ مجھے کسی نے ایسا الزام نہ دیا جیسا ایک مجوسی نے دیا جو میرے ساتھ جہاز میں تھا، میں نے کہا تو مسلمان کیوں نہیں ہوتا؟ کہا خدا نہیں چاہتا، میں نے کہا خدا تو چاہتا ہے مگر شیطان تجھے نہیں چھوڑتے، کہا تو میں شریک غالب کے ساتھ ہوں، اسی ناپاک شاعت کے رد کی طرف مولیٰ علی نے اشارہ فرمایا کہ وہ نہ چاہے تو کیا کوئی زبردستی اس کی معصیت کر لے گا؟۔ باقی رہا اس مجوسی کا عذر، وہ یعنیم ایسا ہے کہ کوئی بھوکا ہے بھوک سے دم نکالا جاتا ہے، کھانا سامنے رکھا ہے اور نہیں کھاتا کہ خدا کا ارادہ نہیں، اس کا ارادہ ہوتا

¹ حلیۃ الاولیاء

² قول مولیٰ علی

تو میں ضرور کھالیتا، اس احمق سے یہی کہا جائے گا کہ خدا کا ارادہ نہ ہونا تو نے کہا ہے سے جانا؟ اسی سے کہ تو نہیں کھاتا، تو کھانے کا قصد تو کر، دیکھ تو ارادہ الہیہ سے کھانا ہو جائے گا۔ ایسی اوندھی مت اسی کو آنی ہے جس پر موت سوار ہے۔ غرض مولیٰ علی نے یہ تو اس کا فیصلہ فرمایا کہ جو کچھ ہوتا ہے بے ارادہ الہیہ نہیں ہو سکتا۔

دوسری بات کہ جزا و سزا کیوں ہے!۔ اس کا یوں فیصلہ ارشاد ہوا، ابن ابی حاتم و اصیبہانی و لاکائی و خلعی حضرت امام جعفر صادق وہ اپنے والد ماجد حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں،

مولیٰ علی سے عرض کی گئی کہ یہاں ایک شخص مشیت میں گفتگو کرتا ہے، مولیٰ علی نے اس سے فرمایا، اے خدا کے بندے! خدا نے تجھے اس لئے پیدا کیا جس لئے اس نے چاہا یا اس لئے جس لئے تو نے چاہا؟ کہا: جس لئے اس نے چاہا، فرمایا: تجھے جب وہ چاہے بیمار کرتا ہے یا جب تو چاہے؟ کہا: بلکہ جب وہ چاہے۔ فرمایا: تجھے اس وقت وفات دے گا جب وہ چاہے یا جب تو چاہے؟ کہا جب وہ چاہے۔ فرمایا: تو تجھے وہاں بھیجے گا جہاں وہ چاہے یا جہاں تو چاہے؟ کہا: جہاں وہ چاہے، فرمایا: خدا کی قسم تو اس کے سوا کچھ اور کہتا تو یہ جس میں تیری آنکھیں ہیں (یعنی تیرا سر) تلوار سے مار دیتا۔ پھر مولیٰ علی نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: "اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ اللہ چاہے وہ تقویٰ کا مستحق اور گناہ عفو فرمانے والا ہے۔"	قال قيل لعلي بن ابي طالب ان ههنا رجلا يتكلم في المشيئة فقال له علي يا عبد الله خلقك الله لم يشاء او لما شئت؟ قال بل لما يشاء قال فيبرضك اذا شاء او اذا شئت؟ قال بل اذا شاء. قال فيبيتك اذا شاء او اذا شئت؟ قال اذا شاء. قال فيدخلك حيث شاء او حيث شئت؟ قال بل حيث يشاء. قال والله لو قلت غير ذلك لضربت الذي فيه عينك بالسيف. ثم تلا علي: وما تشاءون الا ان يشاء الله هو اهل التقوى و اهل المغفرة¹

خلاصہ یہ کہ جو چاہا کیا اور جو چاہے گا کرے، بناتے وقت تجھ سے مشورہ نہ لیا تھا بھیجتے وقت بھی

¹ الدر المنثور بحوالہ ابن ابی حاتم و اللالكائي في السنة الخلفي في فوائده عن علي تحت الآية ۲۲ / ۲۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۹۸۷/۸

نہ لے گا، تمام عالم اس کی ملک ہے، اور مالک سے دربارہ ملک سوال نہیں ہو سکتا۔

ابن عساکر نے حارث ہمدانی سے روایت کی ایک شخص نے آکر امیر المؤمنین مولیٰ علی سے عرض کی: یا امیر المؤمنین! مجھے مسئلہ تقدیر سے خبر دیجئے۔ فرمایا: تاریک راستہ ہے اس میں نہ چل۔ عرض کی: یا امیر المؤمنین! مجھے خبر دیجئے۔ فرمایا: گہرا سمندر ہے اور اس میں قدم نہ رکھ، عرض کی: یا امیر المؤمنین! فرمایا اللہ کا راز ہے تجھ پر پوشیدہ ہے اسے نہ کھول، عرض کی: یا امیر المؤمنین! مجھے خبر دیجئے۔ فرمایا: "ان الله خالقك كما شاء او كما شئت" اللہ نے تجھے جیسا اس نے چاہا بنایا جیسا تو نے چاہا؟ عرض کی: جیسا اس نے چاہا: فرمایا: "فيستعملك كما شاء او كما شئت" تو تجھ سے کام ویسا لے گا جیسا وہ چاہے یا جیسا تو چاہے؟ عرض کی: جیسا وہ چاہے۔ فرمایا: "فیبعثک یوم القیمة كما شاء او كما شئت" تجھے قیامت کے دن جس طرح وہ چاہے گا اٹھائے گا یا جس طرح تو چاہے؟۔ کہا: جس طرح وہ چاہے۔ فرمایا: "ایہا السائل تقول لا حول ولا قوة الا بسن" اے سائل! تو کہتا ہے کہ نہ طاقت ہے نہ قوت ہے مگر کس کی ذات سے؟۔ کہا: اللہ علی عظیم کی ذات سے۔ فرمایا تو اس کی تفسیر جانتا ہے؟۔ عرض کی: "امیر المؤمنین کو جو علم اللہ نے دیا ہے اس سے مجھے تعلیم فرمائیں۔ فرمایا: "ان تفسیرھا لایقدر علی طاعة الله ولا یكون قوة فی معصية الله فی الامرین جمیعاً الا بالله" اس کی تفسیر یہ ہے کہ نہ طاعت کی طاقت، نہ معصیت کی قوت دونوں اللہ ہی کے دیے سے ہیں۔ پھر فرمایا: "ایہا السائل الک مع الله مشیة او دون الله مشیة. فان قلت ان لك دون الله مشیة. فقد اکتفیت بها عن مشیة الله وان زعمت ان لك فوق الله مشیة فقد ادعیت مع الله شرکاً فی مشیته" اے سائل: تجھے خدا کے ساتھ اپنے کام کا اختیار ہے یا بے خدا کے؟ اگر تو کہے کہ بے خدا کے تجھے اختیار حاصل ہے تو تو نے ارادہ الہیہ کی کچھ حاجت نہ رکھی، جو چاہے خود اپنے ارادے سے کر لے گا، خدا چاہے یا نہ چاہے، اور یہ سمجھے کہ خدا سے اوپر تجھے اختیار حاصل ہے تو تو نے اللہ کے ارادے میں اپنے شریک ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر فرمایا: "ایہا السائل اللہ یشج وید او یفمنہ الداء ومنہ الدواء اعقلت عن الله امره"۔ اے سائل: بیشک اللہ زخم پہنچاتا ہے اور اللہ ہی دوا دیتا ہے تو اسی سے مرض ہے اور اسی سے دوا، کیوں تو نے اب تو اللہ کا حکم سمجھ لیا؟۔ اس نے عرض کی: ہاں۔ حاضرین سے فرمایا: "الان اسلم اخوکم فقوموا فصافحوا" اب تمہارا یہ بھائی مسلمان ہوا، کھڑے ہو اس سے مصافحہ کرو۔ پھر فرمایا: "لو ان عندی رجلاً من القدیریة لاخذت برقبته ثم لا ازال اجرھا حتی اقطعھا فانهم یهود هذه الامة ونصاراھا و مجوسھا" اگر میرے پاس کوئی شخص ہو جو انسان کو اپنے افعال کا خالق

جانتا اور تقدیر الہی سے وقوع طاقت و معصیت کا انکار کرتا ہو تو میں اس کی گردن پکڑ کر دو چتر ہوں گا یہاں تک کہ الگ کاٹ دوں، اس لئے کہ وہ اس امت کے یہودی اور نصرانی و مجوسی ہیں۔

یہودی اس لئے فرمایا کہ ان پر خدا کا غضب ہے اور یہود مغضوب علیہم ہیں، اور نصرانی و مجوسی اس لئے فرمایا کہ نصاریٰ تین خدا مانتے ہیں، مجوسی یزدان و اہرمن دو خالق مانتے ہیں، یہ بے شمار خالقوں پر ایمان لارہے ہیں کہ ہر جن و انس کو اپنے افعال خالق گارہے ہیں، والعیاذ باللہ رب العالمین۔

یہ اس مسئلہ میں اجمالی کلام ہے، مگر ان شاء اللہ تعالیٰ کافی و وافی و ثانی جس سے ہدایت والے ہدایت پائیں گے اور ہدایت اللہ ہی کے ہاتھ ہے، واللہ الحمد واللہ سببخنہ و تعالیٰ اعلم

رسالہ

ثلج الصدر لا یمان القدر

ختم ہوا

رسالہ

التحییر باب التدبیر ۱۳۰۵ھ

(آرائش کلام مسئلہ تدبیر کے بارے میں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ط

۲۰ ذی الحجہ ۱۳۰۵ھ

مسئلہ مولوی الہ یار خان صاحب

مسئلہ ۱۲۲:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ خالد یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ جو کچھ کام بھلایا بُرا ہوتا ہے سب خدا کی تقدیر سے ہوتا ہے۔ اور تدبیرات کو کارِ دنیوی و آخروی میں امرِ مستحسن اور بہتر جانتا ہے۔

ولید خالد کو بوجہ مستحسن جاننے تدبیرات کے کافر کہتا ہے، بلکہ اسے کافر سمجھ کر سلام و جواب سلام بھی ترک کر دیا اور کہتا ہے کہ تدبیر کوئی چیز نہیں، بالکل واہیات ہے، اور جو اشخاص اپنے اطفال کو پڑھاتے لکھاتے ہیں۔ (خواہ عربی خواہ انگریزی) وہ جھک مارتے ہیں، گوہ کھاتے ہیں، کیونکہ پڑھنا لکھنا تدبیر میں داخل ہے۔

پس ولید نے خالد کو جو کافر کہا تو وہ کافر ہے یا نہیں؟ اور نہیں ہے تو کہنے والے کے لیے کیا گناہ و تعزیر ہے۔ یٰۤاَنۡتَوُا۟ جَزَآءُ (بیان فرماؤ اجر دیئے جاؤ گے ت)

الجواب:

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي قدر الكائنات وربط بالاسباب المسببات والصلوة والسلام على سيد المتوكلين سرًا وجهرًا، وامر العالمين والمديرات امرًا وعلى آله و صحابه الذين باطنهم توكل، وظاهرهم في الكد والعمل۔	تمام تعریف اللہ کے لیے جس نے تمام ہونے والی چیزیں مقدر فرمائیں اور مسببات کا اسباب سے ربط رکھا اور درود و سلام خفیہ اور علانیہ توکل کرنے والوں کے سردار اور تمام عالموں کے امام پر اور ان پر جو کام کی تدبیر کرنے والے ہیں اور ان کی آل و اصحاب پر جن کا باطن متوکل ہے اور ان کا ظاہر محت و عمل میں لگا ہوا ہے۔ (ت)

بے شک خالد سچا، اور اس کا یہ عقیدہ خاص اہل حق کا عقیدہ ہے۔ فی الواقع عالم میں جو کچھ ہوتا ہے سب اللہ جل جلالہ کی تقدیر سے ہے۔ قال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا):

"كُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌّ" ^۱ ۔	ہر چھوٹی، بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔ (ت)

وقال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا):

"وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ" ^۲ ۔	اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے والی کتاب میں، (ت)

وقال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا):

"وَلَا رَاطِبٌ وَلَا يَاسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ" ^۳ ۔	اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔ (ت)

الی غیر ذلک من الآیات والاحادیث (اس کے علاوہ اور بھی آیات و احادیث ہیں۔ (ت)

^۱ القرآن الکریم ۵۴ / ۵۳

^۲ القرآن الکریم ۳۶ / ۱۲

^۳ القرآن الکریم ۶ / ۵۹

مگر تدبیر زہار معطل نہیں۔ دنیا عالم اسباب ہے۔ رب جل مجدہ نے اپنی حکمت بالغہ کے مطابق اس میں مسببات کو اسباب سے ربط دیا۔ اور سنت الہیہ جاری ہوئی کہ سبب کے بعد مسبب پیدا ہو۔

جس طرح تقدیر کو بھول کر تدبیر پر پھولنا کفار کی خصلت ہے یونہی تدبیر کو محض عبث و مفرد و فضول و مردود بنانا کسی کھلے گمراہ یا سچے مجنون کا کام ہے جس کی رو سے صدہا آیات و احادیث سے اعراض اور انبیاء و صحابہ و ائمہ و اولیاء سب پر طعن و اعتراض لازم آتا ہے۔ حضرات مرسلین صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہم اجمعین (اللہ کے درود و سلام ہوں ان سب پر) سے زیادہ کس کا توکل اور ان سے بڑھ کر تقدیر الہی پر کس کا ایمان۔ پھر وہ بھی ہمیشہ تدبیر فرماتے اور اس کی راہیں بتاتے اور خود کسب حلال میں سعی کر کے رزق طیب کھاتے۔

(۱) داؤد علیہ السلام زریں بناتے۔ قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت)

اور ہم نے اُسے تمہارا ایک پہناوا بنانا سکھایا کہ تمہیں تمہاری آنچ سے بچائے، تو کیا تم شکر کرو گے۔ ت)	"وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لِيُخَوِّنَكُمْ مِّنْ بَّاسِكُمْ ۖ فَهَلْ أَنتُمْ شَاكِرُونَ ﴿۱﴾"۔

(۲) وقال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت)

اور ہم نے اس کے لیے لوہا نرم کیا کہ وسیع زر ہیں بنا اور بنانے میں اندازے کا لحاظ رکھ اور تم سب نیکی کرو بے شک میں تمہارے کام دیکھ رہا ہوں (ت)	"وَإِنَّا لَهُ الْخَصِيدُونَ ﴿۱﴾ إِنِ اعْمَلْ سَبْعًا وَتَقِدِّرْ فِي السَّرِّ دُونََّا عَمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۲﴾"۔

(۳) موسیٰ علیہ السلام نے دس برس شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بکریاں اجرت پر چرائیں۔ قال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت)

کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک تمہیں بیاہ دوں اس مہر پر کہ تم آٹھ برس میری ملازمت کرو، پھر اگر پورے دس برس کرلو تو تمہاری طرف سے ہے اور تمہیں مشقت میں ڈالنا	"قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَى أَنْ تَأْجُرَنِي ثَلَاثِي حَجَّ ۖ فَإِنْ أَتَسَّتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۖ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ ۖ سَتَجِدُنِي

^۱ القرآن الکریم ۸۰/۲۱

^۲ القرآن الکریم ۳۴/۱۱۰

إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ قَالَ ذَلِكْ بَيْنِي وَبَيْنَكَ ۖ أَتَيْتُمَا
الْأَجَلَيْنِ قَضَيْتُمْ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ وَاللَّهُ عَلَى مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ۝
فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَى الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ ۚ

نہیں چاہتا قریب ہے ان شاء اللہ تم مجھے نیکوں میں پاؤ گے۔
موسیٰ نے کہا یہ میرے اور آپ کے درمیان اقرار ہو چکا میں
ان دونوں میں جو میعاد پوری کر دوں تو مجھ پر کوئی مطالبہ نہیں
اور ہمارے اس کہے پر اللہ کا ذمہ ہے پھر جب موسیٰ نے اپنی
میعاد پوری کر دی اور اپنی بیوی کو لے کر چلا۔ (ت)

خود حضور پُر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مال بطور مضاربہ لے کر
شام کو تشریف فرما ہوئے۔ حضرت امیر المومنین عثمان غنی و حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما بڑے نامی گرامی
تاجر تھے۔ حضرت امام اعظم قدس سرہ الاکرم بزاری کرتے، بلکہ ولید منکر تدبیر خود کیاتدبیر سے خالی ہوگا ہم نے فرض کیا کہ وہ
زراعت تجارت، نوکری حرفت کچھ نہ کرتا ہو آخر اپنے لیے کھانا پکاتا یا پکواتا ہوگا۔ آغا پیٹنا، گوندھنا، پکانا یہ کیاتدبیر نہیں؟ یہ بھی
جانے دیجئے اگر بغیر اس کے سوال یا اشارہ و ایما کے خود بخود پکی پکائی اسے مل جاتی ہو، تاہم نوالہ بنانا، منہ تک لانا، چبانانگنا یہ بھی
تدبیر، تدبیر کو معطل کرے تو اس سے بھی باز آئے کہ تقدیر الہی میں زندگی لکھی ہے بے کھائے جئے گا یا قدرت الہی سے پیٹ
بھر جائے گا یا خود بخود بخود بخود معدے میں چلا جائے گا۔ ورنہ ان باتوں سے بھی کچھ حاصل نہ ہوگا۔ کہ مذہب اہلسنت میں نہ پانی
پیاس بھجاتا ہے۔ نہ کھانا بھوک کھوتا ہے۔ بلکہ یہ سب اسباب عادیہ میں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے مسبات کو مربوط فرمایا اور
اپنی عادت جاریہ ک مطابق ان کے بعد سیری و سیرابی فرماتا ہے۔ وہ نہ چاہے تو گھڑے چڑھائے، دھڑیوں کھا جائے۔ عہ کچھ
مفید نہ ہوگا۔ آخر مرض استسقاء و جوع البقر عہ میں کیا ہوتا ہے۔ وہی کھانا، پانی جو پہلے سیر و سیراب کرتا تھا اب کیوں محض
بے کار ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ چاہے تو بے کھائے پئے بھوک پیاس پاس نہ آئے، جیسے زمانہ دجال میں اہل ایمان کی پرورش
فرمائے گا۔ اور ملائکہ کا بے آب و غذا زندگی کرنا کسے نہیں معلوم۔ مگر یہ انسان میں خرق عادت ہے جس پر

عہ ۱: دھڑی: دس سیر یا پانچ سیر کا وزن ۱۲ مصباحی۔

عہ ۲: جوع البقر: اس بیماری میں کتنا بھی کھائے بھوک نہیں جاتی جس طرح استسقاء میں جس قدر بھی پئے پیاس نہیں جاتی۔ م

ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھنا جہل و حماقت، یہاں تک کہ اگر تقدیر پر بھروسہ کا جھوٹا نام کر کے خورد و نوش کا عہد کرے اور بھوک پیاس سے مر جائے، بے شک حرام موت مرے اور اللہ تعالیٰ کا گنہگار ٹھہرے۔ مرگ بھی تو تقدیر سے ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے کیوں فرمایا۔

"وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ" ¹	اپنے ہاتھوں اپنی جان ہلاکت میں نہ ڈالو۔

گرچہ مردانِ مقدراست ولے تو مرد و در دہان اڑ دہا ²

(اگرچہ موتِ مقدر ہے لیکن از خود اڑدہوں اور سانپوں کے منہ میں نہ جا۔ت)

ہم نے مانا کہ ولید اپنے دعوے پر ایسا مضبوط ہو کہ یک لخت ترک اسباب کر کے بیانِ واثق (پکا عہد) کر لے کہ اصلاً دست و پا نہ ہلائے نہ اشارۃً نہ کنایۃً کسی تدبیر کے پاس جائے گا خدا کے حکم سے پیٹ بھرے تو بہتر ورنہ مرنا قبول، تاہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرے گا یہ کیا تدبیر نہیں کہ دعا خود موثر حقیقی کب ہے؟ صرف حصول مراد کا ایک سبب ہے، اور تدبیر کا ہے کا نام ہے۔ رب جل جلالہ فرماتا ہے:

(۵) "وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ" ³	تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

وہ قادر تھے کہ بے دعا مراد بخشے، پھر اس تدبیر کی طرف کیوں ہدایت فرمائی؟ اور وہ بھی اس تاکید کے ساتھ کہ حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حدیث ۱:

مَنْ لَمْ يَدْعُ اللَّهَ غَضِبَ عَلَيْهِ ⁴	جو اللہ سے دعا نہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر غضب

¹ القرآن الکریم ۱۹۵ / ۲

²

³ القرآن الکریم ۶۰ / ۴۰

⁴ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الدعاء باب فی فضل الدعاء حدیث ۹۲۱۸ ادارۃ القرآن کراچی ۱۰ / ۲۰۰، مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲ / ۴۳۳، جامع الترمذی ابواب الدعوات باب منہ امین کہنی وہلی ۱۲ / ۱۷۳، سنن ابن ماجہ ابواب الدعاء باب فضل الدعاء (بیچ ایم سعید کہنی کراچی ص ۲۸۰، المستدرک للحاکم کتاب الدعاء باب من لم يدع الله الخ دار الفکر

بیروت ۱ / ۴۹۱

رواہ الاثمة احمد فی المسند و ابو بکر بن ابی شیبہ و اللفظ له فی المصنف و البخاری فی الادب المفرد و الترمذی فی الجامع و ابن ماجہ فی السنن و الحاکم فی المستدرک عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	فرمائے گا، (اس کو ائمہ نے روایت کیا احمد نے مسند میں، ابو بکر بن ابی شیبہ نے مصنف میں اور لفظ اسی کے ہیں، بخاری نے ادب المفرد میں ترمذی نے جامع میں، ابن ماجہ نے سنن میں اور حاکم نے مستدرک میں ابومریرہ سے۔ اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہو۔ ت)

بلکہ خلافت و سلطنت و قضا و جہاد و حدود و قصاص و غیرہ یہ تمام امور شرعیہ عین تدبیر ہیں کہ انتظام عالم و ترویج دین و دفع مفسدین کے لیے اس عالم اسباب میں مقرر ہوئے۔

(۶) وقال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت)

"أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ" ۱۔	حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور انکا جو تم میں حکومت والے ہیں۔ ت)

(۷) وقال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت)

"وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ" ۲۔	اور اُن سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فساد باقی نہ رہی اور سارا دین اللہ کا ہو جائے۔ ت)

(۸) وقال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت)

"وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ" ۳۔	اور اگر اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو دفع نہ کرے تو ضرور زمین تباہ ہو جائے مگر اللہ سارے جہان پر فضل کرنے والا ہے۔ ت)

(۹) وقال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت)

"وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهَئِذَا مَثَ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا	اور اللہ اگر آدمیوں میں ایک کو دوسرے سے دفع نہ فرماتا تو ضرور ڈھادی جاتیں خانقاہیں اور گرجے اور کلیسے اور مسجدیں جن میں اللہ کا بکثرت نام

^۱ القرآن الکریم ۵۹/۴

^۲ القرآن الکریم ۳۹/۸

^۳ القرآن الکریم ۲۵۱/۲

اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ^۱ ۔	لیا جاتا ہے۔ (ت)

دیکھو صاف ارشاد فرمایا جاتا ہے کہ جہاد اسی لیے مقرر ہوا کہ فتنے فرو ہوں اور دین حق پھیلے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو زمین تباہ ہو جاتی اور مسجدیں اور عبادت خانے ڈھائے جاتے۔ (۱۰) وقال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت)

"إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ" ^۲ ۔	ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا۔ (ت)

فتنہ کفر کی قوت، اور فساد کبیر ضعف اسلام۔

(۱۱) وقال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت)

"وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَوةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ" ^۳ ۔	اور خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے اے عقلمند و کہ تم کہیں بچو۔ (ت)

یعنی خون کے بدلے خون لو گے تو مفسدوں کے ہاتھ رکیں گے اور بے گناہوں کی جانیں بچیں گی، اور اسی لیے حد جاری کرتے وقت حکم ہوا کہ مسلمان جمع ہو کر دیکھیں تاکہ موجب عبرت ہو۔ (۱۲) قال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا ت)

"وَلْيَسْهَدْ عَدَاِبُهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ" ^۴ ۔	اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو۔ (ت)

بلکہ اور ترقی کیجئے تو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ تمام اعمال دینیہ خود ایک تدبیر، اور رضائے الہی و ثواب نامتناہی ملنے اور عذاب و غضب سے نجات پانے کے اسباب ہیں۔ (۱۳) قال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت)

"وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُورًا" ^۵ ۔	اور جو آخرت چاہے اور اس کی سی کوشش کرے اور ہو ایمان والا، تو انہیں کی کوشش ٹھکانے لگی۔ (ت)

اگرچہ ازل میں ٹھہر چکا کہ:

^۱ القرآن الکریم ۲۲/۴۰

^۲ القرآن الکریم ۸/۷۳

^۳ القرآن الکریم ۲/۱۷۹

^۴ القرآن الکریم ۲۲/۲

^۵ القرآن الکریم ۱۹/۱۷

"فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ" ^۱۔ ایک گروہ جنت میں ہے اور ایک گروہ دوزخ میں۔ (ت)

پھر بھی اعمال فرض کیے کہ جس کے مقدر میں جو لکھا ہے اسے وہی راہ آسان، اور اسی کے اسباب مہیا ہو جائیں۔

قَالَ تَعَالَى (اللَّهُ تَعَالَى نَے فرمایا۔ ت)

"فَسَيِّئٌ كَالَّذِينَ هُمْ أَسْأَفُ" ^۲۔ تو بہت جلد ہم اُسے آسانی مہیا کر دیں گے۔ (ت)

وَقَالَ تَعَالَى (اللَّهُ تَعَالَى نَے ارشاد فرمایا۔ ت)

"فَسَيِّئٌ كَالَّذِينَ هُمْ أَسْأَفُ" ^۳۔ تو بہت جلد ہم اُسے دشواری مہیا کر دیں گے۔ (ت)

حدیث ۲: اسی لیے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دوزخی، جنتی سب لکھے ہوئے ہیں، اور صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! پھر ہم عمل کا ہے کو کریں، ہاتھ پاؤں چھوڑ بیٹھیں۔ کہ جو سعید ہیں آپ ہی سعید ہوں گے اور جو شقی ہیں ناچار شقاوت پائیں گے۔ فرمایا: نہیں بلکہ عمل کیے جاؤ کہ ہر ایک جس گھر کے لیے بنا ہے اسی کا راستہ اُسے سہل کر دیتے ہیں، سعید کو اعمالِ سعادت کا اور شقی کو افعالِ شقاوت کا۔ پھر حضور نے یہی دو آیتیں تلاوت فرمائیں۔

اخرجه الاثمة احمد والبخاری ومسلم وغيرهم عن امير المؤمنين علي كرم الله وجهه الكريم سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک جنازہ میں شریک تھے، آپ نے کوئی چیز پکڑی اور زمین کو کریدنے لگے اور فرمایا تم میں ایسا کوئی نہیں جس کا ایک ٹھکانہ دوزخ میں اور ایک ٹھکانہ جنت میں نہ لکھا جا چکا ہو۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا ہم تحریر پر بھروسہ کر کے عمل کو چھوڑ نہ دیں۔

^۱ القرآن الکریم ۷/۴۲

^۲ القرآن الکریم ۷/۹۲

^۳ القرآن الکریم ۱۰/۹۲

(ایک روایت میں یہ زائد ہے کہ جو اہل سعادت میں سے ہے وہ عنقریب اہل سعادت کے عمل کی طرف اور جو اہل شقاوت میں سے ہے وہ عنقریب اہل شقاوت کے عمل کی طرف راغب ہوگا) آپ نے فرمایا: عمل کرتے رہو ہر کسی کو وہی میسر ہوگا جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا، جو اہل سعادت میں سے ہوگا اس کو اہل سعادت کا عمل اور جو اہل شقاوت میں سے ہوگا اس کو اہل شقاوت کا عمل میسر ہوگا۔ پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی تو وہ جس نے دیا اور پرہیزگاری کی اور سب سے اچھی چیز کو سچ مانا (ت)	العمل (زاد فی رواية فمن كان من اهل السعادة فسيصير الى عمل اهل السعادة ومن كان من اهل الشقاء فسيصير الى عمل اهل الشقاوة) قال اعملوا فكل ميسر لما خلق له اما من كان من اهل السعادة فييسر لعمل اهل السعادة واما من كان من اهل الشقاء فييسر لعمل الشقاوة ثم قراء فاما من اعطى واتقى وصدق بالحسنى الآية^۱۔

یہاں سے ظاہر ہوا کہ اگر تدبیر مطلقاً مہمل (بے کار) ہو تو دین و شرائع (قوانین شرع) و انزال کتب (کتابیں اتارنا) و ارسال رسل (رسولوں کو بھیجنا) و اتیان فرائض (فرائض کا کرنا) و اجتناب محرمات (حرام کاموں سے بچنا) معاذ اللہ! سب لغو و فضول و عبث ٹھہریں۔ آدمی کی رسی کاٹ کر بچار (آزاد چھوٹا ہوا سانڈ) کر دیں۔ دین و دنیا سب یکبارگی برہم ہو جائیں۔ و لا حول و لا قوة الا باللہ العلیٰ العظیم (نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر بلندی و عظمت والے خدا کی طرف سے، ت) نہیں نہیں بلکہ تدبیر بے شک مستحسن ہے، اور اُس کی بہت صورتیں مندوب و مسنون ہیں، جیسے دُعا و دُعا۔

حدیث ۳: دُعا کی حدیثیں تو خود متواتر ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ حضور نے یہ ارشاد فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

^۱ صحیح البخاری کتاب القدر باب قوله تعالى وكان امر الله قدراً مقدوراً قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/ ۹۷۷، صحیح مسلم کتاب القدر باب كيفية خلق الادمي في بطن امه الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/ ۳۳۳، مسند احمد بن حنبل عن علي رضي الله تعالى عنه المكتبة الاسلامي بيروت ۱/ ۱۴۰، سنن ابن ماجه باب في القدر الشيخ ابي سعيد كميني كراچی ص ۹، مشکوة المصابيح باب الايمان بالقدر الفصل الاول اصح المطابع كراچی ص ۲۰

لَا يَزِيدُ الْقَضَاءُ إِلَّا الدُّعَاءُ، رواه الترمذی وابن ماجه¹ - والحاكم بسند حسن عن سلمان الفارسی رضی الله تعالیٰ عنہ۔	(تقدیر کسی چیز سے نہیں ملتی مگر دعا سے) (یعنی قضا معلق) (اس کو ترمذی ابن ماجہ اور حاکم نے سند حسن کے ساتھ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

(حدیث ۴): دوسری حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا یغنی حذر من قدر، والدعاء ینفع مہا نزل ومہا لم ینزل ان البلاء ینزل فیتلقاه الدعاء فیعتلجان الی یوم القیمة رواه الحاكم² والبزار والطبرانی فی الاوسط عن ام المومنین الصدیقة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قال الحاكم صحیح الاسناد وكذا قال³۔	تقدیر کے آگے احتیاط کی کچھ نہیں چلتی، اور دعا اس بلا سے جو اتر آئی اور جو ابھی نہیں اتری دونوں سے نفع دیتی ہے، اور بے شک بلا اترتی ہے دعا اس سے جا ملتی ہے دونوں قیامت تک کشتی لڑتی رہتی ہیں، یعنی بلا کتنا ہی اترنا چاہے دعا اسے اترنے نہیں دیتی۔ (اس کو حاکم، بزار اور طبرانی نے اوسط میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ حاکم نے کہا اس کا اسناد صحیح ہے اور یونہی ہے کہا۔ ت)

جسے دعا کے بارے میں احادیث مجملہ و مفصلہ و کلیہ و جزئیہ دیکھنا ہوں وہ کتاب الترغیب و حصن وعدہ و صلاح و غیرہ تصانیف علماء
کی طرف رجوع کرے۔

(حدیث ۵) اور ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

تداووا عباد الله فان الله	خدا کے بندو! دوا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری

¹ جامع الترمذی ابواب القدر باب ماجاء لا یرد القدر الا الدعاء امین کپنی، جلی ۲/ ۳۶، سنن ابن ماجہ باب فی القدر، بیچ ایم سعید کپنی کراچی

ص ۱۰، المستدرک للحاکم کتاب الدعاء لا یرد القدر الا الدعاء دار الفکر بیروت ۱/ ۴۹۳

² المستدرک للحاکم کتاب الدعاء ینفع الخ دار الفکر بیروت ۱/ ۴۹۲، المعجم الاوسط حدیث ۲۵۱۹ مکتبۃ المعارف ریاض ۳/ ۲۴۲

³ المستدرک للحاکم کتاب الدعاء ینفع الخ دار الفکر بیروت ۱/ ۴۹۲

لم يضع داء إلا وضع له دواء غير داء واحد الهرم، اخرجه احمد وابو داؤد ^۱ والترمذی والنسائی وابن ماجة وابن حبان والحاكم عن اسامة بن شريك رضي الله تعالى عنه بسند صحيح۔	ایسی نہ رکھی جس کی دوا نہ بنائی ہو مگر ایک مرض یعنی بڑھاپا، (اس کو احمد، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا۔ ت)

اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استعمال دوا فرمانا اور امت مرحومہ کو صدمات امراض کے علاج بتانا بکثرت احادیث میں مذکور، اور طب نبوی و سیر و غیر ہما فنون حدیثیہ میں مسطور (لکھا ہوا) اور تدبیر کی بہت صورتیں فرض قطعی ہیں، جیسے فرائض کا بجالانا، محرمات سے بچنا، بقدر سدر مق (جان بچانے کی مقدار) کھانا کھانا، پانی پینا، یہاں تک کہ اس کے لیے بحالت منحصہ (جان لیوا بھوک) شراب و مردار کی اجازت دی گئی۔

(حدیث ۶): اسی طرح جان بچانے کی کل تدبیریں اور حلال معاش کی سعی و تلاش جس میں اپنے اور اپنے متعلقین کے تن پیٹ کی پرورش ہو۔ حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

كَلْبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ اُخْرَاهُ الطبرانی في الكبير ^۲ والبيهقي في شعب الايمان والديلمي في مسند الفردوس عن ابن مسعود	آدمی پر فرض کے بعد دوسرا فرض یہ ہے کہ کسبِ حلال کی تلاش کرے (طبرانی نے کبیر میں، بیہقی نے شعب الایمان میں اور دیلمی نے مسند فردوس میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ

^۱ جامع الترمذی ابواب الطب باب ما جاء في الداء والحث عليه امين كيني ويلي ۲/ ۲۵، سنن ابی داؤد کتاب الطب باب الرجل يتداوى آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۸۳، سنن ابن ماجہ ابواب الطب باب ما انزل الله داء الا انزل له شفاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۵۳، مسند احمد بن حنبل حدیث اسامہ بن شریک المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۷۸، موارد الظمان کتاب الطب حدیث ۱۲۹۵ المطبعة السلفية ص ۳۳۹

^۲ شعب الایمان حدیث ۸۷۴۱ دار المعرفۃ بیروت ۶/ ۲۲۰، الفردوس بآثار الخطاب حدیث ۳۹۱۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۴۴۱،

کنز العمال برمزطب، ق حدیث ۹۲۳۱ مؤسسة الرسالة بیروت ۴/ ۹

رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	تعالیٰ عنہ سے اس کی تخریج فرمائی (ت)۔

(حدیث ۷): اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

كَلْبُ الْحَلَالِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ اخْرَجَهُ الدَّيْلِيُّ ¹	طلب حلال ہر مسلمان پر واجب ہے (دیلیمی نے سند حسن کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی تخریج کی۔ ت)

حدیث ۸: اسی لیے احادیث میں حلال معاش کی طلب و تلاش کی بہت فضیلتیں وارد۔

مسند احمد و صحیح بخاری میں ہے حضور پُر نور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطْ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلٍ يَدُهُ وَ أَنْ نَبِيَّ اللَّهِ دَاوُدَ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلٍ يَدِهِ، وَ اخْرَجَاهُ عَنْ مُقَدَّامَ ² بْنِ مَعْدِيكَرِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔	کبھی کسی شخص نے کوئی کھانا اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر نہ کھایا اور بے شک نبی اللہ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی دستکاری کی اجرت سے کھاتے (ان دونوں نے مقدم بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی تخریج کی۔ ت)

حدیث ۹: اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

أَنْ أَطِيبَ مَا أَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ اخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ فِي التَّارِيخِ ³ وَ الدَّارِمِيُّ وَ ابُو دَاوُدَ وَ التِّرْمِذِيُّ وَ النَّسَائِيُّ عَنْ أَمْرِ الْمُؤْمِنِينَ الصَّدِيقَةِ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ۔	سب سے زیادہ پاکیزہ کھانا وہ ہے جو اپنی کمائی سے کھاؤ۔ (امام بخاری نے تاریخ، دارمی، ابوداؤد، الترمذی اور نسائی نے سند صحیح کے ساتھ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کی تخریج کی۔ ت)

¹ کنز العمال برمز فر عن انس حدیث ۹۴۳ مؤسسه الرسالہ بیروت ۵/۲

² صحیح البخاری کتاب البیوع باب کسب الرجل و عملہ بیدہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۷۸، مسند احمد بن حنبل حدیث المقدم بن

معدیکرب المکتب الاسلامی بیروت ۲/۱۳۱ و ۱۳۲

³ جامع الترمذی ابواب الاحکام باب ما جاء ان الوالد یاخذ من مال ولده امین کہیفی دہلی ۱/۱۶۲، سنن ابی داؤد کتاب البیوع باب الرجل یأکل من مال ولده آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۱۳۱، التاریخ الکبیر ترجمہ ۱۳۰۱ دار الباز مکتبہ المکرمۃ ۱/۷۰، سنن الدارمی کتاب البیوع

حدیث ۲۵۳۰ نشر النیوملتان ۲/۱۶۲

حدیث ۱۳۲۱۰: کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آئی الکسب افضل؟ سب سے بہتر کسب کون سا ہے؟ فرمایا: عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور۔ اپنے ہاتھ کی مزدوری اور ہر مقبول تجارت کہ مفاسد شریعہ سے خالی ہو۔

اس کی تخریج کی سند ثقات کے ساتھ طبرانی نے اوسط و کبیر میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، اور طبرانی نے ہی کبیر میں اور احمد و بزار نے ابو بردہ بن خیبار سے، نیز ان دونوں نے رافع بن خدیج سے اور بیہقی نے سعید بن عمیر سے مرسلًا اور حاکم نے اُسی سے بحوالہ امیر المومنین عمر فاروق روایت کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (ت)	اخرجه الطبرانی ^۱ ۔ فی الاوسط والكبير بسند الثقات عن عبد الله بن عمر، وهو في الكبير واحمد والبزار عن ابي بردة بن خيار، وايضاً هذان عن رافع بن خديج، والبيهقي عن سعيد بن عمير مرسلًا والحاكم عن امير المومنين عمر الفاروق رضي الله تعالى عنهم اجمعين۔

حدیث ۱۳: اور وار د کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

بے شک اللہ تعالیٰ مسلمان پیشہ ور کو دوست رکھتا ہے۔ (طبرانی نے کبیر، بیہقی نے شعب اور سید محمد ترمذی نے نوادر میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی تخریج کی۔ ت)	ان الله يحب المومن المحترف۔ اخرجه الطبرانی في الكبير ^۲ ۔ والبيهقي في الشعب وسیدی محمد الترمذی فی النوادر عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

حدیث ۱۵، ۱۷: اور مروی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

جسے مزدوری سے تھک کر شام آئے اس کی وہ شام شام مغفرت ہو۔ اس کی تخریج کی طبرانی نے اوسط میں ام المومنین سیدہ صدیقہ	من امسئى كالا من عمل يده امسئى مغفور له اخرجه الطبرانی۔ ^۳ فی الاوسط عن ام المومنين الصديقة

^۱ الترغيب والترهيب كتاب البيوع الترغيب في الاكتساب بالبيع مصطفى البابی مصر ۲/ ۵۲۳ الدر المنثور تحت آية ۲/ ۲۶۸ منشورات

مکتبہ آیۃ العظمیٰ قم ایران ۱/ ۳۶۵، شعب الايمان حدیث ۱۲۲۵ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۸۲

^۲ شعب الايمان حدیث ۱۲۳۷ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۸۸

^۳ المعجم الاوسط حدیث ۵۱۶ مکتبۃ المعارف ریاض ۸/ ۲۵۷

ومثل ابی القاسم الاصبهانی عن ابن عباس و ابن عساكر عنه وعن انس رضي الله تعالى عنهم۔	سے اور مثل ابوالقاسم اصبہانی نے ابن عباس سے، اور ابن عساكر نے ابن عباس اور انس سے، اللہ تعالیٰ ان سب پر راضی ہو۔ ت)

حدیث ۱۸: اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

طوبى لمن طاب كسبه، الحديث، اخرجه البخارى فى التاريخ والطبرانى فى الكبير ^۱ والبيهقى فى السنن و البغوى و الباوردى و ابناؤ قانع و شابين و منددة كلهم عن ركب المصرى رضى الله تعالى عنه فى حديث طويل قال ابن عبد البر حديث حسن قلت اى لغيره۔	پاک کمائی والے کے لیے جنت ہے (اس کی تخریج کی بخاری نے تاریخ میں، طبرانی نے کبیر میں، بیہقی نے سنن میں اور بغوی و باوردی اور قانع، شاہین و مندہ کے بیٹوں نے رُکب مصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث میں اس کو روایت کیا، ابن عبد البر نے کہا یہ حدیث حسن ہے، میں کہتا ہوں یعنی حسن لغیرہ ہے۔ ت)

حدیث ۲۰۱۹: ایک حدیث میں آیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

الدنيا حُلوة خضرة، من اكتسب منها مالا فى حِلِّهِ و انفقه فى حقِّه اصابه الله عليه واورده جَنَّتْهُ الحديث، اخرجه البيهقى فى الشعب ^۲ عن ابن عمر رضى الله تعالى عنهما قلت والمتمن عند الترمذى عن خولة بنت قيس امرأة سيِّدنا حمزة بن عبد المطلب رضى الله تعالى عنهم بلفظ ان هذا المال خضرة	دنیا دیکھنے میں ہری، پکھنے میں میٹھی ہے یعنی بظاہر بہت خوشنما و خوش ذائقہ معلوم ہوتی ہے جو اسے حلال وجہ سے کمائے اور حق جگہ پر اٹھائے اللہ تعالیٰ اسے ثواب دے اور اپنی جنت میں لے جائے (اس کی تخریج کی بیہقی نے شعب میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، میں کہتا ہوں اور متن ترمذی کے نزدیک خولہ بنت قیس زوجہ سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ان لفظوں کے ساتھ ہے کہ یہ مال سبز و میٹھا

^۱ الترغيب والترهيب كتاب البيوع الترغيب في طلب الحلال مصطفى الباني مصر ۱۴۷۷ھ

^۲ شعب الايمان حديث ۵۵۲ دار الكتب العلمية بيروت ۱۴۰۲ھ

دکھائی دیتا ہے، چنانچہ جو اُسے حق جگہ پر پہنچائے اس کے لیے اس میں برکت دی جاتی ہے، الحدیث۔ ترمذی نے کہا یہ حسن صحیح ہے، میں کہتا ہوں اس کی اصل بخاری کے نزدیک خولہ سے ہے۔ اختصار۔ ت)	حُلُوۃ فمن اصابه بحقه بُورك له فيه. الحديث قال الترمذی حسن صحیح۔ ^۱ قلت واصله عن خولة عند البخاری مختصراً۔

حدیث ۲۱: اور مذکور کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

کچھ گناہ ایسے ہیں جن کا کفارہ نہ نماز ہو نہ روزے نہ حج نہ عمرہ، ان کا کفارہ وہ پریشانیاں ہوتی ہیں جو آدمی کو تلاشِ معاشِ حلال میں پہنچتی ہیں۔ (اس کو روایت کیا ابن عساکر نے اور ابو نعیم نے حلیہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ ت)	ان من الذنوب ذنوباً لا یكفرها الصلوة ولا الصیام ولا الحج ولا العبرة. یكفرها الهومر فی طلب المعیشة. رواه ابن عساکر وابو نعیم۔ ^۲ فی الحلیہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حدیث ۲۲: صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے ایک شخص کو دیکھا کہ تیز و چست کسی کام کو جا رہا ہے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا خوب ہوتا اگر اس کی یہ تیزی و چستی خدا کی راہ میں ہوتی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر یہ شخص اپنے لئے کمائی کو نکلا ہے کہ سوال وغیرہ کی ذلت سے بچے تو اس کی یہ کوشش اللہ ہی کی راہ میں ہے، اور اگر اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کے خیال سے نکلا ہے جب بھی خدا کی راہ میں ہے اور اگر اپنے بوڑھے ماں باپ کے لیے نکلا ہے جب بھی خدا کی راہ میں ہے، ہاں اگر ریاء و تفاخر کے لیے نکلا ہے تو شیطان کی راہ میں ہے۔ (اس کو طبرانی نے کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور اس کے	ان کان خرج یسعی علی نفسه یعفها فهو فی سبیل اللہ. وان کان خرج یسعی علی ولده صغیراً فهو فی سبیل اللہ. وان کان خرج یسعی علی ابویں شیخین کبیرین فهو فی سبیل اللہ. وان کان خرج یسعی ریاءً ومفاخرة فهو فی سبیل الشیطان. رواه الطبرانی ^۳ عن کعب بن عجرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و

^۱ جامع الترمذی ابواب الزہد باب ما جاء فی اخذ المال امین کفنی و بلی ۶۰/۲

^۲ حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۳۸۶ مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دار الکتب العربی بیروت ۳۳۵/۶

^۳ المعجم الکبیر حدیث ۲۸۲ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۱۲۹/۱۹

رجالہ رجال الصبیح۔	رجال صحیح کے رجال ہیں۔ (ت)

حدیث ۲۳: اسی لیے ترک کسب سے صاف ممانعت آئی ہے حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

لیس بخیرکم من ترک دنیاہ لاخرتہ ولا اخرتہ لدنیاہ حتی یصیب منها جیعاً فان الدنیا بلاغ الی الاخرة ولا تکنوا کلاً علی الناس رواہ ابن عساکر۔ ¹	تمہارا بہتر وہ نہیں ہے جو اپنی دنیا آخرت کے لیے چھوڑ دے اور نہ وہ جو اپنی آخرت دنیا کے لیے ترک کرے، بہتر وہ ہے جو دونوں سے حصہ لے کہ دنیا آخرت کا وسیلہ ہے، اپنا بوجھ اوروں پر ڈال کر نہ بیٹھ رہو، (اس کو ابن عساکر نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

انہیں احادیث سے ثابت ہوا کہ تلاش حلال و فکر معاش و تغاطی اسباب ہر گز منافی توکل نہیں بلکہ عین مرضی الہی ہے کہ آدمی تدبیر کرے اور بھروسہ تقدیر پر رکھے۔

حدیث ۲۴ و ۲۵: اسی لیے جب ایک صحابی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی اپنی اونٹنی یونہی چھوڑ دوں اور خدا پر بھروسہ رکھوں یا اسے باندھوں اور خدا پر توکل کروں؟ ارشاد فرمایا قید و توکل باندھ دے اور تکیہ خدا پر رکھ۔

بر توکل زانوے اشتر بند

(اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اونٹنی کے گھٹنے باندھ (ت)

اخرجه البیهقی۔ ² فی الشعب بسند جید عن عمرو بن امیة الضمری والترمذی فی الجامع عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما واللفظ عنده اعقلها وتوکل۔ ³	اس کی تخریج کی بیہقی نے شعب میں سند جید کے ساتھ عمرو بن امیہ ضمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ترمذی نے جامع میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، اس کے نزدیک لفظ یہ ہیں، اعقلها وتوکل۔

¹ کنز العمال برمز ابن عساکر عن انس حدیث ۶۳۳۲ مؤسسة الرسالة بیروت ۳/ ۲۴۰

² کنز العمال برمز ہب عن عمرو بن امیہ حدیث ۵۶۸۸ مؤسسة الرسالة بیروت ۳/ ۱۰۳

³ جامع الترمذی ابواب صفة یوم القیمة باب منه امین کمپنی دہلی ۲/ ۷۷

دیکھو کیسا صاف ارشاد ہے کہ تدبیر کرو مگر اس پر اعتماد نہ کرلو۔ دل کی نظر تقدیر پر رہے۔
مولانا قدس سرہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں:

توکل کن۔ بجنباں پا دوست رزق تو بر تو ز تو عاشق تراست¹

(توکل کرو اور ہاتھ پاؤں حرکت میں لاکہ تیرا رزق تجھ پر تجھ سے زیادہ عاشق ہے۔ ت)

خود حضرت عزت جل مجہدہ نے قرآن عظیم میں تلاش و تدبیر اور اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈنے کی ہدایت فرمائی۔ (۱۴) قال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت)

اور توشہ ساتھ لو کہ سب سے بہتر توشہ پر ہیزگاری ہے، اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقل والو۔ تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔ ت)	"وَتَزِدُّوْا قُلُوْبَ الْخٰیْرِ الرَّاٰیِ الْقَوٰی وَاتَّقُوْنَ یَّوْمَ الْاٰلٰیْمِ ۝۱۰ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ۝۱۱" ۲۔

یمن کے کچھ لوگ بے زادِ راہ لیے حج کو آتے اور کہتے ہم متوکل ہیں، ناچار بھیک مانگنی پڑتی، حکم آیا توشہ ساتھ لیا کرو۔ کچھ اصحاب کرام نے موسم حج میں تجارت سے اندیشہ کیا کہ کہیں اخلاصِ نیت میں فرق نہ آئے۔ فرمان آیا کچھ گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل ڈھونڈو۔ اسی طرح تلاشِ فضل الہی کی آیتیں بکثرت ہیں۔ (۱۵) وقال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔ ت)	"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوا الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۱۱" ۳۔

صاف حکم دیتے ہیں کہ رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈو تاکہ مراد کو پہنچو۔ اگر تدبیر و اسباب معطل و مہمل ہوتے تو اس کی کیا حاجت تھی۔
بلکہ انصاف کیجئے تو تدبیر کب تقدیر سے باہر ہے، وہ خود ایک تقدیر ہے، اور اس کا بجالانے والا

1

۲ القرآن الکریم ۱۹۷/۱۹۸

۳ القرآن الکریم ۳۵/۵

ہرگز تقدیر سے رُوگرداں نہیں۔

حدیث ۲۶: حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی، دو تقدیر سے کیا نفع ہوگی؟ فرمایا:

الدوامن القدر، ينفع من يشاء بمأشاء رواه ابن السنی ^۱ ۔ فی الطب والدیلمی فی مسند الفردوس عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وصدرہ عنہ عند ابی نعیم والطبرانی فی المعجم الکبیر۔	دوا خود بھی تقدیر سے ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہے جس دوا سے چاہے نفع پہنچا دیتا ہے۔ (اس کو روایت کیا ہے ابن سنی نے طب میں اور دیلمی نے مسند فردوس میں اور اس کی ابتداء ابن عباس سے ابو نعیم کے نزدیک ہے اور طبرانی نے معجم کبیر میں اس کو روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۷: امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بقصد شام وادی تبوک میں قریہ سرع تک پہنچے سرداران لشکر ابو عبیدہ بن الجراح و خالد بن الولید و عمرو بن العاص و غیر ہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم انہیں ملے اور خبر دی کہ شام میں وبا ہے، امیر المومنین نے مہاجرین و انصار و غیر ہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلا کر مشورہ لیا، اکثر کی رائے رجوع پر قرار پائی امیر المومنین نے بازگشت کی منادی فرمائی۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: إفراراً من اللہ کیا اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے بھاگنا؟ فرمایا:

لو غيرك قالها يا أبا عبيدة، نعم، نفر من قدر الله إلى قدر الله ارایت لو كان لك ابل هبطت واديا له عدوتان احدهما خصبة والاخرى جذبة اليس ان رعيت الخصبة رعيتها بقدر الله وان رعيت الجذبة رعيتها بقدر الله۔	کاش اے ابو عبیدہ! یہ بات تمہارے سوا کسی اور نے کہی ہوتی (یعنی تمہارے علم و فضل سے بعید تھی) ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر ہی کی طرف بھاگتے ہیں، بھلا بتاؤ تو اگر تمہارے کچھ اونٹ ہوں انہیں لے کر کسی وادی میں اترو جس کے دو کنارے ہوں، ایک سرسبز، دوسرا خشک، تو کیا یہ بات نہیں ہے کہ اگر تم شاداب میں چراؤ گے تو خدا کی تقدیر سے اور خشک میں چراؤ گے تو خدا کی تقدیر سے۔

^۱کنز العمال پر مز ابن سنی عن ابن عباس حدیث ۲۸۰۸۲ مؤسسة الرسالة بیروت ۵/۱۰

اخرجه الاثمة مالك ¹ واحمد والبخارى ومسلم وابو داؤد والنسائي عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما۔	اس کی تخریج کی ہے ائمہ یعنی مالک، احمد، بخاری، مسلم، ابو داؤد اور نسائی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے (ت)

یعنی باآنکہ سب کچھ تقدیر سے ہے پھر آدمی خشک جنگل چھوڑ کر ہر ابھرا چرائی کے لیے اختیار کرتا ہے، اس سے تقدیر الہی سے بچنا لازم نہیں آتا، یونہی ہمارا اُس زمین میں نہ جانا جس میں وبا پھیلی ہے یہ بھی تقدیر سے فرار نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ تدبیر ہر گز منافی توکل نہیں، بلکہ اصلاح نیت کے ساتھ عین توکل ہے۔ ہاں یہ بے شک ممنوع و مذموم ہے کہ آدم ہمہ تن تدبیر میں منہمک ہو جائے اور اس کی درستی میں جاویدانیک و بد و حلال و حرام کا خیال نہ رکھے۔ یہ بات بیشک اُسی سے صادر ہوگی جو تقدیر کو بھول کر تدبیر پر اعتماد کر بیٹھا، شیطان اُسے ابھارتا ہے کہ اگر یہ بن پڑی جب تو کار بر آری ہے ورنہ مایوسی و ناکامی، ناچار سب این و اُن سے غافل ہو کر اس کی تحصیل میں لبو پانی ایک کر دیتا ہے، اور ذلت و خواری، خوشامد و چالوسی، مکرو و غابازی جس طرح بن پڑے اس کی راہ لیتا ہے، حالانکہ اس حرص سے کچھ نہ ہوگا۔ ہونا وہی ہے جو قسمت میں لکھا ہے۔ اگر یہ علو ہمت و صدق نیت و پاس عزت و لحاظ شریعت ہاتھ سے نہ دیتا رزق کہ اللہ عز و جل نے اپنے ذمے لیا جب بھی پہنچتا، اس کی طمع نے آپ اس کے پاؤں میں تیشہ مارا اور حرص و گناہ کی شامت نے "خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ"²۔ (دنیا و آخرت دونوں کے اندر گھائے میں رہا۔

ت) کا مصداق بنایا، اور اگر بالفرض آبرو کھو کر گناہ گار ہو کر دو پیسہ پائے بھی تو ایسے مال پر ہزار تقب

بئس المطاعم حين الذل تكسبها القدر منتصب والقدر مخفوض³

(بُری خوراک وہ جسے ذلت کی حالت میں حاصل کرو قسمت بلند بھی ہے اور قسمت پست بھی۔ (ت)

حدیث ۲۸: اسی لیے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

¹ صحیح البخاری کتاب الطب باب ما یذکر فی الطاعون قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/ ۸۵۳، صحیح مسلم کتاب السلام باب الطاعون والطیوة

السخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/ ۲۲۹، مؤطا الامام مالک کتاب الجامع باب ما جاء فی الطاعون میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۶۹۹ و ۷۰۰

² القرآن الکریم ۱۱/ ۲۲

أَجْمِلُوا فِي طَلَبِ الدُّنْيَا فَإِنَّ كَلًّا مُيَسَّرَ لِمَا كُتِبَ لَهُ مِنْهَا رواه ابن ماجه^۱۔ والحاكم والطبرانی فی الكبير و البيهقی فی السنن وابوالشیخ فی الثواب عن ابی حنبلہ الساعدي رضی اللہ تعالیٰ عنہ بأسنادٍ صحیح واللفظ للحاكم۔	دنیا کی طلب میں اچھی روش سے عدول نہ کرو کہ جس کے مقدر میں جتنی لکھی ہے ضرور اس کے سامان مہیا پائے گا۔ (اس کو روایت کیا ابن ماجہ، حاکم، طبرانی نے کبیر میں، بیہقی نے سنن میں اور ابوالشیخ نے ثواب میں صحیح اسناد کے ساتھ ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور لفظ حاکم کے ہیں۔ ت)

حدیث ۲۹ و ۳۰: اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا وَاجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ فَإِنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوتَ حَتَّى تَسْتَوْفِيَ رِزْقَهَا فَإِنْ ابْطَأَ مِنْهَا فَاتَّقُوا اللَّهَ وَ اجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ خُذُوا مَا حَلَّ وَدَعُوا مَا حَرَّمَ، رواه ابن ماجه^۲ واللفظ له والحاكم وقال صحيح على شرطهما وبسند آخر صحيح على شرط مسلم^۳ وابن حبان في صحيحه كلهم عن جابر بن عبد الله	اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور طلبِ رزق نیک طور پر کرو کہ کوئی جان دنیا سے نہ جائے گی، جب تک اپنا رزق پورا نہ لے لے، تو اگر روزی میں دیر دیکھو تو خدا سے ڈرو اور روشِ محمود پر تلاش کرو، حلال کر لو اور حرام کو چھوڑو۔ (اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور لفظ اُسی کے ہیں، اور حاکم نے روایت کر کے کہا کہ یہ شیخین کی شرط پر صحیح ہے اور ایک دوسری سند کے ساتھ کہا کہ مسلم کی شرط پر صحیح ہے، اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ سب نے

^۱ المستدرک للحاكم كتاب البيوع لابأس بالغنى لمن اتقى دار الفكر بيروت ۴/ ۳، سنن ابن ماجه ابواب التجارات باب الاقتصاد في طلب المعيشة الخ (۱۵۶) سنن الكبیری كتاب البيوع باب الاجمال في طلب الدنيا دار صادر بيروت ۱۵/ ۲۶۳، كنز العمال عن ابی حنبلہ ساعدی حدیث ۹۲۹۱ مؤسسة الرساله بيروت ۴/ ۲۰، الترغيب والترغيب في الاقتصاد في طلب الرزق الخ مصطفى البابی مصر ۴/ ۵۳۴

^۲ سنن ابن ماجه ابواب التجارات باب الاقتصاد في طلب المعيشة الخ (۱۵۶) سنن الكبیری كتاب البيوع باب الاجمال في طلب الدنيا دار صادر بيروت ۱۵/ ۲۶۳، كنز العمال لابأس بالغنى لمن اتقى دار الفكر بيروت ۴/ ۴

^۳ المستدرک للحاكم كتاب البيوع لابأس بالغنى لمن اتقى دار الفكر بيروت ۴/ ۴

وَبِعْنَاهُ عِنْدَ أَبِي يَعْلَى بِسُنْدٍ حَسَنٍ أَنَّ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ -	حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور اس کے ہم معنی ابو یعلیٰ کے نزدیک اِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى سُنْدِ حَسَنِ کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ (ت)

حدیث ۳۴۳۱: اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان روح القدس نفث في روعي ان نفسا لن تموت حتى تستكمل اجلها وتستوعب رزقها فاتقوا الله واجبلوا في الطلب ولا يحملن احدكم استبطاء الرزق ان يطلبه بعصية الله، فان الله تعالى لا يُنال ما عنده الا بطاعته، اخرجه ابو نعيم في الحلية ^۱ - واللفظ له عن ابي امامة الباهلي، والبغوي في شرح السنة والبيهقي في الشعب والحاكم في المستدرک عن ابن مسعود، و البزار عن حذيفة اليمان ونحوه للطبرانی في الكبير عن الحسن بن علي امير المؤمنين رضي الله تعالى عنهم اجمعين غير ان الطبرانی لم يذكر جبريل عليه الصلوة والسلام -	بے شک رُوح القدس جبریل نے میرے دل میں ڈالا کہ کوئی جان نہ مرے گی جب تک اپنی عمر اور اپنا رزق پورا نہ کر لے، تو خدا سے ڈرو اور نیک طریقے سے تلاش کرو، اور خبردار رزق کی درگئی تم میں کسی کو اس پر نہ لائے کہ نافرمانی خدا سے اُسے طلب کرے کہ اللہ کا فضل تو اس کی طاعت ہی سے ملتا ہے۔ (ابو نعیم نے حلیہ میں اس کی تخریج کی اور لفظ اسی کے ہیں، بغوی نے شرح السنہ میں، بیہقی نے شعب میں اور حاکم نے مستدرک میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نیز بزار نے حذیفہ بن الیمان سے اور اسی کی مثل طبرانی کی کبیر میں حسن بن علی امیر المؤمنین علی سے مروی ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین مگر طبرانی نے جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہیں کیا۔ (ت)

حدیث ۳۵: اور مروی ہوا، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

أَطْلُبُوا الْحَوَائِجَ بَعْدَ انْفُسِ فَإِنَّ الْأُمُورَ تَجْرِي بِالْمَقَادِيرِ رَوَاهُ تَمَامٌ	حاجتیں عزت نفس کے ساتھ طلب کرو کہ سب کام تقدیر پر چلتے ہیں۔ (اس کو تمام نے

^۱ حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۳۵۷ احمد بن ابی الحواری دار الکتب العربی بیروت ۲/۱۰، شرح السنۃ باب التوکل علی اللہ حدیث ۳۱۱۱ المکتب

فی فوائدہ وابن عساکر ^۱ فی تاریخہ عن عبد اللہ بن بئر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	فوائد میں اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں عبد اللہ بن بئر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

ان سب حدیثوں میں بھی تلاش و تدبیر کی طرف ہدایت فرمائی مگر حکم دیا کہ شریعت و عزت کا پاس رکھو، تدبیر میں بے ہوش و مدہوش نہ ہو جاؤ، دست درکار و دل بایار، تدبیر میں ہاتھ، دل تقدیر کے ساتھ، ظاہر میں ادھر باطن میں ادھر، اسباب کا نام، مسبب سے کام، یوں بسر کرنا چاہیے، یہی روش ہڈی ہے، یہی مرضی خدا، یہی سنتِ انبیاء، یہی سیرت اولیاء علیہم جلیعاً الصلوٰۃ والثناء (ان سب کے لیے درود اور ثناء ہو۔ ت)

بس اس بارے میں یہی قول فیصل و صراطِ مستقیم ہے، اس کے سوا تقدیر کو بھولنا یا حق نہ ماننا، یا تدبیر کو اصلاً مہمل جاننا دونوں معاذ اللہ گمراہی ضلالت یا جنون و سفاہت، والعیاذ باللہ رب العلمین۔

باب تدبیر میں آیات و احادیث اتنی نہیں جنہیں کوئی حصر کر سکے۔ فقر غفر اللہ تعالیٰ لہ دعویٰ کرتا ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اگر محنت کی جائے تو دس ہزار سے زائد آیات و احادیث اس پر ہو سکتی ہیں مگر کیا حاجت کہ۔ ع آفتاب آمد دلیل آفتاب (سورج کی دلیل خود سورج ہے۔ ت)

جس مسئلہ کے تسلیم پر تمام جہان کے کاروبار کا دار و مدار، اس میں زیادہ تطویل عبث و بیکار، اسی تحریر میں کہ فقیر نے پندرہ آیتیں اور بیستس حدیثیں جملہ پچاس ۵۰ نصوص ذکر کیے اور صد ہا بلکہ ہزار ہا کے پتے دیئے، یہ کیا تھوڑے ہیں، انہیں سے ثابت کہ انکارِ تدبیر کس قدر اعلیٰ درجہ کی حماقت، اخبث الامراض، اور قرآن و حدیث سے صریح اعراض اور خدا و رسول پر کھلا اعتراض و لاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

ولید پر فرض ہے کہ تاب ہو، اور کتاب و سنت سے اپنا عقیدہ درست کرے، ورنہ بدمذہبی کی شامت سخت جائگاہ ہے والعیاذ باللہ رب العلمین، باقی رہا اس کا عربی پڑھانے، علم سکھانے کی نسبت وہ شنیع لفظ کہنا، اگر اس کا درمیان نہ ہوتا کہ شاید وہ ان لوگوں پر معترض ہے جو

^۱کنز العمال پر مز تمام وابن عساکر عن عبد اللہ بن بئر حدیث ۱۶۸۰۵ مؤسسة الرسالة بیروت ۵۱۸/۲

دنیا کے لیے علم پڑھاتے ہیں، اور ایسے لوگ بے شک لائق اعتراض ہیں، تو صریح کلمہ کفر تھا کہ اس نے علم دین کی تحقیر و توہین کی، اور اس سے سخت تر ہے اُس کا خالد کو اس بنا پر کافر کہنا کہ وہ باوجود ایمان تقدیر، تدبیر کو بہتر و مستحسن جانتا ہے، حالانکہ جو اُس کا عقیدہ ہے وہی حق و صحیح ہے، اور ولید کا قول خود باطل و قبیح، مسلمان کو کافر کہنا سہل بات نہیں۔
(حدیث ۳۹۵۳۶): صحیح حدیثوں میں فرمایا کہ جو دوسرے کو کافر کہے اگر وہ کافر نہ تھا یہ کافر ہو جائے۔

کیا اخرجه الاثمة مالك واحمد والبخارى ومسلم وابوداؤد والترمذی عن عبد الله بن عمر، والبخارى عن ابی هريرة واحمد والشيخان عن ابی ذر وابن حبان بسند صحيح عن ابی سعيد الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم باسناد عديدة والفاظ متباعدة ومعانی متقاربة۔	جیسا کہ اس کی تخریج کی ہے ائمہ کرام یعنی امام مالک، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، اور ترمذی نے عبد اللہ بن عمر سے اور بخاری نے ابو ہریرہ سے اور احمد اور شیخین نے ابو ذر سے اور ابن حبان نے سند صحیح کے ساتھ ابوسعید خدری سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین متعدد سندوں کے ساتھ جن کے الفاظ مختلف مگر معانی قریب قریب ہیں۔ (ت)

اور اگرچہ اہل سنت کا مذہب محقق و منقح یہی ہے کہ ہمیں تاہم احتیاط لازم اور اتنی بات پر حکم تکفیر ممنوع و نالائم، اور احادیث مذکورہ میں تاویلات عریضہ کا احتمال قائم۔ مگر پھر بھی صد ہائے ائمہ مثل امام ابو بکر اعمش و جمہور فقہاء بلخ و غیر ہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم ظاہر احادیث ہی پر عمل کرتے، اور مسلمان کے کفر کو مطلقاً کافر کہتے ہیں، کیا فضلائہ کل ذلك في رسالتنا. النهی الاکید عن الصلوۃ وراء عدی التقليد (جیسا کہ ہم نے اس تمام کی تفصیل اپنے رسالہ النهی الاکید عن الصلوۃ وراء عدی التقليد میں کردی ہے۔ ت)

تو ولید پر لازم کہ از سر نو کلمہ اسلام پڑھے اور اگر صاحب نکاح ہو تو اپنی زوجہ سے تجدید نکاح کرے۔

^۱ صحیح البخاری کتاب الادب باب من اکفر اخاه بغیر تاویل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲، ۹۰۱، صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال ایمان من قال لاخيه المسلم یا کفر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۷، مسند احمد بن حنبل عن ابن عمر المکتب الاسلامی بیروت ۲/۱۳۳

فِي الدُّرِّ الْمُخْتَارِ عَنْ شَرْحِ الْوَهْبَانِيَةِ لِلْعَلَامَةِ حَسَنِ الشُّرَنْبِلَالِيِّ مَا يَكُونُ كُفْرًا اتِّفَاقًا يَبْطُلُ الْعَمَلُ وَالنِّكَاحُ وَأَوْلَادُهُ أَوْلَادُ زَنَّا وَمَا فِيهِ خِلَافُ يَوْمِ مَرِّ بِالْإِسْتِغْفَارِ وَالتَّوْبَةِ وَتَجْدِيدِ النِّكَاحِ¹۔	دُرِّ مختار میں علامہ حسن شرنبلالی کی شرح وہبانیہ سے منقول ہے جو بالاتفاق کفر ہو اس سے عمل اور نکاح باطل ہو جائیں گے بلا تجدید ایمان و نکاح اس کی اولاد اولادِ زنا ہوگی، اور جس میں اختلاف ہے قائل کو استغفار، توبہ، تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا۔ (ت)

حدیث ۴۰: اور جس طرح یہ کلمات شیعہ علانیہ کہے یا نہی توبہ و تجدید ایمان کا بھی اعلان چاہیے۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً فَاحْذَرْ عِنْدَهَا تَوْبَةَ السِّرِّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ بِالْعَلَانِيَةِ رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ فِي كِتَابِ الزُّهْدِ² وَالتَّطَبُّرِ فِي الْمَعْجَمِ الْكَبِيرِ عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ بِسَنَدٍ حَسَنٍ۔	جب تو کوئی گناہ کرے تو فوراً از سر نو توبہ کر، پوشیدہ کی پوشیدہ، اور آشکارا کی آشکارا (اس کو امام احمد نے کتاب الزہد میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں سند حسن کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے)۔

واللہ تعالیٰ اعلم

رسالہ التحبیر بباب التدبیر ختم ہوا۔

مسئلہ ۱۲۳: از قبضہ مونا تھ بھجن ضلع اعظم گڑھ مدرسہ دارالعلوم مرسلہ عبدالرحیم خان ۱۱ صفر ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ روح پاک ہے یا ناپاک؟ اگر پاک ہے تو بعد مردن عذاب کیوں ہوتا ہے؟ اور اگر ناپاک ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اطہر میں کیوں داخل ہوا؟

¹ الدر المختار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتہائی دہلی ۱/ ۳۵۹

² الزہد لاحمد بن حنبل حدیث ۱۲۱ دارالکتب العربی بیروت ص ۲۹، المعجم الکبیر حدیث ۳۳۱ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۰/ ۱۵۹

الجواب:

روح اصل خلقت میں پاک ہے، پھر اگر بد اعتقاد بد اعمال اختیار کیے تو ان سے ناپاک ہو جاتی ہے، جس کے سبب مستحق عذاب ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۴ صفر ۱۳۳۸ھ

مسئلہ ۱۲۴: از سہاور

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندریں باب کہ ایک صاحب نے دو مضامین ذیل بحوالہ حدیث بیان فرمائے اور اول کو حدیث قدسی کہا مضمون اول یہ ہے کہ اگر تمام مخلوقات کے قلب مثل قلب حضور سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والطیبات کے ہو جائیں یا مثل شیطان لعین کے ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کہ مجھ کو مطلق پروا نہیں۔

دوسرا مضمون یہ ہے کہ بروز قیامت جنت و دوزخ میں جت ہوگی۔ دوزخ کہے گی کہ میں محل جبارہ و افارہ ہوں اور تو محل مساکین و غرباء ہے اس لیے میں افضل ہوں یا مستحق اس کی ہوں کہ تمام بنی آدم میرے حوالے ہوں۔ جنت کچھ جواب نہ دے گی، مکالمہ میں کمزور پڑے گی، پس اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا کہ تم دونوں کو استحقاق جت کسی طرح نہیں ہے میں جس کو جہاں چاہوں گا بھیجوں گا۔ پس سوال یہ ہے کہ آیا یہ دونوں مضمون ان صاحب کے صحیح موافق حدیث کے ہیں یا نہیں؟ اور بر تقدیر اول یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ کوئی دوسرا قلب مثل قلب مبارک حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہو جائے، علماء نے تو ایسی احادیث کو جو صاحب در منشور وغیرہ نے جبر الایۃ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے درجہ اعتبار سے گرایا ہے، اور نیز دوسرے مضمون میں جبارہ و افارہ کا ہونا دوزخ کے لیے کب موجب فضیلت و فوقیت ہو سکتا ہے کہ وہ مشرکین و کفار ہوں گے، امید کہ جواب با صواب عنایت ہو کہ ایک جماعت مسلمین کا شک رفع ہو، بینوا تو جروا، (بیان فرمائیے اجر دیئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب:

حدیث اول میں ہر گز نام اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں بلکہ یوں ہے کہ:

تم میں کا جو بڑا پرہیزگار شخص ہو اس کے دل پر ہو جائیں۔	علی اتقی قلب رجل واحد منکم ^۱ ۔

^۱ صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۱۹/۲

اور فرض کے لیے امکان شرط نہیں۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

تم فرماؤ اگر بفرض محال رحمن کے کوئی بچہ ہوتا تو سب سے پہلے میں پوجتا (ت)	"قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعِبَادِينَ" ۱۔

حدیث توفیق کو سے ہے کہ:

لو ان اولکم و آخرکم و انسکم و جنکم کانوا علی اتقی ۲۔	اگر تمہارے پہلے، پچھلے انسان، اور جن سب سے بڑے پرہیزگار کے دل پر ہو جائیں۔ الخ (ت)

اور آیہ کریمہ میں توفیق ان ہے، بیان حدیث دوم میں غلط ہے کہ حجت روز قیامت ہوگی اور یہ بھی غلط کہ تمام بنی آدم میرے حوالہ ہوں اور یہ بھی غلط کہ جنت کچھ جواب نہ دے گی یا کمزور پڑے گی، اسی طرح بیان حدیث اول میں متعدد اغلاط تھے۔ یہ حدیث یوں ہے:

تحاجت الجنة والنار فقلت النار او ثرت بالمتکبرین والمتجبرین وقالت الجنة فمالی لایدخلنی الا ضعفاء الناس ۳۔ الحدیث۔	جنت اور دوزخ میں جھگڑا ہوا تو دوزخ نے کہا مجھے متکبروں اور جابرؤں کے سبب ترجیح دی گئی اور جنت نے کہا مجھے کیا ہے کہ میرے اندر صرف کمزور لوگ داخل ہوتے ہیں، الحدیث (ت)

یہ گزشتہ کی حکایت ہے اُس وقت نار کا علم اُسے محیط ہونا کیا ضرور کہ اس کے لیے کفار و مشرکین ہیں جس طرح جنت کا یہ کہنا بتا رہا ہے کہ اُسے ان کمزوروں کا فضل و تقرب معلوم نہ تھا جب سے معلوم ہوا خود ان کی مشتاق ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

۵ ربیع الآخر ۱۳۳۸ھ

از بلوچستان مرسلہ قادر بخش

مسئلہ ۱۲۵:

اندرین حکایت علمائے کرام چہ می فرماید کہ قولے معتبر است آیا واعظ ذکر بکند یا حقیقت است در کدام کتاب	اس حکایت کے بارے میں علمائے کرام کیا فرماتے ہیں کہ کیا یہ کسی معتبر قول سے منقول ہے وعظ کرنے والا اس کو اپنے وعظ میں بیان کر سکتا ہے؟

^۱ القرآن الکریم ۸۱/۴۳

^۲ صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب تحریم الظلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۱۹/۲

^۳ صحیح بخاری کتاب التفسیر سورہ ق قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۹/۲، صحیح مسلم کتاب الجنة باب جهنم اعادنا الله منها قدیمی کتب خانہ

کراچی ۳۸۱/۲

اس کی کوئی حقیقت ہے؟ کون سی کتاب میں منقول ہے؟ حکایت یہ ہے۔

- (۱) یک حکایت یاد دارم از رسول
(۲) تاکہ معلوم تو گردد ہمتش
(۳) بعد ازاں آیم بحد چار یار
(۴) جملہ شبہا مصطفیٰ بیدار بود
(۵) بود اندر خواب تا وقتے نماز
(۶) آفریدم من ترا از بہر آں
(۷) اے محمد خواب تو زبندہ نیست
(۸) چوں بہ پروازی بخواب نیم شب
(۹) دوزخ اندازم ہمہ از عام و خاص
(۱۰) چوں شنید ای آیت خیر البشر
(۱۱) رفت زانجا او ندیدہ هیچ کس
(۱۲) چوں گزشت ازدو سہ روز ایں قصہ را
(۱۳) عاقبت روز سوئم بعد از نماز
(۱۴) چوں پرسید ندازم مو منین
(۱۵) گفت او شین شب رسید از حق خطاب
(۱۶) چونکہ ای آیت بگوش او رسید
(۱۷) آنچنان برخاست از یار اں غریو
(۱۸) ناگہاں دیدند یک چوبان زدور
(۱۹) پیش او رفتند و پرسیدند ازو
(۲۰) گفت من کے مصطفیٰ را دیدہ ام
(۲۱) لیک سہ روز است پیغام خروش
(۲۲) جانور از نالہ او دل خستہ اند
(۲۳) ہر زمان از دیدہ می رانند آب
- باد مقبول ہمہ اہل قبول
تا چہ حد است امتاں را شفقش
اے برادر یک زمان گوش دار
اتفاقا یک شبہ خوابش ر بود
ناگہاں آمد خطابش بے نیاز
تا شدی پشت پناہے امتاں
ہر کہ در خدمت نباشد بندہ نیست
کردم اکنوں امتانت را غضب
یک تنے زیشان نگر دانم خلاص
انت زانجا امتی گویا بدر
داند او را عالم الاسرار بس
خون دل خوردند یار اں غصہ را
جملہ پیش عائشہ رفتند باز
داد ایشاں را جواب ایں چنین
امتاں را آیت از بہر عذاب
شد برون از حجرہ او را کس ندید
لرزہ افتادند اندر جن و دیو
یافت زان چوبان دل ایشاں سرور
گر خبر داری ز پیغمبر بگو
بلکہ او را از کسے نشنیدہ ام
از میان کوہ میآید بگوش
از چراگاہ دہاں را بستہ اند
بستہ اند ازہ راہ دیدہ راہ خواب

- (۲۴) چوں شنیدند این خبر را آں گروه
جملہ آوردند روئے سوئے کوہ
- (۲۵) شد نمایاں در میان کوہ غار
دید و رآن غار آں صدر کبار
- (۲۶) سر بسجود بروہ پیش بے نیاز
با خدائے خویش تن میگفت راز
- (۲۷) گریہ میکرد و ہمی گفت اے الہ
تائے بخشی امتانم را کناہ
- (۲۸) مانہ بردارم سر خود از زمین
تا برو حشر عالم ایں چنینیں
- (۲۹) ایں چنینیں می گفت و می ناله زار
اشک میبارید چوں ابر بہار
- (۳۰) چوں شنیدند ایں خفاش رازور
جملہ راز ناله اش خون شد جگر
- (۳۱) گفت صدیق شفیع المومنین
از کرم بردار سر را از زمین
- (۳۲) آنچه من در عمر طاعت کردہ ام
انچہ درد نیا عبادہ کردہ ام
- (۳۳) آں ثواب از برائے امتاں
دارم اے پیغمبر آخر زماں

الی اخر الحکایت (حکایت کے آخر تک، ت) یہ حکایت رسالہ میلاد غلام شہید میں ہے۔

(ترجمہ حکایت)

- (۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں مجھے ایک حکایت یاد ہے جو تمام نیک لوگوں میں مقبول ہے۔
- (۲) تاکہ تجھے آپ کی ہمت اقدس کا پتا چلے کہ امت پر آپ کی کس قدر شفقت ہے۔
- (۳) اس کے بعد میں چاروں یاروں کی مدح کی طرف آؤں گا، اے بھائی! تھوڑا سا وقت غور سے سُن،
- (۴) مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام راتیں بیدار رہتے، ایک رات اتفاقاً آپ پر نیند غالب آ گئی۔
- (۵) نماز کے وقت تک آپ نیند میں تھے۔ اچانک آپ کو خدائے بے نیاز کا حکم پہنچا۔
- (۶) کہ میں نے آپ کو اس لیے پیدا فرمایا ہے کہ آپ امت کے پشت پناہ بنیں۔
- (۷) اے میرے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سونا آپ کو زیب نہیں دیتا، جو خدمت میں مشغول نہ ہو وہ بندہ نہیں ہے۔
- (۸) جب آدھی رات کو نیند میں مشغول ہیں تو میں آپ کی امت پر غضب نازل کروں گا۔
- (۹) ہر خاص و عام کو دوزخ میں ڈالوں گا ان میں سے کسی ایک کو چھٹکارا نہیں دوں گا۔
- (۱۰) جب خیر البشر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے یہ آیت سنی تو فوراً وہاں سے امتی کہتے ہوئے باہر نکل گئے۔

(۱۱) وہاں سے آپ تشریف لے گئے، کسی نے آپ کو نہیں دیکھا، آپ کے بارے میں فقط چھپی باتیں جاننے والے کو علم تھا۔
 (۱۲) اس قصہ کو جب دو تین دن گزر گئے آپ کے دوست یعنی صحابہ کرام غم سے دل کاخون پیتے رہے۔
 (۱۳) آخر کار تیسرے دن نماز کے بعد تمام صحابہ کرام سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے۔
 (۱۴) جب انہوں نے اُم المؤمنین سے پوچھا تو آپ نے انہیں یہ جواب دیا۔
 (۱۵) آپ نے کہا کہ کچھلی رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق کی طرف سے خطاب ہوا، امت کے عذاب سے متعلق آیت نازل ہوئی۔

(۱۶) جب آپ کے کان مبارک تک یہ آیت پہنچی آپ حجرہ سے باہر چلے گئے کسی نے آپ کو نہیں دیکھا۔
 (۱۷) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دوستوں سے اس قدر شور بلند ہوا کہ جنوں اور دیوؤں پر لرزہ طاری ہو گیا۔
 (۱۸) صحابہ نے اچانک دور سے ایک چرواہے کو دیکھا اس چرواہے کو دیکھنے سے ان کے دلوں کو کچھ چین آیا۔
 (۱۹) اس کے پاس پہنچے اور پوچھا اگر پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تجھے کوئی خبر ہے تو بتا۔
 (۲۰) اس نے کہا میں نے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کب دیکھا ہے بلکہ میں نے ان کے بارے میں کسی سے سنا بھی نہیں ہے۔

(۲۱) لیکن تین دنوں سے پہاڑ کے درمیان سے شور کی آواز میرے کانوں میں آتی ہے۔
 (۲۲) اس کے رونے سے جانوروں کے دل زخمی ہو گئے ہیں، چراگاہ سے انہوں نے اپنے منہ بند کر لیے ہیں۔
 (۲۳) ہر وقت آنکھوں سے آنسو بہاتے ہیں، نیند سے انہوں نے آنکھیں باندھ رکھی ہیں۔
 (۲۴) جماعت صحابہ نے جب یہ خبر سنی تو ان سب نے اپنا رخ پہاڑ کی طرف کر لیا۔
 (۲۵) پہاڑ کے درمیان ایک غار ظاہر ہوئی، اس غار کے اندر انہوں نے بڑوں کے سردار کو دیکھا۔
 (۲۶) بے نیازی بارگاہ میں سرسجدہ میں رکھے ہوئے تھے، اپنے خدا سے رازداری میں کہہ رہے تھے۔
 (۲۷) فریاد کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے اے اللہ ! جب تک تو میری امت کے گناہ نہیں بخشے گا،
 (۲۸) میں اپنا سر زمین سے نہیں اٹھاؤں گا، روزِ حشر تک میں اسی طرح روتا رہوں گا۔
 (۲۹) اس طرح کہہ رہے تھے اور زار و قطار رو رہے تھے، موسمِ بہار کی طرح آنسو بہہ رہے تھے۔
 (۳۰) جب غار کے چگادڑوں اور صحابہ کرام نے گریہ وزاری کا یہ زور سنا تو سرکار کے رونے سے سب کے جگر خون ہو گئے۔

(۳۱) صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے مومنوں کی شفاعت فرمانے والے! مہربانی فرمائیں، زمین سے سر اٹھائیں۔

(۳۲) میں نے عمر بھر جو طاعت کی ہے، اور دنیا میں جتنی عبادت کی ہے۔

(۳۳) اس کا ثواب آپ کی امت کے لیے دیتا ہوں میں اے نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

الجواب:

اس نقل باطل و بے اصل ست و در پنج کتاب معتبر از و نشانے نیست، واللہ تعالیٰ اعلم

یہ نقل باطل اور بے اصل ہے، کسی معتبر کتاب میں اس کا نام نشان نہیں ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲۶: بریلی محلہ بہاری پور مرسلہ بمعرفت سلطان احمد خاں سائل پیر محمد عبداللہ ۸ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ

حالت مندرجہ ذیل کب واقع ہوگی، زہرہ برج حوت میں طالع ہو اور قمر برج سرطان میں بنظر تثلیث زہرہ ہو لیکن بتربیع و مقابلہ مرتخ ناظر زحل نہ ہو۔ امید کہ ماہران علم ہیئت جواب باصواب دیں۔

الجواب:

یہ سائل کی غلطی ہے کہ مرتخ تربیع یا مقابلہ سے ناظر زحل نہ ہو بلکہ یہاں مقصود یہ ہے کہ ان دونوں میں سے کوئی زہرہ کو نظر دشمنی سے نہ دیکھتا ہو کہ تربیع یا مقابلہ ہے زہرہ سے اگر ساقط ہوں اور باہم نظر عداوت رکھتے ہوں کیا حرج ہے، بالجملہ عرض یہ ہے کہ زہرہ برج شرف میں ہو اور قمر اپنے بیت میں اور زہرہ کو بنظر تمام دوستی دیکھتا ہو اور زہرہ مرتخ و زحل کی نظر عداوت تربیع و مقابلہ سے محفوظ ہو یہ صورت نہ اس سال ہے نہ سال آئندہ ہے، ہاں وہ کہ سائل نے بیان کیا۔ ۲۷ مارچ ۱۹۲۰ء کو ہوگی زہرہ حوت کے ۱۱ درجہ میں ہوگی قمر سرطان کے ۱۱ درجہ میں کہ پورے ۱۲۰ درجے (ایک سو بیس درجہ) کا فاصلہ اور کامل نظر تثلیث ہے، مرتخ عقرب کے ۸ درجے ۶ دقیقے زحل سنبلہ کے ۶ درجے ۶ دقیقے کہ کامل نظر تسدیس نظر نیم دوستی ہے نہ تربیع ہے نہ مقابلہ لیکن زہرہ و زحل کا فاصلہ ۶ برج سے صرف ۵ درجے زائد ہوگا، زہرہ اگرچہ مقابلہ زحل سے منصرف ہو چکی ہے مگر دونوں کے مطرح شعاع ۷ و ۹ درجے کے مجموع کے نصف یعنی ۸ درجے سے فاصلہ کم ہے تو ہنوز حکم مقابلہ باقی ہے تیسرے دن زائل ہوگا جب تک ماہ سرطان سے بھی نکل جائے گا اور تثلیث سے بھی گزر جائے گا، ہاں مرتخ اگرچہ زہرہ سے ساقط نہیں مگر تثلیث میں ہے کہ تمام دوستی ہے نہ تربیع و مقابلہ فقط۔

مسئلہ ۱۲۷:

از شہر محلہ ملو کپور مسئلہ قدرت علی خان

۱۵ شوال ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ جملہ انبیاء و ملائکہ علیہم السلام معصوم ہیں دوسرا شخص کہتا ہے کہ سوائے نبین پاک کے کوئی معصوم نہیں۔ اور تیسرا شخص کہتا ہے کہ نبین پاک کوئی چیز نہیں ہیں سوائے خلفائے راشدین کے۔

الجواب:

پہلے شخص کا قول حق و عقیدہ اہلسنت ہے، اور دوسرے کا قول صریح کفر ای ورفض وکلمہ کفر ہے، اور تیسرے شخص کا قول بدتر از بول میں بھی ایک کھلا پہلو کفر کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲۸: از نانگل لکڑی ضلع گورگانوہ ڈاکخانہ ڈھنبہ مسئلہ حافظ غلام کبریا صاحب پیش امام مسجد کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ۔

(۱) زید کہتا ہے اولیاء سے مدد مانگنا دور سے، اور ہر وقت حاضر ناظر سمجھنا شرک ہے، کیونکہ یہ خاص اللہ تعالیٰ کی صفت ہے دوسرے کی نہیں، قرآن شریف کا ثبوت دیتا، (نواں پارہ) کہہ دو میں نہیں مالک اپنی جان کا نہ نفع کا نہ ضرر کا۔

(۲) اولیاء اللہ کی قبروں کی خاک ہاتھ میں لے کر منہ پر ملنا کیسا ہے؟ طواف قبر اولیاء کا کرنا بعضے کہتے ہیں طواف صرف کعبہ شریف کے واسطے ہے۔

(۳) شیخ عبدالحق نے ترجمہ مشکوٰۃ میں فرمایا ہے پیغمبروں کی سب دُعا مقبول نہیں ہوتی۔

(۴) خانقاہ اولیاء پر جمع نہ ہونا حدیث کا ثبوت دیتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یا اللہ ! میری قبر کو عید گاہ نہ بنائیو۔

(۵) اگر نبی کو غیب داں سمجھے تو کافر ہے کیونکہ ان کو علم عطائیہ ہے وہ غیب نہیں ہو سکتا کیونکہ غیب کے معنی یہ ہیں کہ بے اطلاع کیے معلوم ہو وہ غیب ہے۔

الجواب:

(۱) جس نے کہا کہ دُور سے سننا صرف اُس کی شان ہے اس نے رب عزوجل کی شان گھٹائی وہ پاک ہے اس سے کہ دور سے سُنے، وہ ہر قریب سے قریب تر ہے، دور سے سننا اس کی عطا سے اس کے محبوبوں ہی کی شان ہے، اُسے حاضر و ناظر بھی نہیں کہہ سکتے، وہ شہید و بصیر ہے، حاضر و ناظر اس کی عطا سے اُس کے محبوب علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام ہیں، کما فی رسائل الشیخ عبدالحق محدث الدہلوی قدس سرہ اُس آیت کریمہ سے اس کا کیا ثبوت

ہوا، جھوٹا دعویٰ کرنا اور قرآن مجید پر اس کی تہمت رکھنا مسلمان کا کام نہیں، نفع و ضرر کا مالک بالذات اُس واحد حقیقی کے سوا کوئی نہیں، آیت میں اسی کی نفی ہے، ورنہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عزیزی میں تو فرعون کو مالک نفع و ضرر لکھا ہے۔ پھر محبوبانِ بارگاہِ کاکیا کہنا وہ بے شک اس کی تملیک سے ہمارے نفع و ضرر کے مالک ہیں، جس کا بیان آیاتِ واحادیث سے کتاب الامن والعلیٰ میں ہے۔

(۲) مزارات کی مٹی منہ پر ملنا جائز ہے، اور طوافِ تعظیمی صرف کعبہ معظمہ کا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سب دُعا ئیں مستجاب ہیں، مومنین سے حضرت عزت کا وعدہ ہے مجھ سے دعا کرو میں قبول فرماؤں گا، اور اس کا وعدہ خلاف نہیں ہو سکتا، پھر انبیاء تو انبیاء بعض وقت وہ اس اظہار کے لیے کہ یہ امر خلافِ مقدر ہے اسے صورت دعا میں ظاہر کرتے ہیں وہ اعلیٰ وجہ پر قبول ہوتی ہیں مگر مطلوب ظاہری واقع نہیں ہوتا نظر ظاہر اسے عدم قبول سے تعبیر کرتی ہے، شرح مشکوٰۃ میں اسی کا ذکر ہے۔

(۴) مزارات اولیاء پر تشریف لے جانا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے راشدین سے ثابت ہے اور اس حدیث میں اس کی کہیں ممانعت نہیں، اس کا یہ مطلب ہے کہ میرے مزار کریمہ کو مسلمان عید نہ بنائیں جو سال میں ایک ہی بار آتی ہے بلکہ بکثرت حاضری دیں کہ ان کے گناہ معاف ہوں اور انہیں برکات ملیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) غیب وہ ہے کہ بے بتائے معلوم نہ ہو سکے، جو کہے کہ انبیاء کو غیب کے علم نہ دیئے گئے وہ کافر ہے کہ نبوت کا منکر ہے، ائمہ دین فرماتے ہیں:

النبي هو المطلع على الغيب ¹	نبی وہی ہے جو غیب پر مطلع ہو۔

عطا سے غیب نہ رہنا آیات کثیرہ کی تکذیب ہے جو کارڈ پر نہیں لکھی جاسکتیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۳۳ و ۱۳۴۴: از مقام رامہ تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی مرسلہ تاج الدین امام مسجد

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ۔

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں بچشم خود اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا۔

¹ المواہب اللدنیہ المقصد الثانی الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۷۷

(۲) حدیث اور آیت اس طور پر نہیں آئی کہ تم لوگ امام صاحب کے مذہب پر چلیں۔ بَیِّنُوا ثُبُوحًا (بیان فرمائیے اجر دیئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب:

(۱) اُمّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت بمعنی احاطہ کا انکار فرماتی ہیں کہ "لَا تُنْذِرُ لَكُمْ إِلَّا بُصْلًا"^۱۔ سے سند لاتی ہیں اور احادیث صحیحہ میں روایت کا اثبات بمعنی احاطہ نہیں کہ اللہ عزوجل کو کوئی شے محیط نہیں ہو سکتی وہی ہر شے کو محیط ہے اور اثبات نفی پر مقدم، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) حدیث اور آیت اس طور پر آئی ہے کہ تمہیں علم نہ ہو تو علماء سے پوچھو۔ امام اعظم سردارانِ علماء میں داخل ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۶ و ۱۳۵: از لاہور مسجد بیگم شاہی اندرون دروازہ مستی مرسلہ صوفی احمد الدین طالب علم ۲۶ صفر ۱۳۳۸ھ حضرت ہادی و رہنمائے ساکال قبلہ دو جہاں دام فیضہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مسائل ذیل میں حضرت کیا فرماتے ہیں۔
(۱) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک روز خفا ہوئے، اور روافض کہتے ہیں یہی وجہ ہے باغی ہونے کی، پھر ایک کتاب مولانا حاجی صاحب کی تصنیف اعتقاد نامہ ہے جو بچوں کو پڑھایا جاتا ہے اس میں یہ شعر بھی درج ہے:۔

حق در آنجا بدست حیدر بود جنگ باو خطا و منکر بود

(حق وہاں حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں تھا ان کے ساتھ جنگ غلط اور ناپسندیدہ تھی)

(۲) امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کی تھی واسطے دفع جنگ کے۔

الجواب:

(۱) روافض کا قول کذب محض ہے، عقائد نامہ میں خطا و منکر بود نہیں ہے بلکہ خطائے منکر بود۔ اہل سنت کے نزدیک امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خطا خطا اجتہادی تھی، اجتہاد پر طعن جائز نہیں، خطا اجتہادی دو قسم ہے، مقرر و منکر، مقرر وہ جس کے صاحب کو اس پر برقرار

^۱ القرآن الکریم ۶/۱۰۳

رکھا جائے گا اور اُس سے تعرض نہ کیا جائے گا، جیسے خفیہ کے نزدیک شافعی المذہب مقتدی کا امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا، اور منکر وہ جس پر انکار کیا جائے گا جب کہ اس کے سبب کوئی فتنہ پیدا ہوتا ہو جیسے اجلہ اصحاب جمل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہ قطعی جتنی ہیں اور ان کی خطا یقیناً اجتہادی جس میں کسی نام سنیت لینے والے کو محل لب کشائی نہیں، یا اینہ اس پر انکار لازم تھا جیسا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے کیا باقی مشاجرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں مداخلت حرام ہے، حدیث میں ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا ذکر اصحابی فامسکوا ^۱ ۔	جب میرے صحابہ کا ذکر آئے تو زبان روکو۔

دوسری حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ستكون لاصحابي بعد زلة يغفرها الله لهم لسابقتهم ثم يأتي من بعدهم قوم يكبهم الله على مناخرهم في النار ^۲ ۔	قريب ہے کہ میرے اصحاب سے کچھ لغزش ہوگی جسے اللہ بخش دے گا اُس سابقہ کے سبب جو ان کو میری سرکار میں ہے پھر ان کے بعد کچھ لوگ آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ ناک کے بل جہنم میں اوندھا کر دے گا۔

یہ وہ ہیں جو ان لغزشوں کے سبب صحابہ پر طعن کریں گے، اللہ عزوجل نے تمام صحابہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن عظیم میں دو قسم کیا:

- (۱) مومنین قبل فتح مکہ و مومنین بعد فتح۔ اول کو دوم پر تفضیل دی اور صاف فرمادیا "وَكَلَّا وَعَدَا اللَّهُ الْحُسْنٰی"^۳۔ سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا۔ اور ساتھ ہی ان کے افعال کی تفتیش کرنے والوں کا منہ بند فرمادیا "وَاللَّهُ يَمَّا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ"^۴۔ اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرنے والے ہو، بائینہ وہ تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا پھر دوسرا کون ہے کہ ان میں سے کسی کی بات پر طعن کرے، واللہ الهادی، واللہ تعالیٰ اعلم
- (۲) بے شک امام مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت سپرد فرمائی۔

^۱ المعجم الكبير حديث ۱۴۲۷ المكتبة الفيصلية بيروت ۹۶/۲

^۲ المعجم الاوسط حديث ۳۲۴۳ مكتبة المعارف رياض ۱۴۲/۳ و مجمع الزوائد ۲۳۴/۷

^۳ القرآن الكريم ۱۰/۵۷

^۴ القرآن الكريم ۱۰/۵۷

اور اس سے صلح و بندش جنگ مقصود تھی اور یہ صلح و تفویض خلافت اللہ و رسول کی پسند سے ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسن کو گود میں لے کر فرمایا تھا:

ان ابنی هذا سید و لعل اللہ ان یصلح بہ بین فتنین عظیمین من المسلمین ^۱ ۔	میرا یہ بیٹا سید ہے میں امید کرتا ہوں کہ اللہ اس کے سبب سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے گا۔

امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر خلافت کے اہل نہ ہوتے تو امام مجتبیٰ ہر گز انہیں تفویض نہ فرماتے نہ اللہ و رسول اسے جائز رکھتے واللہ تعالیٰ اعلم۔



^۱ صحیح البخاری کتاب المناقب مناقب الحسن والحسین قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۳۰، مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطبع مجتہبی دہلی ص ۵۶۹



رسالہ

۱۲۹۸ھ

اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفی والال واصحاب
(احباب کا اعتقاد جمیل (اللہ تعالیٰ) مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، آپ کی آل اور اصحاب کے بارے میں)

عقیدہ اولیٰ _____ ذات و صفات باری تعالیٰ

حضرت حق سبحانہ و تبارک و تعالیٰ شانہ واحد ہے۔ (اپنی ربوبیت والوہیت میں، کوئی اس کا شریک نہیں، وہ یکتا ہے اپنے افعال میں، مصنوعات کو تنہا اسی نے بنایا۔ وہ اکیلا ہے اپنی ذات میں کوئی اس کا قسیم نہیں۔ بیگانہ ہے اپنی صفات میں۔ کوئی اس کا شبیہ نہیں۔ ذات و صفات میں یکتا و واحد مگر) عہ نہ عدد سے (کہ شمار و گنتی میں آسکے اور کوئی اس کا ہم ثانی و جنس کلا سکے تو اللہ کے ساتھ، اس کی

عہ: عرض مرتب: امام اہلسنت امام احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ کے رسالہ مبارکہ اعتقاد الاحباب کی زیارت و مطالعہ سے یہ فقیر جب پہلی بار حال ہی میں شرفیاب ہوا تو معًا خیال آیا کہ بتوفیقہ تعالیٰ اسے نئی ترتیب اور اجمالی تفصیل کے ساتھ عالیہ الناس تک پہنچایا جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے عوام بھی فیض پائیں۔ نصرت الہی کے بھر و سا پر قدم اٹھایا اور بفیضانِ اساتذہ کرام نہایت (باقی بر صفحہ آئندہ)

ذات و صفات میں، شریک کا وجود، محض وہم انسانی کی ایک اختراع و ایجاد ہے) خالق ہے۔ (ہر شے کا، ذوات ہوں خواہ افعال، سب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں) نہ علت سے (اس کے افعال نہ علت و سبب کے محتاج، نہ اس کے فعل کے لیے کوئی غرض، کہ غرض اس فائدہ کو کہتے ہیں جو فاعل کی طرف رجوع کرے اور نہ اس کے افعال کے لیے غایت، کہ غایت کا حاصل بھی وہی غرض ہے۔ فعال ہے) ہمیشہ جو چاہے کر لینے والا) نہ جوارح (و آلات) سے (جب کہ انسان اپنے ہر کام میں اپنے جوارح یعنی اعضائے بدن کا محتاج ہے۔ مثلاً علم کے لیے دل و دماغ کا۔ دیکھنے اور سننے کے لیے آنکھ، کان کا، لیکن خداوند قدوس کہ ہر پست سے پست آواز کو سنتا اور ہر باریک سے باریک کو کہ خوردبین سے محسوس نہ ہو دیکھتا ہے، مگر کان آنکھ سے اس کا سننا دیکھنا اور زبان سے کلام کرنا نہیں کہ یہ سب اجسام ہیں۔ اور جسم و جسمانیات سے وہ پاک) قریب ہے۔ (اپنے کمال قدرت و علم و رحمت سے) نہ (کہ) مسافت سے (کہ اس کا قرب ماپ و پیمائش میں سما سکے) ملک (و سلطان و شہنشاہ زمین و آسمان) ہے مگر بے وزیر (جیسا کہ سلاطین دنیا کے وزیر باتدبیر ہوتے ہیں کہ اس کے امور سلطنت میں اس کا بوجھ اٹھاتے اور ہاتھ بٹاتے ہیں۔)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

قلیل مدت میں اپنی مصروفیات کے باوجود کامیابی سے سرفراز ہوا۔
میں اپنے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوا، اس کا فیصلہ آپ کریں گے، اور میری کوتاہ فہمی و قصور علمی آپ کے خیال مبارک میں آئے تو اس سے اس ہمچمدان کو مطلع فرمائیں گے۔

اور اس حقیقت کے اظہار میں یہ فقیر فخر محسوس کرتا ہے کہ اس رسالہ مبارکہ میں حاشیہ بین السطور اور تشریح مطالب (جو اصل عبارت سے جدا، قوسین میں محدود ہے، اور اصل عبارت خط کشیدہ) جو کچھ پائیں گے وہ اکثر و بیشتر مقامات پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ ہی کے کتب و رسائل اور حضرت استاذی و استاذ العلماء صدر الشریعہ مولانا الشاہ امجد علی قادری برکاتی رضوی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور زمانہ کتاب بہار شریعت سے ماخوذ ملقط ہے۔

امید ہے کہ ناظرین کرام اس فقیر کو اپنی دعائے خیر میں یاد فرماتے رہیں گے کہ سفر آخرت درپیش ہے اور یہ فقیر خالی ہاتھ، خالی دامن، بس ایک انہیں کا سہارا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ وہی بگڑی بنائیں گے ورنہ ہم نے تو کمائی سب عیبوں میں گنوائی ہے۔

والسلام،

العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی المارہروی عفی عنہ۔

والی (ہے۔ مالک و حاکم علی الاطلاق ہے۔ جو چاہے اور جیسا چاہے کرے مگر) بے مشیر (نہ کوئی اس کو مشورہ دینے والا۔ نہ وہ کسی کے مشورہ کا محتاج، نہ کوئی اس کے ارادے سے اسے باز رکھنے والا۔ ولایت، ملکیت، مالکیت، حاکمیت، کے سارے اختیارات اسی کو حاصل، کسی کو کسی حیثیت سے بھی اس ذات پاک پر دسترس نہیں، ملک و حکومت کا حقیقی مالک کہ تمام موجودات اس کے تحت ملک و حکومت ہیں، اور اس کی مالکیت و سلطنت دائمی ہے جسے زوال نہیں) حیات و کلام و سمع و بصر و ارادہ و قدرت و علم (کہ اس کے صفات ذاتیہ ہیں اور ان کے علاوہ تکوین و تخلیق و رزاقیت یعنی مارنا، چلانا، صحت دنیا، بیمار کرنا، غنی کرنا، فقیر کرنا، ساری کائنات کی ترتیب فرمانا اور ہر چیز کو بتدریج اس کی فطرت کے مطابق کمال مقدار تک پہنچانا، انہیں ان کے مناسب احوال روزی رزق مہیا کرنا) وغیرہ (صفات جن کا تعلق مخلوق سے ہے اور جنہیں صفات اضافیہ اور صفات فعلیہ بھی کہتے ہیں اور جنہیں صفات تخلیق و تکوین کی تفصیل سمجھنا چاہیے، اور صفات سلبیہ یعنی وہ صفات جن سے اللہ تعالیٰ کی ذات منزہ اور مبرا ہے، مثلاً وہ جاہل نہیں عاجز نہیں، بے اختیار و بے بس نہیں، کسی کے ساتھ متحد نہیں جیسا کہ برف پانی میں گھل کر ایک ہو جاتا ہے، غرض وہ اپنی صفات ذاتیہ، صفات اضافیہ اور صفات سلبیہ) تمام صفات کمال سے ازگاہاً موصوف (ہے، اور جس طرح اس کی ذات قدیم ازلی ابدی ہے اس کی تمام صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں، اور ذات و صفات باری تعالیٰ کے سوا سب چیزیں حادث و نوید، یعنی پہلے نہ تھیں پھر موجود ہوئیں، صفات الہی کو جو مخلوق کہے یا حادث بتائے گمراہ بے دین ہے۔ اس کی ذات و صفات) تمام شیون (تمام نقائص تمام کوتاہیوں سے) و شین و عیب (ہر قسم کے نقص و نقصان) سے اوگاہاً و آخرگاہاً بری (کہ جب وہ مجتمع ہے تمام صفات کمال کا جامع ہے ہر کمال و خوبی کا، تو کسی عیب کسی نقص، کسی کوتاہی کا اس میں ہونا محال، بلکہ جس بات میں نہ کمال ہو نہ نقصان وہ بھی اس کے لیے محال)

ذات پاک اس کی بند و ضد (نظیر و مقابل) شبیہ و مثل (مشابہ و مماثل) کیف و کم (کیفیت و مقدار) شکل و جسم و جہت و مکان و امد (غایت و انتہا اور) زمان سے منزہ (جب عقیدہ یہ ہے کہ ذات باری تعالیٰ قدیم ازلی ابدی ہے اور اس کی تمام صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ وہ ان تمام چیزوں سے جو حادث ہیں یا جن میں مکانیت ہے یعنی ایک جگہ سے دوسری طرف نقل و حرکت، یا ان میں کسی قسم کا تغیر پایا جانا، یا اس کے اوصاف کا متغیر ہونا، یا اس کے اوصاف کا مخلوق کے اوصاف کے مانند ہونا، یہ تمام امور اس کے لیے

محال ہیں، یا یوں کہنے کہ ذات باری تعالیٰ ان تمام حوادث وحوادث سے پاک ہے جو خاصہ بشریت ہیں) نہ والد ہے نہ مولود (نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ کسی کا بیٹا، کیونکہ کوئی اس کا مجالس و ہم جنس نہیں، اور چونکہ وہ قدیم ہے اور پیدا ہونا حادث و مخلوق کی شان) نہ کوئی شے اس کے جوڑ کی (یعنی کوئی اس کا ہمتا کوئی اس کا عدیل نہیں۔ مثل و نظیر و شبیہ سے پاک ہے اور اپنی ربوبیت والوہیت میں صفاتِ عظمت و کمال کے ساتھ موصوف) اور جس طرح ذات کریم اس کی، مناسبتِ ذات سے مبرا اسی طرح صفاتِ کمالیہ اس کی، مشابہتِ صفات سے معرا (اس کا ہر کمال عظیم اور ہر صفت عالی، کوئی مخلوق کیسی ہی اشرف و اعلیٰ ہو اس کی شریک کسی حیثیت سے، کسی درجہ میں نہیں ہو سکتی) مسلمان پر لا الہ الا اللہ ماننا، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو احد، صمد، لا شریک لہ جانا فرض اول و مدار ایمان ہے کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، نہ ذات میں کہ لا الہ الا اللہ (اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں) نہ صفات میں کہ "لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ" ^۱۔ اس جیسا کوئی نہیں، نہ اسماء میں کہ "هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا" ^۲۔ کیا اس کے نام کا دوسرا جانتے ہو؟ نہ احکام میں کہ "وَلَا يُشْرِكْ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا" ^۳۔ اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا، نہ افعال میں کہ "هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ" ^۴۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق ہے، نہ سلطنت میں کہ "وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ" ^۵۔ اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں، تو جس طرح اس کی ذات اور ذاتوں کے مشابہ نہیں یونہی اس کی صفات بھی صفاتِ مخلوق کے مماثل نہیں۔

اور یہ جو ایک ہی نام کا اطلاق اس پر اور اس کی کسی مخلوق پر دیکھا جاتا ہے جیسے علیم، حکیم، کریم، سمیع، بصیر اور ان جیسے اور، تو یہ محض لفظی موافقت ہے نہ کہ معنوی شرکت، اس میں حقیقی معنی میں کوئی مشابہت نہیں والہذا مثلاً) اوروں کے علم و قدرت کو اس کے علم و قدرت سے (محض لفظی یعنی فقط ع، ل، م، ق، د، ر، ت میں مشابہت ہے۔) نہ کہ شرکت معنوی (اس (صوری و لفظی موافقت) سے آگے قدم بڑھے تو اس کی تعالیٰ و تکبر (برتری و کبریائی) کا سرا پرہ کسی کو

^۱ القرآن الکریم ۱۱/۴۲

^۲ القرآن الکریم ۶۵/۱۹

^۳ القرآن الکریم ۲۶/۱۸

^۴ القرآن الکریم ۳/۳۵

^۵ القرآن الکریم ۲/۲۵

بار نہیں دیتا۔ (اور کوئی اس شاہی بارگاہ کے ارد گرد بھی نہیں پہنچ سکتا۔ پرندہ وہاں پر نہیں مار سکتا کوئی اس میں دخل انداز نہیں) تمام عزتیں اس کے حضور پست (فرشتے ہوں یا جن یا انسان یا اور کوئی مخلوق، کوئی بھی اس سے بے نیاز نہیں، سب اس کے فضل کے محتاج ہیں، اور زبانِ حال و قال سے اپنی پستیوں، اپنی احتیاجوں کے معترف اور اس کے حضور سائل، اس کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلائے ہوئے، اور ساری مخلوقات چاہے، وہ زمینی ہوں یا آسمانی اپنی اپنی حاجتیں اور مرادیں اسی حق تعالیٰ سے طلب کرتی ہیں) اور سب ہستیاں اس کے آگے نیست (نہ کوئی ہستی ہستی، نہ کوئی وجود وجود) "كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ"^۱۔ (بقا صرف اس کی وجہ کریم کے لیے ہے باقی سب کے لیے فنا، باقی باقی، باقی فانی) وجود واحد (اسی حقیقی و قیوم ازلی ابدی کا) موجود واحد (وہی ایک حقیقی و قیوم ازلی ابدی) باقی سب اعتبارات ہیں (اعتبار کیجئے تو موجود ورنہ محض معدوم) ذرات اکوان (یعنی موجودات کے ذرہ ذرہ) کو اس کی ذات سے ایک نسبت مجہولۃ الکلیف ہے۔ (نامعلوم الکلیفیت) جس کے لحاظ سے من و تو (ماو شواہد و آں) کو موجود و کائن کہا جاتا (اور ہست و بود سے تعبیر کیا جاتا) ہے۔ (اگر اس نسبت کا قدم در میان سے اٹھالیں۔ ہست، نیست اور بود، نابود ہو جائے، کسی ذرہ موجود کا وجود نہ رہے کہ اس پر ہستی کا اطلاق) روا ہو۔ (اور اس کے آفتاب وجود کا ایک پر تو) ایک ظل، ایک عکس، ایک شعاع ہے کہ کائنات کا ہر ذرہ نگاہ ظاہر میں جلوہ آرائیاں کر رہا ہے۔ (اور اس تماشا گاہ عالم کے ذرہ ذرہ سے اس کی قدرت کاملہ کے جلوے ہو رہے ہیں) اگر اس نسبت و پر تو سے (کہ ہر ذرہ کون و مکان کو اس آفتاب وجود حقیقی سے حاصل ہے) قطع نظر کی جائے (اور ایک لحظہ کو اس سے نگاہ ہٹالی جائے) تو عالم ایک خواب پریشان کا نام رہ جائے، ہو کا میدان عدم بخت کی طرح سنسان (محض معدوم و یکسر ویران، تو مرتبہ وجود میں صرف ایک ذات حق ہے باقی سب اسی کے پر تو وجود سے موجود ہیں، مرتبہ کون میں نور ابدی آفتاب ہے، اور تمام عالم اس کے آئینے اس نسبت فیضان کا قدم، در میان سے نکال لیں تو عالم دفعۃً فنائے محض ہو جائے کہ اسی نور کے متعدد پرتوں نے بے شمار نام پائے ہیں، ذات باری تعالیٰ واحد حقیقی ہے، تغیر و اختلاف کو اصلاً اس کے سرا پرہ عزت کے گرد بار نہیں۔ پر مظاہر کے تعدد سے یہ مختلف صورتیں، بے شمار نام، بے حساب آثار پیدا ہیں، نور احدیت کی تابش غیر محدود ہے۔ اور چشم جسم و چشم عقل دونوں وہاں نابینا ہیں، اور اس سے زیادہ بیان

^۱ القرآن الکریم ۲۸ / ۸۸

سے باہر، عقل سے وراء ہے۔)

موجود واحد ہے نہ وہ واحد جو چند (ابحاض و اجزاء) سے مل کر مرکب ہوا (اور شے واحد کا نام اس پر روا ٹھہرا) نہ وہ واحد جو چند کی طرف تحلیل پائے (جیسا کہ انسان واحد یا شے واحد کہ گوشت پوست و خون و استخوان وغیرہ اجزاء و ابعاض سے ترکیب پا کر مرکب ہوا اور ایک کہلایا اور اس کی تحلیل و تجزی اور تجزیہ، انہیں اعضاء و اجزاء و ابعاض کی طرف ہوگا جن سے اس نے ترکیب پائی اور مرکب کہلایا کہ یہی جسم کی شان ہے، اور ذاتِ باری تعالیٰ عز شانہ جسم و جسمانیات سے پاک و منزہ ہے۔) نہ وہ واحد جو بہ تہمت حلول عینیت (کہ اس کی ذات قدسی صفات پر یہ تہمت لگائی جائے کہ وہ کسی چیز میں حلول کیے ہوئے یا اس میں سمائی ہوئی ہے یا کوئی چیز اسکی ذاتِ احدیت میں حلول کیے ہوئے اور اس میں پیوست ہے اور یوں معاذ اللہ وہ) اوج وحدت (وحدانیت و یکتائی کی رفعوں) سے حقیضِ اثینیت (دوئی اور اشتراک کی پستوں) میں اتر آئے۔ ہو ولا موجود الا هو آیہ کریمہ "سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ" ^۱۔ (پاکی اور برتری ہے اسے ان شریکوں سے) جس طرح شرک فی الالوہیت کو رد کرتی ہے۔ (اور بتاتی ہے کہ خداوند قدوس کی خدائی اور اس معبود برحق کی الوہیت و ربوبیت میں کوئی شریک نہیں۔ "وَهُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ الَّذِیْ فِی الْاَرْضِ اِلٰہٌ" ^۲۔ وہی آسمان والوں کا خدا اور وہی زمین والوں کا خدا، تو نفس الوہیت و ربوبیت میں کوئی اس کا شریک کیا ہوتا، اس کی صفات کمال میں بھی کوئی اس کا شریک نہیں۔ "لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ" ^۳۔ اس جیسا کوئی نہیں) یونہی (یہ آیہ کریمہ) اشتراک فی الوجود کی نفی فرماتی ہے (تو اس کی ذات بھی منزہ اور اس کی تمام صفات کمال بھی مبرا ان تمام نالائق امور سے جو اہل شرک و جاہلیت اس کی جانب منسوب کرتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ وجود اسی ذات برحق کے لیے ہے، باقی سب ظلال و پرتو۔

غیر تش غیر در جہاں نہ گزاشت لاجرم عین جملہ معنی شد

(اور وحدت الوجود کے جتنے معنی اور جس قدر مفہیم عقل میں آسکتے ہیں وہ یہی ہیں کہ وجود واحد، موجود واحد، باقی سب اسی کے مظاہر اور آئینے کہ اپنی حد ذات میں اصلاً وجود و ہستی سے بہرہ نہیں

^۱ القرآن الکریم ۳۰/۴۰

^۲ القرآن الکریم ۴۳/۸۴

^۳ القرآن الکریم ۴۲/۱۱

رکھتے، اور حاش ثم حاش یہ معنی ہر گز نہیں کہ من و تو، ما و شما، این و آں، ہر شے خدا ہے، یہ اہل اتحاد کا قول ہے جو ایک فرقہ کافروں کا ہے۔ اور پہلی بات مذہب ہے اہل توحید کا، کہ اہل اسلام وہ صاحب ایمان حقیقی ہیں)

عقیدہ ثانیہ^۲ _____ سب سے اعلیٰ، سب سے اولیٰ

بائیں ہمہ (کہ اُس کی ذاتِ کریم دوسری ذوات کی مناسبت سے مغڑا ہے اور اس کی صفاتِ عالیہ اور اس کی صفات کی مشابہت سے متبر) اس نے اپنی حکمت کاملہ (ورحمۃ شملہ) کے مطابق عالم (یعنی ماسوی اللہ) کو جس طرح وہ (اپنے علم قدیم ازلی سے) جانتا ہے۔ ایجاد فرمایا (تمام کائنات کو خلعت وجود بخشا۔ اپنے بندوں کو پیدا فرمایا انہیں کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں زبان وغیرہ عطا فرمائے اور انہیں کام میں لانے کا طریقہ الہام فرمایا۔ پھر اعلیٰ درجہ کے شریف جو ہر یعنی عقل سے ممتاز فرمایا جس نے تمام حیوانات پر انسان کا مرتبہ بڑھایا۔ پھر لاکھوں باتیں ہیں جن کا عقل اور اک نہیں کر سکتی تھی۔ لہذا انبیاء بھیج کر کتابیں اتار کر ذرا سی بات بتادی۔ اور کسی کو عذر کی کوئی جگہ باقی نہ چھوڑی) اور مکلفین کو (جو تکلیف شرعی کے اہل، امر و نہی کے خطاب کے قابل، بالغ عاقل ہیں) اپنے فضل و عدل سے دو فرقے کر دیا "وَقَدْ بَيَّنَّا فِي الْكِتَابِ" (۱)۔ (ایک جنتی و ناجی، جس نے حق قبول کیا) "وَقَدْ بَيَّنَّا فِي السَّعِيرِ" (۲)۔ (دوسرا جہنمی و ہالک، جس نے قبولِ حق سے جی چرایا۔) اور جس طرح پر تو وجود (موجود حقیقی جل جلالہ) سے سب نے بہرہ پایا (اور اسی اعتبار سے وہ ہست و موجود کہلایا) اسی طرح فریقِ جنت کو اس کے صفاتِ کمالیہ سے نصیبہ خاص ملا (دنیا و آخرت میں اس کے لیے فوز و فلاح کے دروازے کھلے اور علم و فضل خاص کی دولتوں سے اس کے دامن بھرے) دبستان (مدرسہ) "عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ" (۳)۔ (اور دارالعلوم "عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمُ" (۴) میں تعلیم فرمایا) کہ جو کچھ وہ نہ جانتا تھا اُسے سکھایا پھر "وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا" (۵)۔ نے اور رنگ آمیزیاں کیں (کہ اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم اس پر جلوہ گستر رہا، مولائے کریم نے گونا گوں نعمتوں سے اسے نوازا۔ بے شمار فضائل و محاسن سے اسے سنوارا۔ قلب و قالب، جسم و جاں، ظاہر و باطن کو رذائل اور خصائلِ قبیحہ مذمومہ سے پاک صاف اور محامد و اخلاقِ حسنہ سے اسے آراستہ و

^۱ القرآن الکریم ۴۲ / ۷

^۲ القرآن الکریم ۴۲ / ۷

^۳ القرآن الکریم ۴ / ۱۱۳

^۴ القرآن الکریم ۹۶ / ۵

^۵ القرآن الکریم ۴ / ۱۱۳

پیراستہ کیا۔ اور قُربِ خداوندی کی راہوں پر اُسے ڈال دیا) اور یہ سب تصدق (صدقہ و طفیل) ایک ذات جامع البرکات کا تھا جسے اپنا محبوب خاص فرمایا۔ (مرتبہ محبوبیت کُبریٰ سے سرفراز فرمایا کہ تمام خلق حتیٰ کہ نبی و مرسل و ملک مقرب جو یائے رضائے الہی ہے اور وہ ان کی رضا کا طالب)

مرکز دائرہ (کُن) و دائرہ مرکز کاف و نون بنایا، اپنی خلافت کاملہ کا خلعت رفیع المنزلت اُس کے قامتِ موزوں پر سجایا کہ تمام افرادِ کائنات اس کے ظلِ ظلیل (سایہ مد و رافت) اور ذیلِ جلیل (دامن معمر و رحمت) میں آرام کرتے ہیں۔ اعظم مقربین (کہ اُس کی بارگاہِ عالی جاہ میں قُربِ خاص سے مشرف ہیں) (ان) کو (بھی) جب تک اس مامنِ جہاں (پناہ گاہ کون و مکان) سے تو تسل نہ کریں (انہیں اس کی جناب والا میں وسیلہ نہ بنائیں) بادشاہ (حقیقی عرّاسمہ و جل مجدہ) تک پہنچنا ممکن نہیں کنجیاں، خزائنِ علم و قدرت، تدر و تصرف کی، اس کے ہاتھ میں رکھیں، عظمت والوں کو مہ پارے (چاند کے ٹکڑے، روشن تارے) اور اس کو اس نے آفتابِ عالم تاب کیا کہ اس سے اقتباسِ انوار کریں (عرفان و معرفت کی روشنیوں سے اپنے دامن بھریں) اور اس کے حضور انازبان پر (اور اپنے فضائل و محاسن، ان کے مقابل، شمار میں) نہ لائیں اس (محبوب اجل و اعلیٰ) کے سر پر وہ عزت و اجلال کو وہ عزت و رفعت بخشی کہ عرشِ عظیم جیسے ہزاراں ہزار اس میں یوں گم ہو جائیں جیسے بیدائے ناپید اکنار (وسیع و عریض بیابان، جس کا کنارہ نظر نہ آئے اس) میں ایک شلنگ ذرہ کم مقدار (کہ لُق و دق صحرا میں اس کی اُڑان کی کیا وقعت اور کیا قدرت و منزلت) علم وہ وسیع و غزیر (کثیر در کثیر) عطا فرمایا کہ علومِ اولین و آخرین اس کے بحرِ علوم کی نہریں یا جوشِ فیوض کے چھینٹے قرار پائے (شرق تا غرب، عرش تا فرش انہیں دکھایا، ملکوت السموات والا رض کا شاہد بنایا) روزِ اوّل سے روزِ آخر تک کا، سب ماکان و مامکنون انہیں بتایا) ازل سے ابد تک تمام غیب و شہادت (غائب و حاضر) پر اطلاع تام (و آگاہی تمام انہیں) حاصل، الا ماشاء اللہ (اور ہنوز ان کے احاطہ علم میں وہ ہزار در ہزار، بے حدود بے کنار سمندر لہرا رہے ہیں جن کی حقیقت وہ جانیں یا اُن کا عطا کرنے والا اُن کا مالک و مولیٰ جل و علا) بصر (و نظر) وہ محیط (اور اس کا احاطہ اتنا بسیط) کہ شش جہت مقابل (کہ بصارت کو ان پر اطلاع تام حاصل) دنیا اس کے سامنے اٹھالی کہ تمام کائنات تا روزِ قیامت، اُن واحد میں پیش نظر (تو وہ دنیا کو اور جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے اپنی ہتھیلی کو، اور ایمانی نگاہوں میں نہ یہ قدرت الہی

پر دشوار نہ عزت و وجاہت انبیاء کے مقابل بسیار) سمع والا کے نزدیک پانچ سو برس راہ کی صدا جیسے کان پڑی آواز ہے اور (بعطائے قادرِ مطلق) قدرت (واختیارات) کا تو کیا پوچھنا، کہ قدرتِ قدیر علی الاطلاق جل جلالہ کی نمونہ و آئینہ ہیں، عالمِ علوی و سفلی (اقطار و اطرافِ زمین و آسمان) میں اس کا حکم جاری۔ فرمانروائی کن کو اس کی زباں کی پاسداری، مردہ کو تم کہیں (کہ حکم الہی کھڑا ہو جا تو وہ) زندہ اور چاند کو اشارہ کریں (تو) فوراً دو پارہ ہو۔ جو (یہ) چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے کہ یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے۔ منشورِ خلافتِ مطلقہ (تامہ، عامہ، شاملہ، کاملہ) و تفویضِ تام کا فرمانِ شانی (ان کے نام نامی (اسمِ گرامی) پر پڑھا گیا اور سکھ و خطبہ ان کلامِ ادنیٰ سے عالمِ بالاتک جاری ہوا۔ (تو وہ اللہ عز و جل کے نائبِ مطلق ہیں اور تمام ماسوی اللہ تمام عالم ان کے تحت تصرف ان کے زیر اختیار، ان کے سپرد کہ جو چاہیں کریں جسے جو چاہیں دیں اور جس سے جو چاہیں واپس لیں تمام جہان میں کوئی ان کا پھیرنے والا نہیں اور ہاں کوئی کیونکر ان کا حکم پھیر سکے کہ حکم الہی کسی کے پھیرے نہیں پھرتا۔ تمام جہان ان کا محکوم اور تمام آدمیوں کے وہ مالک، جو انہیں اپنا مالک نہ جانے حلاوتِ سنت سے محروم مل۔ ملکوتِ السموات و الارض ان کے زیر فرمان، تمام زمین اُن کی ملک اور تمام جنت ان کی جاگیر) دنیا و دیں میں جو جسے ملتا ہے ان کی بارگاہِ عرشِ اشتباہ سے ملتا ہے۔ (جنت و نار کی کنجیاں دستِ اقدس میں دے دی گئیں۔ رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ دنیا و آخرت حضور ہی کی عطا کا ایک حصہ ہے۔

فَانْ مِنْ جَوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتْهَا¹

(بے شک دنیا و آخرت آپ کے جود و سخا سے ہے)

تو تمام ماسوی اللہ نے جو نعمت، دنیاوی و اخروی، جسمانی یا روحانی، چھوٹی یا بڑی پائی انہیں کے دستِ عطا سے پائی۔ انہیں کے کرم، انہیں کے طفیل، انہیں کے اسطے سے ملی۔ اللہ عطا فرماتا ہے اور ان کے ہاتھوں ملا، ملتا ہے اور ابد الابد تک ملتا رہے گا جس طرح دین و ملت، اسلام و سنت، صلاح و عبادت، زہد و طہارت اور علم و معرفت ساری دینی نعمتیں ان کی عطا فرمائی ہوئی ہیں۔ یونہی مال و دولت، شفاء و صحت، عزت و رفعت اور فرزند و عشرت یہ سب دنیاوی نعمتیں بھی انہیں کے دستِ اقدس سے ملی ہیں۔

¹ مجموع المتون قصیدۃ بردۃ فی مدحہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الشئون الدینیہ دولة قطر ص ۱۰

قال الرضا:

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے حاشا غلط غلط، یہ ہو س بے بصر کی ہے¹

وقال الفقیر:

بے ان کے توئل کے، مانگے بھی نہیں ملتا بے ان کے توسط کے، پر سش ہے نہ شنوائی وہ بالادست حاکم کہ تمام ماسوی اللہ ان کا محکوم اور ان کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں۔ (ملکوت السموات والارض میں ان کا حکم جاری ہے، تمام مخلوق الہی کو ان کے لیے حکم اطاعت و فرمانبرداری ہے وہ خدا کے ہیں، اور جو کچھ خدا کا ہے سب ان کا ہے۔ میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا، تیر²

جو سر ہے ان کی طرف جھکا ہوا، اور جو ہاتھ ہے وہ ان کی طرف پھیلا ہوا۔) سب ان کے محتاج اور وہ خدا کے محتاج (وہی بارگاہ الہی کے وارث ہیں اور تمام عالم کو انہیں کی وساطت سے ملتا ہے) قرآن عظیم ان کی مدح و ستائش کا دفتر (اور) نام ان کا ہر جگہ نام الہی کے برابر۔

ورفعنا لک ذکر کا ہے سایہ تجھ پر ذکر کو نچا ہے ترا، بول ہے بالا تیرا³ احکام تشریعی، شریعت کے فرامین، اوامر و نواہی سب ان کے قبضہ میں، سب ان کے سپرد، جس بات میں جو چاہیں اپنی طرف سے فرمادیں، وہی شریعت ہے، جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں، اور جس کے لیے جو چاہیں حلال کر دیں، اور جو فرض چاہیں معاف فرمادیں وہی شرع ہے، غرض وہ کارخانہ الہی کے مختار کل ہیں، اور خسر وان عالم اس کے دست نگر و محتاج)

¹ حدائق بخشش حاضری بارگاہ ہمیں جائے حصہ اول مکتبہ رضویہ کراچی ص ۹۳

² حدائق بخشش وصل اول در نعت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حصہ اول مکتبہ رضویہ کراچی ص ۲

³ حدائق بخشش وصل چہارم، در منافحت اعداء الخ حصہ اول مکتبہ رضویہ کراچی ص ۹

(وہ کون؟) اَعْنَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ (رہبر رہبروں)، خاتم النبیین (خاتم پیغمبروں) رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ (رحمت ہر دو جہاں)، شَفِيعَ الْمَذْنِبِينَ (شافع خطاکاروں)، قَائِدَ الْغُرِّ الْمَحْجَلِينَ (ہادی نوریاں و روشن جبیناں)، سَيِّدَ اللَّهِ الْمَكْنُونِ (رب العزت کاراز سر بستہ) دُرُّ اللَّهِ الْمَخْزُونِ (خزانہ الہی کا موتی، قیمتی و پوشیدہ) سرور القلب المحزون (ٹوٹے دلوں کا سہارا) عالم مآکان وما سیکون (ماضی و مستقبل کا واقف کار) تاج الاتقیاء (نیکو کاروں کے سر کا تاج) نبی الانبیاء (تمام نبیوں کا سر تاج) مُحَمَّدٌ (المصطفیٰ) رسول رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم الیٰ یوم الدین۔

بائیں ہمہ (فضائلِ جلیلہ و فواضلِ جلیلہ و محاسنِ حمیدہ و محامد محمودہ وہ) خدا کے بندہ و محتاج ہیں (اور یسئلہ من فی السموات والارض کے مصداق^۱۔ حاشا للہ کہ عینیت یا مثلیت کا گمان (تو گمان یہ وہم بھی ان کی ذاتِ کریمہ، ذاتِ الہی عز شانہ کی عین یا اس کے مثل و مماثل یا شبیہ و نظیر ہے) کافر کے سوا مسلمان کو ہو سکے۔ خزانہ قدرت میں ممکن۔ (و حادث و مخلوق) کے لیے جو کمالات متصور تھے (تصور و گمان میں آسکتے تھے یا آسکتے ہیں) سب پائے کہ دوسری کو ہم عنانی (و ہمسری اور ان مراتبِ رفیعہ میں برابری) کی مجال نہیں، مگر دائرہ عبدیت و افتقار (بندگی و احتیاج) سے قدم نہ بڑھا، نہ پڑھا سکے۔ العظمتہ للہ خدائے تعالیٰ سے ذات و صفات میں مشابہت (و مماثلت) کیسی۔ (اس سے مشابہ و مماثل ہونے کا شبہ بھی اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل ایمان منزل میں اس کا خطرہ گزر سکے، جب کہ اہل حق کا ایمان ہے کہ حضور اقدس سرور عالم عالمِ علم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم ان احساناتِ الہی کا جو بارگاہِ الہی سے ہر آن، ہر گھڑی، ہر لحظہ، ہر لمحہ ان کی بارگاہِ نیکیں پناہ پر مبذول رہتے ہیں، ان انعامات اور ان) نعمائے خداوندی کے لائق جو شکر و ثناء ہے اسی پورا پورا بجانہ لاسکے نہ ممکن کہ بجالائیں کہ جو شکر کریں وہ بھی نعمت آخر موجب شکر دیگر الیٰ مالا نہایۃ لہ نعمہ و افضال خداوندی (ربانی نعمتیں اور بخششیں خصوصاً آپ پر) غیر متناہی ہیں۔ ان کی کوئی حد و نہایت نہیں، انہیں کوئی گنتی و شمار میں نہیں لاسکتا۔ قال اللہ تعالیٰ "وَلَا خَدْعًا حَيْثُ لَكَ مِنَ الْاُولٰٓئِ" ^۲۔ (اے نبی بے شک ہر آنے والا لمحہ تمہارے لیے گزرے ہوئے لمحہ سے بہتر ہے اور ساعت بساعت آپ کے مراتبِ رفیعہ ترقیوں میں ہیں) مرتبہ قاب قوسین

^۱ القرآن الکریم ۲۹/۵۵

^۲ القرآن الکریم ۳/۹۳

اودنی کا پایا^۱۔ (اور یہ وہ منزل ہے کہ نہ کسی نے پائی اور نہ کسی کے لیے ممکن ہے اس تک رسائی وہ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ شبِ اسری مجھے میرے رب نے اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اور اس میں دو کمانوں بلکہ اس سے بھی کم کا فاصلہ رہ گیا۔)^۲ قسم کھانے کو فرق کا نام رہ گیا۔

کمانِ امکاں کے جھوٹے نقطو! تم اول آ کر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کہ ہر سے آئے، کدھر گئے تھے^۳

دیدارِ الٰہی پچشمِ سر دیکھا، کلامِ الٰہی بے واسطہ سُنا، (بدنِ اقدس کے ساتھ، بیداری میں، اور یہ وہ قربِ خاص ہے کہ کسی نبی مرسل و ملک مقرب کو بھی نہ کبھی حاصل ہوا اور نہ کبھی حاصل ہو)

حملِ لیلیٰ (اور اک سے ماوراء) کروڑوں منزل سے کروڑوں منزل (دور) (اور) خردِ خردہ میں (عقلِ نکتہ دان، دقیقہ شناس) دنگ ہے۔ (کوئی جانے تو کیا جانے اور کوئی خبر دے تو کیا خبر دے) نیا ساں ہے نیا رنگ (ہوش و حواس ان وسعتوں میں گم اور دامانِ نگاہ تنگ) قرب میں بعد (نزدیکی میں دوری) بعد میں قرب (دوری میں نزدیکی) وصل میں ہجر (فرقت میں وصال) عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے پچھڑے گلے ملے تھے^۴۔

عقل و شعور کو خود اپنا شعور نہیں، دست و پا بستہ خود گم کردہ حواس ہے، ہوش و خرد کو خود اپنے لالے پڑے ہیں وہم و گمان دوڑیں تو کہاں تک پہنچیں، ٹھوکر کھائی اور گرے۔

سراغِ این و متی کہاں تھا، نشانِ کیفِ والی کہاں تھا

نہ کوئی راہی، نہ کوئی ساتھی، نہ سنگِ منزل، نہ مرحلے تھے^۵

جس راز کو اللہ جل شانہ ظاہر نہ فرمائے بے بتائے کس کی سمجھ میں آئے اور کسی بے وقار کی کیا مجال کہ درونِ خانہ خاص تک قدم بڑھائے

گوہرِ شناور دریا (گویا موتی پانی میں تیر رہا ہے) مگر (یوں کہ) صدف (یعنی سپی) نے وہ

^۱ القرآن الکریم ۹/۵۳

^۲ صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ و کلم اللہ موسیٰ تکلیماً قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/۱۲۰

^۳ حدائق بخشش معراج نظم نذر گدا بحضور سلطان الانبیاء الخ حصہ اول مکتبہ رضویہ کراچی ص ۱۰۵

^۴ حدائق بخشش معراج نظم نذر گدا بحضور سلطان الانبیاء الخ حصہ اول مکتبہ رضویہ کراچی ص ۱۱۰

^۵ حدائق بخشش معراج نظم نذر گدا بحضور سلطان الانبیاء الخ حصہ اول مکتبہ رضویہ کراچی ص ۱۱۰

پردہ ڈال رکھا ہے کہ غم سے آشنا نہیں (قطرہ تو قطرہ، نمی سے بھی بہرہ ور نہیں) اے جاہل نادان، علم (وکنہ حقیقت) کو علم والے پر چھوڑ اور اس میدان دشوار جولان سے (جس سے سلامتی سے گزر جانا جوئے شیر لانا ہے اور سخت مشقتوں میں پڑنا) سمندر بیان (کلام و خطاب کی تیز و طرار سواری) کی عنان (باگ دوڑ) موڑ (اس والا جناب کی رفعتوں، منزلتوں اور قربتوں کے اظہار کے لیے) زبان بند ہے پر اتنا کہتے ہیں کہ خلق کے آقا ہیں، خالق کے بندے، عبادت (و پرستش) ان کی کفر (اور ناقابل معافی جرم) اور بے ان کی تعظیم کے حبط (برباد، ناقابل اعتبار، منہ پر مار دیئے جانے کے قابل) ایمان ان کی محبت و عظمت کا نام (اور فعل تعظیم، بعد ایمان، ہر فرض سے مقدم) اور مسلمان وہ جس کا کام ہے نام خدا کے ساتھ، ان کے نام پر تمام والسلام علی خیر الانام والال والاصحاب علی الدوام۔

عقیدہ ثالثہ^۳ صدر نشینان بزم عز و جاہ

اس جناب عرش قباب کے بعد (جن کے قبہ اطہر اور گنبد انور کی رفعتیں عرش سے ملتی ہیں) مرتبہ اور انبیاء و مرسلین کا ہے۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کہ باہم ان میں تفاضل (اور بعض کو بعض پر فضیلت) مگر ان کا غیر، گو کسی مرتبہ ولایت تک پہنچے، فرشتہ ہو (اگرچہ مقرب خواہ آدمی صحابی ہو خواہ اہلبیت (اگرچہ مکرم تر و معظم ترین) ان کے درجے تک (اس غیر کو) وصول محال، جو قرب الہی انہیں حاصل، کوئی اس تک فائز نہیں، اور جیسے یہ خدا کے محبوب، دوسرا ہر گز نہیں، یہ وہ صدر (وبالا) نشینان بزم عز و جاہ ہیں (اور والا مقامان محفل عزت و وجاہت اور مقربان حضرت عزت) کہ رب العالمین تبارک و تعالیٰ خود ان کے مولیٰ و سردار (نبی مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم القرار) کو حکم فرماتا ہے: "أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهِدَاهُمْ أَقْتَدُوا"^۱۔ (اللہ اللہ ! کوئی کیا اندازہ کر سکتا ہے اس مقدس ذات برگزیدہ صفات کا جسے اس کے رب تبارک و تعالیٰ نے محامد جمیلہ، محاسن جلیلہ، اخلاق حسنہ، خصائل محمودہ سے نوازا، سر اقدس پر محبوبیت کبریٰ کا تاج والا ابتاج رکھا، جسے خلافت عظمیٰ کا خلعت والا مرتبت پہنایا جس کے طفیل ساری کائنات کو بنایا، جس کے فیوض و برکات کا دروازہ تمام ماسوی اللہ کو دکھایا۔ انہیں سے

^۱ القرآن الکریم ۶/۹۰

یہ خطاب فرمایا کہ) یہ وہ ہیں جنہیں خدا نے راہ دکھائی تو تو ان کی پیروی کر۔ اور فرماتا ہے: "فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا" ^۱۔ تو پیروی کر شریعتِ ابراہیم کی، جو سب ادیانِ باطلہ سے کنارہ کش ہو کر دینِ حق کی طرف جھک آیا۔

(غرض انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام الی یوم الدین میں سے، ہر نبی، ہر رسول بارگاہِ عزت جل مجدہ میں بڑی عزت و وجاہت والا ہے، اور اس کی شان بہت رفیع، ولہذا ہر نبی کی تعظیم فرض عین بلکہ اصل جملہ فرائض ہے اور) ان کی ادنیٰ توہین مثل سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، کفر قطعی (ان میں سے کسی کی تکذیب و تنقیص، کسی کی اہانت، کسی کی بارگاہ میں ادنیٰ گستاخی ایسے ہی قطعاً کفر ہے جیسے خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جناب پاک میں گستاخی و دریدہ دہنی، والعیاذ باللہ تعالیٰ) اور کسی کی نسبت، صدیق ہوں خواہ مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان (حضرات قدسی صفات) کی خادمی و غاشیہ برادری (اطاعت و فرمانبرداری کہ یہ ان کے پیش خدمت و اطاعت گزار ہیں، اس) سے بڑھا کر (افضیت و برتری در کنار) دعویٰ ہم سری (کہ یہ بھی مراتب رفیعہ اور ان کے درجاتِ علیہ میں ان کے ہمسر و برابر ہیں) محض بے دینی (الحاد و زندیقیت ہے) جس نگاہِ اجلال و توقیر (تکریم و تعظیم) سے انہیں دیکھنا فرض (ہے اور دائمی فرض) حاشا کہ اس کے سوحے سے ایک حصہ (۱/۱۰۰) دوسرے کو دیکھیں آخر نہ دیکھا کہ صدیق و مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جس سرکارِ ابد قرار (وسرِ ہر کار) کے غلام ہیں، اسی کو حکم ہوتا ہے ان کی راہ پر چل اور ان کی اقتداء سے نہ نکل (تا بہ دیگر اں چہ رسد)

(اے عقل خبردار! یہاں دم زدن نہیں)

عقیدہ رابعہ ^۲ _____ اعلیٰ طبقہ، ملائکہ مقربین

ان (انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے بعد اعلیٰ طبقہ ملائکہ مقربین کا ہے مثل ساداتنا و مولینا (مثلاً ہمارے سرداروں اور پیش رو مددگاروں میں سے حضرت) جبرائیل (جن کے ذمہ پیغمبروں کی خدمت میں وحی الٰہی لانا ہے) و (حضرت) میکائیل (جو پانی برسانے والے اور مخلوق خدا کو روزی پہنچانے پر مقرر ہیں) و (حضرت) اسرافیل (جو قیامت کو صور پھونکیں گے) و (حضرت) عزرائیل (جنہیں قبض ارواح کی خدمت سپرد کی گئی ہے) و حملہ (یعنی حاملان) عرش جلیل، صلوات اللہ وسلامہ علیہم

^۱ القرآن الکریم ۳/ ۹۵

اجمعین، ان کے علو شان و رفعت مکان (شوکت و عظمت اور عالی مرتبت) کو بھی کوئی ولی نہیں پہنچتا) (خواہ کتنا ہی مقرب بارگاہِ احدیت ہو) اور ان کی جناب میں گستاخی کا بھی بعینہ وہی حکم (جو انبیاء مرسلین کی رفعت پناہ بارگاہوں میں گستاخی کا ہے کہ کفر قطعی ہے ان ملائکہ مقربین میں بالخصوص) جبرائیل علیہ السلام من وجہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے استاذ عہ ہیں قال تعالیٰ "عَلَيْهِ شَدِيدُ الْقُوَى" ^۱۔ (سکھایا ان کو یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سخت قوتوں والے طاقتور نے، یعنی جبرائیل علیہ السلام نے جو قوت و اجلال خداوندی کے مظہر اتم، قوت جسمانی و عقل و نظر کے اعتبار سے کامل و جی الہی کے بار کے متحمل، چشم زدن میں سدرۃ المنتهی تک پہنچ جانے والے جن کی دانشمندی اور فراست ایمانی کا یہ عالم کہ تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہوں میں جی الہی لے کر نزول اجلال فرماتے اور پوری

عہ: قال الامام الفخر الرازی وقوله شديد القوى، فيه فوائد الاولى ان مدح المعلم مدح المتعلم فلو قال علمه جبرائيل ولم يصفه ما كان يحصل للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم به فضيلة ظاهرة. الثانية هي ان فيه ردًا عليهم حيث قالوا اساطير الاولين سمعها وقت سفره الى الشام فقال لم يعلمه احد من الناس بل معلمه شديد القوى ^۲۔ الخ ولهذا قال الامام احمد رضا مآقال وهو حق ثابت، والله اعلم۔

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد شدید القوی میں کئی فائدے ہیں، پہلا فائدہ یہ ہے کہ معلم کی مدح متعلم کی مدح ہوتی ہے، اگر اللہ تعالیٰ یوں فرماتا کہ اس کو جبرائیل نے سکھایا ہے، اور وصف شدید القوی سے اس کو متصف نہ فرماتا تو اس سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فضیلت ظاہرہ حاصل نہ ہوتی، دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس میں رد ہے ان لوگوں کا جنہوں نے کہا یہ پہلے لوگوں کے قصے ہیں جن کو انہوں نے شام کی طرف سفر کے دوران سُن لیا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہیں لوگوں میں سے کسی نے نہیں سکھایا ان کا معلم تو شدید القوی ہے الخ، اسی لیے امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے جو کہا ہے وہ حق ثابت ہے۔ (ت)

العبد محمد خلیل عفی عنہ

^۱ القرآن الکریم ۵۳/۵

^۲ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت الآیۃ ۵۳/۵ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲۸/۲۴۵

دیانتداری سے اس امانت کو ادا کرتے رہے) پھر وہ کسی کے شاگرد کیا ہوں گے جسے ان کا استاذ بنائیے۔ اسے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استاذ الاستاذ ٹھہرائیے یہ وہی ہیں جنہیں حق تبارک و تعالیٰ رسول کریم^۱۔ مکیں امین۔^۲ فرماتا ہے (کہ وہ عزت والے مالک عرش کے حضور بڑی عزت والے ہیں ملائ اعلیٰ کے مقتداء کہ تمام ملائکہ ان کے اطاعت گزار و فرماں بردار، وحی الہی کے امانت دار، کہ انکی امانت میں کسی کو مجال حرف زدن نہیں پیام رسانی وحی میں امکان نہ سہوکانہ کسی غلط فہمی و غلطی کا اور نہ کسی سہل پسندی اور غفلت کا، منصب رسالت کے پوری طرح محتمل، اسرار و انوار کے ہر طرح محافظ، فرشتوں میں سب سے اونچا ان کا مرتبہ و مقام اور قرب قبول پر فائز المرام، وہ صاحب عزت و احترام کہ) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا دوسرے کے خادم نہیں۔ (اور تمام مخلوقات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی اور ان کا محذوم و مطاع نہیں۔ اور جنگ بدر میں فرشتوں کی ایک جمعیت کے ساتھ حضور کے لشکر کا ایک سپاہی بن کر شامل ہونا مشہور، زبان زد خاص و عام) اکابر صحابہ و اعظم اولیاء کو (کہ واسطہ نزول برکات ہیں) اگر ان کی خدمت (کی دولت) ملے دو جہاں کی فخر و سعادت جانیں پھر یہ کس کے خدمت گار یا غاشیہ بردار ہوں گے (اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو بادشاہ کون و مکاں، مخدوم و مطاع ہر دو جہاں ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین وبارک وسلم۔

عقیدہ خامسہ^۵ _____ اصحابِ سید المرسلین والہ بیت کرام

ان (ملائکہ مرسلین و سادات فرشتگان مقررین) کے بعد (بڑی عزت و منزلت اور قرب قبول احادیث پر فائز) اصحابِ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں، اور انہیں میں حضرت بتول، جگر پارہ رسول، خاتونِ جہاں، بانوے جہاں، سیدۃ النساء فاطمہ زہرا (شامل) اور اس دو جہاں کی آقا زادی کے دونوں شہزادے، عرش (اعظم) کی آنکھ کے دونوں تارے، چرخ سیادت (آسمانِ کرامت) کے مہ پارے، باغِ تطہیر کے پیارے پھول، دونوں قرۃ العین رسول، امامینِ کریمین (ہادیانِ باکرامت و باصفا)، سعیدین شہیدین (نیک بخت و شہیدانِ جفا) تقیین نقیین (پاک دامن، پاک باطن) نیرین (قمرین، آفتاب رخ و ماہتاب رُو) طاہرین (پاک سیرت، پاکیزہ خو) ابو محمد (حضرت

^۱ القرآن الکریم ۸۱/۱۹

^۲ القرآن الکریم ۸۱/۲۱ و ۲۰

امام حسن و ابو عبد اللہ (حضرت امام حسین، اور تمام مادرانِ اُمت، بانوانِ رسالت (امہات المؤمنین) ازواجِ مطہرات) علی المصطفیٰ و علیہم کلہم الصلوٰۃ والتحیۃ (ان صحابہ کرام کے زمرہ میں) داخل کہ صحابی ہر وہ مسلمان ہے جو حالتِ اسلام میں اس چہرہ خدا نما (اور اس ذاتِ حق رسا) کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اور اسلام ہی پر دنیا سے گیا۔ (مرد ہو خواہ عورت، بالغ ہو خواہ نابالغ) ان (اعلیٰ درجات والا مقامات) کی قدر و منزلت وہی خوب جانتا ہے جو سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ کی عزت و رفعت سے آگاہ ہے۔ (اس کا سینہ انوارِ عرفان سے منور اور آنکھیں جمالِ حق سے مشرف ہیں، حق پر چلتا، حق پر جیتا اور حق کے لیے مرتا ہے اور قبولِ حق اس کا وطیرہ ہے) آفتابِ نیمروز (دوپہر کے چڑھتے سورج) سے روشن تر کہ محب (سچا چاہنے والا) جب قدرت پاتا ہے اپنے محبوب کو صحبتِ بد (برے ہم نشینوں اور بدکار رفیقوں) سے بچاتا ہے۔ (اور مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا مانتا ہے کہ) حق تعالیٰ قادرِ مطلق (اور ہر ممکن اس کے تحت قدرت ہے) اور (یہ کہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے محبوب و سید المحبوبین (تمام محبوبانِ بارگاہ کے سردار و سر کے تاج) کیا عقل سلیم (بشرطیکہ وہ سلیم ہو) تجویز کرتی (جائز و گوارہ رکھتی) ہے کہ ایسا تقدیر (فعال) لٹا ید جو چاہے اور جیسا چاہے کرے) ایسے عظیم ذی وجاہت، جانِ محبوبی و کانِ عزت (کہ جو ہو گیا، جو ہوگا، اور جو ہو رہا ہے انہیں کی مرضی پر ہوا۔ انہیں کی مرضی پر ہوگا اور انہیں کی مرضی پر ہو رہا ہے۔ ایسے محبوب ایسے مقبول) کے لیے خیارِ خلق کو (کہ انبیاء و مرسلین کے بعد تمام خلایق پر فائق ہوں۔ حضور کا صحابی) جلیس و انیس (ہم نشین و غمخوار) و یار و مددگار مقرر نہ فرمائے (نہیں ہر گز نہیں تو جب کہ مولائے قادر و قدیر جل جلالہ نے انہیں، ان کی یاری و مددگاری، رفاقت و صحبت کے لیے منتخب فرمایا تو اب) جو ان میں سے کسی پر طعن کرتا ہے جناب باری تعالیٰ کے کمال حکمت و تمام قدرت (پر الزام نقص و ناتمامی کا لگاتا ہے) یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غایت محبوبیت (کمال شانِ محبوبی) و نہایت منزلت (وہ انتہائے عزت و وجاہت اور ان مراتبِ رفیعہ اور مناصبِ جلیلہ) پر حرف رکھتا ہے۔ (جو انہیں بارگاہِ صمدیت میں حاصل ہیں تو یہ مولائے قدوس تعالیٰ شانہ کی بارگاہ میں یا اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب پاک میں گستاخانہ زبان درازی و دریدہ دہنی ہے اور کھلی بغاوت) اسی لیے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ اللہ اللہ فی اصحابی، لا تتخذوہم غرضًا من بعدی فمن احبہم فبحبی احبہم ط ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم ط ومن اذاہم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ط ومن اذی اللہ فیوشک ان یاخذہ ط۔ خدا سے ڈرو، خدا سے ڈرو میرے اصحاب کے حق میں انہیں نشانہ نہ بنالینا میرے بعد جو انہیں دوست رکھتا ہے میری

محبت سے انہیں دوست رکھتا ہے، اور جو ان کا دشمن ہے میری عداوت سے ان کا دشمن ہے، جس نے انہیں ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی، اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی، اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو گرفتار کر لے۔ (یعنی زندہ عذاب و بلا میں ڈال دے) رواہ الترمذی^۱ وغیرہ۔

اب اے خارجیو، ناصبیو! حضرت ختنین و امایین جلیلین سے خصوصاً اپنے سینوں میں بغض و کینہ رکھتے اور انہیں چین و چنایا کہنے والو! کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (مذکورہ بالا) اس ارشاد عام اور جناب باری تعالیٰ نے آیہ کریمہ "رَاضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ"^۲ سے (کہ اللہ تعالیٰ ان سے یعنی ان کی اطاعت و اخلاص سے راضی اور وہ اس سے یعنی اس کے کرم و عطا سے راضی) جناب ذوالنورین (امیر المومنین حضرت عثمان غنی) و حضرت اسد اللہ غالب (امیر المومنین علی بن ابی طالب) و حضرات سبطین کریمین (امام حسن و امام حسین) رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (کو مستثنیٰ کر دیا اور اس استثناء کو تمہارے کان میں پھونک دیا ہے) یا اے شیعو! اے رافضیو! ان احکام شاملہ سے (کہ سب صحابہ کو شامل ہیں اور جملہ صحابہ کرام ان میں داخل ہیں۔) خدا و رسول (جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے (امیر المومنین خلیفۃ المسلمین) جناب فاروق اکبر (و امیر المومنین کامل الحیاء والایمان) حضرت مجزز جیش العسرة (فی رضی الرحمن عثمان بن عفان) و جناب ام المومنین، محبوبہ سید العالمین (طیبہ، طاہرہ، عفیفہ) عائشہ صدیقہ بنت صدیق و حضرات طلحہ و زبیر و معاویہ (کہ اوّل کے بارے میں ارشاد وارد کہ اے طلحہ! یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ میں قیامت کے ہولوں میں تمہارے ساتھ رہوں گا)^۳۔ اور ثانی کے باب میں ارشاد فرمایا یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ میں روز قیامت تمہارے ساتھ رہوں گا یہاں تک کہ تمہارے چہرہ سے جہنم کی اُتّی چنگاریاں دور کر دوں گا^۴۔ امام جلال الدین سیوطی جمع الجوامع میں فرماتے ہیں سَنَدُہ صحیح^۵۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ اور

^۱ جامع الترمذی کتاب المناقب باب فی من سب اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث ۳۸۸۸ دار الفکر بیروت ۵/ ۲۶۳، مسند

احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن مغفل المزنی المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۵۷۵ و ۵۷۶

^۲ القرآن الکریم ۱۰۰/۹

^۳ کنز العمال حدیث ۳۶۷۳۶ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۳/ ۲۴۷ و ۲۴۸

^۴ کنز العمال حدیث ۳۳۲۹۴ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۱/ ۶۸۳

^۵ کنز العمال حدیث ۳۶۷۳۶ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۳/ ۲۴۷

حضرت امیر معاویہ تو اول ملوک اسلام اور سلطنت محمدیہ کے پہلے بادشاہ ہیں اسی کی طرف توراۃ مقدس میں اشارہ ہے کہ:

مولدہ بئکۃ ومہاجرۃ طیبۃ وملکہ بالشام۔

وہ نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں پیدا ہوگا اور مدینہ کو ہجرت فرمائے گا اور اس کی سلطنت شام میں ہوگی۔

(تو امیر معاویہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے، مگر کس کی؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی) وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم ائوٰیوم الدین کو خارج کر دیا اور تمہارے کان میں (اللہ کے رسول نے چپ چاپ) کہہ دیا کہ اصحابی سے ہماری مراد اور آیت میں ضمیر ہم کے مصداق ان لوگوں کے سوا (اور دوسرے صحابہ) ہیں جو تم ان کے اے خوارج (اور اے روافض) دشمن ہو گئے۔ اور عیاداً باللہ (انہیں) لعن طعن سے یاد کرنے لگے (اور شومنی بخت سے) نہ یہ جانا کہ یہ دشمنی، درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دشمنی ہے اور ان کی ایذاء حق تبارک و تعالیٰ کی ایذاء (اور جہنم کا دائمی عذاب جس کی سزا، مگر اے اللہ! تیری برکت والی رحمت اور بیشکی والی عنایت اس پاک فرقہ اہل سنت و جماعت پر، جس نے تیرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب ہم نشینوں اور گلستانِ صحبت کے گل چینوں کو) ہمیشہ ہمیش کسی استثناء کے بغیر) نگاہِ تعظیم و اجلال (اور نظرِ تکریم و توقیر) سے دیکھنا اپنا شعار و دثار (اپنی علامت و نشان) کر لیا اور سب کو چرخِ ہدایت کے ستارے اور فلکِ عزت کے ستارے جانا، عقیدہ کر لیا کہ ہر ہر فرد بشر ان کا (بار و نیکو کار) سرور و عدول و اختیار و تقیہ و ابرار کا سردار (اور امت کے تمام عدل گستر، عدل پرور، نیکو کار، پرہیزگار اور صالح بندوں کے سرکاتاج ہے) تابعین سے لے کر تابقیامت کا کوئی ولی کیسے ہی پایہ عظیم کو پہنچے، صاحبِ سلسلہ ہو خواہ غیر ان کا، ہر گز ہر گز ان میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ کے رتبہ کو نہیں پہنچتا، اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادِ صادق کے مطابق اوروں کا کوہِ اُحد کے برابر سونا ان کے نیم صاع (تقریباً دو کلو) جو کے برابر نہیں^۱۔ جو قُربِ خدا انہیں حاصل

^۱ صحیح البخاری مناقب اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فضل ابی بکر بعد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/

۵۱۸، صحیح مسلم کتاب الفضائل باب تحریم سب الصحابة قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۱۰، سنن ابن ماجہ فضل اہل بدر ایچ ایم سعید کمپنی

کراچی ص ۱۵، سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی النهی عن سب اصحاب رسول اللہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۸۴

دوسرے کو میسر نہیں۔ اور جو درجات عالیہ یہ پائیں گے غیر کو ہاتھ نہ آئیں گے۔ (اہلسنت کے خواص تو خواص، عوام تک) ان سب کو بالاجمال (کہ کوئی فرد ان کا شمول سے نہ رہ جائے، از اوّل تا آخر) پر لے درجے کا بروقتی (نیکو کار متقی) جانتے اور تفصیل احوال (کہ کس نے کس کے ساتھ کیا کیا اور کیوں کیا، اس) پر نظر حرام مانتے (ہیں) جو فعل (ان حضرات صحابہ کرام میں سے) کسی کا اگر ایسا منقول بھی ہو جو نظر قاصر (ونگاہ کوتاہ بین) میں ان کی شان سے قدرے گرا ہوا ٹھہرے (اور کسی کو تاہ نظر کو اس میں حرف زنی کی گنجائش ملے) اسے محمل حسن پر اتارتے ہیں۔ (اور اسے ان کے خلوص قلب و حسن نیت پر محمول کرتے ہیں) اور اللہ کا سچا قول "مَرْضَى اللّٰهُ عَنْهُمْ"^۱۔ سُن کر آمینہ دل میں زنگ تفتیش کو جگہ نہیں دیتے۔ (اور تحقیق احوال واقعی کے نام کا میل کچیل، دل کے آئینے پر چڑھنے نہیں دیتے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علیہ وسلم حکم فرما چکے۔

اذا ذکر اصحابی فامسکو^۲۔ جب میرے اصحاب کا ذکر آئے تو باز رہو۔
(سوء عقیدت و بدگمانی کو قریب نہ پھٹکنے دو، تحقیق حال و تفتیش مآل میں نہ پڑو) ناچار اپنے آقا کا فرمان عالی شان، اور یہ سخت وعیدیں، ہولناک تہدیدیں (ڈراوے اور دھمکیاں) سُن کر زبان بند کر لی اور دل کو سب کی طرف سے صاف کر لیا۔ (اور بلاچوٹ و چرا) جان لیا کہ ان کے رُتبے ہماری عقل سے وراء ہیں پھر ہم اُن کے معاملات میں کیا دخل دیں ان میں جو مشاہرات (صورۃ نزاعات و اختلافات) واقع ہوئے ہم ان کا فیصلہ کرنے والے کون؟

گدائے خاک نشین تو حافظا محروش

رموز مملکت خویش خسرواں دانند^۳

(تُو خاک نشین گدا گر ہے اے حافظ! شرم مت کر کہ اپنی سلطنت کے بھید بادشاہ جانتے ہیں)

(ع) تیرا منہ ہے کہ تُو بولے یہ سرکاروں کی باتیں ہیں)

حاشا کہ ایک کی طرف داری میں دوسرے کو بُرا کہنے لگیں، یا ان نزاعوں میں ایک فریق کو

^۱ القرآن الکَرِیم ۹/۱۰۰

^۲ المعجم الکبیر حدیث ۱۴۲۷ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲/۹۶

^۳ دیوان حافظ ردیف شین معجز سب رنگ کتاب گھر دہلی ص ۲۵۸

دنیا طلب ٹھہرائیں بلکہ بالیقین جانتے ہیں کہ وہ سب مصالح دین کے خواستگار تھے (اسلام و مسلمین کی سر بلندی ان کا نصب العین تھی پھر وہ مجتہد بھی تھے، تو) جس کے اجتہاد میں جو بات دین الہی و شرع رسالت پناہی جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اصلح و انسب (زیادہ مصلحت آمیز اور احوال مسلمین سے مناسب تر) معلوم ہوئی، اختیار کی، گو اجتہاد میں خطا ہوئی اور ٹھیک بات ذہن میں نہ آئی۔ لیکن وہ سب حق پر ہیں (اور سب واجب الاحترام) ان کا حال بعینہ ایسا ہے جیسا فروغ مذہب میں (خود علمائے اہلسنت بلکہ ان کے مجتہدین مثلاً امام اعظم) ابو حنیفہ (امام) شافعی (وغیرہما) کے اختلافات نہ ہر گز ان منازعات کے سبب، ایک دوسرے کو گمراہ فاسق جاننا نہ ان کا دشمن ہو جانا (جس کی تائید مولیٰ علی کے اس قول سے ہوتی ہے کہ: اخواننا بغوا علینا^۱۔

یہ سب ہمارے بھائی ہیں کہ ہمارے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔
مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ سب حضرات آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں، خدا اور رسول کی بارگاہوں میں معظم و معزز اور آسمان ہدایت کے روشن ستارے ہیں اصحابی کالذی جوم^۲۔
بالجملہ ارشاداتِ خدا و رسول عزّ مجرہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے (اس پاک فرقہ اہل سنت و جماعت نے اپنا عقیدہ اور) اتنا یقین کر لیا کہ سب (صحابہ کرام) اچھے اور عدل و ثقہ، تقی، نفی ابرار (خاصاً پروردگار) ہیں۔ اور ان (مشاجرات و نزاعات کی) تفصیل پر نظر گمراہ کرنے والی ہے، نظیر اس کی عصمتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے کہ اہل حق (اہل اسلام، اہلسنت و جماعت) شاہراہ عقیدت پر چل کر (منزل) مقصود کو پہنچے۔ اور ارباب (غواہیت و اہل) باطل تفصیلوں میں خوض (و ناحق غور) کر کے مغاک (ضلالت اور) بد دینی (کی گمراہیوں) میں جا پڑے کہیں دیکھا "وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ" ^۳۔ (کہ اس میں عصیاں اور بظاہر تعمیل حکم ربانی سے روگردانی کی نسبت حضرت آدم علیہ السلام کی جانب کی گئی ہے۔)

^۱ السنن الکبریٰ کتاب قتال اہل البغی دار صادر بیروت ۸/ ۱۷۳

^۲ کشف الخفاء حرف الهمزة مع الصاد حدیث ۳۸۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۱۸

^۳ القرآن الکریم ۲۰/ ۱۲۱

کہیں سنا "لِيَعْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ"¹۔ (جس سے ذنب یعنی گناہ و غفران ذنب یعنی بخشش گناہ کی نسبت کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب والا کی جانب گمان ہوتا ہے)

کبھی موسیٰ (علیہ السلام) و قطبی (قوم فرعون) کا قصہ یاد آیا (کہ آپ نے قطبی کو آمادہ ظلم پا کر ایک گھونسا مارا اور وہ قطبی قعر گور میں پہنچا۔²

کبھی (حضرت) داؤد (علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے ایک اُمّتی) اور یاہو کا فسانہ سُن پایا (حالانکہ یہ الزام تھا یہود کا حضرت داؤد علیہ السلام پر، جسے انہوں نے خوب اُچھالا اور زبان زد عوام الناس ہو گیا۔ حتی کہ برہنائے شہرت، بلا تحقیق و تفتیش احوال بعض مفسرین نے اس واقعہ کو من و عن بیان فرمادیا، جب کہ امام رازی³ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ میری تحقیق میں سراسر باطل و لغو ہے۔ غرض بے عقل بے دینوں اور بے دین بد عقلوں نے یہ افسانہ سُن پایا تو لگے چوَن و چرا کرنے تسلیم و گردن نہادوں کے زینہ سے اُترنے پھر ناراضی خدا و رسول کے سوا اور بھی کچھ پھل پایا؟ اور (الٹا) "خُضُّنَا كَالَّذِي خَاضُوا"⁴ (اور تم بے ہودگی میں پڑے جیسے وہ پڑے تھے اور اتباع باطل میں ان کی راہ اختیار کی) نے "وَلَكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ"⁵۔ (مگر عذاب کا قول کافروں پر ٹھیک اُترا) کا دن دکھایا "إِلَّا أَنْ يُشَاءَ رَبِّي شَيْئًا"⁶۔ "إِنَّ رَبَّكَ فَاعَلْ لِمَا يُرِيدُ"⁷۔

(مسلمان ہمیشہ یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کبیرہ گناہوں سے مطلقاً اور گناہ صغیرہ کے عہد آرائی کا، اور ہر ایسے امر سے جو خلق کے لیے باعثِ نفرت ہو اور مخلوق خدا ان کے باعث ان سے دُور بھاگے نیز ایسے افعال سے جو وجاہت و مروت اور معززین کی شان و مرتبہ کے خلاف ہیں قبلِ نبوت اور بعدِ نبوت بالاجماع معصوم ہیں)

¹ القرآن الکریم ۲/۴۸

² القرآن الکریم ۱۵/۲۸

³ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت الآیۃ ۳۸/۲۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۶/۱۶۵

⁴ القرآن الکریم ۶۹/۹

⁵ القرآن الکریم ۷۱/۳۹

⁶ القرآن الکریم ۸۰/۶

⁷ القرآن الکریم ۱۰۷/۱۱

اللّٰهُمَّ اثْبَاتِ عَلَى الْهُدَى اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلَى الْاَعْلَى۔

(اے اللہ ! ہم تجھ سے ہدایت پر ثابت قدمی مانگتے ہیں، بے شک تو ہی بلند و برتر ہے)

صحابہ کرام کے باب میں یاد رکھنا چاہیے کہ۔

(وہ حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم انبیاء نہ تھے، فرشتے نہ تھے کہ معصوم ہوں، ان میں سے بعض حضرات سے لغزشیں صادر ہوئیں مگر ان کی کسی بات پر گرفت اللہ و رسول کے احکام کے خلاف ہے۔

اللہ عزوجل نے سورہ حدید میں صحابہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو قسمیں فرمائیں۔

(۱) "مَنْ أَلْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَتَلَ"۔

(۲) "الَّذِينَ اتَّقَوْا مِنْ بَعْدِ وَقْتِ الْفَتْحِ"۔^۱

یعنی ایک وہ کہ قبل فتح مکہ مشرف بایمان ہوئے راہِ خدا میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا جب کہ ان کی تعداد بھی بہت قلیل تھی۔ اور وہ ہر طرح ضعیف و درماندہ بھی تھے، انہوں نے اپنے اوپر جیسے جیسے شدید مجاہدے گوارا کر کے اور اپنی جانوں کو خطروں میں ڈال ڈال کر، بے دریغ اپنا سرمایہ اسلام کی خدمت کی نذر کر دیا۔ یہ حضرات مہاجرین و انصار میں سے سابقین اولین ہیں، ان کے مراتب کا کیا پوچھنا۔

دوسرے وہ کہ بعد فتح مکہ ایمان لائے، راہِ مولا میں خرچ کیا اور جہاد میں حصہ لیا۔ ان اہل ایمان نے اس اخلاص کا ثبوت جہاد مالی و قتالی سے دیا، جب اسلامی سلطنت کی جڑ مضبوط ہو چکی تھی اور مسلمان کثرتِ تعداد اور جاہ و مال ہر لحاظ سے بڑھ چکے تھے، اجر ان کا بھی عظیم ہے لیکن ظاہر ہے کہ ان سابقین اولوں والوں کے درجہ کا نہیں۔

اسی لیے قرآن عظیم نے ان پہلوں کو ان پچھلوں پر تفصیل دی۔

اور پھر فرمایا: "كُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى"۔^۲

ان سب سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔

کہ اپنے اپنے مرتبے کے لحاظ سے اجر ملے گا سب ہی کو، محروم کوئی نہ رہے گا۔

اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ان کے حق میں فرماتا ہے:

^۱ القرآن الکریم ۵۷/۱۰

^۲ القرآن الکریم ۵۷/۱۰

"أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ" ^۱۔

وہ جہنم سے دُور رکھے گئے ہیں۔

"لَا يَسْمَعُونَ حَبِيبَاتٍ" ^۲ وہ جہنم کی بھنک تک نہ سُنیں گے۔

"وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ خَالِدُونَ" ^۳۔ وہ ہمیشہ اپنی من مانتی جی بھاتی مرادوں میں رہیں گے۔

"لَا يَحْزَنُهُمُ الْفَرَقُ إِلَّا كَبْرٌ" ^۴۔ قیامت کی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی۔

"تَتَلَقَّوهُمْ الْمَلَائِكَةُ" ^۵۔ فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔

"هَٰذَا يَوْمُكُمْ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ" ^۶۔ یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے تو جو کسی صحابی پر طعن کرے اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔

اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کاذبہ ہیں ارشاد الہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں۔

رب عزوجل نے اسی آیت حدید میں اس کا منہ بھی بند کر دیا کہ دونوں فریق صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کر کے ساتھ ہی ارشاد فرما دیا۔

"وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ" ^۶۔ اور اللہ کو خوب خبر ہے جو تم کرو گے۔

بایں ہمہ اس نے تمہارے اعمال جان کر حکم فرما دیا کہ وہ تم سب سے جنت بے عذاب و کرامات و

^۱ القرآن الکریم ۱۰۱/۲۱

^۲ القرآن الکریم ۱۰۲/۲۱

^۳ القرآن الکریم ۱۰۲/۲۱

^۴ القرآن الکریم ۱۰۳/۲۱

^۵ القرآن الکریم ۱۰۳/۲۱

^۶ القرآن الکریم ۱۰/۵۷

ثواب بے حساب کا وعدہ فرما چکا ہے۔

ثواب دوسرے کو کیا حق رہا کہ ان کی کسی بات پر طعن کرے، کیا طعن کرنے والا، اللہ تعالیٰ سے جدا اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے، اس کے بعد جو کوئی کچھ بکے وہ اپنا سر کھائے اور خود جہنم میں جائے۔

علامہ شہاب الدین خفاجی، نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض میں فرماتے ہیں: جو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کُتوں میں سے ایک کُتا ہے^۱۔ (احکام شریعت وغیرہ)

تمبیہ ضروری: اہل سنت کا یہ عقیدہ کہ ونکف عن ذکر الصحابة الابخیہ^۲۔

یعنی صحابہ کرام کا جب بھی ذکر ہو تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے، انہیں صحابہ کرام کے حق میں جو ایمان و سنت و اسلام حقیقی پر تادم مرگ ثابت قدم رہے اور صحابہ کرام جمہور کے خلاف، اسلامی تعلیمات کے مقابل، اپنی خواہشات کے اتباع میں کوئی نئی راہ نہ نکالی اور وہ بد نصیب کہ اس سعادت سے محروم ہو کر اپنی دکان الگ جما بیٹھے اور اہل حق کے مقابل، قتال پر آمادہ ہو گئے۔ وہ ہر گز اس کا مصداق نہیں اس لیے علماء کرام فرماتے ہیں کہ جنگ جمل و صفین میں جو مسلمان ایک دوسرے کے مقابل آئے ان کا حکم خطائے اجتہادی کا ہے، لیکن اہل نہروان جو مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی تکفیر کر کے بغاوت پر آمادہ ہوئے وہ یقیناً فساق، فجار، طاغی و باغی تھے اور ایک نئے فرقہ کے ساعی و ساتھی جو خوارج کے نام سے موسوم ہو اور اُمت میں نئے فتنے اب تک اسی کے دم سے پھیل رہے ہیں۔ (سراج العوارف وغیرہ)

عقیدہ سادسہ^۱ عشرہ مبشرہ و خلفائے اربعہ

اب ان سب میں افضل و اعلیٰ و اکمل حضرات عشرہ مبشرہ ہیں، وہ دس صحابی جن کے قطعی جنتی ہونے کی بشارت و خوشخبری رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی زندگی ہی میں سنائی تھی وہ عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں۔ یعنی حضرات خلفائے (۴۱)

اربعہ راشدین، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن العوام،

^۱ نسیم الریاض الباب الثالث مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات الہند ۳/ ۴۳۰

^۲ شرح عقائد النسفی در الاشاعة العربیہ قندھار افغانستان ص ۱۱۶

حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت ابو عبیدہ بن الجراح۔

سے دہ یار بہشتی اند قطعی
بو بکر و عمر، عثمان و علی
سعد ست سعید و ابو عبیدہ
طلحہ ست وزیر و عبدالرحمن

اور ان میں خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور ان چار ارکان قصر ملت (ملت اسلامیہ کے عالی شان محل کے چار ستونوں) و چار انہار باغ شریعت (اور گلستان شریعت کی ان چار نہروں) کے خصائص و فضائل، کچھ ایسے رنگ پر واقع ہیں کہ ان میں سے جس کسی کی فضیلت پر تنہا نظر کیجئے یہی معلوم (و متبادرو مفہوم) ہوتا ہے کہ جو کچھ ہیں یہی ہیں ان سے بڑھ کر کون ہوگا۔

بہر گئے کہ ازیں چار باغ می نگر م بہار دامن دل می شد کہ جالینجاست

(ان چار باغوں میں سے جس پھول کو میں دیکھتا ہوں تو بہار میرے دل کے دامن کو کھینچتی ہے کہ اصل جگہ تو یہی ہے۔)
علی الخصوص شمع شبستان ولایت، بہار چمنستان معرفت، امام الواصلین، سید العارفین (واصلان حق کے امام، اہل معرفت کے پیش رو) خاتم خلافت نبوت، فاتح سلاسل طریقت، مولیٰ المسلمین، امیر المؤمنین ابوالائمۃ الطاہرین (پاک طینت، پاکیزہ خصلت، اماموں کے جد امجد طاہر مطہر، قاسم کوثر، اسد اللہ الغالب، مظہر العجائب والغرائب، مطلوب کل طالب، سیدنا و مولانا علی بن طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و حشرنا فی زمردیہ فی یوم عقیقہ کہ اس جناب گردوں قباب (جن کے قبہ کی کلس آسمان برابر ہے ان) کے مناقب جلیلہ (اوصاف حمیدہ) و محامد جلیلہ (خصائل حسنہ) جس کثرت و شہرت کے ساتھ (کثیر و مشہور، زبان زد عام و خواص) ہیں دوسرے کے نہیں۔

(پھر) حضرات شیخین، صاحبین صہرین (کہ ان کی صاحبزادیاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شرف زوجیت سے مشرف ہوئیں اور امہات المؤمنین، مسلمانوں ایمان والوں کی مائیں کلائیں) وزیرین (جیسا کہ حدیث شریف میں وارد کہ میرے دو وزیر آسمان پر ہیں جبرائیل و میکائیل اور دو وزیر زمین پر ہیں ابو بکر و عمر^۱ رضی اللہ تعالیٰ عنہما) امیرین (کہ ہر دو امیر المؤمنین ہیں) مشیرین (دونوں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس شوریٰ کے رکن اعظم) ضحیحین (ہم خواجہ اور دونوں اپنے آقا و مولیٰ کے پہلو بہ پہلو آج بھی مصروفِ استراحت) رفیقین (ایک دوسرے کے یار و نغمسار) سیدنا و مولانا عبد اللہ العتیق

^۱ کنز العمال حدیث ۳۲۶۶۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۵۶۳

ابو بکر صدیق و جناب حق مآب ابو حفص عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان والا سب کی شانوں سے جدا ہے اور ان پر سب سے زیادہ عنایت خدا اور رسول خدا جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بعد انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقررین کے جو مرتبہ ان کا خدا کے نزدیک ہے دوسرے کا نہیں اور رب تبارک و تعالیٰ سے جو قرب و نزدیکی اور بارگاہ عرش ائمتہ رسالت میں جو عزت و سر بلندی ان کا حصہ ہے اور ان کا نصیب نہیں، اور منازل جنت و مواہب۔ بے منت (عد) میں انہیں کے درجات سب پر عالی فضائل و فواضل (فضیلتوں اور خصوصی بخششوں) و حسنات طیبات (نیکیوں اور پاکیزگیوں) میں انہیں کو تقدم و پیشی (یہی سب پر مقدم۔ یہی پیش پیش ہمارے علماء و ائمہ نے اس (باب) میں مستقل تصنیفیں فرما کر سعادت کونین و شرافت دارین حاصل کی (ان کے خصائل تحریر میں لائے، ان کے محاسن کا ذکر فرمایا، ان کے اولیات و خصوصیات گنائے) ورنہ غیر متناہی (جو ہماری فہم و فراست کی رسائی سے ماورا ہو۔ اس) کا شمار کس کے اختیار و اللہ العظیم اگر ہزاروں دفتر ان کے شرح فضائل (اور بسط فواضل) میں لکھے جائیں یکے از ہزار تحریر میں نہ آئیں۔

یغنی الزمان وفيه مآلہ یوصف

و علی تغنن واصفیہ بحسنہ

(اور اس کے حسن کی تعریف کرنے والوں کی عمدہ بیانی کی بنیاد پر زمانہ غنی ہو گیا اور اس میں ایسی خوبیاں ہیں جنہیں بیان نہیں کیا جاسکتا) مگر کثرت فضائل و شہرت فواضل (کثیر در کثیر فضیلتوں کا موجود اور پاکیزہ، و برتر عزتوں و مرحمتوں کا مشہور ہونا) چیز ہے دیگر (اور بات ہے) اور فضیلت و کرامات (سب سے افضل اور بارگاہ عزت میں سب سے زیادہ قریب ہونا۔) امرے آخر (ایک اور بات ہے اس سے جدا و ممتاز) فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔

"قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ" ^۱

اس کی کتاب کریم اور اس کا رسول عظیم علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیم علی الاعلان گواہی دے رہے ہیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں:

ع: مطبوعہ رسالہ میں وزاب بے منت مطبوع ہے اور حاشیہ پر تحریر کہ اصل میں ایسا ہے، فقیر نے اسے مواہب لکھا جب کہ منازل کا ہم قافیہ ہے منابل یعنی چشے اور انسب یہی ہے ۱۲ محمد خلیل۔

^۱ القرآن الکریم ۳ / ۷۳

کہ وہ فرماتے ہیں: کنت عند النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاقبل ابو بکر وعمر فقال یا علی ہذا ان سید اکھول اهل الجنة وشبابہا بعد النبیین والمرسلین^۱۔ (رواہ الترمذی، وابن ماجہ وعبد اللہ بن الامام احمد) میں خدمت اقدس حضور افضل الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھا کہ ابو بکر و عمر سامنے آئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علی! یہ دونوں سردار ہیں اہل جنت کے سب بوڑھوں اور جوانوں کے، بعد انبیاء و مرسلین کے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی، حضور کا ارشاد ہے:

ابو بکر وعمر خیر الاولین والآخرین وخیر اهل السموات وخیر اهل الارضین الا النبیین والمرسلین^۲۔ (رواہ الحاکم فی الکئی و ابن عدی و خطیب)

ابو بکر و عمر بہتر ہیں سب اگلوں پچھلوں کے، اور بہتر ہیں سب آسمان والوں سے اور بہتر ہیں سب زمین والوں سے، سوا انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے۔

خود حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے بار بار اپنی کرسی مملکت و سطوت (و دبدبہ) خلافت میں افضلیت مطلقہ شیخین کی تصریح فرمائی (اور صاف صاف واشگاف الفاظ میں بیان فرمایا کہ یہ دونوں حضرات علی الاطلاق بلا قید جہت و حیثیت تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں) اور یہ ارشاد ان سے بتواتر ثابت ہوا کہ اسی سے زیادہ صحابہ و تابعین نے اسے روایت کیا۔ اور فی الواقع اس مسئلہ (افضلیت شیخ کریمین) کو جیسا حق مآب مرتضوی نے صاف صاف واشگاف بہ کرات و مرات (بار بار موقع بہ موقع اپنی) جَلَوَات و خلوات (عمومی محفلوں، خصوصی نشستوں) و مشاہد عامہ و مساجد جامعہ (عالیہ الناس کی

^۱ مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۸۰/۱، جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب ابی بکر الصدیق

حدیث ۳۲۸۵ دار الفکر بیروت ۵/۲۶، سنن ابن ماجہ فضل ابی بکر الصدیق (۱۰) ص ۱۰

^۲ کنز العمال بحوالہ الحاکم فی الکئی حدیث ۳۲۶۳۵ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۱/۵۶۰، الصواعق المحرقة بحوالہ الحاکم و ابن عدی و

الخطیب الباب الثالث الفصل الثالث دار الکتب العلمیۃ بیروت ص ۱۱۹

مجلسوں اور جامع مسجدوں) میں ارشاد فرمایا دوسروں سے واقع نہیں ہوا۔

(ازال جملہ وہ ارشاد گرامی کہ) امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت محمد بن حنفیہ صاحبزادہ جناب امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

قال قلت لابي ابي الناس خير بعد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم؟ قال ابو بكر قال قلت ثم من؟ قال عمر¹۔

یعنی میں نے اپنے والد ماجد امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: ابو بکر میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا عمر۔

ابو عمر بن عبد اللہ، حکم بن حجل سے اور دارقطنی اپنی سنن میں راوی، جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لا اجد احداً افضلني على ابي بكر وعمر الا جلدته حد المفتري²۔

جسے میں پاؤں گا کہ شیخین (حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے مجھے افضل بتاتا (اور مجھے ان میں سے کسی پر فضیلت دیتا) ہے اسے مفتری (افتراء و بہتان لگانے والے) کی حد ماروں گا کہ اسی کو^{۸۰} کوڑے ہیں۔

ابو القاسم طلحی کتاب السنۃ میں جناب علقمہ سے راوی: بلغ علیاً ان اقواماً یفضّلونہ علی ابي بكر وعمر فصعد المنبر فحمد الله واثنى عليه ثم قال ايها الناس! انه بلغني ان اقواماً يفضّلونني على ابي بكر وعمر ولو كنت تقدمت فيه لعاقبت فيه فبين سبعتہ بعد هذا اليوم يقول هذا فهو مفتري، عليه حد المفتري، ثم قال ان خير هذه الامة بعد نبيها صلى الله تعالى عليه وسلم ابو بكر ثم عمر ثم الله اعلم بالخير بعده قال وفي المجلس الحسن بن علي فقال والله لو سئى الثالث لسئى عثمان³۔ یعنی جناب مولیٰ علی کو خبر پہنچی کہ لوگ انہیں حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تفضیل دیتے (اور حضرت مولیٰ کو ان سے افضل بتاتے) ہیں۔ پس منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی، پھر فرمایا اے لوگو! مجھے خبر پہنچی کہ کچھ لوگ مجھے ابو بکر و عمر سے افضل بتاتے ہیں اور اگر میں نے پہلے سے

¹ صحيح البخارى مناقب اصحاب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم باب فضل ابي بكر بعد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قد ربي كتب خانه

کراچی ۱/ ۵۱۸

² الصواعق المحرقة بحوالہ الدارقطنی الباب الثالث دارالکتب العلمیۃ بیروت ص ۹۱

³ ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء بحوالہ ابی القاسم مسند علی بن ابی طالب سہیل اکیڈمی ۱/ ۶۸

سُنا ہوتا تو اس میں سزا دیتا یعنی پہلی بار تفہیم (وتنبیہ) پر قناعت فرماتا ہوں پس اس دن کے بعد جسے ایسا کہتے سنوں گا تو وہ مفتری (بہتان باندھنے والا) ہے اس پر مفتری کی حد لازم ہے، پھر فرمایا بے شک بہتر اس امت کے بعد ان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ابو بکر ہیں پھر عمر، پھر خدا، خوب جانتا ہے بہتر کو ان کے بعد، اور مجلس میں امام حسن (رضی اللہ عنہ) بھی جلوہ فرما تھے انہوں نے ارشاد کیا خدا کی قسم اگر تیسرے کا نام لیتے تو عثمان کا نام لیتے۔

بالجملہ احادیث مرفوعہ و اقوال حضرت مرتضوی و اہلبیت نبوت اس بارے میں لا تعداد و لا تحصى (بے شمار و لا انتہا) ہیں کہ بعض کی تفسیر فقیر نے اپنے رسالہ تفضیل عہ میں کی۔ اب اہل سنت (کے علمائے ذوی الاحترام) نے ان احادیث و آثار میں جو نگاہ غور کو کام فرمایا تو تفضیل شیخین کی صداقت یحییٰ (سیکڑوں صراحتیں) علی الاطلاق پائیں کہیں جہت و حیثیت کی قید نہ دیکھی کہ یہ صرف فلاں حیثیت سے افضل ہیں اور دوسری حیثیت سے دوسروں کو افضلیت (حاصل ہے) لہذا انہوں نے عقیدہ کر لیا کہ گو فضائل خاصہ و خصائص فاضلہ (مخصوص فضیلتیں اور فضیلت میں خصوصیتیں) حضرت مولیٰ (علی مشکل کُشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ) اور ان کے غیر کو بھی ایسے حاصل (اور بطنائے الہی وہ ان خصوصیات کے تنہا حامل) جو حضرات شیخین (کریمین جلیلین) نے نہ پائے جیسے کہ اس کا عکس بھی صادق ہے (کہ امیرین و وزیرین کو وہ خصائص عالیہ اور فضائل عالیہ، بارگاہ الہی سے مرحمت ہوئے کہ ان کے غیر نے اس سے کوئی حصہ نہ پایا) مگر فضل مطلق کُلّی (کسی جہت و حیثیت کا لحاظ کیے بغیر فضیلت مطلقہ کُلّیہ) جو کثرتِ ثواب و زیادتِ قُربِ ربّ الارباب سے عبارت ہے وہ انہیں کو عطا ہوا (اور ان کے نصیب میں نہ آیا) (یعنی اللہ عزوجل کے یہاں زیادہ عزت و منزلت جسے کثرتِ ثواب سے بھی تعبیر کرتے ہیں وہ صرف حضرات شیخین نے پائی۔ اس سے مراد اجر و انعام کی کثرت و زیادت نہیں کہ بارہا مفضول کے لیے ہوتی ہے۔

حدیث میں ہمراہیانِ سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت آیا کہ ان میں سے ہر ایک کے لیے پچاس کا اجر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا ان میں سے کچھ کا یا ہم میں سے؟ فرمایا بلکہ تم میں سے کچھ کا

عہ: اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے مسئلہ تفضیل شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر نوے^{۹۰} جز کے قریب ایک کتاب مسمیٰ بہ منتہی التفصیل لمبحث التفضیل لکھی پھر مطلع القبرین فی ابانۃ سبقة العبرین میں اس کی تلخیص کی، غابجا اس ارشاد گرامی میں اشارہ اسی کی طرف ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد خلیل القادری عفی عنہ

ان کا زائد ہوا۔ انعام و معاوضہ محنت انہیں زیادہ ملا مگر افضلیت میں وہ صحابہ کے ہمسر بھی نہیں ہو سکتے، زیادت در کنار، کہاں امام مہدی کی رفاقت اور کہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحابیت، اس کی نظیر بلا تشبیہ یوں سمجھئے کہ سلطان نے کسی مہم پر وزیر اور بعض دیگر افسروں کو بھیجا، اس کی فتح پر ہر افسر کو لاکھ لاکھ روپے انعام دیئے اور وزیر کو خالی پروانہ خوشنودی مزاج دیا تو انعام انہیں افسروں کو زیادہ ملا اور اجر و معاوضہ انہوں نے زیادہ پایا مگر کہاں وہ اور کہاں وزیر اعظم کا اعزاز (بہار شریعت)

اور (یہ اہل سنت و جماعت کا وہ عقیدہ ثابتہ محکمہ ہے کہ) اس عقیدہ کا خلاف اول تو کسی حدیث صحیح میں ہے ہی نہیں اور اگر بالفرض کہیں بوئے خلاف پائے بھی تو سمجھ لے کہ یہ ہماری فہم کا قصور ہے (اور ہماری کوتاہ فہمی) ورنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خود حضرت مولیٰ (علی) و اہلبیت کرام (صاحب البیت اور ی بمانیہ کے مصداق، اسرار خانہ سے مقابلۂ واقف تر) کیوں بلا تفسید (کسی جہت و حیثیت کی قید کے بغیر) انہیں افضل و خیر امت و سردار اولین و آخرین بتاتے، کیا آیہ کریمہ فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم ثم نبہل فنجعل لعنت اللہ علی الکنین^① " (تو ان سے فرما دو کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہارے عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں) و حدیث صحیح من کنت مولاہ فعلی مولاہ^②۔ (جس کا میں مولا ہوں تو علی بھی اس کا مولا ہے) اور خبر شدید الضعف و قوی الجرح (نہایت درجہ ضعیف و قابل شدید جرح و تعدیل لحکمہ لحدی و دملک دمی۔^③ تمہارا گوشت میرا گوشت اور تمہارا خون میرا خون ہے)

^① القرآن الکریم ۲۱/۳

^② جامع الترمذی ابواب المناقب باب مناقب علی رضی اللہ عنہ امین کمپنی دہلی ۲/۲۱۳، مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۸۴ و ۱۱۸ و ۱۱۹ و ۱۵۲، سنن ابن ماجہ فضل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۲، المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة من کنت مولاہ فعلی مولاہ دار الفکر بیروت ۳/۱۱۰، المعجم الکبیر حدیث ۲۰۴۹ المکتبة الفیصلیة بیروت ۳/

۱۸۹، کنز العمال حدیث ۳۲۹۵۰ و ۳۲۹۵۱ و ۳۲۹۵۲ و ۳۲۹۵۳ و ۳۲۹۵۴ مؤسسه الرساله بیروت ۱۱/۲۰۲ و ۲۰۹ و ۲۱۰

^③ کنز العمال حدیث ۳۲۹۳۶ مؤسسه الرساله بیروت ۱۱/۶۰۷

بر تقدیر ثبوت (بشرطیکہ ثابت و صحیح مان لی جائے) وغیر ذلک (احادیث و اخبار) سے انہیں آگاہی نہ تھی۔ (ہوش و حواس، علم و شعور اور فہم و فراست میں یگانہ روزگار ہوتے ہوئے ان اسرارِ درون خانہ سے بیگانہ رہے اور اسی بیگانگی میں عمریں گزاریں) یا (انہیں آگاہی اور ان اسرار پر اطلاع) تھی تو وہ (ان واضح الدلالتہ الفاظ) کا مطلب نہ سمجھے (اور غیرت و شرم کے باعث اور کسی سے پوچھ نہ سکے)۔ یا سمجھے۔ (حقیقت حال سے آگاہ ہوئے) اور اس میں تفضیلِ شیخین کا خلاف پایا (مگر خاموش رہے اور جمہور صحابہ کرام کے برخلاف عقیدہ رکھنا زبان پر اس کا خلاف نہ آنے دیا اور حالانکہ یہ ان کی پاک جنابوں میں گستاخی اور ان پر تقیہ ملعونہ کی تہمت تراشی ہے) تو (اب ہم) کیونکر خلاف سمجھ لیں (کسے کہہ دیں کہ ان کے دل میں خلاف تھا زبان سے اقرار) اور تصریحاتِ بینہ و قاطع الدلالتہ (روشن صراحتوں قطعی دلائلوں) وغیرہ محتملہ الخلاف کو (جن میں کسی خلاف کا احتمال نہیں کوئی ہیر پھیر نہیں) کیسے پس پشت ڈال دیں الحمد للہ رب العلمین کہ حق تبارک و تعالیٰ نے فقیر حقیر کو یہ ایسا جواب شافی تعلیم فرمایا کہ منصف (انصاف پسند ذی ہوش) کے لیے اس میں کفایت (اور یہ جواب اس کی صحیح رہنمائی و ہدایت کے لیے کافی) اور متعصب کو (کہ آتش غلو میں سُگلنا اور ضد و نفسانیت کی راہ چلتا ہے) اس میں غیظ بے نہایت ("قُلْ مُؤْتُوا عِقَابَكُمْ" ^۱۔ انہیں آتش غضب میں جلنا مبارک) (ہم مسلمانانِ اہلسنت کے نزدیک، حضرت مولیٰ کی ماننا) یہی محبتِ علی مرتضیٰ ہے اور اس کا بھی (یہی تقاضا) یہی مقتضی ہے کہ محبوب کی اطاعت کیجئے اور اس کے غضب اور اسی کروڑوں کے استحقاق سے بچجئے (والعیاذ باللہ)

اللہ! اللہ! وہ امام الصدیقین، اکمل اولیاء العارفین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت کو حفظ جان پر مقدم رکھا حالانکہ جان کا رکھنا سب سے زیادہ اہم فرض ہے۔ اگر بوجہ ظلمِ عدو و مکار و غیرہ نماز پڑھنے میں معاذ اللہ ہلاک جان کا یقین ہو تو اس وقت ترک نماز کی اجازت ہوگی۔

یہی تعظیم و محبت و جالِ ثناری و پروانہ واری شمع رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ ہے جس نے صدیق اکبر کو بعد انبیاء و مرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تمام جہان پر تفوق بخشا اور ان کے بعد تمام عالم، تمام خلق، تمام اولیاء تمام عرفاء سے افضل و اکرم و اکمل و اعظم کر دیا۔

وہ صدیق جس کی نسبت حدیث میں آیا کہ ابوبکر کو کثرتِ صوم و صلوٰۃ کی وجہ سے تم پر فضیلت نہ ہوئی

^۱ القرآن الکریم ۱۱۹/۳

بلکہ اس سر کے سبب جو اس کے دل میں راسخ و متمکن ہے^۱۔

وہ صدیق جس کی نسبت ارشاد ہوا اگر ابو بکر کا ایمان میری تمام اُمت کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابو بکر کا ایمان غالب آئے^۲۔

وہ صدیق کہ خود اُن کے مولائے اکرم و آقائے اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کا ہمارے ساتھ کوئی ایسا سلوک نہیں ہے جس کا ہم نے عوض نہ کر دیا ہو سوا ابو بکر کے، کہ ان کا ہمارے ساتھ وہ حسن سلوک ہے جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ انہیں روز قیامت دے گا^۳۔

وہ صدیق جس کی افضلیت مطلقہ پر قرآن کریم کی شہادت ناطقہ ہے کہ فرمایا: "إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَىٰ"۔^۴ تم میں سب سے زیادہ عزت والا اللہ کے حضور وہ ہے جو تم سب میں اتقی ہے۔

اور دوسری آیت کریمہ میں صاف فرمادیا۔ "وَسَيَجْزِيكَ اللَّهُ تَقَىٰ"۔^۵ قریب ہے کہ جہنم سے بچایا جائے گا وہ اتقی۔
بشادت آیت اولیٰ ان آیات کریمہ سے وہی مراد ہے جو افضل و اکرم امت مرحومہ ہے، اور وہ نہیں مگر اہل سنت کے نزدیک صدیق اکبر، اور تفضیلیہ و روافض کے نزدیک یہاں امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
مگر اللہ عز و جل کے لیے حمد کہ اس نے کسی کی تلبیس و تدلیس اور حق و باطل میں آمیزش و آفریزش کو جگہ نہ چھوڑی، آیت کریمہ نے ایسے وصف خاص سے اتقی کی تعیین فرمادی جو حضرت صدیق اکبر کے سوا کسی پر صادق آہی نہیں سکتا۔
فرماتا ہے: "وَمَا لَاحِدٌ عِنْدَكَ مِنْ نِعْمَةٍ يُجْزَىٰ"۔^۶ اس پر کسی کا ایسا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔

^۱ کشف الخفاء حدیث ۲۲۲۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۷۰/۲

^۲ تاریخ الخلفاء فصل فیما ورد من کلام الصحابة الخ دار صادر بیروت ص ۸، شعب الایمان حدیث ۳۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶۹/۱

^۳ جامع الترمذی ابواب المناقب باب مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ امین کپنی دہلی ۲۰۷/۲

^۴ القرآن الکریم ۱۳/۴۹

^۵ القرآن الکریم ۱۷/۹۲

^۶ القرآن الکریم ۱۹/۹۲

اور دنیا جانتی مانتی ہے کہ وہ صرف صدیق اکبر ہی ہیں جن کی طرف سے ہمیشہ بندگی و غلامی و خدمت و نیاز مندی اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے براہِ بندہ نوازی قبول و پذیرائی کا برتاؤ رہا یہاں تک کہ خود ارشاد فرمایا کہ: بے شک تمام آدمیوں میں اپنی جان و مال سے کسی نے ایسا سلوک نہیں کیا جیسا ابوبکر نے کیا^۱۔

جب کہ مولیٰ علی نے مولائے کل، سید المرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کنارِ اقدس میں پرورش پائی، حضور کی گود میں ہوش سنبھالا، اور جو کچھ پایا بظاہر حالات یہیں سے پایا، تو آیت کریمہ "وَمَالًا حَیْ عِنْدَکَ مِنْ نِعْمَةٍ یُعْزِی" ^۲۔

(اس پر کسی کا ایسا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے) سے مولا علی قطعاً مراد نہیں ہو سکتے بلکہ بالیقین صدیق اکبر ہی مقصود ہیں، اور اسی پر اجماعِ مفسرین موجود۔

وہ صدیق جنہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرضیتِ حج کے بعد پہلے ہی سال میں امیر الحج مقرر فرمایا اور انہیں کو اپنے سامنے اپنے مرضِ المرت شریف میں اپنی جگہ امام مقرر فرمایا۔

حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کارشاد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد جب ہم نے غور کیا (تو اس نتیجہ پر پہنچے) کہ نماز تو اسلام کا رکن ہے اور اسی پر دین کا قیام ہے اس لیے ہم نے امورِ خلافت کی انجام دہی کے لیے بھی اس پر رضا مندی ظاہر کر دی، جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے لیے پسند فرمایا تھا، اور اسی لیے ہم نے ابوبکر کی بیعت کر لی^۳۔

اور فاروق اعظم تو فاروق اعظم ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ، وہ فاروق جن کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا مانگی کہ: اللّٰهُمَّ اعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعِمْرٍ بِنِ خَطَّابٍ خَاصَّةً^۴۔ الٰہی! اسلام کی خاص عمر بن خطاب کے اسلام سے عزتیں بڑھا۔

اس دعائے کریم کے باعث عمر فاروق اعظم کے ذریعہ سے جو جو عزتیں اسلام کو ملیں، جو جو بلائیں اسلام و مسلمین سے دفع ہوئیں مخالف موافق سب پر روشن و مبین، واللہ اسیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

^۱ جامع الترمذی ابواب المناقب باب مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ امین کمپنی دہلی ۱۲/ ۲۰۷

^۲ القرآن الکریم ۱۹/ ۹۲

^۳ الصواعق المحرقة الباب الاول الفضل الرابع دارالکتب العلمیة بیروت ص ۴۳

^۴ سنن ابن ماجہ فضل عمر رضی اللہ عنہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱، المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة دار الفکر بیروت ۸۳/ ۳

فرماتے ہیں کہ:

مازلنا اعزّة منذ اسلم^۱۔ (بخاری) ہم ہمیشہ معزز رہے جب سے عمر اسلام لائے۔

وہ فاروق جن کے حق میں خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا^۲۔
(رضی اللہ عنہ)

یعنی آپ کی فطرت اتنی کاملہ تھی کہ اگر دروازہ نبوت بند نہ ہوتا تو محض فضل الہی سے وہ نبی ہو سکتے تھے کہ اپنی ذات کے اعتبار سے نبوت کا کوئی مستحق نہیں)

وہ فاروق جن کے بارے میں ارشاد محبوب رب العالمین موجود کہ: عمر کہیں ہو حق اس کی رفاقت میں رہے گا^۳۔
وہ فاروق جن کے لیے صحابہ کرام کا اجماع کہ عمر علم کے نوحے لے گئے^۴۔ جب کہ ابو بکر صدیق صحابہ میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔

وہ فاروق کہ جس راہ سے وہ گزر جائیں شیاطین کے دل دہل جائیں^۵۔
وہ فاروق کہ جب وہ اسلام لائے ملائعہ اعلیٰ کے فرشتوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں تہنیت و مبارکبادیوں کی ڈالیاں نذرانے میں پیش کیں^۶۔

وہ فاروق کہ ان کے روزِ اسلام سے اسلام ہمیشہ عزتیں اور سر بلندیاں ہی پاتا گیا۔ ان کا اسلام فتح تھا ان کی ہجرت نصرت اور ان کی خلافت رحمت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
اور جب ثابت ہو گیا کہ قرب الہی (معرفت و کثرت ثواب میں) شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مزیت و

^۱ صحیح البخاری کتاب مناقب اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۲۰

^۲ جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ امین کمپنی دہلی ۲۰۹/۲، المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة

دار الفکر بیروت ۳/ ۸۳

^۳ کنز العمال حدیث ۳۲۷۳۵ و ۳۲۷۳۴ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۱/ ۵۷۷ و ۵۷۸

^۴ تاریخ الخلفاء ذکر عمر بن الخطاب فصل فی اقوال الصحابة فیہ دار ابن حزم بیروت ص ۹۸

^۵ صحیح البخاری مناقب عمر فاروق رضی اللہ عنہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۲۰

^۶ کنز العمال حدیث ۳۲۷۳۸ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۱/ ۵۷۷

تفوق (زیادت و فوقیت) ہے تو ولایت (خاصہ جو کہ ایک قُربِ خاص ہے کہ مولیٰ عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے یہ) بھی انہیں کی اعلیٰ ہوئی (اور ولایت شیخین، جملہ اکابر اولیاء کی ولایت سے بالا) (ہاں) مگر ایک درجہ قُرب الہی جل جلالہ و رزقنا اللہ کا (ضروری الحاظ اور خصوصاً حضرات علماء و فضلاء اُمت کی توجہ کا مستحق ہے اور وہ یہ ہے کہ مرتبہ تکمیل پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جانب کمالات نبوت حضرات شیخین کو قائم فرمایا، اور جانب کمالات ولایت حضرت مولا علی مشکل کشا کو تو جملہ اولیائے مابعد نے مولیٰ علی ہی کے گھر سے نعمت پائی، انہیں کے دستِ نگر تھے، انہیں کے دستِ نگر ہیں اور انہیں کے دستِ نگر رہیں گے)

پر ظاہر ہے کہ سیر الی اللہ میں تو سب اولیاء برابر ہوتے ہیں اور وہاں "لَا تَفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ سُلْبُهُ" ^۱۔ (ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے) کی طرح لا نفرق بین احد من اولیاءہ (ہم اس کے دوستوں میں کوئی تفریق نہیں کرتے) کہا جاتا ہے (یعنی تمام اولیاء اللہ اصل طریق ولایت یعنی سیر الی اللہ میں برابر ہوتے ہیں۔ اور ایک دوسرے پر سبقت و فضیلت کا قول باعتبار سیر فی اللہ کیا جاتا ہے کہ جب سالک عالم لاہوت پر پہنچا۔ سیر و سلوک تمام ہوا، یعنی سیر الی اللہ سے فراغت کے بعد سیر فی اللہ ہوتی ہے اور اس کی نہایت وحد نہیں) جب (عالم لاہوت پر پہنچ کر) ماسوائے الہی آنکھوں سے گر گیا اور مرتبہ فنا تک پہنچ کر آگے قدم بڑھا تو وہ سیر فی اللہ ہے اس کے لیے انتہا نہیں اور یہیں تفاوت قُرب (بارگاہ الہی میں عزت و منزلت اور کثرتِ ثواب میں فرق) جلوہ گر ہوتا ہے جس کی سیر فی اللہ زائد وہی خدا سے زیادہ نزدیک، پھر بعض بڑھتے چلے جاتے ہیں (اور جذب الہی انہیں اپنی جانب کھینچتا رہتا ہے ان کی یہ سیر کبھی ختم نہیں ہوتی) اور بعض کو دعوتِ خلق (ورہنمائی مخلوق الہی) کے لیے منزل ناسوتی عطا فرماتے ہیں (جسے عالم شہادت و عالم خلق و عالم جسمانی وغیرہ بھی کہتے ہیں۔ اور اس منزل میں تعلق مع اللہ کے ساتھ ان میں خلأق سے علاقہ پیدا کر دیا جاتا ہے اور وہ خلق خدا کی ہدایت کی طرف بھی متوجہ رہتے ہیں) ان سے طریقہ خرقہ و بیعت کا رواج پاتا ہے اور سلسلہ طریقت جنبش میں آتا ہے مگر یہ معنی اسے مستلزم نہیں (اور اس سے یہ لازم نہیں آتا) ان کی سیر فی اللہ اگلوں سے بڑھ جائے۔ (اور یہ دعوتِ خلق ورہنمائی مخلوق کے باعث

^۱ القرآن الکریم ۲/۲۸۵

بارگاہِ الہی میں ان سے سوا عزت و منزلت اور ثواب میں کثرت پاجائیں)

ہاں یہ ایک فضل جداگانہ ہے کہ انہیں ملا اور دوسروں کو عطا نہ ہوا تو یہ کیا؟ (اور اسی کی تخصیص کیسی؟) اس کے سوا صد ہا خصائص حضرت مولیٰ کو ایسے ملے کہ شیخین کو نہ ملے۔ مگر (بارگاہِ الہی میں) قرب و رفعت درجات میں انہیں کو افزونی رہی (انہیں کو مزیت ملی اور انہیں کے قدم پیش پیش رہے) ورنہ کیا وجہ ہے کہ ارشادات مذکورہ بالا میں انہیں ان سے افضل و بہتر کہا جاتا ہے (اور وہ بھی علی الاطلاق کسی جہت و حیثیت کی قید کے بغیر) اور ان (یعنی حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الاسنی) کی افضلیت (اور ان کی ان حضرات پر تفضیل) کا بہ تاکید اکید (مؤکد در مؤکد) انکار کیا جاتا ہے حالانکہ ادنیٰ ولی، اعلیٰ ولی سے افضل نہیں ہو سکتا ہے، آخر دیکھئے حضرت امیر (مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم) کے خلفائے کرام میں حضرت سبط اصغر (سیدنا امام حسین) و جناب خواجہ حسن بصری کو تنزل ناسوتی ملا اور حضرت سبط اکبر (سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کوئی سلسلہ جاری نہ ہوا حالانکہ قرب ولایت امام مجتبیٰ (سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ولایت و قرب خواجہ (حسن بصری) سے بالیقین اتم و اعلیٰ (برتر و بالا) اور ظاہر احادیث سے سبط اصغر شہزادہ گلگلوں قبا (شہید کرب و بلا) پر بھی ان کا فضل ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

عقیدہ سابعہ _____ مشاجرات صحابہ کرام

حضرت مرتضوی (امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جنہوں نے مشاجرات و منازعات کیے۔ (اور اس حق مآب صائب الرائے کی رائے سے مختلف ہوئے، اور ان اختلافات کے باعث ان میں جو واقعات رونما ہوئے کہ ایک دوسرے کے مد مقابل آئے مثلاً جنگ جمل میں حضرت طلحہ و زبیر و صدیقہ عائشہ اور جنگ صفین میں حضرت امیر معاویہ بمقابلہ مولیٰ علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

ہم اہلسنت ان میں حق، جانب جناب مولیٰ علی (مانتے) اور ان سب کو مورد لغزش، بر غلط و خطا اور حضرت اسد اللہی کو بدرجہا ان سے اکمل و اعلیٰ جانتے ہیں مگر بایں ہمہ بلحاظ احادیث مذکورہ (کہ ان حضرات کے مناقب و فضائل میں مروی ہیں) زبان طعن و شنیع ان دوسروں کے حق میں نہیں کھولتے اور انہیں ان کے مراتب پر جو ان کے لیے شرع میں ثابت ہوئے رکھتے ہیں، کسی کو کسی پر اپنی ہوائے نفس سے فضیلت نہیں دیتے۔ اور ان کے مشاجرات میں دخل اندازی کو حرام جانتے ہیں، اور ان کے اختلافات

کو ابو حنیفہ و شافعی جیسا اختلاف سمجھتے ہیں۔ تو ہم اہلسنت کے نزدیک ان میں سے کسی ادنیٰ صحابی پر بھی طعن جائز نہیں چہ جائیکہ اُمّ المؤمنین صدیقہ (عائشہ طیبہ طاہرہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جناب رفیع اور بارگاہِ وقیع میں طعن کریں، حاش! یہ اللہ و رسول کی جناب میں گستاخی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تطہیر و بریت (پاکدامنی و عفت اور منافقین کی بہتان تراشی سے برائت) میں آیات نازل فرمائے اور ان پر تہمت دھرنے والوں کو وعیدیں "عَذَابٌ أَلِيمٌ" کی سنائے^۱۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں اپنی سب ازواجِ مطہرات میں زیادہ چاہیں، جہاں منہ رکھ کر عائشہ صدیقہ پانی پئیں حضور اُسی جگہ اپنا لبِ اقدس رکھ کر وہیں سے پانی پئیں، یوں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب ازواج (مطہرات، طہیات طاہرات) دنیا و آخرت میں حضور ہی کی پیماں ہیں مگر عائشہ سے محبت کا یہ عالم ہے کہ ان کے حق میں ارشاد ہوا کہ یہ حضور کی بی بی ہیں دنیا و آخرت میں حضرت خیر النساء یعنی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حکم ہوا ہے کہ فاطمہ! تو مجھ سے محبت رکھتی ہے تو عائشہ سے بھی محبت رکھ کہ میں اسے چاہتا ہوں۔ (چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ سے فرمایا)

أَيُّ بَنِيهِ! السَّتْ تَحِبُّنَّ مَا أَحَبَّ؟ فَقَالَتْ بَلَىٰ قَالَ فَاحِبِّي هَذِهِ^۲۔

پیاری بیٹی! جس سے میں محبت کرتا ہوں کیا تو اس سے محبت نہیں رکھتی؟ عرض کیا: بالکل یہی درست ہے (جسے آپ چاہیں میں ضرور اسے چاہوں گی) فرمایا تب تو بھی عائشہ سے محبت رکھا کر)

سوال ہوا سب آدمیوں میں حضور کو کون محبوب ہیں؟ جواب عطا ہوا: عائشہ^۳۔

نوٹ: بریلی شریف سے شائع ہونے والے رسالہ میں مذکور کہ یہاں اصل میں بہت بیاض ہے، درمیان میں کچھ ناتمام سطریں ہیں مناسبت مقام سے جو کچھ فہم قاصر میں آیا بنا دیا ۱۲۔ اس فقیر نے ان اضافوں کو اصل عبارت سے ملا کر قوسین میں محدود کر دیا ہے تاکہ اصل و اضافہ میں امتیاز رہے اور ناظرین کو اس کا مطالعہ سہل ہو۔ اس میں غلطی ہو تو فقیر کی جانب منسوب کیا جائے۔ (محمد خلیل عفی عنہ)

^۱ القرآن الکریم ۱۹/۲۴

^۲ صحیح مسلم کتاب الفضائل فضائل عائشہ رضی اللہ عنہا قدیمی کتب خانہ ۲۸۵/۲

^۳ صحیح البخاری ابواب مناقب اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ ۱/۵۱۷، صحیح مسلم باب فضائل ابی بکر الصدیق

رضی اللہ عنہ قدیمی کتب خانہ ۲/۲۳، مسند احمد بن حنبل عن عمرو بن العاص المکتب الاسلامی بیروت ۲۰۳/۳

(وہ عائشہ صدیقہ بنت الصدیق، اُم المؤمنین، جن کا محبوبہ رب العالمین ہونا آفتاب نیم روز سے روشن تر، وہ صدیقہ جن کی تصویر بہشتی حریر میں روح القدس خدمتِ اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر لائیں۔ وہ ام المؤمنین کہ جبریل امین بآں فضل مبین انہیں سلام کریں اور ان کے کاشانہ عزت و طہارت میں بے اذن لیے حاضر نہ ہو سکیں، وہ صدیقہ کہ اللہ عزوجل وحی نہ بھیجے ان کے سوا کسی کے لحاف میں۔ وہ ام المؤمنین کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر سفر میں بے ان کے تشریف لے جائیں ان کی یاد میں واعر و ساء^۱۔ فرمائیں۔

وہ صدیقہ کہ یوسف صدیق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی براءت و پاکدامنی کی شہادت اہل زلیخا سے ایک بچہ ادا کرے بتول مریم کی تطہیر و عفت مآبی، روح اللہ کلمۃ اللہ فرمائیں، مگر ان کی براءت، پاک طینتی، پاک دامنی و طہارت کی گواہی میں قرآن کریم کی آیات کریمہ نزول فرمائیں۔ وہ ام المؤمنین کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پانی پینے میں دیکھتے رہیں کہ کوزے میں کس جگہ لب مبارک رکھ کر پانی پیاتے حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے لب ہائے مبارک و خدا پسند وہیں رکھ کر پانی نوش فرمائیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہا وعلیٰ ابیہا وبارک وسلم۔

آدمی اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھے اگر کوئی اس کی ماں کی توہین کرے اس پر بہتان اٹھائے یا اسے بُرا بھلا کہے تو اس کا کیسا دشمن ہو جائے گا اس کی صورت دیکھ کر آنکھوں میں خون اتر آئے گا، اور مسلمانوں کی مائیں یوں بے قدر ہوں کہ کلمہ پڑھ کر ان پر طعن کریں تہمت دھریں اور مسلمان کے مسلمان بنے رہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اور زبیر و طلحہ ان سے بھی افضل کہ عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ وہ (یعنی زبیر بن العوام) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی اور حواری (جاں باز، معاون و مددگار) اور یہ (یعنی طلحہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرے انور کے لیے سپر، وقت جاں نثاری (جیسے ایک جاں نثار نڈر سپاہی و سرفروش محافظ) رہے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ان کا درجہ ان سب کے بعد ہے۔

اور حضرت مولیٰ علی (مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی) کے مقام رفیع (مراتب بلند و بالا) و شانِ منیع (عظمت و منزلت محکم و اعلا) تک تو ان سے وہ دور دراز منزلیں ہیں جن ہزاروں ہزار رہوار برق کردار (ایسے کشادہ فراخ قدم گھوڑے جیسے بجلی کا کوندا) صبارِ رفتار (ہوا سے بات کرنے والے، تیز رو،

^۱ مسند احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۲/۲۴۸

تیز گام) تھک رہیں اور قطع (مسافت) نہ کر سکیں۔

مگر فضلِ صحبت (وشرفِ صحابیت و فضل) و شرفِ سعادتِ خدائی دین ہے۔ (جس سے مسلمان آنکھ بند نہیں کر سکتے تو ان پر لعن طعن یا ان کی توہین تنقیص کیسے گوارا رکھیں اور کیسے سمجھ لیں کہ مولیٰ علی کے مقابلے میں انہوں نے جو کچھ کیا بر بنائے نفسانیت تھا۔ صاحبِ ایمان مسلمان کے خواب و خیال میں بھی یہ بات نہیں آسکتی۔

ہاں ایک بات کہتے ہیں اور ایمان لگتی کہتے ہیں کہ ہم تو بھگت اللہ سرکارِ اہلبیت (کرام) کے غلامانِ خانِ زاد ہیں (اور موروٹی خدمت گار، خدمت گزار) ہمیں (امیر) معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کیا رشتہ خدا نخواستہ ان کی حمایت بے جا کریں مگر ہاں اپنی سرکار کی طرفداری (اور امرِ حق میں ان کی حمایت و پاسداری) اور ان (حضرت امیر معاویہ) کا (خصوصاً) الزام بدگوئیاں (اور دریدہ دہنوں، بدزبانوں کی تہمتوں سے بری رکھنا منظور ہے کہ ہمارے شہزادہ اکبر حضرت سبط (اکبر، حسن) مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسبِ بشارت اپنے جدِ امجد سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اختتامِ مدت (خلافتِ راشدہ) کہ منہاجِ نبوت پر تیس سال رہی اور سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھ ماہ مدتِ خلافت پر ختم ہوئی) عینِ معرکہ جنگ میں ایک فوج جرار کی ہمراہی کے باوجود ہتھیار رکھ دیے (بالقصد والا اختیار) اور ملک (اور امورِ مسلمین کا انتظام و انصرام) امیر معاویہ کو سپرد کر دیا (اور ان کے ہاتھ پر بیعت اطاعت فرمائی) اگر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ العیاذ باللہ کافریا فاسق تھے یا ظالم جابر تھے یا غاصب جابر تھے۔ (ظلم و جور پر کمر بستہ) تو الزامِ امام حسن پر آتا ہے کہ انہوں نے کاروبارِ مسلمین و انتظامِ شرع و دین باختیارِ خود (بلا جبر و اکراہ بلا ضرورت شرعیہ، باوجودِ مقدرت) ایسے شخص کو تفویض فرما دیا (اور اس کی تحویل میں دے دیا) اور خیر خواہی اسلام کو معاذ اللہ کام نہ فرمایا (اس سے ہاتھ اٹھالیا) اگر مدتِ خلافت ختم ہو چکی تھی اور آپ (خود) بادشاہت منظور نہیں فرماتے تھے) تو صحابہ حجاز میں کوئی اور قابلیتِ نظم و نسق دین نہ رکھتا تھا جو انہیں کو اختیار کیا۔ اور انہیں کے ہاتھ پر بیعت اطاعت کر لی) حاشا للہ بلکہ یہ بات خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی پیش گوئی میں ان کے اس فعل کو پسند فرمایا اور ان کی سیادت کا نتیجہ ٹھہرایا کما فی صحیح البخاری (جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے) صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرمایا۔ ان ابی ہذا سید لعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتنین عظیمین من المسلمین^۱۔

^۱ صحیح البخاری کتاب الصلح باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم للحسن الخ و مناقب الحسن و الحسين قدیمی مکتب خانہ کراچی

(میرا یہ بیٹا سید ہے، سیادت کا علمبردار) میں امید کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل اس کے باعث دو بڑے گروہ اسلام میں صلح کرا دے۔
آیہ کریمہ کا ارشاد ہے: "وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ"^۱۔

اور ہم نے ان کے سینوں میں سے کینے کھینچ لیے۔

جو دنیا میں ان کے درمیان تھے اور طبعیتوں میں جو کدورت و کشیدگی تھی اسے رفیق و الفت سے بدل دیا اور ان میں آپس میں نہ باقی رہی مگر مودت و محبت۔

اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ آپ نے فرمایا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ میں اور عثمان اور طلحہ و زبیر ان میں سے ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ نزعنا الایۃ۔

حضرت مولیٰ علی کے اس ارشاد کے بعد بھی ان پر الزام دینا عقل و خرد سے جنگ ہے، مولیٰ علی سے جنگ ہے، اور خدا و رسول سے جنگ ہے۔ والعیاذ باللہ۔

جب کہ تاریخ کے اوراق شاہد عادل ہیں کہ حضرت زبیر کو جو نہی اپنی غلطی کا احساس ہوا انہوں نے فوراً جنگ سے کنارہ کشی کر لی۔
اور حضرت طلحہ کے متعلق بھی روایات میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنے ایک مددگار کے ذریعے حضرت مولیٰ علی سے بیعت اطاعت کر لی تھی۔

اور تاریخ سے ان واقعات کو کون چھیل سکتا ہے کہ جنگ جمل ختم ہونے کے بعد حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ نے حضرت عائشہ کے برادر معظم محمد بن ابی بکر کو حکم دیا کہ وہ جائیں اور دیکھیں کہ حضرت عائشہ کو خدا نخواستہ کوئی زخم و غیرہ تو نہیں پہنچا۔ بلکہ بجلت تمام خود بھی تشریف لے گئے اور پوچھا۔ آپ کا مزاج کیسا ہے؟

انہوں نے جواب دیا الحمد للہ اچھی ہوں۔

مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کی بخشش فرمائے۔

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا اور تمہاری بھی۔

پھر مقتولین کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر حضرت مولیٰ علی نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی واپسی کا انتظام کیا اور پورے اعزاز و اکرام کے ساتھ محمد بن ابی بکر کی نگرانی میں چالیس معزز عورتوں کے جھرمٹ میں ان کو

^۱ القرآن الکریم ۷۷/۲۳

جانب حجاز رخصت کیا۔ خود حضرت علی نے دور تک مشایعت کی، ہمراہ رہے، امام حسن میلوں تک ساتھ گئے۔ چلتے وقت حضرت صدیقہ نے مجمع میں اقرار فرمایا کہ مجھ کو علی سے نہ کسی قسم کی کدورت پہلے تھی اور نہ اب ہے۔ ہاں ساس، داماد (یا دیور، بھاج) میں کبھی کبھی جو بات ہو جایا کرتی ہے اس سے مجھے انکار نہیں۔

حضرت علی نے یہ سن کر ارشاد فرمایا لوگو! حضرت عائشہ سچ کہہ رہی ہیں خدا کی قسم مجھ میں اور ان میں اس سے زیادہ اختلاف نہیں ہے، بہر حال خواہ کچھ ہو یہ دنیا و آخرت میں تمہارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں (اور ام المومنین)۔

اللہ اللہ! ان یارانِ پیچہ صدق و صفا میں باہمی یہ رفیق و مودت اور عزت و اکرام اور ایک دوسرے کے ساتھ یہ معاملہ تعظیم و احترام، اور ان عقل سے بیگانوں اور نادان دوستوں کی حمایت علی کا یہ عالم کہ ان پر لعن طعن کو اپنا مذہب اور اپنا شعار بنائیں اور ان سے کدورت و دشمنی کو مولیٰ علی سے محبت و عقیدت ٹھہرائیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مسلمانانِ اہلسنت اپنا ایمان تازہ کر لیں اور سن رکھیں کہ اگر صحابہ کرام کے دلوں میں کھوٹ، نیتوں میں فتور اور معاملات میں فتنہ و فساد ہو تو رضی اللہ عنہم کے کوئی معنی ہی نہیں ہو سکتے۔

صحابہ کرام کے عند اللہ مرضی و پسندیدہ ہونے کے معنی یہی تو ہیں کہ وہ مولائے کریم ان کے ظاہر و باطن سے راضی، ان کی نیتوں اور مافی الضمیر سے خوش ہے، اور ان کے اخلاق و اعمال بارگاہِ عزت میں پسندیدہ ہیں۔ اسی لیے ارشاد فرمایا ہے کہ:

"وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ"^۱۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا ہے اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دیئے اب جو کوئی اس کے خلاف کہے اپنا ایمان خراب کرے اور اپنی عاقبت برباد۔ والعیاذ باللہ۔

عقیدہ ثامنہ^۸ امامت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت مطلقہ کو امامت کبرای اور اس منصب عظیم پر فائز

^۱ القرآن الکریم ۱۰۹/۷

ہونے والے کو امام کہتے ہیں۔

امام المسلمین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت سے مسلمانوں کے تمام امور دینی و دنیوی میں حسب شرع تصرف عام کا اختیار رکھتا ہے اور غیر معصیت میں اس کی اطاعت تمام جہان کے مسلمانوں پر فرض ہوتی ہے۔

اس امام کے لیے مسلمان آزاد، عاقل، بالغ، قادر، قرشی ہونا شرط ہے، ہاشمی علوی اور معصوم ہونا اس کی شرط نہیں، ان کا شرط کرنا روافض کا مذہب ہے جس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ برحق امراء مومنین، خلفائے ثلاثہ ابو بکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خلافت رسول سے جدا کر دیں۔ حالانکہ ان کی خلافتوں پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہے۔ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم و حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان کی خلافتیں تسلیم کیں۔ اور علویت کی شرط نے تو مولیٰ علی کو بھی خلیفہ ہونے سے خارج کر دیا۔ مولا علی کیسے علوی ہو سکتے ہیں۔ رہی عصمت تو یہ انبیاء و ملائکہ کا خاصہ ہے امام کا معصوم ہونا روافض کا مذہب ہے۔ (بہار شریعت)

ہم مسلمانان اہلسنت و جماعت کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد خلافت و امامت صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بالقطع التحقیق (قطعاً، یقیناً، تحقیقاً) حقہ راشدہ ہے (ثابت و درست، رشد و ہدایت پر مبنی) نہ غاصبہ جائزہ (کہ غصب یا جور و جبر سے حاصل کی گئی) رحمت و رافت (مہربانی و شفقت) حسن سیادت (بہتر و لائق تر امارت) و لحاظ مصلحت (تمام مصلحتوں سے ملحوظ) و حمایت ملت (شریعت کی حمایتوں سے معمور) و پناہ امت سے مزین (آراستہ و پیراستہ) اور عدل و داد (انصاف و برابری) و صدق و سداد (راستی و درستی) و رشد و ارشاد (راست روی و حق نمائی) و قطع فساد و قلع اہل ارتداد (مرتدین کی تیغ کشی) سے محلی (سنواری ہوئی) اول تلویحات و تصریحات روشن و صریح ارشادات (سید الکائنات علیہ و علی آلہ افضل الصلوات والتحيات اس بارے میں بہ کثرت وارد۔

دوسرے خلافت اس جناب تقویٰ مآب کی باجماع صحابہ واقع ہوئی، (اور آپ کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد تحت خلافت پر جلوس فرمانا فرامین و احکام جاری کرنا، ممالک اسلامیہ کا نظم و نسق سنبھالنا، اور تمام امور مملکت و رزم و بزم کی باگیں اپنے دستِ حق پرست میں لینا وہ تاریخی واقعہ مشہور و متواتر اظہر من الشمس ہے، جس سے دنیا میں موافق مخالف حتیٰ کہ نصاریٰ و یہود و مجوس و ہنود کسی کو انکار نہیں۔ اور ان مہجانب خدا و نوابانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابداً ابداً سے شیعانِ علی

کو زیادہ عداوت کا منہ لی یہی ہے کہ ان کے زعم باطل میں استحقاق خلافت حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسبی میں منحصر تھا۔ جب بحکم الہی خلافتِ راشدہ، اول ان تین سردارانِ مومنین کو پہنچی روافض نے انہیں معاذ اللہ مولیٰ علی کا حق چھیننے والا اور ان کی خلافت و امامت کو غاصبہ جائزہ ٹھہرایا۔

اتنا ہی نہیں بلکہ تفسیر شقیہ کی تہمت کی بدولت حضرت اسد اللہ غالب کو عیاداً باللہ سخت نامرد و بُزدل و تارکِ حق و مطیعِ باطل ٹھہرایا۔

دوستی بے خرداں دشمنی ست
(بے عقلوں کی دوستی دشمنی ہوتی ہے)

(الغرض آپ کی امامت و خلافت پر تمام صحابہ کرام کا اجماع ہے) اور باطل پر اجماع امت (خصوصاً اصحابِ حضرت رسالت علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتحیۃ کا) ممکن نہیں۔ (اور مان لیا جائے تو غصب و ظلم پر اتفاق سے عیاداً باللہ سب فساق ہوئے، اور یہی لوگ حاملانِ قرآن مبین و راویانِ دین متین ہیں، جو انہیں فاسق بتائے اپنے لیے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک دوسرا سلسلہ پیدا کرے یا ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے، اسی طرح ان کے بعد خلافتِ فاروق، پھر امامتِ ذی النورین، پھر جلوہ فرمائی ابوالحسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

عقیدہ ناسعہ^۹ ضروریاتِ دین

نصوصِ قرآنیہ (اپنی مراد پر واضح آیاتِ فرقانیہ) و احادیثِ مشہورہ متواترہ (شہرت اور تواتر سے مؤید) و اجماعِ امت مرحومہ مبارکہ (کہ یہ قصرِ شریعت کے اساسی ستون ہیں اور شبہات و تاویلات سے پاک، ان میں سے ہر دلیل قطعی، یقینی واجب الاذعان و الثبوت، ان) سے جو کچھ دربارہ الوہیت (ذات و صفاتِ باری تعالیٰ) و رسالت (و نبوتِ انبیاء و مرسلین و وحی رب العالمین) و کتبِ سماوی، و ملائکہ و جن و بعث و حشر و نشر و قیامِ قیامت، قضاء و قدر و ممالکان و ممالکون (جملہ ضروریاتِ دین) ثابت (اور ان دلائل قطعیہ سے مدلل ان) راہینِ واضحہ سے مبرہن (سب حق ہیں اور ہم سب پر ایمان لائے جنت اور اسکے جانفزا احوال) (کہ لا عین رأی ولا اذن سمعت ولا خطر ببال احد^۱۔ وہ عظیم نعمتیں

^۱ صحیح البخاری کتاب التفسیر تحت آیت ۱۳۲/۷۷ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/۷۰۴، جامع الترمذی ابواب التفسیر سورة السجدة امین

کمپنی دہلی ۱۲/۱۵۱ سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب صفة الجنة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۳۱

وہ نعیم عظمتیں اور جان و دل کو مرغوب و مطلوب وہ لذتیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا، اور نہ کسی کے دل پر اُن کا خطرہ گزرا) دوزخ اور اس کے جاں گزراہات (کہ وہ ہر تکلیف و اذیت جو ادراک کی جائے اور تصور میں لائی جائے، ایک ادنیٰ حصہ ہے اس کے بے انتہا عذاب کا، والعیاذ باللہ) قبر کے نعیم و عذاب (کہ وہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا) منکر نکیر سے سوال و جواب روز قیامت حساب و کتاب و وزن اعمال (جس کی حقیقت اللہ جانے اور اس کا رسول) و کوثر (کہ میدانِ حشر کا ایک حوض ہے اور جنت کا طویل و عریض چشمہ) و صراط (بال سے زیادہ باریک، تلوار سے زیادہ تیز، پشتِ جہنم پر ایک پُل) و شفاعۃ عصاة اہل کبائر (یعنی گناہگار ان اُمت مرحومہ کہ کبیرہ گناہوں میں ملوث رہے ان کے لیے سوالِ بخشش) اور اس کے سبب اہل کبائر کی نجات الٰی غیر ذالک من الواردات سب حق (ہے اور سب ضروری القبول) جبر و قدر باطل (اپنے آپ کو مجبور محض یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی)۔

ولکن امر بین امرین (اختیارِ مطلق اور جبرِ محض کے بین بین راہِ سلامتی اور اس میں زیادہ غور و فکر سبب ہلاکت، صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے۔ ماوشاکس گنتی میں) جو بات ہماری عقل میں نہیں آتی (اس میں خواہ مخواہ نہیں الجھتے اور اپنی اندھی اندھی عقل کے گھوڑے نہیں دوڑاتے بلکہ) اس کو موکول بخدا کرتے (اللہ عزوجل کو سونپتے کہ واللہ اعلم بالصواب) اور اپنا نصیبہ "امثالہ لکل من عند ربنا" ¹۔ بناتے ہیں (کہ سب کچھ حق کی جانب سے ہے سب حق ہے اور سب پر ہمارا ایمان)۔

مصطفیٰ اندر میاں آنگہ کہ می گوید بعقل آفتاب اندر جہاں آنگہ کہ می جوید سہا ²
مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوں تو اپنی عقل سے کون بات کرتا ہے سورج دنیا میں جلوہ گر ہو تو چھوٹے سے ستارے کو کون ڈھونڈتا ہے۔ ت)

(قال الرضا)

عرش پہ جا کہ مرغِ عقل تھک کے گرا، غش آگیا اور ابھی منزلوں پرے، پہلا ہی آستان ہے ³
یاد رکھنا چاہیے کہ وحی الٰہی کا نزول، کتبِ آسمانی کی تنزیل، جن و ملائکہ، قیامت و بعث، حشر و نشر

¹ القرآن الکَرِیم ۱۳/ ۷

²

³ حدائقِ بخشش مکتبہ رضویہ کراچی حصہ اول ص ۷۹

حساب و کتاب، ثواب و عذاب اور جنت و دوزخ کے وہی معنی ہیں جو مسلمانوں میں مشہور ہیں اور جن پر صدر اسلام سے اب تک چودہ سو سال کے کافہ مسلمین و مومنین دوسرے ضروریات دین کی طرح ایمان رکھتے چلے آ رہے ہیں مسلمانوں میں مشہور ہیں۔ جو شخص ان چیزوں کو تو حق کہے اور ان لفظوں کا تو اقرار کرے مگر ان کے نئے معنی گھڑے مثلاً یوں کہے کہ جنت و دوزخ و حشر و نشر و ثواب و عذاب سے ایسے معنی مراد ہیں جو ان کے ظاہر الفاظ سے سمجھ میں نہیں آتے۔ یعنی ثواب کے معنی اپنے حسنت کو دیکھ کر خوش ہونا۔ اور عذاب، اپنے برے اعمال کو دیکھ کر غمگین ہونا ہیں۔ یا یہ کہ وہ روحانی لذتیں اور باطنی معنی ہیں وہ کافر ہے کیونکہ ان امور پر قرآن پاک اور حدیث شریف میں کھلے ہوئے روشن ارشادات موجود ہیں۔

یونہی یہ کہنا بھی یقیناً کفر ہے کہ پیغمبروں نے اپنی اپنی اُمتوں کے سامنے جو کلام، کلام الہی بتا کر پیش کیا وہ ہر گز کلام الہی نہ تھا بلکہ وہ سب انہیں پیغمبروں کے دلوں کے خیالات تھے جو فوراً کے پانی کی طرح انہیں کے قلوب سے جوش مار کر نکلے اور پھر انہیں کے دلوں پر نازل ہو گئے۔

یونہی یہ کہنا کہ نہ دوزخ میں سانپ، بچھو اور زنجیریں ہیں اور نہ وہ عذاب جن کا ذکر مسلمانوں میں رائج ہے، نہ دوزخ کا کوئی وجود خارجی ہے بلکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے جو کلفت روح کو ہوئی تھی بس اسی روحانی اذیت کا اعلیٰ درجہ پر محسوس ہونا اسی کا نام دوزخ اور جہنم ہے، یہ سب کفر قطعی ہے۔

یونہی یہ سمجھنا کہ جنت میں میوے ہیں نہ باغ، نہ محل ہیں نہ نہریں ہیں، نہ حوریں ہیں، نہ غلمان ہیں، نہ جنت کا کوئی وجود خارجی ہے بلکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی جو راحت روح کو ہوئی تھی بس اسی روحانیت کا اعلیٰ درجہ پر حاصل ہونا اسی کا نام جنت ہے، یہ بھی قطعاً یقیناً کفر ہے۔

یونہی یہ کہنا کہ اللہ عزوجل نے قرآن عظیم میں جن فرشتوں کا ذکر فرمایا ہے نہ ان کا کوئی اصل وجود ہے نہ ان کا موجود ہونا ممکن ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ہر ہر مخلوق میں جو مختلف قسم کی قوتیں رکھی ہیں جیسے پہاڑوں کی سختی، پانی کی روانی، نباتات کی فرونی بس انہیں قوتوں کا نام فرشتہ ہے، یہ بھی بالقطع والیقین کفر ہے۔

یونہی جن و شیاطین کے وجود کا انکار اور بدی کی قوت کا نام جن یا شیطان رکھنا کفر ہے اور ایسے اقوال کے قائل یقیناً کافر اور اسلامی برادری سے خارج ہیں۔

فائدہ جلیلہ

مانی ہوئی باتیں چار^۴ قسم ہوتی ہیں۔

(۱) ضروریاتِ دین: ان کا ثبوت قرآن عظیم یا حدیث متواتر یا اجماع قطعیات الدلالات و اضمحلال افادات سے ہوتا ہی جن میں نہ شبہ کی گنجائش نہ تاویل کوراہ۔ اور ان کا منکر یا ان میں باطل تاویلات کا مرتکب کافر ہوتا ہے۔

(۲) ضروریاتِ مذہبِ اہلسنت و جماعت: ان کا ثبوت بھی دلیل قطعی سے ہوتا ہے۔ مگر ان کے قطعی الثبوت ہونے میں ایک نوعِ شبہ اور تاویل کا احتمال ہوتا ہے اسی لیے ان کا منکر کافر نہیں بلکہ گمراہ، بد مذہب، بد دین کہلاتا ہے۔

(۳) اثباتِ محکمہ: ان کے ثبوت کو دلیل ظنی کافی، جب کہ اس کا مفاد اکبر رائے ہو کہ جانبِ خلاف کو مطروح و مضحک اور التفاتِ خاص کے ناقابلِ بنادے۔ اس کے ثبوت کے لیے حدیث احاد، صحیح یا حسن کافی، اور قول سوادِ اعظم و جمہور علماء کا سند وافی، فان ید الله على الجماعة (اللہ تعالیٰ کا دستِ قدرت جماعت پر ہوتا ہے۔ ت)

ان کا منکر وضوح امر کے بعد خاطی و آثم خطاکار و گناہگار قرار پاتا ہے، نہ بد دین و گمراہ نہ کافر و خارج از اسلام
(۴) ظنیاتِ محتملہ: ان کے ثبوت کے لیے ایسی دلیل ظنی بھی کافی، جس نے جانبِ خلاف کے لیے بھی گنجائش رکھی ہو، ان کے منکر کو صرف محضی و قصور وار کہا جائے گا نہ گناہگار، چہ جائیکہ گمراہ، چہ جائیکہ کافر۔

ان میں سے ہر بات اپنے ہی مرتبے کی دلیل چاہتی ہے جو فرقِ مراتب نہ کرے اور ایک مرتبے کی بات کو اس سے اعلیٰ درجے کی دلیل مانگے وہ جاہل بے وقوف ہے یا مکار فیلسوف ع

ہر سخن و قے ہر نکتہ مقامے دارد

(ہر بات کا کوئی وقت اور ہر نکتے کا کوئی خاص مقام ہوتا ہے۔ ت)

اور ع

گر فرق مراتب نہ کنی زندیق

(اگر تو مراتب کے فرق کو ملحوظ نہ رکھے تو زندیق ہے۔ ت)

اور بالخصوص قرآن عظیم بلکہ حدیث ہی میں تصریح صریح ہونے کی تو اصلاً ضرورت نہیں حتیٰ کہ مرتبہ اعلیٰ اعلیٰ ضروریات دین میں بھی۔

بہت باتیں ضروریات دین سے ہیں جن کا منکر یقیناً کافر مگر بالترتیب ان کا ذکر آیات و احادیث میں نہیں، مثلاً باری عزوجل کا جہل محال ہونا۔

قرآن عظیم میں اللہ عزوجل کے علم و احاطہ کا لاکھ جگہ ذکر ہے مگر امتناع و امکان کی بحث کہیں نہیں پھر کیا جو شخص کہے کہ واقع میں تو بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے، عالم الغیب والشادۃ ہے، کوئی ذرہ اس کے علم سے چھپا نہیں۔

مگر ممکن ہے کہ جاہل ہو جائے تو کیا وہ کافر نہ ہوگا کہ اس کے امکان کا سلب صریح قرآن میں مذکور نہیں۔ حاشا للہ! ضرور کافر ہے اور جو اسے کافر نہ کہے خود کافر، تو جب ضروریات دین ہی کے ہر جزئیہ کی تصریح صریح، قرآن و حدیث میں ضرور نہیں تو ان سے اُتر کر اور کسی درجے کی بات پر یہ مڑ چڑاپن کہ ہمیں تو قرآن ہی میں دکھاؤ ورنہ ہم نہ مانیں گے، زری جہالت ہے یا صریح ضلالت، مگر جنون و تعصب کا علاج کسی کے پاس نہیں۔

تو خوب کان کھول کر سُن لو اور لوح دل پر نقش رکھو کہ جسے کہتا سنو ہم اماموں کا قول نہیں جانتے ہمیں تو قرآن و حدیث چاہیے۔ جان لو کہ یہ گمراہ ہے، اور جسے کہتا سنو کہ ہم حدیث نہیں جانتے ہمیں صرف قرآن درکار ہے سمجھ لو کہ یہ بد دین، دین خدا کا بد خواہ ہے۔

مسلمانو! تم ان گمراہوں کی ایک نہ سُنو۔ اور جب تمہیں قرآن میں شبہ ڈالیں تم حدیث کی پناہ لو۔ اگر حدیث میں ایس و آس نکالیں تم ائمہ دین کا دامن پکڑو۔ اس درجے پر آ کر حق و باطل صاف کھل جائے گا اور ان گمراہوں کا اڑایا ہوا، سارا غبار حق کے برستے ہوئے بادلوں سے دھل جائے گا اور اس وقت یہ ضال، مضل طائفے بھاگتے نظر آئیں گے۔

"كَانَهُمْ حُجُومًا مُّسْتَفِئًا ۖ قَرَأَتْ مِنْ فَسُورَةٍ ۖ" ^۱۔ (گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہوں کہ شیر سے بھاگے ہوں) (الصّارم الرّبّانی ملخصاً)

عقیدہ عاشرہ^۱ _____ شریعت و طریقت

شریعت و طریقت، دو راہیں متبائن نہیں (کہ ایک دوسرے سے جدا اور ایک دوسرے کے خلاف ہوں) بلکہ بے اتباع شریعت، خدا تک وصول محال، شریعت تمام احکام جسم و جان و روح قلب

^۱ القرآن الکریم ۷۴/۵۱ و ۵۰

وجملہ علوم الہیہ و معارف نامتناہیہ کو جامع ہے جن میں سے ایک ایک ٹکڑے کا نام طریقت و معرفت ہے ولہذا باجماع قطعی جملہ اولیائے کرام کے تمام حقائق کو شریعتِ مطہرہ پر عرض کرنا فرض ہے، اگر شریعت کے مطابق ہوں حق و قبول ہیں ورنہ مردود و مخدول (مردود و نامقبول)

(توقیفاً قطعاً شریعت ہی اصل کار ہے، شریعت ہی مناط و مدار ہے شریعت ہی محک و معیار ہے اور حق و باطل کے پرکھنے کی کسوٹی) شریعت راہ کو کہتے ہیں اور شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کا ترجمہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ۔ اور یہ قطعاً عام و مطلق ہے نہ کہ صرف چند احکام جسمانی سے خاص۔

یہی وہ راہ ہے کہ پانچوں وقت، ہر نماز ہر رکعت میں اس کا مانگنا اور اس پر صبر و استقامت کی دُعا کرنا ہر مسلمان پر واجب فرمایا ہے کہ "إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ" ^۱۔ (ہم کو سیدھا راستہ چلا) ہم کو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ پر چلا، ان کی شریعت پر ثابت قدم رکھ۔

یونہی طریق، طریقہ، طریقت راہ کو کہتے ہیں نہ کہ پہنچ جانے کو، توقیفاً طریقت بھی راہ ہی کا نام ہے، اب اگر وہ شریعت سے جدا ہو تو بشادت قرآن عظیم خدا تک نہ پہنچائے گی بلکہ شیطان تک جنت تک نہ لے جائے گی بلکہ جہنم میں کہ شریعت کے سوا سب راہوں کو قرآن عظیم باطل و مردود فرما چکا۔

لاجرم ضرور ہوا کہ طریقت یہی شریعت ہے اسی راہ روشن کا ٹکڑا ہے۔ اس کا اس سے جدا ہونا محال و ناسزا ہے، جو اسے شریعت سے جدا مانتا ہے اسے راہِ خدا سے توڑ کر راہِ ابلیس مانتا ہے مگر حاشا، طریقت حقہ راہِ ابلیس نہیں قطعاً راہِ خدا ہے) نہ بندہ کسی وقت کیسی ہی ریاضات و مجاہدات بجالائے۔ (کیسی ہی ریاضتوں، مجاہدوں اور چلہ کشیوں میں وقت گزارا جائے۔ اس رتبہ تک پہنچے کہ تکالیف شرع (شریعت و مطہرہ کے فرامین و احکام امر و نہی) اس سے ساقط ہو جائیں اور اسے اسپ بے لگام و شتر بے زمام کر کے چھوڑ دیا جائے۔

قرآن عظیم میں فرمایا: "إِنَّ مَرَّةَ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ" ^۲۔ بے شک اسی سیدھی راہ پر میرا رب ملتا ہے۔

^۱ القرآن الکریم ۱/۵

^۲ القرآن الکریم ۱۱/۵۶

اور فرمایا: "وَ اِنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ" (الایۃ ۱)

شرع رکوع سے احکام شریعت بیان کر کے فرماتا ہے۔ اور اے محبوب! تم فرما دو کہ یہ شریعت میری سیدھی راہ ہے تو اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا اور راستوں کے پیچھے نہ لگ جاؤ کہ وہ تمہیں خدا کی راہ سے جدا کر دیں گے۔ دیکھو قرآن عظیم نے صاف فرما دیا کہ شریعت ہی صرف وہ راہ ہے جس کا منتہا اللہ ہے اور جس سے وصول الی اللہ ہے، اس کے سوا آدمی جو راہ چلے گا اللہ کی راہ سے دُور پڑے گا،

طریقت میں جو کچھ منکشف ہوتا ہے شریعت ہی کے اتباع کا صدقہ ہے ورنہ بے اتباع شرع بڑے بڑی کشف راہوں، جوگیوں، سنیا سیوں کو دیئے جاتے ہیں، پھر وہ کہاں تک لے جاتے ہیں، اسی نارِ جحیم و عذاب الیم تک پہنچاتے ہیں۔ (مقال العرفاء) صوفی وہ ہے کہ اپنے ہوا (اپنی خواہشوں، اپنی مرادوں) کو تابع شرع کرے (بے اتباع شرع کسی خواہش پر نہ لگے) نہ وہ کہ ہوا (وہوس اور نفسانی خواہشوں) کی خاطر شرع سے دستبردار ہو (اور اتباع شریعت سے آزاد) شریعت غذا ہے اور طریقت قوت، جب غذا ترک کی جائے گی قوت آپ زوال پائے گی، شریعت آنکھ ہے اور طریقت نظر (اور) آنکھ پھوٹ کر نظر (کا باقی رہنا) غیر متصور (عقل سلیم قبول نہیں کرتی تو شریعتِ مطہرہ میں کب مقبول و معتبر) بعد از وصول (منزل) اگر اتباع شریعت سے بے پروائی ہوتی (اور احکام شرع کا اتباع لازم و ضرور نہ رہتا یا بندہ اس میں مختار ہوتا) تو سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور امام الواصلین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اس کے ساتھ حق ہوتے (اور ترک بندگی و اتباع شرع کے باب میں سب سے مقدم و پیش رفت) نہیں (یہ بات نہیں اور ہر گز نہیں) بلکہ جس قدر قرب (حق) زیادہ ہوتا ہے شرع کی باگیں اور زیادہ سخت ہوتی جاتی ہیں (کہ) حسنات الابرا سیئات المقربین^۲۔ (ابرار کی نیکیاں بھی مقربین کے لیے عیب ہوتی ہیں)

ع نزدیکیاں راہیں بود حیرانی
(قریب والوں کو حیرت زیادہ ہوتی ہے)

^۱ القرآن الکریم ۶/۱۵۳

^۲ کشف الخفاء حدیث ۱۱۳۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۳۱۸

اور ع

جن کے رُتبے ہیں سوا، ان کو سوا مشکل ہے

آخر نہ دیکھا کہ سید المعصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات، رات بھر عبادات و نوافل میں مشغول اور کارِ امت کے لیے گریاں و ملول رہتے، نماز پنجگانہ تو حضور پر فرض تھی ہی نماز تہجد کا ادا کرنا بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر لازم بلکہ فرض قرار دیا گیا جب کہ امت کے لیے وہی سنت کی سنت ہے۔

حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا گیا کہ کچھ لوگ زعم کرتے ہیں کہ احکام شریعت تو وصول کا ذریعہ تھے اور ہم واصل ہو گئے یعنی اب ہمیں شریعت کی کیا حاجت۔ فرمایا وہ سچ کہتے ہیں، واصل ضرور ہوئے مگر کہاں تک؟ جہنم تک۔

چور اور زانی ایسے عقیدے والوں سے بہتر ہیں اگر ہزار برس جیوں تو فرائض و واجبات تو بڑی چیز ہیں، جو نوافل و مستحبات مقرر کر دیئے ہیں بے عذر شرعی ان میں کچھ کم نہ کروں۔

تو غلط پر تمام راستے بند ہیں مگر وہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نشانِ قدم کی پیروی کرے۔

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید
کہ ہر گز بہ منزل نہ خواہد رسید¹
(جس کسی نے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف راستہ اختیار کیا ہر گز منزل مقصود پر نہ پہنچے گا)

تو بین شریعت کفر (اور علمائے دین کو سب و شتم، آخرت میں فضیحت و رسوائی کا موجب)

اور اس کے دائرہ سے خروج فسق (و نافرمانی) صوفی (تقویٰ شعار) صادق (العمل) عالم سنی صحیح العقیدہ پر خدا و رسول کے فرمان (واجب الاذعان کے مطابق) ہمیشہ یہ عقیدت رکھتا ہے کہ (یہاں اصل میں بیاض ہے) (علمائے شرع مبین و ارثان خاتم النبیین ہیں اور علوم شریعت کے نگہبان و علمبردار، تو ان کی تعظیم و تکریم صاحب شریعت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم ہے اور اس پر دین کا مدار) اور عالم متدین خدا طلب (خدا پرست، خدا ترس، خدا آگاہ) ہمیشہ صوفی سے (یہاں اصل میں بیاض ہے) (بتواضع و انکسار پیش آئے گا کہ وہ حق آگاہ اور حق کی پناہ میں ہے) اور اسے اپنے سے افضل و اکمل جانے گا (کہ وہ دنیاوی آلائشوں سے پاک ہے) جو اعمال اس (صوفی صاف حق پرست و حق آگاہ) کے اس کی نظر میں قانونِ تقویٰ سے باہر نظر آئیں گے (ان سے صرف نظر کر کے معاملہ عالم الغیب

¹ بوستان سعدی دیباچہ کتاب مکتبہ شرکت علیہ ملتان ص ۸

والشادة پر چھوڑے گا بمصدق۔

ایک حتمالِ عیبِ خوشنیت طعنہ بر عیبِ دیگر اس مکنید

(اے اپنے عیبوں کو اٹھانے والو! دوسروں کے عیب پر طعنہ زنی مت کرو)

اے اللہ! سب کو ہدایت اور اس پر ثبات و استقامت (ثابت قدمی) اور اپنے محبوبوں اور سچے بچے عقیدوں پر جہانِ گزران سے اٹھا، آمین یا رحم الراحمین۔

اللهم لك الحمد واليك المشتكى وانت المستعان ط ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم وصلى الله تعالى على الحبيب المصطفى وعلى آله الطيبين وصحبه الطاهرين اجمعين

رسالہ اعتقاد الاحباب فی الجبیل والمصطفی والال واصحاب ختم ہوا۔

مسئلہ ۱۳: از بریلی مدرسہ منظر الاسلام مسئلہ مولوی محمد افضل صاحب ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۳۸۸ھ

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے کی خواہش کیوں کی حالانکہ مرتبہ نبوت سے کوئی اور مرتبہ بلند نہیں ہے اور امت کا مرتبہ نبوت کے مرتبہ سے نیچے ہے، پھر اس طرح کی حدیث عقائد میں کیسے کارآمد ہو سکتی ہے اس لیے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بلندی کے اس مقام پر فائز ہیں کہ تمام جہان ان کا محتاج ہے وہ کسی کے محتاج نہیں، بیان فرماؤ اگر دیئے جاؤ گے۔ (ت)	موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام خواہش امتی بودن سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چرا کرد حالانکہ از مرتبہ نبوت دیگر مرتبہ نیست فوق آن، و مرتبہ امت اسفل از آن دیگر اینکه این طور حدیث را بر عقائد چکار زیرا کہ انبیاء علیہم السلام در علوئیں تمام عالم احتیاج ایشان اند ایشان احتیاج کسے نیستند، بینوا تو جروا

الجواب:

افضل غنی از فضل نیست سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را مرتبہ از محبوبیت کبری و جملہ فضائل عالیہ چنان بخشیدند کہ مرکب کسے بغبار او نہ سد تیرہ درو ناں بر فضل دیگران حسد بر نہ و اہل کمال چون سینند کہ مارا باں دسترس نیست انتساب باں محبوب خواہند	افضل فضیلت سے مستغنی نہیں ہوتا۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محبوبیت کبری کا بلند مرتبہ اور تمام فضائل عالیہ اس طور پر حاصل ہوئے کہ کسی کا مرکب ان کے غبار تک نہیں پہنچ سکتا۔ تاریک دل والے دوسروں کی فضیلت پر حسد کرتے ہیں اور اہل کمال جب دیکھتے ہیں کہ ہمیں اس عظیم

کہ در زیر عنایتش برو جسے خاص باشند انبیاء رابد یگراں احتیاج نبودن مسلم فاما بہ سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمہ رانیا زست چنانکہ کریمہ اخذ میثاق از انبیاء و حدیث صحیح مسلم یو رغب الی الخلق کلہم حتی خلیل اللہ ابراہیم^۱۔ راں شاہد عدل ست اس چنین احادیث رابا ہیچ عقیدہ خلاف نیست، واللہ تعالیٰ اعلم۔	مقام تک رسائی حاصل نہیں تو وہ اس عظیم محبوب کی طرف اپنی نسبت کرنے کی پسند کرتے ہیں تاکہ بطور خاص اس کی نظر عنایت میں ہو جائیں، یہ بات مسلم ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام دوسروں کے محتاج نہیں لیکن سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب کو محتاجی ہے، جیسا کہ انبیاء سے اخذ میثاق والی آیت کریمہ اور صحیح مسلم کی یہ حدیث اس پر شاہد عادل ہے کہ تمام مخلوق میری طرف راغب ہے حتی کہ جناب ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی۔ اس قسم کی حدیثیں کسی عقیدہ کے مخالف نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۱۳۸:

از گوئڈل مرسلہ قاضی قاسم میاں صاحب

۲۶ ربیع الاخر شریف ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عوام مومنین سے عوام ملائکہ کا مرتبہ زیادہ ہے یا نہیں عوام مومنین کی تشریح فرمائیں۔

الجواب:

حدیث میں ہے رب العزۃ جل وعلا فرماتا ہے: عبدی المؤمن احب الی من بعض ملئکتی^۲۔ میرا مسلمان بندہ مجھے میرے بعض فرشتوں سے زیادہ پیارا ہے۔

ہمارے رسول ملائکہ کے رسولوں سے افضل ہیں، اور ملائکہ کے رسول ہمارے اولیاء سے افضل ہیں، اور ہمارے اولیاء عوام ملائکہ یعنی غیر رسل سے افضل ہیں اور یہاں عوام مومنین سے یہی مراد ہے۔ نہ فساق و فجار کہ ملائکہ سے کسی طرح افضل نہیں ہو سکتے۔ انسان صفت ملکوتی و بہیمی و شیطانی سب کا جامع ہے جو صفت اس پر غلبہ کرے گی اس کے منسوب الیہ سے زائد ہو جائے گا کہ اگر ملکوتی صفت غالب ہوئی کروڑوں ملائکہ سے افضل ہوگا۔ اور بہیمی غالب ہوئی تو بہائم سے بدتر اولئک کالانعاور بلہم

^۱ صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن باب بیان القرآن انزل علی سبعة احرف قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۷۳

^۲ اتحاف السادة المتقين کتاب اسرار الصوم دار الفکر بیروت ۴/ ۱۹۳

أَصْلٌ^۱ (جو چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ ہیں۔ ت) یونہی سبعی و شیطانی وہابیہ کو دیکھو، شیطان کہ ان سے سبق لیتا ہے، ابلیس کو ہزاروں برس کی عمر میں نہ سو جھی تھیں جو انہیں سو جھتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۹: از دارالطلبہ مدرسہ سبحانیہ الہ آباد مدرسہ مولوی ابراہیم صاحب ۷/۱۳۳۸ھ

(۱) زید کہتا ہے کہ تقلید شخصی واجب نہیں کہ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں اگر واجب ہوتی تو احادیث میں کہیں نہ کہیں ذکر ہوتا۔ عمرو کہتا ہے واجب ہے بالخصوص امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی، زید کا قول صحیح ہے یا عمرو کا؟

(۲) زید کہتا ہے قراءت خلف الامام کرنی چاہیے نہ کی جائے گی تو نماز صحیح نہ ہوگی، اور اس کے ثبوت میں احادیث پیش کرتا ہے، عمرو کہتا ہے نہ کرنا چاہیے، زید احادیث و تفاسیر کے علاوہ اور کسی دلیل کو نہیں مانتا، کہتا ہے کہ فقہ قیاسی ہے احادیث و تفاسیر کے مقابل قابل عمل نہیں۔

(۳) زید کہتا ہے آئین بالجسر کرنا چاہیے کہ احادیث سے ثابت ہے۔ عمرو مانع ہے، کس کا قول ٹھیک ہے؟

الجواب:

(۱) تقلید فرض قطعی ہے، قال اللہ تعالیٰ:

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں ہے۔ (ت)

"فَسْأَلُوا أَهْلَ الدِّارِ كَمَا إِن كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ" ^۲۔

وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اگر وہ نہیں جانتے تو پوچھتے کیوں نہیں کیونکہ جہالت کی شفاء سوال کرنا ہے۔ (ت)

الاسئلو ان لم یعلموا فانما شفاء العی السؤال ^۳۔

اگر ایک مذہب کی پابندی نہ کی جائے تو یا وقت واحد میں شیئی واحد کو حرام بھی جانے کا اور حلال بھی جیسے قراءت مقتدی شافعیہ کے یہاں واجب اور حنفیہ کے یہاں حرام اور وقت واحد میں شے کا

^۱ القرآن الکریم ۷/۱۷۹

^۲ القرآن الکریم ۱۶/۲۳

^۳ سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب المجدور یتیمہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۳۹/۱

حرام و حلال دونوں ہونا محال، یا یہ کرے گا کہ ایک وقت حلال سمجھے گا دوسرے وقت حرام، تو یہ اس آیت میں داخل ہونا ہوگا کہ "يُجْلُوْنَكَ عَامًا وَيُحَرِّمُوْنَكَ عَامًا"^۱۔ (ایک سال اسے حلال ٹھہراتے ہیں اور ایک سال اسے حرام ٹھہراتے ہیں۔ ت) لاجرم پابندی مذہب لازم، اور اس کی تفصیل ہمارے فتاویٰ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) فقہ کا نہ ماننے والا شیطان ہے، ائمہ کا دامن جو نہ تھامے وہ قیامت تک کوئی اختلافی مسئلہ حدیث سے ثابت نہیں کر سکتا، جسے دعوٰی ہو سامنے آئے اور زیادہ نہیں اسی کا ثبوت دے لکھتا کھانا حلال ہے یا حرام؟ آیت نے تو کھانے کی حرام چیزوں کو صرف چار "میں حصر فرمایا ہے۔ مردار اور رگوں کا خون، اور خنزیر کا گوشت اور وہ جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے تو ہتھار کنار سوزر کی چربی اور گردے اور او جڑی کہاں سے حرام ہوگی کسی حدیث میں ان کی تحریم نہیں اور آیت میں لحم فرمایا ہے جو ان کو شامل نہیں، غرض یہ لوگ شیاطین ہیں، ان کی بات سننا جائز نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) عمرو کا قول ٹھیک ہے، آمین دعا ہے اور دعا کے اخفاء کا قرآن عظیم میں حکم ہے اور حدیث مرفوع بھی اسی کا افادہ فرماتی ہے کہ:

وَإِذَا قَالُوا الضَّالِّينَ قُولُوا آمِينَ فَإِنَّ الْإِمَامَ يَقُولُهَا^۲۔ جب امام ولا الضالین کہے تم آمین کہو کہ امام بھی کہے گا۔

معلوم ہوا کہ آہستہ کہے گا، اصل یہ ہے کہ امام کے فعل کے ساتھ اس کا فعل ہو اگر وہ آمین بالجہر کہتا مقتدیوں کو معلوم ہوتا تو یہ فرمایا جاتا کہ جب وہ آمین کہے تم بھی کہو۔ یہاں یہ نہ فرمایا بلکہ اس کا فعل بتایا کہ جب وہ ولا الضالین کہے تم آمین کہو اور اس کی موافقت کہ خفی تھی ظاہر فرمادی کہ وہ بھی کہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۸ صفر ۱۳۳۹ھ

از شہر محلہ سوداگراں مسئلہ احسان علی طالب علم مدرسہ منظر الاسلام

مسئلہ ۱۴۲:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ قیام میلاد شریف اگر مطلقاً ذکر خیر کی

^۱ القرآن الکریم ۹/۳۷

^۲ سنن النسائی کتاب الافتتاح باب جهر الامام آمین نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۱۴۷، مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۲۷۰

وجہ سے کیا جاتا ہے تو اول وقت سے کیوں نہیں کیا جاتا اس لیے کہ اول سے ذکرِ خیر ہی ہوتا ہے، اور اگر اس خیال سے کیا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے ہیں تو کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول وقت سے رونق افروز نہیں ہوتے اگر ہوتے تو ابتداءً مجلس مبارک قیام ہی سے کیوں نہیں ہوتا اور اگر نہیں تو کیا فطرہ فولد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہی کے وقت جلوہ افروز ہوتے اور تا قیام تشریف فرما رہتے اور فوراً لوگوں کے بیٹھتے ہی تشریف لے جاتے ہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ حضور کا آنالوگوں کے قیام و نیز میلاد خواں کے فطرہ فولد کہنے پر موقوف ہے، کیا یہ زید کا کہنا لغو ہے یا نہیں اور اس کا کافی جواب کیا ہے؟ بینوا تو جدوا (بیان فرماؤ اجر دیئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب:

زید کی یہ سب حماقتیں جہالتیں سفاہتیں ہیں مہمل ولا یعنی شقوق اپنی طرف سے ایجاد کیے اور جو وجہ حقیقی ہے اس کی طرف اسے ہدایت نہ ہوئی، تعظیم ذکر اقدس مثل تعظیم ذاتِ انور ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، تعظیم ذات باختلافِ حالات مختلف ہوتی ہے، معظم کے قدم کے وقت قیام کیا جاتا ہے اور اس کے حضور کے وقت بابت اس کے سامنے بیٹھنا تعظیم ہے۔ ذکر شریف میں بھی ذکر قدم کی تعظیم قیام سے ہے اور باقی وقت کی تعظیم بابت قعود سے۔ ولکن الوہابیۃ قوم لایعقلون (لیکن وہابی بے عقل قوم ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۴۳: مسئلہ مولانا مولوی سید غلام قطب الدین صاحب پر دیسی جی برہمچاری از شہر محلہ باسنڈی ۳ ربیع الاول شریف ۱۳۳۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اب کی دس جنوری کی اشاعت میں راماسنگھم نے قرآن عظیم کی تین آیات کا حوالہ دے کر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) گنہگار قرار دیا ہے ان میں سے پہلی دو میں رسول مقبول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو یوں مخاطب کیا ہے۔ تو اپنے گناہوں کی معافی مانگ۔ تیسری آیت کا مطلب یہ ہے فی الواقع ہم نے تیرے واسطے بلا شبہ کامیابی حاصل کی ہے کہ خدا تیرے اگلے پچھلے گناہ معاف کرتا ہے مسٹر حسن ہم کو اس بات کا یقین دلاتے ہیں کہ ان آیات میں تو سے مراد تو ہر گز نہیں ہے بلکہ اس کا اشارہ اسلام کے نبی کے پیروؤں کے گناہوں اور غلطیوں کی طرف ہے یہ بات مشکل ہے کہ اس مباحثہ کو قابل یقین سمجھا جائے کیونکہ اگر عربی زبان ایسی ہی پیچیدہ ہے کہ ہر ایک پڑھنے والا اپنی خواہش کے مطابق مطلب لے سکتا ہے تب قرآن عظیم سے جو چاہیں مطلب لے سکتے ہیں، تاہم مسٹر حسن کا یہ بیان ہے کہ وہ آیات زیر مباحثہ کے ان معنوں پر اعتقاد

رکھتے اور قرآن عظیم کے مفسرین کی صنعت کو مانتے ہیں مجھ کو خوف ہے کہ مسٹر حسن نے تفسیروں کو غور سے نہیں پڑھا ہے۔ کیونکہ میں ذیل میں یہ دکھاؤں گا کہ قرآن عظیم کے مسلم مفسرین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گنہگار ہونے کو (معاذ اللہ) صاف طور سے مانتے ہیں اور بعض موقعوں پر ان خاص گناہوں کو بتاتے ہیں جن کی بابت رسول مقبول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے معافی مانگنے کو کہا گیا ہم وہ تین آیات لیتے ہیں جو راما سنگھم نے نقل کی ہیں، اول سورہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی انتیسویں آیت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تو معافی مانگ اپنے گناہوں اور اپنے معتقدین کی خواہ مرد ہوں خواہ عورت، یہاں پر کسی حالت میں بھی تو کے معنی پیروؤں کے نہیں ہو سکتے چونکہ ان لوگوں کا ذکر خود بھی آچکا ہے۔ اور حرف عطف سب پیچیدگیوں کو صاف کر دیتا ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے اپنی اور بعد کو اپنے پیروؤں کی معافی مانگنے کو کہا گیا ہے۔ دوسری سورہ مومن کی پچیسویں آیت ہے اور اس کا مطلب یہ ہے تو اپنے گناہوں کی معافی مانگ اس بات کو یقین کرنا دشوار ہے کہ آپ کے مسٹر حسن نے درحقیقت مفسرین سے دریافت کیا ہوگا اگر وہ دریافت کر لیتے تو کبھی نہ کہتے کہ وے لوگ اس بات کو راما سنگھم پر صاف عیاں کر دیں گے کہ مسلمانوں کے پیغمبر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہر گناہ سے معصوم ہیں اس سے کہیں دور وہ صاف طور سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گنہگاری کو مانتے ہیں، ابن عباس بڑے بھاری مفسرین میں سے ہیں اور اپنی تفسیر میں اس طرح سے کہتے ہیں: **وَاسْتَغْفِرُكَ لَذَنْبِكَ لَتَقْصِيرَ الشُّكْرِ عَلَى مَا أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَعَلَى أَصْحَابِكَ** اس کے معنی یہ ہیں کہ تو معافی مانگ اپنے گناہوں کی وہ یہ کہ تو نے خدا کی اس مہربانی کے شکر گزار ہونے میں غفلت کی جو کہ خدا نے تیرے پیروؤں پر کی۔

زمنشتری ایک بڑے بھاری مفسر اپنی تفسیر الکشاف میں یوں لکھتے ہیں: **لَكِنْ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكَ مَا تَقْدِمُ مِنْ ذَنْبِكَ قَبْلَ الْوُجْهِ وَمَا تَأْخُذُ مَا يَكُونُ بَعْدَ الْوُجْهِ إِلَى الْمَوْتِ** اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا تیرے گناہ جو کہ وحی آنے کے قبل ہوئے ہیں اور اس کے بعد میں یعنی مرتے وقت تک معاف کر دے۔ بینواتو جروا۔

الجواب:

اس سوال میں آریہ نے افتراء و جہالت و نافرمانی و بے ایمانی سے کامل لیا۔

عہ: ہکذا بخطہ۔ ۲۱ امنہ

عبارت کہ کشف کی طرف نسبت کی محض بہتان ہے، کشف میں اُس کا پتہ نہیں،

(۲) بالفرض اگر کشف میں ہوتی تو وہ ایک معتزلی بد مذہب بے ادب کی تصنیف ہے اس کا کیا اعتبار۔

(۳) یہ تفسیر کہ منسوب بسیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہے نہ اُن کی کتاب ہے نہ اُن سے ثابت یہ بسند محمد بن مروان عن الکلبی عن ابی صالح مروی ہے اور ائمہ دین اس سند کو فرماتے ہیں کہ یہ سلسلہ کذب ہے تفسیر اتقان شریف میں ہے:

واوہی طرقہ طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس فان انضم الی ذلک رواۃ محمد بن مروان اسدی الصغیر فہی سلسلۃ الکذب ^۱ ۔	اس کے طرق میں سے کمزور ترین طریق کلبی کا ابو صالح سے اور اس کا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرنا اگر اس کے ساتھ محمد بن مروان اسدی کی روایت مل جائے تو کذب کا سلسلہ ہے۔ (ت)

(۴) اس کے ترجمے میں بھی آریہ نے تحریف کی ہے، عبارت یہ ہے: لتقصیر الشکر علی ما انعم اللہ علیک وعلی اصحابک۔ یعنی اللہ عزوجل نے آپ پر اور آپ کے اصحاب پر جو نعمتیں فرمائیں ان کے شکر میں جس قدر کمی واقع ہوئی اس کے اس لیے استغفار فرمائیے۔

کہاں کمی اور کہاں غفلت، نعمائے الہیہ ہر فرد پر بے شمار حقیقتِ غیر متناہی بالفعل ہیں کما حققہ المفتی ابوالسعود فی ارشاد العقل السلیم (جیسا کہ مفتی ابوالسعود نے ارشاد العقل السلیم میں اس کی تحقیق کی ہے۔) قال اللہ عزوجل "وَإِنْ تَعْدُوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تَحْصُوهَا"^۲۔ اگر اللہ کی نعمتیں گننا چاہو تو نہ گن سکو گے، جب اس کی نعمتوں کو کوئی گن نہیں سکتا تو ہر نعمت کا پورا شکر کون ادا کر سکتا ہے۔

از دست وزباں کہ برآید کز عہدہ شکرش بدرآید
(کس کے ہاتھ اور زبان سے ممکن ہے کہ اس کے شکر سے عہدہ برآ ہو سکے۔ ت)

^۱ الاتقان فی علوم القرآن النوع التاسع والسبعون فی غرائب التفسیر مصطفی البابی مصر ۱۸۹/۲

^۲ القرآن الکریم ۱۴/۳۴

شکر میں ایسی کمی ہر گز گناہ بمعنی معروف نہیں بلکہ لازمہ بشریت ہے نعمائے الہیہ ہر وقت ہر لمحہ ہر آن ہر حال میں متزلزل ہیں خصوصاً خاصوں پر خصوصاً ان پر جو سب خاصوں کے سردار ہیں اور بشر کو کسی وقت کھانے پینے سونے میں مشغولی ضرور، اگرچہ خاصوں کے یہ افعال بھی عبادت ہی ہیں مگر اصل عبادت سے تو ایک درجہ کم ہیں اس کمی کو تقصیر اور اس تقصیر کو ذنب سے تعبیر فرمایا گیا۔

(۵) بلکہ خود نفس عبارت گواہ ہے کہ یہ جسے ذنب فرمایا گیا ہر گز حقیقۃً ذنب بمعنی گناہ نہیں۔

ماتقدم سے کیا مراد لیا، وحی اترنے سے پیشتر کے، اور گناہ کسے کہتے ہیں، مخالفت فرمان کو، اور فرمان کا ہے سے معلوم ہوگا، وحی سے۔ توجہ تک وحی نہ اتری تھی فرمان کہاں تھا جب فرمان نہ تھا مخالفت فرمان کے کیا معنی، اور جب مخالفت فرمان نہیں تو گناہ کیا۔

(۶) جس طرح ماتقدم میں ثابت ہو لیا کہ حقیقۃً ذنب نہیں۔ یوں ہی ماتاخر میں نقد وقت ہے قبل ابتدائے نزول فرمان جو افعال جائز ہوئے کہ بعد کو فرمان ان کے منع پر اتر اور انہیں یوں تعبیر فرمایا گیا حالانکہ ان کا حقیقۃً گناہ ہونا کوئی معنی ہی نہ رکھتا تھا۔ یوں ہی بعد نزول وحی و ظہور رسالت بھی جو افعال جائز فرمائے اور بعد کو ان کی ممانعت اُتری اسی طریقے سے ان کو ممانعت تاخر فرمایا کہ وحی بتدریج نازل ہوئی نہ کہ دفعۃً۔

(۷) نہ ہر تفسیر معتبر نہ ہر مفسر مصیب، مشرک کا ظلم ہے کہ نام لے آیات کا اور دامن پکڑے نامعتبر تفسیرات کا۔ ایسا ہی ہے تو وہ لغویات و ہزلیات و فحشیات کہ ایک مہذب آدمی کو انہیں بکتنے بلکہ دوسرے آدمی سے نقل کرتے عار آئے جو آریہ کے ویدوں میں اہلی گملی پھر رہی ہیں اور خود بندگان وید نے اس کے ترجموں میں وہی حد بھر کے گندے گھناؤنے فحش لکھے ان سے آریہ کی جان کیونکر چھوٹے گی مثلاً یجر وید میں ایشور کی بیماری کا حال لکھا کہ بستر بیماری پر پڑے پکار رہے ہیں کہ اوسیکڑوں کی طرح کی عقل و علم رکھنے والو! تمہاری سیکڑوں ہزاروں طرح کی بوٹیاں ہیں ان میں سے میرے شریر کو نزوگ کرو، اے اماں جان! تو بھی ایسا ہی کر نیز یہ بھی فرما رہے ہیں کہ اے بوٹیوں کے مانند فائدہ دینے والی دیوی ماتا! میں فرزند تجھ کو بہت نصیحت کرتا ہوں ماما جی کہتی اے لائق بیٹے! میں والدہ تیرے گھوڑے گائیں، زمین، کپڑے، جان کی حفاظت و پرورش کرتی تو مجھے نصیحت مت کرو اسی یجر وید کے ادھیائے ۳۱ منتر اول میں ایشور کے متعلق ہے اس کے ہزار سر ہیں ہزار آنکھیں ہیں ہزار پاؤں ہیں زمین پر وہ سب جگہ ہے الٹا سیدھا تب بھی دس انگلی کے فاصلے پر ہر آدمی کے آگے بیٹھا ہے۔ نیز ویدوں میں اس کا نام سر ویاپک ہے یعنی وہ ہر جگہ سمایا ہوا، ہر چیز میں رہا ہوا، ہر خلا میں گھسا ہوا ہے، ہر جانور کی مقعد ہر مادہ کی فرج ہر پاختہ کی ڈھیری میں ایشور

ہی ایشور ہے۔ دیانند نے محض زبردستی اُن کی کایا پلٹ کی اور انہیں فحش سے نکالا مگر اور مترجموں کا ترجمہ کہاں مٹ جائے گا مفسر تو اپنی طرف سے مطلب کہتا ہے اور مترجم خود اصل کلام کو دوسری زبان میں بیان کرتا ہے ترجمے کی غلطی اگر ہوتی ہے تو دو ایک لفظ کے معنی میں نہ کہ سارے کا سارا کلام محض فحش سے حکمت کی طرف پلٹ دیا جائے اور اگر سنسکرت ایسی ہی پیچیدہ زبان ہے جس کی سطروں کی سطریں چاہے فحش سے ترجمہ کر دو خواہ حکمت سے تو وہ کلام کیا ہوا بھان متی کا گور کھ دھندا ہوا اور اس کے کس حرف پر اعتماد ہو سکتا ہے، نہیں معلوم کہ مالا جی ہے یا گالی جی ہے۔

(۸) استدلال بڑی ذمہ داری کا کام ہے آریہ بیچارہ کیا کھا کر اس سے عہدہ برآمد ہو سکتا ہے۔

ناشبدہ آئین تحقیق دال کچوری و پوری و بھجیا و دال

شرط تمامی استدلال قطع ہر احتمال ہے علم کا قاعدہ مسلمہ ہے۔

اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال ^۱ ۔	جب احتمال آجائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے۔ (ت)

سورہ مومن و سورہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آیات کریمہ میں کون سی دلیل قطعی ہے۔ کہ خطاب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے، مومن میں تو اتنا ہے۔: "وَأَسْتَغْفِرُ لِنَفْسِكَ"^۲۔ اے شخص اپنی خطا کی معافی چاہ کسی کا خاص نام نہیں کوئی دلیل تخصیص کلام نہیں، قرآن عظیم تمام جہاں کی ہدایت کے لیے اترانہ صرف اس وقت کے موجودین بلکہ قیامت تک کے آنے والوں سے وہ خطاب فرماتا ہے، "أَقْبِبُوا الصَّلَاةَ"^۳۔ نماز پر پار کھو۔ یہ خطاب جیسا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے تھا ویسا ہی ہم سے بھی ہے اور تا قیام قیامت ہمارے بعد آنے والی نسلوں سے بھی۔ اسی قرآن عظیم میں ہے:

"لَا تُذَيِّرُوا كُمُوهُمْ وَهَمَّ بَدَعٌ" ^۴ ۔	تاکہ میں اس سے تمہیں ڈراؤں اور جن جن کو پہنچے (ت)

کتب کا عام قاعدہ ہے کہ خطاب ہر سامع سے ہوتا ہے ہذاں اسعدك اللہ تعالیٰ (تو جان لے اللہ تعالیٰ

1

^۲ القرآن الکریم ۵۵/۴۰

^۳ القرآن الکریم ۲۳/۱۲

^۴ القرآن الکریم ۱۹/۶

تجھے سعادت مند بنائے۔ ت) میں کوئی خاص شخص مراد نہیں۔ خود قرآن عظیم میں فرمایا:

(ابو جہل لعین نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز سے روکنا چاہا اس پر یہ آیت کریمہ اتریں) کہ کیا تو نے دیکھا ہے جو روکتا ہے بندے کو جب وہ نماز پڑھے، بھلا دیکھو تو اگر وہ بندہ ہدایت پر ہو یا پرہیزگاری کا حکم فرمائے۔	"أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَىٰ عَبْدًا إِذَا صَلَّىٰ ۖ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَى الْهُدَىٰ ۖ أَوْ أَمَرَ بِالتَّقْوَىٰ ۖ" ^۱

یہاں بندے سے مراد حضور اقدس ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اور غائب کی ضمیریں حضور کی طرف ہیں اور مخاطب کی ہر سامع کی طرف، بلکہ فرماتا ہے:

(ان روشن دلیلوں کے بعد) کیا چیز تجھے روزِ قیامت کے جھٹلانے پر باعث ہو رہی ہے۔	"فَمَا يَكِيدُكَ بَعْدَ الْيُسْرِ" ^۲

یہ خطاب خاص کفار سے ہے بلکہ ان میں بھی خاص منکرانِ قیامت مثل مشرکینِ آریہ و ہنود سے، یونہی دونوں سورہ کریمہ میں کاف خطاب ہر سامع کے لیے ہے کہ اے سننے والے اپنے اور اپنے سب مسلمان بھائیوں کے گناہ کی معافی مانگ۔
(۹) بلکہ آیت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تو صاف قرینہ موجود ہے کہ خطاب حضور سے نہیں، اس کی ابتداء یوں ہے:

جان لے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنی اور مسلمان مردوں اور عورتوں کی معافی چاہ۔	"فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ" ^۳

تو یہ خطاب اُس سے ہے جو ابھی لا الہ الا اللہ نہیں جانتا ورنہ جاننے والے کو جاننے کا حکم دینا تحصیل حاصل ہے، تو معنی یہ ہوئے کہ اے سننے والے جسے ابھی تو حید پر یقین نہیں کسے باشد تو حید پر یقین لا اور اپنے اور اپنے بھائی مسلمانوں کے گناہ کی معافی مانگ، تمہ آیت میں اس عموم کو واضح فرما دیا کہ:

اللہ جانتا ہے جہاں تم سب لوگ کروٹیں لے رہے ہو، اور جہاں تم سب کا ٹھکانا ہے۔	"وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَاكُمْ" ^۴

اگر فاعلم میں تاویل کرے تو ذنبک میں تاویل سے کون مانع ہے اور اگر ذنبک میں تاویل نہیں

^۱ القرآن الکریم ۹۶/۱۲۹

^۲ القرآن الکریم ۹۵/۷

^۳ القرآن الکریم ۷۷/۱۹

^۴ القرآن الکریم ۷۷/۱۹

کرتا تو فاعلم میں تاویل کیسے کر سکتا ہے، دونوں پر ہمارا مطلب حاصل، اور مدعی معاند کا استدلال زائل۔

(۱۰) دونوں آیہ کریمہ میں صیغہ امر ہے اور امر انشا ہے اور انشاء وقوع پر دال نہیں تو حاصل اس قدر کہ بفرض وقوع استغفار واجب نہ یہ کہ معاذ اللہ واقع ہوا، جیسے کسی سے کہنا اکرم ضیفک اپنے مہمان کی عزت کرنا، اس سے یہ مراد نہیں کہ اس وقت کوئی مہمان موجود ہے نہ یہ خبر ہے کہ خواہی نخواہی کوئی مہمان آئے گا ہی بلکہ صرف اتنا مطلب ہے کہ اگر ایسا ہو تو یوں کرنا۔

(۱۱) ذنب معصیت کو کہتے ہیں اور قرآن عظیم کے عرف میں اطلاق معصیت عمد ہی سے خاص نہیں، قال اللہ تعالیٰ

"وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ" ^۱۔ آدم نے اپنے رب کی معصیت کی، حالانکہ خود فرماتا ہے: "فَنَسِيتُ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عِزْمًا" ^۲۔

آدم بھول گیا ہم نے اس کا قصد نہ پایا، لیکن سہو نہ گناہ ہے نہ اس پر مواخذہ، خود قرآن کریم نے بندوں کو یہ دعا تعلیم فرمائی:

"رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا" ^۳	اے ہمارے رب! ہمیں نہ پکڑا اگر ہم بھولیں یا چوکیں۔

(۱۲) جتنا قُرب زائد اُسی قدر احکام کی شدت زیادہ ع

جن کے رُتبے ہیں سوائے کو سوا مشکل ہے۔

بادشاہ جبار حلیل القدر ایک جنگلی گنوار کی جو بات سُن لے گا جو برتاؤ گوارا کرے گا ہر گز شہریوں سے پسند نہ کرے گا، شہریوں میں بازاریوں سے معاملہ آسان ہوگا اور خاص لوگوں سے سخت اور خاصوں میں درباریوں اور درباریوں میں وزراء ہر ایک پر بار دوسرے سے زائد ہے اس لیے وارد ہوا۔

حسنات الابراہیم المقربین ^۴۔ نیکوں کے جو نیک کام ہیں مقربوں کے حق میں گناہ ہیں۔ وہاں ترک اولیٰ کو بھی گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ ترک اولیٰ ہر گز گناہ نہیں۔

(۱۳) آریہ بے چارے جن کے باپ دادا نے بھی کبھی عربی کا نام نہ سُنا، اگر نہ جانے تو ہر اولیٰ

^۱ القرآن الکریم ۲۰/۱۲۱

^۲ القرآن الکریم ۲۰/۱۱۵

^۳ القرآن الکریم ۲/۲۸۶

^۴ لباب التاویل (تفسیر الخازن) تحت آیت ۷/۱۹ مصطفیٰ البابی مصر ۱۸۰۶، ارشاد العقل السلیم تحت آیت ۷/۱۹ دار احیاء التراث

طالب علم جانتا ہے کہ اضافت کے لیے ادنیٰ ملا بست بس ہے بلکہ یہ عام طور پر فارسی، اردو، ہندی سب زبانوں میں رائج ہے مکان کو جس طرح اس کے مالک کی طرف نسبت کریں گے یونہی کرایہ دار کی طرف، یونہی جو عاریت لے کر بس رہا ہے اس کے پاس جو ملنے آئے گا یہی کہے گا کہ ہم فلانے کے گھر گئے تھے بلکہ پیمائش کرنے والے جن کھیتوں کو ناپ رہے ہوں ایک دوسرے سے پوچھے گا تمہارا کھیت کسے جریب ہوا، یہاں نہ ملک نہ اجارہ نہ عاریت، اور اضافت موجود یونہی بیٹے کے گھر سے جو چیز آئے گی، باپ سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے یہاں سے یہ عطا ہوا تھا، تو ذنبک سے مراد اہلبیت کرام کی لغزشیں ہیں اور اس کے بعد وللمؤمنین وللمؤمنات تعیم بعد تخصیص ہے یعنی شفاعت فرمائیے اپنے اہلبیت کرام اور سب مردوں عورتوں کے لیے۔ اب آریہ کے اس جنون کا بھی علاج ہو گیا کہ پیروؤں کا ذکر تو بعد کو موجود ہے۔ تعیم بعد تخصیص کی مثال خود قرآن عظیم میں ہے:

اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ آیا اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو۔

"رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُؤْمِنَاتِ" ^۱

(۱۴) اسی وجہ پر آیہ کریم سورہ فتح میں لام لک تعلیل کا ہے اور ماتقدم من ذنبک تمہارے اگلوں کے گناہ اعنی سیدنا عبد اللہ و سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منتہائے نسب کریم تک تمام آباء کرام و امہات طہات باستثناء انبیاء کرام مثل آدم و شیت و نوح و خلیل و اسمعیل علیہم الصلوٰۃ والسلام، اور ماتأخر تمہارے پچھلے یعنی قیامت تک تمہارے اہلبیت و امت مرحومہ تو حاصل آیہ کریمہ یہ ہوا کہ ہم نے تمہارے لیے فتح مبین فرمائی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے بخش دے تمہارے علاقہ کے سب اگلوں پچھلوں کے گناہ۔ والحمد للہ رب العالمین۔

(۱۵) ماتقدم و ماتأخر سے قبل و بعد نزول وحی کا ارادہ جس طرح عبارت تفسیر میں مصرح تھا آیت میں قطعاً محتمل، اور ہم ثابت کر چکے کہ اب حقیقت ذنب خود مندفع واللہ الحمد و صلی اللہ تعالیٰ علی شفیع المذنبین و بآرک وسلم الی یوم الدین و علی آلہ و صحبہ اجمعین، واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ القرآن الکریم ۷۱/۲۸

۴ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

مسئلہ ۱۴۴: از شہر مسئولہ مولوی غلام قطب الدین صاحب
راما سنگھ اب آریہ نہیں نصرانی ہے، روئے جواب جانب نصاریٰ ہونا چاہیے۔

الجواب:

بحمد اللہ وہ جواب کافی ووافی ہے صدر کلام اور ۴ و ۸ میں آریہ کی جگہ نصرانی لکھ لیجئے اور ۸ کا شعر کاٹ دیجئے اور ۱۳ میں آریہ کی جگہ کر سچن، ہاں ے بالکل تبدیل ہوگا اسے یوں لکھئے۔

(۷) نہ ہر تفسیر معتبر نہ ہر مفسر مصیب، نصرانی کا ظلم ہے کہ نام لے آیات کا اور دامن پکڑے نامعتبر تفسیرات کا، عربی زبان تو لسان مبین ہے، نہ ہر محل قابل تاویل، نہ ہر تاویل لائق تحویل کہ ہر شخص جہاں چاہے اپنی خواہش کے مطابق مطلب بنا لے، اور محل محتمل میں تاویل صحیح کا باب بے شک واسع اور ہر زبان اور ہر قوم میں شائع و ذائع اس کا انکار نہ کرے گا مگر مکابر مفتون، اور اس کا اقرار نہ کرے گا مگر دیوانہ مجنون، ہاں بائبل کی زبان ایسی پیچیدہ ہے کہ اور تو اور خود مصنف محرف کی سمجھ میں نہیں آتی۔ تواریخ کی دوسری کتاب باب ۲۱ درس ۲۰ اور باب ۲۲ درس ۱ و ۲ میں لکھا وہ بتیس برس کی عمر میں بادشاہ ہوا ۸۱ برس بادشاہت کی اور جاتارہا داؤد کے شہر میں گاڑا گیا یروشلیم کے باشندوں نے اس کے چھوٹے بیٹے اخزیہ کو اس کی جگہ بادشاہ کیا اخزیہ ۴۲ برس کی عمر میں بادشاہ ہوا۔ یعنی باپ ۴۰ برس کی عمر میں مرا اس وقت بیٹا ۴۲ برس کا تھا۔ باپ سے دو برس پہلے پیدا ہوا تھا۔ متی کی انجیل میں مسیح و داؤد علیہما الصلوٰۃ والسلام کے بیچ میں ۲۶ پشتیں ہیں اور اس میں عدد بھی گنا دیا ہے کہ مسیح تا داؤد ۲۸ شخص ہیں۔ لیکن لوقا کی انجیل میں مسیح سے داؤد تک ۴۳ آدمی ہیں، ۱۵ پشتیں زائد اور اسماء بھی بالکل نامطابق، ایضاً انجیل متی باب ۵ درس ۱۷: یہ خیال مت کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابیں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پوری کرنے آیا ہوں۔ درس ۱۸ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان و زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہر گز نہ مٹے گا۔ یہاں تو نسخ کا اس شدت سے انکار ہے اور جابجا انجیل ہی میں نسخ احکام توریت کا اظہار ہے۔ اسی انجیل کے اسی باب درس ۳۲، ۳۱ میں ہے یہ بھی لکھا گیا کہ جو کوئی اپنی جو رو کو چھوڑ دے اسے طلاق نامہ لکھ دے پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی جو رو کو زنا کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دیوے اس سے زنا کروانا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے زنا کرتا ہے ایضاً درس ۳۳ و ۳۴ تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا کہ اپنی قسمیں خداوند کے لیے پوری کر، پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ ہر گز قسم نے کھانا ایضاً درس ۳۸ و ۳۹ تم سن چکے ہو کہ کہا گیا آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت، پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو تیرے

دہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے ایضاً باب ۹ اور ۸ و ۹ موٹی نے جو روؤں کو چھوڑ دینے کی اجازت دی پر میں تم سے کہتا ہوں جو کوئی اپنی جو رو کو سوا زنا کے اور سبب سے چھوڑ دے اور دوسری سے بیاہ کرے زنا کرتا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی عورت کو بیاہے زنا کرتا ہے۔ یہی مضمون انجیل مرقس باب ۱۰: ۱۰ اور ۲ تا ۱۲ میں ہے ان کے سوا بہت نظائر تناقض و نامفی کے ہیں تو ثابت ہوا کہ عبری زبان ہی ایسی پیچیدہ ہے کہ اس میں کتاب تصنیف کرنے والا خود اپنی نہیں سمجھتا، اور (۱۵) کے بعد یہ نمبر اور اضافہ کیجئے۔

(۱۶) ہر صغیرہ سے صغیرہ کو گناہ کہہ سکتے ہیں اگرچہ قبل ظہور رسالت ہو اور تو سچا خلاف اولیٰ کو بھی جو ہر گز منافی نبوت نہیں لیکن نیک ہونا تو نبی کے لیے لازم ہے نہ وہ کہ جو خدا کا بیٹا ٹھہرے مگر یہ انجیلیں کہتی ہیں کہ مسیح ہر گز نیک نہیں، دیکھو متی باب ۱۹ درس ۱۶ و ۱۷ ایک نے اس سے کہا اے نیک استاد، اس نے کہا تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے، نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا، یہی مضمون انجیل مرقس باب ۱۰ اور ۱۷ و ۱۸ انجیل لوقا باب ۱۸ اور ۱۱ اور ۱۹ میں ہے۔ وہاں اگر بعض مفسرین نے معاذ اللہ گناہگار ہونا مانا تھا تو یہاں تو خود انجیلیں مسیح کو معاذ اللہ صاف طور سے بدبتا رہی ہیں۔

(۱۷) گناہ نہیں مگر شریعت کی مخالفت لیکن بائبل تو شریعت کو راستا باطل کر رہی ہے گلیتوں کو پولس کا خط باب ۳ درس ۷ سب جو شریعت ہی کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں سو لعنت کے تحت ہیں درس ۱۱: کوئی خدا کے نزدیک شریعت سے راستباز نہیں ٹھہرتا۔ درس ۱۲: شریعت کو ایمان سے کچھ نسبت نہیں اور مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام پکے راستباز و کامل الایمان ہیں تو ضرور شریعت سے جدا ہیں تو گناہگار ہیں کتاب یرمیاہ باب ۹ درس ۱۲ و ۱۳ میں ہے۔ سرزمین کس لیے ویران ہوئی اور بیابان کے مانند جل گئی خداوند کہتا ہے اسی لیے کہ انہوں نے میری شریعت کو ترک کر دیا اور اس کے موافق نہ چلے۔

(۱۸) بلکہ ترک اولے یا کسی صغیرہ کا صدور یا بد ہونا بھی درکنار بائبل تو مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ صاف ملعون بتاتی ہے، خط مذکور باب ۳ درس ۱۳ مسیح نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کہ وہ ہمارے بدلے میں لعنت ہوا کیونکہ لکھا ہے جو کوئی کاٹھ پر لٹکایا گیا ہو سو لعنتی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ، ایسے پوچ و لچر مذہب کے پابند کیوں دین حق اسلام کے خدام سے لگتے ہیں اپنے گریبان میں منہ ڈالیں اور اپنی پگڑی کہ کبھی نہ سنہیلے گی سنبھالیں۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم (اللہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۵: از موضع پارہ پر گنہ مور انوال ضلع اناؤ مسئلہ محمد عبدالرؤف صاحب ۳ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کا عقیدہ ہے کہ چونکہ عالم الغیب صفت مختصہ باری تعالیٰ ہے لہذا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت لفظ عالم الغیب بالواسطہ یا بالعطایا کہنا بھی جائز نہیں اور نہ حضور پر نور کو کل علم غیب یعنی از روز ازل تا ابد شب معراج میں عطا فرمایا گیا تھا۔ البتہ بعض بعض علوم غیبیہ کا قائل ہے اور اپنے عقیدہ کی دلیل میں چند واقعات بطور اثبات نوشتہ علمائے دیوبند پیش کرتا ہے، مثلاً سورہ کہف کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بجواب اس سوال کے کہ اصحاب کہف کس مدت تک سوئے تھے، فرمایا کل تبتلاؤں گا، اور لفظ ان شاء اللہ تعالیٰ نہ کہنے کی وجہ سے اٹھارہ روز تک وحی کا نزول نہ ہوا، اگر علم غیب ہوتا تو توقف نہ فرماتے۔

دوئم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حادثہ کہ کفار مکہ نے آپ کو مستم کیا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طلاق دینے پر آمادہ ہو گئے۔ اور اگر آپ کو علم ہوتا تو تہذیب کیوں ہوتا، وحی کے نزول پر آپ مطمئن ہوئے اور کہتا ہے کہ اگر کل علم غیب عطا فرمایا جاتا تو پھر وحی آنے کی کیا ضرورت تھی؟

(عقیدہ عمرو) برعکس اس کے عمرو کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور پر نور سید یوم النشور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر شب معراج میں اللہ رب العزت نے جملہ اولین و آخرین مانند آفتاب درخشاں روشن کر دیئے تھے اور تمام علم ماکان و مائیکون سے صدر مبارک حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جلوہ افروز کر دیا تھا اور جن باتوں سے آپ نے جواب نہیں دیا بلکہ سکوت اختیار فرمایا ان کو خدا اور حبیب خدا کے درمیانی اسرار مخفی کی جانب مبذول کرتا ہے، اور روز اول سے لے کر یوم الحشر کے تمامی علوم کو حضور سرور کائنات و مفخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم کے سمندر کی ایک لہر کی برابر تصور کرتا ہے۔

الجواب:

اس مسئلہ میں بفضلہ تعالیٰ یہاں سے متعدد کتابیں تصنیف ہوئیں۔ الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ پر اکابر علمائے مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ وغیرہ ہا بلا اسلامیہ نے مہرین کیں، گر انقدر تقریظیں لکھیں خالص الاعتقاد دس سال سے شائع ہوا انباء المصطفیٰ بیس سال سے ہزار کی تعداد میں بمبئی و بریلی و مراد آباد میں چھپ کر تمام ملک میں شائع ہوا اور بحمدہ تعالیٰ سب کتابیں آج تک لا جواب ہیں، مگر وہابیہ اپنی بے حیائی سے باز نہیں آتے۔ علم غیب عطا ہونا اور لفظ عالم الغیب کا اطلاق اور بعض اجلہ اکابر کے کلام میں اگرچہ بندہ مومن کی نسبت صریح لفظ یعلم الغیب وارد ہے کما فی مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح

لملا علی القاری (جیسا کہ ملا علی قاری کی مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں ہے۔ ت) بلکہ خود حدیث سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ارشاد ہے:

کان رجلاً یعلم علم الغیب ^۱ ۔	وہ مرد کامل ہیں جو علم غیب جانتے ہیں۔ ت)

مگر ہماری تحقیق میں لفظ عالم الغیب کا اطلاق حضرت عزت عزجلالہ کے ساتھ خاص ہے کہ اُس سے عرفاً علم بالذات متبادر ہے۔ کشاف میں ہے:

المراد به الخفی الذی لاینفذ فیہ ابتداء العلم اللطیف الخبیر ولہذا لایجوز ان یطلق فیقال فلان یعلم الغیب ^۲ ۔	اس سے مراد پوشیدہ شے ہے جس تک ابتداءً (بالذات) سوائے باریکی جاننے والے یا خبیر (اللہ تعالیٰ) کے کسی کے علم کی رسائی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علی الاطلاق یوں کہنا کہ فلاں غیب جانتا ہے جائز نہیں (ت)

اور اس سے انکار معنی لازم نہیں آتا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطعاً بے شمار غیوب و ماکان مایکون کے عالم ہیں مگر عالم الغیب صرف اللہ عزوجل کو کہا جائے گا جس طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطعاً عزت جلال والے ہیں تمام عالم میں ان کے برابر کوئی عزیز و جلیل ہے نہ ہو سکتا ہے مگر محمد عزوجل کہنا جائز نہیں بلکہ اللہ عزوجل و محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ غرض صدق و صورت معنی کو جواز اطلاق لفظ لازم نہیں نہ منع اطلاق لفظ کو نفی صحت معنی۔ امام ابن المنیر اسکندری کتاب الاختصاص میں فرماتے ہیں:

کم من معتقد لا یطلق القول به خشیۃ ایہام غیرہ مملاً یجوز اعتقاده فلا ربط بین الاعتقاد والاطلاق ^۳ ۔	بہت سے معتقدات ہیں کہ جن کے ساتھ قول کا اطلاق اس ڈر سے نہیں کیا جاتا کہ ان میں ایسے غیر کا ایہام ہوتا ہے جس کا اعتقاد جائز نہیں، لہذا اعتقاد اور اطلاق کے درمیان کوئی لزوم نہیں۔ (ت)

یہ سب اس صورت میں ہے کہ مقید بقید اطلاق کیا جائے یا بلا قید علی الاطلاق مثلاً عالم الغیب یا عالم الغیب علی الاطلاق اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ بالواسطہ یا بالعطاء کی تصریح کر دی جائے تو وہ محذور نہیں کہ ایہام زائل اور مراد حاصل۔ علامہ سید شریف قدس سرہ حواشی کشاف میں فرماتے ہیں:

وانما لم یجز الاطلاق فی غیرہ	علم غیب کا اطلاق غیر اللہ پر اس لیے ناجائز ہے

^۱ جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت آیۃ و علمنہ من لدنا علماً دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۵/ ۳۲۳

^۲ الکشاف تحت آیۃ ۲/ ۳ انتشارات آفتاب تہران ۱/ ۱۲۱

^۳ الانتصاف

تَعَالَى لَأنه يتبادر منه تعلق عليه به ابتداء فيكون تنافضا واما اذا قيد وقيل اعلمه الله تعالى الغيب او اطلعه عليه فلا محذور فيه¹۔	کہ اس سے غیر اللہ کے علم کا غیب کے ساتھ ابتداء (بالذات) متعلق ہونا متبادر ہوتا ہے تو اس طرح تناقض لازم آتا ہے لیکن اگر علم غیب کے ساتھ کوئی قید لگا دی جائے اور یوں کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو غیب کا علم عطا فرمادیا ہے یا اس کو غیب پر مطلع فرمادیا ہے تو اس صورت میں کوئی ممانعت نہیں۔ (ت)

زید کا قول کذب صریح و جہل فنیج ہے، کذب تو ظاہر کہ بے ممانعت شرعی اپنی طرف سے عدم جواز کا حکم لگا کر شریعت و شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام اور رب العزۃ جل و علا پر افتراء کر رہا ہے۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَلَا تَقُولُوا الْبَاطِلَ الَّذِي هَذَا حَلْلٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِّتَقْتُلُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ۖ مَتَاعٌ قَلِيلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ" ۝۲۔	اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں، یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھو، بے شک جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا، تھوڑا برتنا ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (ت)

اور جہل فاضح یہ کہ عالم الغیب صفت مختصہ باری تعالیٰ ہونے پر بالواسطہ و بالعطا کہنے کے عدم جواز کو متفرع کر رہا ہے شاید اس کے نزدیک علم غیب بالواسطہ، و بالعطا خاصہ باری تعالیٰ ہے یعنی دوسرے کے دیئے سے علم غیب خاص اللہ تعالیٰ کو ہوتا ہے اس کے غیر کو علم غیب بالذات بلا واسطہ ہے ایسا ہے تو اس سے بڑھ کر اور کفر اشد کیا ہے۔ گنگوہی صاحب نے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب بالذات بے عطائے الہی ملنے کے اعتقاد کو کفر نہ مانا تھا صرف اندیشہ کفر کہا تھا ان کے فتاویٰ حصہ اول صفحہ ۸۳ میں ہے:

جو یہ عقیدہ رکھے کہ خود بخود آپ کو علم تھا بدون اطلاق حق تعالیٰ کے تو اندیشہ کفر کا ہے

¹ حاشیہ سید الشریف علی الکشاف تحت آیتہ ۳/۲۱۳ نشرات آفتاب تہران ۱/۲۸

² القرآن الکریم ۱۶/۱۱۶ و ۱۱۷

لہذا امام نہ بنانا چاہیے اگرچہ کافر کہنے سے بھی زبان کو روکے^۱۔

حالانکہ گنگوہی صاحب کا یہ قول خود ہی صریح کفر ہے بلاشبہ جو غیر خدا کو بے عطائے الہی خود بخود علم مانے قطعاً کافر ہے اور جو اس کے کفر میں تردد کرے وہ بھی کافر۔ اسمعیل دہلوی صاحب نے دوسری شق لی تھی کہ اللہ عزوجل کے علم غیب کو حادث و اختیاری مانا۔

تقویت الایمان میں ہے: غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب کی ہی شان ہے^۲۔ یہ بھی صریح کلمہ کفر ہے مگر دونوں شقیں جمع کرنا کہ اللہ تعالیٰ کا علم عطائی اور دوسرے کا ذاتی یہ اسی نتیجہ قول زید کا خاصہ ہے۔ دو واقعے کہ زید نے پیش کیے اگرچہ ان پر اسکاٹ اور بھی ہیں مگر کیا انباء المصطفیٰ میں صاف نہ کہہ دیا گیا تھا کہ بحمد اللہ تعالیٰ نص قطعی سے روشن ہوا کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے تمام موجودات جملہ ممالک و ممالیکون (جو ہو چکا اور جو ہوگا۔ ت) کا علم دیا اور جب یہ علم قرآن عظیم کے تبييناً لکل شیعہ ہونے نے دیا اور پر ظاہر کہ یہ وصف تمام کلام مجید کا ہے نہ ہر آیت یا سورت کا تو نزول جمع قرآن عظیم سے پہلے اگر بعض کی نسبت ارشاد ہولم نقص علیک (ہم نے آپ پر بیان نہیں کیا۔ ت) ہر گز احاطہ علم مصطفوی کا کافانی نہیں، مخالفین جو کچھ پیش کرتے ہیں سب انہیں اقسام کے ہیں۔ ہاں ہاں تمام نجدیہ دہلوی گنگوہی جنگلی کو ہی سب کو دعوت عام ہے سب اکٹھے ہو کر ایک آیت یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادہ لائیں جس سے صریح ثابت ہو کہ تمام نزول قرآن کے بعد بھی ممالک و ممالیکون سے فلاں امر حضور پر مخفی رہا اگر ایسا نص نہ لاسکو اور ہم کہے دیتے ہیں کہ ہر گز نہ لاسکو گے تو جان لو کہ اللہ راہ نہیں دیتا دغا بازوں کے مکر کو اھ ملخص^۳۔

اس کے بعد بھی ایسے وقائع پیش کرنا کیسی شدید بے حیائی ہے، بلاشبہ عمر و کا قول صحیح ہے جمع ممالک و ممالیکون جملہ مندرجات لوح محفوظ کا علم محیط حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کریم کے سمندروں سے ایک لہر ہے جیسا کہ علامہ قاری کی زبده شرح بردہ میں مصرح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

^۱ فتاویٰ رشیدیہ

^۲ تقوية الايمان الفصل الثاني مطبع علي اندرون لوباري دروازه لاہور ص ۱۳

^۳ انباء المصطفیٰ رضا اکیڈمی ممبئی ص ۱۰۲

مسئلہ ۱۳۶: از سینٹا پور محلہ نرائن پور مکان مولوی الہی بخش صاحب مسئلہ علی حسین خان ۲۹ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص کہے کہ غیب کا حال سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا ہے حتیٰ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی نہیں معلوم تھا بے ثبوت اس روایت کے کہ ایک بار ابو جہل نے کنواں راستے میں کھود کر خس پوش کر دیا تھا اور خود بیماری کا حیلہ کر کے پڑ رہا تھا جس وقت حضور عیادت کو گئے تو چاہ مذکور عین رگزر میں تھا اس وقت جبرئیل علیہ السلام نے بذریعہ وحی معلوم کیا لہذا اولیاء اللہ بھی نہیں جان سکتے بجز کشف والہام کے۔ بینوا تو جروا (بیان فرمائیے اجر دیئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب:

یہ حق ہے کہ غیب کا حال سوارب عزوجل کے کوئی نہیں جانتا یعنی اپنی ذات سے بے اس کے بتائے اور یہ باطل ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی نہیں معلوم تھا قرآن کریم واحادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ ماکان وما یکون الی آخر الایام (جو ہو چکا اور قیامت تک ہوگا۔ ت) کے تمام غیب حضور اقدس علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام پر منکشف فرمادیئے گئے اور حضور کے بتائے سے حضور کے غلام اولیائے کرام جانتے ہیں کشف والہام دونوں ان کے جاننے کے ذریعہ ہیں اور ان پر کوئی حد بندی نہیں۔ ان تمام مضامین کی تفصیل ہماری کتاب انباء المصطفیٰ وخالص الاعتقاد وغیرہما میں ہے اور وہ ابو جہل کے کنویں والی حکایت محض ساختہ و بے اصل ہے۔ وہو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۷: از ڈاکخانہ مولوی گنج ضلع گیما، مسئلہ عبد المجید ۲۹ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کی باتیں معلوم تھیں یا نہیں، مائتہ مسائل کے چوبیسویں سوال کے جواب میں روایت فقہی ملا علی قاری کی شرح فقہ اکبر ہے جاننا چاہیے کہ کوئی بات غیب کی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نہیں جانتے تھے مگر جس قدر کہ اللہ تعالیٰ اُن کو کسی وقت کوئی چیز معلوم کر دیتا تھا تو جانتے تھے جو کوئی اس بات کا اعتقاد کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب کی باتیں معلوم کر لیتے تھے حنفیہ نے اس شخص پر صریح تکفیر کا حکم دیا ہے۔ لمعارضۃ قوله تعالیٰ "قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّٰنَ يَّبْعَثُوْنَ" ۱۔

(اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے معارضہ کی وجہ سے، تم فرماؤ

^۱ القرآن الکریم ۶۵/۲

غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں مگر اللہ اور انہیں خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ ت) بینوا توجروا (بیان فرمائیے اجر دیئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب:

زید عمر و کچھ کہیں مگر قرآن مجید و احادیث صحیحہ کا ارشاد یہ ہے کہ حضور اقدس علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کو روزِ ازل سے روزِ آخر تک کے تمام غیوب کا علم عطا فرمایا گیا یہ بے شک حق ہے کہ انبیاء غیب اُسی قدر جانتے ہیں جتنا اُن کو ان کے رب نے بتایا بلاشبہ بے اس کے بتائے کوئی نہیں جان سکتا اور یہ بھی حق ہے کہ احیائاً بتایا گیا کہ وحی جیناً بعد حین ہی اُترتی نہ کہ وقتِ بعثت سے وقتِ وفات تک ہر آن علی الاتصال، مگر اس سے یہ سمجھ لینا کہ گنتی کی چیزیں معلوم ہوئیں اور ان کے علم کو قلیل و ذلیل قرار دینا مسلمان کا کام نہیں، اسی احیائاً تعلیم میں شرق و غرب و عرش و فرش کے ذرہ ذرہ کا حال روزِ ازل سے روزِ آخر تک تمام منکشف کر دیا، آیہ کریمہ میں علم ذاتی کی نفی ہے کہ کوئی شخص بے خدا کے بتائے غیب نہیں جانتا، یہ بے شک حق ہے اور اسی کے معارضہ کو حقیقہ نے کفر کہا ہے ورنہ یہ کہ خدا کے بتائے سے بھی کوئی نہیں جانتا اس کا انکار صریح کفر اور بکثرت آیات کی تکذیب ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل انباء المصطفیٰ و خالص الاعتقاد میں دیکھا چاہیے کہ ایمان درست ہو، وہو تعالیٰ اعلم۔



رسالہ

۱۳۲۸ھ

رماح القہار علی کفر الکفار

(قہار کا نیزہ مارنا کافروں کے کفر پر)

(تمہید "خالص الاعتقاد")

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله هادي القلوب و افضل الصلوة والسلام على النبي المطلع على الغيوب المنزه من جميع النقائص والعيوب وعلى آله و صحبه المطهرين من الذنوب القاهرين على كل شقي مفتر كذوب صلوة وسلاماً يتجدان بكل طلوع وغروب۔	تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جو دلوں کو ہدایت دینے والا ہے، اور افضل درود و سلام اس نبی کریم پر جو تمام غیبوں پر آگاہ اور تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے اور آپ کی آل پر اور صحابہ پر جو گناہوں سے محفوظ اور ہر بد بخت افتراء پرداز (جھوٹے) پر غالب ہیں ایسا درود و سلام جو ہر طلوع و غروب کے ساتھ متجدد ہوتا رہتا ہے۔) (ت)

اللہ عزوجل جن قلوب کو ہدایت فرماتا ہے اُن کا قدم ثبات جاوہ حق سے لغزش نہیں کرتا اگر ذریت شیطان اپنے وسوسے
شوشے کچھ ڈالتی بھی ہے تو ہر گز اس پر اعتماد نہیں کرتے کہ ان کے

رب نے فرمادیا ہے:

اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لائے تو فوراً تحقیق کر لو بے تحقیق اعتبار نہ کر بیٹھو۔	"إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا" ^۱ ۔

پھر جب امر حق اپنی جھلک انہیں دکھاتا ہے فوراً ان کا وہ حال ہوتا ہے جو ان کے رب نے فرمایا:

بے شک وہ جو ڈر والے ہیں جب انہیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے، ہوشیار ہو جاتے ہیں اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ (ت)	"إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ" ^۲ ۔

معاً ہوشیار ہو جاتے اور ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں ابلیس لعین کی ذریت نے جو پردہ ڈالنا چاہا تھا دھواں بن کر اڑ جاتا اور آفتاب حق اپنی نورانی کرنوں سے شعاعیں ڈالنا چمک آتا ہے۔ وہابیہ خذلم اللہ تعالیٰ نے جب اللہ واحد قہار اور اس کے حبیب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و تکذیب اُس حد تک پہنچائی کہ ابلیس لعین کی ہزار ہا سال کی کمائی پر فوق لے گئی ادھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بندہ عالم اہلسنت مجدد دین و ملت دام ظلہم الاقدس کو اُن خبیث کی سرکوبی پر مقرر فرمایا، الحمد للہ سرکوبی بھی وہ فرمائی جس سے عرب و عجم گونج اٹھے، اکابر علمائے کرام حرمین شریفین نے ان شیاطین کے اقوال تکذیب و توہین پر ان کو کافر مرتد زندیق لحد لکھا اور صاف فرمادیا کہ "من شك في كفره وعذابه فقد كفر" ^۳۔ جو ایسوں کے ان اقوال پر مطلع ہو کر ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی انہیں طرح کافر ہے کہ اس نے اللہ عز و جل کی عزت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کو ہلکا جانا اُن کے بدگویوں کو کافر نہ مانا، الحمد للہ یہ مبارک فتویٰ مسیحی بہ حسام الحرمین علی منحر الکفر والبدین (۱۳۲۴ھ) ایسا بے نظیر مرتب ہوا جس نے وہابیت کے دلوں میں رعب، قلعوں میں زلزلے ڈال دیے۔ پھر نفیس و بے مثال تمہید ایمان آیات قرآن (۱۳۲۶ھ) اس محمدی خنجر پر اور الہی صیقل ہوئی جس نے خدا و رسول کے دشنام دہندوں کے سب حیلے مٹا دیے اور صاف صاف قرآن عظیم کی آیتوں نے اُن پر حکم کفر لگا دیئے۔ کافروں کے پاس اس کے

^۱ القرآن الکریم ۴۹/۶

^۲ القرآن الکریم ۷/۲۰۱

^۳ حسام الحرمین علی منحر الکفر والبدین مطبع اہلسنت وجماعت بریلی ص ۹۴

جواب کیا ہوتے اور بے توفیق الہی توبہ کیونکر کرتے ناچار مکرو فریب، جھوٹ، کذب، تہمت افتراء، بہتان گالیوں، ہدیانوں پر اُترے جو عاجزوں کی کچھلی تدبیر ہے خادمان سنت نے گالیوں سے اعراض اور اپنی ذات سے متعلق تہمتوں افتراءوں سے بھی اغماض ہی کیا، باقی دھوکے بازیوں کے جواب ظفر الدین الجید و کین کش پنچہ تیج و بارش سنگی و پیکانِ جاگنداز و ضروری نوٹس و نیا زمانہ و کشف راز و غیر ہارساں و اعلانات سے دیتے رہے ان رسالوں اشتہاروں کے جواب سے کفر پارٹی نے پھر ایک کان گونگا ایک بہرہ رکھا اصلاً کسی بات کا جواب نہ دیا اور اپنی ٹائیں ٹائیں سے باز بھی نہ آئی جب دیکھا کہ یوں کام نہیں چلتا بالاخر مرتا کیا نہ کرتا پارٹی نے دو تدبیریں وہ بے مثال سوچیں کہ ابلیس لعین بھی عیش عیش کر گیا کان ٹیک دیئے ان کے حسن پر غش کر گیا۔

تدبیر اول: معاوضہ بالمثل یعنی علمائے اسلام نے کفر پارٹی کے کفر پر حریم طہیین کا فتویٰ شائع فرمایا تمام اسلامی دنیا میں کفر پارٹی ملعونہ پر تھو تھو ہو رہی ہے، پارٹی کے رنگ فق ہوئے، جگر شق ہوئے، دم اُلٹ گئے، کیچے پھٹ گئے مگر قہر قہار کا کیا جواب۔ اچھا اس کا جواب نہیں ہو سکتا تو لاؤ جاہلوں کے پھسلانے احمقوں کے بہکانے کو انوکھے افتراء کے پاڑ بیلین، معاوضہ بالمثل کا جل کھیلیں یعنی پارٹی نے تو ضروریات دین کا انکار کیا ہے اللہ عزوجل کو جھوٹا کہا ہے، ختم نبوت کا بکھیڑا کھیڑا ہے، نئی نبوتوں کا راگ چھیڑا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے کہیں اپنے بزرگ ابلیس لعین کے علم کو بڑھایا ہے، کہیں پاگلوں چوپایوں کے علم کو علم اقدس کے مثل بنایا ہے۔ شیطان لعین کو خدا کی صفت میں شریک ٹھہرایا ہے، ان باتوں پر علمائے اسلام سے کفر و ارتداد کا حکم پایا ہے، دیکھو کسی نزاع اختلافی مسئلے میں عرب کے کسی مفتی کو ان علمائے کرام سے خلاف ہو تو اس کے متعلق کچھ لکھوائیں۔ اور اس میں گھناؤنی تہمتیں گندے افتراء اپنی طرف سے ملائیں، اور بایں ہمہ حکم من مانتانہ ملے تو حکم بھی جی سے نکال لیں افتراء کی مشین تو گھر میں چل رہی ہے خانگی سانچے میں ڈھال لیں۔ بس نام کو کہیں بوئے خلاف ملنی چاہیے، پھر کیا ہے ابلیس دے اور ذریت لے، سوچتے سوچتے ایک مسئلہ علم خمس کا بلا جس میں مدینہ طیبہ کے شافعی المذہب مفتی برزنجی صاحب کو شبہ تھا اور ایک انہیں کو کیا یہ مسئلہ پہلے سے علمائے امت میں مختلف رہا ہے اکثر ظاہرین جانب انکار رہے اور اولیائے عظام اور ان کے غلام علمائے کرام جانب اثبات و اقرار رہے، ایسے مسئلے میں کسی طرف تکلیف چہ معنی تضلیل کیسی تفسیق بھی نہیں ہو سکتی۔ مسلمانو! مسائل تین قسم کے ہوتے ہیں۔

ایک ضروریات دین اُن کا منکر بلکہ اُن میں ادنیٰ شک کرنے والا بالیقین کافر ہوتا ہے ایسا کہ

جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔

دوم ضروریات عقائد اہلسنت، ان کا منکر بد مذہب گمراہ ہوتا ہے۔

سوم وہ مسائل کہ علماء اہلسنت میں مختلف فیہ ہوں اُن میں کسی طرف تکفیر و تزییل ممکن نہیں۔

یہ دوسری بات ہے کہ کوئی شخص اپنے خیال میں کسی قول کو راجح جانے خواہ تحقیقاً یعنی دلیل سے اسے وہی مرجح نظر آیا خواہ

تقلید کہ اسے اپنے نزدیک اکثر علماء یا اپنے معتمد علیہم کا قول پایا۔ کبھی ایک ہی مسئلہ کی صورتوں میں یہ تینوں قسمیں موجود

ہو جاتی ہیں۔ مثلاً اللہ عزوجل کے لیے ید و عین کا مسئلہ: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: "يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ"^۱۔ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان

کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ ت) وَقَالَ تَعَالَى: "وَلْيُضْمَعَ عَلَى عَيْنِي"^۲۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اس لیے کہ تو میری نگاہ

کے سامنے تیار ہو۔ ت) ید ہاتھ کو کہتے ہیں، عین آنکھ کو۔ اب جو یہ کہے کہ جیسے ہمارے ہاتھ آنکھ ہیں ایسے ہی جسم کے ٹکڑے

اللہ عزوجل کے لیے ہیں وہ قطعاً کافر ہے اللہ عزوجل کا ایسے ید و عین سے پاک ہونا ضروریات دین سے ہے، اور جو کہے کہ اس

کے ید و عین بھی ہیں تو جسم ہی مگر نہ مثل اجسام، بلکہ مشابہت اجسام سے پاک و منزہ ہیں وہ گمراہ بد دین کہ اللہ عزوجل کا جسم و

جسمانیات سے مطلقاً پاک و منزہ ہونا ضروریات عقائد اہلسنت و جماعت سے ہے، اور جو کہے کہ اللہ عزوجل کے لیے ید و عین ہیں

کہ مطلقاً جسمیت سے بری و مبرا ہیں وہ اس کی صفات قدیمہ ہیں جن کی حقیقت ہم نہیں جانتے نہ اُن میں تاویل کریں وہ قطعاً

مسلم سُنی صحیح العقیدہ ہے اگرچہ یہ عدم تاویل کا مسئلہ اہلسنت کا خلا فیہ ہے متاخرین نے تاویل اختیار کی پھر اس سے نہ یہ گمراہ

ہوئے کہ وہ کہ اجر اعلیٰ الظاہر بمعنی مذکور کرتے ہیں جس کا حاصل صرف اتنا کہ "أَمَّا يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ"۔^۳ (ہم اس پر

ایمان لائے، سب ہمارے رب کے پاس سے ہے۔ ت)

بعینہ یہی حالت مسئلہ علم غیب کی ہے۔ اس میں بھی تینوں قسم کے مسائل موجود ہیں۔

(۱) اللہ عزوجل ہی عالم بالذات ہے اُس کے بتائے ایک حرف کوئی نہیں جان سکتا۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ عزوجل نے اپنے بعض غیوب کا علم دیا۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اوروں سے زائد ہے ابلیس کا علم معاذ اللہ

^۱ القرآن الکریم ۲۸/۱۰

^۲ القرآن الکریم ۲۰/۳۹

^۳ القرآن الکریم ۳/۷

علم اقدس سے ہر گز وسیع تر نہیں۔

(۴) جو علم اللہ عزوجل کی صفت خاصہ ہے جس میں اُس کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شریک کرنا بھی شرک ہو وہ ہر گز اہلسنت کے لیے نہیں ہو سکتا جو ایسا مانے قطعاً مشرک کافر ملعون بندہ ابلیس ہے۔

(۵) زید و عمرو ہر بچے پاگل، چوپائے کو علم غیب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مماثل کہنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صریح توہین اور کھلا کفر ہے، یہ سب مسائل ضروریات دین سے ہیں اور اُن کا منکران میں ادنیٰ شک لانے والا قطعاً کافر، یہ قسم اول ہوئی۔

(۶) اولیاء کرام نفعنا اللہ تعالیٰ ببرکاتہم فی الدارين کو بھی کچھ علوم غیب ملتے ہیں مگر بوساطت رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ معتزلہ خذلہم اللہ تعالیٰ کہ صرف رسولوں کے لیے اطلاع غیب مانتے اور اولیاء کرم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا علوم غیب کا اصلاً حصہ نہیں مانتے گمراہ و مبتدع ہیں۔

(۷) اللہ عزوجل نے اپنے محبوبوں خصوصاً سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیوب خمسہ سے بہت جزئیات کا علم بخشا جو یہ کہے کہ خمس میں سے کسی فرد کا علم کسی کو نہ دیا گیا ہزار احادیث متواترۃ المعنیٰ کا منکر اور بد مذہب خاسر ہے، یہ قسم دوم ہوئی۔

(۸) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تعیین وقت قیامت کا بھی علم ملا۔

(۹) حضور کو بلا استثناء جمیع جزئیات خمس کا علم ہے۔

(۱۰) جملہ مکنونات قلم و مکتوبات لوح بالجملہ روز اول سے روز آخر تک تمام ماکان و مایکون مندرجہ لوح محفوظ اور اس سے بہت زائد کا عالم ہے جس میں ماورائے قیامت تو جملہ افراد خمس داخل اور دربارہ قیامت اگر ثابت ہو کہ اس کی تعیین وقت بھی درج لوح ہے تو اسے بھی شامل، ورنہ دونوں احتمال حاصل۔

(۱۱) حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حقیقت روح کا بھی علم ہے۔

(۱۲) جملہ تنابہات قرآنیہ کا بھی علم ہے، یہ پانچوں مسائل قسم سوم سے ہیں کہ ان میں خود علماء و آئمہ اہل سنت مختلف رہے ہیں جس کا بیان بعونہ تعالیٰ عنقریب واضح ہوگا ان میں مثبت و نافی کسی پر معاذ اللہ کفر کیا معنی ضلال یا فسق کا بھی حکم نہیں ہو سکتا جب کہ پہلے سات مسئلوں پر ایمان

رکھتا ہو اور ان پانچ کا انکار اُس مرض قلب کی بنا پر نہ ہو جو وہابیہ قاتلم اللہ تعالیٰ کے نجس دلوں کو ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل سے جلتے اور جہاں تک بنے تنقیص و کمی کی راہ چلتے ہیں، فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضاً ولا هل السنة من اللہ احمد رضا امین۔ (ان کے دلوں میں بیماری ہے ان کی بیماری اور بڑھ گئی اور اہل سنت کے لیے اللہ عزوجل کی طرف سے بہترین رضا ہو، آمین ! ت)

وہابیہ کی مکاریاں

اب وہابیہ کی مکاریاں دیکھیے۔

اولاً: انہیں معلوم ہو کہ سرکار اعظم مدینہ طیبہ میں مفتی شافعیہ کو باتباع اہل ظاہر بعض مسائل قسم سوم میں خلاف ہے، خبیثاء کا اپنا خلاف تو مسائل قسم اول میں تھا انکار ضروریات دیں و توہین حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کر کے خود انہیں مفتی شافعیہ و جملہ مفتیان کرام ہر دو حرم محترم کے روشن فتوؤں سے کافر مرتد مستحق لعنت ابد ٹھہر چکے تھے، جھٹ سب سے ہلکی قسم سوم میں خلاف لاؤ الا۔ دو فائدے سوچ کر ایک یہ کہ جب مسئلہ خود اہلسنت کا خلافیہ ہے تو ادھر بھی عبارات علماء مل جائیں گی۔ نادانوں کے سامنے غل مچانے کی گنجائش تو ہوگی، دوسرے سب سے بڑا جل یہ کہ مفتی صاحب سے کوئی تحریر ہاتھ آسکے گی جسے زور زبان و زور بہتان حسام الحرمین کا معاوضہ ٹھہرا سکیں اور گلے پھاڑ کر چیختنا شروع کیا کہ علم غیب میں مناظرہ کر لو۔ یہی کی پھوٹوں سے کہیے کہ مسائل قسم اول تو اصل الاصول مسائل علم غیب ہیں۔ خبیثو! تم ان کے منکر ہو کر باجماع علمائے حرمین شریفین کافر ٹھہر چکے ہو۔ انہیں چھوڑ کر سب سے ہلکے مسائل قسم سوم کی طرف کہاں رہے جاتے ہو جو خود ہم اہلسنت کے خلافیہ ہیں۔ پہلے مسلمان تو ہو لو پھر کسی فرعی مسئلہ کو چھیڑو۔ اس کی نظیر یہی ہو سکتی ہے کہ کوئی ملعون معاذ اللہ اللہ عزوجل کے لیے ہمارے ہی سے ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان، گوشت، پوست، استخوان سے مرکب مانے، اور جب اہل اسلام اس کی تکفیر کریں تو ید و عین میں مسئلہ خلافیہ تاویل و تفویض میں بحث کی آڑ لے، اس سے یہی کہا جائے گا کہ ابلیس کے مسخرے تو تو صراحۃً اُس قدوس متعالی عزجلالہ کو اپنا سا جسم مان کر کافر ہو چکا ہے تجھ سے اور اس مسئلہ خلافیہ اہلسنت سے کیا علاقہ۔ دجال کے گدھے پہلے آدمی تو بن مسلمان تو ہو۔ پھر تفویض و تاویل پوچھو، مسلمانو! ان خبیثاء کے علم غیب رٹنے کا یہ حاصل ہے۔

تعالیٰ اللہ اعلم

اعمالہم (ان پر بتائی پڑے اور اللہ انکے اعمال برباد کرے۔ ت)

ہاجیا: پیش خویش یہ منصوبے گانٹھ کر ایک مقہور مخصوص آثم ماثوم عہ زنگی کافور موسوم کو (کہ مکہ معظمہ میں بعون اللہ تعالیٰ خائب و خاسر و ذلیل و مخصوص ہو چکا تھا یہاں تک کہ علمائے کرام حرم شریف نے اس کا نام ہی بدل کر مخصوص رکھ دیا تھا۔) متعین کیا کہ مکہ معظمہ میں تو چھل پیچ نہ چلا مجددین و ملت کے انوار علم نے حرم شریف کے کُوپے کو جگمگایا ہے یہاں کے علمائے کرام بعون الملک العلام فریب میں نہ آئیں گے سرکار اعظم مدینہ طیبہ میں ہنوز "الدولة المکیة بالمادة الغیبیة (۱۳۲۳ھ)" کا آفتاب طالع نہیں ہوا اور مفتی شافعیہ کو خمس میں اشتباہ ہے ہی وہاں جل کھیلیں، مخصوص ماثوم ہے، ذی ہوش سمجھا کہ اس قدر سے اپنی جگری چہیتوں کفر و ارتداد کی مصیبت بیٹوں کے اندرونی گہرے زخم جانکاہ کا کیا مرہم ہوگا کہ مسئلہ خود اہلسنت کا خلاfiہ ہے بڑھ سے بڑھ اتنا ہوگا کہ مفتی صاحب اپنا قول مختار لکھ دیں اور دوسرے قول کو خلاف تحقیق بتائیں، یہ تو آئمہ و علماء میں صحابہ کرام کے وقت سے آج تک برابر ہوتا آیا ہے اور ہوتا رہے گا اس سے کیا کام چلے گا، لہذا اس میں یہ نمک مرچ ملائے گئے کہ علیحضرت مجددین و ملت نے اپنے رسالہ میں علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سوا علوم ذات و صفات الہی کے جملہ معلومات الہیہ غیر متناہیہ بالفعل کو تفصیل تام محیط ٹھہرایا اور اس احاطہ میں علم الہی و علم نبوی میں صرف قدم و حدوث کا فرق بتایا ہے۔

مفتیوں پر کمالِ قہر الہی کا ثمر یہ کہ یہ من گھڑت باتیں رسالہ علیحضرت کی طرف نسبت کیں جس میں صراحتاً ان اباطیل کا روشن رد ہے جس کا ذکر بعونہ تعالیٰ عنقریب آتا ہے رسالے میں اگر ان باتوں کی نسبت ہاں و نہ، کچھ نہ ہوتا تو ان کا اس کی طرف منسوب کرنا سخت خمیٹ افتراء تھا نہ کہ رسالے میں بتصریح نام روشن و واضح طور پر جن باتوں کا رد ہوا انہیں کو اس کی طرف نسبت کر یا جائے اس کی نظیر یہی ہو سکتی ہے کہ کوئی ملعون کہے قرآن عظیم میں عیسیٰ مسیح کو خدا لکھا ہے "إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ" ^۱۔ (بے شک اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے۔ ت) اس سے یہی کہا جائے گا کہ او ملعون مجنون ابلیس کے مفتون سوجھ کر قرآن عظیم میں ایسا فرمایا ہے یا اس کا رد ارشاد ہوا ہے کہ:

عہ: ماثوم مجرم سزا یافتہ کہ خدائے کیفر کردار ش بخارش نہاد ۱۲۔

^۱ القرآن الکریم ۵/ ۱۷۱

بے شک کافر ہیں وہ جو مسیح ابن مریم کو خدا کہتے ہیں تم فرمادو کہ کسی کو اللہ پر کچھ اختیار ہے اگر وہ مسیح ابن مریم اور انکی ماں اور تمام اہل زمین کو فنا کر دینا چاہیے۔

"لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ أُمَّهُ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا" ^۱۔

اعلیٰ حضرت نے یہ مبارک رسالہ مکہ معظمہ میں تصنیف فرمایا اکابر علمائے مکہ نے خواہش کر کے اس کی نقلیں لیں اس رسالہ کی قسم اول جناب مفتی برزنجی صاحب نے پڑھا کر سنی حاشیہ ہزار ہزار بار حاشیہ زہار معقول و مقبول نہیں کہ معاذ اللہ خود حضرت ممدوح ایسے اخبث انجس افتراء ملعون تراشیں یا ان کا تراشنا وار کھیں بلکہ ضرور ضرور ان دل کے اندھوں نے اس مقدس مفتی کی ظاہری ناپیدائی سے فائدہ اٹھایا اور کوئی نہ کوئی کارروائی دھوکے فریب یا تحریف تعحیف کی عمل میں لائی گئی۔

"إِنَّمَا يَتَّبِعُ الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ" ^۲۔ (افتراء وہی باندھتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔ ت) اپنے پرانوں

"النَّبِيُّ جُفُونٌ فِي الْمَدِينَةِ" ^۳۔ (مدینہ میں جھوٹ اڑانے والوں۔ ت) کا ترکہ پایا

"وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ" ^۴۔ (اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ ت)

حاشیہ: خبیثانہ نے کھایا بھی اور کال بھی نہ کٹا: مفتی صاحب نے ان افتراء اقوال پر بھی اتنا ہی حکم دیا کہ غلط اور تفسیر قرآن پر بے دلیل جرات ہے اشیاء کے طائفہ بھر کی چھاتیاں پھٹ گئیں کہ ہائے ہائے رسول کے شہر میں خدا کا قہر سر پر اوڑھا اور کچھ کام نہ چلا۔ اب رامپور، بریلی، دیوبند، تھانہ بھون، انبیٹھ گنگوہ، دہلی، پنجاب وغیرہا کے سب پنج غیب جڑ جڑا کر کمیٹیاں ہوئیں اور رائے پاس ہولی کہ ایلیمی مسخر و! تم اور غم کرو۔ ارے افتراء کی مشین تو تمہارے گھر چل رہی ہے۔ مجدد ملت پر افتراء جوڑے تھے حضرت مفتی صاحب پر جوڑتے ہوئے کیوں مرے جاتے ہو، بنا برآں پہلے افتراء میں وہ جو علوم ذات و صفات الہی کا استثناء رکھا تھا اپنے ہی چھپے ہوئے رسالے غایۃ المامول سے اسے بھی اڑا دیا جناب منور علی رامپوری اینڈ کو جو اس رسالہ غایۃ المامول کے لانے والے چھانپنے والے ہیں مسلمان سب سے پہلے انہیں کی دن دھاڑے چوری اور سرزوری ملاحظہ فرمائیں۔ رسالے کے صفحہ ۳ پر مفتی صاحب

^۱ القرآن الکریم ۵/ ۱۷

^۲ القرآن الکریم ۱۶/ ۱۰۵

^۳ القرآن الکریم ۳۳/ ۶۰

^۴ القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

کی طرف منسوب عبارت تو یہ چھاپی:

اس کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم ہر شے کو محیط ہے حتیٰ کہ مغیباتِ خمسہ کو بھی، اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے متعلق علم کے سوا کسی علم کو اس سے مستثنیٰ نہیں کرتا۔ (ت)	ذهب فیہا ای صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علمہ محیط بكل شیء حتی المغیبات الخمس وانہ لایستثنیٰ من ذلك الا العلم المتعلق بذات اللہ تعالیٰ وصفاته۔

جس میں علم متعلق بذاتِ الہی و صفاتِ الہی کا صریح استثناء موجود ہے اور اس عبارت کے منگھڑت خلاصہ کا ترجمہ آخر کتاب میں یوں چھاپا کہ "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم بھی ایسا ہی محیط ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا اور آپ کے علم اور اللہ تعالیٰ کے علم میں کوئی فرق نہیں سوائے حدوث و قدم کے"۔

ملاحظہ ہو کہ وہ علم ذات و صفات کا استثناء یک لخت اڑ گیا۔ اور بلا استثناء جمیع معلوماتِ الہیہ کو علم نبوی محیط ماننے کا بہتان جڑ گیا۔ بیجا بدین لوگ اکثر افتراء گانٹھا کرتے ہیں اس کا کچھ گلہ نہیں مگر۔ ع

چہ دلا اور است دزدے کہ بجف چراغ دارد

(چور کتنا دلیر ہے کہ ہاتھ میں چراغ رکھتا ہے۔ ت)

کاساں اور ہی مزہ رکھتا ہے، جس کتاب میں تحریف کریں اسی کے ساتھ اسی کی پشت پر چھاپ دیں اور پھر سر بازار مسلمانوں کو آنکھیں دکھائیں۔ تف تف تف سے کیا ہوتا ہے جب خدا کی لعنت ہی کا خوف نہیں پھر، پھر اس چال بازی کی کیا شکایت کہ مفتی صاحب کی طرف عبارت تو یہ منسوب کی "العلنی علی رسالۃ ذہب فیہا"، جس کا صاف مفادیہ کہ یہ مضمون اس رسالہ کا ہے، حالانکہ رسالہ میں اس کا صاف رد لکھا ہے، اور باطنی طائفہ نجدیت کے امام عہ معصوم سفلی آسمان کذب و افتراء کے بدر منور اس کا ترجمہ یوں گانٹھتے ہیں "اپنے دوسرے رسالہ علم غیب کی مجھ کو خبر دی اور اس کا یہ مدعا بیان کیا۔" یعنی یہ مدعا زبانی بیان میں تھا نہ کہ رسالہ میں۔

تاکہ کوئی رسالہ کا تپانچہ دے کر جھوٹ بکنے والا لوٹ دے کر مفتریو رسالہ میں یہ قول لکھا ہے یا اس کا رد کیا ہے۔ پھر اس ننھی سی کتر بیونت کا کیا گلہ کہ مفتی صاحب کی طرف عبارت تو یہ منسوب کی "فلم ال جہد فی بیان ان الایۃ المذکورۃ لا تدل علی مدعا دلالة قطعیۃ"

عہ: اسماعیل دہلوی کی صراطِ مستقیم میں۔

جس کا صاف ترجمہ یہ ہے کہ میں نے اپنے چلتی اس بیان میں کمی نہ کی کہ آیت ان کے دعوٰی پر ایسی دلالت نہیں کرتی جو یقینی قطعی ہو۔ اب قصر وہابیت کے منور محل کا چمکتا ترجمہ سنئے۔ آیت مذکورہ تمہارے دعویٰ کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ کہاں نفی تینوں کہ یقینی طور پر اثبات نہیں اور کہاں استحالہ کی دلیل ہو ہی نہیں سکتی دو سطر کے ترجمہ میں یہ ڈھٹائیاں اور واں گھائیاں یہ دلربائیاں اور پھر دین و دیانت کا دعوٰی پر قرار ع

چوں وضوئے محکم بی بی تمیز (بی بی تمیز کے محکم مضبوط وضو کی طرح۔ ت)

پھر یہ شرمیلی جھانولی تو خاص انعام دینے کے قابل کہ اسی صفحہ ۳ عبارت مفتی صاحب میں قادیانی، پھر طائفہ امیر یہ امیر حسن سہسوانی، پھر طائفہ نذیر یہ نذیر حسین دہلوی، پھر طائفہ قاسمیہ قاسم نانوتوی، پھر رشید احمد گنگوہی، پھر اشرف علی تھانوی، یہ سارے کے سارے نام بنام مذکور تھے اور ان سب پر جب کہ وہ اقوال ان کے ہوں احکام کفر و ضلال مسطور تھے، تن وہابیت کی منور جان جو سرمائی نظروں سے اس کے ترجمہ پر آئیں تو یوں جھلک دے کر لوپ ہو جائیں کہ ہندوستان میں کچھ لوگ گمراہ اور اہل کفر ہیں جو ایسا ایسا کہتے ہیں منجملہ ان کے غلام احمد قادیانی وغیرہ وغیرہ ملاحظہ ہو اپنے پانچوں کو کیا وغیرہ کے پردے میں بھٹایا، وغیرہ کی خاک ڈال کر بلی کی طرح چھپایا ہے غرض ے

عتیار ہو مکار ہو جو آج ہو تم ہو
بندے ہو مگر خوفِ خدا نہیں رکھتے

ارے بیباک! کیا کہنا ہے تیری اس وغیرہ کا
یہی پردہ ہے سارے ایر غیر انتھو خیر اکا

بریلی کے وہابیہ بھی انہیں حضرت کی چال پر پھول کر اپنی تیاں والی تحریر سر بازار تشہیر کرا بیٹھے۔ مسلمانوں نے پانسو روپے انعام کا اشتہار دیا اگر ایک ہفتہ میں اپنے افتراؤں کا ثبوت دے دیں۔ معیاد گزری اور اس سے دو چند زمانہ گزرا، اور پھر سہ چند تک نوبت پہنچی مگر کسی مفتزی کذب کے لب نہ کھلے "فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ" ^۱۔ تو ہوش اڑ گئے کافر کے، اور اللہ راہ نہیں دکھاتا ظالموں کو۔ ت) بیس روز بعد بعض بے حیا پردہ نشینوں نے کسی اپنے سعید کی فرضی آڑ سے دیوبندی کمیٹیوں کا نتیجہ چھاپا۔ پہلے دو اندھیر تھے تو اس میں افترا، افترا، افترا، افترا کے ڈھیر تھے اور واقعی کوئی

^۱ القرآن الکریم ۲/۲۵۸

ملعون طائفہ اپنے لعنتی افتراؤں کا ثبوت کہاں سے لائے سوا اس کے کہ لعنتوں پر لعنت، غضبوں پر غضب اوڑھے، اس پر مسلمانوں نے العذاب البلیس علی انجس حلائل البلیس ان پر نازل کیا اور تین ہزار روپے کا اعلان دیا اور ان کی مہلت تین ہفتے کر دی اور برسم شہادت ان کے الفاظ کی ٹوکری در بھنگی وغیرہ سب کے ظاہر پیر تھانوی صاحب کے سر دھر دی، اگرچہ برسوں کا تجربہ شاہد ہے کہ وہ تین توڑے دیکھ کر بھی لب نہ عہ کھولیں گے۔ اُن کی مہر دہن جب ٹوٹے کہ کچھ گنجائش سوچھے، خیر ایک تدبیر تو کفر پارٹی کی یہ تھی۔ دوسری تدبیر لعنت تحمیر اشد ملعون کی بولتی تصویر فلک شیطنت کی بدر منیر البلیس لعین کی بڑی ہمشیر اللہ و رسول پر حملہ کے لیے کفر پارٹی کی ننگی شمشیر، یعنی رسالہ ملعون و شتی ظلم مسی سیف النقی۔ اس خبیثہ ملعونہ رسالہ نے وہ طرز اختیار کی کہ وہابیہ خذلہم اللہ تعالیٰ پر سے ۳۵ برس کا قرضہ ایک دم میں اُتر وادے،

آستانہ علویہ رضویہ سے سینتیس سال کامل ہوئے کہ وہابیہ کا رد اشاعت پارہا ہے اور آج تک بفضل وہاب جل و علا لا جواب رہا ہے۔ کسی گنگوہی، نانوتوی، انبٹھی، تھانوی، دیوبندی، دہلوی، امرتسری کو تاب نہ ہوئی کہ ایک حرف کا جواب لکھیں اور جب مطالبہ جواب کتب کا نام آیا ہے، متکلمین طائفہ نے جو مناظرہ رٹ رہے ہیں وہ وہ چک پھیریاں لیں، وہ وہ اڑان گھاٹیاں دکھائیں جن کا بیان رسالہ الاستمتاع بذوات القناع سے ظاہر شریفہ ظریفہ رشیدہ رسیدہ نے اپنے اقبال و سیج سے ان کے ادا پر و ضیق کو ایسی فراخی حوصلہ کی لے سکھائی ہے کہ چاہیں تو ایک ایک منٹ میں اپنے خصموں کی ایک ایک کتاب کا جواب لکھ دیں۔ اور وہ بھی بے مثل و لا جواب لکھ دیں یعنی خصم کا جو قول چاہیں نقل کریں اور اس کے مخالف جتنی عبارات چاہیں خصم کے آباء و اجداد و مشائخ کی طرف سے گھڑ لیں اور ان کی تصانیف کے نام بھی تراش لیں، ان کے مطبع بھی اپنے افترائی سانچے میں ڈھال لیں اور سر بازار بکمال حیا آنکھیں دکھانے کو ہو جائیں کہ تم تو کہتے ہو اور تمہارے والد ماجد اس کے خلاف فلاں کتاب میں یوں فرماتے ہیں، تمہارے جد امجد کا فلاں کتاب میں یہ ارشاد ہے۔ فلاں مشائخ کرام فلاں فلاں کتاب میں یوں فرما گئے ہیں ان کتابوں کے یہ یہ نام ہیں، فلاں فلاں مطبع میں چھپی، ان کے فلاں فلاں صفحہ پر یہ عبارات ہیں، کہیے اس سے بڑھ کر پکا اور کامل ثبوت اور کیا ہوگا۔ اور بعنایت الہی حقیقت دیکھئے تو ان کتابوں کا اصلاً کہیں روئے زمین پر نام و نشان نہیں، نری من گھڑت خیالی تراشیدہ خواہائے پریشان جن کی تعبیر فقط اتنی کہ "لَعَنَتِ اللہُ عَلٰی"

عہ: یہی واقع ہوا دس برس سے زیادہ گزرے تھانوی صاحب خاموش باختہ ہوش۔

اِنَّكَ بِرَيْنٌ ۝۱۱^۱۔ (جھوٹوں پر اللہ کی لعنت، ت)

مثلاً (۱) صفحہ ۳ پر ایک کتاب بنام تحفۃ المقلدین علیحضرت کے والد ماجد اقدس حضرت مولانا مولوی محمد نقی علی خاں قدس سرہ العزیز کے نام سے گھڑی اور بکمال بے حیائی کہہ دیا کہ مطبوعہ صبح صادق سینٹاپور صفحہ ۱۵۔

(۲) صفحہ ۱۱ پر ایک کتاب بنام ہدایۃ الاسلام علیحضرت علیحضرت کے جد امجد حضور پُر نور سیدنا مولوی محمد رضا علی خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے تراشی اور بکمال ملعونی کہہ دیا کہ مطبوعہ صبح صادق سینٹاپور صفحہ ۳۰۔

(۳) صفحہ ۱۱ اور صفحہ ۲۰ پر ہدایۃ البریہ مطبوعہ صبح صادق کے علاوہ ایک ہدایۃ البریہ مطبوعہ لاہور علیحضرت کے والد روح اللہ روحہ کے نام سے گھڑی اور اپنی تراشیدہ عبارتیں اس کی طرف منسوب کر دیں کہ صفحہ ۱۳ میں فرماتے ہیں، صفحہ ۴۱ میں فرماتے ہیں اور سب محض بناوٹ۔

(۴) صفحہ ۱۱ پر ایک کتاب بنام خزینۃ الاولیاء حضور اقدس انور حضرت سیدنا شاہ حمزہ مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام اقدس سے گھڑی اور بکمال شقاوت کہہ دیا کہ مطبوعہ کانپور صفحہ ۱۵۔

(۵) صفحہ ۲۰ پر ایک کتاب بنام تحفۃ المقلدین علیحضرت کے جد امجد نور اللہ تعالیٰ مرقدہ کے نام سے گھڑی اور بکمال شیطنت کہہ دیا مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۱۲۔

(۶) صفحہ ۲۱ پر حضرت اقدس حضور سیدنا شاہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظات دل سے گھڑے اور بکمال ابلبیت کہہ دیا کہ مطبوعہ مصطفائی صفحہ ۱۷ اور خبیثہ شقیہ نے جو عبارت جی سے گھڑی وہ ہوتی تو مکتبہ ہوتی نہ کہ ملفوظ اور اس کے اخیر میں دستخط بھی گھڑ لیے کتبہ شاہ حمزہ مارہروی عفی عنہ اللہ کی مہر کا اثر کہ اندھی خبیثہ کو ملفوظ و مکتبہ کافر تک معلوم نہیں اور دل سے گھڑت کو آندھی۔ ع

عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے

ع قدم فق پیشتر بہتر

(۷) خبیثہ ملعونہ نے صفحہ ۱۴ پر ایک کتاب بنام مرآۃ الحقیقۃ حضور انور واکرم غوث دو عالم

^۱ القرآن الکریم ۲۱/ ۳

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسم مہر انور سے گھڑی اور بکمال بے ایمانی کہہ دیا کہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۸۔
(۸) صفحہ ۲۰ پر اعلیٰ حضرت کے والد ماجد عطر اللہ مرقدہ، کی مہر مبارک بھی دل سے گھڑی، اور اس کی یہ صورت بنائی۔

نقی علی حنفی سنی ۱۳۰۱

حالانکہ حضرت والا کی مہر اقدس یہ تھی جو بکثرت کتب پر طبع ہوئی ہے۔

۱۲۶۹
مولوی رضا علی
محمد نقی علی خاں

(۹) حضرت اعلیٰ قدس سرہ، کی وفات شریف ۱۲۹۷ھ میں واقع ہوئی خبیثہ نے مہر کا سن ۱۳۰۱ لکھا یعنی وصال شریف کے چار برس بعد مہر کندہ ہوئی۔ سچ ہے جب لعنت الہی کا استحقاق آتا ہے، آنکھ، کان، دل سب پٹ ہو جاتے ہیں۔

(۱۰) تقویت الایمان پر سے اعتراضات بزور زبان اٹھانے کو صفحہ ۲۸ پر ایک تقویت الایمان مطبوعہ مصطفائی گڑھی، اور اس سے وہ عبارتیں نقل کر دی جس کا دنیا بھر کی کسی تقویت الایمان میں نشان نہیں۔

جب حالت یہ ہے تو اپنی طرف کی فرضی خیالی تصانیف گھڑ دینے کی کیا شکایت۔ محمد نقی اجیری جو کوئی شخص اس کا مصنف ٹھہرایا ہے، غالباً یہ بھی خیالی گھڑیا کم از کم اسی فرضی ہے۔ ایک بزور گوار نے پہلے ایک اسی رنگ کا رسالہ حمایت اعلیٰ حضرت میں لکھ کر یہاں چھاپنے کو بھیجا تھا جس میں مخالفان حضرت والا کے کلام ایسے ہی فرضی نقل کیے تھے۔ الحمد للہ اہل سنت ایسی ملعون باتیں کب پسند کریں یہاں سے دھتکار دیا تو مخالف ہو کر دامن وہابیوں کا پکڑا اور ان کو یہ رسالہ سیف النقی بھیجا، جھوٹے معبود کے پجاری تو ایسوں کے بھوکے ہی تھے۔ "باسم المعبود الکذاب اللئیم" کہہ کر قبول کر لیا اور اعلان چھاپا کہ بندہ کی معرفت یہ رسالہ اشرف علی وغیرہ بزرگان کی جملہ تصانیف مل سکتی ہیں۔ راقم اصغر حسین مدرسہ دیوبند۔

مسلمان اپنی ہی عادت پر قیاس کرتا ہے، گمان تھا کہ وہ حضرات بیچیا سے بے حیا ہوں،

پھر بھی ایسی ہی سخت سے سخت ناپاک تر خبیث گندی گھناؤنی ابلیسی ملعون تحریر کا نام لیتے کچھ تو شرمائیں گے جس کی کمال بے حیائیوں ڈھٹائیوں کی نظیر جہان بھر میں کہیں نہ پائیں گے۔ مگر واضح ہوا کہ وہاں بغضبِ الہی ایک حمام میں سب ننگے ہیں، مدرسہ دیوبند سے اس کی اشاعت تو دیکھ ہی چکے، اب در بھنگی صاحب کی حیاء ملاحظہ ہو، ۱۴ ربیع الآخر شریف کو جناب تھانوی صاحب سے رجسٹری شدہ نوٹس میں استفسار فرمایا تھا کہ کیا آپ مناظرہ کو آمادہ ہوئے ہیں۔ کیا آپ نے در بھنگی صاحب کو اپنا وکیل مطلق کیا ہے۔ آج سوا مہینہ گزرا تھانوی صاحب کو تو حسبِ عادت جو سو گنگہ جاتا تھا سو گنگہ گیا یا دماغ شریف سو گنگہ کی ناس سے اونگھتا ہی رہتا ہے اور بھی اونگھ گیا۔ مگر ۳۰ ربیع الآخر شریف کو در بھنگی جی اچھلے، اور اپنی ہی خصلت و نسبت کے موافق بہت کچھ کلمات ناپاک اور غلیظ اپنے دہن شریف سے اگلے اور ایک دو ورقہ اپنے نصیبوں کی طرح سیاہ فرمایا جس کا حاصل صرف اس قدر کہ ہاں ہم تھانوی صاحب کے وکیل ہیں، کیا ہم نہیں کہتے کہ ہم تھانوی کے وکیل ہیں ہم نے معز زوں کے سامنے کہہ دیا ہے کہ ہم تھانوی کے وکیل ہیں۔ ہاں ہاں اے لو، خدا کی قسم ہم تھانوی کے وکیل ہیں تھانوی جی سے کیوں پوچھو کہ تم نے وکیل کیا یا نہیں، ہم جو کہہ رہے ہیں کہ ہم تھانوی کے وکیل ہیں۔ اچھا تھانوی جی نہیں بولتے کہ ہم ان کے وکیل ہیں تو ان کے نہ بولنے سے کیا یہ مٹ جائے گا کہ ہم تھانوی کے بول ہیں، ہم خود تو بول رہے ہیں کہ ہم تھانوی کے وکیل ہیں تو گنگوہی کی آنکھوں کی قسم ہم تھانوی کے وکیل ہیں۔ مسلمانو! خدارا انصاف یہ صورتیں مناظرہ کرنے کی ہیں۔ اللہ و رسول (جل و علا، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جیسی عزت ان کی نگاہوں میں ہے طشت از بام ہے اسی پر تو عرب و عجم میں حل و حرم میں ان پر لعنتوں کا لام ہے۔ ہاں بعض دنیاوی عزتوں کا بھاری بوجھ پڑا کہ دفع الوقعتی کو در بھنگی صاحب مغالطہ دہی کے لیے اپنے منہ آپ جناب تھانوی صاحب کے وکیل بن بیٹھے۔ اول روز سے تھانوی صاحب پر تمام رسائل و اعلانات میں یہی تقاضا سوار تھا کہ خود مناظرہ میں آتے ہول کھاتے ہو، کھاؤ اپنے مہر و دستخط سے کسی کو وکیل بناؤ، بارے اب خدا خدا کر کے وکالت کی بھنگ سُنی تو اس کی تحقیقات حرام ہے۔ خود ساختہ وکیل صاحب کا جبروتی حکم ہے کہ جناب تھانوی صاحب کی مہر کیسی، دستخط کہاں کے۔ ان سے پوچھنا ہی بے ضابطہ ہے۔ ہم خود ہی جو کہہ رہے ہیں کہ ہم تھانوی کے وکیل ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہے۔ تھانوی کو رجسٹری شدہ نوٹس پہنچا جس میں وکیل کرنے نہ کرنے کو ان سے پوچھا وہ نہ بولے، لاکھ نہ بولیں، ان کے نہ بولنے سے کیا ہوا، بس اتنا ہی، نہ کہ یہ سمجھا گیا کہ انہوں نے ہم در بھنگی صاحب کو وکیل ہر گز نہ کیا۔ پھر اس سے کیا ہوتا ہے ہم خود جو فرما رہے ہیں کہ ہاں ہم کو تھانوی جی نے وکیل کیا ہے۔ اس میں ہماری

ہاں کے آگے تھانوی جی کے نائے نوئے یا ہائے ہوئے یا ٹال مٹول یا اول فول یا قول فعل کسی حرکت کا اصلاً اعتبار ہی کیا ہے، آپ نے نہیں سنا کہ ع

گھر سے آیا ہے معتبر نائی

مسلمانو! نہ فقط مسلمانوں، جہاں بھر کے ذرا سی بھی عقل و تمیز رکھنے والو! کبھی اس مزہ کی وکالت کہیں سنی ہے، گویا اس پیرانہ سالہ میں دیوبندیوں نے گھیر گھار کر دو گز اٹیا کیا سر پر لپیٹ دی۔ گورنمنٹ گنگوہیت نے در بھنگی صاحب کے پیر سڑی کا بتا لگا دیا کہ موکل کے انکار اقرار کی کچھ حاجت نہیں فقط ان کا فرمانا کافی ہے، یا وہ تمام دیوبندیوں خواہ خواص تھانوی صاحب کے گھر کی عام مختاری کا ڈپلومہ ان کے پرودینا تھا جس کے بعد تو وکیل کی نسبت دریافت کرنا ہی بے ضابطگی ہے۔

مسلمانو! کیا وکالت یونہی ثابت ہوتی ہے، کیا اس سے در بھنگی صاحب کی محض جھوٹی وکالت کا ہوائی بولا نہ پھوٹ گیا۔ جناب تھانوی صاحب نے دبی زبان بھی اتنی ہانک نہ دی کہ میں نے وکیل تو کیا ہے، کیا ایسے ہی منہ مناظرہ کرنے کے ہوتے ہیں۔ اللہ اللہ جناب تھانوی صاحب کی یہ گریز، یہ فرار، یہ ہول، یہ خوف، یہ صموت اور اس پر اذتاب کی یہ حالتیں، اور پھر مناظرہ کا نام بدنام، ارے نامردی تو خدا نے دی ہے، مار مار تو کیے جاؤ زلی نصیبو انہیں حالتوں پر عظمائے اسلام کو لکھتے ہو کہ خدا نے جو ذلت اور رسوائی آخری عمر میں آپ کی گردن کا طوق بنا دیا ہے کیا ان ناپاک چالوں اور بے شرمی کے حیلوں سے ٹال سکتے ہیں۔

"صُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الدِّلَّةُ وَالْمُسْكِنَةُ" (ان پر مقرر کردی گئی خواری اور ناداری۔ ت) کے مصداق ہو کر عزت کی طلب فضول اور عیب ہے۔

ارے منافقو! تمہارے اگلے تو اس سے بھی بڑھ کر کہہ گئے تھے کہ:

"لَيْنَ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدْيَنَةِ تَلِيحُ جَنَّ الْأَعْدُو مِنْهَا إِلَّا دَلًّا" ^۱	اگر ہم مدینہ پھر کر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اُسے جو نہایت ذلت والا ہے۔ (ت)

اس پر قرآن عظیم نے کیا جواب دیا:

"وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ" ^۲	عزت تو اللہ و رسول اور مسلمانوں کے لیے ہے مگر منافقین کو خبر نہیں۔

^۱ القرآن الکریم ۶۳/۸

^۲ القرآن الکریم ۶۳/۸

وہ ملاعنہ ہمیشہ الٰہی عزت کو ذلت ہی تعبیر کرتے یا اندھے ابلیس کی اندھی نسلوں کو عزت کی ذلت نہیں سو جھتی، اسی پر تو قرآن عظیم نے فرمایا:

"فَتَنَّهُمُ اللَّهُ ۖ اَنۡ اٰتٰی یُّوۡفُوۡنَ" ① -	خدا انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔

یہی ترکہ اگر آپ نے پایا کیا جائے شکایت ہے، واقعی جن کو اللہ تعالیٰ اوندھا کہے ان کی اوندھی اوندھی مت میں اس سے بڑھ کر ناپاک چال اور بے شرمی کا حیلہ کیا ہے کہ زید سے پوچھا جائے عمرو جو اپنے آپ کو تیرا وکیل بتاتا ہے کیا تو نے اسے وکیل کیا ہے اور کمال پاک چال اور بڑی شرمیلی حیلہ گری کیا ہے یہ کہ ۳۵ سال ضریریں کھا کر بعض دنیاوی رئیسوں کے دباؤ سے جب دم پر بنے تو ایک بے معنی خود وکیل بنے، جب فرضی موکل صاحب سے تصدیق طلب ہو کہ کیا آپ نے اسے وکیل کیا تو پھر یا مظہر العجائب جواب مع عجیب غائب، بس اور تو کیا کہوں اور اس سے بہتر کہہ بھی کیا سکوں جو قرآن عظیم فرما چکا کہ:

"فَتَنَّهُمُ اللَّهُ ۖ اَنۡ اٰتٰی یُّوۡفُوۡنَ" ② -	خدا انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔

خیر یہ تو مناظرہ دہلی کا خاتمہ تھا جو تھانوی صاحب کی کمال دہشت خواری بے تکان فراری یاد رہے بھنگی بولوں میں ان کی آخری عمر کی سخت ذلت و خواری پر ہوا۔ اور ہونا ہی چاہیے تھا کہ قرآن پاک فرما چکا تھا:

"اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الضّٰلِّیْنَ" ③ -	بے شک اللہ تعالیٰ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا (ت)

اور صاف ارشاد فرمایا

"فَتَنَّهُمُ اللَّهُ ۖ اَنۡ اٰتٰی یُّوۡفُوۡنَ" ④ -	خدا انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔

یہاں کہنا یہ ہے کہ رسالہ ملعونہ خبیثہ مذکورہ کے کو تک آپ ملاحظہ فرما چکے اور حاشا وہ اس کے چہارم کو تک بھی نہیں۔ خیال تھا کہ دیوبندی مدرسہ سے اگرچہ اس کی اشاعت کا اعلان ہے مگر کوئی دیوبندی ٹلانا ایسی ناپاک ملعونہ کو اپنی کہتے کچھ تو لے جائے گا۔ لیکن یہ خیال غلط نکلا۔ اب یہی در بھنگی صاحب، نہیں نہیں بلکہ کچھ دنوں کے لیے ان کے منہ یہی تھانوی صاحب، ہاں ہاں یہی سارے کے سارے دیوبندیوں کے مشکل کشا، مناظر، پیر سٹر، پلیڈر، حایینی جملہ اصول و نظائر اپنے اسی خواری نامہ ۳۰ ربیع الاخر میں فرماتے ہیں، تحریر میں بھی اب آپ کی حقیقت دیکھنی ہے، سیف النقی اور

¹ القرآن الکریم ۳۰/۹

² القرآن الکریم ۳۰/۹

³ القرآن الکریم ۶۱/۶۳

⁴ القرآن الکریم ۳۰/۹

دین کا ڈنکا تو طبع ہو چکا ہے۔ ملاحظہ سے گزرا ہوگا، الشاہ الثاقب اور رجوم بھی طبع ہونے والا ہے، وہ دیکھئے کس فخر کے ساتھ اس ملعونہ کا نام لیا ہے۔ اللہ اللہ مسلمانوں، نہ صرف مسلمانوں، دنیا بھر کے عاقلوں سے پوچھ دیکھو کہ کبھی کسی بیچیا سے بیچیا ناپاک، گھناؤنی سے گھناؤنی، بے باک سے بے باک، پاجی، کمینی، گندی قوم نے اپنے خصم کے مقابل بے دھڑک ایسی حرکات کیں۔ آنکھیں میچ کر گندامنہ پھاڑ کر ان پر فخر کیے۔ انہیں سر بازار شائع کیا اور ان پر افتخار ہی نہیں۔ بلکہ سُنتے ہیں کہ ان میں کوئی نئی نویلی، حیدار، شرمیلی، بانگی، ٹکیلی، میٹھی، رسیلی، اچیل، الیللی، چنچل، انیلی، اجودھیا باشی آنکھ یہ تان لیتی اُچی ہے۔ ع

ناچنے ہی کو جو نکلے تو کہاں کی گھونگھٹ

اس فاحشہ آنکھ نے کوئی نیا غمزہ تراشا اور اس کا نام شہاب ثاقب رکھا ہے کہ خود اسی کے شیطانی بے حیائی پر شہاب ثاقب ہے اس میں وہ حیا پریدہ کیسو بریدہ افتخار سے استناد، استناد سے اعتماد تک بڑھی ہے، کہیں تو اسی ملعونہ بظلم مسلمات سیف التلی کا آنچل پکڑ کے سند لائی اور اس کا بھی سہارا چھوڑ خود اپنی طرف سے وہی بے سُری گائی وہ تازہ غمزہ پاروں تک پہنچا تو ان شاء اللہ العزیز اس کی جدا خبر لی جائے گی۔

مسلمانو! بلکہ ہر مذہب کے عاقلو، کیا ایسوں سے کسی مخاطبہ کا محل رہ گیا کیا اُن کا عجز لاکھوں آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو گیا۔ بد نصیبوں میں کچھ بھی سکت ہوتی تو ایسی ناپاک حرکت جس کی نظیر آریوں، پادریوں ہندوؤں، بت پرستوں کسی میں نہ ملے ہر گز اختیار نہ کی جاتی۔

ارے دم ہے کسی تھانوی، در بھنگی، سر بھنگی، سر بھنگی، انبٹھی، دیوبندی، نانوتوی، گنگوہی، امرتسری، دہلوی، جنگلی کو ہی میں کہ اُن من گھڑت کتابوں، اُن کے صفحہ، اُن کی عبارتوں کا ثبوت دے اور نہ دے سکے تو کسی علمی بحث یا انسانی بات میں کسی عاقل کے لگنے کے قابل اپنا منہ بنا سکے۔

اسی کو تک پہ یہ لپکا کہ کوئی منہ لگے تیرے

جو تجھ سے بڑھ کے گندا ہو وہ پاجی منہ لگے تیرے

بھلا یہ تو اصغر حسین جی دیوبندی و مرتضیٰ حسن جی در بھنگی و حسین احمد جی اجودھیا باشی کے تانگے تھے خود پرانے جہان دیدہ گرم و سرد چشیدہ عالیجناب تھانوی صاحب کا چرچہ ملاحظہ ہو۔

ارے بے دم ہے کسی وہابی بے دم میں

اسی ذی القعدہ ۲۸ھ کی ۲۰ تاریخ کو اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت نے "تھانوی صاحب کا چرخہ" کے نام ایک مفاوضہ عالیہ مسٹری بنام تاریخی احاث اخیرہ (۱۳۲۸ھ) امضا فرمایا جس کے تذکرات نمبر ۹ میں ارشاد ہو! "یہ مانا کہ جب جواب بن ہی نہ پڑے تو کیا کیجئے کس گھر سے دیتجئے مگر والا جنابا! ایسی ایسی صورتوں

میں انصاف یہ تھا کہ اپنے اتباع کا منہ بند کرتے معاملہ دین میں ایسی ناگفتنی حرکات پر انہیں لجاتے شرماتے، اگر جناب کی سے ترغیب نہ تھی تو کم از کم آپ کے سکوت نے انہیں شہ دی یہاں تک کہ انہوں نے سیف النقی جیسی تحریر شائع کی جس کی نظیر آج تک کسی آریہ یا پادری سے بھی بن نہ پڑی۔

پھر استفسارات میں فرمایا:

(۷) آخر آپ بھی اللہ واحد قہار جل و علا کا نام تو لیتے ہیں اسی واحد قہار جبار کی شہادت سے بتائیے کہ یہ حرکات جو آپ کے یہاں کے علمائے مناظرین کر رہے ہیں صاف صریح اُن کے عجز کامل اور نہایت گندے جملہ بزدل کی دلیل روشن ہیں یا نہیں۔

(۸) جو حصرات ایسی حرکات اور اتنی بے تکلفی اختیار کریں، چھپوائیں، پیچیں، بانٹیں، شائع و آشکار کریں، پیش کریں، حوالہ دیں، افتخار کریں، امورِ مذکورہ کو رواہ رکھیں، ترک اسناد و انکار کریں کسی غافل کے نزدیک لائق خطاب ٹھہرا سکتے ہیں یا صاف ظاہر ہو گیا کہ مناظرہ آخر ہو گیا۔

(۹) اُسی واحد قہار جل جلالہ کی شہادت سے یہ بھی بتا دیجئے کہ وہ رسالہ ملعونہ جو خاص جناب کے مدرسہ دیوبند سے اشاعت ہو رہا ہے اس اشاعت کی آپ کو اطلاع تو ظاہر مگر اس میں آپ کے مشورے آپ کی شرکت ہے یا نہیں؟ نہیں تو آپ کی رضا و رغبت ہے یا نہیں، نہیں تو آپ کو سکوت اور اس سکوت کا محصل اجازت ہے یا نہیں۔ الخ۔

تھانوی صاحب حسبِ عادت خاموش و خود فراموش، غرض بات وہی ہے کہ ایک حمام میں سب ننگے۔ ع

بے حیا باش آنچہ خواہی کُن

(بے حیا ہو جا پھر جو چاہے کر۔ ت)

خیر ایسوں کے منہ کہاں تک لگیں اصل بات جس پر اس تمہید کا آغاز تھا عرض کریں کہ اللہ عز و جل جن قلوب کو ہدایت فرماتا ہے ان کا قدم ثباتِ جادہ حق سے لغزش نہیں کرتا اگر ذریتِ شیطان و سوسے ڈالے تو اس پر اعتماد نہیں کرتے پھر جب امرِ حق جھلک دکھاتا ہے معًا ہوشیار ہو جاتے اور ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اس کی تصدیق والا حضرت بالادرت معلیٰ برکت حضرت سید حسین حیدر میاں صاحب قبلہ حسینی زیدی واسطی مارہری دامت برکاتہم کا واقعہ نفیسہ ہے حضرت والا اجلہ سادات عظام و صاحبزادگان سرکار مارہرہ مطہرہ و تلامذہ اعلیٰ حضرت تاج الفحول محب الرسول مولینا مولوی حافظ حاجی شاہ محمد عبدالقادر صاحب قادری عثمانی بدایونی قدس سرہ الشریف سے ہیں لکھنؤ اپنے بعض اعزہ کے

معالجہ کو تشریف لائے تھے، شیاطین غراب خوار دیوبندیہ کی غرابیں تو ہندوستان میں برساتی حشرات الارض کی طرح پھیلی ہیں حضرت جھوٹی ٹولہ میں فروکش تھے دروازہ کے قریب ایک شب کچھ دیوبندی غرابوں کا آپس میں یہ ذکر کرتے سنا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلم غیب کے قائل ہو گئے ہیں اور یہ عقیدہ کفر کا ہے، اور حسبِ عادت افتراء و تہمت بک رہے تھے حضرت کو بہت ناگوار گزرا۔ مگر اللہ اکبر ادھر رب عزوجل کا ارشاد کہ:

"إِنْ جَاءَكُمْ فَالِيقُ بِنِيٍّ فَتَبَيَّنُوا" ^۱ ۔	جب کوئی فاسق تمہارے پاس کچھ خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لو۔

ادھر حضرت میں دین متین کی حرارت، صبح ہی علیحضرت مجدد الماسیۃ الحاضرہ کے نام والا نامہ تحریر فرمایا جس کے ہاشمی تیور یہاں تک تھے کہ بہر نوع مجھ کو اپنی تسکین کی ضرورت ہے اگر آپ سے ممکن ہو تو فرمادیتے۔ حتیٰ کہ ارشاد فرمایا تھا۔ اگر اس میرے عریضہ کا جواب شانی آپ نہ دیں گے تو یہ عقیدہ علم غیب کا مجھ کو اپنا تبدیل کرنا پڑے گا۔

علیحضرت مجدد دین و ملت نے فوراً یہ خط جو اس وقت بنام خالص الاعتقاد آپ کے پیش نظر ہے حضرت والا کو رجسٹری بھیجا اور اس سے کے ساتھ انباء المصطفیٰ وحسام الحرمین و تمہید ایمان و بطش غیب و ظفر الدین الطیب وغیرہا بھی ارسال کیے۔

الحمد للہ کہ اسی آیہ کریمہ کا ظہور ہوا کہ "تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ" ^۲۔

تقویٰ والوں پر شیطان کچھ وسوسہ ڈالے تو وہ معًا ہوشیار ہو جاتے اور ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

اس خط و رسائل کو تمام و کمال تین ہفتہ میں ملاحظہ فرما کر حضرت والا نے یہ دو گرامی نامے علیحضرت کو ارسال فرمائے۔

نامہ اوّل:

بسم اللہ الرحمن الرحیم طوبہ نستعین ونصلی ونسلم علی نبیہ الکریم ط

حضرت مولینا و بالفضل اولنا دام ظہم وبرکاتہم وعمرہم۔

از حق سید حسین حیدر بعد تسلیم نیاز عرض خدمت عالی اینکه نوازش نامہ عالی عرض دار لایا۔

عہ: مراد آباد کی طبع دوم کا بہت ناقص چھپا تھا کہ پڑھنے میں دقت تھی ۱۲۔

^۱ القرآن الکریم ۶/۱۴۹

^۲ القرآن الکریم ۲۰۱/۷

معزز فرمایا اور تعالیٰ ذات والا کو بایں تجدید و تاسیس دین متین سلامت رکھے اس صدی کے مجدد اللہ تعالیٰ نے ہمارے سب کے واسطے ذاتِ عالی کو بھیجا ہے رسائل عنایت فرمودہ جناب میں نے حرف بحرف پڑھے اور تمام دن انہیں کے مطالعہ میں گزرتا ہے اگرچہ اس مسئلہ میں جو کچھ میں نے وقتاً فوقتاً آپ کی زبان سے سنا تھا اسی جمل متین کو مضبوط پکڑے ہوئے تھا اب اس تقریر والا نے تو میرے اس عقیدہ کو ایسا فولاد کر دیا ہے کہ جس کا بیان نہیں، فتویٰ انباء المصطفیٰ نے بوجہ اپنی طبع عہ کے مجھ کو کوئی فائدہ نہیں دیا اور نہ اس تحریر کے بعد مجھ کو حاجت رہی، نسخہ ”تمہید ایمان“ کو دیکھ کر میں اپنی مسرت کا حال کیا عرض کروں علمائے حریم شریفین نے جو کچھ تحریر فرمایا وہ مشتہ نمونہ خروار ہے اور میرا یہی عقیدہ ہے اخوت اسلامی ورشتہ خاندانی سے قطع نظر کر کے ابتداء سے میرا یہی عقیدہ ہے کہ اب ہندوستان و عرب میں آپ کا مثل نہیں ہے اور یہ امر بلا مبالغہ میرے دل میں راسخ ہو گیا ہے وہ لوگ جن سے اس بات میں مجھ سے گفتگو ہوئی تھی ابھی تک مجھ کو نہیں ملے ہیں اب وہ ملیں تو رسالہ حریم طیسین دکھاؤں اور جواب لوں میں ے دیوانِ نعت برادرِ حسن رضا خان صاحب مرحوم کو لکھا مرحوم مجھ سے وعدہ فرما گئے تھے کہ بعد طبع تجھ کو ضرور بھیجوں گا اللہ تعالیٰ ان کو اپنی آغوش رحمت میں رکھے مورخہ ۷ ربیع الثانی یوم دوشنبہ رسائل مطبوعہ جدید مجھ کو ضرور مع دیوان بھیج دیں آج کل انہیں سے دل بہلتا ہے مکر وہی مطالعہ میں رہتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو زندہ و سلامت رکھے زیادہ نیاز فقط، احقر سید حسین حیدراز لکھنؤ جھوائی ٹولہ، مکان حکیم حسن رضا مرحوم۔

اس مدت میں رسائل کین کثرت چہ و بارش سنگی و پیکان جاںکند از بھی بفضلہ تعالیٰ تیار ہو گئے کہ حسب الحاکم مع دیوان نعت شریف مصنف حضرت مولانا مولوی حاجی حسن رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روانہ خدمت حضرت والا کیے گئے ادھر اس مدت میں حضرت والا کو وہ مخالفین بھی مل گئے جن کو یہ الٰہی تلواریں دکھا کر حضرت نے پسپا کیا، اور یہ دوسرا نامہ نامی احضار فرمایا:

نامہ دوم

حضرت مولانا و بفضلہ والمجد اولنا مد ظہم ویرکاتہم علی سائر المسلمین، بعد تسلیم نیاز آنکہ پولندہ دیوان نعت شریف مع رسائل عطیہ حضور پہنچے اللہ آپ کو زندہ رکھے جن لوگوں سے میری گفتگو ہوئی تھی وہ انہیں مرضی حسن در بھنگی کے اتباع میں ہیں بارش سنگی و اشتہارات میں نے سب سنا۔

عہ: مراد آباد کی طبع دوم کا بہت ناقص چھپا تھا کہ پڑھنے میں دقت تھی ۱۲

اس پر بڑا تعجب ظاہر کیا، میں نے کہا کہ مولانا صاحب نے مناظرہ سے انکار نہ فرمایا، بلکہ ان شرائط پر مباحثہ و مناظرہ تمام طائفہ سے فرمایا، اشتہارات وغیرہ دیکھ کر کہا کہ یہ اُن تک پہنچے نہیں ورنہ وہ ایسے نہ تھے کہ رسالہ کا جواب فوری نہ دیتے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تو پرانا منجھا ہوا سچ ہے کہ ڈاک لٹ گئی۔ اُس پر کہا کہ اب ہم تحریر کرتے ہیں رسائل کا نام وغیرہ جو جواب آئے گا۔ آپ عہ کو مطلع کریں گے۔ پھر کہا کہ مولوی صاحب کو لازم نہ تھا کہ علمائے دین کی تکفیر کرتے قلم ان کا بہت تیز ہے۔ میں نے کہا کہ یہ قوم اعداء اللہ پر جہاد کے لیے پیدا ہوئی ہے۔ اب تلوار نہیں رہی تو خدائے تعالیٰ نے وہی کاٹ چھانٹ ان کے قلم کو عطا فرمادی ہے۔ اثنائے ذکر میں یہ بھی کہا کہ مولوی رشید احمد صاحب کے ایک شاگرد کے مقابلہ میں مولوی صاحب کا سارا عرب دشمن ہو گیا اگر وہاں سے چلے نہ آتے تو بڑی مشکل پڑتی۔ میں نے کہا یہ ہی ایک فقرہ آپ نے سچ فرمایا ہے آپ کے مضمون کی شہادت جو علماءِ حرمین نے دی ہے وہ میرے پاس ہے اسے دیکھ لیجئے کیسا بڑا لکھا مگر اس طرح کا کوئی فقرہ آپ نکال لائیں تو میں مانوں، عبارات میں نے پڑھنا شروع کیں۔ اور اُن حیا داروں کا رنگ متغیر ہونا شروع ہوا میں لاحول پڑھ کر اٹھ کھڑا ہوا فقط ۲۹-۳۰۔

مسلمانو! حضرات کی عیاریاں مکاریاں حیا داریاں ملاحظہ کیں حضرت والا سید صاحب قبلہ دامت برکاتہم کی طرح جس بندہ کو خدا عقل و ایمان و انصاف دے گا وہ ان مکاروں ابلیس شعاروں پر لاحول ہی پڑھ کر اٹھے گا۔ اب بعونہ تعالیٰ خالص الاعتقاد مطالعہ کیجئے اور اپنے ایمان و یقین و محبت و غلامی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تازگی دیجئے۔

والحمد للہ رب العلمین و افضل الصلوٰۃ و اکمل السلام علی سیدنا و مولانا و الہ و صحبہ و ابنہ و حزبہ اجمعین امین
سید عبدالرحمن غفرلہ

عہ: اب تک ان صاحبوں نے بھی کروٹ نہ لی تو وہ سب کو ایک ہی مرض الموت لاحق ہے ۱۲۔



رسالہ

خالص الاعتقاد^{۱۳۲۸ھ}

(اعتقادِ خالص)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ ونصلّ علی رسولہ الکریم ط

بشرف ملاحظہ عالیہ حضرت والا درجیت، بالا منزلت، عظیم البرکتہ حضرت مولنا مولوی سید حسین حیدر میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم العلیہ، بعد تسلیم و آداب خادمانہ عارض۔

(۱) حضرت والا کو معلوم ہوگا کہ وہابیہ گنگوہ دیوبند و نانوتہ و تھانہ بھون و دہلی و سہسوان خذلم اللہ تعالیٰ نے اللہ عز و علا و حضور پر نور سید الانبیاء و علیہم افضل الصلوٰۃ و التثانیہ کی شان میں کیا کیا کلماتِ ملعونہ

نوٹ: یہ کتاب حضرت گرامی مرتبت سید حسین حیدر میاں صاحب مارہروی علیہ الرحمہ کے ان خطوط کے جواب میں بطور مراسلہ لکھی گئی جو موصوف نے بعض دیانہ کی الزام تراشیوں سے پیدا شدہ صورتِ حال پر پریشان ہو کر تحقیق کے لیے مصنف علیہ الرحمۃ کو تحریر فرمائے تھے اور وہ خطوط چند صفحات قبل رسالہ کی تمہید میں مذکور ہیں۔

کے، لکھے اور چھاپے، جن پر عامہ علماء عرب و ہند نے ان کی تکفیر کی، کتاب حسام الحرمین مع تمہید ایمان و خلاصہ فوائد فتاویٰ حاضر خدمت ہیں۔ زیادہ نہ ہو تو صرف دو رسالے اولین تمہید ایمان و خلاصہ فوائد کو حرفاً حرفاً ملاحظہ فرمائیں کہ حق آفتاب سے زیادہ واضح ہے۔

(۲) اس کتاب مستطاب کی اشاعت پر خدا اور رسول (جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بدگوئیوں کی جو حالت اضطراب و بیچ و تاب ہے، بیان سے باہر ہے۔ دو سال سے اسی کتاب کی طبع کے بعد پیچھے چلاتے اور طرح طرح کے غل مچاتے، پرچوں، اخباروں میں گالیوں کے انبار لگاتے، سوسو پہلو بدلتے، ادھر ادھر پلٹے کھاتے ہیں مگر اصل بحث کا جواب دینا درکنار، اس کا نالیہ ہول کھاتے ہیں، بدگوئیوں میں مرتضیٰ حسن چاند پوری دیوبندی اور ان کے یار غار ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد صرف اسی لیے غلم چانے، بخشش بدلنے، گالیاں چھاپنے کے لیے منتخب کیے گئے ہیں جن کے غل پر پانچ پانچ رسالے میرے احباب کے ان کو پہنچے ہوئے ہیں ان سب کو بھی جواب غائب اور چیخ بدستور، یہ تمام حال حضرت والا کو ملاحظہ رسالہ ظفر الدین الجید و ظفر الدین الطیب و اشتہار ضروری نوٹس و اشتہار نیازمانہ کے ملاحظہ سے واضح ہوگا۔ سب مرسل خدمت ہیں، اور زیادہ تفصیل احباب فقیر کے رسالہ کین کش پنچہ تیچ و رسالہ بارش سنگی و رسالہ پیکان جانگداز کے ملاحظہ سے ظاہر ہوگی۔ یہ سب زیر طبع ہیں، بعد طبع بعونہ تعالیٰ ان سے کہہ دوں گا کہ ارسال خدمت اقدس کریں۔

(۳) اب چند امور ضروری مختصر عرض کروں کہ بعونہ تعالیٰ اظہار حق و ابطال باطل کو بس ہوں۔

امراؤں

وہابیہ کی افترا پر دازیاں

ان چالوں کے علاوہ خدا و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدگوئیوں نے ادھر یہ مکر کا نکھاکہ کسی طرح معارضہ بالقلب کیجئے یعنی ادھر بھی کوئی بات ایسی نسبت کریں جس پر معاذ اللہ حکم کفر یا ضلال لگا سکیں۔ اس کے لیے مسئلہ غیب میں افترا اچھاٹنے شروع کیے۔

(۱) کبھی یہ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم، ذاتی، بے اعطائے الہی مانتا ہے۔

(۲) کبھی یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم، علم الہی سے مساوی جانتا ہے صرف قدم و

حدوث کافر ق کرتا ہے۔

(۳) کبھی یہ کہ باستثناء ذات و صفات الہی باقی تمام معلومات الہیہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم محیط بتاتا ہے۔

(۴) کبھی یہ کہ امور غیر متناہیہ بالفعل کو حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم بتفصیل تمام حاوی ٹھہراتا ہے۔

حالانکہ واحد قہار یہ دیکھ رہا ہے کہ یہ سب ان اشقیاء کا افترا ہے۔

سچے ہیں تو بتائیں کہ ان میں سے کون سا جملہ فقیر کے کس رسالے، کس فتوے، کس تحریر میں ہے؟

تم فرماؤ لاؤ اپنی دلیل اگر سچے ہو۔ (ت) تو جب گواہ نہ لائے تو وہی اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔ (ت) جھوٹ بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے اور وہی لوگ جھوٹے ہیں۔ (ت)	"قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ" ^۱ "وَأَذِّنْ لِمَن يَشَاءُ بِاللُّهُدَىٰ آيَاتٍ وَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَذِبُونَ" ^۲ "إِنَّمَا يُفْتَرَىٰ الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَذِبُونَ" ^۳

یہی بیانات لوگوں کے سامنے بیان کر کے ان کو پریشان کرتے ہیں ان کا پریشان ہونا حق بجانب ہے اس پر اگر کوئی عالم مخالفت کرے تو ضرور اسے لائق و مناسب ہے۔ مفتریان کذاب اگر ان کلمات کا خود مجھ سے استفتاء کرتے تو سب سے پہلے ان باطل باتوں کا رد و ابطال میں کرتا۔

فقیر نے مکہ معظمہ میں جو رسالہ الدولة المکیة بالمادة الغیبیة اس باب میں تصنیف کیا جس کی متعدد نقول علماء کرام مکہ نے لیں اس میں ان تمام خرافات کا رد صریح موجود ہے۔ ان باطل کل یا بعض پر جو عالم مخالفت کرے یا رد لکھے وہ رد لکھے وہ رد و خلافت حقیقہ انہیں ملعون افتراؤں پر عائد ہوگا۔ نہ اس پر جو ان کا ذیب سے بحمد اللہ ایسا بری ہے جیسے وہ مفتریان کذاب دین و حیا سے۔

اور اب جاننا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ (ت)	"وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ" ^۴

^۱ القرآن الکریم ۲/۱۱۱

^۲ القرآن الکریم ۲۴/۱۳

^۳ القرآن الکریم ۱۶/۱۰۵

^۴ القرآن الکریم ۲۶/۲۲

حضرت والا کو حق سبحانہ، و تعالیٰ شفاءِ کامل و عاجل عطا فرمائے۔ اگر براہِ کرم قدیم و لطفِ عیمیم یہاں تشریف فرما ہو کر خادمِ نوازی کریں تو اصل رسالہ جس پر مولانا تاج الدین الیاس و مولانا عثمان بن عبدالسلام مفتیانِ مدینہ منورہ کی اصل تقریقات اُن کی مُسری دستخطی موجود ہیں، نظرِ انور سے گزاروں گا۔

فی الحال اُس کی دو چار عبارات عرض کرتا ہوں جن سے روشن ہو جائے گا کہ مفتریوں کے افتراء کس درجہ باطل و پادر ہوا ہیں، جس کی نظیر یہی ہو سکتی ہے کہ کوئی یدِ باطن کہے اہلسنت کا مذہب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تبر اور صدیقہ طاہرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پر بہتان اٹھانا ہے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین، میرے رسالہ کی نظر اول میں ہے۔

علم ذاتی اللہ عزوجل سے خاص ہے اس کے غیر کے لیے محال ہے، جو اس میں سے کوئی چیز اگرچہ ایک ذرہ سے کمتر سے کمتر غیر خدا کے لیے مانے وہ یقیناً کافر و مشرک ہے۔	(۱) العلم ذاتی مختص بالموالیٰ سبحانه وتعالى لا يمكن لغيره ومن اثبت شيئا منه ولو ادنى من ادنى من ادنى من ذرة لاحد من العلمين فقد كفر واشرك¹۔

(۲) اُسی میں ہے:

غیر متناہی بالفعل کو شامل ہونا صرف علم الہی کے لیے ہے۔	اللاتناهی الکئی مخصوص بعلم اللہ تعالیٰ²۔

(۳) اُسی میں ہے:

کسی مخلوق کا معلوماتِ الہیہ کو بتفصیل تام محیط ہو جانا شرع سے بھی محال ہے، اور عقل سے بھی، بلکہ اگر تمام اہل عالم اگلے پچھلوں سب کے جملہ علوم جمع کیے جائیں تو اُن کو علومِ الہیہ سے وہ نسبت نہ ہوگی جو ایک بوند کے دس لاکھ حصوں سے ایک حصے کو دس لاکھ سمندروں سے۔	احاطة احد من الخلق بمعلومات اللہ تعالیٰ علی جهة التفصیل التام محال شرعا وعقلا بل لو جمع علوم جميعا العلمین اولاً وأخراً لما كانت له نسبة ما اصلا الى علوم اللہ سبحانه وتعالى حتی کنسبة حصّة من الف الف حصص قطرة الى الف الف بحر³۔

¹ الدولة المكية النظر الاول مطبع اہلسنت بریلی ص ۶

² الدولة المكية النظر الاول مطبع اہلسنت بریلی ص ۶

³ الدولة المكية النظر الاول مطبع اہلسنت بریلی ص ۶

(۴) اُسی کی نظر ثانی میں ہے:

زہر و بھر ممّا تقرر ان شبهة مساواة علوم المخلوقين طرا اجمعين بعلم ربنا اله العليمين ما كانت لتخطر ببال المسلمين ¹ ۔	ہماری تقریر سے روشن و تاباں ہو گیا کہ تمام مخلوق کے جملہ علوم مل کر بھی علم الہی سے مساوی ہونے کا شبہ اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل میں اس کا خطرہ گزرے۔

(۵) اسی میں ہے:

قد اقمنا الدلائل القاهرة على ان احاطة علم المخلوق بجميع المعلومات الالهية محال قطعاً، عقلاً وسبغاً ² ۔	ہم قاهر دلیلیں قائم کر چکے کہ علم مخلوق کا جمیع معلومات الہیہ کو محیط ہونا ہونا عقل و شرع دونوں کی رو سے یقیناً محال ہے۔

(۶) اسی کی نظر ثالث میں ہے:

العلم الذاتي والمطلق والمحيط التفصيلي مختص بالله تعالى وما للعباد الا مطلق العلم العطائي ³ ۔	علم ذاتی اور بالاستیعاب محیط تفصیلی یہ اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہیں بندوں کے لیے صرف ایک گونہ علم بعطائے الہی ہے۔

(۷) اسی کی نظر خامس میں ہے:

لا نقول بمساواة علم الله تعالى ولا بحصوله بالاستقلال ولا نثبت بعطاء الله تعالى ايضاً الا البعض ⁴ ۔	ہم نے علم الہی سے مساوات مانیں نہ غیر کے لیے علم بالذات جانیں، اور عطائے الہی سے بھی بعض علم ہی ملنا مانتے ہیں نہ کہ جمیع۔

میرا مختصر فتویٰ ابناء المصطفیٰ بمبئی مراد آباد میں تین بار ۱۳۱۸ھ سے ہزاروں کی تعداد میں طبع ہو کر شائع ہوا، ایک نسخہ اسی کا کہ
رسالہ الکلمۃ العلیا کے ساتھ مطبوع ہوا مرسل خدمت ہے، اس سے بڑھ کر جس امر کا اعتقاد میری طرف کوئی نسبت
کرے مفتری کذاب ہے اور اللہ کے یہاں اس کا حساب۔

¹ الدولة المکیہ النظر الثانی مطبع اہل سنت، بریلی ص ۱۵

² الدولة المکیہ النظر الثانی مطبع اہل سنت، بریلی ص ۱۶

³ الدولة المکیہ النظر الثالث مطبع اہل سنت، بریلی ص ۱۹

⁴ الدولة المکیہ النظر الخامس مطبع اہل سنت، بریلی ص ۲۸

ف: الکلمۃ العلیا مصنفہ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ

امردوم

بندوں کو علم غیب عطا ہونے کی سندیں اور آیاتِ نفی کی مراد

انہیں عبارات سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ علم غیب کا خاصہ حضرت عزت ہونا بے شک حق ہے، اور کیوں نہ ہو کہ رب عزوجل فرماتا ہے:

"قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ" ^۱ ۔	تم فرمادو کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔

اور اس سے مراد وہی علم ذاتی و علم محیط ہے کہ وہی باری عزوجل کے لیے ثابت اور اس سے مخصوص ہیں۔ علم عطائی کہ دوسرے کا دیا ہوا ہو۔ علم غیر محیط کہ بعض اشیاء سے مطلع بعض سے ناواقف ہو، اللہ عزوجل کے لیے ہو ہی نہیں سکتا، اس سے مخصوص ہونا تو دوسرا درجہ ہے، اور اللہ عزوجل کی عطا سے علوم غیب غیر محیط کا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ملنا بھی قطعاً حق ہے، اور کیوں نہ ہو کہ رب عزوجل فرماتا ہے۔

(۱) "وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مَنْ يَرْسُلِهِ مِنْ نَبِيٍّ" ^۲ ۔	اللہ اس لیے نہیں کہ تم لوگوں کو غیب پر مطلع کرے ہاں اللہ اپنے رسولوں سے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے۔

(۲) اور فرماتا ہے:

"عَلِمَ الْغَيْبُ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا ۖ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ" ^۳ ۔	اللہ عالم الغیب ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(۳) اور فرماتا ہے:

"وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ" ^۴ ۔	یہ نبی غیب کے بتانے میں بخیل نہیں۔

(۴) اور فرماتا ہے:

"ذَلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ" ^۵ ۔	اے نبی! یہ غیب کی باتیں ہم تم کو مخفی طور پر بتاتے ہیں۔

^۱ القرآن الکریم ۲۷/۲۵

^۲ القرآن الکریم ۳/۱۷۹

^۳ القرآن الکریم ۷۳/۲۷۲

^۴ القرآن الکریم ۸۱/۲۴

^۵ القرآن الکریم ۱۲/۱۰۲

(۵) حتی کہ مسلمانوں کو فرماتا ہے:

"يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ" ^۱ ۔	غیب پر ایمان لاتے ہیں۔
(۶) لا يمتنع ان تقول نعلم من الغيب ما لنا عليه دليل ^۲ ۔	ایمان تصدیق ہے اور تصدیق علم ہے جس شئی کا اصلاً علم ہی نہ ہو اس پر ایمان لانا کیونکر ممکن، لاجرم تفسیر کبیر میں ہے۔ یہ کہنا کچھ منع نہیں کہ ہم کو اس غیب کا علم ہے جس میں ہمارے لیے دلیل ہے۔

(۷) نسیم الریاض میں ہے:

لم يكلفنا الله الايمان بالغيب الا وقد فتح لنا باب غيبه ^۳ ۔	ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایمان بالغیب کا جہی حکم دیا ہے کہ اپنے غیب کا دروازہ ہمارے لیے کھول دیا ہے۔

فقیر نے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کہا تھا یہ ائمہ، علماء جو اپنے لیے مان رہے ہیں معلوم نہیں کہ مخالفین ان پر کون سا حکم جڑیں۔

(۸ و ۹) امام شعرانی کتاب البیواقیت والجوامیر میں حضرت شیخ اکبر سے نقل فرماتے ہیں:

للمجتهدین القدم الراسخ فی علوم الغیب ^۴ ۔	علم غیب میں ائمہ مجتہدین کے لیے مضبوط قدم ہے۔
(۱۰ و ۱۱) مولانا علی قاری (کہ مخالفین براہِ نامہ فی اس مسئلہ میں ان سے سند لاتے ہیں) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں کتاب عقائد تالیف حضرت شیخ ابو عبد اللہ شیرازی سے نقل فرماتے ہیں:	
نعتقد ان العبدین نقل فی الاحوال حتی یصیر الی نعت الروحانية فیعلم الغیب ^۵ ۔	ہمارا عقیدہ ہے کہ بندہ ترقی مقامات پا کر صفتِ روحانی تک پہنچتا ہے اس وقت اسے علم غیب حاصل ہوتا ہے۔

(۱۲) یہی علی قاری مرقاۃ میں اسی کتاب سے ناقل:

^۱ القرآن الکریم ۳/۲

^۲ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیت ۳/۲ المطبعة البهية المصرية مصر ۲۸/۲

^۳ نسیم الریاض فصل ومن ذلك ما اطلع عليه من الغيوب مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۱۵۱/۳

^۴ البیواقیت والجواهر البحث التاسع والاربعون دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۸۰

^۵ مرقاۃ المفاتیح کتاب الايمان الفصل الاول تحت حدیث ۲ المكتبة الحبيبية کوئٹہ ۱۲۸/۱

یطلع العبد علی حقائق الاشیاء ویتجلی له الغیب و غیب الغیب ^۱ ۔	نورِ ایمان کی قوت بڑھ کر بندہ حقائقِ اشیاء پر مطلع ہوتا ہے اور اس پر غیب نہ صرف غیب بلکہ غیب کا غیب روشن ہو جاتا ہے۔

(۱۳) یہی علی قاری اسی مرقاۃ میں فرماتے ہیں:

الناس ینقسم الی فطن یدرک الغائب کالمشاهد وهم الانبیاء والی من الغالب علیهم متابعة الحس و متابعة الوهم فقط وهم اکثر الخلائق فلا بدّ لهم من معلم یکشف لهم المغیبات وما هو الا النبی المبعوث لهذا الامر ^۲ ۔	آدمی دو قسم کے ہوتی ہیں، ایک وہ زیرک کہ غیب کے مشاہد کی طرح جانتے ہیں اور یہ انبیاء ہیں، دوسرے وہ جن پر صرف حس و وہم کی پیروی غالب ہے اکثر مخلوق اسی قسم کی ہے۔ تو ان کو ایک بتانے والے کی ضرورت ہے جو ان پر غیبوں کو کھول دے اور وہ بتانے والا نہیں مگر نبی کہ خود اس کام کے لیے بھیجا جاتا ہے۔

(۱۴و۱۵) یہی علی قاری شرح فقہ اکبر میں حضرت ابوسلیمان دارانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناقل:

الفراسة مکاشفة النفس ومعاینة الغیب وهي من مقامات الایمان ^۳ ۔	فراسۃ مومن (جس کا ذکر حدیث میں ارشاد ہوا ہے) وہ رُوح کا کشف اور غیب کا معائنہ ہے۔ اور یہ ایمان کے مقاموں میں سے ایک مقام ہے۔

(۱۶و۱۷) امام ابن حجر مکی کتاب الاعلام، پھر علامہ شامی سل الحسام میں فرماتے ہیں:

الخواص یجوز ان یعلموا الغیب فی قضیة او قضایا کما وقع لکثیر منهم واشتہر ^۴ ۔	جائز ہے کہ اولیاء کو کسی واقعے یا واقعے میں علم غیب ملے جیسا کہ ان میں بہت کے لیے واقع ہو کر مشہور ہوا۔

(۱۸و۱۹) تفسیر معالم و تفسیر خازن میں زیر قولہ تعالیٰ: "وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ" ^۵۔ ہے۔

یقول انه صلى الله تعالى عليه وسلم	یعنی اللہ عزوجل فرماتا ہے: میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ

^۱ مرقاۃ المفاتیح کتاب الایمان الفصل الاول تحت حدیث ۲ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۱۱۹/۱

^۲ مرقاۃ المفاتیح کتاب الایمان الفصل الاول تحت حدیث ۲ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۱۲۰/۱

^۳ منح الروض الاظهر شرح الفقہ الاکبر خوارق العادات الخ مصطفیٰ البابی مصر ص ۸۰

^۴ الاعلام بقواطع الاسلام مکتبۃ الحقیقۃ بشارع دار الشفقة استنبول ترکی ص ۲۵۹، سل الحسام رسالہ من رسائل ابن عابدین سمیل

اکیدہ کی لاہور ۳۱۱/۲

^۵ القرآن الکریم ۸۱/۲۴

یأتیہ علم الغیب فلا یبخل بہ علیکم بل یعلمکم ^۱ - علیہ وسلم کو غیب کا علم آتا ہے وہ تمہیں بتانے میں بخل نہیں فرماتے بلکہ تم کو بھی اس کا علم دیتے ہیں۔	

(۲۰) تفسیر بیضاوی زیر قولہ تعالیٰ: "وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا" ^۲ ہے۔

ای مہا یختص بنا ولا یعلم الا بتوفیقنا وهو علم الغیوب ^۳ - یعنی اللہ عزوجل فرماتا ہے وہ علم کہ ہمارے ساتھ خاص ہے اور بے ہمارے بتائے ہوئے معلوم نہیں ہوتا وہ علم غیب ہم نے خضر کو عطا فرمایا ہے۔	

(۲۱) تفسیر ابن جریر میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔

قال انک لن تستطیع معی صبرا، وکان رجلا یعلم علم الغیب قد علم ذلک ^۴ - حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: آپ میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیں گے۔ خضر علم غیب جانتے تھے انہیں علم غیب دیا گیا تھا۔	

(۲۲) اُسی میں ہے عبداللہ ابن عباس نے فرمایا: خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا:

لم تحط من علم الغیب بما اعلم ^۵ - جو علم غیب میں جانتا ہوں آپ کا علم اُسے محیط نہیں۔	

(۲۳) امام قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں:

النبوة التي هي الاطلاع على الغیب ^۶ - نبوت کے معنی ہی یہ ہیں کہ علم غیب جاننا۔	

(۲۴) اُسی میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم مبارک نبی کے بیان میں فرمایا:

النبوة مأخوذة من النبأ وهو الخبر ای ان اللہ تعالیٰ اطلعه علی غیبہ ^۷ - حضور کو نبی اس لیے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو اپنے غیب کا علم دیا۔	

^۱ معالم التنزیل تحت آیة ۲۴/۸۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۴/۲، لباب التأویل فی معانی التنزیل (تفسیر الخازن) ۳۹۹/۳

^۲ القرآن لکریم ۶۵/۱۸

^۳ انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت آیة ۶۵/۱۸ دار الفکر بیروت ۵۰/۳

^۴ جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت آیة ۶۷/۱۸ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۲۳/۱۵

^۵ جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت آیة ۶۸/۱۸ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۲۳/۱۵

^۶ المواہب اللدنیہ المقصد الثانی الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۴۷/۲

^۷ المواہب اللدنیہ المقصد الثانی الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۴۶، ۴۵/۲

(۲۵) اُسی میں ہے:

قد اشتہروا وانتشر امرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بین اصحابہ بالاطلاع علی الغیوب ^۱ ۔	بے شک صحابہ کرام میں مشہور و معروف تھا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیبوں کا علم ہے۔

(۲۶) اُسی کی شرح زر قانی میں ہے:

اصحابہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جازمون باطلاعه علی الغیب ^۲ ۔	صحابہ کرام یقین کے ساتھ حکم لگاتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کا علم ہے۔

(۲۷) علی قاری شرہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں:

علمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاو لفنون العلم (الی ان قال) ومنها علمہ بالامور الغیبیة ^۳ ۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اقسام علم کو حاوی ہے غیبوں کا علم بھی علم حضور کی شاخوں سے ایک شاخ ہے۔

(۲۸) تفسیر امام طبری اور تفسیر در منثور میں بروایت ابو بکر بن ابی شیبہ استاذ امام بخاری و مسلم و غیر ہائے محدثین سیدنا امام مجاہد تلمیذ خاص حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے:

انه قال في قوله تعالى ولئن سألتهم ليقولن انما كنا نخوض ونلعب قال رجل من المنافقين يحدثنا محمد ان ناقة فلان بوادی كذا وكذا وما يدريه بالغیب ^۴ ۔	انہوں نے فرمایا اللہ کے قول ولئن سألتهم ليقولن انما كنا نخوض ونلعب قال رجل من المنافقين يحدثنا محمد ان ناقة فلان بوادی كذا وكذا وما يدريه بالغیب کی تفسیر میں کہ منافقین میں سے ایک شخص نے کہا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم سے بیان کرتے ہیں کہ فلاں کی اونٹنی فلاں فلاں وادی میں ہے بھلا وہ غیب کی باتیں کیا جانیں۔ (ت)

یعنی کسی کا ناقہ گم ہو گیا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ فلاں جنگل میں ہے ایک منافق

^۱ البواب الدنیة المقصد الثامن الفصل الثالث المكتب الاسلامی بیروت ۵۵۳/۳

^۲ شرح الزرقانی علی المواہب الدنیة الفصل الثالث دار المعرفۃ بیروت ۲۰۰/۷

^۳ الزبدۃ العبدۃ شرح البردة تحت شعرو واقفون لدیہ عند حدّہم جمعیۃ علماء سکندریہ خیر پور سندھ ص ۵۷

^۴ جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت آیۃ ۹/۶۵ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۰/۱۹۶، الدر المنثور بحوالہ ابن ابی شیبہ وغیرہ تحت آیۃ

۹/۶۵ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۱۰/۴

بولا محمد غیب کیا جانیں اسی پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ ان سے فرمادیتے کہ اللہ اور اس کے رسول اور اس کی آیتوں سے ٹھٹھا کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد۔
حضرت ملاحظہ فرمائیں کہ یہ آیت مخالفین پر کیسی آفت ہے۔

وہابیہ پر غضبوں کی ترقیاں

لپہلا غضب: ان پر ائمہ کے اقوال تھے کہ دریا سے قطرہ عرض کیے ان پر تو یہیں تک تھا کہ یہ سبائے دین ان مخالفین دین کے مذہب پر معاذ اللہ کافر و مشرک ٹھہرتے ہیں۔

دوسرا غضب: اس سے زیادہ آفت اُس حدیث ابن عباس میں تھی کہ معاذ اللہ عبد اللہ ابن عباس خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے علم غیب بتا کر کافر قرار پاتے ہیں۔

تیسرا غضب: اُس سے عظیم تر اشد آفت مواہب شریف اور زرقانی کی عبارات میں تھی کہ نہ صرف عبد اللہ ابن عباس بلکہ عام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب پر ایمان لا کر وہابیہ کے دھرم میں کافر ہوئے جاتے ہیں۔

چوتھا غضب: اس سے سخت تر ہولناک آفت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی دوسری حدیث میں تھی کہ سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں خود اپنے لیے علم غیب بتا کر معاذ اللہ (حاکم بدہن وہابیہ) کافر ٹھہرتے ہیں۔

پانچواں غضب: اُس سے بھی انتہا درجہ کی حد سے گزری ہوئی آفت کہ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ اجماعاً قطعاً، یقیناً، ایماناً اللہ کے رسول و نبی اور اولوالعزم من الرسل سے ہیں وہابیہ کی تکفیر سے کہاں بچتے ہیں۔

خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ان سے کہا کہ مجھے علم غیب ہے جو آپ کو نہیں، اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر کچھ انکار نہ فرمایا۔ کیا اس پر ایک وہابی نہ کہے گا کہ افسوس ایک ناؤ کا تختہ توڑ دینے یا گرتی دیوار بے اجرت سیدھی کر دینے پر وہ اعتراض کہ باوصف وعدہ صبر نہ ہو سکا اور وہابی شریعت کی رو سے منہ بھر کلمہ کفر سنا اور شربت کا گھونٹ پی کر چپ رہے۔

خیر، ان سب آفتوں کا وہابیہ کے پاس تین کہاوتوں سے علاج تھا۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خضر کے لیے علم غیب تسلیم کیا تو وہابیہ کہہ سکتے تھے کہ موسیٰ بد دین خود مایاں بد دین خود، حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لیے علم غیب بتایا تو وہ اس شیطانی مثل کی آڑ لے سکتے تھے

کہ ناؤ کس نے ڈبوئی، خواجہ خصر نے۔

ابن عباس و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علم غیب جانا تو کسی دہن دریدہ وہابی کو کہتے کیا لگتا کہ:

پیراں نمی پرند مریداں سے پرانند
(پیر نہیں اڑتے بلکہ مرید انہیں اڑاتے ہیں۔ ت)

لعنة الله على الظالمين (ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت، ت)

مگر چھٹا غضب: دُھر کی قیامت تو خود اللہ واحد قہار نے ڈھادی، پورا قہر اس آیہ کریمہ اور اس کی شان نزول نے توڑا۔ یہاں اللہ عزوجل یہ حکم لگا رہا ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غیب دانی سے منکر ہو وہ کافر ہے، وہ اللہ و رسول سے ٹھٹھا کرتا ہے، وہ کلمہ گوئی کر کے مرتد ہوتا ہے، افسوس کہ یہاں اس چوتھی مثل کے سوا کچھ گنجائش نہیں کہ۔

مازیار ان چشم یاری داشتیم
خود غلط بود آنچه ما پیدا شتیم

(ہم نے دوستوں سے دوستی کی امید رکھی تھی جو کچھ ہم نے گمان کیا وہ خود غلط تھا۔ ت)

بھلا جس خدا کی توحید بنی رکھنے کے لیے نبی سے بگاڑی، رسولوں سے بگاڑی، سب کے علم پر دولتی جھاڑی، غضب ہے وہی خدا وہابیہ کو چھوڑ کر رسول کا ہو جائے، الٹا وہابیہ پر حکم کفر لگائے، سچ ہے اب کسی سے دوستی کا دھرم نہ رہا، معلوم نہیں کہ اب مخالفین اپنے سرگروہوں کا فتویٰ مانتے ہیں یا اللہ واحد قہار کا، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ (نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر بلندی و عظمت والے خدا کی طرف سے، ت)

امر سوم

ذاتی و عطائی کی جانب علم کا انقسام اور علماء کی تصریحات

مخالفین کو تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل کریمہ کی دشمنی نے اندھا بہرا کر دیا، انہیں حق نہیں سوچتا مگر تھوڑی سی عقل والا سمجھ سکتا ہے کہ یہاں کچھ بھی دشواری نہیں۔

علم یقیناً ان صفات میں سے ہے کہ غیر خدا کو بے طائے خدا مل سکتا ہے، تو ذاتی و عطائی کی طرف اس کا انقسام یقینی، یونہی محیط و غیر محیط کی تقسیم بدیہی، ان میں اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہونے کے

قابل صرف ہر تقسیم کی قسم اول ہے یعنی علم ذاتی و علم محیط حقیقی۔

تو آیات و احادیث و اقوال علماء جن میں دوسرے کے لیے اثبات علم غیب سے انکار ہے ان میں قطعاً یہی قسمیں مراد ہیں۔ فقہاء حکم تکفیر کرتے ہیں انہیں قسموں پر حکم لگاتے ہیں کہ آخر بنائے تکفیر یہی تو ہے کہ خدا کی صفت خاصہ دوسرے کے لیے ثابت کی۔ اب یہ دیکھ لیجئے کہ خدا کے لیے علم ذاتی خاص ہے یا عطائی، حاشا للہ علم عطائی خدا کے ساتھ ہونا درکنار خدا کے لیے محال قطعی ہے کہ دوسرے کے دیئے سے اسے علم حاصل ہو پھر خدا کے لیے علم محیط حقیقی خاص ہے یا غیر محیط، حاشا للہ علم محیط خدا کے لیے محال قطعی ہے جس میں بعض معلومات مجہول رہیں، تو علم عطائی غیر محیط حقیقی غیر خدا کے لیے ثابت کرنا خدا کی صفت خاصہ ثابت کرنا کیونکر ہوا۔ تکفیر فقہاء اگر اس طرف ناظر ہو تو معنی یہ ٹھہریں گے کہ دیکھو تم غیر خدا کے لیے وہ صفت ثابت کرتے ہو جو زہار خدا کی صفت نہیں ہو سکتی لہذا کافر ہو یعنی وہ صفت غیر کے لیے ثابت کرنی چاہیے تھی جو خاص خدا کی صفت ہے، کیا کوئی احمق ایسا خبث جنون گوارا کر سکتا ہے۔ ولكن النجديّة قوم لا يعقلون (لیکن نجدی بے عقل قوم ہے۔ ت)

(۲۹ و ۳۰) امام ابن حجر مکی فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں:

وما ذكرناه في الآية صرح به النووي رحمة الله تعالى في فتاواه فقال معناها لا يعلم ذلك استقلاً ولا علم احاطة بكل المعلومات الا الله تعالى ¹ ۔	یعنی ہم نے جو آیات کی تفسیر کی امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تصریح کی، فرماتے ہیں آیت کے معنی یہ ہیں کہ غیب کا ایسا علم صرف خدا کو ہے جو بذات خود ہو اور جمیع معلومات کو محیط ہو۔

(۳۱) نیز شرح ہمزہ میں فرماتے ہیں:

انه تعالى اختص به لكن من حيث الاحاطة فلا ينافي ذلك اطلاع الله تعالى لبعض خواصه على كثير من المغيبات حتى من الخمس التي قال صلى الله تعالى عليه وسلم فيهن خمس لا يعلمهن الا الله ² ۔	غیب اللہ کے لیے خاص ہے مگر بمعنی احاطہ تو اس کے منافی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض خاصوں کو بہت سے غیبوں کا علم دیا یہاں تک کہ ان پانچ میں سے جن کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔

¹ فتاویٰ حدیثیہ مطلب فی حکم ما اذا قال فلان يعلم الغیب مصطفیٰ البابی مصر ص ۲۲۸

² افضل القراء القراء امر القرى تحت شعورك ذات العلوم الخ مجمع الثقات ابو ظبی ۱۲۳-۱۲۴

(۳۲) تفسیر کبیر میں ہے:

قوله ولا اعلم الغيب يدل على اعترافه بأنه غير عالم بكل المعلومات ¹ ۔	یعنی آیت میں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ کو ارشاد ہوا تم فرمادو میں غیب نہیں جانتا، اس کے یہ معنی ہیں کہ میرا علم جمیع معلومات الہیہ کو حاوی نہیں۔

(۳۳ و ۳۴) امام قاضی عیاض شفا شریف اور علامہ شہاب الدین خفاجی اس کی شرح نسیم الریاض میں فرماتے ہیں۔

هذه المعجزة (في اطلاعه صلى الله تعالى عليه وسلم على الغيب) (المعلومة على القطع) بحيث لا يمكن انكارها او التردد فيها لا حد من العقلاء (لكثرة روايتها واتفاق معانيها على الاطلاع على الغيب) وهذا لا ينافي الايات الدالة على انه لا يعلم الغيب الا الله وقوله ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير فان المنفى عليه من غير واسطة واما اطلاعه صلى الله تعالى عليه وسلم عليه با علام الله تعالى له فامر متحقق بقوله تعالى فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول ² ۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ علم غیب یقیناً ثابت ہے جس میں کسی عاقل کو انکار یا تردد کی گنجائش نہیں کہ اس میں احادیث بکثرت آئیں اور ان سب سے بالاتفاق حضور کا علم غیب ثابت ہے اور یہ ان آیتوں کے کچھ منافی نہیں جو بتاتی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور یہ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کہنے کا حکم ہوا کہ میں غیب جانتا تو اپنے لیے بہت خیر جمع کر لیتا، اس لیے کہ آیتوں میں نفی اس علم کی ہے جو بغیر خدا کے بتائے ہو اور اللہ تعالیٰ کے بتائے سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب ملنا تو قرآن عظیم سے ثابت ہے، کہ اللہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسول کے۔

(۳۵) تفسیر نیشاپوری میں ہے:

لا اعلم الغيب فيه دلالة على ان الغيب بالاستقلال لا يعلمه الا الله ³ ۔	آیت کے یہ معنی ہیں کہ علم غیب جو بذات خود ہو وہ خدا کے ساتھ خاص ہے۔

¹ مفاتیح الغیب

² نسیم الریاض شرح الشفا للقاضی عیاض ومن ذلك ما اطلع عليه من الغيوب مركز الهننت بركات رضا ۱۵۰/۳

³ غرائب القرآن (تفسیر النیسابوری) تحت آية ۵۰/۶ مصطفیٰ البابی ۱۱۰/۶

(۳۶) تفسیر نمودار جلیل میں ہے:

معنا کہ لا یعلم الغیب بلا دلیل الا اللہ او بلا تعلیم الا اللہ او جمیع الغیب الا اللہ ^۱ ۔	آیت کے یہ معنی ہیں کہ غیب کو بلا دلیل و بلا تعلیم جاننا یا جمیع غیب کو محیط ہونا یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔

(۳۷) جامع الفصولین میں ہے:

یجاب بانہ یسکن التوفیق بان المنفی ہو العلم بالاستقلال لا العلم بالاعلام او المنفی ہو المجزوم به لا المظنون ویؤیدہ: قوله تعالیٰ اتجعل فیہا من یفسد فیہا الا یہ لانه غیب اخبر به الملائکة ظناً منهم او بالاعلام الحق فینبغی ان یکفر لو ادعاه مستقلاً لا لو اخبر به بالاعلام فی نومه او یقظتہ بنوع من الكشف اذ لا منافاة بینہ وبين الا یہ لما مر من التوفیق ^۲ ۔	(یعنی فقہانہ دعویٰ علم غیب پر حکم کفر کیا اور حدیثوں اور آئمہ ثقات کی کتابوں میں بہت غیب کی خبریں موجود ہیں جن کا انکار نہیں ہو سکتا) اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ فقہاء نے اس کی نفی کی ہے کہ کسی کے لیے بذات خود علم غیب مانا جائے، خدا کے بتائے سے علم غیب کی نفی نہ کی، یا نفی قطعی کی ہے نہ ظنی کی، اور اس کی تائید یہ آیت کریمہ کرتی ہے، فرشتوں نے عرض کیا تو زمین میں ایسوں کو خلیفہ کرے گا جو اس میں فساد و خونریزی کریں گے۔ ملائکہ غیب کی خبر بولے مگر ظناً یا خدا کے بتائے سے، تو تکفیر اس پر چاہیے کہ کوئی بے خدا کے بتائے سے، تو تکفیر اس پر چاہیے کہ کوئی بے خدا کے بتائے علم غیب ملنے کا دعویٰ کرے نہ یوں کہ براہ کشف جاگتے یا سوتے میں خدا کے بتائے سے، ایسا علم غیب آیت کے کچھ منافی نہیں۔

(۳۸ و ۳۹) رد المحتار میں امام صاحب ہدایہ کی مختارات النوازل سے ہے:

لو ادعی علم الغیب بنفسہ	اگر بذات خود علم غیب حاصل کر لینے کا دعویٰ

یکفر ^۱ ۔	کرے تو کافر ہے۔

(۴۴۳۲۰) اسی میں ہے:

قال في التتار خانية وفي الحجة ذكر في الملتقط انه لا يكفر لان الاشياء تعرض على روح النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وان الرسل يعرفون بعض الغيب قال الله تعالى عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احد الا من ارتضى من رسول اه قلت بل ذكروا في كتب العقائد ان من جملة كرامات الاولياء الاطلاع على بعض المغيبات وردوا على المعتزلة المستدلين بهذه الآية على نفيها^۲۔	تاتارخانیہ میں ہے کہ فتاویٰ حجہ میں ہے، ملقط میں فرمایا: کہ جس نے اللہ و رسول کو گواہ کر کے نکاح کیا کافر نہ ہوگا۔ اس لیے کہ اشیاء نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مبارک پر عرض کی جاتی ہیں اور بے شک رسولوں کو بعض علم غیب ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا۔ مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو علامہ شامی نے فرمایا کہ بلکہ ائمہ اہلسنت نے کتب عقائد میں فرمایا کہ بعض غیبوں کا علم ہونا اولیاء کی کرامت سے ہے اور معتزلہ نے اس آیت کو اولیاء کرام سے اس کی نفی پر دلیل قرار دیا۔ ہمارے ائمہ نے اس کا رد کیا یعنی ثابت فرمایا کہ آیہ کریمہ اولیاء سے بھی مطلقاً علم غیب کی نفی نہیں فرماتی۔

(۴۵) تفسیر غرائب القرآن و رغائب الفرقان میں ہے:

لم ينف الا الدراية من قبل نفسه وما نفى الدراية من جهة الوحي^۳۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ذات سے جاننے کی نفی فرمائی ہے خدا کے بتائے سے جاننے کی نفی نہیں فرمائی۔

(۴۷۲) تفسیر جمل شرح جلالین و تفسیر خازن میں ہے:

المعنى لا اعلم الغيب الا ان	آیت میں جو ارشاد ہوا کہ میں غیب نہیں جانتا۔

^۱ رد المحتار کتاب الجہاد باب المرتد دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۲۹۷

^۲ رد المحتار کتاب النکاح قبیل فصل فی المحرمات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۷۶

^۳ غرائب القرآن (تفسیر النیسابوری) تحت آیت ۴۶/ ۹ مصطفیٰ البابی مصر ۲۶/ ۸

اس کے معنی یہ ہیں کہ میں بے خدا کے بتائے نہیں جانتا۔	یطلعنی اللہ تعالیٰ علیہ ^۱ ۔
آیت کے یہ معنی ہیں کہ جب تک کوئی وحی یا کوئی دلیل قائم نہ ہو مجھے بذاتِ خود غیب کا علم نہیں ہوتا۔	(۳۸) تفسیر البیضاوی میں ہے: لا اعلم الغیب ما لم یوح الی ولم ینصب علیہ دلیل ^۲ ۔
یہ جو آیت میں فرمایا کہ غیب کی کنجیاں اللہ ہی کے پاس ہیں اُس کے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا اس خصوصیت کے یہ معنی ہیں کہ ابتداءً بغیر بتائے ان کی حقیقت دوسرے پر نہیں کھلتی۔	(۳۹) تفسیر عنایۃ القاضی میں ہے: وعندہ مفاتیح الغیب وجہ اختصاصہا بہ تعالیٰ انہ لا یعلمہا کما ہی ابتداءً الاّ ہو ^۳ ۔
یعنی ارشاد ہوا کہ اے نبی! فرما دو کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں، یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کے خزانے میرے پاس نہیں۔ بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس ہیں، تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کے خزانے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ہیں مگر حضور لوگوں سے انکی سمجھ کے قابل باتیں فرماتے ہیں، اور وہ خزانے کیا ہیں، تمام اشیاء کی حقیقت و ماہیت کا علم حضور نے اسی کے ملنے کی دعا کی اور اللہ عزوجل نے قبول فرمائی پھر فرمایا:	(۵۰) تفسیر علامہ نیشاپوری میں ہے: (قل لا اقول لکم) لم یقل لیس عندی خزائن اللہ لیعلم ان خزائن اللہ وہی العلم بحقائق الاشیاء وما هیأتھا عندہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باستجابة دعاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی قوله ارنّا الاشیاء کما ہی ولكنہ یکلم الناس علی قدر عقولہم (ولا اعلم الغیب) ای لا اقول لکم هذا مع انہ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ

^۱ لباب التأویل (تفسیر الخازن) تحت الآیة ۷/ ۱۸۸، ۲۸۰/۲ والفتوحات (تفسیر الجمل) ۱۵۸/۳

^۲ انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت آیة ۶/ ۵۰ دار الفکر بیروت ۴/ ۲۱۰

^۳ عنایۃ القاضی علی تفسیر البیضاوی تحت آیتہ ۶/ ۵۸ دار اصدار بیروت ۴/ ۳۷

وسلم علمت ماکان وما سیکون اہ مختصراً ^۱ ۔	میں نہیں جانتا یعنی تم سے نہیں کہتا کہ مجھے غیب کا علم ہے، ورنہ حضور تو خود فرماتے ہیں مجھے ماکان و مایکون کا علم ملا یعنی جو کچھ ہو گزرا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے انتی۔

الحمد للہ اس آیہ نکیریمہ کی فرمادہ میں غیب نہیں جانتا ایک تفسیر وہ تھی جو تفسیر کبیر سے گزری کہ احاطہ جمیع غیوب کی نفی ہے، نہ کہ غیب کا علم ہی نہیں۔

دوسری وہ تھی جو بہت کتب سے گزری کہ بے خدا کے بتائے جانے کی نفی ہے نہ یہ کہ بتائے سے بھی مجھے علم غیب نہیں۔
اب بحمد اللہ تعالیٰ سب سے لطیف ترین تفسیر ہے کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ مجھے علم غیب ہے، اس لیے کہ اے کافرو! تم ان باتوں کے اہل نہیں ہو ورنہ واقع میں مجھے ماکان و مایکون کا علم ملا ہے۔ والحمد للہ رب العلمین۔

امر چہارم

علم غیب سے متعلق اجماعی مسائل

یہاں تک جو کچھ معروض ہوا جمہورائمہ دین کا متفق علیہ ہے۔

- (۱) بلاشبہ غیر خدا کے لیے ایک ذرہ کا علم ذاتی نہیں اس قدر خود ضروریات دین سے اور منکر کافر۔
- (۲) بلاشبہ غیر خدا کا علم معلومات الہیہ کو حاوی نہیں ہو سکتا، مساوی درکنار تمام اولین و آخرین و انبیاء و مرسلین و ملائکہ و مقربین سب کے علوم مل کر علوم الہیہ سے وہ نسبت نہیں رکھ سکتے جو کروڑ ہا کروڑ سمندروں سے ایک ذرا سی بوند کے کروڑوں حصے کو کہ وہ تمام سمندر اور یہ بوند کا کروڑواں حصہ دونوں متناہی ہیں، اور متناہی کو متناہی سے نسبت ضرور ہے، بخلاف علوم الہیہ کو غیر متناہی در غیر متناہی نہیں۔ اور مخلوق کے علوم اگرچہ عرش و فرش شرق و غرب و جملہ کائنات از روز اول تا روز آخر کو محیط ہو جائیں آخر متناہی ہیں کہ عرش و فرش دو احدیں

^۱ غرائب القرآن (تفسیر النیسابوری) تحت آلیۃ ۶/ ۵۰ مصطفیٰ البابی مصر ۱۱۲/

ہیں۔ روزِ اول و روزِ آخر دو حدیں ہیں۔ اور جو کچھ دو اُحدوں کے اندر ہو سب متناہی ہے۔
بالفعل غیر متناہی کا علم تفصیلی مخلوق کو مل ہی نہیں سکتا تو جملہ علوم خلق کو علم الہی سے اصلاً نسبت ہو نبی محال قطعی ہے نہ کہ معاذ اللہ تو ہم مساوات۔

(۳) یوں ہی اس پر اجماع ہے کہ اللہ عزوجل کے دیئے سے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو کثیر وافر غیبوں کا علم ہے یہ بھی ضروریاتِ دین سے ہے جو اس کا منکر ہو کافر ہے کہ سرے سے نبوت ہی کا منکر ہے۔

(۴) اس پر بھی اجماع ہے کہ اس فضل جلیل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حصہ تمام انبیاء و تمام جہان سے اتم و اعظم ہے، اللہ عزوجل کی عطا سے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اتنے غیبوں کا علم ہے جن کا شمار اللہ عزوجل ہی جانتا ہے، مسلمانوں کا یہاں تک اجماع تھا مگر وہابیہ کو محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی عظمت کس دل سے گوارا ہو۔ انہوں نے صاف کہہ دیا کہ۔

(۱) حضور کو دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں^۱۔

(۲) وہ اور تو اور اپنے خاتمے کا بھی نہ جانتے تھے^۲۔ ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ:

(۳) خدا کے بتائے سے بھی اگر بعض مغیبات کا علم ان کے لیے مانے جب بھی شرک ہے^۳۔

(۴) اس پر قہر یہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہ مانیں اور ابلیس لعین کے لیے تمام زمین کا

علم محیط حاصل جانیں^۴۔

(۵) اس پر عذر کہ ابلیس کی وسعتِ علم نص سے ثابت ہے، فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے^۵۔

(۶) پھر ستم، قہر یہ کہ جو کچھ ابلیس کے لیے خود ثابت مانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

^۱ البراہین القاطعة بحث علم غیب مطبع بلاسا واقع ڈھور ص ۵۱

^۲ البراہین القاطعة بحث علم غیب مطبع بلاسا واقع ڈھور ص ۵۱

^۳ البراہین القاطعة بحث علم غیب مطبع بلاسا واقع ڈھور ص ۵۱

^۴ البراہین القاطعة بحث علم غیب مطبع بلاسا واقع ڈھور ص ۵۱

^۵ البراہین القاطعة بحث علم غیب مطبع بلاسا واقع ڈھور ص ۵۱

کے لیے اس کے ماننے پر جھٹ حکم شرک بجز دیا یعنی خاص صفت املیس کے لیے تو ثابت ہے وہ تو خدا کا شریک ہے، مگر حضور کے لیے ثابت کرو تو مشرک ہو۔

(۷) اس پر بعض غالی اور بڑھے اور صاف کہہ دیا کہ جیسا علم غیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر پاگل ہر چوپائے کو ہوتا ہے^۱۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (بے شک ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اُسی کی طرف پھرنا ہے۔ ت) اصل بحث ان کلمات ملعونہ کی ہے، خبثاء کا واکاٹ کہ (پینتر ابدل کر) اس سے بچتے اور علم کے خاص و غیر خاص ہونے کی بحث بے علاقہ لے دوڑتے ہیں کہ علم غیب کو آیات و احادیث نے خاص بخدا بتایا۔ فقہاء نے دوسرے کے لیے اس کے اثبات کو کفر کہا ہے، اس کا جواب تو اوپر معروض ہو چکا کہ خدا کے ساتھ خاص وہی علم ذاتی و محیط حقیقی ہے غیر کے لیے اسی کے اثبات کو فقہاء کفر کہتے ہیں۔

علم عطائی غیر محیط حقیقی خدا کے لیے ہو ہی نہیں سکتا نہ کہ معاذ اللہ اس کی صفت خاصہ ہو یہ علم ہم نے نہ غیر خدا کے لیے مانا، نہ وہ نصوص و اقوال ہم پر وارد، مگر ان حضرات سے پوچھیے کہ آیات و احادیث حصر و اقوال فقہاء علم عطائی غیر محیط حقیقی کو بھی شامل ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو تمہارا کتنا جنون ہے کہ انہیں ہم پر پیش کرتے ہو ان کو ہمارے دعوے سے کیا منافات ہوئی اور اگر اسے بھی شامل ہیں تو اب بتائیے کہ گنگوہی صاحب آپ املیس کے لیے جو علم محیط زمین اور تھانوی صاحب آپ ہر پاگل ہر چوپائے کے لیے جو علم غیب کے قائل ہیں آیا ان کے لیے علم ذاتی حقیقی مانتے ہیں یا اس کا غیر، بر تقدیر اول قطعاً کافر ہو، بر تقدیر ثانی بھی خود تمہارے ہی منہ سے وہ آیات و احادیث و اقوال فقہاء تم پر وارد۔ اور تم اپنے ہی پیش کردہ دلائل سے خود کافرو مرتد۔

اب کہیے، مفر کدھر؟

ہاں مفر وہی ہے کہ املیس اور پاگل اور چوپائے سب تو علم غیب رکھتے ہیں، آیات و احادیث و اقوال فقہاء ان کے لیے نہیں، وہ تو صرف محمد رسول کی نفی علم کے لیے ہیں۔ اللعنة اللہ علی الظالمین (خبردار! ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ ت)

^۱ تغبییر العنوان مع حفظ الایمان در یہ کلاں دہلی بھارت، ص ۱۷

امر پنجم

علم غیب کی اختلافی حدود اور مسلک عرفاء

فضل محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منکروں کو جہنم جانے دیجئے۔ تنہ کلام استماع فرمائیے، ان تمام اجماعات کے بعد ہمارے علماء میں اختلاف ہوا کہ بے شمار علوم غیب جو مولیٰ عزوجل نے اپنے محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائے آیا وہ روزِ اوّل سے یومِ آخر تک تمام کائنات کو شامل ہیں جیسا کہ عموم آیات و احادیث کا مفاد ہے یا ان میں تخصیص ہے۔ بہت اہل ظاہر جناب خصوص گئے ہیں، کسی نے کہا تنہا بہات کا، کسی نے کہا خمس کا، کسی نے کہا ساعت کا، اور عام علماء باطن اور ان کے اتباع سے بکثرت علماء ظاہر نے آیات و احادیث کو ان کے عموم پر رکھا ماکان و مایکون بمعنی مذکور میں از انجا کہ غایت میں دخول و خروج دونوں محتمل ہیں، ساعت داخل ہو یا نہیں بہر حال یہ مجموعہ بھی علوم الہیہ سے ایک بعض خفیف بلکہ انباء المصطفیٰ حاضر ہے۔

میں نے قصیدہ بردہ شریف اور اس کی شرح ملا علی قاری سے ثابت کیا ہے کہ علم الہی تو علم الہی جو غیر متناہی در غیر متناہی در غیر متناہی ہے، یہ مجموعہ ماکان کا علم علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سمندر سے ایک لہر ہے، پھر علم الہی غیر متناہی کے آگے اس کی کیا گنتی، اللہ کی قدر نہ جاننے والے اسی کو معاذ اللہ علم الہی سے مساوات ٹھہراتے ہیں، "وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ" ^۱۔ (اللہ کی ویسی قدر نہ کی جیسی قدر کرنے کا حق ہے۔ ت) اور واقعی جب ان کے امام الطائفہ کے نزدیک ایک پیڑ کے پتے گن دینے پر خدائی آگئی تو ماکان و مایکون تو بڑی چیز ہے۔ خیر انہیں جانے دیجئے یہ خاص مسئلہ جس طرح ہمارے علماء اہلسنت میں دائر ہے مسائل خلاfiہ اشاعرہ و ماتریدیہ کے مثل ہے کہ اصلاً محل لوم نہیں۔

ہاں ہمارا مختار قولِ اخیر ہے جو عام عرفائے کرام و بکثرت اعلام کا مسلک ہے، اس بارے میں بعض آیات و احادیث و اقوالِ ائمہ حضرات کو فقیر کے رسالہ انباء المصطفیٰ میں ملیں گے۔ اور اللہ المکنون فی علم البشیر و ماکان و مایکون وغیرہ رسائل فقیر میں بحمد اللہ تعالیٰ کثیر و وافر ہیں۔

^۱ القرآن الکریم ۹۱/۶

اور اقوال اولیائے کرام و علمائے عظام کی کثرت تو اس درجہ ہے کہ ان کے شمار کو ایک دفتر عظیم درکار، یہاں بطور نمونہ صرف بعض اشارات نامہ پر اقتصار، و ماتوفیقی الابل اللہ العزیز الغفار، حدیث صحیح جامع ترمذی جس میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

تجلی کل شیعہ و عرفۃ ^۱ ۔	ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لی۔

اور فرمایا:

علیت مافی السموات و مافی الارض ^۲ ۔	میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے۔

(۵۱) شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی اشعة المبعات شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے نیچے فرماتے ہیں:

والستم ہرچہ در آسمانہا و ہرچہ در زمینہا بود عبارت ست از حصول تمامہ علوم جزئی و کلی و احاطہ آں ^۳ ۔	"میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں تھا اس حدیث میں تمام علوم جزئی و کلی کے حاصل ہونے اور ان کے احاطہ کرنے کا بیان ہے۔ (ت)

(۵۲) امام محمد بوسیری قصیدہ بردہ شریف میں عرض کرتے ہیں۔

فان من جودك الدنيا و ضرتها و من علومك علم اللوح و القلم ^۴ ۔	یا رسول اللہ ! دنیا و آخرت دونوں حضور کی بخشش سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کا علم (جس میں تمام ماکان و مایکون ہے) حضور کے علوم سے ایک ٹکڑا ہے۔

(۵۳) علامہ علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

کون علیہما من علومہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان علومہ تتنوع الی الکلیات و الجزئیات و حقائق و	لوح و قلم کا علم علوم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک ٹکڑا اس لیے ہے کہ حضور کے علم متعدد انواع ہیں کلیات، جزئیات، حقائق

^۱ جامع سنن الترمذی کتاب التفسیر من سورۃ ص حدیث ۳۲۲۶ دار الفکر بیروت ۱۴۰/۵

^۲ جامع سنن الترمذی کتاب التفسیر من سورۃ ص حدیث ۳۲۲۳ دار الفکر بیروت ۱۵۹/۵

^۳ اشعة المبعات کتاب الصلوٰۃ باب المساجد مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ۳۳۳/۱

^۴ مجموع المتون متن قصیدۃ البردۃ الشئون الدینیۃ و رویۃ قطر ص ۱۰

دقائق و عوارف و معارف تتعلق بالذات والصفات و عليهما يكون سطر امن سطور عليه ونهراً من بحر عليه ثم مع هذا هو من بركة وجوده صلى الله تعالى عليه وسلم ¹ ۔	دقائق، عوارف اور معارف کہ ذات و صفات الہی سے متعلق ہیں اور لوح و قلم کا علم تو حضور کے مکتوب علم سے ایک سطر اور اس کے سمندروں سے ایک نہر ہے پھر بایں ہمہ وہ حضور ہی کی برکت وجود سے تو ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۵۴) ام القریٰ شریف میں ہے:

وسع العلمین علماً و حلماً ² ۔	حضور کا علم و حلم تمام جہان کو محیط ہے۔

(۵۵) امام ابن حجر مکی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

لان الله تعالى اطلعه على العالم فعلم علم الاولين والاخرين ماكان ومايكون ³ ۔	اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو تمام عالم پر اطلاع دی، تو سب اولین و آخرین کا علم حضور کو ملا جو ہو گزرا اور جو ہونے والا ہے سب جان لیا۔

(۵۶ و ۵۷) نسیم الریاض میں ہے:

ذكر العراقي في شرح المذهب انه صلى الله تعالى عليه و سلم عرضت عليه الخلائق من لدن آدم عليه الصلوة والسلام الى قيام الساعة فعرفهم كلهم كما علم آدم الاسماء ⁴ ۔	امام عراقی شرح مہذب میں فرماتی ہیں کہ آدم علیہ الصلوٰۃ و السلام سے لے کر قیامت تک کی تمام مخلوقات الہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عرض کی گئیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سب کو پہچان لیا جس طرح آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام نام تعلیم ہوئے تھے۔

(۵۸) اسی لیے امام بوصیری مدحیہ ہمزئیہ میں عرض کرتے ہیں:

¹ الزبدة العبدۃ فی شرح البردة ناشر جعیدۃ علماء سکندریہ خیر پور سندھ ص ۱۱۷

² مجموع المتون متن قصیدۃ الہمزئیہ فی مدح خیر البریۃ الشؤن الدینیۃ دولتہ قطر ص ۱۸

³ افضل القراء ام القرۃ

⁴ نسیم الریاض الباب الثالث فصل فیما ورد من ذکر مکانتہ مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات الہند ۲۰۸/۲

لك ذات العلوم من عالم الغيب ومنها لادمر الاسماء¹
عالم غیب سے حضور کے لیے علوم کی ذات ہے اور آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے نام۔
(۶۰ و ۵۹) امام ابن حاج مکی مدخل اور امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں:

قد قال علماء نار حهمم الله تعالى ان الزائر يشعر نفسه بأنه واقف بين يديه صلى الله تعالى عليه وسلم كما هو في حياته اذ لا فرق بين موته وحياته صلى الله تعالى عليه وسلم اعنى في مشاهدته لا مته ومعرفته بأحوالهم ونياتهم وعزائمهم وخواطرهم وذلك عنده جلى لا خفاء فيه ² ۔	بے شک ہمارے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زائر اپنے نفس کو آگاہ کر دے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہے جیسا کہ حضور کی حیاتِ ظاہر میں، اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں، نیتوں، ارادوں اور دل کے خطروں کو پہچانتے ہیں، اور یہ سب حضور پر روشن ہے جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں۔

(۶۱) نیز مواہب شریف میں ہے:

لا شك ان الله تعالى قد اطلعه على ازيد من ذلك والقي عليه علوم الاولين والآخرين ³ ۔	کچھ شک نہیں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی زائد حضور کو علم دیا اور تمام اگلے پچھلوں کا علم حضور پر القافر مایا۔

(۶۲ و ۶۳) امام قاضی پھر علامہ قاری پھر علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر امام سیوطی ہیں لکھتے ہیں:

النفوس القدسية اذا تجردت	پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا

¹ مجموع المتون متن قصيدة الهمزیه الشئون الدينية دولة قطر ص ۱۱

² المدخل لابن الحاج فصل في الكلام على زيارة سيد المرسلين دار الكتاب العربي بيروت ۱/ ۲۵۲، المواہب اللدنیة المقصد العاشر الفصل

الثانی المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۵۸۰

³ المواہب اللدنیة المقصد الثامن الفصل الثالث المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۵۶۰

عن العلائق البدنیة اتصلت بالملاء الاعلیٰ ولم یبق لها حجاب فتوری وتسمع الكل کالمشاهد ^۱ ۔	ہوتی ہیں، ملاء اعلیٰ سے مل جاتی ہیں اور ان کے لیے کچھ پردہ نہیں رہتا تو سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہیں جیسے یہاں موجود ہیں۔

(۶۵) ملا علی قاری شریف شفاء شریف میں فرماتے ہیں:

ان روح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضرة فی بیوت اهل الاسلام ^۲ ۔	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح کریم تمام جہان میں ہر مسلمان کے گھر میں تشریف فرما ہے۔

(۶۶) مدارج النبوة شریف میں ہے:

ہرچہ دردنیاست از زمانِ آدم تا اوانِ نفعِ اولیٰ بروے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منکشف ساختند تا ہمہ احوال او را از اول تا آخر معلوم کرد و یارانِ خود را نیز از بعضی از احوال خبر داد ^۳ ۔	جو کچھ دنیا میں ہے آدمی علیہ السلام کے زمانے سے نفعِ اولیٰ تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر منکشف کر دیا ہے یہاں تک کہ تمام احوال آپ کو اول سے آخر تک معلوم ہو گئے ان میں سے کچھ اپنے دوستوں کو بھی بتا دیئے۔

(۶۷) نیز فرماتے ہیں قدس سرہ:

وہو بالکل شیعیٰ علیم و وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دانا ست برہمہ چیز از شیونات ذات الہی و احکام صفات حق و اسماء و افعال و آثار بمجمیع علوم ظاہر و باطن اول و آخر احاطہ نموده و مصداق فوق کل ذی علم علیم شدہ۔ علیہ من الصلوٰت افضلہا و من التحیات انتہا و اکملہا ^۴ ۔	وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام چیزوں کو جانتے ہیں، اللہ کی شانوں اور اس کے احکام اور صفات کے احکام اور اسماء و افعال و آثار ہیں، اور تمام علوم ظاہر و باطن، اول و آخر کا احاطہ کر لیا اور فوق کل ذی علم علیم کا مصداق ہو گئے، ان پر اللہ کی بہترین رحمتیں ہوں اور اتم و اکمل تحیات ہوں۔

^۱ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث حیثمّا کنتم فصلوا علی الخ مکتبہ الامام الشافعی ریاض ۵۰۲/۱

^۲ شرح الشفاء للہلال علی قاری فصل فی المواطن القی تستحب فیہا الصلوٰۃ والسلام دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۱۸/۲

^۳ مدارج النبوة باب پنجم، وصل خصائص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۱۴۴/۱

^۴ مدارج النبوة مقدمة الكتاب مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۳۰۲/۱

(۶۸) شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں:

افاض علی من جنبہ المقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیفیت ترقی العبد من حیۃ الی حیۃ القدس فیتجلیٰ لہ جینئذ کل شیء کما اخبر عن هذا المشہد فی قصۃ المعراج المنامی ^۱ ۔	مجھ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ سے فائز ہوا کہ بندہ کیونکر اپنی جگہ سے مقام مقدس تک ترقی کرتا ہے کہ ہر شے اس پر روشن ہو جاتی ہے جیسا کہ قصہ معراج کے واقعہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس مقام سے خبر دی۔

(۶۹) نیز اسی میں ہے:

العارف ینجذب الی حیۃ الحق فیصی عبد اللہ فتجلیٰ لہ کل شیء ^۲ ۔	عارف مقام حق تک پہنچ کر بارگاہ قرب میں ہوتا ہے تو ہر چیز اس پر روشن ہو جاتی ہے۔

(۷۰) اُسی میں ولی فرد کے خصائص سے لکھا ہے کہ وہ تمام نشاۃً غصری جسمانی پر مستولی ہوتا ہے، پھر لکھا کہ یہ استیلاء انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں تو ظاہر ہے۔

واما فی غیرہم فیناصب وراثۃ الانبیاء کالمجددیۃ و القطبیۃ وظہور آثارہا واحکامہا والبلوغ الی حقیقۃ کل علم وحال ^۳ ۔	رہے غیر انبیاء، ان میں وراثت کے منصب ہیں جیسے مجدد و قطب ہونا۔ ان کے آثار و احکام کا ظاہر ہونا اور علم و حال کی حقیقت کو پہنچ جانا۔

(۷۱) اسی میں تقریر مذکور و تفصیل و قائل فرد کے بعد ہے:

بعد ذلک کلہ جبلت نفسہ نفساً قدسیۃ لایشغلہا شان عن شان ولا یأتی علیہ حال من الاحوال الی التجرد الی النطقۃ الکلیۃ الا وہو خبیر	اور اس سب کے بعد بات یہ ہے کہ مرد کا نفس اصل خلقت میں نفس قدسی بنایا جاتا ہے اسے ایک بات دوسری سے مشغول نہیں کرتی (یعنی یہ نہیں ہوتا کہ ایک دھیان میں اور طرف کا خیال نہ رہے بلکہ ہر جانب اس کی نگاہ ایک سی رہتی ہے)

^۱ فیوض الحرمین مشہد اللہ تعالیٰ مخلوق کی طرف کتاب نازل کرنے کے وقت کہا کرتا ہے، محمد سعید اینڈ سنز کراچی ص ۱۶۹

^۲ فیوض الحرمین مشہد قدّم صدق عند ربہم کی تفسیر محمد سعید اینڈ سنز کراچی ص ۱۷۵

^۳ فیوض الحرمین مشہد مشہد آخر یعنی و قائل اور ان کے اثرات محمد سعید اینڈ سنز کراچی ص ۲۸۰ و ۲۸۱

بہا الان وانما الاقی تفصیل لاجمال^۱۔	اور اب سے لے کر اس وقت تک کہ وہ سب سے جدا ہو کر مرکز عالم سے جا ملے یعنی وقت وفات تک جو کچھ حال اس پر آنے والا ہے اس سب کی اس وقت اسے خبر ہے، وہ جو آئے گا اجمال کی تفصیل ہی ہوگا۔

(۷۲) امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں:

هذا مع انه صلى الله تعالى عليه وسلم كان لا يكتب ولكنه اوتي علم كل شئ حتى قد وردت اثار ببعرفته حروف الخط وحسن تصويرها كقوله لا تمدوا بسم الله الرحمن الرحيم رواه ابن شعبان عن طريق ابن عباس وقوله الحديث الاخر الذي روى عن معاوية رضي الله تعالى عنه انه كان يكتب بين يديه صلى الله تعالى عليه وسلم فقال له الق الدواة وحرّ القلم واقم الباء و فرق السين ولا تعور البيم وحسن الله و مد الرحمن وجود الرحيم^۲۔	یعنی حالانکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھتے نہ تھے مگر حضور کو ہر چیز کا علم عطا ہوا تھا یہاں تک کہ بے شک حدیثیں آتی ہیں کہ حضور کتابت کے حروف پہچانتے تھے اور یہ کہ کس طرح لکھے جائیں تو خوبصورت ہوں گے، جیسے ایک حدیث ابن شعبان نے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بسم اللہ کشش سے نہ لکھو (سین میں دندانے ہوں نری کشش نہ ہو) دوسری حدیث (مسند الفردوس) میں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہوئی کہ یہ حضور کے سامنے لکھ رہے تھے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ دوات میں صوف ڈالو اور قلم پر تر چھاؤ دو اور بسم اللہ کی ب کھڑی لکھو اور اس کے دندانے جدا رکھو اور میم اندھانہ کر دو (اس کے چشمہ کی سفیدی کھلی رہے) اور لفظ اللہ خوبصورت لکھو اور لفظ رحمن میں کشش ہو (رحمن یا رحمن یا رحمن یا رحمن) اور لفظ رحیم اچھا لکھو۔

(۷۳ و ۷۴) امام شعرانی قدس سرہ کتاب الجواهر والدرر نیز کتاب درۃ النواص میں سید علی خواص

^۱ فیوض الحرمین مشہد آخر الیمنی و قائل اور ان کے اثرات محمد سعید اینڈ سنز کراچی ۸۶-۲۸۵

^۲ الشفاء بحقوق المصطفیٰ فصل ومن معجزاته البابۃ المطبعة الشركة الصحافیۃ ۲۹۸/۲۹۹

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناقل:

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی اول و آخر و ظاہر و باطن ہیں وہ شب معراج مرکز زمین سے آسمان تک تشریف لے گئے اور اس عالم کے جملہ احکام اور تعلقات جان لیے پھر آسمان سے عرش اور عرش سے لا انتہا تک اور حضور کے برزخ میں تمام عالم علوی و سفلی کی صورتیں منکشف ہو گئیں۔	محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فهو الاول والاخر و الظاهر والباطن و قد و ليج حين اسرى به عالم الاسماء الذى اولها مركز الارض واخرها السماء الدنيا بجميع احكامها و تعلقاً تها ثم و ليج البرزخ الى انتهاؤه وهو السماء السابعة ثم و ليج علم العرش الى مالا نهاية اليه. وانفتح في برزخيته تصور العوالم الالهية والكونية اه¹ ملتقطاً۔

(۷۵) تفسیر کبیر میں زیر آیہ کریمہ: "وَكُلُّ لَكَ نُرٌّ مِّنْ اٰیٰتِہِمْ مَّكْلُوٰتِ السُّبُوٰتِ وَالْاَمْۤرُ"۔^۲ (اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔ ت) فرمایا:

اس عالم کی تمام جنسوں اور نوعوں اور صنفوں اور شخصوں اور بچروں ہر ہر مخلوق میں حکمت الہیہ کے آثار پر انہیں اکابر کو اطلاع ہوتی ہے جو انبیاء ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام اسی لیے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ الہی! ہم کو تمام چیزیں جیسی وہ ہیں دکھا دے۔	الاطلاع على اثار حكمة الله تعالى في كل واحد من مخلوقات هذا العالم بحسب اجناسها وانواعها و اصنافها واشخاصها و احوالها مما لا يحصل الا لأكابر من الانبياء عليهم الصلوة والسلام ولهذا المعنى كان رسولنا صلى الله تعالى عليه وسلم يقول في دعاء اللهم ارنا الاشياء كما هي³۔

اقول: یہاں مقصود اس قدر ہے کہ ان امام اہلسنت کے نزدیک انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اس عالم کی تمام مخلوقات کے ایک ایک ذرہ کی جنس، نوع، صنف، شخص۔ جسم اور ان سب میں اللہ کی حکمتیں بالتفصیل

¹ الجواهر والدرر علی ہامش الابریز مصطفیٰ البابی مصر ص ۲۱۱ تا ۲۱۳

² القرآن الکریم ۶/ ۷۵

³ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیہ ۶/ ۷۵ المطبعة البهیة المصرية مصر ۱۳/ ۲۵

جانتے ہیں، وہابیہ کے نزدیک کافر و مشرک ہونے کو یہی بہت ہے، بلکہ ان کے نزدیک امام ممدوح کو کافر و مشرک سے بہت بڑھ کر کہنا چاہیے۔

گنگوہی صاحب نے صرف اتنی بات کو کہ دنیا میں جہاں کہیں مجلس میلاد ہو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اطلاع ہو جائے، زمین کا علم محیط مانا اور صاف حکم شرک جڑ دیا کہ شرک نہیں تو کون سا حصہ ایمان کا ہے^۱۔

تو امام کہ صرف زمین درکنار، زمین و آسمان و فرش و عرش و تمام عالم کے جملہ اجناس و انواع و اصناف و اشخاص و اجرام کو نہ صرف حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ وہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا بھی علم محیط مانتے ہیں گنگوہی دھرم میں ان کو تو کئی لاکھ درجے ڈیل کافر ہونا چاہیے والعیاذ باللہ تعالیٰ ورنہ اصل بات یہ ہے کہ اصناف علوم غیب اور ان کے عطا و نیابت سے ان کے خدام اکابر اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی ایک ایک ذرہ عالم کا تفصیلی علم عطا ہونا ہر گز ممنوع نہیں بلکہ بتصریح اولیاء واقع ہے، جیسا کہ عنقریب آتا ہے واللہ الحمد۔

(۷۶) یہی مضمون شریف تفسیر نیشاپوری میں بایں عبارت ہے:

ان عالموں کی مخلوقات میں سے ہر ایک کے تمام آثار حکمت الہیہ پر انکی جنسوں، نوعوں، قسموں اور فردوں، نیز عوارض و لواحق حقیقہ پر مطلع ہونا اکابر انبیاء کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعائیں عرض کیا کہ مجھے اشیاء کی حقیقتیں دکھا۔ (ت)	الاطلاع علی تفصیل آثار حکمة اللہ تعالیٰ فی کل احد من مخلوقات هذه العوالم بحسب اجناسها وانواعها واصنافها واشخاصها واعوارضها ولواحقها كما هي لا تحصل الا لاکابر الانبياء و لهذا قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی دعائه انی الاشياء كما هي ^۲ ۔

اس میں آثار حکمت اللہ کے ساتھ تفصیل زائد ہے۔ ہذا العالم کی جگہ ہذا العوالم ہے کہ نظر تفصیلی پر زیادہ دلالت کرتا ہے اور اجناس و انواع و اصناف و اشخاص کے ساتھ عوارض و لواحق بھی مذکور ہے کہ احاطہ جملہ جواہر و اعراض میں تصریح تر ہو، اگرچہ اجناس عالم

^۱ البراہین القاطعة بحث علم غیب مطبع بلاسا واقع دھور ص ۵۱

^۲ غرائب القرآن (تفسیر النیسابوری) آیت ۶/ ۵۷ مصطفیٰ البانی مصر ۱۴۱۷

میں عوارض بھی داخل تھے پھر ان کے ساتھ کما ہی کا لفظ اور زیادہ ہے کہ صحت علم غیر مشوب بالخطاء والوہم (غلطی اور وہم کی آلائش سے پاک۔ ت) کی تاکید ہو۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ خیر جزا آمین۔

(۷۷) نیشاپوری میں زیر آیہ کریمہ "وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَؤُلَاءِ شَهِيدًا" ^۱ (اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں گے۔ ت) فرمایا:

یہ جو رب عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ہم تمہیں ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح تمام جہان میں ہر ایک کی روح، ہر ایک کے دل، ہر ایک کے دل، ہر ایک کے نفس کا مشاہدہ فرماتی ہے۔ (کوئی روح، کوئی دل، کوئی نفس ان کی نظر کرم سے اوجھل نہیں جب تو سب پر گواہ بنا کر لائے جائیں گے کہ شاہد کو مشاہدہ ضرور ہے) اس لیے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری روح کریم کو پیدا کیا (تو عالم میں جو کچھ ہوا حضور کے سامنے ہی ہوا)

لَا رُوحَہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شاہد علی جمیع الارواح والقلوب و النفوس لقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول ما خلق اللہ روحی ^۲۔

(۸۷) حافظ الحدیث سیدی احمد سلجھاسی قدس سرہ، اپنے شیخ کریم حضرت سیدی عبدالعزیز بن مسعود دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کتاب مستطاب ابریز میں روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے آیہ کریمہ "وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا" ^۳۔ (اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام سکھائے۔ ت) کے متعلق فرمایا:

اس کلام نورانی و اعلام ربانی ایمان افروز، کفران سوز کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر چیز کے دو نام ہیں علوی و سفلی، سفلی نام تو صرف مسٹی سے ایک گونہ آگاہی دیتا ہے۔ اور علوی نام سنتے ہی یہ معلوم ہو جاتا ہے

المراد بالاسماء الاسماء العالیة لا الاسماء النازلہ فان کل مخلوق له اسم عال واسم نازل۔ فالاسم النازل هو الذی یشعر بالمستی فی الجملة والاسم العالی هو الذی

^۱ القرآن الکریم ۴/۴۱

^۲ غرائب القرآن

^۳ القرآن الکریم ۲/۳۱

يشعر بأصل المسى ومن اى شىء هو و بفائدة
المسى ولاى شىء يصلح الفاس من سائر ما يستعمل
فيه و كيفية صنعة الحداد له فيعلم من مجرد سماع
لفظه وهذه العلوم والمعارف المتعلقة بالفاس وهكذا
كل مخلوق، والمراد بقوله تعالى الاسماء كلها الاسماء
التي يطبقها آدم ويحتاج اليها سائر البشر اولهم بها
تعلق وهى من كل مخلوق تحت العرش الى ماتحت
الارض فيدخل في ذلك الجنة والنار والسموات السبع
وما فيهن وما بينهن وما بين السماء والارض وما في
الارض من البرارى والقفار والا ودية والبحار و
الاشجار فكل مخلوق في ذلك ناطق او جامد الا و آدم
يعرف من اسمه تلك الامور الثلاثة اصله وفأثرتة و
كيفية ترتيبه ووضع شكله فيعلم من اسم الجنة
من اين خلقت ولاى شىء خلقت وترتيب مراتبها
وجميع ما فيها من الحور وعدد من يسكنها بعد
البعث ويعلم من لفظ النار مثل ذلك ويعلم من لفظ
السماء مثل ذلك ولاى شىء كانت الاولى في محلها و
الثانية وهكذا فى كل سماء ويعلم من لفظ الملائكة
من اى شىء خلقوا ولاى شىء خلقوا وكيفية خلقهم
وترتيب مراتبهم وبأى شىء استحق

کہ مسیٰ کی حقیقت وماہیت کیا ہے اور کیونکر پیدا ہوا اور کاہے
سے بنا اور کس لیے بنا، آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام اشیاء کے
یہ علوی نام تعلیم فرمائے گئے جس سے انہوں نے حسبِ
طاقت و حاجت بشری تمام اشیاء جان لیں اور یہ زیرِ عرش سے
زیرِ فرش تک کی تمام چیزیں ہیں جس میں جنت و دوزخ و ہفت
آسمان اور جو کچھ ان میں ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور
جو کچھ آسمان و زمین کے درمیان ہے اور جنگل اور صحرا اور
نالے اور دریا اور درخت وغیرہ جو کچھ زمین میں ہے غرض یہ
تمام مخلوقات ناطق و غیر ناطق ان کے صرف نام سننے سے
آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معلوم ہو گیا کہ عرش سے فرش تک
ہر شے کی حقیقت یہ ہے اور فائدہ یہ ہے اور اس ترتیب سے اس
شکل پر ہے۔ جنت کا نام سنتے ہی انہوں نے جان لیا کہ کہاں
سے بنی اور کس لیے بنی اور اس کے مرتبوں کی ترتیب کیا ہے
اور جس قدر اس میں حوریں ہیں اور قیامت کے بعد اتنے لوگ
اس میں آجائیں گے اسی طرح نار (دوزخ) یوں ہی آسمان، اور یہ
کہ پہلا آسمان وہاں کیوں ہوا اور دوسرا دوسری جگہ کیوں
ہوا، اسی طرح ملائکہ کا لفظ سننے سے انہوں نے جان لیا کہ
کاہے سے بنے اور کیونکر بنے اور ان کے مرتبوں کی ترتیب کیا
ہے اور کس لیے یہ فرشتہ اس مقام کا مستحق ہوا اور دوسرا
دوسرے کا۔ اسی طرح عرش سے زیرِ زمین تک ہر فرشتے کا
حال، اور یہ

تمام علوم صرف آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کو نہیں بلکہ ہر نبی اور ہر ولی کامل کو عطا ہوئے ہیں، علیہم الصلوٰۃ والسلام، آدم کا نام خاص اس لیے لیا کہ انکو یہ علوم پہلے ملے، پھر فرمایا کہ ہم نے بقدر طاقت وحاجت کی قید لگا کر صرف عرش تا فرش کی تمام اشیاء کا احاطہ اس لیے رکھا کہ جملہ معلومات الہیہ کا احاطہ نہ لازم آئے اور ان علوم میں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں یہ فرق ہے کہ اور جب ان علوم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو ان کو مشاہدہ حضرت عزت جلالہ، سے ایک گونہ غفلت سی ہو جاتی ہے اور جب مشاہدہ حق کی طرف توجہ فرمائیں تو ان علوم کی طرف سے ایک نیند سی آ جاتی ہے مگر ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی کمال قوت کے سبب ایک علم دوسرے علم سے مشغول نہیں کرتا، وہ عین مشاہدہ حق کے وقت ان تمام علوم اور ان کے سوا اور علموں کو جانتے ہیں جن کی طاقت کسی میں نہیں اور ان علوم کی طرف عین توجہ میں مشاہدہ حق فرماتے ہیں اور ان کو نہ مشاہدہ حق، مشاہدہ خلق سے پردہ ہونہ مشاہدہ خلق مشاہدہ حق سے، پاکی و بلندی اسے جس نے ان کو یہ علوم اور یہ قوتیں بخشیں صلی اللہ

هذا الملك هذا المقام واستحق غيره مقامًا اخر وهكذا في كل ملك في العرش الى ماتحت العرض فهذه علوم ادم واولاده من الانبياء عليهم الصلوة والسلام والاولياء الكامل رضى الله تعالى عنهم اجمعين. و انما خص ادم بالذكر لانه اول من علم هذه العلوم و من عليها من اولاده فانما عليها بعده وليس المراد انه لا يعلمها الا ادم و انما خصصناها بما يحتاج اليه وذريته و بما يحتاج اليه و ذريته و بما يطيقونه لئلا يلزم من عدم التخصيص الا حاطة بمعلومات الله تعالى و انما قال تنزلت اشارة الى الفرق بين علم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بهذه العلوم و بين علم ادم و غيره من الانبياء عليهم الصلوة بها فانهم اذا توجهوا اليها يحصل لهم شبه مقام عن مشاهدة الحق سبحانه وتعالى و اذا توجهوا نحو مشاهدة الحق سبحانه وتعالى حصل لهم شبه النوم عن هذه العلوم. و نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم لقوته لا يشغله هذا عن هذا فهو اذا توجه نحو الحق سبحانه و تعالى حصلت له المشاهدة التامة و حصل له مع ذلك مشاهدة هذه العلوم و غيرها مما لا يطلق و اذا توجه نحو هذه العلوم حصلت له مع حصول هذه المشاهدة في الحق

سُبْحَنَهُ وَتَعَالَى فَلَا تَحْجِبُهُ مَشَاهِدَةُ الْحَقِّ عَنْ مَشَاهِدَةِ الْخَلْقِ وَلَا مَشَاهِدَةُ الْخَلْقِ عَنْ مَشَاهِدَةِ الْحَقِّ سُبْحَنَهُ وَتَعَالَى ^۱ ۔	تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

کیوں وہابیو! ہے کچھ دم؟ ہاں ہاں تقویۃ الایمان وبراہین قاطعہ کی شرک دانی لے کر دوڑیو، مشرک مشرک کی تسبیح بھائیو، کل قیامت کو کھل جائے گا کہ مشرک، کافر، مرتد خاسر کون تھا، "سَيَعْلَمُونَ عَذَابَ الْكَذَّابِ الْآثِمِ"^۲۔ (بہت جلد کل جان جائیں گے کون تھا بڑھا جھوٹا ترونا۔ ت)

اشر بھی دو قسم کے ہوتے ہیں:

(۱) اشر قولی کہ زبان سے بک بک کرے۔

(۲) اشر فعلی کہ زبان سے چپ اور خباثت سے باز آئے۔

وہابیہ اشر قولی و اشر فعلی دونوں ہیں۔ "فَتَلْتَهُمُ اللَّهُ أَنِّي يُؤْفِكُونَ"^۳۔ (اللہ انہیں مارے کیا او نہ جاتے ہیں)

حضرت سیدی شاہ عبدالعزیز قدسنا اللہ بسرہ العزیز، اجد اکابر اولیاء عظام و اعظم سادات کرام سے ہیں، بد لگام وہابیہ سے کچھ تعجب نہیں کہ ان کی شان کریم میں حسب عادت لتیم گستاخی و زبان درازی کریں، لہذا مناسب کہ اس پاک، مبارک، لاڈلے بیٹے کی تائید میں اس کے مہربان باپ، مسلمانوں کے مولیٰ، اللہ واحد قہار کے غالب شیر، سیدنا امیر المومنین مولیٰ علی مشکل کشا حاجت روا، کافر کش، مومن پناہ کرم کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے بعض ارشادات ذکر کروں کہ سگان زرد کے برادر شغال اس اسد ذوالجلال کی بوسونگھ کر بھاگیں، اور شرک شرک بکنے والے منہ میں قہر کے پتھر ہوں، اور پتھروں سے آگیں۔

(۷۹) ابن النجار ابوالمعتمر مسلم بن اوس و جاریہ بن قدامہ سعدی سے راوی کہ امیر المومنین ابو الائمۃ الطاہرین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

سلونی قبل ان تفقدونی فانی لا أسأل عن شیءٍ دون العرش الا	مجھ سے سوال کرو قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ کہ عرش کے نیچی جس کسی چیز کو مجھ سے پوچھا جائے میں

^۱ الا بریز الباب السایع دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۳۸۲ و ۳۸۳

^۲ القرآن الکریم ۲۶/۵۴

^۳ القرآن الکریم ۳۰/۹

اخبرت عنه ^۱ ۔	بتادوں گا۔

عرش کے نیچے کُرسی، ہفت آسمان، ہفت زمین اور آسمانوں اور زمینوں کے درمیان جو کچھ ہے تحت اُثری تک سب داخل ہے، مولیٰ علی فرماتے ہیں کہ اس سب کو میرا علم محیط ہے ان میں جو شے مجھ سے پوچھو میں بتادوں گا، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
(۸۰) امام ابن الانباری کتاب المصاحف میں اور امام ابو عمر بن عبد البر کتاب العلم میں ابوالطفیل عامر بن واہد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

قال شهدت علي بن ابي طالب يخطب فقال في خطبته سلوني فوالله لا تسألوني عن شييء الى يوم القيامة الا حد تشكم به ^۲ ۔	میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ، کے خطبہ میں حاضر تھا امیر المومنین نے خطبہ میں ارشاد فرمایا مجھ سے دریافت کرو خدا کی قسم قیامت تک جو چیز ہونے والی ہے مجھ سے پوچھو میں بتادوں گا۔

امیر المومنین فرماتے ہیں: کہ میرا علم قیامت تک کی تمام کائنات کو حاوی ہے، یہ دونوں حدیثیں امام جلیل، جلال الملتی والدین
سیوطی نے جامع کبیر میں ذکر فرمائیں۔

(۸۱ تا ۸۴) ابن قتیبہ پھر ابن خلکان پھر امام دمیری پھر علامہ زر قانی شرح مواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں:

الجفر جلد کتبہ جعفر الصادق کتب فیہ لاهل البیت کل ما یحتاجون الی علمہ وکل ما یکون الی یوم القیمة ^۳ ۔	جفر ایک جلد ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھی اور اس میں اہل بیت کرام کے لیے جس چیز کے علم کی انہیں حاجت پڑے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب تحریر فرمادے۔

(۸۵) علامہ سید شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مواقف میں فرماتے ہیں:

الجفر والجامعة کتابان لعلی رضی اللہ تعالیٰ	یعنی جفر و جامعہ امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

1

² جامع بیان العلم وفضله باب فی ابتداء العالم جلساء بالفائدة وقوله سلوني دار الفكر بیروت ۱۳۸/۱

³ حیوة الحيوان الکبڑی تحت لفظ الجفرة مصطفى البابی مصر ۱۹۹۱، وفيات الاعیان ترجمہ عبدالمومن صاحب المغرب ۲۰۰۸ دار الثقافت

کی دو کتابیں ہیں بے شک امیر المومنین نے ان دونوں میں علم الحروف کی روش پر ختم دنیا تک جتنے و قائل ہونے والے ہیں سب ذکر فرمادیئے ہیں اور ان کی اولاد امجاد سے ائمہ مشہورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُن کتابوں کے رموز پہچانتے اور ان سے احکام لگاتے تھے۔ اور مامون رشید نے جب حضرت امام علی رضا ابن امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے بعد ولیعہد کیا اور خلافت نامہ لکھ دیا امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے قبول میں فرمان بنام مامون رشید تحریر فرمایا اس میں ارشاد فرماتے ہیں کہ تم نے ہمارے حق پہنچانے جو تمہارے باپ دادا نے نہ پہچانے اس لیے میں تمہاری ولی عہدی قبول کرتا ہوں۔ مگر جعفر و جامعہ بتا رہی ہیں کہ یہ کام پورا نہ ہوگا۔ (چنانچہ ایسا ہی ہوا اور امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مامون رشید کی زندگی ہی میں شہادت پائی) اور مشائخ مغرب اس علم سے حصہ اور اس میں اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اپنے انتساب کا سلسلہ رکھتے ہیں، اور میں نے ملک شام میں ایک نظر دیکھی جس میں شاہان مصر کے احوال کی طرف رموز میں اشارہ کیا ہے میں نے سنا کہ وہ احکام انہی دونوں کتابوں سے نکالے ہیں۔ انتہی	عنه قد ذكر فيهما على طريقة علم الحروف الحوادث التي تحدث الى انقراض العالم وكانت الائمة المعروفون من اولاده يعرفونهما ويحكمون بهما وفي كتاب قبول العهد الذي كتبه على بن موسى رضي الله تعالى عنهما الى المامون انك قد عرفت من حقوقنا ما لم يعرفه اباؤك فقلبت منك عهدك الا ان الجعفر والجامعة يدلان على انه لا يتم ولمشاخ البغاربة نصيب من علم الحروف ينتسبون فيه الى اهل البيت ورأيت انا بالشام نظماً اشير فيه بالرموز الى احوال ملوك مصر وسمعت انه مستخرج من دينك الكتابين اه^۱۔

اس علم علوی شریف مبارک کی بحث اور اس کے حکم شرعی کی جلیل تحقیق بجز اللہ تعالیٰ فقیر کے رسالہ مجتلی العروس و مراد النفوس^{۳۲۸} میں ہے جو اس کے غیر میں نہ ملے گی۔

(۸۶) حضور پر نور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

عزت الہی کی قسم بے شک سب سعید و شقی میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں میری آنکھ لوح محفوظ	وعزة ربی ان السعداء والاشقياء ليعرضون على عيني في اللوح

^۱ شرح مواقف النوع الثاني المقصد الثاني منشورات شریف الرضی قم ایران ۲۲/۶

المحفوظ ^۱ ۔	میں ہے۔

(۸۷) اور فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

لو لجام الشريعة على لسانی لا خبرتکم بساتکون و مآخذخون فی بیوتکم انتم یدی کا لقواریر یری مافی بواطنکم وظواہرکم ^۲ ۔	اگر میری زبان پر شریعت کی روک نہ ہوتی تو میں تمہیں خبر دیتا جو کچھ تم کھاتے اور جو کچھ اپنے گھروں میں اندوختہ کر کے رکھتے ہو تم میرے سامنے شیشہ کی مانند ہو، میں تمہارا ظاہر و باطن سب دیکھ رہا ہوں۔

(۸۸) اور فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

قلبی مطلع علی اسرار الخلیفة ناظر الی وجہ القلوب قد صفاه الحق عن دنس رویة سواہ حتی صار لوحاً ینقل الیہ مافی اللوح المحفوظ وسلم علیہ ازمة امور اہل زمانہ وصرفہ فی عطائہم ومنعہم ^۳ ۔	میرا دل اسرارِ مخلوقات پر مطلع ہے سب دلوں کو دیکھ رہا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے روایت ماسوا کے میل سے صاف کر دیا کہ ایک لوح ہو گیا جس کی طرف وہ منتقل ہوتا ہے، جو لوح محفوظ میں لکھا ہے۔ (اللہ تعالیٰ نے) تمام اہل زمانہ کے کاموں کی باگیں اسے سپرد فرمائیں اور اجازت فرمائی کہ جسے چاہیں عطا کریں، جسے چاہیں منع فرمادیں۔

(۸۹ و ۹۰ و ۹۱) والحمد للہ رب العالمین یہ اور ان کے مثل اور کلمات قدسیہ اجلہ اکبرائے مثل امام اوحید سیدی نور الحق
والدین ابوالحسن علی شطنوفی صاحب کتاب بہجۃ الاسرار و امام اجل سیدی عبداللہ بن اسعد یا فنی شافعی صاحب خلاصۃ المفائر
وغیرہما نے حضور سے بہ اسانید صحیحہ روایت فرمائے، اور علی قاری وغیرہ علماء نے نزہۃ الخاطر وغیرہا کتب مناقب شریفہ میں
ذکر کیے۔

(۹۲) عارف کبیر احد الاقطاب الاربعہ سیدنا حضرت سید احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ترقیات کامل کے بارے میں فرماتے ہیں:

^۱ بہجۃ الاسرار ذکر کلمات اخبر بہا عن نفسه محدثاً بنعۃ ربہ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۵۰

^۲ بہجۃ الاسرار ذکر کلمات اخبر بہا عن نفسه محدثاً بنعۃ ربہ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۵۵

^۳ بہجۃ الاسرار ذکر کلمات اخبر بہا عن نفسه محدثاً بنعۃ ربہ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۵۰

اطلعه علی غیبہ حتی لا تنبت شجرة ولا تخضر ورقة الابنظره ^۱ ۔	اللہ تعالیٰ اسے اپنے غیب پر مطلع کرتا ہے یہاں تک کہ کوئی پیڑ نہیں اگتا اور کوئی پتہ نہیں ہر باتا مگر اس کی نظر کے سامنے۔

(۹۳) عارف باللہ حضرت سیدی رسلان دمشقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

العارف من جعل الله تعالى في قلبه لوحًا منقوشًا بأسرار الموجودات و بامداده بأنوار حق اليقين يدرك حقائق تلك السطور على اختلاف اطوارها و يدرك اسرار الافعال فلا تتحرك حركة ظاهرة ولا باطنة في الملك والملكوت الا ويكشف الله تعالى عن بصيرة ايمانه وعين عيانه فيشهدها علمًا وكشفًا ^۲ ۔	عارف وہ ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ایک لوح رکھی ہے کہ جملہ اسرار موجودات اس میں منقوش ہیں اور حق الیقین کے نوروں سے اسے مدد دی کہ وہ ان لکھی ہوئی چیزوں کی حقیقتیں خوب جانتا ہے تاکہ انکے طور کس قدر مخلف ہیں اور افعال کے راز جانتا ہے تو ظاہری یا باطنی کوئی جنش ملک یا ملکوت میں واقع نہیں ہوتی، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے ایمان کی نگاہ اور اس کے معاینہ کی آنکھ کھول دیتا ہے تو عارف اسے دیکھتا ہے اور اپنے علم و کشف سے جانتا ہے۔

(۹۴) (مذکورہ بالا) یہ دونوں کلام کریم سیدی امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی نے طبقات کبریٰ میں نقل کیے۔

(۹۵) سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے امام حضرت عزیزان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے:

زمین در نظرایں طائفہ چو سفرہ ایست ^۳ ۔	اس گروہ کی نظر میں زمین دسٹر خوان کی طرح ہے۔ (ت)

(۹۶) حضرت خواجہ بہاؤ الحق والدین نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کلام پاک نقل کر کے فرماتے:

ومای گویم چوں روئے ناخنہ ست یچ چیز از نظر ایشان غائب نیست ^۴ ۔	ہم کہتے ہیں کہ ناخن کی سطح کی طرح ہے، کوئی چیز ان کی نظر سے غائب نہیں۔

^۱ قول سیداحمد رفاعی

^۲ الطبقات الکبریٰ ترجمہ ۲۷۴ رسلان الدمشقی دار الفکر بیروت ص ۲۱۴

^۳ نفحات الانس ترجمہ خواجہ بہاء الحق والذین النقشبندی انتشارات کتاب فروشی ص ۳۸۷

^۴ نفحات الانس ترجمہ خواجہ بہاء الحق والذین النقشبندی انتشارات کتاب فروشی ص ۳۸۷-۸۸

گنگوہی صاحب! اب اپنے شیطانی شرک براہین کی خبر لیجئے۔

(۹۷) یہ دونوں ارشاد مبارک حضرت مولینا جامی قدس سرہ السامی نے نجات الانس میں ذکر کیے۔

(۹۸) امام اجل سیدی علی وفارضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لیس الرجل من یقیدہ العرش وما حواہ من الافلاک والجنت والنار، وانما الرجل من نقذ بصرہ الی خارج هذا الوجود کلہ وھناک یعرف قدر عظمتہ موجودہ سبخنہ وتعالیٰ ^۱ ۔	مرد وہ نہیں جسے عرش اور جو کچھ اس کے احاطہ میں ہے آسمان وجنت و نار یہی چیزیں محدود مقید کر لیں، مرد وہ ہے جس کی نگاہ اس تمام عالم کے پار گزر جائے وہاں اسے موجود عالم سبخنہ وتعالیٰ کی عظمت کی قدر کھلے گی۔

(۹۹) یہ پاکیزہ کلام کتاب البیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر میں نقل فرمایا۔

(۱۰۰) ابریز شریف میں ہے:

سمعتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ احیانا یقول ما السہوت السبع والارضون السبع فی نظر العبد المؤمن الا کلحقة ملقاة فی فلاحة من الارض ^۲ ۔	یعنی میں نے حضرت سید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بارہا سنا کہ فرماتے ساتویں آسمان اور ساتویں زمینیں مومن کامل کی وسعت نگاہ میں ایسے ہیں جیسے ایک میدانِ لق و دق میں ایک چھلاڑا ہوا۔

(۱۰۱) امام شعرانی کتاب الجواہر میں حضرت سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

الکامل قلبہ مراة للوجود العلوی و السفلی کلہ علی التفصیل ^۳ ۔	کامل کا دل تمام عالم علوی و سفلی کا بروجہ تفصیل آئینہ ہے۔

(۱۰۲) امام رازی تفسیر کبیر میں رد معتزلہ کے لیے حقیقت کرامات اولیاء پر دلائل قائم کرنے میں فرماتے ہیں:

الحجة السادسة لا شك ان المتولى للافعال هو الروح لا البدن ولهذا نرى ان كل من كان اكثر علما باحوال عالم الغيب	یعنی اہل سنت کی چھٹی دلیل یہ ہے کہ بلاشبہ افعال کی متولی تو روح ہے نہ کہ بدن، اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ جسے احوال عالم غیب کا علم زیادہ ہے اس کا

^۱ البیواقیت والجواہر البحث الرابع والثلاثون دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۳۷۰

^۲ الابریز الباب السادس مصطفی البابی مصر ص ۲۴۲

^۳ الجواہر والدرر علی هامش الابریز الباب السادس مصطفی البابی مصر ص ۲۴۳

كان اقوى قلباً ولهذا قال على كرم الله تعالى وجهه و الله ماقلعت باب خيبر بقوة جسدانية ولكن بقوة ربانية وكذلك العبد اذا واظب على الطاعات بلغ الى المقام الذي يقول الله تعالى كنت له سميعاً وبصيراً فاذا صار نور اجلال الله تعالى سميعاً له سميع القريب و البعيد واذا صار ذلك النور بصيراً له رأى القريب و البعيد واذا صار ذلك النور يدا له قدر على التصرف في الصعب والسهل والبعيد والقريب¹۔	دل زیادہ زبردست ہوتا ہے، لہذا مولیٰ علی نے فرمایا: خدا کی قسم میں نے خیبر کا دروازہ جسم کی قوت سے نہ اکھیرا بلکہ ربانی طاقت سے، اسی طرح بندہ جب ہمیشہ طاعت میں لگا رہتا ہے تو اس مقام تک پہنچتا ہے جس کی نسبت رب عزوجل فرماتا ہے کہ وہاں میں خود اس کے کان آنکھ ہو جاتا ہوں تو جب اجلال الہی کا نور اس کا کان ہو جاتا ہے بندہ نزدیک، دور سب سنتا ہے اور جب وہ نور اس کی آنکھ ہو جاتا ہے بندہ نزدیک و دور، سب دیکھتا ہے اور جب وہ نور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہے بندہ سہل و دشوار و نزدیک و دور میں تصرفات کرتا ہے۔

(۱۰۳) حضرت مولوی معنوی قدس سرہ العلوی دفتر ثالث مثنوی شریف میں موزہ و عقاب کی حدیث مستطاب میں فرماتے ہیں
حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

گرچہ ہر غیبی خدا مارا نمود
دل درال لحظہ بخود مشغول بود²
(اگرچہ ہر غیب خدا نے ہم کو دکھایا ہے لیکن دل اس وقت اپنی ذات میں مشغول تھا۔ ت)
(۱۰۴) مولانا بحر العلوم ملک العلماء قدس سرہ، شرح میں فرماتے ہیں:

محمد رضا گفتہ اے فکر تن نہ داشت و از جہت استغراق بعضی مغیبات بر انبیاء مستور شوند انتہی، معنی بیت ایں چنین ست کہ دل بخود مشغول بود کہ دل نفس دل را مشاہدہ می کرد و ذات با حدیث جمیع اسماء در دل ست پس بسبب	یعنی محمد رضا کہتا ہے دل کو بدن کی فکر نہ تھی اور استغراق کی وجہ سے بعض غیوب انبیاء سے چھپ جاتے ہیں انتہی، شعر کے معنی یہ ہیں کہ دل ذات دل کا مشاہدہ کر رہا تھا اور ذات احدیث تمام اسماء کے ساتھ دل میں ہے، پس اس

¹ مفاتیح الغیب (تفسیر کبیر) تحت آیت ۱۸/۹ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۱/۷۷

² مثنوی معنوی ربودن عقب موزہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نورانی کتب خانہ پشاور دفتر سوم ص ۸۱

استغراق دریں مشاہدات توجہ بسوئے اکوان نبود پس بعض اکوان مغفول عنہ ماند وایں وجہ وجہ است ^۱ ۔	مشاہدہ میں مشغول ہونے کی وجہ سے توجہ عالم کی طرف نہ تھی اس لیے بعض حالات پوشیدہ رہے یہ بہترین توجیہ ہے۔ (ت)

(۱۰۵ و ۱۰۶ و ۱۰۷ و ۱۰۸) امام قرطبی شارح صحیح مسلم، پھر امام عینی بدر محمود، پھر امام احمد قسطلانی شارح صحیح بخاری، پھر علامہ علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ حدیث و خمس لا یعلمہن الا اللہ کی شرح میں فرماتے ہیں۔

فمن ادعی علم شیعی منها غیر مسند الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان کاذباً دعواہ ^۲ ۔	یعنی جو کوئی قیامت وغیرہ غم سے کسی شے کے علم کا ادا کرے اور اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت نہ کرے کہ حضور کے بتائے سے مجھے یہ علم آیا، وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔

صاف معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان پانچوں غیبوں کو جانتے ہیں اور اس میں سے جو چاہیں اپنے جس غلام کو چاہیں بتا سکتے ہیں، اور جو حضور کی تعلیم سے ان کے علم کا دعویٰ کرے اس کی تکذیب نہ ہوگی۔ (۱۰۹) روض النضر شرح جامع صغیر امام کبیر جلال الملتہ والدین سیوطی سے اس حدیث کے متعلق ہے۔

اما قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا هو ففسر بانہ لا یعلمہا احد بذاتہ و من ذاتہ الا هو لکن قد تعلم باعلام اللہ تعالیٰ فان شہ من یعلمہا وقد وجدنا ذلک لغير واحد کما راينا جماعته	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا کہ ان پانچوں غیبوں کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس کے یہ معنی ہیں کہ بذات خود اپنی ذات سے انہیں اللہ ہی جانتا ہے مگر خدا کے بتائے سے کبھی ان کو بھی ان کا علم ملتا ہے بے شک یہاں ایسے موجود ہیں جو ان غیبوں کو جانتے ہیں اور ہم نے متعدد اشخاص

^۲ عمدۃ القاری شرح البخاری کتاب الایمان باب سوال جبریل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ادرۃ طباعة المنیریۃ بیروت ۱/ ۲۹۰، ارشاد الساری شرح البخاری کتاب الایمان باب سوال جبریل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار الکتب العربیۃ بیروت ۱/ ۱۴۱

ان کے جاننے والے پائے ایک جماعت کو ہم نے دیکھا کہ ان کو معلوم تھا کہ مریں گے اور انہوں نے عورت کے حمل کے زمانے میں بلکہ حمل سے بھی پہلے جان لیا کہ پیٹ میں کیا ہے۔	علمو امتی یہوتون و علموا ما فی الارحام حال حمل البراءة وقبلہ ^۱ ۔

(۱۱۰) شیخ محقق قدس سرہ، لمعات شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں:

مراد یہ ہے کہ قیامت وغیرہ غیب بے خدا کے بتائے معلوم نہیں ہوتے۔	البراد لا تعلم بدون تعلیم اللہ تعالیٰ منہ ^۲ ۔

(۱۱۱) علامہ ہججوری شرح بُردہ شریف میں فرماتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا سے تشریف نہ لے گئے مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان پانچ غیبوں کا علم دے دیا۔	لم یخرج صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الدنیا الا بعد ان اعلمہ اللہ تعالیٰ بهذه الامور ای الخمسة ^۳ ۔

(۱۱۲) علامہ شنوانی نے جمع النہایہ میں اسے بطور حدیث بیان کیا کہ:

بے شک وارد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دنیا سے نہ لے گیا جب تک کہ حضور کو تمام اشیاء کا علم عطا نہ فرمایا۔	قد ورد ان اللہ تعالیٰ لم یخرج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی اطلعه علی کل شیء ^۴ ۔

(۱۱۳) حافظ الحدیث سیدی احمد مالکی غوث الزمان سید شریف عبدالعزیز مسعود حسنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

یعنی قیامت کب آئے گی، مینہ کب اور کہاں اور کتنا برسے گا، مادہ کے پیٹ میں کیا ہے، کل کیا ہوگا، فلاں کہاں مرے گا، یہ پانچوں غیب جو آیہ کریمہ میں مذکور ہیں ان میں سے کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ	هو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یخفی علیہ شیء من الخمس المذكورة فی الایة لشریفة وکیف یخفی علیہ ذلك والاقطاب السبعة من امتہ

^۱ روض النضیر شرح الجامع الصغیر

^۲ لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح تحت حدیث ۳ مکتبۃ المعارف العلمیۃ لاہور ۱/ ۷۳

^۳ حاشیۃ الباجوری علی البردة تحت البیت فان من جودك الدنيا الخ مصطفی البابی مصر ص ۹۲

الشريفة يعلمونها وهم دون الغوث فكيف بسيد الاولين والآخرين الذي هو سبب كل شيء ومنه كل شيء¹۔	تعالیٰ علیہ وسلم پر مخفی نہیں، اور کیونکر یہ چیزیں حضور سے پوشیدہ ہیں، حالانکہ حضور کی امت سے ساتوں قطب ان کو جانتے ہیں اور ان کا مرتبہ غوث کے نیچے ہے، غوث کا کیا کہنا پھر ان کا کیا پوچھنا۔ جو سب اگلوں پچھلوں سارے جہان کے سردار اور ہر چیز کے سبب ہیں اور ہر شے انہیں سے ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۱۱۴) نیز ابریز عزیز میں فرمایا:

قلت للشيخ رضي الله تعالى عنه فان علماء الظاهر من المحدثين وغيرهم اختلفوا في النبي صلى الله تعالى عليه وسلم هل كان يعلم الخمس فقال رضي الله تعالى عنه كيف يخفى امر الخمس عليه صلى الله تعالى عليه وسلم والواحد من اهل التصرف من امته الشريفة لا يمكنه التصرف الا بمعرفة هذه الخمس²۔	یعنی میں نے حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ علماء ظاہر محدثین مسئلہ خمس میں باہم اختلاف رکھتے ہیں، علماء کا ایک گروہ کہتا ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کا علم تھا، دوسرا ان کا کرتا ہے، اس میں حق کیا ہے؟ فرمایا (جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پانچویں غیبوں کا علم مانتے ہیں وہ حق پر ہیں) حضور سے یہ غیب کیونکر چھپے رہیں گے حالانکہ حضور کی امت شریفہ میں جو اولیائے کرام اہل تصرف ہیں (کہ عالم میں تصرف فرماتے ہیں) وہ جب تک ان پانچوں غیبوں کا علم مانتے ہیں وہ حق پر ہیں) حضور سے یہ غیب کیونکر چھپے رہیں گے حالانکہ حضور کی امت شریفہ میں جو اولیائے کرام اہل تصرف ہیں (کہ عالم میں تصرف فرماتے ہیں) وہ جب تک ان پانچوں غیبوں کو جان نہ لیں تصرف نہیں کر سکتے۔

(۱۱۵) تفسیر کبیر میں زیر آیہ کریمہ "عَلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا ۖ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ"³ فرمایا:

ای وقت وقوع القبلة من غیب	یعنی قیامت کے واقع ہونے کا وقت اس غیب

1

² الابریز الباب الثاني مصطفى البابی مصر ص ۱۶۷ و ۱۶۸

³ القرآن الکریم ۷۲ / ۱۰۲

الذی لا یظهرہ اللہ لا حد فان قبل فاذا حملتم ذلك على القلیة فکیف قال الامن ارتضى من رسول مع انه لا یظهر هذا الغیب لا حد قلنا بل یظهره عند قرب القیلة^۱ (ملخصاً)	میں سے ہے جس کو اللہ تعالیٰ کسی پر ظاہر نہیں کرتا اگر کہا جائے کہ جب تم نے آیت کو علم قیامت پر محمول کیا تو کیسے اللہ نے فرمایا: الامن ارتضى من رسول باوجود یہ کہ یہ غیب اللہ کسی پر ظاہر نہیں کرے گا، ہم جواب دیں گے کہ قیامت کے قریب ظاہر کرے گا۔ (ت)

اس نفیس تفسیر نے صاف معنی آیت یہ ٹھہرائے کہ اللہ عالم الغیب ہے، وہ وقت قیامت کا علم کسی کو نہیں دیتا سوائے اپنے
پسندیدہ رسولوں کے۔

(۱۱۶) علامہ سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد میں فرقہ باطلہ معتزلہ خذلہم اللہ تعالیٰ کے کرامات اولیاء سے انکار اور ان کے
شبہات فاسدہ کے ذکر و ابطال میں فرماتے ہیں:

الخامس وهو في الاخبار عن المغيبات قوله تعالى عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضى من رسول خص الرسل من بین المرتضین بالاطلاع علی الغیب فلا یطلع غیر هم وان كانوا اولیاء مرتضین، الجواب ان الغیب ههنا لیس للعموم بل مطلق او معین هو وقت وقوع القیلة بقرینة السباق ولا یبعد ان یطلع	یعنی معتزلہ کی پانچویں دلیل خاص علم غیب کے بارے میں ہے وہ گمراہ کہتے ہیں کہ اولیاء کو غیب کا علم نہیں ہو سکتا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر مسلط نہیں کرتا۔ مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو، جب غیب پر اطلاع رسولوں کے ساتھ خاص ہے تو اولیاء کیونکر غیب جان سکتے ہیں۔ ائمہ اہلسنت عہ نے جواب دیا کہ یہاں غیب عام نہیں جس کے یہ معنی ہوں کہ کوئی غیب رسولوں کے سوا کسی کو نہیں بتاتا جس سے مطلقاً اولیاء کے علوم غیب کی نفی

عہ: فائدہ: اس نفیس عبارت کتاب العقائد اہلسنت سے ثابت ہوا کہ وہابیہ معتزلہ سے بھی بہت خبیث تر ہیں، معتزلہ کو صرف
اولیائے کرام کے علوم غیب میں کلام تھا انبیاء کے لیے مانتے تھے، یہ خبیث خود انبیاء سے منکر ہو گئے، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ائمہ اہلسنت
انبیاء و اولیاء سب کے لیے مانتے ہیں واللہ الحمد ۲۱۴۸۔

^۱ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیة ۷۲ / ۲۶ المطبعة البهیة المصریة مصر ۱۳۰ / ۱۹۸

عليه بعض الرسل من الملائكة او البشر فيصح الاستثناء¹۔	ہو سکے، بلکہ یہ تو مطلق ہے (یعنی کچھ غیب ایسے ہیں کہ غیر رسول کو نہیں معلوم ہوتے) یا خاص وقت وقوع قیامت مراد ہے (کہ خاص اس غیب کی اطلاع رسولوں کے سوا اوروں کو نہیں دیتے) اور اس پر قرینہ یہ ہے کہ اوپر کی آیت میں غیب قیامت ہی کا ذکر ہے۔ (تو آیت سے صرف اتنا نکلا کہ بعض غیبوں یا خاص وقت قیامت کی تعیین پر اولیاء کو اطلاع نہیں ہوتی نہ یہ کہ اولیاء کوئی غیب نہیں جانتے، اس پر اگر شبہ کیجئے کہ اللہ تو رسولوں کا استثناء فرما رہا ہے کہ وہ ان غیبوں پر مطلع ہوتے ہیں جن کو اور لوگ نہیں جانتے اب اگر اس سے تعیین وقت قیامت لیجئے تو رسولوں کا بھی استثناء نہ رہے گا کہ یہ تو ان کو بھی نہیں بتایا جاتا۔ اس کا جواب یہ فرمایا کہ ملائکہ یا بشر سے بعض رسولوں کو تعیین وقت قیامت کا علم ملنا کچھ بعید نہیں تو استثناء کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ضرور صحیح ہے۔

(۱۱۷) امام قسطلانی شرح بخاری تفسیر سورہ رعد میں فرماتے ہیں:

لا يعلم متى تقوم الساعة الا الله الا من ارتضى من رسول فانه يطلع من يشاء من غيبه والولى التابع له ياخذ عنه²۔	کوئی غیر خدا نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی سو اس کے پسندیدہ رسولوں کے کہ انہیں اپنے جس غیب پر چاہے اطلاع دیتا ہے۔ (یعنی وقت قیامت کا علم بھی ان پر بند نہیں)۔ رہے اولیاء وہ رسولوں کے تابع ہیں ان سے علم حاصل کرتے ہیں۔

یہاں اس خاص غیب کے علم میں بھی اولیاء کے لیے راہ رکھی، مگر یوں کہ اصلاً انبیاء کو ہے اور ان کو ان سے ملتا ہے، اور حق یہی ہے کہ آیہ کریمہ غیر رسل سے علم غیب میں اصالت کی نفی فرماتی ہے نہ کہ مطلق علم کی۔

(۱۱۸ و ۱۱۹) علامہ حسن علی مدابنی حاشیہ فتح المبین امام ابن حجر مکی اور فاضل ابن عطیہ فتوحات مہدیہ شرح ربیعین امام نووی میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم قیامت عطا ہونے کے باب میں فرماتے ہیں:

الحق كما قال جمع ان الله سبحانه	یعنی حق مذہب وہ ہے جو ایک جماعت علماء نے

¹ شرح المقاصد المبحث الثامن اولی هو العارف بالله تعالیٰ دار المعارف النعمانية لاہور ۲/۲۰۴ و ۲۰۵

² ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة الرعد دار الکتب العربی بیروت ۷/۱۸۶

وَتَعَالَى لَمْ يَقْبِضْ نَبِيْنًا صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى اَطْلَعَهُ عَلَى كُلِّ مَا ابْهَمَهُ عَنْهُ اِلَّا اَنَّهُ اَمْرٌ بِكُتْمِ بَعْضٍ وَالا اَعْلَامُ بِبَعْضٍ ¹ ۔	فرمایا کہ اللہ عزوجل ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دنیا سے نہ لے گیا یہاں تک کہ جو کچھ حضور سے مخفی رہا تھا اس سب کا علم حضور کو عطا فرمادیا، ہاں بعض علوم کی بنسبت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو حکم دیا کہ کسی کو نہ بتائے اور بعض کے بتانے کا حکم کیا۔

(۱۲۰) علامہ عثمانی کتاب مستطاب عجب العجائب شرح صلاة سیدی احمد بدوی کبیر صلی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں:

قِيلَ اِنَّهُ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْقَى عَلَيْهَا (اَيَ الْخَمْسِ) فِيْ اٰخِرِ الْاَمْرِ لَكِنَّهُ اَمْرٌ فِيْهَا بِالْكُتْمَانِ وَهَذَا الْقِيلُ هُوَ الصَّحِيْحُ ² ۔	یعنی کہا گیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخر میں ان پانچوں غیبوں کا بھی علم عطا ہو گیا مگر ان کے چھپانے کا حکم تھا، اور یہی قول صحیح ہے۔

تنبیہ جلیل

الحمد لله یہ بطورِ نمونہ ایک سو بیس^{۲۰} عباراتِ قاہرہ میں جن سے وہابیت کی پوچ ذلیل عمارت نہ صرف منہدم ہوئی بلکہ قارون اور اس کے گھر کی طرح بفضلہ تعالیٰ تحتِ انثری پہنچتی ہے، اور مجملہ تعالیٰ یہ کل سے جز ہیں، ایسے ہی صد ہا نصوص جلیلہ و عظیمہ دیکھنا ہوں تو فقیر کی کتاب مالمیعی الجیب بعلوم الغیب ۱۳۱۸ھ ورسالہ اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر ماکان وما یکون^{۳۱۸} ملاحظہ ہوں کہ نصوص کے دریا میں چھلکتے، اور حُبِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چاند چمکتے اور تعظیم حضور کے سورج دکتے، اور نورِ آیمان کے تارے جھلکتے، اور حق کے باغِ مہکتے اور ہدایت کے پھول چمکتے اور نجدیت کے کوے سسکتے اور وہابیت کے بوم لگتے، اور بد بوچ گستاخ پھڑکتے۔ والحمد لله رب العلمین۔

وہابیہ خذلہم اللہ تعالیٰ ان نصوصِ قاہرہ کے مقابل ادھر ادھر سے کچھ عبارات دربارہ تخصیص

عہ: صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

غیوب نقل کر لاتے اور بغلیں بجاتے ہیں حالانکہ یہ محض جہالت، کج فہمی بلکہ صریح مکاری اور ہٹ دھرمی ہے انصافاً وہ ہمارے ہی بیان کا دوسرا پہلو دکھاتے ہیں۔

فقیر گزارش کر چکا کہ مسئلہ عموم و خصوص اُن اجماعات بعد کہ امر چہارم میں معروض ہوئے علمائے اہلسنت کا خلائیہ (اختلافی) ہے۔ عامہ اولیاء کرام و بکثرت علمائے عظام جانب تعیم ہیں اور یہی ظاہر نصوص قرآن عظیم و مفادات احادیث حضور پر نور علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ہے۔

اور بہت اہل رسوم جانب خصوص گئے، ان میں بھی شاید نرے متشفقوں کا یہ خیال ہو ورنہ ان کے لیے اس پر ایک باعث ہے جس کا بیان مع چند نظائر نفسیہ فقیر کے رسالے انباء الحی ان کلامہ المصون تبیان لکل شیئی (۱۳۲۰ھ) میں مشرح ہے تو ایسی عبارات سے ہمیں کیا ضرر، ہم نے کیا دعوٰی اجماع کیا تھا کہ خلاف دکھاؤ۔

وہاں تم اپنی جہالت سے مدعی اجماع تھے یہاں تک کہ مخالف کی تکفیر کر بیٹھے۔ تو ہر طرح تم پر قہر کی مار ہے ایجاب جزئی سے موجب کلیہ کا ثبوت چاہنا مجنون کا شعار ہے۔

تم دس عبارتیں خصوص میں لاؤ ہم سو نصوص عموم میں دکھائیں گے پھر ظواہر قرآن و حدیث و عامہ اولیاء قدیم و حدیث ہمارے ساتھ ہیں، اور اسی میں ہمارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت کی ترقی اور خود اسی بارے میں ان کا رب فرما چکا کہ "وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۖ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا" ^۱ سکھا دیا تمہیں جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل تم پر بڑا ہے۔ جسے اللہ بڑا کہے اسے گھٹائے کیونکر بنے، معذرا اگر بفرض باطل خدا کا فضل عظیم چھوٹا اور مختصر ہی ہو۔ مگر ہم نے ظواہر قرآن و حدیث و تصریحات صد ہائے ظاہر و باطن کے اتباع سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیادہ رقت شان چاہ کر اسے بڑا مانا تو بحمد اللہ تعالیٰ اللہ کے فضل اور اس کے حبیب کی تعظیم ہی کی۔

اور اگر واقع میں وہ فضل الہی و بیاہی بڑا ہے اور تم نے برخلاف ظواہر نصوص قرآن و حدیث اسے ہلکا اور چھوٹا جانا تو تمہارا معاملہ معکوس ہوا۔ "فَأَيُّ الْقَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ" ^۲۔ خیال کر لو کہ کون سا فریق زیادہ مستحق امن ہے۔

غرض یہاں چند پریشان عبارات خصوص کا سننا محض جہل ہے یا سخت مکر، کلام تو اس میں ہے

^۱ القرآن الکریم ۴ / ۱۱۳

^۲ القرآن الکریم ۶ / ۸۱

کہ تم اقوال عموم بمعنی مرقوم بلکہ اس سے بھی لاکھوں درجے ہلکے پر حکم شرک و کفر جڑ ہے ہو۔ گنگوہی جی کی قاطعہ براہین دیکھو۔ صرف اتنی بات کہ جہاں مجلس میلاد مبارک ہو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اطلاع ہو جائے، علم محیط زمین ٹھہر ادا یا۔ پھر اسے خدا کا خاصہ اور ساتھ ہی اپنے معبود و ابلیس کی صفت بتا کر صاف حکم شرک پھٹا دیا اور شرک بھی کیسا جس میں کوئی حصہ ایمان کا نہیں پھر عرش تا فرش کا علم تو زمین کے علم محیط سے کروڑ ہا کروڑ درجے بڑا ہے پھر ماکان و مایکون کا تو کیا ہی کہنا ہے۔

اسی طرح اور تعصبات کہ کلاماً نہ دین و علمائے معتمدین میں گزریں۔ اس کا ماننے والا اگر معاذ اللہ ایک حصہ کافر تھا تو ان کا ماننے والا تو پدموں سنگھوں کافروں کے برابر ایک کافر ہوگا۔

یو نہی تمہارا امام علیہ ماعلیہ تقویۃ الایمان میں بطنے الہی بھی غیب کی بات کا علم ماننے کو شرک کہہ چکا پھر گنگوہی جی کا شرک تو میلاد مبارک کی اطلاع پر اچھلا تھا۔ ان امام جی نے ایک پیڑ کے پتے ہی جاننے پر شرک اگل دیا۔

تمام علماء، اولیاء، صحابہ، انبیاء و ہابیوں کی تکفیر کا نشانہ

اب دیکھئے کہ گنگوہی و اسلمیل و وہابیہ نے معاذ اللہ کن کن آئمہ، علماء و محدثین و فقہاء و مفسرین و متکلمین و اولیاء و صحابہ و انبیاء علیہم الصلوٰۃ و التنا کو کافر بنا دیا۔

انہیں کو گنگوہی جن کے اقوال و ارشادات اس مختصر میں گزرے۔

(۱) شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی	(۲) مولانا ملک العلماء بحر العلوم
(۳) علامہ سامی صاحب رد المحتار	(۴) آئمہ اہلسنت و مصنفان عقائد
(۵) شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی	(۶) علامہ شہاب الدین خفاجی
(۷) امام فخر الدین رازی	(۸) علامہ سید شریف جرجانی
(۹) علامہ سعد الدین تفتازانی	(۱۰) علی قاری مکی
(۱۱) امام ابن حجر مکی	(۱۲) علامہ محمد زرقانی
(۱۳) علامہ عبد الرؤف مناوی	(۱۴) علامہ احمد قسطلانی
(۱۵) امام قرطبی	(۱۶) امام بدر الدین عینی
(۱۷) امام بغوی (صاحب تفسیر معالم)	(۱۸) شیخ علاؤ الدین علی بغدادی (صاحب تفسیر خازن)
(۱۹) علامہ بیضاوی	(۲۰) علامہ نظام الدین نیشاپوری (صاحب تفسیر غرائب القرآن)

- (۲۱) علامہ جمل (شارح جلالین)
- (۲۲) امام ابو بکر رازی (صاحب تفسیر نمودج جلیل)
- (۲۳) امام قاضی عیاض
- (۲۴) امام زین الدین عراقی (استاد امام ابن حجر عسقلانی)
- (۲۵) حافظ الحدیث احمد سلجہائی
- (۲۶) ابن قتیبہ
- (۲۷) ابن خلکان
- (۲۸) امام کمال الدین دیمیری
- (۲۹) علامہ ابراہیم بیجوری
- (۳۰) علامہ شنوانی
- (۳۱) علامہ مدالبغی
- (۳۲) علامہ ابن عطیہ
- (۳۳) علامہ عشماوی
- (۳۴) امام ناصر الدین سمرقندی (صاحب ملقط)
- (۳۵) علامہ بدر الدین محمود بن اسرائیل (صاحب جامع الفصولین)
- (۳۶) شیخ عالم بن صاحب تاتارخانیہ
- (۳۷) امام فقیہ صاحب فتاویٰ حج
- (۳۸) امام عبد الوہاب شعرانی
- (۳۹) امام یافعی
- (۴۰) امام اوحد ابو الحسن شطونی
- (۴۱) امام ابن حجر مکی
- (۴۲) امام محمد صاحب مدحیہ بردہ شریف
- (۴۳) حضرت مولانا جانی
- (۴۴) حضرت مولوی معنوی
- (۴۵) حضرت سید عبد العزیز دباغ
- (۴۶) حضرت سیدی علی خواص
- (۴۷) حضرت خواجہ بہاؤ الحق والدین
- (۴۸) حضرت خواجہ عزیزان راشینی
- (۴۹) حضرت شیخ اکبر
- (۵۰) حضرت سیدی علی وفا
- (۵۱) حضرت سیدی رسلان دمشقی
- (۵۲) حضرت سیدی ابو عبد اللہ شیرازی
- (۵۳) حضرت سیدی ابو سلیمان درانی
- (۵۴) حضرت قطب کبیر سید احمد رفاعی
- (۵۵) حضور قطب الاقطاب سیدنا غوث اعظم (۵۶) حضرت امام علی رضا
- (۵۷) حضرت امام جعفر صادق
- (۵۸) حضرت عالیہ دیگر آئمہ اطہار
- (۵۹) امام مجاہد
- (۶۰) حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس
- (۶۱) حضور سیدنا امیر المومنین علی مرتضیٰ
- (۶۲) عامہ صحابہ کرام
- (۶۳) حضرت خضر بلکہ
- (۶۴) حضرت موسیٰ بلکہ
- (۶۵) (خاک بہ دہن و دشمنان) خود حضور سید الانبیاء (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بلکہ
- (۶۶) (لعنة اللہ علی الظالمین) خود اللہ رب العالمین

نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر بلندی و عظمت والے خدا کی طرف سے، عنقریب ظالم جانیں گے کس لوٹنے کی جگہ لوٹتے ہیں۔ (ت)	ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم "وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مَقْلَبٍ يَنْقَلِبُونَ" ۱۔

یہ گنتی میں تو چھیاٹھ ہیں اور ان میں آئمہ اہلسنت، مصنفانِ عقائد جن کا حوالہ علامہ شامی نے دیا، اور آئمہ اطہار جن کا حوالہ علامہ سید شریف نے اور تمام صحابہ کرام جن کا حوالہ امام قسطلانی و علامہ زرقانی نے دیا سب خود جماعتیں ہیں۔

اور ہے یہ کہ جب اللہ و رسول تک نوبت ہے تو اگلے پچھلے جن و انس و مالک تمام مومنین سب ہی وہابیہ کی تکفیر میں آگئے۔ ان بے دینوں کا تماشا دیکھو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بدگوئیوں کی تکفیر ہوئی اس پر کیا کیا روئے ہیں کہ ہائے سارے جہان کو کافر کہہ دیا۔ (گویا جہان انہیں ڈھائی نفروں سے عبارت ہے) ہائے اسلام کا دائرہ تنگ کر دیا (گویا اسلام ان بے دینوں کے قافیہ کا نام ہے ان کا قافیہ تنگ ہوا تو اسلام ہی کا دائرہ تنگ ہو گیا۔

اور خود یہ حالت کہ اشقیاء نہ علماء کو چھوڑیں، نہ اولیاء کو نہ صحابہ کو نہ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو نہ جناب کبریا (عز و جلالہ) کو سب پر حکم کفر لگائیں اور خود بٹے کٹے مسلمانوں کے بچے بنے رہیں "اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ" ۲ (خبردار! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ ت) ہاں ہاں وہابیو! گنگو ہیو! دیوبندیو! تھانویو دہلویو! امر تسریو! بات کے پکے اور قول کے سچے ہو تو آنکھیں بند کر کے منہ کھول کر صاف کہہ ڈالو کہ ہاں ہاں شاہ ولی اللہ سے لے کر فقہاء محدثین مفسرین، متکلمین اکابر علماء، اکابر علماء، سے لے کر اولیاء اولیاء سے لے کر آئمہ اطہار، آئمہ اطہار سے لے کر انبیاء عظام، انبیاء عظام سے لے کر سید الانبیاء، سید الانبیاء (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سے لے کر واحد قہار تک تمہارے دھرم میں سب کافر ہیں، اس کی بحث ہے اس میں کلام ہے۔ دو چار، دس بیس عبارات تخصیص دکھانے، کروٹیں بدلنے، کہنے، مکر نے، اڑے اڑے پھرنے سے کام نہیں چلتا۔

^۱ القرآن الکریم ۲۶/۲۷

^۲ القرآن الکریم ۱۸/۱۱

یہ کہنا آسان تھا کہ احمد رضا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا قائل ہو گیا اور یہ عقیدہ کفر کا ہے، مگر نہ دیکھا کہ احمد رضا کی جان کن کن پاک دامنوں سے وابستہ ہے، احمد رضا کا سلسلہ اعتقاد علماء، اولیاء آئمہ صحابہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ رب العالمین تک مسلسل ملا ہوا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین ع

گرچہ خوردیم نسبتے سست بزرگ

(اگرچہ ہم چھوٹے ہیں مگر نسبت بلند ہے۔ ت)

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ، پر اللہ عزوجل کی بے شمار رحمتیں، کیا خوب فرمایا ہے:

رومی سخن کفر گفتست و گلوید، منکر مشویدش

کافر شود آنکس کہ بانکار برآمد مردود جہاں شد

(رومی نے کفر کی بات نہیں کہی ہے اور نہ کہے گا۔ اس کے منکر مت ہو۔ کافر وہ شخص ہوتا ہے جس نے انکار ظاہر کیا مردود جہاں

ہو گیا۔ ت)

اب اپنا ہی حال سوچو کہ تمہاری آگ کالو کا کہاں تک پہنچا جس نے علماء، اولیاء و آئمہ و صحابہ و انبیاء و مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) و حضرت کبریا (جل و علا) سب پر معاذ اللہ وہی معلون حکم لگا دیا اور کافر شود مردود جہاں شد کا تمنعہ لیا۔

پھر کیا تمہاری یہ آگ اللہ و رسول (جل و علا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو ضرر پہنچائے گی؟ حاشا للہ بلکہ تمہیں کو جلانے گی، اور بے توبہ مرے تو ان شاء اللہ القہار ابد الابد تک "ذق انک انت الاشرف الرشید" (اس کا مزہ چکھ بے شک تو اشرف رشید ہے۔ ت) کا مزہ چکھائے گی۔

پھر بھی ہم کہیں گے انصاف ہی کی۔ تمام آئمہ و اولیاء و محبوبانِ خدا کو تم کافر کہو تو جائے شکایت نہیں، انہوں نے قصور ہی ایسا کیا ہے، ابلیس کی وسعتِ علم ماننی تمہارے کلیجے کا سکھ آنکھوں کی ٹھنڈک ہوئی، براہینِ قاطعہ میں جس کا گیت گایا ہے، انہوں نے یہ تو کہا نہیں، لے کر چلے وسعتِ علم تمہارے دشمن محمد رسول اللہ اور ان کے غلاموں کی، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہ وسلم پھر ان پر کیوں نہ یہ حکم جڑو کہ کون سا ایمان کا حصہ ہے۔

یہاں تک تو تم پر آسانی تھی مگر ذرا خدا کی تکفیر ٹیڑھی کھیر ہو گی، کاذب تو کہہ دیا کافر کہتے کچھ تو آنکھ جھپکے گی، اور سب سے بڑھ کر پتھر کے تلے دامن جناب شاہ ولی اللہ صاحب کا معاملہ ہے جسے وہابیہ کے لیے سانپ کے منہ کی چھچھوند رکھیے تو بجا ہے، نہ اگلی بیتی ہے نہ لگتے، وہ کہہ کر چل بے کہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے غلاموں عارفوں پر ہر چیز روشن ہوتی ہے، وہ ہر علم ہر حال کی حقیقت کو پہنچے ہوتے ہیں، وفات تک جو کچھ آنے والا ہے ہر حال کی اس وقت خبر رکھتے ہیں کہاں تو وہ مجالس میلاد پر اطلاع ماننے سے گنگو ہی بہادر کا کھنڈ شرک بلکہ اوندھی سمجھ میں ایک ہی نکاح کی خبر ماننے سے وہ فتاویٰ حنفیہ کی تکفیریں اور کہاں یہ ولی الہی بڑے بول جو کھال لگی رکھیں نہ ڈھول۔ اب انہیں کافر نہیں کہے تو غریب سنیوں کی تکفیر کیسے بن پڑے اور وہابیت کی مٹی پلید ہو وہ الگ، اور اگر دل کڑا کر کے ان پر بھی کفر کی جڑ دی تو وہابیت پجاری کا کٹھن ناٹھ ہو گیا۔ ان کے کافر ہوتے ہی اسماعیل جی کہ انہیں کے گیت گائیں، انہیں کو امام و مقتد و پیروز و پیشوا و حکیم امت و صاحب وحی و عصمت مانیں، کافر در کافر، کافروں کے بچے، کافروں کے چیلے ہوئے اور تم سب کہ اسماعیل جی کے شاہ صاحب کے معتقد و مداح بنتے تھے۔ تو ساتھ لگے گیہوں کے گھن تم سب کے سب کافران کسن اللہ اللہ کفر کو بھی تم سے کیا محبت ہے کہ کسی پہلو چلو، کوئی روپ بدلو وہ ہر پھر کر تمہارے ہی گلے کا ہار ہوتا ہے۔

گر براند زود و برود باز آید مگر کفر بود خال رخ وہابی

(اگر بھگائے تو نہیں جاتی اور اگر جائے تو لوٹ آتی ہی کفر کی مکھی وہابی کے چہرے کا تیل ہے۔ ت)

مار ایسی ہوتی ہے اور بے شک آخرت کی مار سب سے بڑی ہے، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے اور درود نازل فرمائے اللہ تعالیٰ ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے تمام اصحاب پر، اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو پروردگار ہے سب جہانوں کا۔ (ت)

"كَذَلِكَ الْعَذَابُ ۚ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ" ۱ "وَصلى الله تعالى عليه سيدنا ومولينا محمد وآله وصحبه اجمعين، والحمد لله رب العلمين۔"

از: بریلی ۱۴ ربیع الاول شریف روز شنبہ ۱۳۲۸ھ

فقیر احمد رضا خان قادری عفی عنہ

رسالہ خالص الاعتقاد ختم ہوا۔



رسالہ

انباء المصطفیٰ بحال سرّ و اخفی
 (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر دینا پوشیدہ کی اور پوشیدہ ترین کی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

مسئلہ ۱۳۸: از دہلی چاندنی چوک موتی بازار، مرسلہ بعض علماء اہلسنت ۲۱ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۸ھ

حضرت علمائے کرام اہلسنت کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ زید عہدِ دعویٰ کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حق تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا ہے، دنیا میں جو کچھ ہوا اور ہوگا حتیٰ کہ بدء الخلق سے لے کر دوزخ و جنت میں داخل ہونے تک کا تمام حال اور اپنی امت کا خیر و شر تفصیل سے جانتے ہیں۔ اور جمیع اولین و آخرین کو اس طرح ملاحظہ فرماتے ہیں جس طرح اپنے کف دست مبارک کو، اور اس دعوے کے ثبوت میں آیات و احادیث و اقوال علماء پیش کرتا ہے۔ بکر اس عقیدے کو کفر و شرک کہتا ہے اور بکمال درشتی دعویٰ کرتا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ نہیں جانتے، حتیٰ کہ آپ کو اپنے خاتمے کا حال بھی معلوم نہ تھا، اور اپنے اس دعوے کے

عہ: زید سے مراد جناب مولانا ہدایت رسول صاحب لکھنوی مرحوم ہیں۔

اثبات میں کتاب تقویۃ الایمان کی عبارتیں پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت یہ عقیدہ کہ آپ کو علم ذاتی تھا خواہ یہ کہ خدا نے عطا فرمادیا تھا۔ دونوں طرح شرک ہے۔

اب علمائے ربانی کی جناب میں التماس ہے کہ ان دونوں سے کون برسر حق موافق عقیدہ سلف صالح ہے اور کون بد مذہب جہنمی ہے، نیز عمرو کا دعویٰ ہے کہ شیطان کا علم معاذ اللہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔ اس کا لگنو ہی مرشد اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۷۴ پر یوں لکھتا ہے کہ شیطان کو وسعت علم نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نصف قطعی ہے^۱۔

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

اللهم لك الحمد سرمدًا صل وسلم وبارك على من علمته الغيب و نزهته من كل عيب وعلى آله وصحبه ابداً رب اني اعوذ بك من همزات الشياطين واعوذ بك رب ان يحضرون۔	اے اللہ تمام تعریفیں ہمیشہ ہمیشہ تیرے لیے ہیں، درود و سلام اور برکت نازل فرما اس پر جس کو تو نے غیب کا علم عطا فرمایا ہے اور اس کو ہر عیب سے پاک بنایا ہے اور اس کی آل و اصحاب پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔ اے میرے پروردگار! تیری پناہ شیطین کے وسوسوں سے، اور اے میرے پروردگار! تیری پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں۔ (ت)

زید کا قول حق و صحیح اور بکر کا زعم مردود و قبیح ہے۔ بے شک حضرت عزت عزت عظمت نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمامی اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا۔ شرق تا غرب، عرش تا فرش سب انہیں دکھایا۔ ملکوت السموت والارض کا شاہد بنایا، روز اول سے روز آخر تک سب ماکان و مایکون انہیں بتایا، اشیائے مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ علم عظیم حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا۔ نہ صرف اجمالاً بلکہ صغیر و کبیر، ہر رطب و یابس، جو پتہ گرتا ہے، زمین کی اندھیریوں میں جو دانہ کبھی پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا، اللہ الحمد کثیراً۔ بلکہ یہ جو کچھ بیان ہوا ہر گز ہر گز محمد رسول اللہ کا پورا علم نہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین و کرم، بلکہ علم حضور سے ایک چھوٹا حصہ ہے، ہنوز احاطہ علم محمدی میں وہ ہزار دو ہزار بے حد و کنار سمندر

^۱ البراہین القاطعہ بحث علم غیب مطبع لے بلاسا واقع ڈھور ص ۵۱

اہر ہے ہیں جن کی حقیقت کو وہ خود جانیں یا ان کا عطا کرنے والا ان کا مالک و مولیٰ جل و علا الحمد للہ العلی الاعلیٰ۔
کُتب حدیث و تصانیف علمائے قدیم و حدیث میں اس کے دلائل کا بسط شافی اور بیان وافی ہے اور اگر کچھ نہ ہو تو بھلا اللہ قرآن
عظیم خود شاہد عدل و حکم فصل ہے۔

آیاتِ قرآنی: قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت):

اتاری ہم نے تم پر کتاب جو ہر چیز کا روشن بیان ہے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت و رحمت و بشارت۔	"وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَ بُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ﴿۱﴾"۔

قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت):

قرآن وہ بات نہیں جو بنائی جائے بلکہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور ہر شے کا صاف جدا جدا بیان ہے۔	"مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصَدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ"۔ ^۲

وقال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت):

ہم نے کتاب میں کوئی شے اٹھا نہیں رکھی۔	"مَا قَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ"۔ ^۳

اقول: وبالله التوفیق (میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ۔ ت) جب فرقان مجید میں ہر شے کا بیان ہے اور بیان بھی
کیا، روشن اور روشن بھی کس درجہ کا، مفصل، اور اہلسنت کے مذہب میں شے ہر موجود کو کہتے ہیں، تو عرش تا فرش تمام کائنات
جملہ موجودات اس بیان کے احاطے میں داخل ہوئے اور منجملہ موجودات کتابت لوح محفوظ بھی ہے تا بالضرورت یہ بیانات
محیط، اس کے مکتوب بھی بالتفصیل شامل ہوئے۔ اب یہ بھی قرآن عظیم سے ہی پوچھ دیکھئے کہ لوح محفوظ میں کیا لکھا ہے۔ قال
اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت):

ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔	"وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَقَرٌّ"۔ ^۴

^۱ القرآن الکریم ۸۹/۱۶

^۲ القرآن الکریم ۱۱۱/۱۲

^۳ القرآن الکریم ۳۸/۶

^۴ القرآن الکریم ۵۳/۵۴

وقال الله تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت):

1 "وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ ۝"۔

ہر شے ہم نے ایک روشن پیشوا میں جمع فرمادی ہے۔

وقال الله تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت):

"وَلَا حَبَّةٌ فِي ظُلُمَةٍ إِلَّا مَرَّضٌ وَلَا سَاطِطٌ إِلَّا يَابِسٌ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۝" 2۔

کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تراور نہ کوئی خشک مگر یہ کہ سب ایک روشن کتاب میں لکھا ہے۔

اور اصول میں مبرہن ہو چکا کہ نکرہ چیز نفی میں مفید عموم ہے اور لفظ کُلُّ تو ایسا عام ہے کہ کبھی خاص ہو کر مستعمل ہی نہیں ہوتا اور عام افادہ استغراق میں قطعی ہے، اور نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گی۔ بے دلیل شرعی تخصیص و تاویل کی اجازت نہیں۔ ورنہ شریعت سے امان اٹھ جائے، نہ احادیث احاد اگرچہ کیسے ہی اعلیٰ درجے کی ہوں، عموم قرآن کی تخصیص کر سکیں بلکہ اس کے حضور مضلل ہو جائیں گی بلکہ تخصیص مترخی نسخ ہے اور اخبار کا نسخ ناممکن اور تخصیص عقلی عام کو قطعیت سے نازل نہیں کرتی نہ اس کے اعتماد پر کسی ظنی سے تخصیص ہو سکے تو بجز اللہ تعالیٰ کیسے نص صحیح قطعی سے روشن ہوا کہ ہمارے حضور صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ عزوجل نے تمام موجودات جملہ ماکان و مایکون الی یوم القیمۃ جمع مندرجات لوح محفوظ کا علم دیا اور شرق و غرب و سماء و ارض و عرش فرش میں کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ واللہ الحجة الساطعة اور جب کہ یہ علم قرآن عظیم کے "تَبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ" 3۔ (ہر چیز کا روشن بیان۔ ت) ہونے نے دیا،

اور بظاہر کہ یہ وصف تمام کلام مجید کا ہے، نہ ہر آیت یا سورت کا، تو نزول جمع قرآن شریف سے پہلے اگر بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ارشاد ہو "لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ" 4۔ (ان کا قصہ ہم نے آپ پر بیان نہیں کیا۔ ت) یا منافقین کے باب میں فرمایا جائے: "لَا تَعْلَمُهُمْ" 5۔ (آپ ان کو نہیں جانتے۔ ت) ہر گز ان آیات کے منافی اور علم مصطفویٰ کا نافی نہیں۔ الحمد للہ جس قدر قصص و روایات و اخبار و حکایات علم عظیم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

1 القرآن الکریم ۳۶/۱۲

2 القرآن الکریم ۶۹/۵۹

3 القرآن الکریم ۱۶/۸۹

4 القرآن الکریم ۴۰/۷۸

5 القرآن الکریم ۹/۱۰۱

کے گھٹانے کو آیاتِ قطعیہ قرآنیہ میں پیش کی جاتی ہیں ان سب کا جواب انہیں دو فقروں میں ہو گیا ہے دو حال سے خالی نہیں، یا تو ان قصص سے تاریخ معلوم ہوگی یا نہیں، اگر نہیں تو ان سے استدلال درست نہیں کہ جب تاریخ مجہول تو ان کا تمامی نزول قرآن سے پہلے ہو نا صاف معقول اور اگر ہاں تو دو حال سے خالی نہیں یا وہ تاریخ تمامی نزول سے پہلے کی ہوگی یا بعد کی، پہلی صورت میں استدلال کرنا درست نہیں، بر تقدیر ثانی اگر مدعائے مخالف میں نص صریح نہ ہو تو استدناد محض خبط القتاوہ، مخالفین جو پیش کرتے ہیں سب انہیں اقسام کی ہیں۔ ان آیات کے خلاف پر اصلاً ایک دلیل صحیح صریح قطعی الافادہ نہیں دکھا سکتے، اور اگر بفرض غلط تسلیم ہی کر لیں تو ایک یہی جواب جامع و نافع و نافی و قاطع سب کے لیے شافی و کافی، کہ عموم آیاتِ قطعیہ قرآنیہ کی مخالفت میں اخبار احاد سے استدناد محض غلط ہے۔ اس مطلب پر تصریحاتِ آئمہ اصول سے احتجاج کروں اس سے یہی بہتر ہے کہ خود مخالفین کے بزرگوں کی شہادت پیش کروں۔ ع

مدعی لاکھ پرہ بھاری ہے گواہی تیری

نصوص قطعیہ قرآن عظیم کے خلاف پر احادیث احاد کا سُنا جانا بالائے طاق، یہ بزرگوار صاف تصریح کرتے ہیں کہ یہاں خبر واحد سے استدلال ہی جائز نہیں، نہ اصلاً اس پر التفات ہو سکے، اسی براہین قاطعہ ما امر اللہ بہ ان یوصل میں اسی مسئلہ علم غیب کی تقریروں لکھتے ہیں: عقائد مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جائیں، بلکہ قطعی ہیں، قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر واحد یہاں بھی مفید نہیں، لہذا اس کا اثبات اس وقت قابل التفات ہو کہ قطعیات سے اس کو ثابت کرے¹۔

نیز صفحہ ۸۱ پر لکھا: اعتقادات میں قطعیات کا اعتبار ہوتا ہے، نہ ظنیات صحاح کا²۔

صفحہ ۸۷ پر ہے: احاد صحاح بھی معتبر نہیں، چنانچہ فن اصول میں مبرہن ہے³۔

الحمد للہ تمام مخالفین کو دعوتِ عام ہے فاجمعوا لشركاءکم (اپنے شرکاء کو جمع کرلو۔ت)

¹ البراہین القاطعہ بحث علم غیب مطبع لے بلاسا واقع دھور ص ۵۱

² البراہین القاطعہ شب جمعہ میں ارواح کے اپنے گھر آنے کے اثبات میں روایات سب مخدوش ہیں ص ۸۹

³ البراہین القاطعہ مسئلہ فاتحہ اعتقادیہ ہے اس میں ضعاف کیا احاد صحاح بھی قابل اعتماد نہیں ص ۹۶

چھوٹے بڑے سب اکٹھے ہو کر ایک آیت قطعی الدلالت یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادہ چھانٹ لائیں جس سے صاف صریح طور پر ثابت ہو کہ تمام نزول قرآن عظیم کے بعد بھی اشیائے مذکورہ ماکان و مایکون سے فلاں امر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر مخفی رہا جس کا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا۔

اگر ایسی نص نہ لاسکو اور ہم کہے دیتے ہیں کہ ہر گز نہ کر سکو گے، تو خوب جان لو کہ اللہ راہ نہیں دیتا دغا بازوں کے مکر کو۔	"فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا" ^۱ فَاعْلَمُوا "أَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْغَافِلِينَ" ^۲

والحمد لله رب العالمین (اور سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔ ت) یہی مولوی رشید احمد صاحب پھر لکھتے ہیں: خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں واللہ لا ادری ما یفعل بی ولا بکم (الحدیث)
(اور بخدا میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔ ت)
اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ^۳۔
قطع نظر اس سے کہ اس آیت و حدیث کے کیا معنی ہیں اور قطع نظر اس سے کہ یہ کس وقت کے ارشاد ہیں اور قطع نظر اس سے کہ خود قرآن عظیم و احادیث صحیحہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں اس کا ناخن موجود کہ جب آیہ کریمہ:

(تاکہ اللہ بخش دے تمہارے واسطے سے سب اگلے پچھلے گناہ)	"لِيَعْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ" ^۴

نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کی:

یا رسول اللہ! آپ کو مبارک ہو، خدا کی قسم! اللہ عزوجل نے یہ تو صاف بیان فرمادیا کہ حضور کے	هَنِيئًا لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ بَيَّنَّ اللَّهُ لَكَ مَا ذَا يُفْعَلُ بِكَ

^۱ القرآن الکریم ۲/۲۳

^۲ القرآن الکریم ۱۲/۵۲

^۳ البراہین القاطعہ بحث علم غیب مطبع لے بلا سا واقع دھور ص ۵۱

^۴ القرآن الکریم ۲۸/۲

فَمَاذَا يُفْعَلُ بِنَا ^۱ ۔	ساتھ کیا کرے گا، اب رہا یہ کہ ہمارے ساتھ کیا کرے گا۔

اس پر یہ آیت اُتری:

"لَيَبْدُخَلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَكَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ ۖ وَكَانَ ذَلِكَ عِنْدَ اللَّهِ فَوْزًا عَظِيمًا" ۲۔	تاکہ داخل کرے اللہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ رہیں گے ان میں اور مٹا دے ان سے ان کے گناہ، اور یہ اللہ کے یہاں بڑی مراد پانا ہے۔

یہ آیت اور ان کے امثال بے نظیر اور یہ حدیث جلیل و شہیر۔

رہا شیخ عبدالحق کا حوالہ، قطع نظر اس سے کہ روایت و حکایت میں فرق ہے، اس بے اصل حکایت سے استناد اور شیخ محقق قدس سرہ العزیز کی طرف اسناد کیسی جرات و وقاحت ہے، شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج شریف میں یوں فرمایا ہے:

انجا اشکال می آرند کہ در بعض روایات آمدہ است کہ گفت آل حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم من بندہ ام نمی دانم آل چہ در پس ایں دیوارست، جوابش آنست کہ ایں سخن اصلے نہ دارد، و روایت بداں صحیح نشدہ است ۳۔	اس موقع پر ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں بندہ ہوں مجھے معلوم نہیں کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اسکی کوئی اصل نہیں اور یہ روایت صحیح نہیں۔

ایسا ہی لاتنقربوا الصلوٰۃ (نماز کے قریب مت جاؤ) پر عمل کرو گے تو خوب چین سے رہو گے

اس آنکھ سے ڈریئے جو خدا سے نہ ڈرے آنکھ

امام ابن حجر عسقلانی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں۔ لَا أَصْلَ لَهُ^۴۔ یہ حکایت محض

^۱ صحیح البخاری کتاب المغازی ۲/ ۶۰۰ و سنن الترمذی کتاب التفسیر حدیث ۳۲۷۵/ ۱۷۶

^۲ القرآن الکریم ۵/ ۴۸

^۳ مدارج النبوت لاعلم ماورای جداری ایں سخن اصل ندارد مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۷۱

^۴ الموابب الدنیۃ المقصد الثالث الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۲۸

بے اصل ہے۔

امام ابن حجر مکی نے افضل القری میں فرمایا: لم یعرف سَنَد^۱ اس کے لیے کوئی سند نہ پہنچانی گئی۔

افسوس اسی منہ سے مقام اعتقادات بتانا، احادیث صحیحہ بھی نامقبول ٹھہرنا، اسی منہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا علم عظیم گھٹا کر ایسی بے اصل حکایت سے سند لانا اور ملمع کاری کے لیے شیخ محقق کا نام لکھ جانا جو صراحۃً فرما رہے ہیں کہ اس حکایت کی جڑ نہ بنیاد، آپ اس کے سوا کیا کہیے کہ ایسوں کی داد نہ فریاد۔ اللہ اللہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مناقب عظیمہ اور باب فضائل سے نکلوا کر اس تنگنائے میں داخل کرائیں تاکہ صحیحین بخاری و مسلم کی حدیثیں بھی مردود بنائیں اور حضور کی تنقیص شان میں یہ فراخی دکھائیں کہ بے اصل بے سند مقولے سب سما جائیں۔ ع

حال ایمان کا معلوم ہے بس جانے دو

بالجملہ بحمد اللہ تعالیٰ زید سنی حفظہ اللہ تعالیٰ کا دعویٰ آیات قطعیہ قرآنیہ سے ایسے جلیل و جمیل طور سے ثابت جس میں اصلاً مجال دم زدن نہیں، اگر یہاں کوئی دلیل ظنی تخصیص سے قائم بھی ہوتی تو عموم قطعی قرآن عظیم کے حضور مضحک ہو جاتی۔ نہ کہ صحیح مسلم و صحیح بخاری وغیرہا سنن و صحاح و مسانید و معاجم کی احادیث صریحہ، صحیحہ، کثیرہ، شہیرہ اس عموم و اطلاق کی اور تاکید و تائید فرما رہی ہیں۔

احادیث مبارکہ:

صحیحین بخاری و مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

قام فینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقاماً ما ترک شیئاً یكون فی مقامہ ذلک الی قیام الساعة الا حدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ ^۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار ہم میں کھڑے ہو کر ابتداءً آفرینش سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا سب بیان فرمادیا، کوئی چیز نہ چھوڑی، جسے یاد رہا یاد رہا، جو بھول گیا بھول گیا۔

^۱ افضل القراء ام القری

^۲ مشکوٰۃ المصابیح بر مز متفق علیہ کتاب الفتن الفصل الاول مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۶۱، صحیح مسلم کتاب الفتن قدیمی کتب خانہ کراچی

۳۹۰/، مسند احمد بن حنبل عن حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۳۸۵، ۳۸۹

یہی مضمون احمد نے مسند بخاری نے تاریخ طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔
صحیح بخاری شریف میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتَّى دَخَلَ أَهْلَ الْجَنَّةِ مَنْ أَرْزَلَهُمْ وَأَهْلَ النَّارِ مَنْ أَرْزَلَهُمْ حَفَظَ ذَلِكَ مِنْ حَفْظِهِ وَنَسِيَهُ مِنْ نَسِيهِهِ" 1 -	ایک بار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ جانے تک کا حال ہم سے بیان فرمادیا۔ یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔

صحیح مسلم شریف میں حضرت عمر و بن الخطاب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز فجر سے غروب آفتاب تک خطبہ فرمایا، بیچ میں ظہر و عصر کی نمازوں کے علاوہ کچھ کام نہ کیا، خبرنا بجا ہوا کائن الیوم القیمة فاعلمنا احفظہ²۔ اس میں سب کچھ ہم سے بیان فرمادیا جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا ہم میں زیادہ علم والا وہ ہے جسے زیادہ یاد رہا۔ جامع ترمذی شریف وغیرہ کتب کثیرہ آئمہ حدیث میں باسانید عدیدہ و طرق متنوعہ دس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَرَأَيْتَهُ عَزَّوَجَلَّ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدًا نَارًا مَلَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْ فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ³۔	میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا اس نے اپنا دست قدرت میری پشت پر رکھا کہ میرے سینے میں اس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی اسی وقت ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے سب کچھ پہچان لیا۔

امام ترمذی فرماتے ہیں:

هذا حديث حسن سألت محمد بن اسمعيل	یہ حدیث حسن صحیح ہے، میں نے امام بخاری سے

¹ صحیح البخاری کتاب بدء الخلق باب ما جاء في قول الله وهو الذي يبدء الخلق الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۳۲

² صحیح مسلم کتاب الفتن قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۳۹۰

³ سنن الترمذی کتاب التفسیر حدیث ۳۲۴۶ دار الفکر بیروت ۵/۱۶۰

عن هذا الحديث فقال صحيح ¹ ۔	اس کا حال پوچھا، فرمایا صحیح ہے۔
اسی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی معراج منامی کے بیان میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:	
فعلیت ما فی السموات وما فی الارض ² ۔	جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب میرے علم میں آگیا۔
شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں:	
پس دانستم ہرچہ در آسمانها و ہرچہ در زمین ہا بود عبارت است از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطہ آں ³ ۔	چنانچہ میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے یہ تعبیر ہے تمام علوم کے حصول اور ان کے احاطہ سے چاہے وہ علوم جزوی ہوں یا کلی۔ (ت)
امام احمد مسند اور ابن سعد طبقات اور طبرانی معجم میں بسند صحیح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو یعلیٰ وابن منیع و طبرانی حضرت ابوذر داء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:	
لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وما یحرک طائر جناحہ فی السماء الا ذکر لنا منہ علما ⁴ ۔	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اس حال پر چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پڑ مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم حضور نے ہمارے سامنے بیان نہ فرمادیا ہو۔
نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض و شرح زر قانی للمواہب میں ہے:	
هذا تمثیل لبیان کل شیء تفصیلاً	یہ ایک مثال دی ہے اس کی کہ نبی کریم صلی اللہ

¹ سنن الترمذی کتاب التفسیر حدیث ۳۲۴۶ دار الفکر بیروت ۱۹۱/۵

² سنن الترمذی کتاب التفسیر حدیث ۳۲۴۴ دار الفکر بیروت ۱۵۹/۵

³ اشعة المبعات کتاب الصلوٰۃ باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ مکتبہ نوریہ رضویہ کھڑا ۳۳۳/۱

⁴ مسند احمد بن حنبل عن ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۵۳/۵، مجمع الزوائد عن ابی الدرداء کتاب علامات النبوة باب فیما اوق من العلم، الخ دار الکتب ۲۶۴/۸

تاریقاً و اجمالاً اُخریٰ ^۱ ۔	تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہر چیز بیان فرمادی، کبھی تفصیلاً کبھی اجمالاً۔

مواہب امام قسطلانی میں ہے:

ولا شك ان الله تعالى قد اطلعه على ازيد من ذلك والقي عليه علم الاولين والآخرين ^۲ ۔	اور کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ علم دیا اور تمام اگلے پچھلوں کا علم حضور پر القاء کیا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

طبرانی معجم کبیر اور نصیم بن حماد کتاب الفتن اور ابو نعیم حلیہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الله قدر في الدنيا فانا انظر اليها والى ما هو كائن فيها الى يوم القيامة كائناً انظر الى كفى هذه جليان من الله جلالة لنبيه كما جلالة لنبيين من قبله ^۳ ۔	بے شک میرے سامنے اللہ عزوجل نے دنیا اٹھالی ہے اور میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کچھ ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں، اس روشنی کے سبب جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے روشن فرمائی جیسے محمد سے پہلے انبیاء کے لیے روشن کی تھی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اس حدیث ہے کہ جو کچھ سماوات و ارض میں ہے اور جو قیامت تک ہوگا اس سب کا علم اگلے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی عطا ہوا تھا اور حضرت عزت عزوجلہ نے اس تمام ماکان و مایکون کو اپنے ان محبوبوں کے پیش نظر فرمادیا، مثلاً مشرق سے مغرب تک سماک سے سمک تک، ارض سے فلک

^۱ نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض فصل و من ذلك ما اطلع الخ مرکز اہلسنت برکایت رضا گجرات ۳/ ۱۵۳، شرح الزرقانی علی

المواہب اللدنیہ المقصد الثامن الفصل الثالث القسم الثاني دار المعرفة بیروت ۷/ ۲۰۶

^۲ المواہب اللدنیہ المقصد الثامن الفصل ما أخبر به صلى الله عليه وسلم من الغيب المكتب الاسلامی بیروت ۳/ ۵۶۰

^۳ حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۳۳۸ حدید بن کریب دار لکتاب العربی بیروت ۶/ ۱۰۱، کنز العمال حدیث ۳۱۸۱۰ و ۳۱۹۱۹ موسستہ الرسالہ بیروت ۱۱

تک اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے، سیدنا ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام والتسلیم ہزار بار برس پہلے اس سب کو ایسا دیکھ رہے تھے گویا اس وقت ہر جگہ موجود ہیں، ایمانی نگاہ میں یہ نہ قدرت الہی پر دشوار اور نہ عزت و وجاہت انبیاء کے مقابل بسیار، مگر معترض بیچارے جن کے یہاں خدائی کی حقیقت اتنی ہو کہ ایک پیڑ کے بتے گن دیئے وہ آپ ہی ان حدیثوں کو شرک اکبر کہنا چاہیں اور جو آئمہ کرام و علمائے اعلان ان سے سند لائے، انہیں مقبول مسلم رکھتے آئے، جیسے امام خاتم الحفاظ جلال الملئ والدین سیوطی مصنف خصائص کبریٰ و امام شہاب احمد محمد خطیب قسطلانی صاحب مواہب لدنیہ و امام ابوالفضل شہاب ابن حجر مکی بیہمی شارح ہمزہ و علامہ شہاب احمد مصری خفاجی صاحب نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض و علامہ محمد عبدالباقی زرقانی شارح مواہب وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ انہیں مشرک کہیں۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔

صحیح مسلم و مسند امام احمد و سنن ابن ماجہ میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

عرضت علی امتی باعمالها حسنہا وقبیحہا ^۱ ۔	میری ساری اُمت اپن سب اعمال نیک و بد کے ساتھ میرے حضور پیش کی گئی۔

طبرانی اور ضیاء محتارہ میں حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"عرضت علی امتی البآرحۃ لدی ہذہ الحجرۃ حتی لانا اعرف بالآرحۃ منہم من احد کم بصاحبہ ^۲ ۔"	گزشتہ رات مجھ پر میری اُمت اس حجرے کے پاس میرے سامنے پیش کی گئی بے شک میں ان کے ہر شخص کو اس سے زیادہ پہچانتا ہوں جیسا تم میں کوئی اپنے ساتھی کو پہچانے۔

والحمد للہ رب العالمین (سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ ت)

^۱ صحیح مسلم کتاب المساجد باب النہی عن البصاق فی المسجد قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۰۷، مسند احمد بن حنبل عن ابی ذر رضی اللہ

عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۱۸۰

^۲ المعجم الکبیر حدیث ۳۰۵۴ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۳/ ۱۸۱، کنز العمال حدیث ۳۱۹۱۱ موسستہ الرسال بیروت ۱۱/ ۲۰۸

اقوال ائمہ کرام:

امام اجل سیدی بوسیری قدس سرہ، ام القری میں فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم و حکمت تمام جہان کو محیط ہوا۔	وسع العالمین علماً وحکماً ^۱ ۔

امام ابن حجر مکی اس کی شرح افضل القری میں فرماتے ہیں:

یہ اس لیے کہ بے شک عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمام جہان پر اطلاع بخشی تو سب اگلے پچھلوں اور ماکان و مایکون کا علم حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہو گیا۔	لانّ اللہ تعالیٰ اطلعه علی العالم فعلم علم الاولین والآخرین و ماکان و مایکون ^۲ ۔

امام جلیل قدوة المحرثین سیدی زین الدین عراقی استاذ امام حافظ الشان ابن حجر عسقلانی شرح مہذب میں پھر علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں:

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر قیام قیامت تک کی تمام مخلوقات الہی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کی گئی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جمیع مخلوقات گزشتہ اور آئندہ سب کو پہچان لیا۔ جس طرح آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام نام سکھائے گئے تھے۔	ان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرضت علیہ الخلائق من لدن آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام الی قیام الساعة فعرّفهم کلہم کما علم آدم الاسماء ^۳ ۔

علامہ عبدالرؤف مناوی تیسیر میں فرماتے ہیں:

پاکیزہ جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہو کر عالم بالا سے ملتی ہیں ان کے لیے کوئی پردہ نہیں رہتا ہے وہ ہر چیز کو ایسا دیکھتی اور	النفوس القدسیّة اذا تَجَرَّدَتْ عن العلائق البدنیّة اتصلت بالہلأ الاعلیٰ ولم یبق لہا حجاب

^۱ مجموع المتون متن قصیدۃ الہمزیۃ فی مدح خیر البریۃ الشؤن الدینیۃ دولتہ قطر ص ۱۸

^۲ افضل القراء لقراء ام القری

^۳ نسیم الریاض الباب الثالث الفصل الاول فیما ورو من ذکر مکانہ مرکز الہسنت برکات رضا گجرات الہند ۲۰۸/۲

فتاویٰ وتسبیح الکل کالمشاهد ^۱	سنتی ہیں جیسے پاس حاضر ہیں۔

امام ابن الحاج مکی مدخل امام قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں:

قد قال علماءُ نارِ حبهُم اللهُ تعالى لا فرق بين موته وحياته صلى الله تعالى عليه وسلم في مشاهدته لامته و معرفته بأحوالهم و نياتهم و عزائمهم و خواطرهم و ذلك جلي عنده، لا خفاء به ^۲	بے شک ہمارے علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حالت دنیوی اور اس وقت کی حالت میں کچھ فرق نہیں ہے اس بات میں کہ حضور اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں ان کے ہر حال، ان کی ہر نیت، ان کے ہر ارادے، ان کے دلوں کے ہر خطرے کو پہچانتے ہیں، اور یہ سب چیزیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایسی روشن ہیں جن میں اصلاً کسی طرح کی پوشیدگی نہیں۔

یہ عقیدے ہیں علمائے ربانین کے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جناب ارفع میں، جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

شیخ شیوخ علمائے ہند مولانا شیخ محقق نور اللہ تعالیٰ مرقدہ المکرم مدارج شریف میں فرماتے ہیں:

ذكر كن أو را و درود بفرست بروے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، و باش در حال ذکر گویا حاضر ست پیش او در حالت حیات و می بینی تو او را متادوب باجلال و تعظیم و ہیبت و امید بدارا کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم می بیند و می شنود کلام ترا زیرا کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	ان کی یاد کر اور ان پر درود بھیج، اور ذکر کے وقت ایسے ہو جاؤ گویا تم ان کی زندگی میں ان کے سامنے حاضر ہو اور ان کو دیکھ رہے ہو، پورے ادب اور تعظیم سے رہو، ہیبت بھی ہو اور امید بھی، اور جان لو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمہیں دیکھ رہے ہیں اور تمہارا کلام سن رہے ہیں۔ کیونکہ وہ صفات الہیہ سے متصف ہیں اور

^۱ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث حیثما کنتم فصلوا علی الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۵۰۲/۱

^۲ المدخل لابن الحاج فصل فی الکلام علی زیارة سید المرسلین دار الکتب العربی بیروت ۲۵۲/۱، المواہب اللدنیة المقصد العاشر الفصل

الثانی المکتب الاسلامی العربی بیروت ۵۸۰/۴

متصف است بصفات اللہ ویکے از صفات الہی آنست کہ انا جلیس من ذکر نی ^۱ ۔	اللہ کی ایک صفت یہ ہے کہ جو مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے پاس ہوتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں شیخ محقق پر، جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دیکھنا ہمیں بیان کیا بداندکہ بڑھایا تاکہ اسے کوئی گویا کے نیچے داخل نہ سمجھے، غرض ایمانی نگاہوں کے سامنے اس حدیث پاک کی تصویر کھینچ دی کہ:

اعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک ^۲ ۔	اللہ تعالیٰ کی عبادت کر، گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہ دیکھے تو وہ تو یقیناً تجھے دیکھتا ہے۔

نیز فرماتے ہیں:

ہر چہ در دنیا است زمانِ آدم تا نفیہ اولیٰ بروے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منکشف ساختند تا ہمہ احوال را از اول تا آخر معلوم کرد و یاران خود را نیز بعضی از احوال خبر داد ^۳ ۔	جو کچھ دنیا میں زمانہ آدم سے پہلے صورت پھونکے جانے تک ہے ان (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پر منکشف کر دیا یہاں تک کہ انہیں اول سے آخر تک تمام احوال معلوم ہو گئے۔ انہوں نے بعض اصحاب کو ان احوال میں سے بعض کی اطلاع دی۔

نیز فرماتے ہیں:

وہو بکل شبیٰ علیم ۵ ووے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دانا است ہمہ چیز از شیونات ذات الہی و احکام صفات حق و اسماء و افعال و آثار و جمیع علوم ظاہر و باطن اول و آخر احاطہ نمودہ و مصداق فوق کل ذی علم علیم ۵ علیہ من الصلوٰت افضلہا	وہو بکل شیئی علیم، اور وہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سب چیزوں کو جاننے والے ہیں، احوال احکام الہی احکام صفات حق، اسماء افعال آثار، تمام علوم ظاہر و باطن، اول و آخر کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ اور فوق کل ذی علم علیم کے مصداق ہیں، آپ پر افضل درود اور اتم

^۱ مدارج النبوة باب یازدہم وصل نوع ثانی کہ تعلق معنوی است الخ مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۲/۲۶۱

^۲ صحیح بخاری کتاب الایمان باب سوال جبریل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الایمان قدیمی کتب خانہ ۱۲/۱، صحیح مسلم کتاب

الایمان باب سوال جبریل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۹/۱

^۳ مدارج النبوة کتاب الایمان باب پنجم وصل خصائص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۱/۱۳۴

من التحیات اتبہا و اکملہا ^۱	و اکمل سلام ہو۔ ت)

شاہ ولی اللہ دہلوی، فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں:

فأض على من جنبه المقدس صلى الله تعالى عليه واله وسلم كيفية ترقى العبد من حيزه الى حيزه القدس فيتجلّى له حينئذ كل شئ كما اخبر عن هذا المشهد في قصّة المعراج المنامى ^۲	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس سے مجھ پر اس حالت کا علم فائض ہوا کہ بندہ اپنے مقام سے مقام قدس تک کیونکر ترقی کرتا ہے کہ اس پر ہر چیز روشن ہو جاتی ہے جس طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس مقام سے معراج خواب کے قصے میں خبر دی۔

قرآن و حدیث و اقوال آئمہ حدیث سے اس مطلب پر دلائل بے شمار ہیں اور خدا انصاف دے تو یہی اقل قلیل کہ مذکور ہوئے بسیار ہوئے، غرض شمس و امس کی طرح روشن ہوا کہ عقیدہ مذکور زید کو معاذ اللہ کفر و شرک کہنا خود قرآن عظیم پر تہمت رکھنا اور احادیث صحیحہ صریحہ شہیرہ کثیرہ کورد کرنا اور بہ کثرت آئمہ دین و اکابر علمائے عالین و اعظم علمائے کالین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، یہاں تک کہ شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز صاحب کو بھی عیاداً باللہ کافر و مشرک بنانا اور بحکم ظواہر احادیث صحیحہ و روایات معتمدہ فقیہہ خود کافر و مشرک بننا ہے اس کے متعلق احادیث و روایات و اقوال آئمہ و ترجیحات و تصریحات فقیر کے رسالہ النہی الاکید عن الصلوۃ و راء عدی التقليد و رسالہ الکوکبة الشہابیۃ علی کفریات ابی الوہابیۃ و غیرہا میں ملاحظہ کیجئے۔

افسوس کہ ان شرک فروش اندھوں کو اتنا نہیں سوچتا کہ علم الہی ذاتی ہے اور علم خلق عطائی، وہ واجب یہ ممکن، وہ قدیم یہ حادث، وہ نامخلوق یہ مخلوق وہ نامقدور یہ مقدور، وہ ضروری البقاۃ جائز الفناء، وہ ممتنع التّغیر یہ ممکن التّبدّل۔ ان عظیم تفرقوں کے بعد احتمال شرک نہ ہوگا مگر کسی مجنون کو، بصیرت کے اندھے اس علم ماکان و مایکون بمعنی مذکور ثابت جانے کو معاذ اللہ علم الہی سے مساوات مان لینا سمجھتے ہیں حالانکہ العظمۃ للہ علم الہی تو علم الہی جس میں غیر متناہی علوم

^۱ مدارج النبوة مقدمة الكتاب مكتبة نورية رضویہ سکر ۳۲/۱

^۲ فیوض الحرمین مشہد اللہ تعالیٰ مخلوق کی طرف کتاب نازل کرنے کے لیے وقت کیا کرتا ہے محمد سعید اینڈ سنز کراچی ۱۶۹

تفصیلی فراوانی بالفعل کے غیر متناہی سلسلے غیر متناہی یا وہ جسے گویا مصطلح حساب کے طور پر غیر متناہی کا مکعب کہئے بالفعل وبالذام ازگاہاً ابداً موجود ہیں۔ یہ شرق تا غرب و سموات وارض و عرش تا فرش و ماکان و مایکون من اوّل یوم الی آخر الایام سب کے ذرے ذرے کا حال تفصیل سے جاننا وہ بالجملہ جملہ مکتوبات لوح و مکتوبات قلم کو تفصیلاً محیط ہونا علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے، یہ تو ان کے طفیل سے ان کے بھائیوں حضرات مرسلین، کرام علیہ و علیہم افضل الصلوٰۃ واکمل السلام بلکہ ان کی عطا سے ان کے غلاموں — بعض اعظم اولیائے عظام قدست اسرار ہم کو ملا، اور ملتا ہے ہنوز علوم محمدیہ میں وہ بجا رذخار ناپیدا کنار ہیں جن پر ان کی افضلیت کلیہ اور افضلیت مطلقہ کی بناء ہے۔

اللہ عزوجل کے بے شمار رحمتیں امام اجل محمد بوسیری شرف الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ پر قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں۔

فان من جودك الدنيا وضرتها^۱ ومن علومك علم اللوح والقلم

یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دنیا و آخرت دونوں حضور کے خوانِ جود و کرم سے ایک ٹکڑا ہیں اور لوح و قلم کا تمام علم جن میں ماکان و مایکون مندرج ہے حضور کے علوم سے ایک حصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی الک وصحبک و بارک وسلم مولانا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری زبدہ شرح بردہ میں فرماتے ہیں:

توضیحه ان المراد بعلم اللوح ما اثبت فيه من النقوش القدسية و الصور الغيبية و بعلم القلم ما اثبت فيه كما شاء والا ضافة لادنى ملابسة وكون علمها من علومه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	یعنی توضیح اس کی یہ ہے کہ علم لوح سے مراد نقوش قدس و صور غیب ہیں جو اس میں منقوش ہوئے، اور قلم کے علم سے مراد وہ ہیں جو اللہ عزوجل نے جس طرح چاہا اس میں ودیعت رکھے، ان دونوں کی طرف علم کی اضافت ادنی علاقے یعنی محلیت نقش و اثبات کے باعث ہے اور ان

ف: تمام ماکان و مایکون کا علم علوم حضور سے ایک علم ہے، یہ تو ان کی عطا سے ان کے غلاموں اکابر اولیاء کو بھی ملتا ہے ۱۲ منہ۔

^۱ مجموع المتون متن قصیدۃ البردة الشئون الدينية و رویہ قطر ص ۱۰

ان علومہ تتنوع الى الکلیات والجزئیات وحقائق ومعارف وعوارف تتعلق بالذات والصفات وعلیهما انما یکون سطرًا من سطور علیہ ونهرًا من بحور علیہ ثم مع هذا هو من برکة وجودہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم^۱۔	دونوں میں جس قدر علوم ثبت ہیں ان کا علم علوم محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک پارہ ہونا، اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علوم بہت اقسام کے ہیں، علوم کلیہ، علوم جزئیہ، علوم حقائق اشیاء وعلوم اسرار خفیہ اور وہ علوم اور معرفتیں کہ ذات و صفات حضرت عزت جل جلالہ، سے متعلق ہیں اور لوح و قلم کے جملہ علوم محمدیہ کی سطروں سے ایک سطر، اور ان کے دریاؤں سے ایک نہر ہیں، پھر یہ ایں ہمہ وہ حضور ہی کی برکت وجود سے تو ہیں۔ کہ اگر حضور نہ ہوتے تو نہ لوح و قلم ہوتے نہ ان کے علوم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

منکرین کو صدمہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے روزِ اول سے قیامت تک کے تمام ماکان و مایکون کا علم تفصیلی مانا جاتا ہے لیکن بحمد اللہ تعالیٰ وہ جمیع علم ماکان و مایکون علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم سمندروں سے ایک نہر بلکہ بے پایاں موجوں سے ایک لہر قرار پاتا ہے۔

والحمد لله رب العلمین ○ وخسر هنالك المبتلون ○ فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضاً، وقیل بُعداً للقوم الظالمین ○	اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا اور باطل والوں کا وہاں خسارہ ہے، ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھائی اور فرمایا گیا کہ دور ہوں ے انصاف لوگ (ت)

نصوص حصر:

یعنی جن آیات و احادیث میں ارشاد ہوا ہے کہ علم غیب خاصہ خدا تعالیٰ ہے، مولیٰ عز و جل کے سوا کوئی نہیں جانتا، قطعاً حق اور بحمد اللہ تعالیٰ مسلمان کے ایمان ہیں مگر منکر متکبر کا اپنے دعوائے باطلہ پر ان سے استدلال اور اس کی بنا پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم ماکان و مایکون بمعنی۔

^۱ الذبذبة العبدۃ فی شرح البودۃ ناشر جمعیت علماء سکندریہ خیر پور سندھ ص ۱۱۷

مذکور ماننے والے پر حکم کفر و ضلال، نص جنون و خام خیال بلکہ خود مستلزم کفر و ضلال ہے۔

علم بہ اعتبار منشا دو^۲ قسم ہے: ذاتی کہ اپنی ذات سے بے عطائے غیر ہو، اور عطائی کہ اللہ عزوجل کا عطیہ ہو، اور بہ اعتبار متعلق بھی دو^۲ قسم ہے، علم مطلق یعنی محیط حقیقی، تفصیلی فعلی فروانی کہ جمیع معلومات الہیہ عزوجل کو جن میں غیر متناہی معلومات کے سلاسل وہ بھی غیر متناہیہ وہ بھی غیر متناہی بار داخل اور خود کنہ ذات الہی و احاطہ تام صفات الہیہ نامتناہی سب کو شامل فرداً فرداً تفصیلاً مستغرق ہو اور مطلق علم یعنی جاننا، اگر محیط باحاطہ حقیقیہ نہ ہو، ان تقسیمات میں علم ذاتی و علم مطلق یعنی مذکور بلاشبہ اللہ عزوجل کے لیے خاص ہیں اور ہر گز کسی غیر خدا کے لیے ان کے حصول کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

ہم ابھی بیان کر آئے کہ علم ماکان و مایکون بمعنی مسطور اگرچہ کیسا ہی تفصیلی بروجہ اتم و اکمل ہو علوم محمدیہ کی وسعت عظیمہ کو نہیں پہنچتا، پھر علوم محمدیہ تو علوم الہیہ ہیں، جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، مطلق علم ہر گز حضرت حق عزوجل سے خاص نہیں بلکہ قسم عطائی تو مخلوق ہی کے ساتھ خاص ہے۔

مولیٰ عزوجل کا علم عطائی ہونے سے پاک ہے، تو نصوص حصر میں یقیناً قطعاً وہی قسم اول مراد ہو سکتی ہے۔ نہ کہ قسم اخیر، اور بدیہہ ظاہر کہ علم تفصیل جملہ ذرات ماکان و مایکون بمعنی مزبور بلکہ اس سے ہزار در ہزار ازیں و افزوں علم بھی کہ بہ عطائے الہی مانا جائے اسی قسم اخیر سے ہوگا۔ تو نصوص حصر کو مدعائے مخالف سے اصلاً مس نہیں بلکہ وہ اس کی صریح جہالت پر نص ہیں، واللہ الحمد، یہ معنی بات کہ خود بدیہی واضح ہے، آئمہ دین نے اس کی تصریح بھی فرمائی۔

امام اجل ابو زکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ پھر امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں:

یعنی آیت میں غیر خدا سے نفی علم غیب کے یہ معنی ہیں کہ غیب اپنی ذات سے بے کسی کے بتائے جاننا اور ایسا علم کہ جمیع معلومات الہیہ کو محیط ہو جائے یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں رہے انبیاء کے معجزات اور اولیاء یہ تو اللہ عزوجل کے بتانے سے انہیں علم ہوا ہے یونہی وہ باتیں کہ عادت کی مطابقت سے جن کا علم ہوتا ہے۔	لا یعلم ذلك استقلالاً وعلم احاطة بكل المعلومات الا الله تعالى اما المعجزات والكرامات فبإعلام الله تعالى اما المعجزات والكرامات فبإعلام الله تعالى لهم علمت وكذا ما علم بأجراء العادة^۱۔

^۱ فتاویٰ حدیثیہ مطلب فی حکم ما اذا قال قائل فلان يعلم الغیب مصطفیٰ البابی مصر ص ۲۲۸

مخالفین کا استدلال محض باطل و خال محال ہونا تو یہیں سے ظاہر ہو گیا، مگر فقیر نے اپنے رسائل میں ثابت کیا ہے کہ یہ استدلال ان ضلال کے خود اقراری کفر و ضلال کا تمغہ ہے، نیز انہیں میں روشن کیا کہ خلق کے لیے ادعائے علم غیب پر فقہا کا حکم کفر بھی درجہ اولائے حقیقت حق میں اسی صورت علم ذاتی اور درجہ آخرائے طرز فقہاء میں علم مطلق بمعنی مرقوم کے ساتھ مخصوص ہے، جیسا کہ محققین کے کلام میں منصوص ہے۔

بکر پر مکر کا وہ زعم مردود جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کچھ نہیں جانتے۔ کالفظ ناپاک ہے وہ بھی کلمہ کفر و ضلال بیباک ہے بکرنے جس عقیدے کو کفر و شرک کہا اور اس کے رد میں یہ کلمہ بد فرجام بگا، خود اس میں تصریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت حق جل شانہ نے یہ علم عطا فرمایا ہے، لاجرم بکر کی یہ نفی مطلق شامل علم عطائی بھی ہے اور خود بعض شیاطین الانس کے قول سے استناد بھی اس تعلیم پر دلیل جلی ہے کہ اس قول میں خواہ یوں اور خواہ یوں، دونوں صورت پر حکم شرک دیا ہے، اب اس لفظ قبیح کے کلمہ کفر صریح ہونے میں کیا تا مل ہو سکتا ہے۔ قرآن عظیم کی روشن آیتوں کی تکذیب بلکہ سارے قرآن کی تکذیب رسالت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار بلکہ نبوت تمام انبیاء کا انکار، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تنقیص مکان بلکہ رب العزۃ جلالہ کی توہین شان، ایک دو کفر ہوں تو گئے جائیں۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔

یوں ہی اس کا قول کہ اپنے خاتمے کا بھی حال معلوم نہ تھا صریح کلمہ کفر و خسار اور بیشمار آیات قرآنیہ و احادیث متواترہ کا انکار ہے۔ آیہ کریمہ لیغفر لک اللہ مع حدیث صحیحین بخاری و مسلم، بعض اور سنئے، قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت):

"وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ" ^۱	اے نبی! بے شک آخرت تمہارے لیے دنیا سے بہتر ہے۔

وقال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت):

"وَلَا خِذَّةٌ لِّكَ مِنِّي الْأُولَىٰ" ^۲	بے شک نزدیک ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا عطا فرمائے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

ف: اپنے خاتمے کا حال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم نہ ماننا صریح کفر ہے۔

^۱ القرآن الکریم ۹۳/۴

^۲ القرآن الکریم ۹۳/۵

وقال الله تعالى (الله تعالى نے فرمایا۔ت):

"يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ" ^۱ ۔	جس دن اللہ رسوانہ کرے گا نبی اور ان کے صحابہ کو ان کا نور ان کے آگے اور داہنے جو الا ان عہ کرے گا۔

وقال الله تعالى (الله تعالى نے فرمایا۔ت):

"عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا" ^۲ ۔	قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں تعریف کے مکان میں بھیجے گا جہاں اولین و آخرین سب تمہاری حمد کریں گے۔

وقال الله تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ت):

"تَبَارَكَ الَّذِي إِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِنْ ذَلِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَيَجْعَلُ لَكَ قُصُورًا" ^۳ ۔	بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنی مشیت سے تمہارے لیے اس خزانہ و باغ سے (جس کی طلب یہ کافر کر رہے ہیں) بہتر چیزیں کر دیں جنتیں جن کے نیچے نہریں رواں اور وہ تمہیں بہشت بریں کے اونچے اونچے محل بخشے گا۔ یجعل کو مرفوع پڑھنے کی تقدیر پر جو کہ ابن کثیر اور ابن عمر کی قراءۃ ہے اور ابو بکر کی عاصم سے یہ روایت ہے اس کے علاوہ اور بھی متعدد آیات ہیں۔ (ت)

اور احادیثِ کریمہ میں تو جس تفصیل جلیل سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و خصائص وقتِ وفاتِ مبارک و برزخِ مطہر و حشرِ منور و شفاعت و کوثر و خلافتِ عظمیٰ و سیادتِ کبریٰ و دخولِ جنت و رویت و غیرہ وارد ہیں، انہیں جمع کیجئے تو ایک دفترِ طویل ہوتا ہے۔ یہاں صرف

عہ: دوڑے گا۔ ۱۲

^۱ القرآن الکریم ۶۶/۸

^۲ القرآن الکریم ۱۷/۷۹

^۳ القرآن الکریم ۲۵/۱۰

ایک حدیث تبرکاً سُن لیجئے۔

جامع ترمذی وغیرہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوجًا اِذَا بَعَثُوا وَاَنَا خَاطِبُهُمْ اِذَا
وَفَدُوا وَاَنَا خَاطِبُهُمْ اِذَا اُنْصَتُوا وَاَنَا مُسْتَشْفَعُهُمْ
اِذَا حُجِسُوا وَاَنَا مُبَشِّرُهُمْ اِذَا يُسْوِلُ الْكِرَامَةَ وَالْمَفَاتِيحَ
يَوْمَئِذٍ بَيْدِي وَاَنَا اَكْرَمُ وَلَدِ اٰدَمَ عَلٰى رُبِّىْ يَطُوفُ عَلٰى
الْفِ خَادِمٍ كَانَهُمْ بَيْضُ مَكْنُونٍ اَوْ لَوْ لَوْ مُنْثَوْرٌ¹۔

جب لوگوں کا حشر ہوگا تو سب سے پہلے میں مزار اطہر سے باہر
تشریف لاؤں گا، اور جب وہ سب دم بخود رہیں گے تو اُن کا
خطبہ خواں میں ہوں گا، اور جب وہ روکے جائیں گے تو ان کا
شفاعت خواہ میں ہوں گا۔ اور جب وہ نا امید ہو جائیں گے تو
ان کا بشارت دینے والا میں ہوں گا، عزت کے لیے اور تمام
نجیاں اس دن میرے ہاتھ ہوں گی، لواء الحمد اس دن میرے
ہاتھ میں ہوگا، بارگاہِ عزت میں میری عزت تمام اولادِ آدم
سے زائد ہے، مزارِ خدمتگار میرے ارد گرد گھومیں گے گویا وہ
گرد و غبار سے پاکیزہ انڈے ہیں محفوظ رکھے ہوئے یا جگمگاتے
موتی ہیں بکھیرے ہوئے۔

بالجملہ بکر پر مکر کے گمراہ و بد دین ہونے میں اصلاً شبہ نہیں، اور اگر کچھ نہ ہوتا تو صرف اتنا ہی کہ تقویۃ الایمان پر جو حقیقتاً تقویۃ
الایمان ہے اس کا ایمان ہے، یہی اس کا ایمان سلامت نہ رکھنے کو بس تھا، جیسا کہ فقیر کے رسالہ الکوکبۃ الشہابیۃ وغیرہ کے مطالعے
سے ظاہر ہے۔

اِذَا كَانَ الْغُرَابُ دَلِيلَ قَوْمٍ سَيَهْدِيهِمْ طَرِيقَ الْهَالِكِينَ²
(جب گوا کسی قوم کا رہبر ہو تو وہ اس کو ہلاکت کی راہ پر ڈال دے گا۔ ت)

والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

¹ جامع الترمذی ابواب المناقب باب منه میں کچنی دہلی ۲/ ۲۰۱، دلائل النبوة ذکر الفضيلة الرابعة بأقسام الله بحياته صلى الله تعالى عليه
وسلم عالم الكتب بيروت ص ۱۳، سنن الدارمی باب ما أعطى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم حديث ۲۹ دار المحاسن للطباعة ۳۰/۱،
الدر المنثور بحواله ابن مردويه عن انس رضي الله عنه مكتبة آية العظمى قم ايران ۳۰/۶

وہ شخص جو شیطان کے علم ملعون کو علم اقدس حضور پر نور عالم ماکان و مایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زائد ہے اس کا جواب اس کفرستانِ ہند میں کیا ہو سکتا ہے، ان شاء اللہ القہار (اگر بہت قہر فرمانے والا خدا نے چاہا۔ ت) روزِ جزا وہ ناپاک ناہنجار اپنے کیفر کفری گفتار کو پہنچے گا۔ "وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ" ^۱ (اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کون سی کروٹ پر پلٹنا کھائیں گے۔ ت) یہاں اسی قدر کافی ہے کہ یہ ناپاک کلمہ صراحتاً محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عیب لگانا ہے، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عیب لگانا کلمہ کفر نہ ہوا تو اور کیا کلمہ کفر ہوگا۔

اور جو لوگ رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے دکھ کی مار ہے۔ جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو، اللہ نے اُن پر لعنت فرمائی ہے دنیا اور آخرت میں، اور ان کے لیے تیار کر رکھی ہے ذلت والی مار۔	"وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ" ^۲۔ "إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا" ^۳۔

شفائے امام اجل قاضی عیاض اور شرح علامہ شہاب خفاجی مسمیٰ بہ نسیم الریاض میں ہے:

یعنی جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دے یا حضور کو عیب لگائے اور یہ گالی دینے سے علم تر ہے کہ جس نے کسی کی نسبت کہا کہ فلاں کا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے اس نے ضرور حضور کو عیب لگایا، حضور کی توہین کی، اگرچہ گالی نہ دی، یہ سب گالی دینے والے کے حکم میں ہے، ان کے اور گالی دینے والے کے حکم میں کوئی فرق نہیں، نہ ہم اس سے کسی صورت کا استثناء کریں نہ اس میں شک و تردد کو	جبيع من سب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بشتمة او عابه هو اعم من السب فان من قال فلان اعلم منه صلى الله تعالى عليه وسلم فقد عابد و نقصه وان لم يسبه (فهو ساب والحكم فيه حكم الساب) من غير فوق بينهما (لانستثنى منه) (فصلاً) أى صورة (ولانمتري) فيه تصريحاً كان

^۱ القرآن الكريم ۲۶/۲۷

^۲ القرآن الكريم ۹/۶۱

^۳ القرآن الكريم ۳۳/۵۷

راہ دیں، صاف صاف کہا ہو یا کتاہیہ سے، ان سب احکام پر تمام علماء اور آئمہ فتویٰ کا اجماع ہے کہ زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آج تک برابر چلا آیا ہے۔ اہ مختصرًا ہم اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت میں معافی اور عافیت چاہتے ہیں اور کثرت کے بعد قلت سے اس کی پناہ چاہتے ہیں نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر بلندی و عظمت والے خدا کی توفیق سے اور درود نازل فرمائے اللہ تعالیٰ رسولوں کے سردار پر، اور اللہ سبحنہ و تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ (ت)	او تلویحًا وهذا كله اجماع من العلماء وائمة الفتوى من لدن الصحابة رضي الله تعالى على عنهم الى هلم جزًا^۱ اہ مختصرًا۔ نسأل الله العفو والعافية في الدنيا والاخرة ونعوذ به من الحور بعد الكور ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم وصلى الله تعالى عليه سيد المرسلين والله سبحانه تعالى اعلم۔

فقیر غفرلہ المولیٰ القدر نے اس سوال کے ورود پر ایک مسبوط کتاب بحر عباب منقسم بہ چار باب مسمی بہ نام تاریخی مائیں الحبيب بعلوم الغیب (۱۳۱۸ھ) کی طرح ڈالی۔

باب اول: فصوص یعنی فوائد جلیلہ و نفائس جزیلہ کہ ترصیف دلائل اہلسنت کے مقدمات ہوں۔

باب دوم: نصوص یعنی اپنے مدعا پر دلائل جلائل قرآن و حدیث و اقوال آئمہ قدیم و حدیث۔

باب سوم: عموم و خصوص کہ احاطہ علوم محمدیہ میں تحریر محل نزاع کرے۔

باب چہارم: قطع النصوص یعنی اس مسئلے میں تمام مہملات نجدی نو و کسن کی سرگئی و تکبر شکنی، مگر فصوص و نصوص کے ہجوم و فور نے ظاہر کر دیا کہ اطالت تا حد ملالت متوقع،

لہذا باذن اللہ تعالیٰ نفع عامہ کے لیے اس بحر ذخار سے ایک گوہر شہوار لامع الانوار گویا خزائن الاسرار سے در مختار مسمی بہ نام تاریخی

اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر ماکان وما یكون" (۱۳۱۸ھ) پوشیدہ موتی بشیر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم ماکان

وما یكون کے بارے میں۔ (ت) چن لیا جس نے جمع و تلفیق کے عوض نفع و تحقیق کی طرف بحمد اللہ زیادہ رخ کیا۔ اس کے ایک

ایک نور نے نور السموت والارض جل جلالہ کے عون سے وہ تابشیں دکھائیں کہ ظلمات باطلہ کافور ہوتی نظر آئیں۔

^۱ نسیم الریاض القسم الرابع الباب الاول مرکز اہل سنت برکات رضا ہجرات ہند ۳۳۵/۳۳۶

یہ چند حرفی فتویٰ کہ اس کے لمعات سے ایک شے اور بلحاظ تاریخ بنام ابناء المصطفیٰ بحال سر و اخفی (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پوشیدہ اور پوشیدہ ترین کے حال کی خبر دینا۔) مسمیٰ ہے۔ اس کے تمام اشارات خفیہ کا بیان مفصل اسی پر محول ذی علم ماہر تو ان ہی چند حروف سے ان شاء اللہ تعالیٰ سب خرافات و جزافات مخالفین کو کیفر چشانی کر سکتا ہے مگر جو صاحب تفصیل کے ساتھ دست نگر ہوں بعونہ تعالیٰ رسائل مذکورہ کے مآلی متلائی سے بہرہ ور ہوں، حضرات مخالفین سے بھی گزارش ہے کہ اگر توفیق الہی مساعت کرے یہی حرف مختصر ہدایت کرے تو ازیں چہ بہتر، ورنہ اگر بوجہ کوتاہی فہم و غلبی و ہم و قلت تدرب و شدت تعصب اپنی تمام جہالات فاحشہ کی پردہ دری ان مختصر سطور میں نہ دیکھ سکیں۔ تو اسی مہر جہاں تاب کا انتظار کریں۔ جو بہ عنایت الہی و اعانت رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی تمام ظلمتوں کی صبح کردے گا۔ ان کا ہر کاسہ سوال آپ زلال ردو ابطال سے بھر دے گا۔

الا ان موعدهم الصبح الیس الصبح بقریب طوما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ اُنیب ط۔	خبردار! بے شک ان کا وعدہ صبح کے وقت ہے کیا صبح قریب نہیں، اور میری توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ (ت)

کیا فائدہ کہ اس وقت آپ کا خواب غفلت کچھ ہدایت عسکار نگ دکھائے، اور جب صبح ہدایت افق سعادت سے طالع ہو تو کھل جائے کہ ع

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو کہا افسانہ تھا

معذرا طائفہ ارانب و ثعالب کو یہی مناسب کہ جب شیر ژیاں کو چہل قدمی کرتا دیکھ لیں سامنے سے ٹل جائیں اپنے اپنے سوراخوں میں جان چھپائیں، نہ یہ کہ اس وقت اس کے خرام نرم پر غرہ ہو کر آئیں اس کی آتش غضب کو بھڑکائیں اپنی موت اپنے منہ بلائیں، ع

نصیحت گوش کن جانناں کہ از جاں دور تر خواہند
شغالان ہز میت مند خشم شیر ہجارا
(اے دوست! نصیحت سن کہ اپنی جان سے دور چاہتے ہیں، شکست پسند گیدڑ پھرے ہوئے شیر کے غصے کو۔ ت)

عہ: بے ہودہ گوئی۔

میں کہتا ہوں یہ میرا قول ہے، اور میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لیے مغفرت طلب کرتا ہوں، پاکیزہ درود اور بڑھنے والے سلام ہوں ہمارے سردار محمد پر جو غیب کی خبریں دینے والے اور پوشیدہ باتوں کو ظاہر فرمانے والے ہیں اور آپ کی آل و اصحاب پر جو بزرگی والے سردار ہیں، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ خوب جانتا ہے اور اللہ جل مجدہ کا کلام اتم اور مستحکم ہے۔ (ت)	اقول: قولی هذا واستغفر الله لي ولسائر المؤمنين والمؤمنات و الصلوة الزاکیات والتحيات النامیات علی سیدنا محمد نبی المغيبات مظهر الخفیات و علی اله وصحبه الاکارم السادات واللہ سبحنه تعالی اعلم وعلیه جل مجدہ اتم واحکم

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

کتبہ

عفی عنہ بمحمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رسالہ

انباء المصطفیٰ بحال سر و اخفی

ختم ہوا۔

رسالہ ازاحۃ العیب بسیف الغیب (عیب کو دور کرنا غیب کی تلوار سے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ، ونصلی علی رسولہ الکریم ط

مسئلہ ۱۴۹: از مدرسہ دیوبند ضلع سہارن پور مرسلہ کیے از اہلسنت نصر ہم اللہ تعالیٰ بوساطت جناب مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی سلمہ اللہ تعالیٰ۔

تسلیمات دست بستہ کے بعد گزارش ہے بندہ اس وقت وہاب گڑھ مدرسہ دیوبند میں مقیم ہے۔

جناب عالی (یعنی جناب مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی) جو جو باتیں آپ نے ان لوگوں کے حق میں فرمائی تھیں وہ سب سچ ہیں سر مو فرق نہیں۔ عید کے دن بعد نماز جمعہ اکابر علماء، و طلباء و روسانے مل کر عید گاہ میں بقدر ایک گھنٹہ یہ دعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ جارج پنجم بادشاہ لندن کو ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے اور اس کے والد کی خدا مغفرت کرے۔ اور جس وقت جارج پنجم ولایت سے بمبئی کو آیا اور مبلغ چوبیس روپیہ کا نا برائے خیر مقدم یعنی سلامی روانہ کر دیا اور بتاریخ ۱۳ ذی الحجہ ایک بڑا جلسہ کر دیا کہ جو چار گھنٹے مختلف علماء نے بادشاہ انگریز کی تعریف اور دعایاں کیا اور خوشی کے واسطے مٹھائی تقسیم کیا اور عین خطبہ میں بیان کیا کہ امام احمد بن حنبل نے خواب میں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کو، امام احمد نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، میری کتنی عمر باقی ہے؟ آپ نے پانچ انگشت اٹھائیں، پھر برائے تعبیر محمد بن سیرین کے پاس آئے انہوں نے فرمایا: خمس لا یعلمہا الاہو^۱۔ (پانچ اشیاء ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ ت) تو معلوم ہوا کہ آپ مطلع علی الغیب نہیں، دوسرا والیدین کی حدیث کو بیان کیا کہ آپ کو نماز میں سہو ہو گیا جب ذوالیدین نے بار بار استفسار کیا اور آپ نے صحابہ سے دریافت کیا تو پھر نماز کو پورا کیا۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے علم مشاہدہ میں نقصان ثابت ہو گیا، علم غیب پر اطلاع تو ابھی دور ہے انتہی، یہاں کے لوگ اس قدر بد معاش ہیں کہ مولوی محمود حسن مدرس اول درجہ حدیث نے مسلم شریف کے سبق میں باب شفاعت اس حدیث میں کہ آپ نے جب تمام مسلمین کی شفاعت کی اور سب کو نجات دے دیا مگر کچھ لوگ رہ گئے یعنی منافقین وغیرہ تو آپ نے انکے واسطے شفاعت کی تو فرشتوں نے منع کر دیا کہ تم نہیں جانتے ہو کہ ان لوگوں نے کیا کچھ نکالا بعد آپ کے، تو اس سے ظاہر ہو گیا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہر جمعہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں۔ یہ غلط ہے، محض افتراء ہے، علم غیب کا کیا ذکر، اللہ اکبر، ترمذی شریف کے سبق ۱۷۲ صفحہ آخر میں ہے، ایک عورت کے ساتھ زنا ہو گیا اگرہا کے ساتھ تو اس عورت نے ایک شخص پر ہاتھ رکھا، آپ نے اس شخص کو رجم کا حکم فرمایا۔ پس دوسرا شخص اٹھا، اس نے اقرار زنا کا کر لیا، پہلے شخص کو چھوڑا اور دوسرا رجم ہو گیا۔ آپ نے فرمایا تاک توبۃ الخ (اس نے پکی توبہ کی الخ) اگر شخص ثانی اقرار نہ کرتا تو پہلے شخص کی گردن اڑا دیتے، یہ اچھی غیب دانی ہے۔ ہذا کلمہ قولہ (یہ سب اس کا قول ہے۔ ت) اور بھی وقتاً فوقتاً احادیث میں کچھ نہ کچھ کہے بغیر نہیں چھوڑتے۔ اللہ اکبر، معاذ اللہ من شرہ (اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے، اللہ کی پناہ اس کے شر سے، ت)

الجواب:

اللہ عزوجل گمراہی و بے حیائی سے پناہ دے، فقیر نے انباء المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مختصر جملوں میں ان شبہات اور ان جیسے ہزاروں ہوں تو سب کا جواب ثانی دے دیا مگر وہابیہ اپنی خرافات سے باز نہیں آتے اور الدولۃ المکیہ اور اس کی تعلیق الفیوض المکیہ میں بیان امین ہے، میں پھر تذکیر کردوں کہ ان شاء اللہ بار بار سوال کی حاجت نہ ہو اور ذی فہم سنی ایسے لاکھ شبہے ہوں تو سب کا جواب خود دے، فقیر نے قرآن عظیم کی آیات قطعیہ سے ثابت کیا کہ قرآن عظیم نے ۲۳ برس میں بتدریج نزولِ اجلال فرما کر اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جہج ماکان و مایکون

^۱ مسند احمد بن حنبل حدیث ابنی عامر الاشعری المکتب الاسلامی بیروت ۱۲۹/۱۶۴

یعنی روزِ اول سے روزِ آخر تک کی ہر شے ہر بات کا علم عطا فرمایا، اور اصول میں مبرہن ہو چکا کہ آیاتِ قطعیہ کے خلاف کوئی حدیث احاد بھی مسلم نہیں ہو سکتی، اگرچہ سنداً صحیح ہو تو مخالف قرآنِ عظیم کے خلاف پر جو دلیل پیش کرے اس پر چار باتوں کا لحاظ لازم:

اول: وہ آیت قطعی الدلالت یا ایسی ہی حدیث متواتر ہو۔

دوم: واقعہ تمامی نزولِ قرآن کے بعد کا ہو۔

سوم: اس دلیل سے راسخ عدم حصولِ علم ثابت ہو کہ مخالف مستدل ہے اور محلِ ذہول میں اس پر جزمِ محال، اور وہ منافی حصولِ علم نہیں بلکہ اس کا مثبت و مقتضی ہے۔

چہارم: صراحۃً نفی علم کرے ورنہ بہت علوم کا اظہارِ مصلحت نہیں ہوتا اور اللہ اعلم یا خدا ہی جانے یا اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ایسی جگہ قطعِ طع جواب کے لیے بھی ہوتا ہے اور نفی حقیقت ذاتیہ، نفی عطائیہ کو مستلزم نہیں۔ اللہ عزوجل روزِ قیامت رسولوں کو جمع کر کے فرمائے گا "مَاذَا أُجِبْتُمْ" تم جو کفار کے پاس ہدایت لے کر گئے انہوں نے کیا جواب دیا، عرض کریں گے "لَا عِلْمَ لَنَا"^۱۔ ہمیں کچھ علم نہیں۔

ان شبہات اور انکے امثال کے رد کو بھی چار جملے بس ہیں، اور یہاں امرِ پنجم اور ہے کہ وہ واقعہ روزِ اول سے قیامِ قیامت تک یعنی ان حوادث سے ہو جو لوجِ محفوظ میں ثبت ہیں کہ انہیں کے احاطہ کا دعویٰ ہے۔ امور متعلقہ ذات و صفات وابد وغیرہ نامتناہیات سے ہو تو بحث سے خروج اور دائرہ جنون و سفاہت میں صریح و لوج ہے۔ ان جملوں کے لحاظ کے بعد وہابیہ کے تمام شبہات برباد ہو جاتے ہیں "كَسَجَرَ تَحْيِيَّتِهِ اجْتَنَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَالَهَا مِنْ قَرَارٍ"^۲ (جیسے ایک گندہ پیڑ کہ زمین کے اوپر سے کاٹ دیا گیا ہے اب اُسے قیام نہیں۔ ت) اب یہیں ملاحظہ کیجئے:

اولاً: چاروں شبہے امرِ اوّل سے مردود ہیں ان میں کون سی آیت یا حدیث قطعی الدلالت ہے۔

ثانیاً: دوسرا اور چوتھا شبہے امرِ دوم سے دوبارہ مردود ہیں کہ یہ ایامِ نزول کے وقائع ہیں یا کم از کم ان کا بعد تمامی نزول ہونا ثابت نہیں۔

ثالثاً: دوسرا شبہے امرِ سوم سے سہ بارہ اور تیسرا دوبارہ مردود ہے، شبہے دوم میں تو صریح بدیہی یقینی ذہول تھا، نماز فعلِ اختیاری ہے اور فعلِ اختیاریہ بے علم و شعور ناممکن مگر وہابیہ

^۱ القرآن الکریم ۵/ ۱۰۹

^۲ القرآن الکریم ۱۲/ ۲۶

بدیہیات میں بھی انکار رکھتے ہیں۔ ذلک بانہم قوم یکابرون (یہ اس لیے ہے کہ وہ حق کا انکار کرنے والی قومی ہے۔ ت) اور شُبہ سوم کا حال بھی ظاہر، روزِ قیامت کا عظیم ہجوم، تمام اولین و آخرین و انس و جن کا ازدحام، لاکھوں منزل کے دور میں مقام اور حوض و صراط و میزان پر گنتی شمار کی حد سے باہر، مختلف کام اور ہر جگہ خبر گیراں صرف ایک محمد رسول اللہ سید الانام علیہ و علی آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام اس سے کروڑوں حصے کا کروڑواں حصہ ہجوم، کارہائے عظیمہ ممہ اگر ایسے دس ہزار پر ہو جن کی عقل نہایت کامل اور حواس کمال مجتمع اور قلب اعلیٰ درجہ کا ثابت توان کے ہوش پراں ہو جائیں، آئے حواس گم ہوں یہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سینہ پاک ہے جس کی وسعت کے حضور عرش اعظم مع جملہ عوالم صحرائے لق و دق میں بھٹکنے کے مانند ہیں جسے ان کا رب فرماتا ہے: "أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ" ^۱۔ (کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا۔ ت) پھر ان عظیم و خارج از حد کاموں کے علاوہ وقت وہ سہناک کہ اکابر انبیاء و مرسلین نفسی نفسی پکاریں، رب عز و جل اس غضب شدید کے ساتھ تجلی فرمائے ہو کہ نہ اس سے پہلے کبھی ہوئی نہ اس کے بعد کبھی ہو، پھر ایک مسلمان انہیں اس سے زیادہ پیارا جیسے مہربان ماں کو اکھوتا بچہ، وہ جوشِ ہیبت، وہ کام کی کثرت، وہ وفورِ رحمت، وہ لاکھوں منزل کا دورہ، وہ کروڑوں طرف نظر، سسکھوں طرف خیال، ایسی حالت میں اگر بعض باتیں ذہن اقدس سے اتر جائیں تو عینِ اعجاز ہے، جس سے بالا صرف علم الہی ہے و بس۔ "ولکن الوہابیۃ قوم لایعقلون" (لیکن وہابی وہ قوم ہیں جنہیں عقل نہیں۔ ت) اور اس پر صریح دلیل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمام امت کا دکھایا جانا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام امت کے اعمال برابر عرض ہوتے رہنا تو ہے ہی، جس پر احادیثِ کثیرہ ناطق، اگرچہ وہابیہ اپنی ڈھٹائی سے انکار کریں مگر سب سے زیادہ صاف صریح دلیل قطعی یہ ہے کہ آخر روزِ قیامت کچھ لوگوں کی نسبت یہ واقعہ پیش آنے کی حدیث بیان کون فرما رہا ہے، خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی تو ارشاد فرما رہے ہیں اگر اس ہجومِ عظیم، کارہائے خطیر میں ذہول نہ ہوتا تو یہ واقعہ ہی نہ ہوتا تو اس وقت اتنے ذہول سے چارہ نہیں۔ "لَیْقُضِی اللہُ أَمْرًا کَانَ مَفْعُولًا" ^۲۔ (تاکہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے۔ ت) ولکن الوہابیۃ قوم یفرقون (لیکن وہابی تفریق پیدا کرنے والی قوم ہے۔ ت)

رابعا: پہلا شبہ امر چہارم سے دوبارہ مردود ہے کسی کی مقدار عمر و وقتِ موت اسے بتادینا

^۱ القرآن الکریم ۱/۹۴

^۲ القرآن الکریم ۸/۴۴

غالب اوقات اکثر ناس کے لیے مصلحت دینیہ کے خلاف ہے تو ایسے مہمل سوال کے جواب سے اگر اعراض فرمایا اور حوالہ بخدا فرمادیا، کیا مستبعد ہے۔

فائدہ:

یہ انہیں جملوں سے ان چاروں شبہوں کے متعدد رد ہو گئے، اب بتوفیقہ تعالیٰ بعض افادیت ذکر نہ کریں کہ وہابیہ کی کمال حالت آفتاب سے زیادہ روشن ہو اور چاروں شبہوں میں ہی ایک پر چار چار رد ہو جائیں۔

فاقول: وبالله التوفیق (چنانچہ میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ ت)

شبہ اولیٰ: کے دو رد گزرے امرادل و چہارم سے، ثالثاً حضرات علمائے وہابیہ کی جہالت تماشا کردنی۔ امام احمد بن حنبل نے خواب دیکھا اور امام ابن سیرین سے تعبیر پوچھی۔ اے سبحان اللہ! جھوٹ گھڑے تو ایسا گھڑے، امام ابن سیرین کی وفات سے ساڑھے تریپن (۱۲/۵۳) برس بعد امام احمد کی ولادت ہوئی ہے۔ ابن سیرین کی وفات نہم شوال ایک سو دس (۱۱۰ھ) کو ہے اور امام احمد کی ولادت ربیع الاول ایک سو چونسٹھ (۱۶۴ھ) میں۔ تقریب میں ہے:

محمد بن سیرین ثقة ثبت عابد کبیر القدر مکت سنة عشر ومائة ¹	محمد بن سیرین ثقة، ثبت، عبادت گزار اور بڑی قدر و منزلت والے ہیں، ان کا وصال ۱۱۰ھ میں ہوا۔ ت)

وفیات الاعیان میں ہے:

محمد بن سیرین له البید الطولی فی تعبیر الرؤیا توفي تاسع شوال يوم الجمعة سنة عشر ومائة بالبصرة ²	محمد بن سیرین جو کہ خوابوں کی تعبیر میں کامل مہارت رکھتے تھے، نے ۹ شوال ۱۱۰ھ بروز جمعہ میں بصرہ میں وفات پائی۔ ت)

تقریب میں ہے:

احمد بن محمد بن حنبل مکت احدی واربعین وله سبع وسبعون سنة ³	امام احمد بن محمد بن حنبل نے ۲۴۱ھ میں وصال فرمایا جب کہ آپ کی عمر مبارک ۷۷ برس تھی۔ ت)

¹ تقریب التہذیب ترجمہ ۵۹۶۶ محمد بن سیرین دارالکتب العلمیہ بیروت ۸۵/۲

² وفیات الاعیان ترجمہ ۵۶۵ محمد بن سیرین دارالثقافة بیروت ۱۸۲/۴

³ تقریب التہذیب ترجمہ ۹۶ احمد بن محمد بن حنبل دارالکتب العلمیہ بیروت ۴۴/۱

وفیات الاعیان میں ہے:

الامام احمد بن حنبل خرجت أمه من مرو وهي حامل به فولدتہ فی بغداد فی شهر ربیع الاول سنة اربع وستين ومائة ¹ ۔	امام احمد بن حنبل کی والدہ ماجدہ مرو سے نکلیں جبکہ امام احمد ان کے شکم میں تھے، چنانچہ آپ کی والدہ نے آپ کو شہر بغداد میں ربیع الاول شریف ۱۶۴ھ میں جنا۔ (ت)

مگر یہ کہنے کہ امام احمد علیہ الرحمہ نے جب کہ اپنے جد امجد کی پشت میں نطفے تھے یہ خواب دیکھا اور امام ابن سیرین نے مافی الارحام (جو رحموں میں ہے۔ ت) سے بھی خفی ترغیب مافی الاصلاح (جو پشتوں میں سے۔ ت) کو جانا اور تعبیر بیان کی۔ یوں آپ کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی غیب دانی نہ ہوئی تو ابن سیرین کو علم غیب ہوا۔ یہ شاید حضرات وہابیہ پر آسان ہو کہ ان کو اوروں کو فضائل سے اتنی عداوت نہیں جتنی اصل اصول جملہ فضائل یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔

لطیفہ جلیلہ: دیوبندی علماء کی جہالت اپنے قابل ہے، ان کے اکابر کی ان سے بھی بڑھ کر ان کے قابل تھی، عالمی جناب امام الوہابیہ مولوی گنگوہی صاحب آنجمانی اپنے ایک فتوے میں اپنی دادِ قابلیت دیتے ہوئے فرماتے ہیں، حسین بن منصور کے قتل پر امام ابو یوسف شاگردِ امام ابو حنیفہ جو کہ سید العلماء تھے اور سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو تمام سلاسل کے مرجع ہیں دونوں نے فتویٰ قتل کا دیا، بجا ہے۔ (حاشیہ: قتل پر قتل کا فتویٰ بھی قابلِ تماشا ہے، یعنی قتل کو قتل کیا جائے یا قاتل کو۔ ۱۲) در فن تاریخ ہم کمالے دارند (فن تاریخ میں بھی کمال رکھتے ہیں۔ ت)

سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پنجم ربیع الاول یا ربیع الاخر ایک سو بیاسی ہجری (۱۸۲ھ) کو ہے اور حضرت حسین بن منصور حلاج قدس سرہ، کا یہ واقع ۲۳ ذی القعدہ (۳۰۹ھ) تین سو نو ہجری میں، دونوں میں قریب ایک سو اٹھائیس (۱۲۸) برس کے فاصلہ ہے مگر امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غیب داں کہیے کہ اپنی وفات سے سو سو برس بعد کے واقعہ کو جان کر حلاج کے قتل کا پیشگی فتویٰ دے گئے۔ تذکرۃ الحفاظ علامہ ذہبی میں ہے:

القاضی ابو یوسف الامام العلامة الفقیہ العراقین صاحب ابی حنیفۃ اجتماع	قاضی ابو یوسف امام، علامہ، اہل کوفہ و بصرہ کے فقیہ اور امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں، تمام مسلمان

¹ وفیات الاعیان ترجمہ ۲۰ احمد بن حنبل دار الثقافة بیروت ۱/۶۴

عليه المسلمون مات في ربيع الآخر سنة ثنتين وثمانين ومائة عن سبعين سنة الاسنة وله اخبار في العلم والسيادة ¹	آپ پر متفق ہیں۔ آپ نے ماہ ربیع الثانی ۱۸۲ ہجری کو ۶۹ برس کی عمر میں وصال فرمایا۔ علم و سیادت میں ان کی متعدد خبریں ہیں۔ (ت)

وفیات الاعیان میں ہے:

كانت ولادة القاضي أبي يوسف سنة ثلث عشرة ومائة وتوفي يوم الخميس اول وقت الظهر لخمس خلون من شهر ربيع الاول سنة اثنتين وثمانين ومائة ببغداد ²	قاضی ابویوسف کی ولادت ۱۱۳ھ کو اور وفات ۵ ربیع الاول ۱۸۲ھ بروز جمعرات بوقت اول ظہر بغداد میں ہوئی۔ (ت)

اسی میں تاریخ شہادت حضرت حلاج میں لکھا:

"يوم الثلاثاء لسبع بقين وقيل لست بقين من ذي القعدة سنة تسع وثلثمائة ³	۲۳ یا ۲۴ ذوالقعدہ ۳۰۹ھ بروز منگل (ت)

سلطان اور نگزیب محی الدین عالمگیر انار اللہ تعالیٰ برہانہ کی حکایت مشہور ہے کہ کسی مدعی ولایت کا شہرہ سن کر اس کے پاس تشریف لے گئے، اس کی عمر طویل بتائی جاتی تھی۔ سلطان نے پوچھا۔ جناب کی عمر شریف کس قدر ہے؟ کہا مجھے تحقیق تو یاد نہیں مگر جس زمانے میں سکندر ذوالقرنین امیر تیمور سے لڑ رہا تھا میں جوان تھا سلطان نے فرمایا: علاوہ کشف و کرامات در فن تاریخ ہم کمالے دارند (کشف و کرامات کے علاوہ فن تاریخ میں بھی کمال رکھتے ہیں۔ ت)

دیوبندی صاحبوں نے تو ترپن چون ہی برس کا بل رکھا تھا، جناب گنگوہی صاحب سوا سو برس سے بھی اونچے اڑ گئے یعنی شملہ بمقدار علم، اس سنت پر قائم ہو کر اگر کوئی دیوبندی یا تھانوی حضرت گنگوہی صاحب کے تذکرہ میں لکھ دیتا کہ عالیجناب گنگوہیت مآب کو ابن ملجم نے غسل دیا اور یزید نے نماز پڑھائی اور شمر نے قبر میں اتارا، تو کیا مستعجب تھا بلکہ وہ اس سے قریب تر ہوتا دو وجہ سے۔

¹ تذکرۃ الحفاظ ترجمہ ۱۲۷۳/۲۲۱ ابویوسف یعقوب بن ابراہیم دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۲۱۳

² وفيات الاعیان ترجمہ ۸۲۲ قاضی ابویوسف یعقوب بن ابراہیم دارالثقافة بیروت ۶/۳۸۸

³ وفيات الاعیان ترجمہ ۱۸۹ الحاج حسین بن منصور دارالثقافة بیروت ۲/۱۳۵

اؤگ: ممکن کہ اشتراک اسماء ہو، وفات گنگوہی صاحب کے وقت جو لوگ ان کاموں میں ہوں انکے یہ نام ہوں۔

ٹائپا: باب تشبیہ واسع ہے جیسے لکل فرعون موسیٰ (ہر فرعون کے مقابلے میں موسیٰ ہوتا ہے۔ ت) مگر جناب گنگوہی صاحب کے کلام میں کہ امام ابو یوسف شاگرد امام ابو حنیفہ جو سید العلماء تھے کوئی تاویل بنتی نظر نہیں آتی سوا اس کے اتنا عظیم جہل شدید یا حضرت امام پر اتنا بیباکانہ افتراء بعید و لاجول ولا قوۃ الا باللہ العزیز المجید۔

رباعا: بفرض صحت حکایت یہ معبر کی اپنی مقدار علم ہے ممکن کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عمر ہی بتائی ہو خواہ مجموع خواہ باقی۔ پانچ انگلیوں سے اشارے میں پانچ یا چھ دن یا ہفتے یا مہینے یا برس یا ساٹھ بہتر برس یا تیس سال دس مہینے گیارہ دن یا اکتیس سال چار مہینے چند دن، بارہ احتمال ہیں، کیا دلیل ہے کہ خواب دیکھنے والے کی عمر اگرچہ بفرض غلط امام احمد ہی ہوں روز خواب سے آخر تک ان میں سے کسی مقدار پر نہ ہوئی امام احمد کی عمر شریف سنتر (۷۷) سال ہوئی، اگر پانچ برس کی عمر میں خواب دیکھا ہو تو سب میں بڑا احتمال بہتر سال ممکن ہے اور باقی زیادہ واضح ہیں، یا اصل دیکھے تو امام احمد و امام ابن سیرین کا نام تو دیوبندیوں نے بنالیا۔ کیا دلیل کہ واقعی خواب دیکھنے والے کی ساری عمر چار احتمال اخیر سے کسی شمار پر نہ ہوئی خواب دیکھنے والے کی تاریخ اور دیکھنے والے کی تاریخ ولادت وفات یہ سب صحیح طور پر معلوم ہونیں اور ثابت ہو کہ اس کی مجموع عمر و باقی عمر کوئی ان میں سے کسی احتمال پر ٹھیک نہیں آتی، اس وقت اس کہنے کی گنجائش ہو کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے مقدار عمر کی طرف اشارہ نہ فرمایا، اور جب کہ ان میں سے کچھ ثابت نہیں تو ممکن کہ حضور حضور نے عمر ہی بتائی ہو معبر کو اس کے جاننے کی طرف راہ نہ تھی لہذا اپنی سمجھ کے قابل اسے غیوبِ خمسہ کی طرف پھیر دیا، دیوبندیوں کو تو شاید اس اشارے میں یہ بارہ احتمال سمجھنے بھی دشوار ہوں حالانکہ وہ نہایت واضح ہیں اور ان کے سوا اور دقیق احتمام بھی تھے کہ ہم نے ترک کر دیئے۔

شبہ ثانیہ: کے تین رد گزری امر اول و دوم و سوم سے۔ رباعا دیوبندیوں کی عبارت کہ آپ کے علم مشاہدہ میں نقصان ثابت ہو گیا علم غیب پر اطلاع تو ابھی دور ہے جس ناپاک و بیباک طرز پر واقع ہوئی اس کا جواب تو ان شاء اللہ تعالیٰ روز قیامت ملے گا مگر ان سفیہوں کو دین کی طرح عقل سے بھی مس نہیں، امر اہم و اعظم و اجل و اعلیٰ میں اشتعال بارہا امر سہل سے ذہول کا باعث ہوتا ہے، ایسی جگہ اس کے ثبوت سے ہی اس کا انتفا ہوتا ہے نہ کہ اس کی نفی سے اس کی نفی پر استدلال کیا جائے۔ و لکن الوہابیہ قوم یجھلون (لیکن وہابی جاہل قوم ہے۔ ت)

شبہ ثالثہ: کے دو ارد گزرے امر اول و سوم سے۔

ثانیاً: یہ حدیث جس طرح دیوبندی نے بتائی صریح افتراء ہے، نہ صحیح مسلم میں کہیں اس کا پتا ہے۔

رابعاً: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اعمال اُمت پیش کیے جانے کو غلط و محض افتراء کہنا غلط و محض افتراء ہے۔ زار اپنی مسند میں بسند صحیح جید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

میری زندگی تمہارے لیے بہتر ہے مجھ سے باتیں کرتے ہو اور ہم تم سے باتیں کرتے ہیں، اور میری وفات بھی تمہارے لیے بہتر، تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جائیں گے جب بھلائی دیکھوں گا حمد الہی بجالاؤں گا اور جب برائی دیکھوں گا تمہاری بخشش چاہوں گا۔ (ت) اے اللہ! درود و سلام اور برکت عطا فرما آپ پر ایسا درود جو تیری اور ان کا رضا کا ذریعہ ہو اور اس سے انکے عظیم حق کی ادائیگی ہو۔ آمین۔ (ت)	حیاتی خیر لکم تحدثون ونحدث لکم، ووفاتی خیر لکم تعرض علیٰ اعمالکم فماریت من خیر حمدت اللہ علیہ ومارأیت من شر استغفرت اللہ لکم¹۔ اللهم صل وسلم وبارک علیہ صلوة تكون لك وله رضا ولحقه العظیم اداء آمین۔

مسند حارث میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

میری جینا تمہارے لیے بہتر ہی مجھ سے باتیں کرتے ہو اور ہم تمہارے نفع کی باتیں تم سے فرماتے ہیں، جب میں انتقال فرماؤں گا تو میری وفات تمہارے لیے خیر ہوگی، تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جائیں گے اگر نیکی دیکھوں گا حمد الہی کروں گا اور دوسری بات پاؤں گا تو تمہاری مغفرت طلب کروں گا۔	حیاتی خیر لکم تحدثون وتحدث لکم فاذا انامت کانت وفاتی خیر لکم تعرض علیٰ اعمالکم فان رأیت خیرا حمدت اللہ وان رأیت شرا ذلک استغفرت اللہ لکم²۔

¹ البحر الزخار المعروف بمسند البزار حدیث ۱۹۲۵ مکتبہ العلوم والحکم مدینۃ المنورۃ ۵/ ۳۰۸، ۳۰۹

² الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر ما قرب الرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم من اجله دار صادر بیروت ۲/ ۱۰۴

ف: حدیث کے مذکورہ بالا الفاظ طبقات ابن سعد میں بحر بن عبداللہ مزیٰ سے منقول ہے۔

اللهم صل وسلم وبارك عليه قدر راقته ورحمة بامته ابداً آمين۔	اے اللہ! آپ پر ہمیشہ اس قدر درود و سلام اور برکت نازل فرما جس قدر آپ اپنی امت پر مہربان ہیں، آمین (ت)

ابن سعد طبقات اور حارث مسند میں اور قاضی اسماعیل بہ سند ثقات بکر بن عبدالبر مزیٰ سے مرسلًا راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

حیاتی خیر لکم تحدثونی ونحدث لکم فاذا نامت کانت وفاتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فان رأیت خیر احمدت اللہ وان رأیت شراً استغفرت لکم ^۱ ۔	میری حیات تمہارے لیے بہتر ہے، جو نئی بات تم سے واقع ہوتی ہے ہم اس کا تازہ علاج فرماتے ہیں جب میں انتقال کروں گا میری وفات تمہارے لیے بہتر ہوگی تمہارے اعمال میرے حضور معروض ہوں گے میں نیکیوں پر شکر اور بدی پر تمہارے لیے استغفار فرماؤں گا۔
اللهم صل وسلم وبارك على هذا الحبيب الذي ارسلته رحمة وبعثته نعمة وعلى اله وصحبه عدد كل عمل وكلمة امين۔	اے اللہ تعالیٰ! تمام اعمال اور تمام کلمات کی تعداد کے مطابق درود و سلام اور برکت نازل فرما اس حبیب پر جسے تو نے رحمت اور نعمت بنا کر بھیجا ہے، آمین۔ (ت)

امام ترمذی محمد بن علی والد عبدالعزیز سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

تعرض الاعمال يوم الاثنين ويوم الخميس على الله تعالى وتعرض على الانبياء وعلى الالباء والامهات يوم الجمعة فيفرحون بحسناتهم وتزداد وجوههم بيضا ونزهة فاتقوا	ہر دو شنبہ و پینچشنبہ کو اعمال اللہ کے حضور پیش ہوتے ہیں اور ہر جمعہ کو انبیاء اور مال باپ کے سامنے، وہ نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں اور انکے چہروں کی نورانیت اور چمک بڑھ جاتی ہے، تو اللہ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو اپنی بد اعمالیوں

^۱کنز العمال بحوالہ ابن سعد عن بکر بن عبداللہ مرسلًا حدیث ۳۱۹۰۳ موسستہ الرسالہ بیروت ۱۱/۷۰، الجامع الصغیر بحوالہ ابن

سعد عن بکر حدیث ۳۷۷۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۲۹/۱

اللہ تعالیٰ ولا تؤذوا موتاكم ^۱ ۔	سے ایذا نہ دو۔
اللهم وفقنا لما ترضاه ويرضاه نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم و تزاد وجوه ابائنا وامهاتنا بياضا واشراقا امين۔	اے اللہ ! ہمیں ایسے اعمال کی توفیق عطا فرما جن پر تُو اور ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوش ہوں اور ان سے ہمارے ماں باپ کے چہروں کی نورانیت اور چمک میں اضافہ ہو، آمین۔ (ت)

ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اعمال امتی تعرض علی فی کل یوم جمعة، واشتد غضب اللہ علی الزناة ^۲ ۔	بے شک ہر جمعہ کے دن میری امت کے اعمال مجھ پر ہوتے ہیں اور زانیوں پر خدا کا سخت غضب ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

امام اجل عبد اللہ بن مبارک سعید بن مسیب بن حزن رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی:

لیس من یوم الاتعرض فیہ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعمال امتہ غدوة وعشیة فیعرفہم بسیماہم واعمالہم ^۳ ۔	کوئی دن ایسا نہیں جس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ان کی اُمت کے اعمال صبح و شام دو دفعہ پیش نہ ہوتے ہوں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انہیں ان کی نشانی صورت سے بھی پہچانتے ہیں اور ان کے اعمال سے بھی، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

تیسرے شرح جامع صغیر میں ہے:

وذلك كل یوم كما ذكره المؤلف وعدة من خصوصیاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و تعرض علیہ ایضاً مع الانبیاء	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں پیشی تو ہر روز ہے جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی نے ذکر فرمایا اور اسے حضور کے خصائص سے گنا اور ہر دو شنبہ و پنجشنبہ کو بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ

^۱ نوادر الاصول الاصل السابغ واستون والمائة الخ دار صادر بیروت ص ۲۱۳

^۲ حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۳۵۸ عمران القصیر دار الکتب العربی بیروت ۱۷۹/۶

^۳ کتاب الزہد باب فی عرض عمل الاحیاء علی الاموات حدیث دار الکتب العلمیہ بیروت الجزء الرابع ص ۴۲

والاباء يوم الاثنين والخييس ^۱ قاله تحت حديث ابن سعد المذکور، واللہ تعالیٰ اعلم۔	علیہ وآلہ وسلم پر اعمال امت انبیاء اور آباء کے ساتھ پیش ہوتے ہیں۔ (یہ بات امام مناوی نے حدیث ابن سعد مذکور کے تحت فرمائی ہے، اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ ت)

اس طرح بارگاہ حضور میں اعمال امت کی پیشی روزانہ ہر صبح وشام کو الگ ہوتی ہے پھر ہر دو شنبہ اور پینچشنبہ کو جدا، پھر ہر جمعہ کو ہفتہ بھر کے اعمال کی پیشی جدا۔ بالجملہ دیوبندیوں کا اسے غلط و افترائے محض کہنا محض اسی بنا پر ہے کہ فضائل محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جلتے ہیں، صحیح حدیثوں کو کیا مانیں جب قرآن عظیم ہی سے بچ کر نکلتے ہیں، اوندھے چلتے ہیں، "فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَ اللَّهِ وَآيَاتِهِ يُؤْمِنُونَ" ^۲۔ (پھر اللہ اور اس کی آیتوں کو چھوڑ کر کون سی بات پر ایمان لائیں گے۔ ت) شبہ رابعہ: کے دو زرد گزرے امر اول و دوم سے۔

ثالثاً: حدیث ترمذی، جس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر شدید اعتراض جمانا چاہا "وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ" ^۳۔ (اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ ت) اصول محدثین پر محل کلام اور اصول دین پر قطعاً حجیت سے ساقط ہے، ترمذی کے یہاں اس کے لفظ یہ ہیں۔

حدثنا محمد بن يحيى ثنا محمد بن يوسف عن اسرائيل ثنا سبأ بن حرب عن علقمة بن وائل الكندي عن ابيه ان امرأة خرجت على عهد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم تريد الصلوة فتلقاها رجل فتجللها ففضى حاجته منها فصاحت فانطلق ومر عليها رجل فقالت ان ذلك الرجل فعل بي كذا وكذا، ومرت بعصابة	علقمة بن وائل کنڈی اپنے باپ (وائیل) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہد اقدس میں ایک عورت نماز پڑھنے کے لیے نکلی تو اسے ایک مرد ملا جس نے اسے ڈھانپ لیا اور اس سے اپنی حاجت پوری کی وہ عورت چیچی تو وہ شخص چلا گیا، ایک اور شخص اس عورت کے پاس سے گزرا تو اس عورت نے کہا کہ اس مرد نے میرے ساتھ ایسا کیا ہے۔ اور وہ خاتون مہاجرین کی

^۱ التيسير شرح الجامع الصغير تحت الحديث حيأتی خير لكم مكتبة الامام الشافعي رياض ۵۰۲/۱

^۲ القرآن الكريم ۴۵/۶

^۳ القرآن الكريم ۲۶/۲۲

ایک جماعت کے پاس سے گزری اور کہا اس مرد نے میرے ساتھ ایسا کیا ہے۔ وہ لوگ گئے اور اس مرد کو پکڑ لائے جس کے بارے میں اس خاتون نے گمان کیا تھا کہ اس نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے، جب وہ اسے خاتون کے پاس لائے تو اس نے کہا ہاں یہ وہی ہے، چنانچہ وہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے پھر جب آپ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا تو وہ شخص اٹھ کر کھڑا ہو گیا جس نے فی الواقع اس عورت سے زنا کیا تھا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ! میں نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے، چنانچہ آپ نے اس عورت سے فرمایا: جا اللہ تعالیٰ نے تیری مغفرت کردی، اور پہلے مرد سے اچھا کلام فرمایا اور دوسرے مرد جس نے حقیقتاً زنا کیا تھا کہ بارے میں فرمایا کہ اس کو سنگسار کر دو پھر فرمایا اس نے ایسی توبہ کی کہ اگر تمام اہل مدینہ یہ توبہ کرتے تو ان سے قبول کر لی جاتی۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، علقمہ بن وائل بن حجر نے اپنے باپ سے سماعت کی ہے اور وہ عبد الجبار بن وائل سے بڑے ہیں عبد الجبار نے اپنے باپ سے کچھ نہیں سُنات)	من البہاجرین فقلت ان ذالك الرجل فعل بی کذا کذا فانطلقوا فآخذوا الرجل الذی ظنت انه وقع علیہا واتوها فقلت نعم هو هذا فاتوا به رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلما امر به لرحم قلم صاحبہا الذی وقع علیہا فقال یا رسول اللہ انا صاحبہا فقال لها اذهبی فقد غفر اللہ لك، وقال للرجل قولاً حسناً، وقال للرجل الذی وقع علیہا ارجعوه وقال لقد تاب توبۃ لوتابها اهل المدينة لقبل منهم، هذا حدیث حسن غریب صحیح، وعلقمة بن وائل بن حجر سَمِعَ من ابیہ وھو اکبر من عبد الجبار بن وائل وعبد الجبار بن وائل لم یسمع من ابیہ^۱۔

(۱) وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علقمہ کے سماع میں کلام ہے، امام یحییٰ بن معین ان کی روایت کو منقطع بتاتی ہیں اور اسی پر حافظ نے تقریب میں جزم کیا، میزان میں ہے:

علقمہ بن وائل بن حجر صدوق ہے مگر یحییٰ بن معین	علقمہ بن وائل بن حجر صدوق الا ان

^۱ جامع الترمذی ابواب الحدود باب ما جاء فی المرأة اذا استكرهت علی الزنا ابن کثیر دہلی ۱/ ۱۷۵

یحییٰ بن معین یقول فیہ روایۃ عن ابیہ مرسلۃ ^۱ ۔	کہتے ہیں کہ اس کی روایت اپنے باپ سے مرسل ہے۔ (ت)

تقریب میں ہے:

علقہ بن وائل صدوق الا انه لم یسمع من ابیہ ^۲ ۔	علقہ بن وائل صدوق ہے مگر اپنے باپ سے اس نے کچھ نہ سنا۔ (ت)

(۲) پھر سماک بن حرب میں کلام ہے، تقریب میں ہے:

قد تغیر بأخبرہ فکان ربما یلقن ^۳ ۔	آخر عمر میں وہ متغیر ہو گئے تھے چنانچہ بسا اوقات انہیں تلقین کی جاتی تھی۔ (ت)

امام نسائی نے اس کے باب میں یہ فیصلہ کیا کہ جس حدیث کے تنہا وہی راوی ہوں حجت نہیں۔ میزان میں ہے:

قال النسائی اذا انفرد باصل لم یکن بحجة لانه کان یلقن فیتلقن ^۴ اه وقد انقد الحافظ علی الترمذی تصحیحاتہ بل وتحسیناتہ کہا بیناہ فی مدارج طبقات الحدیث وغیرہا من تصانیفنا۔	نسائی نے کہا جس حدیث میں علقہ منفرد ہو وہ حجت نہیں کیونکہ انہیں بات سمجھائی جاتی تب وہ سمجھتے اور حافظ نے ترمذی پر اس کی تصحیحات بلکہ اس کی تحسینات پر تنقید کی، جیسا کہ ہم نے اپنی تصانیف مدارج طبقات الحدیث وغیرہ میں اس کو بیان کیا ہے۔ (ت)

اور اس پر ظاہر کہ اس حدیث کا مدار سماک پر ہے۔

(۳) ابوداؤد نے یہ حدیث بعینہ اسی سند سے روایت کی اور اسی میں یہ لفظ لیو جم (کہ اسے رجم کیا جائے)۔ (ت) جو منشاء اعتراض وہابی ہے، اصلاً نہیں، اس کی سند یہ ہے:

حدثنا محمد بن یحییٰ بن فارس	ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یحییٰ بن فارس نے وہ

^۱ میزان الاعتدال ترجمہ ۵۷۱ علقہ بن وائل دار المعرفۃ بیروت ۱۰۸/۳

^۲ تقریب التہذیب ترجمہ ۴۷۰۰ علقہ بن وائل دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۲۸۷

^۳ تقریب التہذیب ترجمہ ۲۶۳۲ علقہ بن وائل دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۳۹۴

^۴ میزان الاعتدال ترجمہ ۳۵۴۸ سماک بن حرب دار المعرفۃ بیروت ۲/۲۳۳

نَافِرِیَابِی نَاسِرَائِیل نَاسَکَ بَن حَرَب عَن عَاقِمَہ بَن وَاثِل عَن اَبِیہ ^۱ ۔	کہتے ہیں ہمیں فریابی نے وہ کہتے ہیں ہمیں اسرائیل نے وہ کہتے ہیں ہمیں سماک بن حرب نے علقمہ بن وائل سے انہوں نے اپنے باپ سے حدیث بیان کی۔ (ت)

اور محل احتجاج میں لفظ صرف یہ ہیں:

فَقَالَتْ نَعْمَ هُوَ هَذَا فَاتَّوَابَہ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم فَلَمَّا اَمَرَہ قَامَ صَاحِبُہَا الَّذِی وَقَعَ عَلَیْہَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَنَا صَاحِبُہَا ^۲ ۔	اس عورت نے کہا ہاں یہ وہی ہے چنانچہ وہ لوگ اس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ جب آپ نے اس کے بارے میں حکم دیا تو وہ شخص کھڑا ہو گیا جس نے فی الواقع اس عورت سے زنا کیا تھا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے۔ (ت)

آخر میں:

قَالَ ابُو داؤد رواہ اسباط بن نصر ایضاً عن سماک ^۳ ۔	ابوداؤد نے کہا اس کو اسباط بن نصر نے بھی سماک سے روایت کیا ہے۔ (ت)

یہاں امر بہ مطلق ہے ممکن کہ تحقیقات کے لیے حکم فرمایا یہ بھی سہی کہ بقدر حاجت کچھ سخت گیری کرو قید کرو کہ اگر گناہ کیا ہو اقرار کرے کہ شرعاً متمم کی تعزیر جائز ہے۔ جامع ترمذی میں حسن بن معاویہ بن خیدہ قشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ سَعِیدٍ الْکَنْدِیُّ ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَکِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَکِیمٍ عَنْ اَبِیہ عَنْ جَدِّہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم حَبَسَ	ہمیں حدیث بیان کی علی بن سعید کندی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابن مبارک نے انہوں نے معمر سے انہوں نے بہز بن حکیم سے انہوں نے بواسطہ اپنے باپ اپنے دادا سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو

^۱ سنن ابی داؤد کتاب الحدود باب فی صاحب الحد یجیب فیقرآ قتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۴۵

^۲ سنن ابی داؤد کتاب الحدود باب فی صاحب الحد یجیب فیقرآ قتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۴۵

^۳ سنن ابی داؤد کتاب الحدود باب فی صاحب الحد یجیب فیقرآ قتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۴۶

کسی تہمت میں مجبوس فرمایا پھر چھوڑ دیا۔ اس باب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے۔ بہز کی حدیث بواسطہ اپنے باپ اپنے دادا سے حسن ہے۔ تحقیق اسماعیل بن ابراہیم نے بہز بن حکیم سے اس حدیث کو اتم واطول روایت کیا ہے۔ اہ میں کہتا ہوں ترمذی کی سند حسن ہے، علی، بہز اور حکیم تمام صدوق ہیں۔ اسماعیل بن ابراہیم کی روایت سے جس حدیث کی طرف ترمذی نے اشارہ کیا ہے۔ اس کو ابن ابی عاصم نے کتاب العفو میں روایت کیا، کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو بکر بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابن علیہ نے انہوں نے بہز سے انہوں نے بہز سے انہوں نے بواسطہ اپنے آپ کے اپنے دادا سے روایت کی کہ اُن کے بھائی نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میری پڑوسی کس بنیاد پر پکڑے گئے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اعراض فرمایا۔ انہوں نے بات دہرائی، آپ نے پھر اعراض فرمایا، اور پورا قصہ بیان کیا، اس کے آخر میں ہے کہ آپ نے فرمایا اس کی خاطر اس کے پڑوسیوں کو چھوڑ دو۔ (ت)	رجلا فی تہمة ثم خلی عند" قال الترمذی وفي الباب عن ابی ہریرۃ حدیث بہز عن ابیہ عن جدہ حدیث حسن، وقد روی اسمعیل بن ابراہیم عن بہز بن حکیم هذا الحدیث اتم من هذا واطول اه^۱ قلت سند الترمذی حسن، علی وبہز وحکیم کلہم صدوق ما اشار الیہ من رواۃ اسمعیل بن ابراہیم فقد رواہا ابن ابی عاصم فی کتاب العفو، قال حدثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ ثناء ابن علیہ عن بہز عن ابیہ عن جدہ ان اخاہ اقی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال جیرانی علی ما اخذوا فاعرض عنہ فاعاد قوله فاعرض عنہ وساق القصۃ قال فی اخرها خلوا لہ عن جیرانہ^۲۔

(۴) امام بغوی نے مصابیح میں یہ حدیث ذکر کی اور اس میں سرے سے دوسرے شخص کا جس پر غلطی سے تہمت ہوئی تھی قصہ ہی نہ رکھا، مصابیح کے لفظ یہ ہیں:

علقمہ بن وائل اپنے باپ وائل سے راوی ہیں کہ	عن علقمة بن وائل عن ابیہ

^۱ جامع الترمذی ابواب الدیات باب ما جاء فی الحبس فی التہمة امین کتب دہلی ۱۷۰/۱

^۲ حدیث بالمفہوم سنن ابی داؤد کتاب القضاء ۱۵۵/۴ و مسند احمد بن حنبل ۴/۵

ایک عورت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں نماز کے ارادہ سے نکلی تو ایک مرد اسے ملا جو اس پر چھا گیا۔ اس نے عورت سے اپنی حاجت پوری کر لی۔ وہ چیخی تو وہ مرد چلا گیا، مہاجرین کی ایک جماعت وہاں سے گزری تو وہ عورت بولی کہ اس شخص نے مجھ سے ایسا کیا ہے۔ لوگوں سے اس شخص کو پکڑ لیا پھر اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عورت سے فرمایا تو جا تجھے اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے۔ اس شخص کے بارے میں فرمایا جو اس پر چھا گیا تھا کہ اسے رجم کر دو، اور فرمایا یقیناً اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر یہ توبہ سارے مدینہ والے کرتے تو ان کی توبہ قبول ہو جاتی۔	ان امرأة خرجت على عهد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم تريد الصلوة فتلقاها رجل فتجملها ففقد حاجته منها فصاحت صريحة وانطلق ومرت بعصابة من المهاجرين فقالت ان ذلك فعل بي كذا وكذا، فأخذوا الرجل فاتوا به رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقال لها اذهبي فقد غفر الله لك وقال للرجل الذي وقع عليها ارجوه وقال لقد تاب توبة لو تابها اهل المدينة لقبل منهم¹۔

یہ بالکل بے دغدغہ ہے، مشکوٰۃ میں اسے ذکر کر کے کہا رواہ الترمذی و ابوداؤد² (اس کو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ ت)۔ (۵) اس لفظ ترمذی میں اصل علت یہ ہے کہ اگر کوئی عورت دھوکے سے کسی مرد پر زنا کی تہمت رکھ دے اور حاکم کے حضور نہ وہ مرد اقرار کرے نہ اصلاً کوئی شہادت معائنہ گزرے تو چار درکنار ایک گواہ بھی نہ ہو تو کیا ایسی صورت میں حاکم کو روایہ کہ صرف عورت کے نام لے دینے سے اس کے رجم و قتل کا حکم دے دے، حاشا ہر گز نہیں، ایسا حکم قطعاً، یقیناً، اجماعاً قرآن عظیم و شریعت مطہرہ کے بالکل خلاف اور صریح باطل و ظلم و خونِ انصاف ہے، اس سے کوئی شخص انکار

¹ مصباح السنة کتاب الحدود حدیث ۶۵۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۱۱۲

² مشکوٰۃ المصابیح کتاب الحدود، الفصل الثانی قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۳۱۲

نہیں کر سکتا، اور یہاں اسی قدر واقعہ تھا ہمارے ائمہ کے یہاں مقبول ہے مگر انقطاع باطن باجماع علماء مردود و باطل و مخذول ہے اگرچہ کیسی ہے سند لطیف و صحیح سے آئے نہ کہ یہ سند کہ بوجہ محل نظر ہے، سماک کے سوا اسرائیل میں بھی اختلاف ہے اگرچہ راجح توثیق ہے۔ امام علی مدینی نے فرمایا: اسرائیل ضعیف^۱۔ (اسرائیل ضعیف ہے۔ ت) ابن سعد نے کہا: منهم من يستضعفه^۲۔ (اُن میں سے بعض اُسی ضعیف قرار دیتے ہیں۔ ت) یعقوب بن شیبہ نے کہا: صالح الحديث وفي حديثه لين^۳ (صالح الحديث ہے اس کی حدیث میں کمزوری ہے۔ ت) میزان میں ہے: كان يحيى القطن لا يرصاه^۴۔ (یکٹی قطن اُسے پسند نہ کرتے تھے۔ ت)

ابن حزم نے کہا: ضعیف، اور ان کی متابعت کہ اسباط بن نصر نے کی، ان کا حال تو بہت گرا ہوا ہے۔ تقریب میں کہا:

صدوق کثیر الخطا یغرب اہ^۵۔ اما ما حاول به التفصی عنه فی حاشی نسخۃ الطبع اذ قال لعل المراد فلما قارب ان یامر به وذلك قاله الراوی نظر الی ظاهرا لا مریحیث انهم احضروه فی المحکم عند الامام والامام اشتغل بالتفتیش عن حاله اه^۶۔ فاقول: لا یجدی نفعاً	صدوق ہے بہت خطا کرتا ہے نوادر بیان کرتا ہے۔ اہ (ت) مطبوعہ نسخے کے حاشیے میں مُحشی نے یوں کہہ کر اشکال سے بچنے کا ارادہ کیا ہے کہ شاید مراد اس سے یہ ہو کہ جب آپ رحمہ کا حکم دینے کے قریب ہوئے اور راوی نے ظاہر امر کو دیکھتی ہوئے یہ کہہ دیا کہ آپ نے رحمہ کا حکم دیا۔ اس لیے کہ لوگوں نے اُس شخص کو امام کے پاس کچھری میں پیش کیا اور امام اس کے حال کی تفتیش میں مشغول ہوئے۔ اہ (ت) فاقول: (تو میں کہتا ہوں) یہ کچھ نفع نہیں

^۱ میزان الاعتدال ترجمہ ۸۲۰ اسرائیل بن یونس دار المعرفۃ بیروت ۲۰۹/۱

^۲ میزان الاعتدال ترجمہ ۸۲۰ اسرائیل بن یونس دار المعرفۃ بیروت ۲۰۹/۱

^۳ میزان الاعتدال ترجمہ ۸۲۰ اسرائیل بن یونس دار المعرفۃ بیروت ۲۰۹/۱

^۴ میزان الاعتدال ترجمہ ۸۲۰ اسرائیل بن یونس دار المعرفۃ بیروت ۲۰۹/۱

^۵ تقریب التہذیب ترجمہ ۳۲۱ اسباط بن نصر دار الکتب العلمیہ بیروت ۷۱/۱

^۶ جامع الترمذی باب الحدود باب ما جاء فی المرأة اذا استکرت علی الزناء (حاشیہ) امین کمپنی دہلی ۱۵۱/۱

دیتا کیونکہ تفتیش میں مشغول ہونے سے رجم کا حکم دینے کے قریب ہونا نہیں سمجھا جاتا جب تک وہاں اس کو ثابت کرنے والی کوئی شے نہ پائی جائے، جب کہ وہاں نہ گواہ ہیں نہ اقرار اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بغیر ثبوت کے کسی مسلمان کے قتل کا حکم نہیں دیتے تو ناظر پر محض تخمینے سے امر رجم کیسے ظاہر ہو گیا، بلکہ ایسے باطل و رکیک فہم جس سے عام لوگ بھی منزہ ہوں کی نسبت صحابہ کرام کی طرف کرنا پھر یہ دعوت کرنا کہ انہوں نے اس پر مکمل اعتماد کر لیا اور امر رجم کو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیا صحابہ کرام پر جسارت ہے اور یہ ان کی روایت سے امان کو اٹھا دے گا۔ بلندی و عظمت والے معبود کی توفیق کے بغیر نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے نہ نیکی کرنے کی قوت ہے۔ (ت)	فان الاشتغال بالتفتيش لا يفهم قرب الامر بالرجم مالم يكن هناك شيعي يثبتہ وما كان هناك شهود ولا اقرار وما كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ليامر بقتل مسلم من دون ثبت فكيف يظهر للنظر قرب الامر بالرجم رجما بالغيب بل نسبة مثل هذا الفهم الركيك الباطل الذي يترفع عنه احاد الناس الى الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم ثم ادعاء انهم اعتمدوا عليه كل الاعتماد حتى نسبوا الامر بالرجم الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ازراء بالصحابة وهو يرفع الامان عن رواياتهم ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم۔

راہگاہ: یہ سب علم ظاہر کے طور پر تھا اور علم حقیقت لیجئے تو وہابیہ کا عجب اوندھا پن قابل تماشا ہے وہ حدیث کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علوم غیب پر روشن دلیل ہے اس کو کوالٹی دلیل نفی ٹھہراتے ہیں، اللہ عزوجل نے ہمارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شریعت و حقیقت دونوں کا حکم بنایا حضور کے احکام شریعت ظاہرہ پر ہوتے اور کبھی حقیقت باطنہ پر حکم فرماتے مگر اس پر زور نہ دیا جاتا۔ ابن ابی شیبہ والیعلی و زار و بیہقی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایک شخص کی تعریف کی کہ جہاد میں ایسی قوت رکھتا ہے اور عبادت میں ایسی کوشش کرتا ہے، اتنے میں وہ سامنے سے گزرا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اس کے چہرے پر شیطان کا داغ پاتا ہوں۔ اس نے پاس آکر سلام کیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ	قال ذکر و ارجلا عند النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فذكر و ارجله في الجهاد واجتهاد في العبادة فاذا هم بالرجل مقبل فقال النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم اني لاجد في وجهه سفعة من الشيطان فلما دني فسلم فقال له

علیہ وآلہ وسلم نے اس کے دل کی بات بتائی کہ کیوں تو نے اپنے دل میں کہا کہ اس قوم میں تجھ سے بہتر کوئی نہیں۔ کہا ہاں، پھر چلا گیا اور ایک مسجد مقرر کر کے نماز پڑھنے کھڑا ہوا، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو اٹھ کر جائے اور اسے قتل کر دے؟ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے، دیکھا وہ نماز پڑھتا ہے واپس آئے اور عرض کیا کہ میں نے اسے نماز میں دیکھا مجھے قتل کرتے خوف آیا۔ حضور نے پھر فرمایا تم میں کون ایسا ہے کہ اٹھ کر جائے اور اسے قتل کر دے؟ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے اور نماز پڑھتا دیکھ کر چھوڑ آئے اور وہی عذر کیا۔ حضور نے پھر فرمایا۔ تم میں کون ایسا ہے جو اٹھ کر جائے اور اسے قتل کر دے؟ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کی میں حضور نے فرمایا: ہاں تم اگر اسے پاؤ۔ یہ گئے وہ جاچکا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ میری امت سے پہلی سینگ نکلا تھا اگر یہ قتل ہو جاتا تو آئندہ امت میں کچھ اختلاف نہ پڑتا۔

رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هل حدثت نفسك بأنه ليس في القوم احد خير منك؟ قال نعم. ثم ذهب فاختط مسجدا و وقف يصلي. فقال رسول الله ايكم يقوم فيقتله؟ فقام ابوبكر فأنطلق. فوجده يصلي. فرجع. فقال وجدته قائما يصلي. نهبت ان اقتله؟ فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم ايكم يقوم فيقتله؟ فقال عمر فصنع كما صنع ابوبكر. فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم ايكم يقوم فيقتله؟ فقال علي انا قال انت ان ادركته فذهب فوجده قد انصرف فرجع. فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم هذا اول قرن خرج في امتي لو قتلت ما اختلف اثنان بعده من امتي

1-

خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر کیا گیا جس نے چوری کی تھی، ارشاد ہوا اسے قتل کر دو، عرض کی گئی اس نے چوری ہی تو کی ہے۔ فرمایا: خیر ہاتھ کاٹ دو۔ پھر اس نے دوبارہ چوری کی اور قطع کیا گیا، سہ بارہ زمانہ صدیق اکبر میں پھر چرایا اور قطع کیا گیا۔ چوتھی بار پھر چوری کی اور قطع کیا گیا۔ پانچویں بار پھر چرایا۔

¹ دلائل النبوة للبيهقي باب ما روى في اخباره صلى الله عليه وسلم الرجل الذي وصف الخ دار الكتب العلمية بيروت ۶/ ۲۸۷ و ۲۸۸، مسند

ابو يعلى عن انس حديث ۳۶۵۶ و ۳۶۵۷ و ۳۶۵۸ و ۳۶۵۹ و ۳۶۶۰، كشف الاستار عن زوائد البزار

كتاب اهل البغي باب علامتهم وعبادتهم مؤسسة الرساله بيروت ۲/ ۳۶۰

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیری حقیقت خوب جانتے تھے جب کہ اول ہی بار تیرے قتل کا حکم فرمایا تھا تیرا وہی علاج ہے جو حضور کا ارشاد تھا۔ لے جاؤ اسے قتل کر دو۔ اب قتل کیا گیا۔ ابو یعلیٰ اور شاشی اور طبرانی معجم کبیر اور حاکم صحیح مستدرک میں، ضیائے مقدسی صحیح مختارہ میں محمد بن حاطب اور حاکم مستدرک میں بافادہ تصحیح ان کے بھائی حارث بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

قال اتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلص فامر بقتله فقیل انہ سرق فقال اقطعوه ثم جیی بہ بعد ذلک الی ابی بکر وقد قطعت قوائمه فقال ابو بکر ما جدک شیئاً الا ما قضی فیک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم امر بقتلک فأنہ کان اعلم بک فامر بقتله^۱۔	کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک چور لایا گیا آپ نے فرمایا اس کو قتل کر دو، عرض کی گئی کہ اس نے چوری ہی تو کی ہے، فرمایا اس کا ہاتھ کاٹ دو پھر اسے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اس حال میں لایا گیا کہ اس کے تمام ہاتھ پاؤں کاٹے جا چکے تھے۔ تو آپ نے فرمایا میں اس کے بغیر تیرا علاج نہیں جانتا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تیرے بارے میں فیصلہ فرمایا تھا کہ اس کو قتل کر دو وہ تیرا حال خوب جانتے تھے۔ چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ (ت)

صحیح مستدرک کے لفظ حارث بن حاطب سے یہ ہیں:

ان رجلا سرق علی عہد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاتى بہ فقال اقتلوه فقالوا انما سرق، قال فأقطعوه ثم سرق ایضاً فقطع	ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں چوری کی اُسے آپ کی بارگاہ میں لایا گیا آپ نے فرمایا۔ اس کو قتل کر دو، عرض کی گئی اس نے چوری ہی تو کی ہے، فرمایا اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ اس

^۱کنز العمال بحوالہ ع والشاشی طب ک ص حدیث ۱۳۸۶۱ مؤسسة الرسالة بیروت ۵/ ۵۳۸

ثم سرق على عهد ابى بكر فقطع. ثم سرق فقطع. حتى قطعت قوائمه. ثم سرق الخامسة فقال ابو بكر رضى الله تعالى عنه كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اعلم بهذا حيث امر بقتله اذهبوا به فاقتلوا¹	نے پھر چوری کی پھر قطع کیا گیا۔ زمانہ صدیقی میں پھر چوری کی پھر قطع کیا گیا، پھر چوری کی پھر قطع کیا گیا۔ یہاں تک کہ اس کے تمام ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے پانچویں مرتبہ اس نے پھر چوری کر لی۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کا حال خوب جانتے تھے جب کہ آپ نے پہلی مرتبہ ہی اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا تھا۔ اس کو لے جاؤ اور قتل کر دو۔ (ت)

ظاہر ہے کہ ان دونوں کے قتل کا حکم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے علوم غیبی کی بنا پر فرمایا تھا ورنہ ظاہر شریعت میں وہ مستحق قتل نہ تھے۔ امام جلیل جلال الملہ والدین سیوطی سلمہ اللہ تعالیٰ خصائص کبریٰ شریف میں فرماتے ہیں:

باب ومن خصائصه صلى الله تعالى عليه وسلم انه جمع بين القبلتين والهجرتين وانه جمعت له الشريعة والحقيقة ولم يكن للانبياء الا احدهما بدليل قصة موسى مع الخضر عليهما الصلوة والسلام وقوله انى على علم من علم الله لاينبغى لك ان تعلمه وانت على علم من علم الله تعالى لاينبغى لى ان اعلمه	باب اور حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ دو قبلوں اور دو ہجرتوں کے جامع ہیں۔ اور یہ کہ آپ کے لیے شریعت و حقیقت کو جمع کر دیا گیا۔ دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کسی میں یہ دونوں وصف جمع نہ ہوئے بلکہ وہ صرف ایک وصف کے ساتھ متصف ہوئے۔ اس کی دلیل سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ ہے۔ اور حضرت خضر علیہ السلام کا وہ قول کہ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا: میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے علم کا حامل

¹ المستدرک للحاکم کتاب الحدود حکایۃ سارق قتل فی الخامسة دار الفکر بیروت ۳۸۲/۴

وقد كنت قلت هذا الكلام أولا استنباطاً من هذا الحديث من غير ان اقف عليه في كلام احد من العلماء ثم رأيت البدر بن المصاحب اشار اليه في تذكرته ووجدت من شواهد حديث السارق الذي امر بقتله والمصلي الذي امر بقتله وقد تقدم في باب الاخبار بالمغيبات۔

ہوں جسے جاننا آپ کو مناسب نہیں اور آپ کو منجانب اللہ ایسا علم عطا ہوا جس کو جاننا مجھے مناسب نہیں۔ (امام سیوطی فرماتے ہیں) میں پہلے یہ بات حدیث سے استنباط کر کے کہا کرتا تھا بغیر اس کے کہ میں اس بارے میں کسی عالم کے کلام پر مطلع ہوتا۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ بدر بن المصاحب نے اپنے تذکرہ میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اور میں نے اس کے شواہد میں وہ حدیث پائی جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک چور کو قتل کرنے کا حکم دیا اور وہ حدیث کہ جس میں آپ نے ایک نمازی کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا، دونوں مذکورہ حدیثیں اس سے قبل الاخبار بالمغيبات کے باب میں گزر چکی ہیں۔

اس باب کی مزید وضاحت: تحقیق لوگوں کو اس کے سمجھنے میں مشکل پیش آئی اور اگر وہ غور و فکر کرتے تو مطلب واضح ہو جاتا کہ شریعت سے مراد ظاہری حکم اور حقیقت سے مراد باطنی حکم ہے، بے شک علمائے کرام نے اس بات کی تصریح فرمائی کہ اکثر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس لیے مبعوث ہوئے کہ وہ ظاہر پر حکم کریں نہ کہ امور باطنیہ اور ان کے حقائق پر جن سے وہ مطلع ہوئے۔ اور حضرت خضر علیہ السلام کی بعثت اس پر ہے کہ وہ اس پر حکم دیں اور جو امور باطنیہ اور ان کے حقائق سے متعلق ہیں اور جس پر ان کو اطلاع و

زیادة ايضاح لهذا الباب: فقد اشكل فهمه على قوم ولو تأملوا الاتضع لهم المراد بالشريعة الحكم بالظاهر وبالحقيقة الحكم بالباطن وقد نص العلماء على ان غالب الانبياء عليهم الصلوة والسلام انما بعثوا ليحكموا بالظاهر دون ما اطلعوا عليه من بواطن الامور حقائقها وبعث الخضر عليه السلام ليحكم بما اطلع عليه من بواطن الامور وحقائقها ولكون الانبياء لم يبعثوا بذلك

انکر موسیٰ علیہ قتلہ الغلام وقال له لقد جئت شیئاً
نکر الان ذلك خلاف الشرع فاجابه بانه امر بذاک
وبعث به فقال وما فعلته عن امری "(ذلك تاویل) و
هذا معنی قوله له انك على علم الى اخره۔

خبر ہے چونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اس کے ساتھ بعثت
نہیں ہوئی یہی وجہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس
بچہ کے قتل پر اعتراض کیا جس کو حضرت خضر علیہ السلام نے
قتل کیا تھا اور ان سے کہا بے شک تم نے بہت بری بات کی
اس لیے کہ قتل نفس شریعت کے خلاف ہے، لہذا اس کا جواب
حضرت خضر علیہ السلام نے دیا کہ انہیں اسی کا حکم دیا گیا ہے اور
اسی کے ساتھ بھیجا گیا ہے اور کہا کہ یہ قتل میں نے اپنے
ارادے سے نہیں کیا ہے اور یہی مطلب ان کے اس کہنے کا ہے
جو کہ انہوں نے کہا تھا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے علم کا
حامل ہوں جسے جانا آپ کو مناسب نہیں۔ الخ۔

شیخ سراج الدین بلقینی رحمۃ تعالیٰ علیہ نے شرح بخاری میں
فرمایا کہ علم سے مراد حکم کا نافذ کرنا ہے اور ان کے اس کہنے کا
مطلب یہ تھا کہ مناسب نہیں ہے کہ آپ اس کا علم حاصل
کریں تاکہ آپ اس پر حکم نافذ کریں، کیونکہ اس پر عمل کرنا
تقاضائے شریعت کے خلاف ہے، اور نہ یہ مناسب ہے کہ میں
اسے حاصل کروں اور اس کے مقتضائے پر عمل کروں کیونکہ یہ
بھی مقتضائے حقیقت کے منافی ہے۔ شیخ سراج الدین رحمۃ
اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس قاعدے کے بموجب اس ولی کے
لیے جائز نہیں ہے جو نبی کریم صلی اللہ

قال الشيخ سراج الدين البلقيني في شرح البخاري
المراد بالعلم التنفيذ والمعنى لا ينبغي لك ان تعلمه
لتعمل به لان العمل به مناف لمقتضى الشرع ولا
ينبغي ان اعلمه فاعمل بمقتضاه لانه مناف لمقتضى
الحقيقة قال فعلى هذا لا يجوز لولى التابع للنبي صلى
الله تعالى عليه وسلم

اذا اطلع حقيقة ان ينفذ ذلك بمقتضى الحقيقة وانما عليه ان ينفذ الحكم الظاهر انتهى۔

وقال الحافظ ابن حجر في الاصابة قال ابو حبان في تفسيره الجمهور على ان الخضر نبى وكان علمه معرفة بواطن او حيت اليه وعلم موسى الحكم بالظاهر فأشار الى ان المراد في الحديث بالعلمين الحكم بالباطن والحكم بالظاهر لا امر آخر۔

وقد قال الشيخ تقي الدين السبكي ان الذى بعث به الخضر شريعة له فالكل شريعة واما نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم فانه امر اولاً ان يحكم بالظاهر دون ما اطلع عليه من الباطن والحقيقة كغالب الانبياء عليهم الصلوة والسلام، ولهذا قال نحن نحكم بالظاهر، وفي لفظ انما اقضى بالظاهر

تعالى عليه وآله وسلم كاتابع ہے کہ جب وہ حقیقت پر مطلع ہو تو وہ بہ مقتضائے حقیقت اس کا نفاذ کرے بے شک اس پر یہی لازم ہے کہ حکم ظاہر کو نافذ کرے۔ انتہی۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الاصابہ میں فرمایا کہ ابو حبان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا کہ جمہور اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں اور ان کا علم ان امور باطنیہ کی معرفت تھی جس کی انہیں وحی کی گئی جب کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم ظاہر پر حکم لگانا تھا حدیث میں دو علوم جن کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس سے مراد ظاہر و باطن پر حکم لگانا ہے، اس کے علاوہ کوئی دوسرا مطلب مراد نہیں ہے۔

شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ حکم جس کے ساتھ حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے وہ ان کی شریعت تھی لہذا یہ سب شریعت ہے، اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ابتداء میں یہ حکم فرمایا گیا کہ ظاہر پر حکم فرمائیں اور اس باطن و حقیقت پر حکم نہ دیں جس کی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہے جس طرح کہ اکثر انبیاء علیہم السلام کا معمول تھا۔ اسی بناء پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہم تو ظاہر پر حکم دیتے ہیں۔"

واللہ یتولی السرائر وقال انما اقضى بنحو ما اسبح
فمن قضيت له بحق اخر فانما هي قطعة من النار وقال
للعباس اما ظاهرك فكان علينا واما سريرتك فالى الله
وكان يقبل عذر المتخلفين عن غزوة تبوك ويكل
سرائرهم الى الله وقال في تلك المرأة لو كنت راجعا
احدا من غير بينة لرجعتها وقال ايضا لولا القرآن
لكان لى ولها شأن فهذا كله صريح فى انه انما يحكم
بظاهر الشرع بالبينة والاعتراف دون ما اطلعه الله
عليه من بواطن الامور وحقائقها ثم ان الله زاده
شرفا واذن له ان يحكم بالباطن وما اطلع

ایک روایت میں اس طرح ہے میں تو ظاہر پر فیصلہ دیتا ہوں
باطن حالات کا خدا عزوجل مالک ہے۔ اور یہ کہ حضور نبی
کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں تو اسی پر
فیصلہ دیتا ہوں جیسا کہ میں سنتا ہوں، لہذا میں نے جس کے
لیے دوسرے کے حق کا فیصلہ کر دیا ہے تو وہ یہ جان لے کہ وہ
آگ کا ٹکڑا ہے۔ اور یہ کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جہاں
تک تمہارے ظاہر کا تعلق ہے تو وہ ہمارے ذمہ ہے لیکن جو
تمہاری باطنی حالت ہے وہ اللہ عزوجل کے ذمہ ہے اور یہ کہ
حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک سے
رہ جانے والوں کی معذرت قبول فرماتے تھے اور ان کے باطنی
حالات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد فرماتے تھے۔ اور یہ کہ حضور نبی
کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عورت کے بارے
میں فرمایا۔ اگر میں بغیر دلیل و شہادت کے کسی کو سنگسار
کرتا تو ضرور اس عورت کو سنگسار کرتا اور یہ بھی فرمایا کہ اگر
قرآن نہ ہوتا تو یقیناً میرے لیے اور اس عورت کے لیے کچھ
اور ہی معاملہ ہوتا۔ یہ تمام نظائر اور شواہد اس بات کے مظہر
ہیں کہ آپ کو دلیل و شہادت یا اعتراف و اقرار کے ساتھ ظاہر
شریعت پر فیصلہ دینے کا حکم ہوا نہ کہ اس پر جو باطنی امور پر اللہ
عزوجل نے آپ کو مطلع فرمایا

عليه من حقائق الامور فجمع له بين ما كان للانبياء و
ما كان للخضر خصوصية خصه الله بها ولم يجمع
الامر ان لغيرة. وقد قال القرطبي في تفسيره اجمع
العلماء عن بكرة ابهم ان ليس لاحد ان يقتل
بعلمه الا النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وشاهد ذلك
حديث المصلي والسارق الذين امر بقتلها فانه
اطلع على باطن امرها وعلم منها ما يوجب القتل۔

ولوتفطن الذين لم يفهموا الى استشهادي بهذين
الحديثين في اخر الباب

اور اس کے حقائق آپ پر واضح فرمائے۔ اس کے بعد اللہ
عزوجل نے آپ کے شرف کو اور زیادہ فرمایا اور آپ کو
اجازت فرمائی کہ آپ باطن پر حکم لگائیں اور جن امور کی
حقیقتوں کی آپ کو اطلاع دی گئی ہے اس پر فیصلہ فرمائیں تو
اس طرح آپ ان تمام معمولات کے جو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ
والسلام کے لیے تھے اور اس خصوصیت کے ساتھ جو حضرت
خضر علیہ السلام کے لیے اللہ عزوجل نے خاص فرمائے جامع
تھے اور یہ امر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی
اور نبی میں جمع نہیں کیا گیا۔ اور امام قرطبی علیہ الرحمۃ نے اپنی
تفسیر میں فرمایا علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ کسی کے لیے
یہ جائز نہیں ہے کہ اپنے علم کے ساتھ کسی کے قتل کا حکم دے
سوائے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے۔ اس کی
شہاد اس نمازی اور چور والی حدیث ہے جن کے قتل کرنے کا
حکم حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دیا تھا کیونکہ
اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے باطنی حالات پر آپ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مطلع فرمادیا تھا اور ان دونوں کے
بارے میں آپ کو علم ہو گیا تھا کہ واجب القتل ہیں۔ اگرچہ
ان کا قتل کچھ عرصہ بعد واقع ہوا۔

(امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) کاش کہ یہ علماء اعلام
اس بات کو سمجھ سکتے جس کو انہوں نے نہیں سمجھا جس کی
طرف میں نے آخر باب میں ان

لعرفو ان المراد الحكم بالظاهر والباطن فقط لا شيعي
 اخر لا يقوله مسلم ولا كافر ولا مجانين المارستان،
 وقد ذكر بعض السلف ان الخضر الى الان ينفذ
 الحقيقة وان الذين يموتون فجأة هو الذين يقتلهم
 فان صح ذلك فهو في هذه الامة بطريق النيابة عن
 النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فانه صار من اتباعه
 كما ان عيسى عليه السلام لما ينزل يحكم بشرية
 النبي صلى الله تعالى عليه وسلم نيابة عنه ويصير
 من اتباعه وامته¹۔

دونوں حدیثوں کے ساتھ استشاد کیا ہے۔ اگر وہ یہ بات سمجھ
 جاتے تو یقیناً جان لیتے کہ مراد فقط ظاہر اور باطن کے ساتھ حکم
 فرمانا ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں، اس کے سوا اور کوئی بات نہ
 مسلمان کہہ سکتا ہے اور نہ کافر اور نہ مجنون و پاگل بعض اسلاف
 رحمہم اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ و
 السلام اب تک حقیقت کو نافذ کرتی ہیں، اور وہ لوگ جو
 اچانک مر جاتے ہیں وہ وہی ہوتے ہیں جن کو انہوں نے قتل
 کیا ہوتا ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو ان کا یہ عمل اس امت میں
 نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بطور نیابت
 ہوگا اور وہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متبعین
 میں سے ہوں گے جس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب
 نازل ہوں گے تو وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی
 شریعت کے ساتھ آپ کی نیابت میں حکم دیں گے وہ آپ صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متبعین اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وآلہ وسلم کی امت میں سے ہوں گے۔ اھ (ت)

اس کلامِ نفیس سے ثابت کہ عامہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو صرف ظاہر شرع پر عمل کا اذن ہوتا ہے، اور سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کو اپنے علمِ مغیبات پر عمل کا حکم ہے، ولہذا انہوں نے نا سمجھ بچہ کو بے کسی جرم ظاہر کے قتل کر دیا اور یہ کہ اب جو
 ناگہانی موت سے مر جاتے ہیں انہیں بھی وہی قتل فرماتے ہیں، اور ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہر شرع

¹ الخصائص الكبرى باب ومن خصائصه انه جمع بين القبليين الخ مركز الملتقى، بركار ضا لمرات ہند ۱۹۲/ ۱۹۱، ۱۹۲

اور اپنے علوم غیب دونوں پر عمل و حکم کا رب عزوجل نے اختیار دیا ہے۔ اور امام قرطبی نے اجماع علماء نقل فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار ہے کہ محض اپنے علم کی بناء پر قتل کا حکم فرمادیں اگرچہ گواہ شاید کچھ نہ ہو، اور حضور کے سوا دوسرے کو یہ اختیار نہیں، تو اگر اس نماز والے یا اس چور یا اس شخص کو جس پر عورت نے دھوکے سے تہمت رکھی تھی قتل کا حکم فرمائیں تو یقیناً وہ حضور کے علوم غیب ہی پر مبنی ہے نہ کہ ان کا نافی۔ کیوں وہاں یہو! اب تو اپنی اوندھی مت پر مطلع ہوئے۔

فَإِنِّي تَوَفَّكُونَ (تو کہا اوندھے جاتے ہو۔ ت)

مسلمانو! وہابیہ کے مطلب پر بھی غور کیا، حکم کے دو ہی منبے ہوئے، یا ظاہر شرع یا باطنی علوم غیب، ظاہر ہے کہ یہاں ظاہر کی رو سے تو اصلاً حکم رجم کی گنجائش نہ تھی، نہ ملزم کا اقرار نہ اصلاً کوئی گناہ، صرف مدعی کا غلط دعویٰ سن کر قتل کا حکم فرمادیں۔ نبی کی شان تو ارفع و اعلیٰ ہے۔ آج کل کا کوئی عالم نہ عالم کوئی جاہل حاکم ہی ایسا کر بیٹھے تو ہر عاقل اسے یا سخت جاہل یا پکا ظالم کہے تو حدیث صحیح مان کر راہ نہ تھی مگر اسی طرف کہ حضور نے رب بنائے تہمت ہر گز یہ حکم نہ دیا بلکہ بزعم خود اسی کے ابطال کو یہ حدیث لائے ہیں، تو اب سمجھ لیجئے کہ ان کا مطلب کیا ہوا اور انہوں نے تمہارے پیارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کیسا بھاری الزام قائم کیا۔ کیوں نہ ہو عداوت کا یہی مقصد ہی ہے۔

بیران کی باتوں سے جھلک اٹھا اور وہ جو سینے میں چھپائے ہیں بڑا ہے ہم نے نشانیاں تمہیں کھول کر سُنا دیں اگر تمہیں عقل ہو۔ اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اے میرے رب تیری پناہ شیطانوں کے وسوسوں سے اور اے میرے رب تیری پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں۔ اور اللہ درود نازل فرمائے ہمارے آقا و مولیٰ

"قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَقْوَاحِهِمْ ۖ وَمَا تَخَفَى صُدُورُهُمْ
 أَكْبَرُ ۚ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ" ¹
 "وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ" ²
 "رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيْطَانِ ۖ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ
 أَنْ يَبْخَسَ مِنْهُ خَمَلٌ" ³ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ سیدنا و مولانا

¹ القرآن الکریم ۱۱۸/۳

² القرآن الکریم ۶۱/۹

³ القرآن الکریم ۹۸/۲۳

محمد مصطفیٰ پر، آپ کی آل اور آپ کے تمام صحابہ پر۔ اور ہماری دعا کا خاتمہ یہ ہے کہ سب خوبیوں سرابا اللہ جو رب ہے سارے جہان کا، اور اللہ سبحنہ و تعالیٰ خوب جانتا ہے، اور اس کا علم اتم و احکم ہے۔ (ت)	محمد وآلہ وصحبہ اجمعین و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین، واللہ سبخنہ و تعالیٰ اعلم و علم مجده اتم و احکم

رسالہ ازاحة العیب بسیف الغیب ختم ہوا۔

مسئلہ ۱۵۰: از موضع پارہ پر گنہ موراناں ضلع اناؤ مسئلہ محمد عبدالرؤف صاحب ۳ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا عقیدہ ہے کہ قیام کرنا بوقت ذکر ولادت شریف بدعت سیئہ ہے کیونکہ اس کا ثبوت قرآن و حدیث سے مطلق پایا نہیں جاتا اور نہ وہ بات جو بعد قرونِ ثلاث قائم کی گئی قابل ماننے کے ہے۔ اور کہتا ہے کہ کیا اُسی وقت حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش ہوتی ہے جو یہ تعظیمی قیام کیا جاتا ہے، یا یہ کہ اُسی وقت آپ کی تشریف آوری ہوتی ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو کس مقام مجلس میں آپ متجلی ہوتے ہیں، اگر حضارِ محفل میں آپ رونق افروز ہوتے ہیں، تو یہ اور بے ادبی ہے کہ میلاد خوان منبر پر اور آپ فرشِ زمین پر، اور اگر آپ منبر پر جلوہ فگن ہوتے ہیں تو یہ بھی بے ادبی ہوئی کہ برابری کا مرتبہ ظاہر ہوتا ہے، لہذا بہر نوع قیام بدعت سیئہ ہے، اس کے برعکس عمر و محفل میلاد شریف اور قیام تعظیمی و تقسیم شیرینی وغیرہ کو اپنا فرض منصبی اور نہایت درجہ مستحسن اور وسیلہ نجات اور ذریعہ فلاح دینی و دنیوی سمجھتا ہے، فقط۔

الجواب:

قیام وقت ذکر ولادت سید الانام علیہ و علی ذویہ افضل الصلوٰۃ والسلام بلاشبہ مستحب و مستحسن علمائے اعلام و عادت محبین کرام و غیظ وہابیہ لنام ہے ہم نے اپنے رسالہ اقامۃ القیامۃ علی طاعن القیامۃ لنبی تھامۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وغیرہا میں اسے متعدد آیات قرآن مجید سے ثابت کیا، مگر وہابیہ کو کیا سوچھے۔ "لَهُمْ اَعْلٰی لَا یُبْصِرُوْنَ بِهَا" ^۱۔ (وہ آنکھیں رکھتے ہیں

^۱ القرآن ۷۷/۱۷۹

جن سے دیکھتے نہیں۔ ت) خصوصاً قرآن عظیم تک ان کی فہم کیا پہنچے، قال اللہ تعالیٰ:

"وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمُ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ" ^۱۔ ہم نے ان کے دلوں پر غلاف کر دیئے کہ اسے نہ سمجھیں۔ (ت)

ہم جو آیات تلاوت کریں اُن کا کان کیونکر سنے "وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا" ^۲۔ (اور ان کے کانوں میں گرانی۔ ت) راہ حق کی دعوت انہیں کیا نفع دے۔

"وَإِنْ تَدْعُهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ فَلَنْ يَهْتَدُوا إِلَّا أَيَّامًا" ^۳۔ اور اگر انہیں تم ہدایت کی طرف بلاؤ تو جب بھی ہر گز کبھی راہ نہ پائیں گے۔ (ت)

قرونِ ثلاثہ کی بحث میں وہابیہ کو ہزاروں بار ان کے گھر پہنچا دیا گیا جس کا روشن بیان اصول الرشاد تصنیف لطیف امام العلماء حضرت سیدنا والوالد قدس سرہ الماجد میں ہے۔ مدرسہ دیوبند بایں قوانین مختصرہ تو قرونِ اثناء عشر کے بعد قائم ہوا پہلے اس کی بنا ڈھائیں اینٹ سے اینٹ بجائیں، یا یہ مسئلہ صرف انہیں چیزوں کے حرام کرنے کو ہے جن میں تعظیم و محبت حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم والیاء کرام علیہم الرضوان الائم ہے یہ قیام ذکر تشریف آوری کی تعظیم ہے دل میں عظمت ہو تو جانیں کہ تعظیم ذکر شریف مانند تعظیم ذات اقدس ہے۔ کما بینہ الامام القاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ فی کتاب الشفاء والامام احمد القسطلانی فی المواہب الشریفۃ جیسا کہ امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الشفاء میں اور امام احمد قسطلانی نے مواہب شریفہ میں اسے بیان کیا۔ ت) دل کے اندھے اُسے بھلا کر خود ذات کریم کی تشریف آوری ڈھونڈتے ہیں اور بے ادبی گستاخ یہاں تک بڑھتے ہیں کہ کیا اسی وقت حضور کی پیدائش ہوتی ہے ہم مدعی نہیں کہ ہر مجلس مبارک میں تشریف آوری ضرور ہے۔ ہاں ہوتی ہے، اکابر اولیاء نے بارہا مشاہدہ کی ہے جیسا بہتند الاسرار امام اوحدا ابو الحسن النخعی شطونفی وتنویر الحوالک امام جلال الدین سیوطی و تصانیف شاہ ولی اللہ دہلوی وغیرہا میں مذکور ہے اور اس پر بے ہودہ تشقیق کہ فرش پر تشریف رکھتے ہیں یا منبر پر جہل سحیق ہے، ایسا جاہلانہ سوال اُن تمام تشریف آوریوں پر ہوگا جن کا ذکر ائمہ و

^۱ القرآن ۶/۲۵

^۲ القرآن ۶/۲۵

^۳ القرآن ۱۸/۵۷

اکابر نے فرمایا اور خود ظاہری حیاتِ اقدس میں تشریف آوری اور تشریف فرمائی کس طرح ہوتی تھی، اور صحیح بخاری شریف کی اُس حدیث کو تو بالکل چھیل کر پھینک دیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسجد کریم میں حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے منبر بچھاتے اور وہ اس پر قیام کر کے نعتِ اقدس سناتے اس وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہاں تشریف رکھتے تھے، فرش پر حسان سے نیچے یا منبر پر حسان کے برابر؟ جو وہاں جواب دے ویسا بلکہ اس سے اعلیٰ یہاں موجود ہے کہ جلوہ فرمائی چشمِ ظاہر سے غیر مشہود ہے اور نور کی جلوہ افروزی فرش وغیرہ سے جدا متعالیٰ از معبود ہے۔ علامہ علی قاری شرح تشریف میں فرماتے ہیں:

ان روح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضرة فی بیوت اهل الاسلام ^۱ ۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روح پاک تمام مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہے،

یہ تشریف فرمائی زمین پر ہے کہ چھت والے اونچے ہوں یا چھت پر کہ دو منزلہ والے بلند، اور جن کے چھت نہیں ایک نیچا چھپر ہے اور اس کے گرد مکان اس گھر میں تشریف فرمائی کس طرح ہے، بلکہ رب عزوجل فرماتا ہے:

"وَنَحْنُ أَقْدَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ" ^۲ ۔	ہم آدمی سے اس کی رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

اب ایک شخص لیٹا، دوسرا بیٹھا، تیسرا کھڑا، چوتھا سامنے کی چھت پر چڑھا ہے، رب عزوجل کہ اس لیٹے کی رگ سے قریب ہے کیا یہ تینوں اُس سے اونچے ہیں، کیسی سخت بے ادبی و گستاخی ہے، یونہی حدیث قدسی میں ہے، رب عزوجل فرماتا ہے:

انا جلیس من ذکرنی ^۳ ۔	میں اپنے یاد کرنے والے کا ہم نشین ہوں۔

یاد وہ بھی کر رہے ہیں جو فرش پر ہیں اور وہ بھی جو منبر پر، تو کیا ان سب کے برابر ہوا اور منبر والے سے نیچا؟

وَلٰكِنَ الْوٰهَابِيَّةُ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ	لیکن وہابی قوم بے عقل قوم ہے، اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر نہ گناہ سے بچا جاسکتا ہے اور نہ ہی کوئی

^۱ شرح الشفاء لمن لا على القارى على هامش نسيم الرياض فصل في المواطن التي يستحب فيها الصلوة الخ ۳/ ۴۶۳

^۲ القرآن ۱۶/۵۰

^۳ كشف الخفاء حديث ۶۱۱ دار الكتب العلمية بيروت ۱/ ۱۸۳

نیکی کرنے کی طاقت ہوتی ہے۔ ہمارے سردار و مالک اور ان کے تمام اصحاب پر اللہ تعالیٰ درود و سلام بھیجے، اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ آخری دونوں وجہیں ہم نے صرف اس لیے زیادہ کردی ہیں تاکہ شاہد کو غائب پر قیاس کرنے کے سلسلہ میں اس کی جہالت ظاہر ہو جائے، تو جان لے اور تیرا پروردگار خوب جانتا ہے۔ (ت)	وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی سیدنا و مولانا و ذویہ اجمعین، واللہ تعالیٰ اعلم، وانما زدنا الوجهین الآخرین لابانۃ جہلہ فی قیاس الشاہد علی الغائب فأعلم وربک اعلم۔

مسئلہ ۱۵۱: از شہر محلّہ بانخانہ مسئلہ محمد بخش صاحب ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص میلاد شریف بھی کراتا ہے اور تمام اولیاء اللہ کی نیاز نذر بھی کرتا ہے اور سب کو مانتا ہے، اور وہ شخص یہ بات کہتا ہے کہ تمام کام کرو لیکن وہ شخص ان باتوں کو منع کرتا ہے کہ مزار شریف پر جا کر مرادیں مت مانگو بلکہ اللہ سے مراد مانگو اور مزار پر جا کر نیاز نذر سب کچھ کرو۔ اور کہتا ہے کہ مرادیں اس طریقہ پر مت مانگو کہ فلاں فلاں میری حاجت رفع ہو۔ مزار پر جا کر مت مانگو، مزار پر جا کر فاتحہ پڑھو، ثواب پہنچاؤ، زیارت کرو کہ کیسے کیسے بزرگ آدمی گزرے ہیں، کچھ کرو لیکن مراد مت مانگو خدا سے عرض کرو۔

الجواب:

اگر وہ شخص اور کوئی بات وہابیت کی نہیں رکھتا اور وہابیوں اور دیوبندیوں کو کافر جانتا ہے تو اتنا کہنے سے وہابی نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵۲ تا ۱۵۶: از قصبہ نظام آباد ضلع اعظم گڑھ مسئلہ سید علی اصغر ۹ شعبان چہار شنبہ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ:

- (۱) حنفی کس کو کہتے ہیں، پوری پوری تعریف کیا ہے؟
- (۲) زید ایک فارغ التحصیل علوم عربیہ کا ہے اور اپنے کو حنفی مذہب کا مقلد کہتا ہے، آمین بالجسر، رفع یدین، قراءت فاتحہ خلف الامام کا قائل نہیں، تراویح بیس ۲۰ رکعت پڑھتا ہے اور وتر تین رکعت، کتب فقہیہ پر عمل کرتا ہے۔ مسلمانوں کو زید کے پیچھے نماز پڑنا چاہیے یا نہیں؟ اور ایسی صورت میں زید کو حنفی کہیں گے یا نہیں؟
- (۳) محفل میلاد شریف میں قیام کرنا کیسا ہے؟

(۴) زید محفل میلاد شریف میں شریک ہوتا ہے اور قیام کو مستحب کہتا ہے اور خود کرتا ہے اس کو حنفی کہیں گے یا وہابی؟

(۵) وہابی یا غیر مقلد کس کو کہتے ہیں؟ اور اس کی پہچان کیا ہے بیّنوا تو جروا (بیان فرمائیے اگر دیئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب:

(۱) علماء کی اصطلاح میں حنفی وہ کہ فروع میں مذہب حنفی کا پیرو ہو، پھر اگر اصول میں بھی حق کا متبع ہے تو سُنی حنفی ہے ورنہ گمراہ جیسے معتزلہ، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) ان باتوں سے اگر ثابت ہوا تو اتنا کہ زید فروغاً حنفی ہے اور اس قدر سے اس کے پیچھے صحتِ نماز لازم نہیں، پہلے تو معتزلہ تھے اب قطعی مرتد فرقتے ایسے ہیں کہ اپنے آپ کو حنفی کہتے اور فروع میں فقہ حنفی پر چلنے کا دعویٰ رکھتے ہیں اُن کی حنفیت انہیں کیا مفید ہو سکتی ہے، امامت کے لیے سُنی صحیح العقیدہ صحیح الطہارۃ صحیح القراءۃ جامع شرائط صحت و حلت ہونا چاہیے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) مستحسن علمائے کرام ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) مجلس میلاد و مبارک و قیام چاروں مذہب کے علماء و عام اہل اسلام کرتے ہیں یہ کچھ حنفیہ سے خاص نہیں اور بعض وہابیہ بھی براہِ تقیہ ان کے عامل ہوتے ہیں جیسا کہ بارہا کا مشاہدہ ہے تقویۃ الایمان کو گمراہی و ضلالت اور یونہی کو کفر و ردت صراحۃً بلا غرض بکثادہ پیشانی مانے تو اسے وہابی نہ کہا جائے گا اور قلب کا علم عالم الغیب کو۔ واللہ تعالیٰ اعلم،

(۵) اسمعیل دہلوی و تقویۃ الایمان کو ماننے والا یا اس کے مطابق عقائد رکھنے والا اگرچہ زبان سے اس کا ماننا نہ کہے وہابی ہے، اور یہ ہی اس کی پہچان کو بس ہے، پھر اگر فقہ پر چلنے کا ادعا کرے تو مقلد وہابی ہے، اور اگر اس کے ساتھ فقہ کو بھی نہ مانے تو غیر مقلد وہابی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵۷: از شفا خانہ فرید پور ڈاک خانہ خاص اسٹیشن پتھر پور ضلع بریلی مسئولہ عظیم اللہ کمپوٹڈ ۸ رمضان ۱۳۳۹ھ
اولیاء کرام بعد وفات کے حیات رہتے ہیں یا نہیں جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حیاۃ النبی ہیں، اور اولیاء کرام کے مزار پر جان کر ان کے توسط سے التجاء کرنا اور ان سے دعا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بیّنوا تو جروا۔ (بیان فرمائیے اگر دیئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب:

اولیائے کرام بعد وفات زندہ ہیں مگر نہ مثل حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام انبیاء کی حیات روحانی جسمانی دنیاوی ہے یعنی اُسی طرح جسم کے ساتھ زندہ ہوتے ہیں جس طرح دنیا میں تھے اور اولیاء کی حیات اُن سے کم اور شہداء سے زائد، جن کے لیے قرآن عظیم میں دو جگہ ارشاد ہوا کہ ان کو مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں۔ یہ حیات حیات روحانی و جسمانی برزخ ہے۔ حیات روح سب کو حاصل ہے کہ روح بعد موت فنا نہیں ہوتی، اس کا مفصل بیان ہماری کتاب حیات الموت میں ہے۔

اولیائے کرام سے توسل اور اُن سے طلبِ دعا بلاشبہ محمود ہے اور علماء و صلحاء میں معمول و معبود اللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵۸: از بنگالہ ڈاکخانہ پبلشر موضع ایضاً مسئلہ عبدالصمد ۲۲ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں، علمائے دین کہ حشر کے دن سب مسلمان قبر سے کفن لے کر اٹھیں گے یا برہنہ؟ بینواتوجروا (بیان فرمائیے اجر دیئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب:

کفن میں اٹھیں گے پھر وہ کفن طول مدت کی وجہ سے گل کر گر جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۶۰ و ۱۶۹: از ناگل لکڑی ضلع گوڑگانوہ پوسٹ ڈھینار یاست مسئلہ حافظ غلام کبریا ۳ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ:

- (۱) اولیاء اللہ کو دُور سے مشکل کے واسطے پکارنا کیسا ہے؟ اولیاء اللہ دور سے بعض وقت سُنتی ہیں یا سب وقت سُنتے ہیں؟
- (۲) اگر کوئی یا رسول اللہ پکارے اور یہ اعتقاد رکھے کہ آپ بذاتِ خود سُنتے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ یہ اعتقاد کہتے ہیں کہ یہ اعتقاد ٹھیک نہیں۔ بینواتوجروا۔

الجواب:

شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں:

روح کے مکانی قُرب و بُعد برابر ہیں (ت)

روح راقرب و بُعد مکانی یکسانی ست^۱۔

تو وہ سب وقت سن سکتے ہیں مگر علماء اعلیٰ کی طرف توجہ اور اس میں استغراق اکثر کو ہر وقت سننے سے مانع ہو سکتا ہے مگر اکابر جن کو شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عزیزی میں لکھا۔

استغراق آئناں جہت کمال وسعت مدارک آئناں مانع توجہ بایں سمت نمی گردد و باب حاجات و مطالب حل مشکلات خود را از انہامی طلبند و می یابند ^۱ ۔	کامل وسعت مدارک کی وجہ سے ان کا استغراق اس طرف متوجہ ہونے سے مانع نہیں ہوتا اور غرض مند محتاج لوگ اپنی مشکلات کا حل ان سے طلب کرتے اور پاتے ہیں۔ (ت)

یہ ہر وقت سنتے اور حاجت روائی فرماتے ہیں کہ باذنہ تعالیٰ اسم قاضی الحاجات کے مظہر ہیں۔
(۲) بذاتِ خود کے اگر یہ معنی کہ بے عطائے الہی خود اپنی ذاتی قدرت سے سنتے ہیں تو یہ بے شک باطل بلکہ کفر ہے اور یہ ہر گز کسی مسلمان کا خیال بھی نہیں۔ اور اگر بذاتِ خود کے یہ معنی کہ بے عطائے الہی حضور کی قوتِ سامعہ تمام شرق و غرب کو محیط ہے سب کی عرضیں آوازیں خود سنتے ہیں اگرچہ آداب دربار شاہی ہر ذرہ اُن کے پیشِ نظر ہے اور ارض و سما کی ہر آواز ان کے گوش مبارک میں ہے۔ شاہ ولی اللہ کی فیوض الحرمین میں ہے:

لا یشغلہ شأن عن شان ^۲ ۔ وہو تعالیٰ اعلم	اس کی ایک حالت اس کو دوسری حالت سے غافل نہیں کرتی۔ (ت)

مسئلہ ۱۶۱: از دہلی بازار چٹلی قبر چھتا موم گراں مسئلہ محمد صاحب داد خاں
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قادیانی کہتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ آسمان پر نہیں گئے بلکہ اپنی موت مرے، زندہ آسمان پر جاننا قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث شریف سے، کیونکہ اس میں حضرت رسول مقبول محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ پاک گھٹی ہے کہ حضور دونوں عالم سے افضل و اعلیٰ ہو کر وفات پائیں اور زمین کے نیچے رہیں اور حضرت عیسیٰ

^۱فتح العزیز (تفسیر عزیزی) پارہ عم سورة الانشقاق مسلم بکڈ پو لال کنواں دہلی ص ۲۰۶

^۲فیوض الحرمین مشہد آخر الیٰعنی و قائق اور ان کے اثرات کے بیان میں محمد سعید اینڈ سنز قرآن محل کراچی ص ۲۷۱

آسمان پر چل جائیں یہ ممکن نہیں، اس خرافات کا کیا جواب ہے؟ بینواتو جروا۔

الجواب:

قادیانی مکاروں کا فریب ہے کہ مرزا کے صریح کفر اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خصوصاً سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو اس نے سڑی سڑی گالیاں دی ہیں چھپاتے اور مسئلہ حیات و موت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بحث کرتے ہیں جس کے ماننے نہ ماننے پر کچھ اسلام و کفر کا مدار نہیں۔

جمہور ائمہ کرام کا مذہب یہی ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابھی انتقال نہ فرمایا، قریب قیامت نزول فرمائیں گے، دجال کو قتل کریں گے، برسوں رہ کر انتقال فرمائیں گے، روضہ پاک حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں ایک مزار کی جگہ خالی ہے وہاں دفن ہوں گے۔ اُس کا وہ جاہلانہ احمقانہ خیال تو یہیں سے دفع ہو گیا۔ او فقط آسمان پر ہونا اگر موجب فضل ہو تو فرشتوں کو تو آسمان پر مانے گا۔ قال تعالیٰ "وَكَمْ مِّن مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ" ^۱ آسمانوں میں بہتیرے فرشتے ہیں۔ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دونوں عالم سے افضل کہہ رہا ہے کیا ملائکہ سے افضل نہ مانے گا یا حضور کے وفات پا کر زمین پر رہنے اور ملائکہ کے آسمان پر ہونے سے معاذ اللہ شان اقدس کا گھٹ نا جانے گا، اور فرشتے بھی نہ سہی چاند سورج ستارے تو آسمان پر سے افضل ہے خصوصاً محل تربت اقدس کہ عرش اعظم سے بھی اعلیٰ و افضل ہے اندھوں نے جہت میں اوپر نیچے دیکھ لیا اور یہ نہ جانا کہ دل تمام اعضاء کا سلطان اور سب سے افضل ہے اگرچہ بہت اعضاء اس سے اوپر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ مسئلہ ۱۶۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میلاد شریف کب سے نکلا اور کس نے نکالا؟ اپنے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں تھا یا نہیں؟ اپنے امام صاحب نے اس کو کیا ہے یا نہیں؟ صحابہ کے زمانے میں تھا یا نہیں؟ کسی نے محفل کی تھی یا نہیں؟ بینواتو جروا۔

الجواب:

بیان میلاد شریف قرآن مجید نے نکالا اور اس نے متعدد آیتوں میں اس کا حکم دیا، کارڈ

^۱ القرآن الکریم ۲۶/۵۳

میں آیتیں نہیں لکھی جاسکتیں غرض مقصود سے ہے، نام نیا ہونے سے شئی نئی نہیں ہو سکتی، جو اس سے مقصود ہے وہ خود حضور اقدس علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے کیا۔ صحیح بخاری^۱ شریف میں ہے خود حضور اقدس علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام مسجد مدینہ طیبہ میں حضرت حسان بن ثابت انصاری علیہ الرضوان کے لیے منبر بچھاتے اور وہ اس پر قیام کر کے نعت اقدس سناتی، حضور اور صحابہ کرام سنتے، وہو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۳: از ضلع ہوشنگ آباد مقام وڈا کھانہ واسٹیشن ۵۱ر موسارے مسئلہ دولت الدین ۱۲ شوال ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض عالم و مولوی اعتراض کرتے ہیں کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شینا اللہ کا وظیفہ کرنا ناجائز ہے، مہربانی فرما کر خلاصہ مسئلہ تحریر فرمائیں۔ بینواتوجروا۔

الجواب:

یہ مبارک وظیفہ بے شک جائز ہے۔ فتاویٰ خیر یہ علامہ خیر الدین رملی استاذ صاحب در مختار میں ہے:

اما قولہم یا شیخ عبد القادر فنداء فما الموجب	ان کا یا شیخ عبدالقادر کہنا نداء ہے تو اس کی حرمت کا موجب کیا
لحرمتہ ^۲ ۔	ہے۔ (ت)

یہاں اس کو ناجائز کہنے والے وہابی ہیں اور وہابیہ بے دین ہیں ان کی بات سنی جائز نہیں۔ وہو تعالیٰ اعلم۔

^۱ جامع الترمذی ابواب الادب باب ما جاء ان من الشعر حکمة امین کہنی دہلی ۲/ ۷۰۷ و احیاء العلوم بحوالہ الصحیحین کتاب آداب السماع

والوجد مطبعة مشهد الحسيني قاهرہ ۲/ ۲۷۴

^۲ الفتاویٰ الخیریۃ کتاب الکراہیۃ والاحسان دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۱۸۲

رسالہ انوارالانتباہ فی حل نداء یارسول اللہ (یارسول اللہ کہنے کے جواز کے بارے میں نورانی تبیینیں)

مسئلہ ۱۶۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید موحد مسلمان جو خدا کو خدا اور رسول کو رسول جانتا ہے۔ نماز کے بعد اور دیگر اوقات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بکلمہ یا ندا کرتا اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ یا اسئلک الشفاعۃ یا رسول اللہ کہا کرتا ہے، یہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ اسے اس کلمہ کی وجہ سے کافر و مشرک کہیں ان کا کیا حکم ہے؟ بینوا بالکتاب تو جو وایوم الحساب (کتاب سے بیان فرمائیے روزِ حساب اجر دیئے جائے گے۔ ت)

الجواب:

بسم الله الرحمن الرحيم ط

الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على حبيبہ المصطفى وآله واصحابہ أُولَى الصدق والصفاء۔

کلمات مذکورہ بے شک جائز ہیں جن کے جواز میں کلام نہ کرے گا مگر سفیہ جاہل یا ضال مضل، جسے اس مسئلہ کے متعلق قدرے تفصیل دیکھنی ہو شفاء السقام امام علام بقیۃ المجتہدین الکرام تقی الملتہ والدین علامہ زرقانی و مطالع المسرات علامہ فاسی و مرقاۃ شرح مشکوٰۃ علامہ علی قاری و لمعات و اشعة الملتعات شرح مشکوٰۃ و جذب القلوب الی دیار المحبوب و مدارج النبوة تصانیف شیخ عبدالحق محدث دہلوی و افضل القری شرح ام القری امام ابن حجر مکی و غیر ہا کتب و کلام علمائے کرام و ضلّائے عظام علیہم رحمۃ اللہ العلام کی طرف رجوع لائے یا فقیر کا رسالہ الالہلال بفیض الاولیاء بعد الوصال مطالعہ کرے۔

یہاں فقیر بعد ضرورت چند کلمات اجمالی لکھتا ہے، حدیث صحیحہ مذیل بطراز گرانہائے تصحیح جسے امام نسائی و امام ترمذی و ابن ماجہ و حاکم و بیہقی و امام الانعم ابن خزیمہ و امام ابوالقاسم طبرانی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور ترمذی نے حسن غریب صحیح اور طبرانی و بیہقی نے صحیح اور حاکم نے بشرط بخاری و مسلم جس میں حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نمازیوں کہے:

اے اللہ ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہ مہربانی کے نبی ہیں، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہو کہ میری حاجت روا ہو۔ الہی ان کے شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔	اللهم انی اسئلك واتوجه الیک بنبیك محمد نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بک الی ربی فی حاجتی هذه لتقضى لی اللهم فشفعه فی^۱۔

^۱ جامع ترمذی ابواب الدعوات باب فی انتظار الفرج وغیر ذلک امین کمپنی دہلی ۱۲/ ۱۹۷، سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی صلوة الحاجة (بج) ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰۰، المستدرک للحاکم کتاب الدعاء مکتبہ اسلامیہ بیروت ۱/ ۵۱۹، صحیح ابن خزيمة باب صلوة الترغیب ۲/ ۲۲۶

امام طبرانی کی معجم میں یوں ہے:

یعنی ایک حاجتمند اپنی حاجت کے لیے امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آتا جاتا، امیر المومنین نہ اس کی طرف التفات فرماتے نہ اس کی حاجت پر نظر فرماتے، اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس امر کی شکایت کی، انہوں نے فرمایا وضو کر کے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ پھر دعا مانگ "اٰلہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں، یا رسول اللہ! میں حضور کے توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمائے۔" اور اپنی حاجت ذکر کر، پھر شام کو میرے پاس آنا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں۔ حاجتمند نے (کہ وہ بھی صحابی یا لائق کبار تابعین میں سے تھے۔) یوں ہی کیا، پھر آستانِ خلافت پر حاضر ہوئے، دربان آیا اور ہاتھ پکڑ کر امیر المومنین کے حضور لے گیا، امیر المومنین نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھالیا، مطلب پوچھا، عرض کیا، فوراً روا فرمایا، اور ارشاد کیا اتنے دنوں میں اس وقت اپنا مطلب بیان کیا، پھر فرمایا: جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو۔ یہ صاحب وہاں سے نکل کر عثمان بن حنیف سے ملے اور کہا اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے امیر المومنین میری حاجت پر نظر اور میری طرف توجہ نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ

ان رجلاً کان یختلف الی عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حاجة له وكان عثمان لا یلتفت الیه ولا ینظر فی حاجته فلقى عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فشکی ذلک الیه فقال له عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ائت البیضاء فتوضاً ثم ائت المسجد فصل فیہ رکعتین ثم قل اللّٰهُمَّ اِنِّی اسئلك و اتوجه الیک بنبینا نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بک الی ربّی فیکفی حاجتی، وتذكر حاجتک ورح الی حتّی اروح معک فانطلق الرجل فصنع ما قال له ثم اتی باب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجاء البواب حتّی اخذه بیده فادخله علی عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاجلسه معه، علی الظنفسه وقال حاجتک؟ فذكر حاجته فقطضا هاله ثم قال ما ذكرت حاجتک حتّی کانت هذه الساعة وقال ما کان لك من حاجة فاتنا. ثم ان الرجل خرج من عنده فلقى عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال له. جزاك الله خیرا ما کان ینظر فی حاجتی ولا یلتفت الی حتّی

آپ نے ان سے میری سفارش کی، عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں نے تو تمہارے معاملے میں امیر المؤمنین سے کچھ بھی نہ کہا مگر ہوا یہ کہ میں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور کی خدمت اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور نابینائی کی شکایت کی حضور نے یونہی اس سے ارشاد فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر یہ دعا کرے۔ خدا کی قسم ہم اُٹھنے بھی نہ پائے تھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا گویا کبھی وہ اندھانہ	کَلِمَتِهِ فِي فَقَالَ عَثْمَانُ بْنُ حَنِيفٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَاللَّهِ مَا كَلِمَتُهُ، وَلَكِنْ شَهَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ لِي اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَتَاهُ رَجُلٌ ضَرِيرٌ فَشَكَا إِلَيْهِ ذَهَابَ بَصَرَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّتَ الْبَيْضَاءُ فَتَوَضَّأْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ ادْعُ بِهَذِهِ الدَّعَوَاتِ فَقَالَ عَثْمَانُ بْنُ حَنِيفٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَوَاللَّهِ مَا تَفَرَّقْنَا وَطَالَ بَنَا الْحَدِيثُ حَتَّى دَخَلَ عَلَيْنَا الرَّجُلُ كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِهِ ضَرْقٌ¹۔

امام طبرانی پھر امام منذری فرماتے ہیں والحديث صحيح²۔ (یہ حدیث صحیح ہے)۔ امام بخاری کتاب الادب المفرد³ میں اور امام ابن السنی و امام ابن بشکوال روایت کرتے ہیں:

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پاؤں سو گیا، کسی نے کہا انہیں یاد کیجئے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت نے با آواز بلند کہا۔ یا محمد! فوراً پاؤں کھل گیا۔	أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا خَدَرَتْ رِجْلُهُ فَقِيلَ لَهُ، اذْكُرْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْكَ فَصَاحَ يَا مُحَمَّدًا فَانْتَشَرَتْ³۔

عہ: ولفظ البخاری فی الادب المفرد خدرت رجل ابن عمر فقال له رجل اذكر احب الناس اليك فقال يا محمد⁴ اھ ۱۲ منہ۔

¹ الترغيب والترهيب بحواله الطبرانی الترغيب في صلوة الحاجة حديث ۱ مصطفیٰ البابی مصر ۱۳/۷۲۶۲، مجمع الزوائد بحواله الطبرانی

باب صلوة الحاجة دار الكتاب بیروت ۲/۹۷۲

² الترغيب والترهيب بحواله الطبرانی الترغيب في صلوة الحاجة حديث ۱ مصطفیٰ البابی مصر ۱۳/۷۲۶۲، مجمع الزوائد بحواله الطبرانی

باب صلوة الحاجة دار الكتاب بیروت ۲/۹۷۲

³ عمل اليوم والليلة حديث ۱۶۸ دائرة المعارف النعمانية ص ۷۷

⁴ الادب المفرد حديث ۹۶۴ مكتبة الاثر يسائله ص ۲۵۰

امام نووی شارح صحیح مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کتاب الزکاء میں اس کی مثل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس کسی آدمی کا پاؤں سو گیا تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: تو اس شخص کو یاد کر جو تمہیں سب سے زیادہ محبوب ہے، تو اس نے یا محمد اہ، اچھا ہو گیا^۱۔ اور یہ امر ان دو صحابیوں کے سوا اوروں سے بھی مروی ہوا۔ اہل مدینہ میں قدیم سے اس یا محمد اہ کہنے کی عادت چلی آتی ہے۔ علامہ شہاب خفاجی مصری نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں۔

ہذا مما تعاهده اهل المدينة ^۲ ۔	یہ اہل مدینہ کے معمولات میں سے ہے۔ (ت)

حضرت بلال بن الحارث مرنی سے قحط عام الرمادہ میں کہ بعد خلافت فاروقی ۱۸ھ میں واقع ہوا، ان کی قوم بنی مزینہ نے درخواست کی کہ ہم مرے جاتے ہیں کوئی بکری ذبح کیجئے فرمایا بکریوں میں کچھ نہیں رہا ہے، انہوں نے اصرار کیا، آخر ذبح کی، کھال کھینچی تو نری سرخ ہڈی نکلی، یہ دیکھ کر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ندا کی۔ یا محمد اہ پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں تشریف لا کر بشارت دی۔ ذکرہ فی الکامل^۳۔ (اس کو کامل میں ذکر کیا گیا۔) امام مجتہد فقیہ اجل عبد الرحمن ہذلی کو فی مسعودی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتی اور اجلہ تبع تابعین و اکابر ائمہ مجتہدین سے ہیں سرپر بلند ٹوپی رکھتے جس میں لکھا تھا: محمد یا منصور "اور ظاہر ہے کہ" الْقَلَمُ أَحَدُ اللِّسَانِیْنِ (قلم دوزبانوں میں سے ایک ہے۔) (ت)، شیم بن جمیل انطا کہ ثقات علمائے محدثین سے ہیں، انہیں امام اجل کی نسبت فرماتے ہیں:

رأيتہ وعلی رأسہ قلنسوتہ اطول من ذراع مکتوب فیہا مُحَمَّدٌ یا مَنْصُورٌ ذکرہ فی تہذیب التہذیب وغیرہ ^۴ ۔	میں نے اُن کو دیکھا ان کے سر پر ہاتھ بھر سے لمبی ٹوپی تھی جس میں لکھا ہوا تھا۔ محمد یا منصور۔ اس کو تہذیب التہذیب وغیرہ میں ذکر کیا ہے۔ (ت)

امام شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری کے فتاویٰ میں ہے:

سُئِلَ عَمَّا يَقَعُ مِنَ الْعَامَةِ مِنْ قَوْلِهِمْ	یعنی ان سے استفتاء ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں

^۱ الاذکار باب ما یقولہ اذا خدرت رجلہ دار الکتب العربی بیروت ص ۲۷۱

^۲ نسیم الریاض شرح الشفاء فصل فیما روی عن السلف مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ۳/ ۳۵۵

^۳ الکامل فی التاریخ لابن الاثیر ذکر القحط وعام الرمادہ دار صادر بیروت ۲/ ۵۵۶

^۴ میزان الاعتدال فی نقد الرجل ترجمہ ۴۹۰ دار المعرفۃ للطباعة ۲/ ۵۷۴

عند الشدائد یا شیخ فلان ونحو ذلك من الاستغاثة بالانبياء والمرسلين والصالحين وهل للمشائخ اغاثة بعد موتهم ام لا؟ فاجاب بما نصّه. ان الاستغاثة بالانبياء والمرسلين والاولياء والعلماء الصالحين جائزة وللانبياء والمرسل والاولياء والصالحين اغاثة بعد موتهم الخ ¹ ۔	کے وقت انبیاء و مرسلین و اولیاء و صالحین سے فریاد کرتے اور یا شیخ فلاں (یا رسول اللہ، یا علی، یا شیخ عبدالقادر جیلانی) اور ان کی مثل کلمات کہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اولیاء بعد انتقال کے بھی مدد فرماتے ہیں یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ بے شک انبیاء و مرسلین و اولیاء و علماء سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد انتقال بھی امداد فرماتے ہیں۔ الخ۔

علامہ خیر الدین رملی اُستاز صاحب دُر مختار، فتاویٰ خیر یہ میں فرماتے ہیں:

قولهم يا شيخ عبد القادر فهو نداء فما الموجب الحرمة ² ۔	لوگوں کا کہنا کہ: یا شیخ عبدالقادر "یہ ایک ندا ہے پھر اُس کی حرمت کا سبب کیا ہے۔

سیدی جمال بن عبد اللہ بن عمر مکی اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں:

سئلت من يقول في حال الشدائد يا رسول الله اويأ على اويأ شيخ عبد القادر مثلاً هل هو جائز شرعاً ام لا؟ اجبت نعم الاستغاثة بالاولياء ونداؤهم و التوسل بهم امر مشروع وشيئ مرغوب لا ينكره الا مكابر اومعاند وقد حرم بركة الاولياء الكرام الخ ³ ۔	یعنی مجھ سے سوال ہوا اس شخص کے بارے میں جو مصیبت کے وقت میں کہتا ہو یا رسول اللہ یا علی یا شیخ عبدالقادر، مثلاً آیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ میں نے جواب دیا: ہاں اولیاء سے مدد مانگنی اور انہیں پکارنا اور ان کے ساتھ توسل کرنا شروع میں جائز اور پسندیدہ چیز ہے جس کا انکار نہ کرے گا مگر ہٹ دھرم یا صاحبِ عناد، اور بے شک وہ اولیاء کرام کی برکت سے محروم ہے۔

امام ابن جوزی نے کتاب عیون الحکایات میں تین اولیائے عظام کا عظیم الشان واقعہ بسندِ مسلسل

¹ فتاویٰ الرملی فی فروع الفقہ الشافعی مسائل شفی دار الکتب العلمیہ بیروت ۴/ ۷۳۳

² فتاویٰ خیریہ کتاب الکراہیۃ والاستحسان دار المعرفۃ للطباعة بیروت ۲/ ۱۸۲

³ فتاویٰ جمال بن عبد اللہ بن عمر مکی

روایت کیا کہ وہ تین بھائی سواران دلاور ساکنانِ شام تھے کہ ہمیشہ راہِ خدا میں جہاد کرتے:

فاسرہ الروم مَرَّةً قَالَ لَهُمُ الْمَلِكُ انِي اجعل فيكم الملك وارو جكم بناتي وتدخلون في النصرانية فابوا وقالوا يا مُحَمَّدًا ¹	یعنی ایک بار نصاریٰ روم انہیں قید کر کے لے گئے بادشاہ نے کہا میں تمہیں سلطنت دوں گا اور اپنی بیٹیاں تمہیں بیاہ دوں گا تم نصرانی ہو جاؤ۔ انہوں نے نہ مانا اور ندا کی یا محمدؐ۔

بادشاہ نے دیگوں میں تیل گرم کرا کر دو صاحبوں کو اس میں ڈال دیا، تیسرے کو اللہ تعالیٰ نے ایک سبب پیدا فرما کر بچا لیا۔ وہ دونوں چھ مہینے کے بعد مع ایک جماعت ملائکہ کے بیداری میں ان کے پاس آئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہاری شادی میں شریک ہونے کو بھیجا ہے انہوں نے حال پوچھا فرمایا:

ماكانت الا الغطسة التي رأيت حتى خرجنا في الفردوس۔ بس وہی تیل کا ایک غوطہ تھا جو تم نے دیکھا اس کے بعد ہم جنت اعلیٰ میں تھے۔	

امام فرماتے ہیں:

كانا مشهورين بذلك معروفين بالشام في الزمن الاول۔	یہ حضرات زمانہ سلف میں مشہور تھے اور ان کا یہ واقعہ معروف۔

پھر فرمایا: شعراء نے ان کی منقبت میں قصیدے لکھے، از انجملہ یہ بیت ہے

سيعطى الصادقين بفضل صدق
نجاۃ فی الحیاۃ وفی الممات²

قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ سچے ایمان والوں کو ان کے سچ کی برکت سے حیات و موت میں نجات بخشے گا۔

یہ واقعہ عجیب، نفس و روح پرور ہے، میں بخیالِ تطویل اسے مختصر کر گیا، تمام و کمال امام جلال الدین سیوطی کی شرح الصدور میں ہے من شاء فليرجع اليه (جو تفصیل چاہتا ہے اس کی طرف رجوع کرے۔ ت) یہاں مقصود اس قدر ہے کہ مصیبت میں "یا رسول اللہ" کہنا اگر شرک ہے تو مشرک کی مغفرت و شہادت کیسی، اور جنت الفردوس میں جگہ پائی کیا معنی، اور ان کی شادی میں

¹ شرح الصدور بحوالہ عیون الحکایات باب زیادة القبور و علم الموتی الخ خلافت اکیڈمی منگورہ سوات ص ۸۹

² شرح الصدور بحوالہ عیون الحکایات باب زیادة القبور و علم الموتی الخ خلافت اکیڈمی منگورہ سوات ص ۹۰

فرشتوں کو بھیجنا کیونکر معقول؟ اور ان ائمہ دین نے یہ روایت کیونکر مقبول اور ان کی شہادت و ولایت کس وجہ سے مسلم رکھی۔ اور وہ مردانِ خدا خود بھی سلفِ صالح میں تھے کہ واقعہ شہر طرس کی آبادی سے پہلے کا ہے "کما ذکرہ فی الروایۃ نفسہا" (جیسا کہ خود روایت میں ذکر کیا ہے۔ ت) اور طرس ایک نثر ہے یعنی دارالاسلام کی سرحد کا شہر جسے خلیفہ ہارون رشید نے آباد کیا "کما ذکرہ الامام السیوطی^۱ فی تاریخ الخلفاء" جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے تاریخ الخلفاء میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ت)

ہارون رشید کا زمانہ زمانہ تابعین و تبع تابعین تھا تو یہ تینوں شہدائے کرام اگر تابعی نہ تھے لاقلاً تبع تابعین سے تھے واللہ الہادی (اور اللہ ہی ہدایت دینے والا ہے۔ ت)

حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

یعنی جو کسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف دفع ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے وہ سختی دور ہو اور جو کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف مجھ سے توسل کرے وہ حاجت بر آئے۔ اور جو دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھے پھر سلام بھیجے اور مجھے یاد کرے، پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے ان میں میرا نام لیتا جائے اور اپنی حاجت یاد کرے اس کی وہ حاجت روا ہو اللہ کے اذن سے۔

من استغاثَ بِنَبِيِّ كَرِيحٍ كَشَفَتْ عَنْهُ وَمَنْ نَادَى بِاسْمِي فِي شِدَّةٍ فَرَجَتْ عَنْهُ مَنْ تَوَسَّلَ بِي إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي حَاجَةٍ قَضَيْتُ لَهُ وَمَنْ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ سُورَةَ اخْلَاصٍ أَحَدَى عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ يَصَلِّي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ السَّلَامِ وَيَسْلَمُ عَلَيْهِ وَيَذْكُرُنِي ثُمَّ يَخْطُو أَلَى جِهَةِ الْعِرَاقِ أَحَدَى عَشْرَةَ خُطْوَةً يَذْكُرُهَا أَسَى وَيَذْكُرُ حَاجَتَهُ فَانْهَاقَتْ قَضَى بِأَذْنِ اللَّهِ^۲۔

^۱ شرح الصدور باب زیارة القبور مصطفیٰ البابی مصر ص ۸۹

^۲ بهجة الاسرار ذکر فضل اصحابہ و بشر اہم مصطفیٰ البابی مصر ص ۱۰۲، زبدة الاسرار ذکر فضل اصحابہ و مریدیہ و محبیہ بکلیت کپنی

اکابر علمائے کرام و اولیائے عظام مثل امام ابوالحسن نور الدین علی بن جریر لُحی شطرنوفی و امام عبداللہ بن اسد یافعیؒ، مولانا علی قاریؒ مکی صاحبِ مرقاة شرح مشکوٰۃ، مولانا ابوالعالی محمد سلمی قادری و شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اپنی تصانیف جلیلہ بحجۃ الاسرار و خلاصۃ المفائر و نزہۃ الخاطر و تحفہ قادریہ و زبدۃ الآثار وغیرہا میں یہ کلمات رحمت آیات حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل و روایت فرماتے ہیں۔

یہ امام ابوالحسن نور الدین علی مصنف بحجۃ الاسرار شریف اعظم علماء و آئمۃ قراءت و اکابر اولیاء و سادات طریقت سے ہیں، حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک صرف دو واسطے رکھتے ہیں، امام اجل حضرت ابوصالح نصر قدس سرہ، سے فیض حاصل کیا انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت ابوبکر تاج الدین عبدالرزاق نور اللہ مرقدہ، سے انہوں نے اپنے والد ماجد حضور پُر نور سید السادات غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے،

شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زبدۃ الآثار شریف میں فرماتے ہیں: یہ کتاب بحجۃ الاسرار کتاب عظیم و شریف و مشہور ہے اور اس کے مصنف علمائے قراءت سے عالم معروف و مشہور اور ان کے احوال شریفہ عسکریوں میں مذکور و مسطور^۱۔
امام شمس الدین ذہبیؒ کے علم حدیث و اسماء الرجال میں جن کی جلالت شان عالم آشکار اس جناب کی مجلس درس میں حاضر ہوئے اور اپنی کتاب طبقات المقرئین میں ان کے مدائح لکھے۔

امام محدث محمد بن محمد بن الجزری مصنف حصن حصین اس جناب کے سلسلہ تلامذہ میں ہیں انہوں نے یہ کتاب مسطاب بحجۃ الاسرار شریف اپنے شیخ سے پڑھی اور اس کی سند و اجازت حاصل کی^۲۔

ان سب باتوں کی تفصیل اور اس نماز مبارک کا دلائل شرعیہ و اقوال و افعال علماء و اولیاء سے ثبوت جلیل فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کے رسالہ انہار الانوار من یم صلوة الاسرار میں ہے۔

اس رسالہ کا مطالعہ تجھ پر لازم ہے اس میں تو

فعلیک بما تجد فیہا ما یشفی الصدور

عہ: امام جلال الدین سیوطی نے ان جناب کو الامام الاوحد لکھا یعنی امام کی کتاب ہے نظیر ۱۲ منہ۔

^۱ زبدۃ الآثار بکلیگ کمپنی بمبئی ص ۲

^۲ زبدۃ الآثار بکلیگ کمپنی بمبئی ص ۲

و یکشف العلی والحمد لله رب العالمین۔	وہ کچھ پائے گا جو دلوں کو شفا دیتا ہے اور اندھاپن کو دور کرتا ہی اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ت)

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ ربانی کتاب مستطاب "لواقح الانوار فی طبقات الاخیار" میں فرماتے ہیں: سیدی محمد غمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید بازار میں تشریف لیے جاتے تھے ان کے جانور کا پاؤں پھسلا، آواز پکارا یا سیدی محمد یا غمری، ادھر ابن عمر حاکم صعید کو بحکم سلطان چقمق قید کیے لیے جاتے تھے، ابن عمر نے فقیر کا نداء کرنا سنا، پوچھا یہ سیدی محمد کون ہیں؟ کہا میرے شیخ کہا میں ذلیل بھی کہتا ہوں، یا سیدی یا غمری لا حظنی اے میرے سردار اے محمد غمری! مجھ پر نظر عنایت کرو، ان کا یہ کہنا کہ حضرت سیدی محمد غمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور مدد فرمائی کہ بادشاہ اور اس کے لشکریوں کی جان پر بن گئی، مجبورانہ ابن عمر کو خلعت دے کر رخصت کیا^۱۔

اسی میں ہے: سیدی شمس الدین محمد حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے حجرہ خلوت میں وضو فرما رہے تھے ناگاہ ایک کھڑاؤں ہوا پر پھینکی کے غائب ہو گئی حالانکہ حجرے میں کوئی راہ اس کے ہوا پر جانے کی نہ تھی۔ دوسری کھڑاؤں اپنے خادم کو عطا فرمائی کہ اسے اپنے پاس رہنے دے جب تک وہ پہلی واپس آئے، ایک مدت کے بعد ملک شام سے ایک شخص وہ کھڑاؤں مع اور ہدایا کے حاضر لایا اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو جزائے خیر دی جب چور میرے سینہ پر مجھے ذبح کرنے بیٹھا میں نے اپنے دل میں کہا۔ "یا سیدی محمد یا حنفی" اُسی وقت یہ کھڑاؤں غیب سے آکر اس کے سینہ پر لگی کہ غش کھا کر الٹا ہو گیا اور مجھے یہ برکت حضرت اللہ عزوجل نے نجات بخشی^۲۔

^۱ لواقح الانوار فی طبقات الاخیار ترجمہ ۳۲۴ الشیخ محمد الغمری مصطفیٰ البابی مصر ۸۸/۲

^۲ لواقح الانوار فی طبقات الاخیار ترجمہ ۳۲۵ سیدنا مولانا شمس الدین حنفی مصطفیٰ البابی مصر ۹۵/۲

اسی میں ہے:

ولی ممدوح قدس سرہ کی زوجہ مقدسہ بیماری سے قریب مرگ ہوئیں تو وہ یوں ندا کرتی تھیں: "یا سیدی احمد یا بدویٰ خاطرک معی" اے میرے سردار اے احمد بدوی! حضرت کی توجہ میرے ساتھ ہے۔ ایک دن حضرت سیدی احمد کبیر بدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں، کب تک مجھے پکارے گی اور مجھ سے فریاد کرے گی تو جانتی نہیں کہ تو ایک بڑے صاحب تمکین (یعنی اپنے شوہر) کی حمایت میں ہے، اور جو کسی ولی کبیر کی درگاہ میں ہوتا ہے ہم اس کی نداء پر اجابت نہیں کرتے، یوں کہہ یا سیدی محمد یا حنفی کہ یہ کہے گی تو اللہ تعالیٰ تجھے عافیت بخشے گا۔ ان بی بی نے یونہی کہا، صبح کو خاصی تندرست اُٹھیں، گویا کبھی مرض نہ تھا^۱۔ اسی میں ہے حضرت ممدوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مرض موت میں فرماتے تھے۔

من كانت حاجة فليأت الى قبري و يطلب حاجته اقضها له فان ما بيني وبينكم غير ذراع من تراب وكل رجل يحجبه عن اصحبه ذراع من تراب فليس برجل ^۲	جسے کوئی حاجت ہو وہ میری قبر پر حاضر ہو کر حاجت مانگے میں روا فرمادوں گا کہ مجھ میں تم میں یہی ہاتھ بھر مٹی ہی تو حائل ہے اور جس مرد کو اتنی مٹی اپنے اصحاب سے حجاب میں کردے وہ مرد کا ہے۔

اسی طرح حضرت سیدی محمد بن احمد فرغل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال شریفہ میں لکھا:

كان رضى الله تعالى عنه يقول انا من المتصرفين في قبورهم فمن كانت له حاجة فليأت الى قبالة وجهي ويذكرها لي اقضها له ^۳	فرمایا کرتے تھے میں اُن میں ہوں جو اپنی قبور میں تصرف فرماتے ہیں جسے کوئی حاجت ہو میرے پاس میرے چہرہ مبارک کے سامنے حاضر ہو کر مجھ سے اپنی حاجت کہے میں روا فرمادوں گا۔

اسی میں ہے:

مروی ہوا ایک بار حضرت سیدی مدین بن احمد اشمونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو

^۱ لواقع الانوار في طبقات الاخيار ترجمہ ۳۲۵ سیدنا مولنا شمس الدین الحنفی مصطفیٰ البابی مصر ۲/ ۹۶

^۲ لواقع الانوار في طبقات الاخيار ترجمہ ۳۲۵ سیدنا مولنا شمس الدین الحنفی مصطفیٰ البابی مصر ۲/ ۹۶

^۳ لواقع الانوار في طبقات الاخيار ترجمہ ۳۲۹ الشیخ محمد بن احمد الفرغل مصطفیٰ البابی مصر ۲/ ۱۰۵

فرماتے ہیں ایک کھڑاؤں بلاد مشرق کی طرف پھینکی، سال بھر کے بعد ایک شخص حاضر ہوئے اور وہ کھڑاؤں ان کے پاس تھی انہوں نے حال عرض کیا کہ جنگل میں ایک بد وضع نے ان کی صاحبزادی پر دست درازی چائی، لڑکی کو اس وقت اپنے باپ کے پیرو مرشد حضرت سیدی مدین کا نام معلوم نہ تھا یوں ندا کی "یا شیخ ابی لاحظنی" اے میرے باپ کے پیرو مجھے بچائیے، یہ ندا کرتے ہی وہ کھڑاؤں آئی لڑکی نے نجات پائی وہ کھڑاؤں اُن کی اولاد میں اب تک موجود ہے^۱۔ اسی میں سیدی مولیٰ ابو عمران رحمہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لکھتے ہیں:

کان اذاناً داهُ مریدہ، اجابہ من مسیرۃ سنۃ او اکثر ^۲ ۔	جب ان کا مرید جہاں کہیں سے انہیں نداء کرتا جواب دیتے اگرچہ سال بھر کی راہ پر ہوتا یا اس سے بھی زائد۔

حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخیار شریف میں ذکر مبارک حضرت سید اجل شیخ بہاء الحق والدین بن ابراہیم عطاء اللہ الانصاری القادری الشطاری الحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حضرت ممدوح کے رسالہ مبارکہ شطاریہ سے نقل فرماتے ہیں:

ذکر کشف ارواح یا احمد یا محمد در دو طریق ست، یک طریق آنست یا احمد رادر راستا گوید و یا محمد رادر چپا گوید و در دل ضرب کند یا رسول اللہ طریق دوم آنست کہ یا احمد رادر راستا گوید و چپا یا محمد و در دل و ہم کند یا مصطفیٰ دیگر ذکر یا احمد یا محمد یا علی یا حسن یا حسین یا فاطمہ شش طرفی ذکر کند کشف جمیع ارواح شود دیگر اسمائے	کشف ارواح کے ذکر یا احمد و یا محمد میں دو طریقے ہیں پہلا طریقہ یہ ہے کہ یا احمد دائیں طرف اور یا محمد بائیں طرف سے کہتے ہوئے دل پر یا رسول اللہ کی ضرب لگائے دوسرا طریقہ یہ ہے کہ یا احمد دائیں طرف اور یا محمد بائیں طرف سے کہتے ہوئے دل میں یا مصطفیٰ کا خیال جمائے۔ اس کے علاوہ دیگر اذکار یا محمد، یا احمد، یا علی، یا حسن، یا حسین، یا فاطمہ کا چھ طرفی ذکر کرنے سے

^۱ الوقع الانوار فی طبقات الاخیار ترجمہ ۳۲۶ الشیخ محمد بن احمد الفرغل مصطفیٰ البابی مصر ۲/ ۱۰۲

^۲ الوقع الانوار فی طبقات الاخیار ترجمہ ۳۱۳ الشیخ محمد بن احمد الفرغل مصطفیٰ البابی مصر ۲/ ۲۱

تمام ارواح کا کشف حاصل ہو جاتا ہے۔ مقرب فرشتوں کے ناموں کا ذکر بھی تاثیر رکھتا ہے، یا جبرائیل، یا میکائیل، یا اسرافیل، یا عزرائیل کا چار ضربی ذکر کرے، نیز اسم شیخ کا ذکر کرتے ہوئے یا شیخ یا شیخ ہزار بار اس طرح کرے کہ حرفِ ندا کو دل سے کھینچتے ہوئے دائیں طرف لے جائے اور لفظ شیخ سے دل پر ضرب لگائے۔ (ت)	ملائکہ مقرب ہمیں تاثیر دارند یا جبریل، یا میکائیل یا اسرافیل یا عزرائیل چار ضربی، دیگر ذکر اسم شیخ یعنی یگوید یا شیخ یا شیخ ہزار بار یگوید کہ حرفِ ندا را از دل بکشید طرف راست بردو لفظ شیخ را در دل ضرب کند ^۱ ۔

حضرت سیدی نور الدین عبدالرحمن مولانا جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں حضرت مولوی معنوی قدس سرہ العلی کے حالات میں لکھتے ہیں کہ مولانا روح اللہ روحہ، نے قریب انتقال ارشاد فرمایا:

از رفتن من غمناک مشوید کہ نور منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ بعد از صد و پنجاہ سال بر روح شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ تجلی کرد و مرشد او شد ^۲ ۔	ہمارے جانے سے غمگین مت ہوں کہ حضرت منصور علیہ الرحمہ کا نور ایک سو پچاس سال بعد شیخ فرید الدین عطار کی روح پر تجلی کرتے ہوئے ان کا مرشد ہو گیا۔ (ت)

اور فرمایا:

در ہر حالتی کہ باشید مرا یاد کنید تا من شمارا مہد باشم در ہر لبا سے کہ باشم ^۳ ۔	تم جس حالت میں رہو مجھے یاد کرو تاکہ میں تمہارا مددگار بنوں میں چاہے جس لباس میں ہوں۔ (ت)

اور فرمایا:

در عالم مارا دو تعلق ست، یکے بہ بدن و یکے بشما، و چوں بہ عنایت حق سبحانہ و تعالیٰ فردو مجر و دشوم و	دنیا میں ہمارے دو تعلق ہیں ایک بدن کے ساتھ اور دوسرا تمہارے ساتھ، جب حق تعالیٰ کی عنایت سے میں فردو مجر و دشوم ہو جاؤں گا اور عالم

^۱ اخبار الاخبار ترجمہ شیخ بہاؤ الدین ابراہیم عطاء اللہ انصاری مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ص ۱۹۹، نفحات الانس ترجمہ مولانا جلال الدین رومی بکتاب فروشی محمودی ص ۴۶۲ و ۴۶۳

^۲ نفحات الانس ترجمہ مولانا جلال الدین رومی بکتاب فروشی محمودی ص ۴۶۲ و ۴۶۳

^۳ نفحات الانس ترجمہ مولانا جلال الدین رومی بکتاب فروشی محمودی ص ۴۶۲ و ۴۶۳

عالم تجرید و تفرید روئے نمائید آں تعلق نیز آں شما خواہد بود	تفرید و تجرید ظاہر ہو جائے گا تو یہ تعلق بھی تمہارے لیے ہوگا۔ (ت)

¹۔

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم میں لکھتے ہیں۔

وَصَلَّى عَلَيْكَ اللَّهُ يَا خَيْرَ خَلْقِهِ
وَيَا خَيْرَ مَنْ يَرْجَى لِكَشْفِ رَزِيَّةٍ
وَأَنْتَ مَجِيدِي مَنْ هَجُومَ مُلْكَةٍ

اور خود اس کی شرح و ترجمہ میں کہتے ہیں:

(فصل یازدہم در ابتال بجناب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) رحمت فرستد بر تو خدائے تعالیٰ اے بہترین خلق خدا، اے بہترین کسیکہ امید داشتہ شود، اے بہترین عطا کنندہ وائے بہترین کسیکہ امید داشتہ باشد برائے ازالہ مصیبت وائے بہترین کسیکہ سخاوت از زیادہ است از باران، بارہا گواہی میدہم کہ تو پناہ دہندہ منی از هجوم کردن مصیبت و قتی کہ بخلاند در دل بدترین چنگا لہار ^۳ ملخصاً	(گیارہویں فصل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عاجزانہ فریاد کے بارے میں) اے خلق خدا سے بہتر! آپ پر اللہ تعالیٰ درود بھیجے، اے بہترین شخص جس سے امید کی جاتی ہے اور اے بہترین عطا کرنے والے اے بہترین شخص کہ مصیبت کو دور کرنے میں جس سے امید رکھی جاتی ہے، اور جس کی سخاوت بارش پر فوقیت رکھتی ہے۔ آپ ہی مجھے مصیبتوں کے هجوم سے پناہ دینے والے ہیں جب وہ میرے دل میں بدترین پئے گاڑتی ہیں۔ (ت)

اسی کے شروع میں لکھتے ہیں:

ذکر بعد حوادثِ زمان کہ درال حوادث لابدست از استمداد بروج آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ^۴ ۔	بعض حوادثِ زمانہ کا ذکر جن حوادث میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اقدس سے مدد طلب کرنا ضروری ہے۔ (ت)

¹ نفحات الانس ترجمہ مولانا جلال الدین الرومی کتاب فروشی محمودی ص ۲۶۲ و ۲۶۳

² اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل یازدہم مجتہائی دہلی ص ۲۲

³ اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل یازدہم مجتہائی دہلی ص ۲۲

⁴ اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل اول مجتہائی دہلی ص ۲

اسی کی فصل اول میں لکھتے ہیں:

مجھے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی نظر نہیں آتا کیونکہ ہر سختی میں غمزدوں کی پناہ گاہ آپ ہی ہیں۔ (ت)	بہ نظر نمی آید مرا مگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ جائے دست زدن اندوہگین ست در ہر شدتے ^۱ ۔

یہی شاہ صاحب قصیدہ "مدحیہ حمزہ" میں لکھتے ہیں:

وڈل وابتہال والتجاء	ینکادی ضارعالخضوع قلب
نوالک ابتغی یوم القضاء	رسول اللہ یا خیر البرایا
فانت الحصن من کل البلاء	اذما حل خطب مدلہم
وفیک مطامعی وبک ارتجائی ^۲	الیک تو جہی وبک استنادی

اور خود ہی اس کی شرح و ترجمہ میں لکھتے ہیں:

چھٹی فصل عالی مرتبت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارنے کے بیان میں۔ آپ پر بہترین درود اور کامل ترین سلام ہو۔ ذلیل و خوار شخص شکستہ دل، ذلت و رسوائی عجز و انکسار کے ساتھ پناہ طلب کرتے ہوئے یوں پکارتا ہے، اے اللہ تعالیٰ کے رسول، اے بہترین خلق! میں فیصلے کے دن آپ کی عطا کا طلبگار ہوں، جب انتہائی اندھیرے میں بہت بڑی مصیبت نازل ہو تو ہر بلائیں پناہ گاہ تو ہی ہے۔ میری توجہ تیری طرف ہے، تجھ ہی سے میں پناہ لیتا ہوں، تجھ ہی سے طمع و امید رکھتا ہوں اھ ملخصاً (ت)	فصل ششم در مخاطبہ جناب عالی علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات والتسلیمات ندا کند زاد و خوار شدہ بشکستگی دل و اظہار بے قدری خود بہ اخلاص در مناجات و بہ پناہ گرفتار بایں طریق کہ اے رسول خدا اے بہترین مخلوقات عطاءئے مے خواہم روز فیصل کردن، وقتے کہ فرود آید کار عظیم در غایت تاریکی پس توئی پناہ از ہر بلا بسوئے تست رو آوردن من و بہ تست پناہ گرفتار من و در تست امیدداشتن من اھ ملخصاً ^۳

^۱ اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل اول مجتہائی دہلی ص ۴

^۲ اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل ششم مطبع مجتہائی دہلی ص ۳۳

^۳ اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل ششم مطبع مجتہائی دہلی ص ۳۳ و ۳۴

یہی شاہ صاحب "انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" میں قضائے حاجت کے لیے ایک ختم کی ترکیب یوں نقل کرتے ہیں۔

اول دور رکعت نفل، بعد ازاں یک صد و یازدہ بار درود و پہلے دو رکعت پڑھے پھر ایک سو گیارہ بار درود شریف، ایک بعد ازاں یک صد و یازدہ بار کلمہ تجید و یک صد و یازدہ بار شیخنا اللہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی ^۱ ۔	پہلے دو رکعت پڑھے پھر ایک سو گیارہ بار درود شریف، ایک سو گیارہ بار کلمہ تجید، پھر ایک سو گیارہ بار یہ پڑھے، اے شیخ عبدالقادر جیلانی خدا را کچھ عطا فرمائیں۔ (ت)

اسی انتباہ سے ثابت کہ یہی شاہ صاحب اور ان کے شیخ و استاذ حدیث مولانا طاہر مدنی جن کی خدمت میں مدتوں رہ کر شاہ صاحب نے حدیث پڑھی اور ان کے شیخ و استاذ والد مولانا ابراہیم کُردی اور ان کے استاذ الاستاذ مولانا احمد نخعی کہ یہ چاروں حضرات بھی شاہ صاحب کے اکثر سلاسل حدیث میں داخل اور شاہ صاحب کے پیر و مرشد شیخ محمد سعید لاہوری جنہیں انتباہ میں "شیخ معمر تقہ کہا اور اعیان مشائخ طریقت سے گنا اور ان کے پیر شیخ محمد اشرف لاہوری اور ان کے شیخ مولانا عبدالمالک اور ان کے مرشد شیخ بلزید ثانی اور شیخ شناوی کے پیر حضرت سید صبغۃ اللہ بروجی اور ان دو صاحبوں کے پیر و مرشد مولانا وجیہ الدین علوی شارح ہدایہ و شرح وقایہ اور ان کے شیخ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری علیہم رحمۃ الملک الباری، یہ سب اکابر ناد علی کی سندیں لیتے اور اپنے تلامذہ و مستفیدین کو اجازتیں دیتے اور یا علی یا علی کا وظیفہ کرتے واللہ الحجة السامیہ، جسے اس کی تفصیل دیکھنی ہو فقیر کے رسالہ "انہار الانوار و حیات الموات فی بیان سماع الاموات" کی طرف رجوع کرے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب نے بستان المحدثین میں حضرت ارفع و علی امام العلماء نظام الاولیا

نوٹ: الانتباہ دو حصوں پر مشتمل ہے، پہلے حصہ میں سلاسل طریقت بیان کیے گئے ہیں اور دوسرے حصہ میں فقہ و حدیث کی سندیں بیان کی گئی ہیں دوسرا حصہ مکتبہ سلفیہ لاہور نے "وصاف النبیه" کے نام سے شائع کیا تھا، ناشر نے مقدمہ میں تصریح کی ہے کہ اس حصہ کا ایک باب نہیں مل سکا اور وہ کچھ ضروری بھی نہ تھا، غالباً یہ حوالہ اسی "غیر ضروری" حصہ میں قلم زد ہو گیا ہے ۱۲ اشرف قادری

^۱ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ

حضرت سیدی احمد زروق مغربی قدس سرہ استاذ شمس الدین لقانی و امام شہاب الدین قسطلانی شارح صحیح بخاری کی مدح عظیم لکھی کہ وہ جناب ابدال سبعہ و محققین صوفیہ سے ہیں، شریعت و حقیقت کے جامع، باوصف علو باطن، ان کی تصانیف علوم ظاہری میں بھی نافع و مفید و بکثرت ہیں، اکابر علماء فخر کرتے ہیں کہ ہم ایسے جلیل القدر عالم و عارف کے شاگرد ہیں، یہاں تک کہ لکھا: "بالجملہ مردے جلیل القدر سے ست کہ مرتبہ کمال اوفوق الذکر است۔"

خلاصہ یہ کہ وہ بڑی قدر و منزلت والے بزرگ ہیں کہ ان کا مقام و مرتبہ ذکر سے ماوراء ہے۔ (ت)

پھر اس جناب جلالت مآب کے کلام سے دو بیتیں نقل کیں کہ فرماتے ہیں۔

انالمریدی جامع لشتاتک اذا ماسطاجور الزمان بنکبتہ

وان کنت فی ضیق و کرب و وحشۃ فنادیبا زروق ات بسرعتہ^۱

یعنی میں اپنے مرید کی پریشانیوں میں جمعیت بخشنے والا ہوں جب ستم زمانہ اپنی نحوست سے اس پر تعدی کرے اور تو تنگی و تکلیف و وحشت میں ہو تو یوں نداء کر: یازروق میں فوراً موجود ہوں گا۔

علامہ زیادی، پھر علامہ اجوری صاحب تصانیف کثیرہ مشہورہ پھر علامہ داؤدی محشی شرح منہج، پھر علامہ شامی صاحب رد المحتار حاشیہ در مختار گم شدہ چیز ملنے کے لیے فرماتے ہیں کہ: بلندی پر جا کر حضرت سیدی احمد بن علوان یمنی قدس سرہ کے لیے فاتحہ پڑھے پھر انہیں نداء کرے کہ یاسیدی احمد یا ابن علوان^۲۔

شامی مشہور و معروف کتاب ہے، فقیر نے اس کے حاشیہ کی یہ عبارت اپنے رسالہ حیاۃ الموات کے ہامش تکملہ پر ذکر کی۔ غرض یہ صحابہ کرام سے اس وقت تک کے اس قدر ائمہ اولیاء و علماء ہیں جن کے اقوال فقیر نے ایک ساعت قلیلہ میں جمع کیے۔ اب مشرک کہنے والوں سے صاف صاف پوچھنا چاہیے کہ

^۱ بستان المحدثین حاشیہ سید زروق فاسی علیہ النجاری ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۲

^۲ حواشی الشامی علی رد المحتار کتاب اللقطہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۲۴

عثمان بن حنیف و عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لے کر شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز صاحب اور ان کے اساتذہ و مشائخ تک سب کو کافر و مشرک کہتے ہو یا نہیں؟ اگر انکار کریں تو الحمد للہ ہدایت پائی اور حق واضح ہو گیا اور بے دھڑک ان سب پر کفر و شرک کا فتویٰ جاری کریں تو ان سے اتنا کہئے کہ اللہ تمہیں ہدایت کرے۔ ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو تو کسے کہا اور کیا کچھ کہا "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" اور جان لیجئے کہ مذہب کی بنا پر صحابہ سے لے کر اب تک کے اکابر سب معاذ اللہ مشرک و کافر ٹھہریں۔ وہ مذہب خدا اور رسول کو کس قدر دشمن ہوگا۔

صحیح حدیثوں میں آیا کہ "جو مسلمان کو کافر کہے خود کافر ہے"۔¹

اور بہت ائمہ دین نے مطلقاً اس پر فتویٰ دیا جس کی تفصیل فقیر نے اپنے رسالہ "النہی الاکید عن الصلوۃ وراء عدی التقليد" میں ذکر کی۔ ہم اگرچہ بحکم احتیاط تکفیر نہ کریں تاہم اس قدر میں کلام نہیں کہ ایک گروہ ائمہ کے نزدیک یہ حضرات کہ یا رسول اللہ و یا علی و یا حسین و یا غوث الثقلین کہنے والے مسلمانوں کو کافر و مشرکین کہتے ہیں خود کافر ہیں تو ان پر لازم کہ نئے سرے سے کلمہ اسلام پڑھیں اور اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں۔ درمختار میں ہے:

مافیہ خلاف یومر بالاستغفار و التوبۃ و تجدید النکاح ²	اور جس چیز کے کفر میں اختلاف ہو اس کے مرتکب کو استغفار و توبہ اور تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا۔ (ت)

فائدہ: حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نداء کرنے کے عمدہ دلائل سے "التحیات" ہے جسے ہر نمازی ہر نماز کی دو رکعت پر پڑھتا ہے اور اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم سے عرض کرتا ہے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ و برکاتہ سلام حضور پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

اگر نداء معاذ اللہ شرک ہے، تو یہ عجب شرک ہے کہ عین نماز میں شریک و داخل ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اور یہ جاہلانہ خیال محض باطل کہ التحیات زمانہ اقدس سے ویسے ہی چلی آتی ہے تو مقصود ان لفظوں کی ادا ہے نہ کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

¹ صحیح البخاری کتاب الادب باب من اکفر احاء بغیر تاویل قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۰۱، صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال

الایمان من قال الخیہ المسلم یا کافر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۷

² الدر المختار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتہائی دہلی ۱/ ۳۵۹

وسلم کی نداء حاشا وکلا شریعت مطہرہ نے نماز میں کوئی ایسا ذکر نہیں رکھا ہے جس میں صرف زبان سے لفظ نکالے جائیں اور معنی مراد نہ ہوں، نہیں نہیں بلکہ قطعاً یہی درکار ہے۔ التحیاتُ للہ والصلوات سے حمد الہی کا قصد رکھے اور السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، سے یہ ارادہ کرے کہ اس وقت میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کرتا اور حضور سے بالقصد عرض کر رہا ہوں کہ سلام حضور اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ فتاوائے عالمگیری میں شرح قدوری سے ہے:

لا یدَّ من ان یقصد بالفاظ التشہد معاً نیہا التی وضعت لہا من عندہ کانہ یحیی اللہ تعالیٰ ویسلم علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علی وسلم وعلی نفسہ وعلی اولیاء اللہ تعالیٰ ^۱ ۔	تشہد کے الفاظ سے ان معانی کا قصد کرنا ضروری ہے جن کے لیے ان الفاظ کو وضع کیا گیا ہے اور جو نمازی کی طرف سے مقصود ہوں ہوں۔ گویا کہ نمازی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نذرانہ عبادت پیش کر رہا ہے، اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر، خود اپنی ذات پر اور اولیاء اللہ پر سلام بھیج رہا ہے۔ (ت)

تنویر الابصار اور اس کی شرح دُر مختار میں ہے:

(ویقصد بالفاظ التشہد) معانیہا مرادۃ لہ علی وجہ (الانشاء) کانہ یحیی اللہ تعالیٰ ویسلم علی نبیہ وعلی نفسہ واولیائہ (لا الاخبار) عن ذلک ذکرہ فی المجتبئ ^۲ ۔	الفاظ تشہد سے اُن کے معانی مقصودہ کا بطور انشاء قصد کرے، گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اظہارِ بندگی کر رہا ہے اور اس کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، خود اپنی ذات اور اولیاء اللہ پر سلام بھیج رہا ہے، ان الفاظ سے حکایت و خبر کا قصد نہ کرے اس کو مجتبئ میں ذکر کیا ہے۔ (ت)

علامہ حسن شرنبلالی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں فرماتے ہیں:

یقصد معانیہ، مرادۃ لہ، علی	قصد کرے معنی مقصودہ کا بایں طور کہ نمازی

^۱ الفتاویٰ الہندیۃ کتاب الصلوۃ الفصل الثانی نورانی مکتب خانہ پشاور ۲/۱۷۲

^۲ الدر المختار شرح تنویر الابصار کتاب الصلوۃ باب صفة الصلوۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۷۷

اَنَّهُ يُنْشِئُهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا مِنْهُ ^۱	اپنی طرف سے تحیہ اور سلام پیش کر رہا ہے۔ ت)

اسی طرح بہت علماء نے تصریح فرمائی۔ اس پر بعض سفہائے منکرین یہ عذر گھڑتے ہیں کہ صلوٰۃ و سلام پہنچانے پر ملائکہ مقرر ہیں تو ان میں نداء جائز اور ان کے ماوراء میں ناجائز، حالانکہ یہ سخت جہالت بے مزہ ہے قطع نظر بہت اعتراضوں سے جو اس پر وارد ہوتے ہیں ان ہوشمندوں نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ صرف درود و سلام ہی نہیں بلکہ اُمت کے تمام اقوال و افعال و اعمال روزانہ و وقت سرکار عرش و قار حضور سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیے جاتے ہیں۔ احادیث کثیرہ میں تصریح ہے کہ مطلقاً اعمالِ حسنہ و سیئہ سب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں، اور یونہی تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور والدین و اعزاء و اقارب سب پر عرضِ اعمال ہوتی ہے۔ فقیر نے اپنے رسالہ "سلطنة المصطفى في ملكوت كل الوری" میں وہ سب حدیثیں جمع کیں، یہاں اسی قدر بس ہے کہ امام اجل عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

لیس من یومٍ الا وتعرض علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعمال اُمتہ غدوة و عشیاً فیعرفہم بسیماہم و اعمالہم ^۲	یعنی کوئی دن ایسا نہیں جس میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اعمالِ اُمت ہر صبح و شام پیش نہ کیے جاتے ہوں، تو حضور کا اپنے امتیوں کو پہچاننا ان کی علامت اور ان کے اعمال دونوں وجہ سے ہے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی آلہ و صحبہ و شرف و کرم)۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ، بتوفیق اللہ عزوجل اس مسئلے میں ایک کتاب مبسوط لکھ سکتا ہے مگر منصف کے لیے اسی قدر دانی، اور خدا ہدایت دے تو ایک حرف کافی۔

ا کفنا شر المضلین یا کافی وصلّ علی سیدنا و مولینا محمّد بن الشافی و آلہ و صحبہ حمّة الدین	اے کفایت فرمانے والے ! ہماری طرف سے گمراہ کرنے والوں کے شر کا دفاع فرما۔ ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ پر درود نازل فرما

^۱ مراقی الفلاح علی هامش حاشیة الطحطاوی کتاب الصلوٰۃ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۱۵۵

^۲ المواہب اللدنیہ بحوالہ ابن المبارک عن سعید ابن مسیب المقصد الرابع الفصل الثانی بیروت ۲/ ۶۹۷

الصافی آمین والحمد لله رب العالمین۔	جو شفاء عطا فرمانے والے ہیں اور آپ کے آلِ واصحاب پر جو دین صافی کے حمایتی ہیں آمین والحمد لله رب العالمین۔

کتبہ عبیدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ محمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی سنہ ۱۴۰۱
عبید المصطفیٰ احمد رضا نقال

رسالہ

انوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ

ختم ہوا۔





رسالہ اسماع الاربعین فی شفاعۃ سید المحبوبین (محبوبوں کے سردار کی شفاعت کے بارے میں چالیس حدیثیں سنانا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

مسئلہ ۱۶۵: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شفیع ہونا کس حدیث سے ثابت ہے؟
بینواتوجروا (بیان فرمائیے اگر دیئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب:

الحمد لله البصير السميع والصلوة والسلام على البشير الشفيع وعلى اله وصحبه كل مساء وسطيع	سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جو دیکھنے والا سننے والا ہے، اور دروود و سلام نازل ہو بشارت دینے والے شفاعت کرنے والے پر اور اس کے آل و اصحاب پر ہر شام کو اور ہر صبح کو۔ (ت)

سُبْحَانَ اللَّهِ! ایسے سوال سُن کر تعجب آتا ہے کہ مسلمان و مدعیانِ سنیت اور ایسے واضح

عقائد میں تشکیک کی آفت، یہ بھی قُربِ قیامت کی ایک علامت ہے۔ "اِنَّ اللّٰهَ وَاَنَا الْبَیْهَرُ رَاجِعُونَ" احادیثِ شفاعت بھی ایسی چیز ہیں جو کسی طرح چھپ سکیں، بیسیوں صحابہ، صد ہاتالیفین، ہزار ہا محدثین ان کے راوی، حدیث کی ہر گونہ کتابیں صحاح، سُنن، مسانید، معاجم، جوامع، مصنفات ان سے مالا مال۔ اہل سنت کا ہر تنفس یہاں تک کہ زنان و اطفال بلکہ دہقانی جہال بھی اس عقیدے سے آگاہ، خدا کا دیدار محمد کی شفاعت ایک ایک بچے کی زبان پر جاری، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک و شرف و مجد و کرم۔

فقیر غفرلہ اللہ تعالیٰ لہ نے رسالہ "سمع وطاعة الاحادیث الشفاعة" میں بہت کثرت سے ان احادیث کی جمع و تلخیص کی، (یہاں) بہ نہایت اجمال صرف چالیس حدیثوں کی طرف اشارت، اور ان سے پہلے چند آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت کرتا ہوں۔

آیات:

آیتِ اولیٰ^۱: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی (اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا):

قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقامِ محمود میں بھیجے۔

"عَسَىٰ اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا" ^۱۔

حدیث شریف میں ہے حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی، مقامِ محمود کیا چیز ہے: فرمایا: ہو الشفاعة^۲۔ وہ شفاعت ہے۔

آیتِ ثانیہ^۳: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی (اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا):

اور قریب تر ہے تجھے تیرا رب اتنا دے گا کہ تُو راضی ہو جائے گا۔

"وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی" ^۳۔

دیلی مسند الفردوس میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ، سے راوی، جب یہ آیت اتری حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

یعنی جب اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی کر دینے کا وعدہ فرماتا ہے تو میں راضی نہ ہوں گا اگر میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہا۔

اِذَا لَارِضٰی وَاَحَدٌ مِّنْ اَمْتِیْ فِی النَّارِ ^۴۔

^۱ القرآن الکریم ۷۹/۱۷

^۲ جامع الترمذی ابواب التفسیر سورۃ بنی اسرائیل امین کپنی دہلی ۱۳۲/۲

^۳ القرآن الکریم ۵/۹۳

^۴ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیہ ۹۳/۵ المطبعة البهیة المصریة مصر ۲۱۳/۳۱

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ۔

طبرانی معجم اوسط اور بزار مسند میں جناب مولیٰ المسلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اشفع الامتی حتی ینادینی ربی قدارضیت یا محمد فاقول ای رب قدرضیت ^۱	میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا یہاں تک کہ میرا رب پکارے گا اے محمد! تو راضی ہوا؟ میں عرض کروں گا: اے رب میرے! میں راضی ہوا۔

آیت ۳: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى (اللَّهُ تَعَالَى نَے فرمایا):

"وَاسْتَغْفِرْ لِدُنُوبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ" ^۲ ۔	اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو حکم دیتا ہے کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے گناہ مجھ سے بخشاؤ، اور شفاعت کا ہے کا نام ہے۔

آیت ۴: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى (اللَّهُ تَعَالَى نَے فرمایا):

"وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا" ^۳ ۔	اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں، تیرے پاس حاضر ہوں، پھر خدا سے استغفار کریں، اور رسول ان کی بخشش مانگے تو بیشک اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

اس آیت میں مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے کہ گناہ کر کے اس نبی کی سرکار میں حاضر ہو اور اُس سے درخواستِ شفاعت کرو، محبوب تمہاری شفاعت فرمائے گا۔ تو ہم یقیناً تمہارے گناہ بخش دیں گے۔

آیت ۵: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى (اللَّهُ تَعَالَى نَے فرمایا):

^۱ المعجم الاوسط حدیث ۲۰۸۳ مکتبۃ المعارف ریاض ۳/۴۴، الترغیب والترہیب کتاب البعث فصل فی الشفاعة مصطفیٰ البابی مصر ۴

۳۴۶/۴، الدر المنثور تحت الآیۃ ۵/۹۳ مکتبۃ آیۃ اللہ العظمیٰ قسم ایران ۶/۳۶۱

^۲ القرآن الکریم ۱۹/۴

^۳ القرآن الکریم ۴/۶۴

جب ان منافقوں سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ تمہاری مغفرت مانگیں تو اپنے سر پھیر لیتے ہیں۔	"وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ"^۱۔

اس آیت میں منافقوں کا حال بد مآل ارشاد ہوا کہ وہ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شفاعت نہیں چاہتے، پھر جو آج نہیں چاہتے وہ کل نہ پائیں گے۔ اللہ دنیا و آخرت میں ان کی شفاعت سے بہرہ مند فرمائے۔

حشر میں ہم بھی سیر دیکھیں گے منکر آج ان سے التجانہ کرے

وصلی اللہ تعالیٰ علی شفیع المذنبین وآلہ وصحبہ وحزبہ اجمعین۔

اللہ تعالیٰ درود نازل فرمائے گنہگاروں کی شفاعت فرمانے والے پر اور ان کی آل، اصحاب اور تمام امت پر۔ (ت)

الاحادیث

شفاعت کبرای کی حدیثیں جن میں صاف صریح ارشاد ہوا کہ عرصات محشر میں وہ طویل دن ہوگا کہ کالے نہ کٹے اور سروں پر آفتاب اور دوزخ نزدیک، اُس دن سورج میں دس برس کامل کی گرمی جمع کریں گے اور سروں سے کچھ ہی فاصلہ پر لار کھیں گے، پیاس کی وہ شدت کہ خدا نہ دکھائے، گرمی وہ قیامت کہ اللہ بچائے، بانسوں پسینہ زمین میں جذب ہو کر اوپر چڑھے گا، یہاں تک کہ گلے گلے سے بھی اونچے ہوگا، جہاز چھوڑیں تو بہنے لگیں، لوگ اس میں غوطے کھائیں گے، گھبرا گھبرا کر دل حلق تک آجائیں گے۔

لوگ ان عظیم آفتوں میں جان سے تنگ آ کر شفیع کی تلاش میں جا بجا پھریں گے، آدم و نوح، خلیل و کلیم و مسیح علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس حاضر ہو کر جواب صاف سنیں گے، سب انبیاء فرمائیں گے ہمارا یہ مرتبہ نہیں ہم اس لائق نہیں ہم سے یہ کام نہ نکلے گا، نفسی نفسی، تم اور کسی کے پاس جاؤ، یہاں تک کہ سب کے بعد حضور پُر نور خاتم النبیین، سید الاولین والآخرین، شفیع المذنبین، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "أَنَا هَا أَنَا هَا"^۲

^۱ القرآن الکریم ۶۳/۵

^۲ البدایة والنہایة ذکر ثناء اللہ ورسولہ الکریم علی عبد وخلیلہ ابراہیم مکتبہ المعارف بیروت ۱/۱۷۱، صحیح مسلم کتاب الایمان باب

اثبات الشفاعۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۰۱

فرمائیں گے یعنی میں ہوں شفاعت کے لیے، میں ہوں شفاعت کے لیے۔

پھر اپنے رب کریم جلالہ، کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سجدہ کریں گے ان کا رب تبارک و تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

یا محمد ارفع رأسک وقل تسمع وقل تعطه واشفع تشفع ^۱ ۔	اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو تمہاری بات سنی جائے گی اور مانگو کہ تمہیں عطا ہوگا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہے۔

یہی مقام محمود ہوگا جہاں تمام اولین و آخرین میں حضور کی تعریف و حمد و ثنا کا غل پڑ جائے گا اور موافق و مخالف سب پر کھل جائے گا۔ بارگاہ الہی میں جو وجاہت ہمارے آقا کی ہے کسی کی نہیں اور مالک عظیم جل جلالہ کے یہاں جو عظمت ہمارے مولے کے لیے ہے کسی کے لیے نہیں والحمد للہ رب العلمین۔ (اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔) اسی لیے اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کاملہ کے مطابق لوگوں کے دلوں میں ڈالے گا کہ پہلے اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاس جائیں اور وہاں سے محروم پھر کر ان کی خدمت میں حاضر آئیں تاکہ سب جان لیں کہ منصب شفاعت اسی سرکار کا خاصہ ہے دوسرے کی مجال نہیں کہ اس کا دروازہ کھول سکے، والحمد للہ رب العلمین (اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔) ت

یہ حدیثیں صحیح بخاری و صحیح مسلم تمام کتابوں میں مذکور اور اہل اسلام میں معروف و مشہور ہیں، ذکر کی حاجت نہیں کہ بہت طویل ہیں۔ شک لانے والا اگر دو حرف بھی پڑھا ہو تو مشکوٰۃ شریف کا اردو میں ترجمہ مٹکا کر دیکھ لے یا کسی مسلمان سے کہے کہ پڑھ کر سنا دے۔ اور انہیں حدیثوں کے آخر میں یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ شفاعت کرنے کے بعد حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بخشش کنہگار ان کے لیے

^۱ صحیح البخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ ولقد ارسلنا نوحا الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۰۷/۴، صحیح البخاری کتاب الرقاق باب صفة الجنة والنار قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۹۷۱، صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ لما خلقت ببیدی قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۰۲، صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ وجوه يومئذ ناضرة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۰۸، صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول الرب يوم القيامة الانبياء وغيرهم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۱۸، صحیح مسلم کتاب الايمان باب اثبات الشفاعة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۰۸/۱۱۱

بار بار شفاعت فرمائیں گے اور ہر دفعہ اللہ تعالیٰ وہی کلمات فرمائے گا اور حضور ہر مرتبہ بے شمار بندگانِ خدا کو نجات بخشیں گے۔ میں ان مشہور حدیثوں کے سوا ایک اربعین یعنی چالیس حدیثیں اور لکھتا ہوں جو گوشِ عوام تک کم پہنچی ہوں، جن سے مسلمانوں کا ایمان ترقی پائے، منکرِ کاذب آتشِ غیظ میں جل جائے، بالخصوص جن سے اس ناپاک تحریفِ کاذب شریف ہو جو بعض بددینوں، خدا ناستروں، ناحق کو شوں، باطل کیستوں نے معنی شفاعت میں کیں اور انکارِ شفاعت کے چہرہ نجس چھپانے کو ایک جھوٹی صورت نام کی شفاعتِ دل سے گھڑی۔

ان حدیثوں سے واضح ہو گا یہ حدیثیں ظاہر کریں گی کہ ہمیں خدا اور رسول نے کان کھول کر شفع کا پیارا نام بتا دیا اور صاف فرمایا کہ وہ محمد رسول اللہ ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نہ یہ کہ بات گول رکھی ہو جیسے ایک بد بخت کہتا ہے کہ اسی کے اختیار پر چھوڑ دیجئے جس کو وہ چاہے ہمارا شفع کر دے۔

یہ حدیثیں حذرہ جانفزا دیں گی کہ حضور کی شفاعت نہ اس کے لیے ہے جس سے اتفاقاً گناہ ہو گیا ہو اور وہ اس پر ہر وقت نادم و پریشان و ترساں و لرزاں ہے جس طرح ایک دُزد باطن کہتا ہے کہ چور پر تو چوری ثابت ہو گئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں اور چوری کو اس نے کچھ اپنا پیشہ نہیں ٹھہرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا سو اس پر شرمندہ ہے اور رات دن ڈرتا ہے۔ نہیں نہیں ان کے رب کی قسم جس نے انہیں شفع المذنبین کیا۔ اُن کی شفاعت ہم جیسے روسیاء ہوں پُر گناہوں، سیاہ کاروں ستم گاروں کے لیے ہے جن کا بال بال گناہ میں بندھا ہے جن کے نام سے گناہ بھی تنگ و عار رکھتا ہے۔ ع

ترسم آلودہ شود دامنِ عصیاں از من

(میں ڈرتا ہوں کہ گناہوں کا دامن میری وجہ سے آلودہ ہو جائے گا۔ ت)

وحسبنا اللہ تعالیٰ و نعم الوکیل و الصلوٰۃ والسلام علی الشفیع الجمیل و علیٰ آلہ وصحبہ بالوف التبعیل والحمد للہ	اور اللہ تعالیٰ ہمارے لیے کافی ہے اور کیا ہی خوب کار ساز ہے، اور درود و سلام نازل ہو جمال والے شفع پر اور ان کے آل و اصحاب پر ہزاروں تعظیم و تکریم کے ساتھ، اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں

رَبِّ الْعَالَمِينَ۔	جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ت)

حدیث ۲۰۱: امام احمد بسند صحیح اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابن ماجہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

خُيِّرَتْ بَيْنَ الشَّفَاعَةِ وَبَيْنَ أَنْ يَدْخُلَ نَصْفُ أُمَّتِي الْجَنَّةَ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ لِأَنَّهَا أَعَمُّ وَكَفَى تَرَوْنَهَا لِلْمُتَّقِينَ لَا وَلَكِنَهَا لِلْمُذْنِبِينَ الْخَطَايَا الْمُتَلَوِّثِينَ ^۱ ۔	اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو شفاعت لو یا یہ کہ تمہاری آدمی امت جنت میں جائے میں نے شفاعت لی کہ وہ زیادہ تمام اور زیادہ کام آنے والی ہے، کیا تم یہ سمجھ لیے ہو کہ میری شفاعت پاکیزہ مسلمانوں کے لیے ہے؟ نہیں بلکہ وہ ان گنہگاروں کے واسطے ہے جو گناہوں میں آلودہ اور سخت خطاکار ہیں۔ اے اللہ! درود و سلام اور برکت نازل فرما ان پر، اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ت)

حدیث ۳: ابن عدی حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

شَفَاعَتِي لِلْهَالِكِينَ مِنْ أُمَّتِي ^۲ ۔	میری شفاعت میرے ان امتیوں کے لیے ہے جنہیں گناہوں نے ہلاک کر ڈالا۔

حق ہے اے شفیع میرے، میں قربان تیرے، صلی اللہ علیک۔

حدیث ۸۴۴: حضرت ابوداؤد و ترمذی و ابن حبان و حاکم و بیہقی بافادہ صحیح حضرت انس بن مالک اور ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان، و حاکم حضرت جابر بن عبداللہ اور طبرانی مجتہد کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباس

^۱ سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب ذکر الشفاعة (بیچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۹، مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن عمر المکتب

الاسلامی بیروت ۵/۷۵

^۲ الکامل لابن عدی ترجمہ عمرو بن المحرم دار الفکر بیروت ۵/۱۸۰، کنز العمال حدیث ۳۷۰۷۳، مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۳/۴۰۱

اور خطیب بغدادی حضرت عبداللہ ابن عمر فاروق و حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

میری شفاعت میری امت میں ان کے لیے ہے جو کبیرہ گناہ والے ہیں۔	شفاعتی یوم القیمة لاهل الكبائر من امتی ^۱ ۔

صلی اللہ علیہ وسلم، والحمد للہ رب العلمین۔ اللہ تعالیٰ آپ پر درود و سلام نازل فرمائے اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ت)

حدیث ۹: ابو بکر احمد بن بغدادی حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: شفاعتی لاهل الذنوب من امتی۔ میری شفاعت میرے گنہگار امتیوں کے لیے ہے۔

ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: وان زنی وان سرق اگرچہ زانی ہو، اگرچہ چور ہو، فرمایا: وان زنی وان سرق علی رغم انف ابی الدرداء^۲۔ (اگرچہ زانی ہو اگرچہ چور ہو، برخلاف خواہش ابودرداء کے)

حدیث ۱۱۰: طبرانی و بیہقی حضرت بریدہ اور طبرانی معجم اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

^۱ سنن ابن ماجہ ابواب الزید باب ذکر الشفاعة (بخاری) سعید کمینی کراچی ص ۳۲۹، سنن ابی داؤد کتاب السنة باب فی الشفاعة آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۹۶، جامع الترمذی ابواب صفة القیمة باب ماجاء فی الشفاعة امین کمپنی دہلی ۲/۶۲، المستدرک للحاکم کتاب الایمان شفاعتی لاهل الكبائر من امتی دار الفکر بیروت ۱/۶۹، السنن الکبریٰ کتاب الجنایات ۸/۱۷، و کتاب الشهادات دار صادر بیروت ۱۰/۱۹۰، المعجم الکبیر حدیث ۱۱۴۵۳، المكتبة الفیصلیة بیروت ۱۱/۱۸۹، موارد الظمان الی زوائد ابن حبان حدیث ۲۵۹۶، المطبعة السلفیہ ص ۳۴۵، کنز العمال حدیث ۳۹۰۵۵، مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۴/۳۹۸

^۲ تاریخ بغداد ترجمہ محمد بن ابراہیم الغازی ابن البصری دار الکتب العربی بیروت ۱/۳۱۶

ان اشفع يوم القيامة لاكثر مما على وجه الارض من شجر وحجر ومدر ¹ ۔	یعنی رُوئے زمین پر جتنے پیڑ، پتھر، ڈھیلے ہیں میں قیامت میں ان سب سے زیادہ آدمیوں کی شفاعت فرمائیں گا۔

حدیث ۱۲: بخاری، مسلم، حاکم، بیہقی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، واللفظ لہذین (اور لفظ حاکم و بیہقی کے ہیں۔ ت) حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

شفاعتی لمن شهد ان لا اله الا الله مخلصاً يصدق قلبه لسانه ^۲ ۔	میری شفاعت ہر کلمہ گو کے لیے ہے جو سچے دل سے کلمہ پڑھے کہ زبان کی تصدیق دل کرتا ہو۔

حدیث ۱۳: احمد، طبرانی، وزیر، حضرت معاذ بن جبل و حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انها اوسع لهم وهي لمن مات ولا يشرك بالله شيئاً ^۲ ۔	شفاعت میں امت کے لیے زیادہ وسعت ہے کہ وہ ہر شخص کے واسطے ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے یعنی جس کا خاتمہ ایمان پر ہو۔

حدیث ۱۴: طبرانی معجم اوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

أتى جهنم فاضرب بابها فيفتح لي فادخلها فاحمد الله محامداً ما حمده احد قبلي مثلاً ولا يحمد احد بعدى	میں جہنم کا دروازہ کھلوا کر تشریف لے جاؤں گا وہاں خدا کی تعریف کروں گا، ایسی نہ مجھ سے پہلے کسی نے کیس نہ میرے بعد کوئی کرے، پھر دوزخ سے ہر اس شخص کو نکال

¹ مسند احمد بن حنبل عن بريدة الاسلمى المكتب الاسلامى بيروت ۵/ ۳۴، المعجم الاوسط حدیث ۵۳۵۶ مکتبۃ المعارف ریاض ۶

۱۷۲/، كنز العمال حدیث ۳۹۰۶۲ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۲/ ۳۹۹

² المستدرک للحاکم کتاب الایمان باب شفاعتی لمن یشہد الخ دار الفکر بیروت ۱/ ۷۰، مسند احمد بن حنبل عن ابی موسیٰ الاشعری

المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۲۰۴ و ۱۵۱، كنز العمال حدیث ۳۹۰۷۹ و ۳۹۰۸۰ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۰/ ۳۶۸ و ۳۶۹، مجمع الزوائد کتاب

البعث باب ما جاء فی الشفاعة دار الکتاب بیروت ۱۰/ ۳۶۸ و ۳۶۹

ثم اخرج منها من قال لا اله الا الله^۱ ملخصاً۔
لوں گا جس نے خالص دل سے لا اله الا الله کہا۔

حدیث ۱۵: حاکم بافادہ تصحیح اور طبرانی و بیہقی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

يوضع للانبياء منابر من ذهب فيجلسون عليها
ويبقى منبري لا اجلس عليه او لا اقعده عليه قائماً
بين يدي ربي مخافة ان يبعث بي الى الجنة ويبقى
أمتي بعدى فأقول يا رب امتي امتي فيقول الله
عز وجل يا محمد ما تريد ان اصنع بامتك فأقول يا
رب عجل حسابهم فما ازال اشفع حتى اعطى صكاً
برجال قد بعث بهم الى النار حتى ان مالكا خازن
النار فيقول يا محمد ما تركت لغضب ربك في امتك
من نقمة^۲۔

انبياء کے لیے سونے کے منبر بچھائیں گے وہ ان پر بیٹھیں
گے، اور میرا منبر باقی رہے گا کہ میں اس پر جلوس نہ فرماؤں
گا بلکہ اپنے رب کے حضور سر و قد کھڑا رہوں گا اس ڈر سے کہ
کہیں ایسا نہ ہو مجھے جنت میں بھیج دے اور میری امت میرے
بعد رہ جائے پھر عرض کروں گا اے رب میرے! میری
امت، میری امت، اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد، تیری کیا
مرضی ہے میں تیری امت کے ساتھ کیا کروں؟ عرض کروں
گا اے رب میرے ان کا حساب جلد فرمادے، پس میں
شفاعت کرتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ مجھے ان کی رہائی کی چھٹیاں
ملیں گی جنہیں دوزخ بھیج چکے تھے یہاں تک کہ مالک داروغہ
دوزخ عرض کرے گا اے محمد! آپ نے اپنی امت میں رب کا
غضب نام کونہ چھوڑا۔

اے اللہ! درود و برکت نازل فرما ان پر، اور تمام تعریفیں
اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ت)

اللهم صلي وبارك عليه والحمد لله رب العالمين۔

^۱ المعجم الاوسط حدیث ۳۸۵۷ مکتبہ المعارف ریاض ۴/۵۰۳

^۲ المستدرک للحاکم کتاب الایمان باب الانبياء منابر من ذهب دار الفکر بیروت ۱/۶۵ و ۶۶، المعجم الاوسط حدیث ۲۹۵۸ مکتبہ المعارف
ریاض ۳/۴۶۶ و ۴۶۷، التوہید والتہذیب کتاب البعث فصل فی الشفاعة مصطفیٰ البابی مصر ۴/۴۶۶

حدیث ۲۱۶۱: بخاری و مسلم و نسائی حضرت جابر بن عبد اللہ اور احمد بسند حسن اور بخاری تاریخ میں اور بزار اور طبرانی و بیہقی و ابو نعیم حضرت عبد اللہ بن عباس، اور احمد بسند حسن و بزار بسند جید و دارمی و ابن ابی شیبہ و ابو یعلیٰ و ابو نعیم و بیہقی حضرت ابو ذر، اور طبرانی معجم اوسط میں بسند حضرت ابو سعید خدری، اور کبیر میں حضرت سائب بن زید، اور احمد باسناد حسن اور ابن ابی شیبہ و طبرانی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی:

واللفظ لجابر قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم أو عطيت ما لم يعط احد قبلى الى قوله صلى الله تعالى عليه وسلم واعطيت الشفاعة ^۱ ۔	اور لفظ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے وہ کچھ عطا ہوا جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دیا گیا۔"

ان چھیوں حدیثوں میں یہ بیان ہوا ہے کہ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں شفیع مقرر کر دیا گیا اور شفاعت خاص مجھی کو عطا ہوگی میرے سوا کسی نبی کو یہ منصب نہ ملا۔

حدیث ۲۲ و ۲۳: ابن عباس و ابو سعید و ابو موسیٰ سے انہیں حدیثوں میں وہ مضمون بھی ہے جو احمد و بخاری و مسلم نے انس اور شیعین نے ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) سے روایت کیا کہ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

^۱ صحیح بخاری کتاب التیم و قوله تعالیٰ فلم تجدوا ماءً قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۸/۱، صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب قوله النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جعلت لی الارض مسجدًا کراچی ۶۲/۱، صحیح مسلم کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۹۹/۱، سنن النسائی کتاب الغسل والتیم باب التیم بالصعید نور محمد خانہ تجارت کتب کراچی ۴۲/۱، مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ عنہا لمکتب الاسلامی بیروت ۳۰۱/۱، المعجم الکبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہ حدیث ۱۱۰۸۵، المکتب الاسلامی بیروت ۱۱/۳۲، مسند احمد بن حنبل عن ابی ذر المکتب الاسلامی بیروت ۵/۱۶۲، الترغیب والترہیب بحوالہ البزار فصل فی الشفاعة مصطفیٰ البابی مصر ۴/۲۳۳، المعجم الاوسط حدیث ۴۳۵، مکتبۃ المعارف ریاض ۸/۲۱۲، المعجم الکبیر عن سائب بن زید حدیث ۶۶۷۳، المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۷/۱۵۵، مسند احمد بن حنبل عن ابی موسیٰ المکتب الاسلامی بیروت ۴/۴۰۴

ہر نبی کے لیے ایک خاص دعا ہے جو وہ اپنی امت کے بارے میں کرچکا ہے اور وہ قبول ہوئی ہے، یہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لفظ ہیں، اور حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لفظ یوں ہیں کہ نہیں ہے کوئی نبی مگر یہ کہ اُسے ایک خاص دعا عطا ہوئی جسے اس نے دنیا میں مانگ لیا۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لفظ ہیں کہ کوئی نبی نہ بچا جس کو خاص دُعا عطا نہ ہوئی ہو، ہم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ کی طرف رجوع کرتے ہیں، باقی راویوں کے الفاظ معنی کے اعتبار سے اُن ہی کی مثل ہیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے بچا رکھا ہے۔ "ابو موسیٰ نے اضافہ کیا کہ میں ہر اُس امتی کے لیے شفاعت کروں گا جو اس حال پر مرا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا۔ (ت)	ان لكل نبی دعوة قد دعا بها في امته واستجيب له¹۔ وهذا اللفظ الانس ولفظ ابی سعید لیس من نبی الا وقد أعطی دعوة فتعجلها²۔ (ولفظ ابن عباس) لم یبق نبی الا أعطی سؤله³۔ رجعنا الی لفظ انس والفاظ الباقین کمثلہ معنی قال وانی اختبأت دعوتی شفاعة لِامتی یوم القیمة⁴۔ (زاد موسیٰ) جعلتها لمن مات من امتی لا یشرک باللہ شیئاً⁵۔

یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اگرچہ ہزاروں دُعائیں قبول ہوتی ہیں مگر ایک دُعا انہیں خاص جناب باری تبارک و تعالیٰ سے ملتی ہے کہ جو چاہے مانگ لو بے شک دیا جائے گا تمام انبیاء آدم سے عیسیٰ تک (علیہم الصلوٰۃ والسلام) سب اپنی اپنی وہ دُعا دنیا میں کرچکے اور میں نے آخرت کے لیے اٹھار کھی،

¹ صحیح بخاری کتاب الدعوات باب قول اللہ تعالیٰ ادعونی استجب لکم قریبی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۳۲، صحیح مسلم کتاب الایمان باب

اثبات الشفاعة قریبی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۱۳، مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۲۰۸

² مسند احمد بن حنبل عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۲۰۷

³ السنن الکبری کتاب الصلوٰۃ باب اینما ادرکتک الصلوٰۃ فصل الخ دار صادر بیروت ۲/ ۴۳۳

⁴ صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعة قریبی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۱۳، مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ تعالیٰ

عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۲۰۸

⁵ مسند احمد بن حنبل عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۴۱۶

وہ میری شفاعت ہے میری امت کے لیے قیامت کے دن، میں نے اسے اپنی ساری امت کے لیے رکھا ہے جو ایمان پر دنیا سے اُٹھی۔

اللہم ارزقنا بجاہ عندك اٰمین!	اے اللہ! ہمیں ان کی اس وجاہت کے صدقے میں عطا فرما جو ان کو تیری بارگاہ میں حاصل ہے۔ (ت)

اللہ اکبر! اے گنہگار ان اُمت! کیا تم نے اپنے مالک و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ کمال رافت و رحمت اپنے حال پر نہ دیکھی کہ بارگاہ الہی عز و جلالہ سے تین سوال حضور کو ملے کہ جو چاہو مانگ لو عطا ہوگا۔ حضور نے ان میں کوئی سوال اپنی ذات پاک کے لیے نہ رکھا، سب تمہارے ہی کام میں صرف فرمادیئے دو سوال دنیا میں کیے وہ بھی تمہارے ہی واسطے، تیسرے آخرت کو اٹھا رکھا، وہ تمہاری اس عظیم حاجت کے واسطے جب اس مہربان مولیٰ رؤف و رحیم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی کام آنے والا، بگڑی بنانے والا نہ ہوگا۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حق فرمایا حضرت حق عز و جل نے:

"عَزَّيْزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ" ۱	اُن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر کمال مہربان۔ (ت)

واللہ العظیم! قسم اس کی جس نے انہیں آپ پر مہربان کیا ہر گز ہر گز کوئی ماں اپنے عزیز پیارے اکلوتے بیٹے پر زہار اتنی مہربان نہیں جس قدر وہ اپنے ایک امتی پر مہربان ہیں۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) الہی! تو ہمارا عجز و ضعف اور اُن کے حقوق عظیمہ کی عظمت جانتا ہے۔ اے قادر! اے واجد! ہماری طرف سے اُن پر اور اُن کی آل پر وہ برکت والی درودیں نازل فرما جو ان کے حقوق کو وافی ہوں اور ان کی رحمتوں کو مکافی۔

اللہم صلّ وسلم وبارک علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ قدر رآفته ورحمة بآمتہ وقدر آفتک ورحمتک بہ اٰمین اٰمین الہ الحق اٰمین۔	اے اللہ! درود و سلام اور برکت نازل فرما آپ پر، آپ کی آل پر اور آپ کے اصحاب پر جتنا کہ وہ اپنی اُمت پر مہربان ہیں اور جس قدر تو ان پر مہربان ہے۔ اے معبود برحق! ہماری دُعا قبول فرما۔ (ت)

سُبْحَنَ اللہ! اتنیوں نے ان کی رحمتوں کا یہ معاوضہ رکھا کہ کوئی افضلیت میں تشکیلیں نکالتا ہے۔ کوئی ان کی تعریف اپنی سی جانتا ہے، کوئی ان کی تعظیم پر بگڑ کر کرتا ہے۔ افعالِ محبت کا بدعت نام اجلال و ادب

پر شرک کے احکام،

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ، وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا اَيَّ مَنْ قَلْبٍ يَنْقَلِبُونَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔	بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور ہم کو اسی کی طرف لوٹنا ہے، عنقریب ظالم جان لیں گے کہ کس کروٹ پر پلٹتے ہیں، اور اللہ بلند و عظیم کی توفیق کے بغیر نہ ٹوگناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت۔ (ت)

حدیث ۲۴: صحیح مسلم میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے مجھے تین سوال عطا فرمائے، میں نے دو بار تو دنیا میں عرض کر لی: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَمَتِّیْیِی اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَمَتِّیِیِی الہی! میری اُمت کی مغفرت فرما، الہی! میری اُمت کی مغفرت فرما۔ "واخّرت الثالثة لیوم یرغب الیّ فیہ الخلق حتی ابراہیم^۱۔ اور تیسری عرض اس دن کے لیے اٹھا رکھی جس میں مخلوق الہی میری طرف نیاز مند ہوگی یہاں تک کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

وصل وسلم بآرک علیہ والحمد للہ رب العلمین۔	اور درود و سلام و برکت نازل فرمائے پر، اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ت)

حدیث ۲۵: بیہقی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شبِ اسری اپنے رب سے عرض کی۔ تُو نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو یہ فضائل بخشے، رب عز مجدہ، نے فرمایا: اعطیتک خیراً من ذلک (الی قولہ) خبأت شفاعتک ولم اخبأها لنبی غیرک^۲۔

میں نے تجھے جو عطا فرمایا وہ ان سب سے بہتر ہے، میں نے تیرے لیے شفاعت چھپا رکھی اور تیرے سوا دوسرے کو نہ دی۔ حدیث ۲۶: ابن ابی شیبہ و ترمذی بافادہ تحسین و تصحیح اور ابن ماجہ و حاکم بحکم تصحیح حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

^۱ مسند احمد بن حنبل عن ابی بن کعب البکبک الاسلامی بیروت ۵/ ۱۲۷، صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن باب بیان ان القرآن انزل

علی سبعة حرف قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۷۳/۱

^۲ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى الباب الثالث الفصل الاول المطبعة الشركة الصحافية ۱۳۴/۱

اذاکان يوم القيامة كنت امام النبيين وخطيبهم و صاحب شفاعتهم غير فخر ^۱ ۔	قیامت کے دن میں انبیاء کا پیشوا اور ان کا خطیب اور ان کا شفاعت والا ہوں اور یہ کچھ فخر کی راہ سے نہیں فرماتا۔

حدیث ۴۰۶۲۷: ابن منج، حضرت زید بن ارقم وغیرہ چودہ^۲ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، حضرت شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

شفاعتی يوم القيامة حق فمن لم يؤمن بها لم يكن من اهلها ^۲ ۔	میری شفاعت روزِ قیامت حق ہے جو اس پر ایمان نہ لائے گا اس کے قابل نہ ہوگا۔

منکر مسکین اس حدیث متواتر کو دیکھے اور اپنی جان پر رحم کر کے شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔

"اللهم انك تعلم هديت فامناً بشفاعة حبيبك محمد صلى الله تعالى عليه وسلم فاجعلنا من اهلها في الدنيا والاخرة يا اهل التقوى واهل المغفرة واجعل اشرف صلواتك واني بركاتك وازكي تحياتك على هذا الحبيب المجتبي والشفيع المرتضى وعلى اله و صحبه دائماً ابداً امين يا ارحم الرحمين، والحمد لله رب العلمين۔	اے اللہ! تو جانتا ہے، بے شک تو نے ہدایت عطا فرمائی ہے، تو ہم تیرے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت پر ایمان لائے ہیں۔ اے اللہ! تو میں دنیا و آخرت میں لائق شفاعت بنادے۔ اے تقویٰ و مغفرت والے! اپنا افضل درود، اکثر برکات اور پاکیزہ تحیات بھیج اس منتخب محبوب پر جس کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے اور آپ کی آل پر اور آپ کے صحابہ پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے، اے بہترین رحم فرمانے والے! ہماری دُعا کو قبول فرما۔ اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ت)

^۱ جامع الترمذی ابواب المناقب باب منه امین کبیری و بی ۲/ ۲۰۱، سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب ذکر الشفاعة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

ص ۳۳۰، المستدرک للحاکم کتاب الایمان باب اذاکان يوم القيامة الخ دار الفکر بیروت ۱/ ۷۱

^۲ کنز العمال بحوالہ ابن منیع عن زید بن ارقم الخ حدیث ۳۹۰۵۹ مؤستہ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۳۹۹

مسئلہ ۱۶۶: مسئلہ مولوی احمد شاہ ساکن موضع سادات

شب قدر میں تمام چیزیں مثل درخت و پتھر وغیرہ کے سجدہ کرتی ہیں یا نہیں؟

الجواب:

ہاں ہر چیز سجدہ کرتی ہے، اولیاء نے اسے مشاہدہ کیا ہے، واللہ تعالیٰ علم۔

مسئلہ ۱۶۷: ازادے پور میواڑ راجپوتانہ مدرسہ اسلامیہ، مسئلہ مولانا مولوی سید احمد صاحب مہتمم مدرسہ اسلامیہ ۱۵ ذوالقعدہ ۱۳۲۹ھ
قدوة العلماء زبدۃ الفقہاء حضرت مولانا صاحب دام فیوضہم، بعد سلام مسنون نیاز مشغون، معروض خدمت بندگان والا ہوں، آپ کا مکرم نامہ جس روز پہچا اسی روز مولوی ظہیر حسن صاحب بھی پہنچے اور بخیریت ہیں، کار درس و تدریس انجام دے رہے ہیں، حضور نے یاد آوری بزرگانہ سی مشکور فرمایا۔ کار خدمت سے یاد فرمائیں۔

دیگر مکلف ہوں کہ مولوی عبدالرحیم صاحب احمد آبادی مع مولوی علاؤ الدین صاحب سندھی سادات عظام و فقراء ذوی الاحترام کے پیچھے بلاوجہ پڑ رہے ہیں اور طرح طرح کے الزام ان کے ذمہ لگا کر تکفیر کے فتوے منگالیے ہیں۔

اسی طرح سے فقراء سے غرضیکہ ایسی فضول باتیں کر کے بزرگان دین کا دل دکھاتے ہیں وجہ خاص اس کی یہ ہے کہ ان کو احمد آباد کے لوگ پہلے نہیں مانتے تھے۔ سادات اور فقراء کی حقارت کرنے میں اب پہنچ گئے۔ اس بارہ میں حضور کو اشارہ کافی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ایسے معاملہ میں جب تک فریقین کی جانب سے تحقیق نہ ہو تکفیر وغیرہ کا حکم نہ بخشا جائے، اور بلاوجہ سادات و فقراء کے پیچھے پڑنا اور جڑ بنیاد حقارت کے واسطے اکھیرنا شرعاً ناجائز ہے، چنانچہ حضرت فرید میاں صاحب سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد حسین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد میں ہیں۔ اور اسی طرف سے قاضی احمد میاں قادر میاں صاحب قادری کی نسبت سادات نہ ہونے کی وعظ وغیرہ کہہ کر دل دکھا جاتے ہیں۔ سواب بطور فتویٰ ارقام فرمادیں کہ حضرت شاہ فرید میاں صاحب اور قادر میاں صاحب اور احمد میاں صاحب سادات کا دکھانا اور کسر شان سادات و فقراء کی کرنا اور ان سے سند طلب کرنا اور نہ ملنے پر برا کہنا کہاں تک جائز ہے۔ اور ایسا کہنے والے کی نسبت شرع شریف میں کیا حکم ہے؟ سو برائے کرم اس کا فتویٰ صاف تحریر فرمائیں زیادہ حد ادب، فقیر کو بھی بوجہ غامان سادات ہونے کے سخت رنج ہے۔

الجواب:

بگڑی ملاحظہ مکرم ذی المجد والکرم جناب مولانا مولوی سید قاضی احمد علی صاحب مدنی دام مجد ہم۔ بعد ادائے ہدیہ سنت ملتس، نوازش نامہ تشریف لایا، ممنون یاد آوری فرمایا، مولوی عبدالرحیم صاحب نے صرف ایک شخص کی نسبت مجھ سے دوبار فتویٰ لیا، ایک اس بارہ میں کہ اس نے حضرات ائمہ اطہار کو نبی و رسول بتایا، اس کے بارے میں میں نے "جزاء اللہ عدوہ" لکھی جس کو طبع ہوئے بارہ "برس گزرے۔ دوسرا اس بارے میں کہ وہ معوذتین کو قرآن نہیں مانتا اس پر میرا فتویٰ ذہیر المنافقین میں چھپا جسے سال ہوئے۔ ان کے سوا میں نے ان کو کوئی فتویٰ کسی کے کفر پر لکھ کر نہ بھیجا۔ ہاں ایک شخص کے کچھ اشعار کی نسبت سوال تھا جس میں اس نے اپنے پیر کی تعریف میں بہت غلو و افراط کیا۔ اس پر میں نے صریح کفر ہونے کا فتویٰ نہ دیا بلکہ اس میں تاویلات کی طرف اشارہ کیا۔ اور یہ دو نام جو آپ نے تحریر فرمائے ان کی بابت مجھے اصلاً یاد نہیں کہ کسی امر کا کوئی فتویٰ کیسا ہی لکھا گیا ہو۔ ہاں زید و عمر کر کے کوئی سوال انہوں نے بھیجا اور میں نے جواب لکھا ہو تو معلوم نہیں، مگر کفر کا فتویٰ صرف انہیں باتوں پر لکھا نہیں بلکہ چھاپ کر بھیجا ہے جسے ۱۲ اور ۷ برس ہوئے، اور اشعار والا فتویٰ بھی غالباً وہیں طبع ہو گیا ہے۔ یہ فقیر ذلیل مجرمہ تعالیٰ حضرات سادات کرام کا ادنیٰ غلام و خاکپا ہے۔ ان کی محبت و عظمت ذریعہ نجات و شفاعت جانتا ہے، اپنی کتابوں میں چھاپ چکا ہے کہ سید اگر بد مذہب بھی ہو جائے تو اس کی تعظیم نہیں جاتی جب تک بد مذہب حد کفر تک نہ پہنچے، ہاں بعد کفر سیادت ہی نہیں رہتی، پھر اس کی تعظیم حرام ہو جاتی ہے۔ اور یہ بھی فقیر بارہا فتویٰ دے چکا ہے کہ کسی کو سید سمجھنے اور اس کی تعظیم کرنے کے لیے ہمیں اپنے ذاتی علم سے اسے سید جاننا ضروری نہیں، جو لوگ سید کہلائے جاتے ہیں ہم ان کی تعظیم کریں گے، ہمیں تحقیقات کی حاجت نہیں، نہ سیادت کی سند مانگنے کا ہم کو حکم دیا گیا ہے۔ اور خواہی نخواہی سند دکھانے پر مجبور کرنا اور نہ دکھائیں تو بُرا کہنا مطعون کرنا ہر گز جائے نہیں۔ "الناس امناء علی انسابہم" (لوگ اپنے نسب پر امین ہیں)، ہاں جس کی نسبت ہمیں خوب تحقیق معلوم ہو کہ یہ سید نہیں اور وہ سید بنے اس کی ہم تعظیم نہ کریں گے نہ اسے سید کہیں گے اور مناسب ہوگا کہ ناواقفوں کو اس کے فریب سے مطلع کر دیا جائے۔ میرے خیال میں ایک حکایت ہے جس پر میرا عمل ہے کہ ایک شخص کسی سید سے الجھا، انہوں نے فرمایا میں سید ہوں کہا۔

کیا سند ہے تمہارے سید ہونے کی۔ رات کو زیارت اقدس سے مشرف ہوا کہ معرکہ حشر ہے یہ شفاعت خواہ ہوا، اعراض فرمایا: اس نے عرض کی: میں بھی حضور کا امتی ہوں۔ فرمایا: کیا سند ہے تیرے امتی ہونے کی، میں مولوی عبدالرحیم صاحب کو اس بارے میں لکھوں گا۔ اور اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو منع کروں گا، امید ہے کہ وہ میری گزارش قبول کریں گے۔ آپ فقیر کی اسی تحریر کو فتویٰ تصور فرمائیں۔

مسئلہ ۱۶۸:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ و نصلی علی رسول الرؤف الرحیم ط

امابعد! سوال از فاضل اجل عالم بے بدل حضرت مولانا مولوی محمد احمد رضا خان صاحب ساکن بریلی عم فیضہ الصوری والمعنوی۔

محذومی مکرمی معظمی مفتی حضرت حامی دین متین مولانا مولوی محمد احمد رضا خان صاحب دام مجتکم، بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ واضح رائے عالی ہو کہ ہمارے یہاں شہر احمد آباد میں ایک رسالہ آٹھ صفحہ کا مطبع حمیدی پریس واقع احمد آباد بازار کالوپور میں چھپ کر شائع ہوا ہے۔ اس کے مشہر مولوی شیر محمد بن شاہ محمد ساکن احمد آباد محلہ مرزاپور متصل قصابان گاؤ ہیں۔ اور اس میں رسالہ کی اشاعت کی تاریخ یہ لکھی ہے "مورخہ ۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۰ھ روز و شنبہ" اور اس رسالہ کے صفحہ ۵ سے صفحہ ۷ تک ایک فتویٰ ہے اور وہ فتویٰ تاریخ ۱۱ جمادی الاولیٰ یوم الاربعاء ۱۳۲۴ھ کو لکھا گیا ہے۔

جناب مولانا صاحب! دست بستہ خدمت میں عرض یہ ہے کہ چھپا ہوا فتویٰ آپ کی خدمت میں رجسٹرڈ حاضر کیا جاتا ہے۔ یہ فتویٰ آپ نے تحریر فرمایا ہے یا نہیں؟ یہاں بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خان صاحب نے یہ فتویٰ نہیں لکھا۔ یہ فتویٰ مولانا صاحب کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ مولانا اس فتویٰ کے لکھنے سے انکار فرماتے ہیں۔ یہ فرمانا ان حضرات کا صحیح ہے یا غلط ہے؟ اور یہ فتویٰ آپ نے چھ سال پہلے لکھا ہے یا نہیں، اور ہم نے آپ کا قلمی مہر کیا ہوا فتویٰ بھی مولوی شیر محمد صاحب کے پاس دیکھا ہے اس کو ہم سچا سمجھیں یا نہیں؟ آپ ہم کو سمجھا دیجئے رب العالمین آپ کو اجر عظیم و ثواب جزیل عطا فرمائے گا۔

رقیمہ آپ کا خادم مہرباز خاں بن محمد خاں ساکن احمد آباد محلہ جمال پور کھاڑیہ متصل مسجد

دادی بی مورخہ ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۳۰ھ چہار شنبہ۔

الجواب:

فقیر غفرلہ المولیٰ القدير جب جمادی الاولیٰ ۱۳۲۳ھ میں بعد سفر مدینہ طیبہ کراچی آیا اور وہاں سے احباب احمد آباد لانے پر مصر ہوئے۔ یہاں میرے معظم دوست حامی سنت ماحی بدعت مولانا مولوی نذیر احمد صاحب مرحوم و مغفور کے دو معزز شاگردوں مولوی عبدالرحیم صاحب و مولوی علاؤ الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ میں نزاع تھی، دو فریق ہو رہے تھے۔ اور اس سے پہلے مولوی علاؤ الدین صاحب غریب خانہ پر تشریف لائے تھے اور ایک رسالہ پیش کیا جس میں مولوی عبدالرحیم صاحب پر سخت الزام قائم کرنے چاہے حتیٰ کہ نوبت بہ تکفیر پہنچائی تھی، فقیر نے انہیں سمجھایا اور اس رسالہ کی اشاعت سے باز رکھا اور ان الزامات کی غلطی پر دوستانہ متنہ کیا۔ الحمد للہ مولوی علاؤ الدین صاحب نے گزارش فقیر کو قبول کیا مگر باہم فریق بندی اس وقت تک تھی کہ فقیر حج سے واپس آیا اس وقت مولوی عبدالرحیم صاحب نے یہ سوال پیش کیا جس کا میں نے وہ جواب لکھا، وہ جواب میرا ہی ہے مگر اس وقت کی حالت سے متعلق تھا۔ میں نے اس جواب ہی میں بتا دیا تھا کہ مولوی علاؤ الدین صاحب نے مولوی عبدالرحیم صاحب کی تکفیر عناداً نہ کی تھی بلکہ مسئلہ ان کی سمجھ میں یوں ہی آیا تھا جس سے انہوں نے بعد تفہیم فقیر رجوع کی تو ان پر کوئی حکم سخت نہیں، ہاں اگر وہ بعد اس کے کہ حق سمجھ لیے پھر بلا وجہ شرعی تکفیر کی طرف رجوع کریں تو اس وقت حکم سخت ہونا لازم ہے۔ اس کے بعد وہیں ایام اقامت فقیر میں فریقین فیصلہ فقیر پر راضی ہوئے اور بحمد اللہ تعالیٰ باہم صلح کرادی گئی، میں نے اس وقت تک صلح شکن نہ پایا بلکہ قریب زمانہ میں جب کہ بعض فساد پسندوں نے تکفیر مولوی عبدالرحیم صاحب کا باطل و بے معنی غلغلہ پھر اٹھایا اور پرانا مہمل اشتہار مولوی قندھاری نے دوبارہ کسی شخص وزیر الدین کے نام سے چھاپا، زاور مولوی عبدالرحیم صاحب کو دفع قتنہ کے لیے یہاں کے فتویٰ کی ضرورت ہوئی ہے اور اس پر ان سے واقعات پوچھے گئے جس کا مفصل جواب انہوں نے ہفتم ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ کو بھیجا، اُس خط میں بھی یہ لفظ موجود ہیں "احمد آباد میں آپ کے قدم مبارک کراچی سے رونق افروز ہوئے تھے اور آپ نے صلح بندی کی اور مولوی علاؤ الدین صاحب کی کرائی تھی، جب سے اب تک بحمد اللہ تعالیٰ صلح ہے وہ میرے موافق ہیں انتھی بلفظہ"۔ اس کے بعد میرا یہی فتویٰ جواب شیر محمد صاحب نے چھاپا مولوی عبدالرحیم نے اس کی نقل مجھے بھیجی تھی اور اس میں سے اُن تمام سطروں پر کہ مولوی علاؤ الدین صاحب کے متعلق تھیں سُرخ سے قلم پھیر دیا کہ اب اُن کی ضرورت نہیں۔ مولوی علاؤ الدین صاحب

کا جو خط فقیر کے نام آیا اس میں وہ بھی تصریح کرتے ہیں کہ ہم اس وقت تک بدستور صلح پر قائم ہیں۔ یوں ہی اس سے بھی تازہ تر عنایت نامہ جناب شاہ صاحب و جیہی علوی میں ہے، پھر فقیر نہیں کہہ سکتا کہ اس فتوے کے چھاپنے کی کیا ضرورت ہوئی اور اس سے کیا نفع ہو سکتا ہے، اس میں تو مولوی علاؤ الدین صاحب پر حکم سخت ہونا اس شرط سے مشروط تھا کہ وہ بعد کشف شبہ تکفیر مسلم کی طرف معاذ اللہ پھر عود کریں، جب یہ شرط نہیں تو ہر گز اس فتوے سے نہ مولوی علاؤ الدین صاحب کو ضرر نہ چھاپنے والے کو نفع، اور خدا نخواستہ شرط متحقق ہوئی تو اس کا حال اللہ جانتا ہے۔ بالجملة یہ امر دین ہے اور دین میں کسی کی رعایت نہیں۔ دونوں صاحب میرے دوست ہیں اور دونوں صاحب ذی علم اور ایک استاد کے شاگرد ہیں، میں امید کرتا ہوں کہ بدستور صلح پر قائم ہوں گے جیسا کہ دونوں صاحبوں کی تحریر سے مجھے معلوم ہوا، ورنہ جس طرف سے نقص عہد واقع ہو وہ ضرور اپنے حکم شرعی کا مستحق ہو گا کا نامن کان (جو کوئی بھی ت) فریقین اس آئیہ کریم کو پیش نظر رکھیں۔

اور میرے بندوں سے فرما دو وہ بات کہیں جو سب سے اچھی ہو، بے شک شیطان ان کے درمیان فساد ڈال دیتا ہے، بے شک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)	"وَقُلْ لِّعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ اَحْسَنُ ۚ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ۚ اِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا ﴿۵۶﴾" ^۱۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید بیان کرتا ہے کہ فخر عالم سلطان الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور مبارک کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور ذاتی سے پیدا کیا، اور وہ نور مقدس قدیم ہے۔ اور بکر بیان کرتا ہے اپنے نور مبارک سے مراد نور قدرت اس کی کا ہے اور وہ نور حادث ہے۔

اور مسئلہ دیگر یہ کہ زید بیان کرتا ہے کہ "هُم ذَا قَتَدَلْتِی ۖ فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ۖ" ^۲۔ (پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا اور اس جلوے اور محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔ ت) سے مراد قرب اللہ تعالیٰ کا ہے کہ معراج شریف میں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنے قریب ہوئے اللہ سے کہ درمیان فرق دو کمان کا رہ گیا۔ اور اکثر یہ بیان مولود شریف میں ذکر ہوتا ہے۔

^۱ القرآن الکریم ۱۷/۵۳

^۲ القرآن الکریم ۵۳/۹

اور بکر بیان کرتا ہے کہ یہ قریب ہونا رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اُس مقام پر مراد جبرئیل علیہ السلام سے ہے نہ خدائے تعالیٰ سے، بیّنات و جروا۔ (بیان فرمائیے اجر دیئے جاؤ گے)

الجواب:

عوام مسلمین کو نماز، روزے، وضو، غسل، قراءت کی تصحیح فرض ہے جس سے روز قیامت ان پر مطالبہ و مواخذہ ہوگا، اپنے مرتبہ سے اونچی باتوں میں کچھریاں جمانا اور کھچڑیاں پکانا اور رائیں لگانا گمراہی کا پھانک ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۷۹۲۱۷۰: از لاہور، انجمن نعمانیہ مرسلہ مولانا شاہ محرم علی صاحب چشتی صدر ثانی انجمن ۱۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۰ھ جناب مخدوم معظم من حضرت مولانا صاحب ادام اللہ فیو حکم، بعد ہدیہ سلام سنت الاسلام گزارش، والا نامہ رجسٹری شدہ پہنچا، مولانا مولوی حاجی خلیفہ تاج الدین احمد صاحب وہ افتخار نامہ لے کر غریب خانہ پر تشریف لائے باوجودیکہ حضرت مولانا محمد اکرام الدین صاحب بخاری کی طبیعت پندرہ بیس روز سے سخت ناساز ہے اسی وقت ان کو تکلیف دی گئی، اور وہ بھی تشریف لائے، عریضہ ہذا لکھنے کے وقت پر دو صاحبان غریب خانہ پر موجود ہیں، جناب نے جس روشن ضمیری اور امدادِ باطنی سے قلم برداشتہ اس قدر عجلت میں ایسا بے نظیر و مستند فتویٰ عہ بنصوصِ صریحہ رقم فرمایا ہے اس کو دیکھ کر میرے دونوں ہم جلیس حاضر وقت تاحال حالتِ وجد میں ہیں اور بار بار اللہم بآرک فی عمرہم وواقبالہم و مجدہم وایمانہم وعلوشانہم فی الدارین (اے اللہ! ان کی عمر، بخت، بزرگی، بلند شان اور ایمان میں دونوں جہانوں میں برکت عطا فرما۔) کا وظیفہ کر رہے ہیں۔ مجھے تا حال بغور مطالعہ کا موقع نہ ملا کیونکہ دونوں حضرات اس کو حرز جاں بنائے ہوئے ہیں اور دودن تک اپنے پاس رکھنے کا اصرار کر رہے ہیں۔ اب آنجناب براہ عنایت میرے سوالات کا جواب بھی ارشاد فرمائیں۔

(۱) کیا اس مسئلہ میں جو غلطی فتویٰ دینے والوں کو ہوئی وہ بہت کھلی اور فاش ہے یا بہت باریک قسم کی غلطی ہے جہاں اعلیٰ درجہ کے علماء بھی مغالطہ میں پڑھ سکتے ہیں؟

(۲) بریلی، بدایوں اور پہلی بھیت وغیرہ کے مستند علماء اور ان کے فیض یافتوں پر کس حد تک آنکھیں بند کر کے اعتماد کرنا چاہیے۔ یہ سوال ان بیچارے حنفی مسلمانوں کی طرف سے ہے۔

عہ: یعنی فتویٰ مسلمی بہ "الجلی الحسن فی حرمة ولد اخی اللبن" کہ کتاب النکاح میں ہے۔ یہ رسالہ فتاویٰ رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کی جلد ۱۱ صفحہ ۸۷ پر ہے۔

جو میری طرف علم کی آنکھیں نہیں رکھتے اور جن کی تعداد کثیر ہے۔

(۳) ہمارے ہم اعتقاد حنیف حنیفوں کے مدرسہ کے علماء و مدرسین کا مصالحہ ہمیں کہاں سے فراہم کرنا چاہیے۔

(۴) یہ کہ انجمن نعمانیہ کو تاحال جناب کی خدمت میں اس قدر خصوصیت حاصل نہیں ہوئی کہ کم از کم آنجناب کی تصانیف مبارکہ طبع شدہ انجمن کے کتب خانے کے لیے باوجود متواتر تحریری تقاضوں اور خود جناب خلیفہ تاج الدین اٹھ صاحب کی زبانی تقاضوں کے بھی ارسال کی جائیں حالانکہ انجمن ان کا ہدیہ ادا کرنے پر بھی ہمیشہ تیار رہی ہے۔ اگر اس فتویٰ کے وقت "سیف المصطفیٰ علیٰ ادیان الافتراء" و "نقد البیان لحرمۃ ابنۃ اخی اللہ" اور "کاسر السغیہ الواہم" کتب خانہ میں موجود ہوتیں تو یہی خاکسار ان کو نکال کے۔۔۔۔۔ کی خدمت میں پیش کر دیتا۔

(۵) کیا جناب کی رائے میں حنیف حنیفوں کا مجموعی مرکز بنانے اور ان کو تقویت دینے کی ضرورت ہے یا نہیں، اگر ہے تو اس کی کیا تدبیر اور سامان جناب کے خیال میں ہیں؟

(۶) لامذہبوں کے پنجاب میں بالخصوص اور بد مذہبوں کے بالعموم حملوں کی مدافعت کی کیا تدبیر جناب کے خیال مبارک میں ہیں؟

(۷) عقائد حنیفہ کے متعلق جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب کی خدمت میں بالمشافہ گفتگو ہو کر قرار داد ہونے کے بعد بھی مسودہ عقائد حنیفہ آنجناب کی طرف سے نہ بھیجا، اور اس کے نہ پہنچنے پر مجبوراً یہاں سے مسودہ تیار کر کے آنجناب کی خدمت میں بھیجا گیا جس کی کوئی ترمیم و اصلاح یا تصدیق تو درکنار اس کی رسید بھی مرحمت نہ ہوئی۔ اس کم توجہی کی اصل وجہ کیا ہے؟ اب عقائد حنیفہ جو حسب مشورہ علماء ہم لوگوں نے شائع کیے ہیں ارسال خدمت ہیں وہ بھی اس عریضہ کے ساتھ منسلک ہیں، اگر وہ صحیح ہیں تو اس پر دستخط تصدیق فرما کر واپس فرمائیں، دوسری زائد کاپی اپنے پاس رکھیں، ورنہ اصلاح فرما کر واپس فرمائیں۔

(۸) لامذہبوں یا بد مذہبوں کے ساتھ اگر زبانی مباحثہ کی ضرورت پڑے تو آنجناب کون کون سے علماء کو اس قابل سمجھتے ہیں جو علاوہ قابلیت کے تکلیف سفر وغیرہ بھی خالصاً اللہ اٹھانے کے لیے آمادہ ہوں۔

(۹) ایک فہرست ایسے علماء اسلام کی جو بالکل آپ کے ہم خیال اور مستند ہوں، مع ان کے پورے پتہ کے کس لیے تاحال باوجود جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خان صاحب کی خدمت میں گزارش کرنے کے نہیں پہنچی، اور کب تک وہ بہم پہنچ سکتی ہے؟

(۱۰) باوجود انجمن نعمانیہ کی آنجناب کے ساتھ تمام ہندوستان میں خصوصیات مشہور ہو جانے اور اراکین انجمن کو آنجناب کے ساتھ ایسا دلی خلوص اور نیاز ہونے کے احباب کی طرف سے کسی خاص التفات کا اس کی نسبت ظاہر نہ ہونا کون سی وجوہات پر مبنی ہے، اگر انجمن میں کوئی امور قابل اصلاح ہیں تو وہ کیا ہیں۔

الجواب:

(۱) نظر بحال زمانہ تو یہ غلطی نہایت دقیق و عمیق بات میں خطا فی الکفر کے قبیل سے ہونی چاہیے کہ مولوی اسحق صاحب دہلوی کے شاگرد رشید مولوی عالم صاحب مراد آبادی نے کھائی۔ پھر غیر مقلدوں کے شیخ الکل فی الکل مجتہد العصر نذیر حسین صاحب نے کھائی، پھر ایک مدعی، انا ولا غیر مولوی بردوانی صاحب نے کھائی اور ایک طویل تحریر بزعم خود اس کے اثبات میں لکھی، پھر زمانہ حال میں ان حضرات کے آڑے آئی۔ مگر نظر بواقع وہ بہت کھلی فاحش جبین میں ہمارے سُنی ذی علم حضرات کا وقوع صرف وہی جواب رکھتا ہے جو حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب کہ اس جناب سے سوال ہوا: ایزنی العارف (کیا عارف زناء کر سکتا ہے؟) دیر تک سرگرمیاں رہے، پھر سراٹھا کر فرمایا: "وَكَانَ أَمْرًا لِلَّهِ قَدَرًا مَّقْدُومًا" ^۱۔

(اللہ تعالیٰ کا حکم تو ہو کر رہے گا) چونکہ قضا آید طیب ابلہ شود اذا جاء القدر عی البصر واذا جاء القضاء ضاق الفضاء (حکم تقدیر آتا ہے تو آنکھ اندھی ہو جاتی ہے اور حکم ربانی کے وقت فضا تنگ ہو جاتی ہے)

نسأل الله العفو والعافية. انا الله وانا اليه راجعون لا عاصم اليوم الا من رحم ربی۔ ہم اللہ تعالیٰ سے درگزر اور سلامتی طلب کرتے ہیں، بے شک ہم اللہ تعالیٰ کا مال ہیں اور اس کی طرف لوٹنے والے ہیں آج وہی بچے گا جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ ت) لا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم (نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکی کرنے کی قوت مگر بلندی اور عظمت والے معبود کی توفیق سے۔ ت) مولانا اس فتویٰ باطلہ کا بقاء ہر گز ٹھیک نہیں،

^۱ القرآن الکریم ۳۳ / ۳۸

باطل کا اعدام و افناء چاہیے نہ کہ تحفظ و ابقاء بد مذہبوں گمراہوں سے جو باطل خارج از مسائل مذہب واقع ہوں ان کی اشاعت مصلحت شرعی ہے کہ مسلمانوں کا ان پر سے اعتبار اٹھے۔ ان کی ضلالت میں بھی اتباع نہ کریں۔ حدیث شریف میں ہے:

اترغبون عن ذکر الفاجر متى يعرفه الناس اذكروا للفاجر بما فيه يحذرہ الناس ^۱ ۔	کیا فاجر کی برائیاں بیان کرنے سے پرہیز کرتے ہو، لوگ اسے کب پہچانیں گیں، فاجر میں جو برائیاں ہیں بیان کرو کہ لوگ اس سے حذر کریں۔

اور اہلسنت سے بتقدیر الہی جو ایسی لغزش فاحش واقع ہو اس کا اخفاء واجب ہے کہ معاذ اللہ لوگ ان سے بد اعتقاد ہوں گے تو جو نفع ان کی تقریر اور تحریر سے اسلام و سنت کو پہنچتا تھا اس میں خلل واقع ہوگا۔ اس کی اشاعت اشاعت فاحشہ ہے۔ اور اشاعت فاحشہ نص قرآن عظیم حرام، قال اللہ تعالیٰ:

"إِنَّ الَّذِينَ يُجِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ" ^۲ ۔	جو لوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں فاحشہ کی اشاعت ہو ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

خصوصاً جب کہ وہ بندگانِ خدا حق کی طرف بے کسی عذرو تا مل کے رجوع فرما چکے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من عیرا خاہ بذنب لم یبت حتی یعلمہ ^۳ ۔	جس نے اپنے بھائی کو کسی گناہ کی وجہ سے عار دلایا وہ مرنے سے قبل اسی گناہ میں ضرور مبتلا ہوگا۔
قال ابن المنیع وغیرہ المراد ذنب تاب عنه. قلت وقد جاء کذا مقید فی الروایة کما فی الشرعة ^۴ ثم فی الحدیقة الندیة۔	ابن منیع وغیرہ کہتے ہیں کہ گناہ سے مراد وہ ہے کہ اس سے توبہ کر لی گئی ہو۔ میں کہتا ہوں شرعہ اور حدیقہ میں روایت میں توبہ کی قید لگی ہوئی ہے۔ (ت)

^۱ نوادر الاصول الاصل فی ذکر الفاجر بما فیہ للتحذیر منه دار صادر بیروت ص ۲۱۳

^۲ القرآن الکریم ۱۹/۲۴

^۳ جامع الترمذی ابواب صفة القبيلة باب منه امین کمپنی دہلی ۳/۲۷۳

^۴ شرح شرعة الاسلام فصل فی سنن الکلام و آدابہ مکتبہ الاسلامیہ کوئٹہ ص ۳۳۳

ولہذا التاکید اکید گزاعلماء و مشاہیر علمائے اہلسنت و جماعت جس امر میں متفق ہیں یعنی عقائد مشہورہ متداولہ ان میں ہمارے عام بھائی بلاد غنہ ان کے ارشادات پر عامل ہوں۔ یوں ہی وہ فرعیات جو اہل سنت اور ان کے مخالفین میں مابہ الامتیاز ہو رہے ہیں جیسے مجلس مبارک و فاتحہ و عرس و استمداد و نداء و امثالہا باقی رہیں فرعیات فقہیہ جن میں وہ مختلف ہو سکتے ہیں خواہ بسبب اختلاف روایات، خواہ بوجہ خطاء فی الفکر یا بسبب عجلت و قلت تدبر یا بوجہ کمی ممارست و مزاولت فقہ، ان میں فقیر کیا عرض کرے۔

مراسوزیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد و گردم در کسم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

(میرے دل میں جلن ہے اگر کہتا ہوں تو زبان جلتی ہے اور اگر چپ رہوں تو ڈر ہے کہ ہڈیوں کا مغز جل جائے گا، ت)

آہ آہ آہ! ہندوستان میں میرے زمانہ ہوش میں دو بندہ خدا تھے جن پر اصول و فروع و عقائد و فقہ سب میں اعتماد کلی کی اجازت تھی۔ اول اقدس حضرت خاتم المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد حاشی اللہ نہ اس لیے کہ وہ میرے والد والی ولی نعمت تھے بلکہ اس لیے کہ الحق و الحق اقول، الصدق واللہ یحب الصدق (یہ حق ہے اور میں حق کہتا ہوں، یہ صدق ہے اور اللہ تعالیٰ صدق کو محبوب رکھتا ہے۔ ت) میں نے اس طبیب صادق کا برسوں مطب پایا اور وہ دیکھا کہ عرب و عجم میں جس کا نظیر نظر نہ آیا اس جناب رفیع قدس سرہ البدیع کو اصول حنفی سے استنباط فروع کا ملکہ حاصل تھا۔ اگرچہ کبھی اس پر حکم نہ فرماتے، مگر یوں ظاہر ہوتا تھا کہ نادر و دقیق و معضل مسئلہ پیش نہ ہوا کہ کتب متداولہ میں جس کا پتہ نہیں، خادم کمینہ کو مراجعت کتب و استخراج جزئیہ کا حکم ہوتا اور ارشاد فرماتے "ظاہراً حکم یوں ہونا چاہیے" جو وہ فرماتے وہی نکلتا، یا بعض کتب میں اس کا خلاف نکلتا تو زیادت مطالعہ نے واضح کر دیا کہ دیگر کتب میں ترجیح اسی کو دی جو حضرت نے ارشاد فرمایا تھا۔ عجم کی حالت تو آپ ملاحظہ ہی فرماتے ہیں۔ عرب کا حال یہ ہے کہ اس جناب قدس سرہ کا یہ ادنیٰ خوشہ چیں وزلہ رہا، جو مکہ معظمہ میں اس بار حاضر ہوا، وہاں کے علم العلماء وافقہ الفقہاء سے چھ چھ گھنٹے مذاکرہ علمیہ کی مجلس گرم رہتی، جب انہوں نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ فقہ حنفی کے دو حرف جانتا ہے اپنے زمانہ کے عہد افتاء کے مسائل کثیرہ جن میں وہاں کے علماء سے اختلاف پڑا یا اشتباہ رہا، اس بیچ میرز پر پیش فرمانا شروع کیے جس مسئلہ و حکم میں اس احقر نے انکی موافقت عرض کی آثار بشارت ان کے چہرہ نورانی پر ظاہر ہوئے اور جس میں عرض کر دیا کہ فقیہ کی رائے میں حکم اس کے خلاف ہے، سماع دلیل سے پہلے آثار حزن نمایاں ہوئے اور

خیال فرمالتے کہ ہم سے اس حکم میں لغزش واقع ہوئی یہ اسی طبیبِ حاذق کی کشفِ برادری کا صدقہ ہے۔

(۲) دوم والا حضرت تاج الفحول محبِ رسول مولانا مولوی عبدالقادر صاحب قادری بدایونی قدس سرہ الشریف، پچیس برس فقیر کو اس جناب سے بھی صحبت رہی ان کی سی وسعتِ نظر و قوتِ حفظ و تحقیقِ انیق ان کے بعد کسی میں نظر نہ آئی۔ ان دونوں آفتاب و ماہتاب کے غروب کے بعد ہندوستان میں کوئی ایسا نظر نہیں آتا جس کی نسبت عرض کروں کہ آنکھیں بند کر کے اس کے فتوے پر عمل ہو۔

فقیر نے جواب میں عمائد و مشاہیر علمائے اہلسنت کی تخصیص کی اور جناب نے فیض یافتوں سے بھی سوال فرمایا ہے فیض کے لیے عرض عریض ہے۔ میں یہاں مطلقاً اتنا بھی عرض نہیں کر سکتا جو حضرات عمائد کی نسبت گزارش کیا۔

مولانا! اس تقریر فقیر کو اصول کے ایک اختلافی مسئلہ میں اس قول پر محمول نہ فرمائیں کہ متکلم اپنے عمومی کلام میں داخل نہیں ہوتا۔ حاشا فقیر تو ایک ناقص، قاصر، ادنیٰ طالب علم ہے، کبھی خواب میں بھی اپنے لیے کوئی مرتبہ علم قائم نہ کیا۔ اور بحمدہ تعالیٰ بظاہر اسباب یہی ایک وجہ ہے کہ رحمتِ الہی میری دستگیری فرماتی ہے، میں اپنی بے بضاعتی جانتا ہوں، اس لیے پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہوں، مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے کرم سے میری مدد فرماتے ہیں اور مجھ پر علم حق کا افاضہ فرماتے ہیں، اور انہیں کے رب کریم کے لیے حمد ہے، اور ان پر ابدی صلوٰۃ والسلام۔

(۳) مدرس کے لیے ذی علم، ذی فہم، سنی صحیح العقیدہ ہونا کافی ہے صحت عقیدہ کی جانچ کی نسبت جواب نمبر ہفتم میں گزارش ہوگی۔ اور یہ لوگ خود معروف نہ ہوں تو اہالی نمبر نہم کی معرفت لیے جائیں اور ان سے عرض کی جائے کہ حضرات کسی سفارش، خوشامد، رعایت پر کاربندی نہ فرمائیں المستشار موتمن پر۔

(۴) نیاز مند کی چار سو تصانیف سے صرف کچھ اوپر سواب تک مطبوع ہوئیں اور ہزاروں کی تعداد میں بلا معاوضہ تقسیم ہوا کیس جس کے سبب جو رسالہ چھپا جلد ختم ہو گیا۔ بعض تین تین چار بار چھپے۔ انجمنِ نعمانیہ میں غالباً رمضان المبارک ۱۳۲۰ھ میں اس وقت تک کے تمام موجودہ رسائل میں نے خود حاضر کیے ہیں اور انجمن سے رسید بھی آگئی۔ ان کی فہرست اب فقیر کو یاد نہیں، غالباً دفتر انجمن میں ہو۔ اگر وہ معلوم ہو جائے تو بقیہ رسائل جو ادھر چھپے اور مطبع میں ان کے نسخے رہے، بالراس والعین نذرا انجمن بلا معاوضہ ہوں گے۔ دو برس سے عنانِ مطبع ایک انجمن نے اپنے ہاتھ میں لی ہے جس نے طریقہ فقیر تقسیم کثیر بلا عوض کو منسوخ کر دیا پھر بھی انجمنِ نعمانیہ کے لیے

ہدیہ حاضر کرنے سے اس انجن کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔

(۵) خالص اہل سنت کی ایک قوت اجتماعی کی ضرور ضرورت ہے، مگر اس کے لیے تین چیزوں کی سخت حاجت ہے۔

(۱) علماء کا اتفاق (۲) تحمل ساق قدر باطاق۔ (۳) امراء کا اتفاق لوجہ الخلاق۔

یہاں یہ سب باتیں مفقود ہیں، فَاثًا لِلّٰہ وَاثًا اِلَیْہ راجعون، ہمارے اغنیاء نام چاہتے ہیں، معصیت بلکہ صریح ضلالت میں ہزاروں اڑادیں، خزانوں کے منہ کھول دیں، یونیورسٹی کے لیے کتنی جلد تمیں لاکھ جمع ہو گیا۔ مدرسہ دیوبند کو ایک عورت نے پچاس ہزار دے دیا، مگر کسی سُنی مدرسہ کو بھی یہ دن نصیب ہوا؟ اول تو تائید دین و مذہب جن کا نام لیے گھبرائیں گے، میاں! یہ ان مولویوں کے جھگڑے ہیں اور شرماشرمی خفیف و ذلیل چندہ بھی مقرر کیا تو۔

"لَا يُؤَدُّ إِلَيْكَ إِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَائِمًا" ^۱	وہ تجھے پھیر کر نہ دے گا مگر جب تک سر پر سوار ہو۔ (ت)

بلکہ تقاضا کیجئے تو بگڑیں اور ڈھیل دیجئے تو سور ہیں، ادھر ہمارے کارکنوں کو وہ چال وہ جال معلوم نہیں جس سے وہابیہ خذلہم اللہ تعالیٰ۔ (اللہ تعالیٰ ان کو رسوا کرے، ت) بندگانِ خدا کو چھل کر نہ صرف اپنے ہم مذہبوں بلکہ اپنے ہم مشربوں سے روپیہ اٹھتے ہیں، اس کے لیے ریا و نفاق و مکر و خداع و بے حیائی و بے عزتی لازم ہے، وہ نہ آپ میں ہے نہ آپ کی شریعت اس کی اجازت دے، پھر کیسے کام کیوں کر چلے۔ ابھی ایک نمبری وہابی ایک بااثر صوفی کے یہاں چند لینے گیا انہوں نے فرمایا سنا ہے تم احمد رضا کے مخالف ہو، کہا حاشا میں تو اسی درگاہ میں ہوں، کتابن کر پانچ سو لے آیا۔

علماء کی یہ حالت ہے کہ رئیسوں سے بڑھ کر آرام طلب ہیں، حمایتِ مذہب کے نام سے گھبراتے ہیں، جو بندہ خدا اپنی جان اس پر وقف کرے اسے احمق بلکہ مفسد سمجھتے ہیں۔ مدہانت ان کے دلوں میں پیری ہوئی ہے۔ ایامِ ندوہ میں ہندوستان بھر کا تجربہ ہوا۔ عباراتِ ندوہ سُن کر ضلالتِ ضلالت کی رٹ لگادیں۔ اور جب کہئے حضرت لکھ دیجئے، بھائی لکھو! نہیں، ہمارے فلاں دوست برائیاں نہیں گے۔

^۱ القرآن الکریم ۷۳/۷۵

ہمارے فلاں استاد کو بُرا لگے گا بہت کو یہ خیال کہ مفت میں اوکھلی میں سردے کر موسل کون کھائے، بد مذہب دشمن ہو جائیں گے، دانتوں پر رکھ لیں گے۔ گالیاں، پھبتیاں اخباروں اشتہاروں میں چھاپیں گے، طرح طرح کے بہتان، افتراء اچھالیں گے۔ اچھی نبھی جان کو کون جنجال میں ڈالے۔ بعض کو یہ کہ کہ حمایت مذہب کی تو صلح کھلی نہ رہے گی۔ ہر دل عزیزی جا کر پلاؤ، تورے، نذرانہ میں فرق آئے گا۔ یا کم از کم آؤ بھگت تو عام نہ رہے گی۔

اتفاق علماء کا یہ حال کہ حسد کا بازار گرم، ایک کا نام جھوٹوں بھی مشہور ہو تو بہتر ہے سچے اس کے مخالف ہو گئے اس کی توہین تشنیع میں گمراہوں کے ہم زبان بنے کہ "ہیں" لوگ اسے پوچھتے ہیں اور ہمیں نہیں پوچھتے۔ اب فرمائیں کہ وہ قوم کو اپنے میں کسی ذی فضل کو نہ دیکھ سکے، اپنے ناقصوں کو کامل قاصروں کو ذی فضل بنانے کی کیا کوشش کرے گی۔ حاشا یہ کلیہ نہیں مگر لا کثر حکم الکمل (اکثر کا حکم وہی ہوتا ہے جو کل کا ہوتا ہے۔ ت)

الحمد لله یہاں متکلم عموم کلام سے ضرور خارج ہے۔ ولو جہ ربی الحمد ابدًا (میرے پروردگار کی ذات کے لیے ہمیشہ حمد ہے۔ ت) فقیر میں لاکھوں عیب ہیں مگر میرے رب نے مجھے حسد سے بالکل پاک رکھا ہے، اپنے سے جسے زیادہ پایا اگر دنیا کے مال و منال میں زیادہ ہے قلب نے اندر سے اسے حقیر جانا، پھر حسد کیا حقارت پر؟

اور اگر دینی شرف و افضال میں زیادہ ہے اس کی دست بوسی و قدم بوسی کو اپنا فخر جانا، پھر حسد کیا اپنے معظم بابرکت پر؟ اپنے میں جسے حمایت دین پر دیکھ اس کے نشر فضائل اور خلق کو اس کی طرف مائل کرنے میں تحریراً و تقریراً آساعی رہا۔ اس کے لیے عمدہ القاب وضع کر کے شائع کیے جس پر میری کتاب "المعتمد المستند" وغیرہ شاہد ہیں، حسد شہرت طلبی سے پیدا ہوتا ہے اور میرے رب کریم کے وجہ کریمہ کے لیے حمد ہے کہ میں نے کبھی اس کے لیے خواہش نہ کی بلکہ ہمیشہ اس سے نفور اور گوشہ نشینی کا دلدادہ رہا۔ جلسوں انجمنوں کے دوروں سے دور رہنا انہیں دو وجہ پر تھا۔ اول حُبِ خمول دوم۔

زمانہ می نخر و عیب و غیر از نیم نیست جا بر م خر خود را بایں کساد متاع¹

(زمانہ عیب دار کو خریدتا نہیں اور میرے پاس اس کے علاوہ نہیں ہے۔ اس کھوئے سامان کے ساتھ اپنے گدھے کو کہاں لے کر جاؤں۔ ت)

اور اب تو سالہا سال سے شدت ہجوم کار و انعدام کلی فرصت و غلبہ ضعف نقاہت نے بالکل ہی

بٹھا دیا ہے، جسے میرے احباب نے نازک مزاجی بلکہ بعض حضرات نے غرور و تکبر پر حمل کیا۔ اور اللہ اپنے بندہ کی نیت جانتا ہے، بالجملة اہل سنت سے امور ثلاثہ مفقود ہیں پھر فرمائیں صورت کیا ہو۔

دفع گمراہان میں جو کچھ اس حقیر تیج میرزے بن پڑتا ہے بحمد اللہ تعالیٰ ۱۴ برس کی عمر سے اس میں مشغول ہے۔ اور میرے رب کریم کے وجہ کریم کو حمد کہ اس نے میری بساط، میرے حوصلے، میرے کاموں سے ہزاروں درجہ زائد اس سے نفع بخشا۔ باقی جو آپ چاہتے ہیں اسی قوت متفقہ پر موقوف ہے جس کا حال اوپر گزارش ہوا۔ بڑی کمی امراء کی بے توجہی اور روپے کی ناداری ہے، حدیث کا ارشاد صادق آیا کہ: "وہ زمانہ آنے والا ہے کہ دین کا کام بھی بے روپیہ کے نہ چلے گا"۔^۱

کوئی باقاعدہ عالی شان مدرسہ تو آپ کے ہاتھ میں نہیں، کوئی اخبار پرچہ آپ کے یہاں نہیں، مدرسین، واعظین، مناظرین، مصنفین کی کثرت بقدر حاجت آپ کے پاس نہیں۔ جو کچھ کر سکتے ہیں فارغ البال نہیں۔ جو فارغ البال ہیں وہ اہل نہیں۔ بعض نے خونِ جگر کھا کر تصانیف کیں تو چھپیں کہاں سے۔ کسی طرح سے کچھ چھپالو کی اشاعت کیونکر ہو۔ دیوان نہیں، ناول نہیں کہ ہمارے بھائی دوانے کی چیز کا ایک روپیہ دے کر شوق سے خریدیں، یہاں تو سر چپٹینا ہے روپیہ وافر ہو تو ممکن کہ یہ سب شکایت رفع ہوں۔

اول عظیم الشان مدارس کھولے جائیں باقاعدہ تعلیم ہوں۔

دو چھ طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نخواستہ گرویدہ ہوں۔

تیس مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کارروائیوں پر دی جائیں کہ لالچ سے جان توڑ کر کوشش کریں۔

رابعاً طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے۔ یوں ان میں کچھ مدرسین بنائے جائیں، کچھ واعظین کچھ مصنفین، کچھ مناظرین، پھر تصنیف و مناظرہ میں بھی توزیع ہو، کوئی کسی فن پر کوئی کسی پر۔

خامساً ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلانے جائیں کہ تحریر، تقریر، اوعظا و مناظرہ اشاعت دین و مذہب کریں۔

مولانا! اس گئی گزری حالت میں تو کوئی بفضلہ تعالیٰ آپ کے سامنے آ نہیں سکتا۔ دور سے غل مچاتے اور وقت پر دم دباتے ہیں۔ جب آپ کے اہل علم یوں مل میں پھیلیں اس وقت کون

^۱ کشف الخفاء حدیث ۳۲۶۹ دار لکتب العلمیہ بیروت ۳۶۶/۲

ان کی قوت کا سامنا کر سکتا ہے۔

سادہ سادہ حمایت (مذہب) وہ ردِ بد مذہبوں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔

سابقا تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوش خط چھاپ کر ملک میں مفت شائع کیے جائیں۔

ہمنا شہروں شہروں آپ کے سفیر نگران رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں۔ آپ سر کو بی اعداء کے لیے اپنی فوجیں میگزین رسالے بھیجتے رہیں۔

تاسعا جو ہم میں قابل کار، موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انہیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

عاشر گم آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں بحیثیت و بلا قیمت روزانہ یا کم از کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

میرے خیال میں تو یہ تدابیر ہیں، آپ اور جو کچھ بہتر سمجھیں افادہ فرمائیں، بلکہ مولانا! رپیہ ہونے کی صورت میں اپنی قوت پھیلانے کے علاوہ گمراہوں کی طاقتیں توڑنا بھی ان شاء اللہ العزیز آسان ہوگا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ گمراہیوں کے بہت سے افراد صرف تنخواہوں کے لالچ سے زہر اگلتے پھرتے ہیں۔ ان میں جسے دس کی جگہ بارہ دیتے اب آپ کی سی کہے گا، یا کم از کم بہ لقمہ درختہ بہ تو ہوگا۔

دیکھئے حدیث کا ارشاد کیسا صادق ہے کہ: "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درہم و دینار سے چلے گا"۔

اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام ہے، عالم ماکان و مایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خبر ہے۔

(۷) مسودہ عقائد حنفیہ کہ یہاں بنظر استصواب آیا تھا بعد بعض ترمیمات ضرور یہ گیا بھی، اور انجمن کو پہنچا بھی۔ اور انجمن نے اس میں اکثر ترمیمات کو قبول فرمایا بھی، اس پر گواہ خود یہ مسودہ تازہ ہے کہ جناب نے اب ارسال فرمایا ہے، یہ اکثر انہیں ترمیمات پر مشتمل ہے جو فقیر نے ایک نہایت سرسری نگاہ میں عرض کی تھیں، مگر جناب کا یہ فرمانا بھی کہ ترمیم یا تصدیق درکنار تو نے رسید بھی نہ بھیجی بجائے خود ہے۔ واقعی فقیر ترمیم کر کے بھیج چکا اور واقعی ترمیم کر کے فقیر نے نہ بھیجا۔ اس معمہ کا حل یہ ہے کہ فقیر بے حد عدمِ الفرصت ہے خاطر خواہ ترمیمیں (مگر دفتر سے دیگر

^۱ کشف الخفاء حدیث ۳۲۶۹ دار لکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۳۶۶

املاکند) کی مصداق ہوتیں۔ اس کے لیے وقت نہ ملتا تھا ایک ضرور شدیدہ سے پہلی بھیت جانا ہوا۔ حضرت مولانا محدث سورتی دامت برکاتہم نے اس کا ذکر فرمایا۔ فقیر نے عرض کی وقت فرصت سن لوں گا۔ نصف شب کے قریب وہاں کی ضروریات اور احباب کی ملاقات سے فارغ ہوا اس وقت وہ مسودہ فقیر کو سنا یا گیا، جا بجا تبدیلیات و نقص و زیادات و محو و اثبات عرض کرتا گیا اور حصرت ممدوح تحریر فرماتے گئے۔ ۱۸ صفحہ تک اس وقت ہوا پھر صبح بعد فراغ وظائف، جب کہ ریل کا وقت قریب تھا۔ بقیہ بجلتِ تام تمام کیا۔ مولوی ابوالعلاء امجد علی صاحب سلمہ بھی ہمراہ تھے ان سے گزارش کی کہ آپ کے پاس بھی ایک مسودہ آیا ہوا ہے یہی ترمیمات آپ بھی لکھ بھیجیں، اور اتفاق رائے فقیر سے بھی انجمن مبارک کو اطلاع دیں۔ مگر بریلی آکر مولوی صاحب کو کثرتِ کار میں یاد نہ رہا۔ یوں وہ اصلاحاتِ فقیر کی طرف سے پہنچیں بھی اور نہیں بھی۔

اب اڈا اس مسودہ ثانیہ میں بعض تو اغلاطِ کاتب ہیں انہیں فقیر نے بنادیا ہے۔ ان میں بعض ضروری الحاظ ہیں۔
 چھٹا بعض نئی ترمیمات اور خیال میں آئی ہیں، خواہ عبارت سابقہ پر، یا اب جو مسودہ ثانیہ میں خود انجمن نے محو و اثبات کیا اس پر۔
 ہائے اصلاحات سابقہ میں سے اکثر تو قبول فرمائی گئیں مگر بعض وہ بھی ہیں کہ اس مسودہ ثانیہ میں بھی متروک ہوئیں یا نظر سے رہ گئیں خصوصاً ان میں بعض کا نہ پانا زیادہ مشوش خیال ہو سکتا ہے کہ بحال عمر الاقل رعایت و مہانت کا سخت پہلو نکلتا ہے۔ ہاں سہو ترک ہوا تو "رفع عن امتی الخطاء والنیسان" ^۱۔ (میری امت سے خطا و نسیان کو معاف کر دیا گیا ہے۔ ت) ارشادِ والا ہے۔

رابعا ان سب کے بعد بھی حکم "المستشار مؤتمن" ^۲۔ (جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہوتا ہے۔ ت) مجھے کچھ عرض کرنا ہے۔ یہ سب مقاصد اجمالاً یہاں گوش گزار کروں۔ (اگلا صفحہ ملاحظہ ہو)

^۱ کشف الخفاء حدیث ۱۳۹۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۳۸۲

^۲ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی المشورۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۳۴۳ جامع الترمذی ابواب الادب باب ما جاء ان المستشار مؤتمن امین کمپنی دہلی ۱۰۵/۲

ترمیمات جدیدہ یا ترمیمات جدیدہ مع بیان وجہ

صفحہ	سطر	مبدل	بدل	وجہ
۳	۹	کوئی لطف جزئی یا اصلاح جزئی	کوئی لطف یا اصلاح یا کوئی شے	قید جزئی احترازی نہ سمجھی جائے کہ وجوب کلی متوہم ہو حالانکہ لایجب علی اللہ شیعہ (اللہ پر کچھ واجب نہیں۔ ت)
۴	۴	کئی	بہت	کئی ترجمہ چند کا ہے
۶	۷	ختم نبوت	ختم نبوت و افضلیت مطلقہ و خلافت کبریٰ و اولویت فی الشفاعة و فی دخول الجنة و اصلت فی کل فضل و ساطة فی کل نعمة و غیرہا صفات کثیرہ ناممکنۃ الاشتراک	اعلا کے شان اقدس و تفریح خاطر مومنین و ر غم انف عدو
۶	۲۲	علم الہی غیر متناہی	علم الہی غیر متناہی بالفعل	بیان تملز
۶	۲۲	آپ کا علم متناہی	حضور کا علم متناہی بالفعل و غیر متناہی بالقوة	عوام متناہی کو بمعنی متنبی و منقطع نہ سمجھ لیں
۷	۲۰	زندہ بحیات خاصہ ہیں	زندہ بحیات حقیقہ دنیا و جسمانیہ ہیں	حیات خاصہ حیات برزخیہ روحانیہ بھی ہے کہ ہر شخص کو حاصل۔
۸	۱۲ و ۱۱	تمام روئے زمین کی مخلوقات عاجز ہے	تمام مخلوقات عاجز ہے	تحدی اگرچہ جن و انس سے ہوئی مگر عجز سب کو شامل ہے۔
ج ۹ عہ	۲۱	حضرت مہدی علیہ السلام	حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	صلوٰۃ والسلام بالاستقلال مخصوص بانبیاء و ملائکہ ہے
۱۱	۱۱ تا ۹	مختلفہ اقوال امام میں ترجیح کے لیے	مختلفہ اقوال امام بحضور امام خلاف قول مستقر امام کو ترجیح کے لیے	مجتہدین فی الفتویٰ سے امتیاز

عہ: ج علامت جدیدہ ترمیم کی ہے ۱۲۔

۱۱	۱۴	ان کا کام صرف بعض کو ترجیح دینا ان کا کام صرف بعض کو بخسور امام مستقر امام پر ترجیح دینا اور اصول امام کے موافق تازہ	حصر کی تصحیح اور مجتہدین فی الفتویٰ و مجتہدین فی المسائل سے امتیاز
۱۱	۱۵	ان کے بعد رحمت کا ظہور ہوا ان کے بعد رحمت کا اور ظہور ہوا	یہ رحمت جدید ہے نہ کہ رحمت جدید ہے
۱۱ ج	۲۱	امام فخر الدین رازی امام ابو بکر احمد ابن علی رازی	پہلے مسودہ میں صرف رازی تھا، اور وہ صحیح تھا اس مسودہ میں فخر الدین بڑھایا گیا، اور یہ بھی باری غلطی ہے امام فخر الدین رازی حنفی نہیں شافعی ہیں۔

ترمیمات سابقہ متروکہ (یہ دو قسم ہیں) (قسم اول)

صفحہ	سطر	مبدل	بدل	وجہ
۱	۱۱	باقی صفات فعلیہ میں ان سب سے ازگ متصف تھا	ان سب سے ازگ متصف ہے باقی صفات و فعلیہ و نفسیہ و سلبیہ واضافیہ ہیں۔	باقی سب فعلیہ نہیں نہ باقیات ازلیہ
۳	۱۵	عدل کی چھ صورتیں ہیں	عدل و فضل کی الخ	ان میں یہ بھی محدود ہوا کہ کسی کے اعمالِ حسنہ سے ذرہ بھر نقصان نہیں فرماتا۔ یہ عدل ہو تو اس کا خلاف ظلم ہوا اور ظلم محال ہے، تو اثبات واجب ہو حالانکہ لایجب علی اللہ شیعہ (اللہ پر کچھ واجب نہیں۔ ت) مسودہ سابقہ میں بغیر غرض صحیح کا لفظ تھا، وہ تو بہت ہی بے جا تھا، اب اسے مصلحت سے بدلایہ مصلحت راجع الی العبد ہے یا الی اللہ، ثانی محال ہے، بہر تقدیر
۳	۱۹	اپنے بندوں میں سے کسی کو مصلحت یا اجر جزیل کوئی مصیبت نہیں دیتا	اس کا فضل ہے کہ اپنے مسلمان بندوں پر جو مصیبت بھیجے اس میں بھی ان کے لیے اجر رکھتا ہے۔	

(۱)

۸	۲۲	ہر دو وحی سے جو اخبار و معارف قطعاً مفہوم ہوتے ہیں حق ہیں کوئی شبہ نہیں۔	ہر دو وحی سے جو معنی قطعاً ثابت ہیں حق ہیں کوئی شبہ نہیں	اول کافر کشاہی جہل یا جزیرہ بعیدہ میں رہتا ہو جس سے مسلمانوں کو کوئی ضرر نہ ہو بلکہ ذی مطیع خدمت گار اسلام جس سے مسلمانوں کو منافع ملتے ہوں اس پر مصائب ڈالنے میں کس کی مصلحت یا کوئی اجر ہے ایلام بلا عوض کو خلاف عدل ماننا معتزلہ کامسک ہے اہل سنت کے نزدیک "يَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ" ^۱ (اللہ تعالیٰ جو چاہے کرتا ہے۔) ہاں اس کا فضل ہے کہ مومن کو مصیبت پر بھی ماجور فرماتا ہے ولہ الحمد، انتقائے شبہ قطعیت دلالت و ثبوت دونوں سے ہے، مجرد قطعاً ہونا کافی نہیں۔
۹	۱۵	سوال منکر و نکیر ضرور ہونے والا ہے۔	سوال منکر نکیر جس سے خدا چاہے ضرور ہونے والا ہے۔	روئے سخن سوئے عوام ہے اور اطلاق میں عموم کا ایہام تو تصریح واضح و امکان فی الافہام،
۱۲	۱۳	ثقاہت	ثقہ ہونا	ثقة علة ہے نہ فعل
۱۳	۱۰	حضرت امام حسن و امام حسین قطعی جنتی ہیں	حضرت امام حسن و امام حسین و اصحاب بدر و بیعہ الرضوان قطعی جنتی ہیں۔	ان کا قطعی جنتی ہونا بھی نصوص سے ثابت اور کتب میں مصرح ہے۔
۱۴	۱۵	خوش آوازی سے سن کر محبت بھڑکانا مستحسن ہے۔	مستحسن ہے جب کہ مزامیر وغیرہا منکرات شرعیہ سے خالی ہو۔	علماء فرماتے ہیں الاطلاق فی محل التقید غیر سدید (تقید کے محل میں اطلاق درست نہیں۔) خصوصاً جہاں عوام و خواص کا لعوام اطلاق سے عموم تک پہنچتے ہوں، صرف اتنا ہی رہتا کہ جب منکرات شرعیہ سے پاک ہو جب بھی سد اطلاق کرتا ورنہ خوش آوازی میں غنائے زناں بھی داخل۔ اور بعض متصوفہ زمانہ اس پر عامل۔

^۱ القرآن الکریم ۲۷/۱۱۳

۱۵	۲۲	بصورت انکار صریح مطلقاً کافر ہے	فقہاء کے نزدیک مطلقاً کفر ہے۔	متکلمین صرف انکار ضروریات دین کو کفر جانتے ہیں وھو الاحوط (اور اسی میں زیادہ احتیاط ہے۔ ت) اور انکار اجتماع میں نزاع طویل ہے۔

"قسم دوم"

صفحہ	سطر	مبدل	بدل	وجہ
۱	۸	تدبیر کائنات جزئی و کل اسی کی ذات سے مختص	باختیار خود تدبیر کائنات الخ	اس کے دو محمل تھے تبخیسِ تعیم و تعیم و تخصیص۔ اول یہ کہ تدبیر کا ہر فرد کائنات کو عام و شامل ہوتا، مختص بحضرت الوہیت ہے، دوم یہ کہ کسی فرد میں کیسی ہے تدبیر مطلقاً مختص بذاتِ احدیت ہے۔ اول پر غیر خدا سے سلب عموم ہوگا اور ثانی پر عموم سلب، ہانی میں جب تک بالا استقلال یا با اختیار خود کی قید نہ لگائیں عین مسلک وہابیت و مخالف کریمہ "قَالَ هَذِهِ اَمْرًا" ^۱ (پھر کام کی تدبیر کریں۔ ت) وغیرہ انصوص قاطع ہے، بلکہ اہل حقیقت کے نزدیک اول بھی کہ حقیقت مجریہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحمیۃ مدبرۃ الکل ہے بالخلافۃ المطلقۃ عن حضرة الاحدیۃ (بارگاہِ احدیت سے خلافت مطلقہ کے سبب سے۔ ت) تو اس قید کا ترک وہابیہ کو گنجائش دے گا۔

^۱ القرآن الکریم ۵/۷۹

۲	۱۰	ذاتِ حق ان سے منزہ ہے	ذاتِ حق پر سب محال بالذات ہیں۔	لفظ تنزیہہ استحالہ ذاتیہ کی تعیین نہیں کرتا۔ اور بعدِ گزارش پھر وہی نگارش معلوم نہیں کس بنا پر ہے۔ کیا جہل و کذب وغیرہ وغیرہ میں کوئی عیب باری عزوجل کے لیے ممکن ہے یا اس زمانہ فتن میں کہ امکانِ کذب پر مکذبین جان دیتے ہیں۔ تصریح استحالہ سے پہلو تہی چاہیے۔
۵	۲۱	ان میں باتباعِ سلف جو وجوہ مباح تعظیم مروجہ ہر ملک ہوں	مسلمانوں میں جو الخ	کلام قابل تاویل ضرور تھا کہ غیر محل منع میں اطلاق تجویز ہی اتباعِ سلف ہے مگر وہابیہ کے لیے گنجائش تھی کہ فلاں فلاں امور سلف میں کب تھے تو ان میں اتباعِ سلف کہاں۔
۱۰	۳	عامۃ الناس احکام غیر منصوصہ میں تقلید پر مامور ہیں۔	عامۃ الناس احکام غیر منصوصہ قطعہ میں الخ	غیر مقلد کہہ سکتے ہیں کہ رفعِ یدین و قراءت خلف الامام و جہر یہ آمین و امثالہا سب منصوصہ ہیں تو ائمہ مجتہدین کی تقلید نہیں، یہ وہی بات تو ہے کہ حدیث کے ہوتے ہوئے قول امام کی کیا حاجت!
۱۶	۱۴	قوائے انسانیہ کو ملائکہ قوت نظریہ کو جبرئیل ماننا خلاف نص و اجماع ہے	خلاف نص و اجماع اور کفر قطعی ہے کہ ضروریات دین کا انکار ہے۔	اس اضافہ کے اسقاط میں مصلحت سمجھ میں نہ آئی کیا یہ کفر قطعی نہیں کیا یہ انکار ضروریات دین نہیں یا کافر کو کافر کہنا خلافِ تہذیب ہے۔
۱۶	۷	بعدِ بعثت اقدس بعثت نبی کا قائل ہونا کفر ہے	بعدِ بعثت اقدس بعثت نبی کو جائز ماننا یا اس کو ختم نبوت میں مغل نہ جاننا کفر ہے	اس سے عدول کی مصلحت بھی مفہوم نہ ہوئی کیا صرف قائل ہونا کفر ہے جائز ماننا کفر نہیں یا اسے ختم نبوت میں مغل نہ جاننا کفر نہیں؟ یا کفار کی رعایت کرنی چاہیے۔ "وَأَعِظُكُمْ بِهِمْ" ^۱ اور

^۱ القرآن الکریم ۹/۷۳ و ۹/۶۶

"وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غَاظَةً" ^۱ اور "كَيْسَبُكُمُ لِلنَّاسِ فَلَاتَكُنَّ مَوَدَّةَ" ^۲ اور "لَا يَخَافُونَ يَوْمَهُ كَلَّامٍ" ^۳ اور "كُونُوا قُلُوبًا صِدْقًا يَتَّقُونَ بِالنَّاسِ شَهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ" ^۴ اور "لَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمْ لَقَدْ فِيهِ لِلَّهِ" ^۵ وغیرہ آیات کا حکم؟ اور اس پر عمل فرض قطعی ہے یا نہیں؟				

عرض الخیر

خون شدم زاندریشہ انجام ایں معیار حق
ہر کہ چوں من آزماید روشناسہ نہجو من
کایں ہمہ اصلاحا گرہست واصل شدچہ شد
ورنہ گرا بلیس آدم روئے شامل شدچہ شد
(اس معیار حق کے انجام کے اندیشہ سے میں خون ہو گیا ہوں۔ یہ تمام اصلاحات اگر حاصل ہو گئیں تو کیا ہوا، جو میری طرح آزمائے وہ میری طرح آشنا ہو گا۔ ورنہ اگر ابلیس انسانی شکل اختیار کر کے شامل ہو گیا تو کیا ہوا۔)

"من جَرَّبَ بتجربتی عرف معرفتی"	جس نے میری طرح آزمایا وہ میری طرح جان لے گا۔

مولانا! اس مسودہ سے بعض عقائد اہلسنت پر عوام کو صرف اطلاع دینا مقصود نہیں بلکہ ایک معیار سنیت قائم فرمانا ہے کہ اس پر تصدیق کر دے ہمارا ہے۔ ع

چشم و دل را از دست نور سرور
(اس سے آنکھ اور دل کو خوشی کا نور حاصل ہو گا۔)

اور جو نہ مانے بیگانہ ہے۔ ع

^۱ القرآن الکریم ۹/ ۱۳۳

^۲ القرآن الکریم ۳/ ۱۸۷

^۳ القرآن الکریم ۵/ ۵۴

^۴ القرآن الکریم ۴/ ۱۳۵

^۵ القرآن الکریم ۲۲/ ۲

سایہ اش دُور باد از مادور

(اس کا سایہ ہم سے دُور ہے۔ ت)

مگر یہ ہزار افسوس یہ گزارش کہ یہ غرض اس مسودہ سے ہر گز حاصل نہیں ہو سکتی جب تک وہ ضلالتیں کہ آج کل مدعیانِ اسلام بلکہ مدعیانِ سنیت میں پھیلی ہوئی ہیں۔ تصریحاً ان کا ذکر اور ان سے تبریہ نہ ہو۔

مولانا! مجھے تجربہ ہوا ہے، ایک دو نہیں صد ہا ایسے اہلسن آدم رو ملیں گے کہ ان مسائل پر دستخط کر دیں گے اور وہ نہ صرف سنیت بلکہ اسلام کے کٹر دشمن اور آپ کے جرگہ حق میں شامل ہو کر آپ کے مذہب کے بیخ کن ہوں گے۔ اسی لیے توائمہ کرام نے ایسوں کے اسلام کو کلمہ شہادت ہر گز کافی نہ جانا، جب تک اپنے مسلک خبیثہ سے صراحتاً برائت نہ کریں۔ جامع الفصولین و وجیز کردری و بحر الرائق و در مختار وغیرہا میں ہے:

ولواتی بھما (ای بالشہادتین) علی وجہ العادۃ لم ینفعہ مالم یتبرأ ^۱ ۔	عادۃ کلمہ شہادت کا پڑھنا گمراہ کو مفید نہیں جب تک وہ اپنی ضلالتوں سے برائت نہ کرے۔

چند سال ہوئے ایک مولیٰ صاحب، شاہ صاحب، واعظ صاحب نے فقیر سے اپنی سنیت کی سند تحریر مانگی، فقیر نے انہیں لکھا۔ حضرت! تصریح نفی فتن دائرہ چاہیے۔

"الْمَنْ أَحْسَبَ النَّاسَ أَنْ يُشْرَكَوْا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ" ① ②۔	کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ امنا کہنے سے چھٹی مل جائے گی اور وہ آزمائے نہ جائیں گے۔

پھر امور عشرین لکھ کر بھیجے، انہوں نے بے تکلف دستخط فرمادیئے، فقیر نے سند سنیت انہیں بھیج دی۔ وہ امور بعض اضافات جدیدہ (کہ ان برسوں میں ان کی حاجت ہوئی کہ فتن روزانہ متجدد ہیں) عرض کروں انہیں غور فرمائیں۔ انجمن اگر ان کی اشاعت پسند فرمائے اور ان پر بلا غدغہ تصدیق کو معیار سنیت ٹھہرائے تو ان شاء اللہ العزیز یہی کافی و وافی ہے، زیادہ کی ضرورت نہیں، اور یہ نہ ہوں تو شرح عقائد و مقاصد و موافق کے ترجمے چھاپ کر اس پر دستخط لیجئے ہر گز کفایت نہیں۔ مولانا! بحمد اللہ میں نے

^۱ درمختار کتاب الجہاد باب المرتد مجتہائی و ہلی ۲۵۶/۱

^۲ القرآن الکریم ۲/۲۹

آپ کے رنگ تحریر سے سمجھا کہ آپ صاف گو ہیں اور امر حق میں اسی کو پسند فرماتے ہیں اور الحق کو یہی پسند حق ہے:

"فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْبَشَرِ كَيْفَ" ۱۔	جس کا حکم دیا گیا وہ علی الاعلان فرمادیں اور مشرکین سے اعراض فرمائیں۔

بجہ سبب نہ یہی طریقہ فقیر کا ہے۔

فاش میگویم وازگفتہ خود رلشادم

بندہ عشقم وازہر دو جہاں آزادم

(میں کھلی بات کرتا ہوں اور اپنے کیے ہوئے پر میرا دل خوش ہے، میں عشق کا غلام ہوں اور دونوں جہاں سے آزاد ہوں۔ ت)

اب یہاں پانچ صورتیں ہیں۔

(۱) اقوالِ ضلال کے قائلین اور حاشیہ پر نام قائل و کتاب۔

(ب) صرف نام کتب

(ج) متن میں صرف اقوال اور حاشیہ پر نام قائل و کتاب۔ (د) حاشیہ پر صرف نام کتاب

(ه) مجرد اقوال بے اشعار نام قائل و کتاب۔

حاشیہ ! طریقہ خامہ میں کفایت نہیں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے متعدد بار متعدد شہروں میں وہ دیکھے ہیں کہ ان عبارات کی نسبت ان سے سوال ہوا، صاف صاف حکم کفر و ضلال لکھ دیا۔ جب کہا گیا کہ یہ قول فلاں شخص یا فلاں کتاب کا ہے۔ فوراً پلٹ گئے کہ ان کو تو ہر گز نہ کہوں گا۔

مولانا! آج کل تو یہ حالت ایمان رہ گئی ہے، اللہ و رسول کو گالی دینا ضرور کفر ہے مگر زید گالی دے تو معاف ہے۔

"اِنَّ اللّٰهَ وَاَنَا الْيَوْمَ رَاجِعُونَ" بہر حال میں یہاں طریق اوسط اختیار کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ مبارک انجمن کون سا پسند

فرماتی ہے۔ و حسبنا اللہ و نعم الوکیل اور اللہ تعالیٰ ہمیں کافی ہے اور کیا ہی اچھا کار ساز ہے۔ ت)

میں نے قصہ کیا تھا کہ امورِ عشرین سے وہ باتیں کہ مسودہ میں آگئی ہیں ساقط اور بعض جدید اضافہ کروں۔ اب یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ وہ تمام پہلے سے نفیس تر پیرایہ میں مع زیاداتِ کثیرہ جلیلہ

۱ القرآن الکریم ۹۴/۱۵

جزیلہ ذکر کروں کہ انجمن پسند فرمائے تو یہی بس ہے، ورنہ یادگار رہے گی۔ اور حق سبحانہ و تعالیٰ جس کے لیے چاہے گا کام دے گی وباللہ التوفیق۔

یہاں اسے لکھنا چاہا تھا مگر یہ بفضلہ تعالیٰ ایک کافی وافی نفیس مستقل رسالہ ہو گیا جس کا نام "نور الفرقان بین جند اللہ و احباب الشیطن" رکھا گیا۔ بعد تبیض ان شاء اللہ العزیز اگر انجمن مبارک کی خواہش ہوئی جداگانہ مرسل ہوگا۔ واللہ الحمد (۹ و ۸) کے جوابات اس فہرست سے واضح ہوں گے جسے لکھنے کے لیے فقیر نے ابوالعلاء امجد علی صاحب سے گزارش کر دی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ اسی نیاز نامہ کے ساتھ مرسل ہوگی، وہ امور کہ بعض جوابات سابقہ میں گزرے ضرور ملحوظ خاطر رہیں۔

(۱۰) "تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ"^۱۔ (یہ پورے دس ہوتے) اللہ عزوجل انجمن کو مبارک تر کرے اور اہل سنت کو اس سے نفع عظیم پہنچائے۔ کئی سال سے مجھہ تعالیٰ فقیر اسے خالص انجمن اہل سنت و جماعت سمجھتا ہے۔ اور بفضلہ تعالیٰ کوئی امر قابل شکایت معلوم نہ ہوا، مگر مولانا اس فقیر حقیر کے ذمہ کاموں کی بے انتہا کثرت ہے، اور اس پر نقاہت و ضعف قوت اور اس پر محض تنہائی و وحدت، ایسے امور ہیں کہ فقیر کو دوسرے کام کی طرف متوجہ ہونے سے مجبورانہ باز رکھتے ہیں۔ خود اپنے مدرسہ میں قدم رکھنے تک کی فرصت نہیں ملتی۔ یہ خدمت کہ فقیر سراپا تقصیر سے میرے مولائے اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محض اپنے کرم سے لے رہے ہیں۔ اہل سنت و مذہب اہل سنت ہی کی خدمت ہے جو صاحب چاہیں جتنے دن چاہیں فقیر کے یہاں اقامت فرمائیں۔ مہینہ دو مہینہ سال دو سال اور فقیر کا جو منٹ خالی دیکھیں یا جس وقت فقیر کو کوئی ذاتی کام کرتے دیکھیں اسی وقت مواخذہ فرمائیں کہ تو اتنی دیر میں دوسرا کام کر سکتا تھا۔ اور جب مجھہ تعالیٰ سارا وقت آپ ہی کے مذہب کی خدمت گاری میں گزرتا ہے تو اب یہ کام اگر فضول یا دوسرا اس سے اہم ہو تو مجھے ہدایت فرمائی جائے، ورنہ فقیر کا عذر قابل قبول ہے۔

مولوی سید دیدار علی صاحب و مولوی ابوالفرح عبدالمحید صاحب نے فقیر سے ایک انجمن قائم کر کے اس کی خدمات انجام دینے کو فرمایا۔ فقیر نے گزارش کی کہ جو کام اللہ عزوجل یہاں سے لے رہا ہے۔ ضروری ہے یا نہیں؟ فرمایا: سخت ضروری، فقیر نے عرض کی۔ دوسرے کوئی صاحب

^۱ القرآن الکریم ۱۹۶/۲

اس پر مقرر فرمادیتے اور مجھ سے کوئی اور خدمت اہل سنت لیجئے، فرمایا نہ دوسرا کوئی اسے کر سکتا ہے۔ نہ دس آدمی مل کر انجام دے سکتے ہیں۔ فقیر نے گزارش کی پھر عذر واضح ہے۔

غرض انجمن اہل سنت جو اہم مقاصد چاہے ان میں سے ایک میرے مقدور بھر بالفعل موجود ہے تو اسی کو خدمت انجمن تصور فرمائیں، میں جہاں ہوں اور جس حال میں ہوں مذہب اہل سنت کا ادنیٰ خدمت گار اور اپنے سنی بھائیوں کا خیر خواہ ہوں۔ البتہ وجوہ مذکورہ بالا سے نہ کہیں آنے جانے کی فرصت نہ طاقت، نہ اپنا کام چھوڑ کر دوسرا کام لینے کی لیاقت۔

"وَحَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ. وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَيَهْدِي السَّبِيلَ"۔	اللہ تعالیٰ ہمیں کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔ اللہ تعالیٰ حق فرماتا ہے اور سیدھی راہ کی ہدایت عطا فرماتا ہے۔ (ت)

اس نیاز نامہ میں جو امور معروض ہوئے ہیں، جہاں کہیں مشورہ خیر ہو ضرور مطلع فرمائیں۔ فقیر کی کیا حاجت ہے۔ امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ خلافت راشدہ میں فرماتے ہیں:

لا خیر فیکم مالم تقولوا ولا خیر فی مالم اسع^۱۔ وفقنا اللہ تعالیٰ وایاکم وسانئراخوانہ لکل خیر وحفظنا وایاکم من کل شر، وعلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد والہ وصحبہ و ابنہ و حزبہ اجمعین و بآرک وسلم امین۔ ۲۷ جمادی الآخری ۱۳۳۰ھ	تم مشورہ خیر نہ دو تو تم میں بھلائی نہیں اور میں اس کو نہ سنوں تو مجھ میں بھلائی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تمہیں اور ہمارے تمام بھائیوں کو ہر خیر کی توفیق عطا فرمائے اور ہر شر سے محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ، آپ کی آل، اصحاب، اولاد اور تمام امت پر درود و سلام اور برکت نازل فرمائے۔ آمین (ت)



امورِ عشرین در امتیازِ عقائدِ سنیین

(سُنیوں کے عقائد کی پہچان میں بیس ۲۰ امور)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب الانس والجنّة. والصلوة والسلام على نبينا العظيم والمِنّة. المنقذ من النار والمعطى الجنّة الذي ذكره حرز وجهه جُنّة وعلى آله وصحبه وأهل السنّة۔	تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو انسانوں اور جنّتوں کا رب ہے، اور درود و سلام ہو ہمارے عظمت و احسان والے نبی پر جو جہنم سے بچانے اور جنت عطا فرمانے والا ہے، جس کا ذکر حفاظت اور اس کی محبت ڈھال ہے، اور آپ کی آل پر اور صحابہ پر اور اہلسنت پر۔ (ت)

ماہِ رمضان المبارک ۱۴۱۸ ہجریہ قدسیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحمیۃ میں فقیر کے پاس سانہر علاقہ ریاست خٹہ پور (راجستھان) سے ایک خط بایں تلخیص آیا۔

نقل نامہ حافظ محمد عثمان صاحب بنام فقیر (مصنّف علیہ الرحمہ)

بخدمتِ فیض درجت مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی محدث و امام اہل سنت و جماعت بعد سلام سنت الاسلام کے عرض خدمت ہے کہ دریں والا ہماری ملک مارواڑ (راجستھان) کی بڑی خوش قسمتی ہے کہ آج کل یہاں سانہر میں جناب مولانا مولوی احمد علی شاہ صاحب خفی نقشبندی اویسی

تشریف لائے ہیں، ہم لوگ آپ کی تصنیفات گوناگو سے مستفیض ہو چکے تھے۔ اب خوش بیانی، اثر پہنانی و توجہ قلبی سے فیض یاب ہو رہے ہیں، غیر مقلدین و دیگر عقائد باطلہ والے توبہ کر کے وعظ سے اٹھتے ہیں کوئی وعظ ایسا نہیں ہوتا جس میں آپ ندوہ (یعنی صلہ کلی الحاد) کی برائی بیان نہ کرتے ہوں، یہاں کے لوگ ندوے کے بڑے ثنا خواں تھے اب ایسے متنفر ہو گئے جیسے کسی خبیث (جن) سے کوئی متنفر ہوتا ہے۔ ایک مولوی ندوی بھی یہاں آگیا ہے وہ کہتا ہے اگر مولوی احمد علی شاہ صاحب مخالف ہیں تو خود جاہل و بد دین ہیں۔ چند لوگ اس کے کہنے سے بہک گئے، وہ کہتے ہیں اگر مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی دربارہ مولوی احمد علی شاہ صاحب لکھ دیں تو ہم ان کی باتیں سنیں گے اور اپنے خیالات سے توبہ کریں گے، لہذا عرض خدمت ہے کہ مولوی احمد علی شاہ صاحب آپ کے علم میں جیسے ہوں تحریر فرمائیے، آپ کی یہ تحریر سرکشوں کے لیے بہت مفید ہوگی۔ العبد محمد عثمان۔

(سید امام اہل سنت و اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں) فقیر کو اس سے پہلے مولانا موصوف سے تعرف تفصیلی نہ تھا اور امر شہادت خصوصاً دربارہ عقائد اہم و اعظم، لہذا جواب میں یہ خط ارسال فرمایا۔ (مکتوب اعلیٰ حضرت)

نامہ فقیر (مصنف علیہ الرحمہ) بنام حافظ (محمد عثمان) صاحب

بملاحظہ کرم فرما حافظ محمد عثمان صاحب زید لطفم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

لطف نامہ آیا، ممنون یاد آوری فرمایا، مولوی احمد علی شاہ صاحب نے غریب خانہ پر کرم فرمایا تھا، پہلی ملاقات تھی، بعدہ، جلسہ عظیم آباد (پٹنہ بہار) میں نیاز حاصل ہوا۔ وہ اس سے بھی مجمل تھا کہ سوائے سلام و مصافحہ کے کسی مکالمہ کی نوبت نہ آئی۔ امر شہادت عظیم ہے، میں معاذ اللہ کوئی سوء ظن نہیں کرتا بلکہ مولانا موصوف کے جن فضائل کو اب اجمالاً و سمالاً (بذریعہ حافظ مذکور) جانتا ہوں تفصیلاً و عیاناً جان لوں۔ مولانا کی حق پسندی سے امید ہے کہ فقیر کی اس عرض پر کمال خوش و مسرور، آج کل غیر مقلدین یا ندوے ہی کا فتنہ ہندوستان میں ساری نہیں بلکہ معاذ اللہ صدہا آفتیں ہیں، فقیر بیس امور حاضر کرتا ہے مولانا موصوف ان پر اپنی تصدیق کافی و وافی جس سے بکثادہ پیشانی تسلیم کامل روشن طور پر ثابت ہو تحریر فرما کر اپنی مہر سے مزین فرما کر فقیر کے پاس روانہ کردیں۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

از بریلی ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۱۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

اُمور عشرین تصدیق طلب از جناب مولانا مولوی احمد علی شاہ صاحب مرزاپوری

(۱) سید احمد خاں علی گڑھ اور اس کے تبعین سب کفار ہیں۔
(۲) رافضی کہ قرآن عظیم کو ناقص کہے یا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ یا کسی غیر نبی کو انبیاء سابقین علیہم السلام میں سے کسی سے افضل بتائے کافر و مرتد ہے۔

(۳) رافضی تبرائی فقہاء کے نزدیک کافر ہے اور اس کے گمراہ، بدعتی، جہنمی ہونے پر اجماع ہے۔
(۴) جو مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر قرب الہی میں تفضیل دے وہ گمراہ مخالف سنت ہے۔
(۵) جنگِ جمل و صفین میں حق بدست حق پرست امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ تھا۔ مگر حضرات صحابہ کرام مخالفین کی خطا خطائے اجتہادی تھی جس کی وجہ سے ان پر طعن سخت حرام، ان کی نسبت کوئی کلمہ اس سے زائد گستاخی کا ٹکانا بے شک رافضی ہے اور خروج از دائرہ اہلسنت جو کسی صحابی کی شان میں کلمہ طعن و توہین کہے، انہیں برا جانے، فاسق مانے، ان میں سے کسی سے بغض رکھے مطلقاً رافضی ہے۔

(۶) صدہا سال سے درجہ اجتہاد مطلق تک کوئی واصل نہیں ہے بے وصول درجہ اجتہاد تقلید فرض، غیر مقلدین گمراہ بددین ہیں۔
(۷) اہلسنت صدہا سال سے چار گروہ میں منحصر ہیں جو ان سے خارج ہے بدعتی ناری ہے۔
(۸) وہابیہ کا معلم اول ابن عبد الوہاب نجدی اور معلم ثانی اسماعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان دونوں سخت گمراہ بددین تھے۔
(۹) تقویۃ الایمان و صراطِ مستقیم و رسالہ یکروزی و تنویر العینین تصانیف اسماعیل دہلوی صریح ضلالتوں، گمراہیوں اور کلمات کفریہ پر مشتمل ہیں۔

(۱۰) مایہ مسائل مولوی اسحاق دہلوی غلط و مردود مسائل و مخالقات اہل سنت و مخالقات جمہور سے پُر ہیں۔
(۱۱) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاءِ قدس اسرار ہم سے استمداد و استعانت اور انہیں وقت حاجت توسل و استمداد کے لیے ندا کرنا یا رسول اللہ، یا علی،

- یا شیخ عبدالقادر الجیلانی کہنا اور انہیں واسطہ فیض الہی جاننا ضرور حق و جائز ہے۔
- (۱۲) عالم میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء قدس سرہم کا تصرف حیاتِ دنیوی میں اور بعد وصال بھی بے عطاء الہی جاری اور قیامت تک اُن کا دریائے فیض موجزن رہے گا۔
- (۱۳) عام امواتِ احیاء کو دیکھتے، ان کا کلام سُنتے سمجھتے ہیں، سماعِ موتی حق ہے، پھر اولیاء کی شانِ توارفعِ واعلیٰ ہے۔
- (۱۴) اللہ عزوجل نے روزِ اول سے قیامت تک کے تمام ماکان و مایکون ایک ایک ذرے کا حال اپنے حبیبِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو بتادیا حضور کا علم ان تمام غیبیوں کو محیط ہے۔
- (۱۵) امکانِ کذب الہی جیسا کہ اسمعیل دہلوی نے رسالہ یکروزی اور اب گنگوہی نے براہین قاطعہ میں مانا صریح ضلالت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کذب قطعاً اجتماعاً محال بالذات ہے۔ مسئلہ خلف و عید کو ان کے اس ناپاک خیال سے اصلاً علاقہ نہیں۔
- (۱۶) شیطان کے علم کو معاذ اللہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زائد و وسیع تر ماننا جیسا کہ براہین قاطعہ گنگوہی میں ہے صریح ضلالت و توہینِ حضرت رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحمیۃ ہے۔
- (۱۷) مجلس میں میلاد مبارک اور اس میں قیامِ تعظیمی جس طرح صدہا سال سے حریمِ محترمین میں شائع و ذائع ہے جائز ہے۔
- (۱۸) گیارہویں شریف کی نیاز اور اموات کی فاتحہ اور عرسِ اولیاء کہ مزامیر و غیرہ منکرات سے خالی ہو سب جائز و مندوب ہے۔
- (۱۹) شریعت و طریقت دو متبائن نہیں ہیں، بے اتباعِ شرع و وصول الی اللہ ناممکن، کوئی کیسے ہی مرتبہ عالیہ تک پہنچے، جب تک عقل باقی ہے احکامِ الہیہ اس پر سے ساقط نہیں ہو سکتے، جھوٹے متصوف کہ مخالفِ شرع میں اپنا کمال سمجھتے ہیں سب گمراہ مسخرگانِ شیطان ہیں، وحدتِ وجود حق ہے اور حلول و اتحاد کہ آج کل کے بعض متصوفہ (بناوٹی صوفی) بکتے ہیں صریح کفر ہے۔
- (۲۰) ندوہ سرمایہ ضلالت و مجموعہ بدعات ہے، گمراہوں سے میل جول اتحادِ حرام ہے، ان کی تعظیم موجبِ غضبِ الہی اور ان کے رد کا اسنادِ لعنتِ الہی کی طرف بلانا، انہیں دینی مجلس کارکن بنانا دین کو ڈھانا ہے۔ ندوہ کے پیکچروں اور روایات میں وہ باتیں بھری ہیں جن سے اللہ و رسول بیزار و بری ہیں جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ سب بدمذہبوں و گمراہوں

سے پناہ دے اور سنتِ حقہ خالص پر ثابت قدم رکھے۔

○ حضرت فاضل بریلوی مدظلہ العالی کے ان امور مقررہ مذکورہ کی تصدیق جناب مولانا شاہ احمد علی صاحب مرزا پوری نے فرمائی اور یہ عبارت لکھی۔ "امورِ عشرین مندرجہ بالا بہت درست و ٹھیک ہیں۔ وحدت وجود حق ہے مگر اس میں بحث و مباحثہ فقیر کے نزدیک خوب نہیں، یہ امور کشفیہ سے ہیں اور متعلق بقیہیت ایسے امور کو اولیاء اللہ ہی خوب سمجھے ہوئے ہیں چونکہ فقیر کے پاس مہر نہیں لہذا دستخط ہی پر اکتفاء کیا۔"

۲ شوال ۱۳۱۸ھ روز چہار شنبہ۔

○ پھر امام اہلسنت فاضل بریلوی مدظلہم نے یہ تحریر فرما کر اپنے دستخط اور مہر ثبت فرمائی۔ "آج کل بہت لوگ اعادے سنیت کرتے اور عوام بیچارے دھوکے میں پڑتے ہیں۔ بعض مصلحت وقت کے لیے زبان سے کچھ کہہ جاتے اور موقعہ پا کر پھر پلٹا کھاتے ہیں، اکثر جگہ امتحان کے لیے ان شاء اللہ العزیز یہ امور عشرین بطور نمونہ کافی ہیں جو بعونہ تعالیٰ فراز سنیت پر سچا فائز ہے۔ بے تکلف دستخط کر دے گا، ورنہ پانی مرنا آپ ہی نشیب ضلالت کی خبر دے گا۔"

اور جس نے عہد توڑا اس عہد توڑنے کا وبال اسی پر پڑے گا۔ اور جو اٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا، اور جو منہ پھیرے تو بے شک اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا، اور سب تعریفیں رب العالمین کے لیے ہیں۔ (ت)	"فَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّا يُنْزِلُ عَلَىٰ نَفْسِهِ" ^۱ "وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقْبَيْهِ فَلَنُيَصِّرَنَّ اللَّهُ شَيْئًا" ^۲ "وَمَنْ يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَنِيُّ الْحَبِيدُ" ^۳ - والحمد لله رب العلمین۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ
بمحمدؐ المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

^۱ القرآن الکریم ۴۸/۱۰

^۲ القرآن الکریم ۳/۱۴۴

^۳ القرآن الکریم ۵۷/۲۴

مسئلہ ۱۸۰:

از ضلع میرٹھ مسئلہ محمد فضل الرحمن صاحب

۲۴ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

ایک قطعہ اشتہار "پروانہ خداوندی" مجھے اس قصبہ میں دستیاب ہوا ہے، لہذا ارسال بخضور ہے، امید کہ مفصل مطلع فرمایا جائے کہ یہ اشتہار کہاں تک صحیح ہے۔

"پروانہ خداوندی"

بسم اللہ الرحمن الرحیم، صلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ وسلم۔ یہ وصیت حضرت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے شیخ احمد خادم روضۃ النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہے کہ جمعہ کی رات کو خواب میں قرآن شریف کی تلاوت فرماتے ہوئے دیکھا اور فرمایا: اے شیخ احمد! یہ دوسری وصیت تیری طرف ہے علاوہ اس پہلی وصیت کے، وہ یہ ہے کہ تم جملہ مسلمین کو رب العالمین کی طرف سے خبر کر دو کہ میں ان کے بابت ان کے کثرتِ گناہ و معاصی کے سخت بیزار ہوں، جس کا سبب یہ ہے کہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک (کلمہ گو) نوے ہزار اموات ہوئی ہیں جن میں ستر ہزار اسلام باقی تمام غیر اسلام یعنی کفر پر مرے ہیں۔ جس وقت ملائکہ نے یہ بات سُنی تو انہوں نے کہا: یا محمد! آپ کی امت گناہوں کی طرف بہت مائل ہو گئی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت چھوڑ دی ہے پس اللہ تعالیٰ نے ان کی صورتوں کی تبدیلی کا حکم فرمادیا۔ پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے رب! ان پر تھوڑا صبر کر اور ان کو مہلت دے جب تک یہ خبر میں ان کو پہنچا دوں، پس اگر وہ تائب نہ ہوئے تو حکم تیرے ہاتھ میں ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ دائمی گناہوں، کبیرہ گناہوں، زنا کاری، کم تولنے، کم میزان رکھنے، سود کھانے، شراب کے پینے کی طرف بہت مائل ہو گئے ہیں، اور فقراء و مساکین کو خیرات نہیں دیتے، اور دنیا کی محبت آخرت کی نسبت زیادہ کرتی ہیں اور نماز کو ترک کر بیٹھے ہیں، اور زکوٰۃ نہیں دیتے پس اے شیخ احمد! تو ان کو اس بات کی خبر دے، ان کو کہو کہ قیامت قریب ہے، اور وہ وقت قریب ہے کہ آفتاب مغرب سے طلوع کرے ان شاء اللہ تعالیٰ اور ہم نے اس سے پہلے بھی وصیت پہنچائی تھی لیکن یہ لوگ نافرمانی اور غرور میں زیادہ دلیر ہو گئے۔ اور یہ آخری وصیت ہے۔ شیخ احمد خادم حجرہ شریف نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی اس کو پڑھے اور اس کی نقل کر کے ایک شہر سے دوسرے شہر تک پہنچائے وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا اور اس کی میں شفاعت کروں گا دن قیامت کے، اور جو اس کو پڑھے اور اس کی نقل نہ کرے وہ قیامت کو میرا دشمن ہوگا۔ اور کہا شیخ احمد نے میں اللہ سبحانہ، و تعالیٰ کی تین مرتبہ قسم کھاتا ہوں کہ یہ بالکل سچی بات ہے، اور

میں اس میں جھوٹا ہوں تو خدا مجھ کو دنیا سے کافر کر کے نکالے، اور جو اس کی تصدیق کرے گا وہ دوزخ کی آگ سے نجات پائے گا۔ صلی اللہ علی سیدنا محمد و علی آلہ واصحابہ وسلم۔

الجواب:

جن باتوں کی اس میں ہدایت ہے وہ باتیں اچھی ہیں، انکے احکام قرآن و حدیث میں موجود ہیں، ان پر عمل ضرور ہے۔ باقی یہ تمہید جو اشتہار میں لکھی گئی ہے بے اصل ہے۔ بارہا اس قسم کے اشتہار شائع ہوئے ہیں، کسی میں خادمِ روضہ انور کا نام صالح ہے کسی میں شیخ احمد ہے۔ اور ایسے ہی بے باکی کے کلمات لکھے ہیں کہ اتنے مسلمان مرے ان مین سے صرف اتنے ایمان کے ساتھ گئے اور باقی معاذ اللہ بے ایمان مرے۔ اس اشتہار میں تو اتنی رعایت ہے کہ نوے ہزار اموات میں صرف بیس ہزار معاذ اللہ کافر رکھے ہیں۔ اور اشتہاروں میں تو گنتی کے مسلمان رکھے۔ رب عزوجل سے جو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عرض نسبت کی ہے، کس قدر بے معنی ہے۔ نسأل اللہ العفو والعافیۃ ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور سلامتی کے طلبگار ہیں، ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: ۷ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک جاہل نے کوئی گناہ کیا جس کو قطعی نہ جانتا تھا کہ حلال ہے یا حرام۔ اور اسی یاد و سرے گناہ کو عالم نے کیا، تو ان دونوں کے لیے از جانبِ شریعت حکم مختلف ہے، یا نہیں؟ اور اگر مختلف ہے تو کیوں؟ اور اگر مختلف نہیں ہے تو کیوں؟ بینوا تو جروا! (بیان فرمائیے اجر دیئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب:

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

عالم کا گناہ ایک گناہ ہے اور جاہل کا گناہ دوہرا گناہ، عرض کی: یا رسول اللہ! یہ کس لیے؟ فرمایا: عالم پر گناہ کرنے کا عذاب ہے اور جاہل پر ایک عذاب گناہ کرنے کا ہے اور ایک علم نہ سیکھنے کا۔	ذنب العالم ذنب واحد و ذنب الجاہل ذنبان^۱۔ قیل ولم یأمر رسول اللہ، قال العالم یعذب علی رکوبہ الذنب و الجاہل یعذب علی رکوبہ الذنب و ترک التعلیم^۲۔

^۱ الجامع الصغیر حدیث ۴۳۳۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/۲۶۴

^۲ فیض القدیر تحت حدیث ۴۳۳۵ دار المعرفۃ بیروت ۲/۵۶۵

مسئلہ ۱۸۲: از ما رہ مطہرہ ضلع ایٹہ سرکار کلاں مرسلہ سید محمد میاں صاحب دامت برکاتہم ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۳۲ھ دوشنبہ مولانا المعظم ذوالمجد والکرم معظم و مکرم دام مجدہم، پس از سلام مسنون عارض خدمت ہوں۔ بفضلہ تعالیٰ جناب کی صحت و عافیت کا مستدعی بخیر ہوں۔ میں نے جناب سے سید ظہور حیدر صاحب مرحوم کے لیے جو ان کے نام سے ایک عدد کم کر کے تاریخ وفات ان کی کردینے کو کہہ آیا تھا اور جناب نے وعدہ فرمایا تھا۔ اب اگر ہو گئی ہو تو روانہ فرمائیں۔ تقریظات الحدوث والقدوم اور التناخ بھی روانہ ہوں جو بدایونی رسائل ہیں، اور اگر کوئی جدید رسالہ بحث اذان میں شائع ہوا ہو تو روانہ ہو، کنز الاثر جو چودھری صاحب سہاروی کی ہے وہ جدید الطبع سنا ہے کہ جناب کی نظر و اصلاح سے بتا مہا گزری ہے، آیا یہ درست ہے؟ اور اس میں جو صفحہ ۷۲ پر امامت کے مسائل ہیں، قبروں پر چادریں چڑھانے کو بدعت سیدہ کے قسم اعتقاد یہ اور باب زیادۃ القبور میں قبروں پر کچھ چڑھانے یا چومنے کو جو حرام اور بدعت لکھ دیا ہے۔ آیا یہ بھی جناب کے نزدیک صحیح ہے؟ اس سے مطلع فرمائیے۔ والسلام

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بشرف ملاحظہ عالیہ حضرت صاحبزادہ والا قدر بالا فخر حضرت جناب مولانا مولوی سید محمد میاں صاحب دامت برکاتہم بعد تسلیم مع التکریم ملتمس والا حضرت سیدنا شاہ مہدی میاں صاحب قبلہ کے حکم سے ان عظیم بے فرصتیوں میں یہ کتاب فقیر نے بنائی۔ اغلاط شدیدہ کثیرہ عظیمہ شریعہ کا نکالنا تو لازم و واجب ہی تھا۔ حکم یہ ہوا کہ اشعار کی بھی اصلاح کر۔ جس سے بلا مبالغہ اتنی بڑی کتاب نظم اور اتنے کثیر حواشی از سر نو تصنیف کرنی ہوئی، بلکہ تصنیف جدیدہ میں اس کی نصف محنت بھی نہ ہوتی جو اس کے بنانے میں ہوئی، طبع اول صفحہ ۱۲۳ تک کہ طبع جدید کے صفحہ ۱۳۳ ہے، تمام اصلاحات کی نقل میں نے اپنے پاس رکھی، اور جناب چودھری صاحب کی خدمت میں گزارش کی کہ بعد تبصیریں یہاں پھر دیکھنے کو بھیج دیا کریں۔ جناب موصوف نے کچھ اجزاء کافی شدہ دیکھنے کو بھیجے۔ اس کے مطالعہ سے واضح ہوا کہ اصلاح میں شدید تبدیلیں فرمادیں ہیں۔ اس کے بعد مجھے چاہیے تھا کہ باقی کتاب واپس کرتا۔ مگر حکم حاکم

سے چارہ نہ تھا۔ باقی کی بھی اسی محنت سے اصلاح کی اور چودھری صاحب سے عرض کر بھیجی کہ اب بیضہ یہاں بھیجنے کی حاجت نہیں۔ یہ مسئلہ چادر وغیرہ کا جو حضرت نے دریافت فرمایا ہے الحمد للہ کہ اسی صفحہ ۱۲۳ پر تھا جسے میں یہ دکھا سکتا ہوں کہ میری اصلاح یہ تھی، اور یہ حضرت خود ملاحظہ فرمائیں گے کہ طبع جدید میں اس کی کیا گت ہو گئی ہے۔ طبع اول کے صفحہ ۸۵ و ۸۶ پر کہ اب صفحہ ۹۲ تا ۹۴ ہے، اس میں یہ شعر "کچھ چڑھانا قبر پر یا چو منالٰخ" سجدہ قبر اور طوافِ بانخسوع

اُن کے آگے جھکنا تا حدِ رکوع^۱

طبع دوم میں وہی اپنا شعر رہا، یہیں میں نے یہ اشعار اضافہ کیے تھے۔

اولیاء سے استعانت ہے روا	وہ وسائل ہیں ترے پیش خدا
معطی و مالک فقط اللہ ہے	واسطہ اپنا ولی اللہ ہے
ہے تو تسل کی طلب القرآن میں	وابتغوا آیا ہے اس کی شان میں
دیکھ تفسیر عزیزِ پارہ عم	لکھتے ہیں یوں شاہ صاحب محترم
اولیاء کرتے ہیں امدادِ بشر	جارحہ ہیں بہر امدادِ بشر
اہل حاجت ان سے حاجت مانگ کر	اپنی مشکل کرتے ہیں حل سر بسر
یہ بھی فرمایا کہ نذرِ اولیاء	ہے تمام امت میں رائج بے خطا
ہے یہ مقصودِ شہ عبدالعزیز	نذر عرفی ہے، نہ شرعی اے عزیز
تحفہ جو لے جائیں شاہوں کے حضور	نذر کہتے ہیں اسے اہل شعور
فرقِ عرف و شرع سے غافل نہ ہو	کہہ نہ مشرک اہل الا اللہ کو
امت احمد کو جو مشرک کہے	خود ہے وہ نزدیک شرک و کفر سے
اور سماع و علم موتی مطلقاً	اہل سنت کا ہے اجماع اے فتی
مردے مومن ہوں کہ کافر لاکلام	دیکھتے سنتے سمجھتے ہیں مدام
اس پہ ناطق ہے تواثر سے حدیث	ہے فناءِ رُوح تو قولِ خبیث

^۱ کنز الاخرۃ

وہ نہیں سنتے تو کیوں اُن پر سلام
کیا شریعت چاہے پتھر سے کلام
عام کے یہ دھڑ نہیں سنتے ضرور
ہیں یہی موتی یہی من فی القبور

یہ بھی جب حق چاہے سنتے ہیں ندا کیونکہ ان اللہ یسمع من یشاء¹
ملاحظہ ہو طبع دوم میں ان کی کیا تبدیلی ہوئی ہے، سب سے زیادہ سخت افسوس مجھے ان اشعار کا ہوا کہ نعت شریف میں میں نے
اضافہ کیے تھے وہ یہ ہیں۔

حضرت علام کل بے شک و ریب
ان کو کرتا ہے مسلط غیب پر
ان پہ کر دیتا ہے روشن لاکلام
مصطفیٰ کو جس سے بخشا ہے سوا
علم مانے شہ سے شیطان کا وسیع
علم غیب اُن کا سا جو ثابت کرے
وہ شقی مرتد عدو اللہ ہے
جو کریں تنقیص شان شاہ دیں
مصطفیٰ ہی ہیں، قیامت میں شفیع
فاتح باب شفاعت ہیں وہی
جو کبائر والے بے توبہ مریں
جو کہے اس دن کے وہ شافع نہیں
فضلہ خور ان سگانِ اعتراض
اُن کی گمراہی سے تم مُنہ موڑنا
وہ نہ ہوں شافع ہمارے گرد و ہاں
بخشا ہے انبیاء کو علم غیب
اوروں کو ان کے توسط سے خبر
ختم تک دنیا و مافیہا تمام
مایکون ماکان جس کا جز ہوا
کس سے جز شیطان ہو یہ کفر شنیع
بچے پاگل جانور کے واسطے
کافروں سے بھی سوا گمراہ ہے
لعنۃ اللہ علیہم اجمعین
ہے انہیں کا حصہ یہ شان رفیع
کہفِ ارباب شفاعت ہیں وہی
وہ کریم ان کی شفاعت بھی کریں
وہ ہے گمراہ و غبیث اے اہل دیں
بکتے ہیں ایسے بد اقوال ضلال
اپنے مولا کا نہ دامن چھوڑنا
کہیے ہم سوں کا ٹھکانہ پھر کہاں²

ملاحظہ ہو کہ اس میں کتنا اور کیا باقی رہا، ان تمام اضافات پر حواشی تھے جن میں ہر لفظ کا آفتاب سے

¹کنز الاخرۃ

²کنز الاخرۃ

زیادہ ثبوت تھا وہ بھی اکثر حذف ہو گئے، اب حضرت اپنی مسئول عبارت ملاحظہ فرمائیں، اشاعتِ اولیٰ میں اس حاشیہ کی عبارت یہ تھی۔
ص ۵ ہوتی ہے مگر وہ الخ یعنی فاسق فاجر اور نابینا اور اہل بدعت اور جاہل کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے و لیکن بعض کے پیچھے مکروہ تحریمہ اور بعض کے پیچھے مکروہ تحریمہ اور بعض کے پیچھے مکروہ تحریمہ یعنی اہل بدعت اور وہ جاہل جو قراءت توڑے اور ادھ کٹ حرفوں سے پڑھے، ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمہ ہوتی ہے اور نابینا و فاسق کے پیچھے اگر وہ اہل بدعت اور جاہل نہ ہو تو نماز مکروہ تحریمہ ہوتی ہے، اہل بدعت کے پیچھے اس لیے کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من احدث فی امرنا هذا البیس منه فہورد ^۱ ۔	یعنی جس شخص نے نئی بات نکالی اپنی طرف سے بیچ دین میں ہمارے کے جو کہ کتاب و سنت سے ثابت نہیں ہے۔ (مراد اس سے بدعت سیئہ ہے) پس وہ شخص یعنی بدعتی مردود ہے۔

اور ایک جگہ فرمایا:

کل بدعة ضلالة ^۲ ۔	یعنی ہر بدعت گمراہی کا راستہ ہے۔

پس جو شخص مرتکب ایسی بدعت کا ہو اس کے پیچھے نماز ہر گز نہ پڑھنا چاہیے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمہ ہوگی۔
واضح ہو کہ قبروں کو سجدہ کرنے والے اور اہل قبور سے منت ماننے والے اور فرقہ ہائے باطلہ مثل خوارج و جبریہ و قدریہ کے، اور وہ ان پڑھ جاہل جو کہ کتاب و سنت سے بالکل ناواقف و بے بہرہ ہیں اور پھر ترک تقلید کرتے ہیں، یہ لوگ اہل بدعت ہیں انکی صحبت سے بچنا چاہیے، غرضیکہ جن باتوں پر صحابہ و تابعین و آئمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماع کا اجماع ہو چکا ہے انکے خلاف عقیدہ رکھنا یہی بدعت ہے۔

^۱ صحیح مسلم کتاب الاقضیۃ باب نقض الاحکام الباطلة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۷/۲

^۲ صحیح مسلم کتاب الجمعة باب تخفیف الصلوة والخطبة قدیمی کتب خانہ کراچی ۷/۱، سنن ابن ماجہ باب اجتناب البدع والجدل ایچ ایم

سعید کمپنی کراچی ص ۶

اس فقیر نے یوں بنایا تھا۔

نمبر ۵: پچھلے دور میں الخ یعنی جاہل اور نابینا اور ولد الزنا اور غلام، فاسق اور اہل بدعت کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے لیکن اگلے چار کے پیچھے مکروہ تنزیہی اور پچھلے دو کے پیچھے مکروہ تحریمی ہوتی ہے، جب کہ وہ فاسق معطن ہو یعنی اس کا فسق ظاہر اور مشہور ہو، ورنہ اس کے پیچھے بھی مکروہ تنزیہی ہوگی۔ اور جب کہ اس مبتدع کی بدعت و بد مذہبی حد کفر تک نہ پہنچی ہو، ورنہ اس کے پیچھے باطل محض ہوگی، جیسے آج کل کے روافض و وہابی و نیچری و قادیانی و چکڑالوی کہ اپنے آپ کو اہل قرآن کہتے ہیں، اور غیر مقلد، حدیث میں فرمایا:

کل بدعة ضلالة	یعنی ہر بدعت گمراہی ہے۔

اور اس سے مراد بدعتِ سیئہ ہے، پس جو شخص مرتکب ایسی بدعت کا ہو اس کے پیچھے نماز ہر گز نہ پڑھنا چاہیے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ادا ہوگی۔

واضح ہو کہ بدعتِ سیئہ دو قسم ہے: عملی اور اعتقادی، عملی جیسے علم، تعزیے اور قبروں کو سجدہ، اور اعتقادی جیسے تفضیلیہ و خوارج و جبریہ و قدریہ وغیرہ، یہ لوگ اہل بدعت ہیں ان کی صحبت سے بچنا چاہیے، غرضیکہ جن باتوں پر صحابہ و تابعین و آئمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماع ہو چکا ہے ان کے خلاف عقیدہ رکھنا یہی بدعت ہے۔ پھر ان میں جن کی بدعت حد کفر کو نہ پہنچی ہو جیسے تفضیلیہ، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے ورنہ باطل محض ۱۲ منہ۔

اب اشاعتِ ثانیہ میں جس طرح کر لیا گیا ہے وہ پیش نظر ہے۔ اسی طرح بیشمار تبدیلیات ہیں، اشعار میں بھی پھر اسی قسم کی اغلاط نے عود کیا ہے۔ صفحہ ۱۲۳ کے بعد کی اصلاحات یہاں نہ رہیں اگر وہ بھی ہوں اور یہ کتاب مطابق اصلاح فقیر کوئی صاحب چھاپیں تو کتابِ ثالث ہوگی اور بفضلہ تعالیٰ اغلاطِ شرعیہ و شعریہ سے پاک۔

حضرت سید ظہور حیدر میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ وصال جہی خیال میں آگئی تھی معروض ہے: ع

نحو لقاء جدہ

أمر ظهور حیدر

حسن الی الجنان اذ

ثم ظهور حیدر

قیل متى هذا السفر
قلت لان بقى السنة ع
ثم ظهور حیدر
ثم ظهور حیدر
۱۳۳۲
۱۳۳۳

بدایوں کے رسالہ تناخ اور رسالہ حدود و قدوم پر جو الفاظ نیاز مند نے لکھے تھے ان کی نقل حاضر ہے، مولانا کے خط کی نقل گر بدایوں سے مل گئی ہو تو میں بھی دیکھتا۔

والا خدمت حضرت جناب سیدنا شاہ ابوالقاسم حاج سید اسماعیل حسن میاں صاحب قبلہ تسلیم معروض رسالہ ہزار ضرب اقوی جس میں مولوی عبدالغفار خاں صاحب کے چوتھے رسالہ آثار المتدینین پر کامل ایک ہزار رد ہیں، تین چار روز میں ان شاء اللہ تعالیٰ طبع ہو جائے گا بعونہ تعالیٰ حاضر کیا جائے گا۔ کلکتہ والوں کا رد حاضر ہے حسب تحریر اسماء تقسیم فرمادیا جائے فقط۔
مسئلہ ۱۸۳: مسئلہ احمد علی معمار محلہ برہی، روز پنجشنبہ تاریخ ۹ محرم ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص امام مسجد شیرینی اور کھانے کی چیزوں پر فاتحہ پڑھنے سے انکار کرتا ہے۔ اور عذر یہ پیش کرتا ہے کہ فاتحہ دی ہوئی چیز کا اگر کچھ حصہ زمین پر گر گیا یا اور کسی قسم کی بے ادبی ہوئی تو فاتحہ دینے والا گنہگار ہوگا۔ ایسے شخص پر شرعاً کوئی عذاب یا ثواب ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:

اس کا یہ خیال باطل اور یہ عذر لاطائل ہے، زمین پر بلا قصد گر جانے میں کچھ گناہ کسی کے ذمہ نہیں، اور اگر کوئی وہابی یا رافضی معاذ اللہ قصد اے ادبی کرے تو اس کا گناہ اس کے سر کیوں باندھا جائے۔ قال اللہ تعالیٰ:

اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے	"لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ" ۱
گی۔ (ت)	

ہاں اگر دینے والا جان کر وہابی یا رافضی اور کسی کافر کو دے تو وہ بے ادبی کہ یہ لوگ کریں اس دینے والے

عہ: بقی یبقی، سبع اور ضرب دونوں سے آتا ہے، علاوہ ازیں ضرب سے بمعنی انتظار لغت معروف ہے۔

^۱ القرآن الکریم ۶/ ۱۶۳

کی طرف عائد ہوگی۔ شخص مذکور اگر واقعی یہ عقیدہ رکھتا ہے جو زبان سے کہا تو قرآن مجید کا مخالف ہے کما تلوٰنا۔ ورنہ ظاہر یہ ہے کہ وہ باطن میں فاتحہ اولیاء کرام کا منکر ہے۔ اور براہِ تقیہ یہ عذر بے ہودہ گھڑتا ہے۔ دونوں صورتوں میں یہ شخص مستحق عذاب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۸۴: مسئلہ جناب حکیم مقیم الدین صاحب بیڑی ضلع بریلی ۱۱ رجب المرجب ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جب نیکی بدی میزان میں تولیگی تو نیکی کا پلہ بھاری ہوگا یا بدیوں کا، کیونکہ قاعدے سے جب نیکیاں زیادہ ہوں نیکیوں کا پلہ بھاری اور نیچا ہوگا اور بدیاں زیادہ ہوں تو بدی کا پلہ بھاری اور نیچا ہونا چاہیے، اور کتابوں میں لکھا بھی ایسا ہی ہے کہ جب نیکیاں زیادہ ہوں گی تو نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا اور جھکے گا تو کیا واقعی نیکیاں زیادہ ہوں گی تو نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا۔ مفصل بیان ہو کیونکہ نیکیاں بمقابلہ گناہوں کے ہلکی ہونا چاہیں۔

الجواب:

وہ میزان یہاں کے ترازو کے خلاف ہے وہاں نیکیوں کا پلہ اگر بھاری ہوگا تو اوپر اٹھے گا اور بدی کا پلہ نیچے بیٹھے گا۔ قال اللہ تعالیٰ عزوجل:

اسی کی طرف چڑھنا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اس کو بلند کرتا ہے۔ (ت)	"إِلَىٰ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ" ^۱ ۔

مسئلہ ۱۸۵: از گوئڈل علاقہ کاٹھیار وار مسئلہ عبدالستار بن اسمعیل۔ روزہ شنبہ تاریخ ۱۳ رجب المرجب ۱۳۳۲ھ

بعض متصوفہ زندیقہ جو زید، عمر، بکر یہ وہ سب کا خدا ہی خدا کہتے ہیں وہ یہ دلیل لاتے ہیں کہ اس وجہ سے منصور نے دعویٰ انا الحق کا کیا، بلکہ زید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی لیے سبحانی ما اعظم شانی (میں پاک ہوں اور کتنی عظیم میری شان ہے۔ ت) فرمایا۔ اور شمس تبریزی نے اسی وجہ سے قم باذنی (اٹھ میرے حکم سے۔ ت) کہہ کر مردہ زندہ کیا۔ اب عرض یہ ہے کہ کیا واقعی یہ کلمات اوپر کے بزرگوں سے صادر ہوئے ہیں؟ اور کیا اس صوفی زندیق کا یہ کہنا صحیح ہے؟ اور اگر ہے تو کیا یہ کلمات عندالشرع مردود ہیں یا نہیں؟ اور

^۱ القرآن الکریم ۱۰/۳۵

اگر مرد وہ ہیں تو اوپر کے تینوں بزرگوں کے ساتھ اہل سنت و جماعت کس طرح کا عقیدہ رکھیں؟

الجواب المفلوظ

اُن زنادقہ کا یہ قول کفر صریح ہے اور ان کے قول کی صحت کا شک و واقع ہونا سائل کے ایمان کا مضر ہے تجدید اسلام چاہیے، وہ تینوں حضرات کرام اکابر اولیائے عظام سے ہیں۔ قدسنا اللہ باسراہم، حضرت شمس تبریزی قدس سرہ، سے یہ کلمہ ثابت نہیں، اور ثابت ہو تو معاذ اللہ اُسے ادعائے الوہیت سے کیا علاقہ! ایسی اضافات مجازیہ شائع ہیں۔

حضرت حسین منصور انا الحق نہیں کہتے تھے بلکہ انا الاحق (میں ہی الحق ہوں۔ ت) ابتلائے الہی کے لیے سامعین کی فہم کی غلطی تھی ان کی بہن اکابر اولیائے کرام سے تھیں۔ ہر روز اخیر شب میں جنگل کو تشریف لے جاتیں اور عبادت الہی میں مشغول ہو جاتیں، ایک روز حضرت حسین منصور کی آنکھ کھلی اور بہن کو نہ پایا، شیطان نے شبہ ڈالا۔ دوسری رات قصداً جاگتے رہے، جب وہ اپنے وقت معمول پر اٹھ کر باہر چلیں یہ آہستہ اٹھ کر پیچھے ہو لیے، وہ جنگل میں پہنچیں اور عبادت میں مشغول ہوئیں۔ یہ بیڑوں کی آڑ میں چھپے دیکھتے تھے، قریب صبح انہوں نے دیکھا کہ آسمان سے سونے کی زنجیر میں یا قوت کا جام اُترا اور وہ ان کی بہن کے دہن مبارک کے پاس آگیا۔

انہوں نے پینا شروع کیا، یہ بے چین ہوئے اور چلا کر کہا۔ بہن! تمہیں خدا کی قسم تھوڑا میرے لیے بھی چھوڑ دو۔ انہوں نے صرف ایک جرعه ان کے لیے چھوڑا جس کے پیتے ہی ان کو ہر شجر و حجر و درو دیوار سے آواز آنے لگی کہ کون اس کا زیادہ الحق ہے کہ ہماری راہ میں قتل کیا جائے؟ یہ اس کا جواب دیتے انا الاحق بے شک میں الحق ہوں۔ لوگوں نے کچھ سنا اور جو منظور تھا واقع ہوا۔

حضرت سیدی بلزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس سوال کا خود جواب ارشاد فرمادیا، فرمایا: میں نہیں کہتا وہ فرماتا ہے جسے فرمانا زیبا ہے، سائلوں نے اس پر دلیل چاہی۔ فرمایا: تم سب ایک ایک خنجر ہاتھ میں لے کر بیٹھ جاؤ اور جس وقت مجھے ایسا کہتے سنو بے تامل خنجر مارو کہ ایسے قاتل کی سزا قتل ہے انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب حضرت پر حالت وارد ہوئی اور وہی کلمہ نکلا اُن سب نے بے مہابا خنجر مارے۔ جس نے جس جگہ کے قصد پر خنجر مارا تھا خود اس کے اسی جگہ لگا۔ جب حضرت کو افاقہ ہوا ملاحظہ فرمایا کہ وہ سب گھائل پڑے ہیں۔ فرمایا: میں نہ کہتا تھا کہ میں نہیں کہتا وہ کہتا ہے جس کا کہنا بجا ہے، سیدنا موسیٰ کلیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوہ طور پر اُس درخت میں سے ندا سنی کہ "يُؤْتِي الْيَقِيْنَ اَنَا اللّٰهُ"

رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿۱﴾ - (اے موسیٰ میں ہوں، اللہ رب سارے جہانوں کا، ت) کیا یہ درخت نے کہا تھا، حاشا بلکہ رب العالمین نے درخت پر تجلی فرمائی اور حضرت کلیم کو اُس میں سے ندا مسموع ہوئی، کیا وہ ایک درخت پر تجلی فرما سکتا ہے۔ اور بلزید پر نہیں؟ کیا محال ہے کہ بلزید پر تجلی کرے اور سبحانی ما اعظم شانی^۲۔ (میں پاک ہوں اور کتنی عظیم میری شان ہے۔ ت) اور لوگوں کو ان میں سے ندا آئے۔

حضرت مولوی معنوی قدس اللہ سرہ الشریف فرماتے ہیں۔ ایک جن جس پر تسلط کرتا ہے اس کی زبان سے کلام کرتا ہے اس کے جوارح سے کام کرتا ہے^۳۔

کیا تمہارے نزدیک رب عزوجل ایسا نہیں کر سکتا۔ کلام اس کا ہے اور زبان بلزید کی، بلزید شجرہ موسیٰ ہیں اور متکلم وہ جس نے فرمایا اِنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ۔ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ۔ واللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ مسئلہ ۱۸۶: علمائے عظام و مشائخ کرام نے منصور کو کیوں سولی دی؟ اگر بوجہ کفر سولی دی گئی ہے تو کیا منصور کو اب مسلمان اور کالمین میں سے شمار کریں یا اُن کی نسبت کیا عقیدہ رکھیں؟

الجواب المملووظ

ظاہر مسموع اُن کا کلام سے وہ تھا جس پر شرعاً تعزیر قتل ہے لہذا حکم شرع پورا کیا گیا۔ نہ۔ حکم شرع آب خوردن خطاست دگر خون بہ فتوے بریزی رواست^۴ (کیا ایسا نہیں شرع کے حکم کے بغیر پانی پینا گناہ ہے، اور اگر شرعی فتویٰ کے ساتھ تو خون بہائے تو جائز ہے۔ ت) مسئلہ ۱۸۷: از ریاست رامپور کو نچہ قاضی مرزا صابر حسین۔ بروز شنبہ ۱۷ ارجب ۱۳۳۲ھ

کیا ارشاد فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین و مشائخ کرام اور اولیائے عظام اس مسئلہ میں کہ حضرت بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی چند مشہور کرامتیں جو کہ مولود شریف و وعظ وغیرہ میں بیان کی جاتی ہیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ ایک بڑھالہ دریا بیٹھی روتی تھی، اتفاقاً حضرت کا

^۱ القرآن الکدیم ۲۸/۳۰

^۲ تذکرۃ الاولیاء (اردو) شیخ فرید الدین عطار ملک اینڈ کمپنی اردو بازار لاہور ص ۸۳

^۳ مثنوی معنوی دفتر چہارم قصہ سبحانی ما اعظم شانی مؤسسۃ انتشارات اسلامی لاہور ۲۰۵/۳

^۴ بوستان سعدی باب اول پہلی گفتار مکتبہ شریعت علیہ ملتان ص ۲۹

اس طرف سے گزر ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس قدر کیوں روتی ہو؟ بڑھیا نے عرض کیا: حضرت! میرے لڑکے کی بارہ برس ہوئے یہاں دریا میں مع سامان کے برات ڈوبی ہے میں یہاں آ کر روزانہ روتی ہوں، آپ نے دعا فرمائی آپ کی دعا کی برکت سے بارہ برس کی ڈوبی ہوئی برات مع کل سامان کے صحیح و سالم نکل آئی اور بڑھیا خوش و خرم اپنے مکان کو چلی گئی۔

دوسرے یہ کہ حضرت کے ایک مرید کا انتقال ہو گیا، موتی کا لڑکا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت سے عرض کیا کہ میرے والد کا انتقال ہو گیا۔ اس پر لڑکا زیادہ رویا بیٹا اور اڑ گیا۔ تو آپ کو رحم آیا آپ نے وعدہ فرمایا اور لڑکے کی تسکین کی۔ بعدہ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو مراقب ہو کر روکا، جب حضرت عزرائیل علیہ السلام رکے آپ نے دریافت کیا کہ ہمارے مرید کی روح تم نے قبض کی ہے؟ جواب دیا کہ ہاں آپ نے فرمایا۔ روح ہمارے مرید کی چھوڑ دو عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں نے بگم رب العالمین روح قبض کی ہے۔ بغیر حکم نہیں چھوڑ سکتا۔ اس پر جھگڑا ہوا۔ آپ نے تھپڑ مارا، حضرت کے تھپڑ سے عزرائیل علیہ السلام کی ایک آنکھ نکل پڑی اور آپ نے ان سے زنبیل چھین کر اس روز کی تمام رُو حیں جو کہ قبض کی تھیں چھوڑ دیں۔ اس پر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے رب العالمین سے عرض کیا وہاں سے حکم ہوا کہ ہمارے محبوب نے ایک رُو ح چھوڑنے کو کہا تھا تم نے کیوں نہیں چھوڑی ہم کو ان کی خاطر منظور ہے اگر انہوں نے تمام رُو حیں چھوڑ دیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔

شرعاً ان روایتوں کا بیان کرنا مجلس مولود شریف یا وعظ وغیرہ میں درست ہے، یا نہیں؟ بحوالہ کتب معتبر تحریر فرمائیے۔ بیہودہ توجروا۔ (بیان فرمائیے اجر دیئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب الملفوظ:

پہلی روایت اگرچہ نظر سے کسی کتاب میں نہ گزری مگر زبان پر مشہور ہے، اور اُس میں کوئی امر خلافِ شرع نہیں، اس کا انکار نہ کیا جائے۔

اور دوسری روایت ابلیس کی گھڑی ہوئی ہے اور اُس کا پڑھنا اور سُنانا دونوں حرام۔ احمق، جاہل بے ادب نے یہ جانا کہ وہ اس میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعظیم کرتا ہے حالانکہ وہ حضور کی سخت توہین کر رہا ہے، کسی عالمِ مسلمان کی اس سے زیادہ توہین کیا ہوگی کہ معاذ اللہ اُسے کفر کی طرف نسبت کیا جائے نہ کہ محبوبانِ الہی سیدنا عزرائیل علیہ السلام مرسلین ملائکہ میں سے ہیں اور مرسلین ملائکہ بالاجماع تمام غیر انبیاء سے افضل ہیں کسی رسول کے ساتھ ایسی حرکت کرنا توہینِ رسول کے سبب معاذ اللہ اس کے لیے باعثِ کفر ہے، اللہ تعالیٰ جہالت و ضلالت

سے پناہ دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۸۸:

مرسلہ عبدالستار بن اسماعیل شہر گوئڈل علاقہ کاٹھیاوار یکشنبہ ۹ شعبان ۱۳۳۴ھ
ان دنوں اکثر احباب کو گمنام خطوط بدیں مضمون ملے ہیں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قل هو اللہ احد اللہ الصمد، ایاک نعبد وایاک نستعین، انعمت علیہم عرصہ تین روز میں نو خط نو جگہ بھیجے اس سے آپ کو بہت فائدہ ہوگا ورنہ نقصان۔
اب عرض یہ ہے کہ اس مضمون کا عندالشرع کیا اصل ہے؟ اس پر عمل ضروری ہے یا نہیں؟ اگر واجب العمل ہے تو بلا نام و نشان کے گمنام خط لکھنے کی کیا وجہ ہے؟

الجواب المفلوظ:

یہ بدعتِ شیعہ ہے کہ کسی جاہل نے ایجاد کی جو مسلمانوں کا بدخواہ ہے اور قرآن عظیم کے ساتھ بے ادب کھلے ہوئے کارڈوں پر کلام الہی لکھ کر بھیجا جاتا ہے کہ چھٹی رساں جو اکثر ہندو اور عموماً بے وضو ہوتے ہیں اُسے مس کرتے ہیں، ڈاکخانوں میں مہریں لگانے والے بے وضو یا نجس ہاتھوں سے چھوتے ہیں زمین پر رکھ کر مہر لگاتے ہیں اور خصوصاً زمین پر وہی رُخ ہوتا ہے جس پر آیات ہیں، یہ سب ناپاکیاں اس بدعتِ خبیثہ کے سبب ہیں، اور پھر یہ اللہ پر افترا ہے کہ ایسا کر کے تو نو دن میں خوشی ہوگی ورنہ آفت میں مبتلا ہو گے۔

"أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ" ۱۔	یا اللہ تعالیٰ پر وہ بات کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں۔ (ت)

مسئلہ ۱۸۹: الف خان مہتمم مدرسہ انجمن اسلامیہ قصبہ سانگور ریاست کوٹہ راجپوتانہ یکشنبہ ۱۳۳۴ھ

ارواحِ مومنین یا کافر کا کسی وقت اپنے اپنے مکان میں آنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے یا نہیں؟ فقط۔

الجواب المفلوظ:

ارواحِ کفار کا آنا کیونکر ہو سکتا ہے وہ محبوس و مقید ہیں، اور روحِ مومنین کی نسبت حدیث میں ارشاد ہوا:

^۱ القرآن الکریم ۸۰/۲

اذا مات المؤمن یخلى سريه حيث شاء^۱۔ اس کی راہ کھول دی جاتی ہے، جاتی ہے جہاں چاہے۔

جہاں چاہے میں اپنا گھر بھی داخل ہے، اور بار بار رواجِ صالحین کا اپنے اور اپنے متعلقین کے گھر آنا اور مدد کرنا ثابت ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے ایک مریض کا واقعہ لکھا ہے کہ وہ صاحبِ فراش تھے، رات کو جب سو رہے تھے انہیں پیاس لگی اور کپڑا اڑھنے کی ضرورت ہوئی، کوئی پاس نہ تھا، ان کے ایک بزرگ کی روح ظاہر ہوئی اس نے پانی پلایا اور کپڑا اڑھایا^۲۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹۰: مرسلہ محمد عبدالواحد خاں مسلم کمیٹی اسلام پورہ معرفت عبداللطیف ہیڈ ماسٹر میونسپل اردو اسکول ۱۳ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ

واجب الاحترام والتعظیم علیہ السلام، قادیانی نے جس قدر تحریرات رسائل کتب اپنے دعوے کی تائید میں لکھے ہیں اگر آپ کے پاس ہوں اور ممکن ہو تو روانہ فرمادیجئے تاکہ اس کی تمام باتوں پر میں غور کر کے ایک رائے قائم کر لوں اور مباحثہ کے وقت سہولیت پیدا ہو جائے کیونکہ مخالف کتابیں دینے سے انکار کرتا ہے اگر یہ نہیں ہو سکتا ہے تو کم از کم ان کی کتابوں کے نام اور جگہ جہاں سے وہ دستیاب ہو سکتی ہیں تحریر فرمادیں، یہ تکلیف آپ کو دینا جائز نہیں مگر کوئی اور شخص ایسا نظر نہیں آتا جو اس کام کو انجام دے سکے۔ اب دوسری بات تردید یعنی جس قدر رسائل اشتہارات وغیرہ اس کے رد میں لکھے گئے ہوں روانہ فرمائے جائیں، ورنہ آخر درجہ ان کی فہرست ہی سہی۔ اور مندرجہ ذیل شکوک رفع کردیجئے۔ (قرآن، صحاح ستہ ہی کے دلائل ہوں تو خوب ہے۔)

(۱) میں صحاح ستہ کو دیکھنا چاہتا ہوں مگر عربی نہیں جانتا، کیا کوئی اردو ترجمہ تحت اللفظ اس کا فراہم ہو سکتا ہے اور کون سی کتاب زیادہ معتبر اور فائدہ رساں ہے؟

(۲) مشکوٰۃ شریف میں کیا بیان ہے اس سے کیا مدد مل سکتی ہے؟

(۳) ہمارے یہاں سب سے زیادہ کون کون سی کتابیں معتبر ہیں۔

(۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مذہب پر آپ کی کیا رائے ہے؟

^۱ اتحاف السادة المتقين کتاب ذکر الموت فضيلة ذکر الموت دار الفکر بیروت ۱۰/۲۲۷

^۲ انفاس العارفین مترجم اردو لمداد اولیاء ص ۳۶۹

(۵) حضرت مسیح (علیہ السلام) کے زندہ ہونے کی کن کن حدیثوں سے دلیل مل سکتی ہے؟

(۶) سُبْحَانَ الَّذِي اِلَیْهِ مَرْجِعُ كُلِّ شَيْءٍ لَّيْسَ لَهُ كَفٌّ عَنِ الْعَذَابِ
 (۷) سُبْحَانَ الَّذِي اَلَمْ يَكُنْ لِهَوْنِهِ وَنَوْمِهِ وَكَأْفِئَتُهُ مِنْ حِرْمَانٍ

(۷) اور آپ کو رات کو کیوں معراج ہوا، دن کو کیوں نہ ہوا؟

(۸) اور لیس، خضر، عزیز، الیاس (علیہم السلام) ان کے قصص قدرے صراحت کے ساتھ بیان کیجئے۔

(۹) حضرت مہدی اور عیسیٰ (علیہما السلام) دونوں جدا جدا اشخاص قدرے صراحت کے ساتھ بیان کیجئے۔

الجواب:

(۱) صحاح ستہ کے اردو میں ترجمے ہوئے ہیں مگر عموماً وہابیہ نے کیے ہیں، اور ترجمہ دلچ کر کوئی شخص قرآن وحدیث نہیں سمجھ سکتا۔

(۲) مشکوٰۃ شریف ایک جامع کتاب ہے، بہت باتوں میں مدد دیتی ہے، مگر تنہا کوئی کتاب سوا قرآن عظیم کے کافی نہیں۔

(۳) ہمارے یہاں قرآن عظیم کے بعد حدیث میں صحیحیں اور سنن اربعہ، مسانید امام اعظم، موطا و کتاب الآثار امام محرر،

کتاب الخراج امام ابو یوسف، کتاب الحج امام عیسیٰ بن ابان، شرع معانی الآثار امام طحاوی، مشکلات الآثار امام طحاوی

عقائد میں فقہ اکبر، وصایائے امام اعظم، عقائد امام مفتی الانس والجن نجم الدین عمر نسفی _____ فقہ میں ہدایہ، بدائع مبسوط۔ جامع

صغیر، جامع کبیر، خانہ، خلاصہ، نزادہ، غرر، درر، تصویر الابصار، در مختار، غنمہ، حلیہ اور مزار ہا کتب بے شمار۔

(۴) ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شب معراج تک خدمت اقدس میں حاضر بھی نہ ہوئی تھیں بہت صغیر السن بچی

تھیں۔ وہ جو فرماتی ہیں، ان روحانی معراجوں کی نسبت فرماتی ہیں جو ان کے زمانے میں ہوئیں۔ معراج جسمانی انکی حاضری سے

کئی سال پیشتر ہو چکا تھا۔

(۵) اس کے لیے دُرِ منشورِ ابن جریر و تفسیر دیکھنی چاہیئیں، ابھی میں اوپر کہہ چکا ہوں کہ ان مسائل میں بحث یہ قادیانیوں کا

دھوکا ہے بحث اس کے ان کفریات میں چاہیے جس کا نمونہ اوپر مذکور ہوا۔

(۶) حضرت عزّت جل و علا اپنے محبوبوں کی مدح سے اپنی حمد فرمایا کرتا ہے۔ اس کی ابتداء

کہیں ہو الذی سے ہوئی ہے، جیسے:

"هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا" ¹ ۔	جس نے اُن پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا۔ (ت)
"هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ" ² ۔	وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔ (ت)

کہیں تبارک الذین سے:

"تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا" ³ ۔	بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔ (ت)

کہیں حمد سے، جیسے:

"أَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَىٰ عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا" ⁴ ۔	سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری اور اس میں اصلاً کجی نہ رکھی۔ (ت)

یہاں تسبیح سے ابتداء فرمائی ہے کہ:

"سُبْحَنَ الَّذِي أَسْمَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ النَّهَارِ" ⁵ ۔	پاک ہے اُسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے۔ (ت)

اس میں ایک صریح نکتہ یہ ہے کہ جو بات نہایت عجیب ہوتی ہے اس پر تسبیح کی جاتی ہے، سبحن اللہ الذی کیسی عمدہ چیز ہے۔ سبحن کیسی عجیب بات ہے جسم کے ساتھ آسمانوں پر تشریف لے جانا کوئی زمہ پر طے فرمانا، کُره نار طے فرمانا، کروڑوں برس کی راہ کو چند ساعت میں طے فرمانا۔ تمام ملک و مملکت کی سیر فرمانا۔ یہ تو انتہائی عجیب آیات بینات ہی ہیں۔ اتنی بات کہ کفار مکہ پر حجت قائم فرمانے کے لیے ارشاد ہوئی کہ شب کو مکہ معظمہ میں آرام فرمائیں صبح بھی مکہ معظمہ میں تشریف فرما ہوں، اور رات ہی رات بیت المقدس تشریف لے جائیں اور واپس تشریف لائیں۔

¹ القرآن الکریم ۲/۶۲

² القرآن الکریم ۳۸/۲۸، ۹/۶۱

³ القرآن الکریم ۱/۲۵

⁴ القرآن الکریم ۱/۱۸

⁵ القرآن الکریم ۱/۱۷

کیا کم عجیب ہے، اس لیے سبوحن الذی ارشاد ہوا، کفار نے آسمان کہاں دیکھے، ان پر تشریف لے جانے کا اُن کے سامنے ذکر ایک ایسا دغوی ہوتا جس کی وہ جانچ نہ کر سکتے، بخلاف بیت المقدس جس میں ہر سال اُن کے دو^۲ پھیرے ہوتے۔ "مِرْحَلَةُ الشَّيْءِ وَالصَّيْفِ" ^۱۔ (سردی اور گرمی میں کوچ کرنا۔ ت) اور وہ خوب جانتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی وہاں تشریف نہ لے گئے تو اس معجزے کی خوب جانچ کر سکتے تھے اور ان پر حجت الہی پوری قائم ہو سکتی تھی۔ چنانچہ بحمد اللہ تعالیٰ یہ ہی ہوا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیت المقدس تشریف لے جانا اور شب ہی شب میں واپس آنا بیان فرمایا، ابو جہل لعین اپنے دل میں بہت خوش ہوا کہ اب ایک صریح حجت معاذ اللہ ان کے غلط فرمانے کی مل گئی، ولہذا ملعون نے تمکذیب ظاہر نہ کی بلکہ یہ عرض کی کہ آج ہی رات تشریف لے گئے؟ فرمایا: ہاں۔ کہاں اور آج شب میں واپس آئے؟ فرمایا: ہاں کہاں: ارووں کے سامنے بھی ایسا ہی فرما دیجئے گا؟ فرمایا: ہاں اب اس نے قریش کو آواز دی اور وہ جمع ہوئے اور حضور سے پھر اس ارشاد کا اعادہ چاہا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعادہ فرمادیا۔ کافر بغلیں بجاتی صدیق اکبر کے پاس حاضر ہوئے۔ یہ گمان تھا کہ ایسی ناممکن بات سن کر وہ بھی معاذ اللہ تصدیق سے پھر جائیں گے۔ صدیق سے عرض کی۔ آپ نے کچھ اور بھی سنا آپ کے یار فرماتے ہیں کہ میں آج کی رات بیت المقدس گیا اور شب ہی میں واپس ہوا۔ صدیق اکبر نے فرمایا: کیا وہ ایسا فرماتے ہیں؟ کہاں: ہاں وہ یہ حرم میں تشریف فرما ہیں۔ صدیق نے فرمایا۔ تو واللہ حق فرمایا یہ تو مکہ سے بیت المقدس تک کا فاصلہ ہے میں تو اس پر ان کی تصدیق کرتا ہوں کہ صبح شام آسمان کی خبر ان کے پاس آتی ہے، پھر کافروں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے نشان پوچھے، جانتے تھے کہ یہ تو کبھی تشریف لے گئے نہیں کیونکہ بتائیں گے وہ جو کچھ پوچھتے گئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے گئے۔ کافروں نے کہا: واللہ! نشان تو پورے صحیح ہیں۔ پھر اپنے ایک قافلہ کا حال پوچھا جو بیت المقدس کو گیا ہوا تھا کہ وہ بھی راستہ میں حضور کو ملا تھا اور کہاں ملا تھا اور کیا حالت تھی کب تک آئے گا؟ حضور نے ارشاد فرمایا: فلاں منزل میں ہم کو ملا تھا اور یہ کہ اُن کر ہم نے اس میں ایک پیالہ سے پانی پیا تھا اور اس میں ایک اونٹ بھاگا اور ایک شخص کا پاؤں

^۱ القرآن الکریم ۲/۱۰۶

ٹوٹ گیا اور قافلہ فلاں دن طلوعِ شمس کے وقت آئے گا۔ یہ مدت جو ارشاد ہوئی منزلوں کے حساب سے قافلہ کے لیے بھی کسی طرح کافی نہ تھی۔ جب وہ دن آیا کفار پہاڑ پر چڑھ گئے کہ کسی طرح آفتاب چمک آئے اور قافلہ نہ آئے تو ہم کہہ دیں کہ دیکھو معاذ اللہ وہ خبر غلط ہوئی۔ کچھ جانبِ شرق طلوعِ آفتاب کو دیکھ رہے تھے کچھ جانبِ شام راہ قافلہ پر نظر رکھتے تھے اُن میں سے ایک نے کہا: وہ آفتاب چمکا، کہ اُن میں سے دوسرا بولا کہ وہ قافلہ آیا۔ یہ ہوتی ہے سچی نبوت جس کی خبر میں سر مُو فرق آنا محال ہے۔

قادیانی سے زیادہ تو اُن کفارِ مکہ ہی کی عقل تھی وہ جانتے تھے کہ ایک بات میں بھی کہیں فرق پڑ جائے تو دعویٰ نبوت معاذ اللہ غلط ہو جائے گا۔ مگر یہ جھوٹا نبی ہے کہ جھوٹ کے پھینکے اڑاتا ہے اور نہ وہ شرماتا ہے۔ اور نہ اس کے ماننے والوں کو اس کا حس ہوتا ہے بلکہ دریکمال شوخ چٹشی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتا ہے کہ ہاں ہاں اگلے چار سو انبیاء کی بھی پیشگوئیاں غلط ہوئیں اور وہ جھوٹے یعنی پنجاب کا جھوٹا کذاب نبی اگر دروغ گو نکلا کیا پرواہ ہے اس سے پہلے بھی چار سو نبی جھوٹے گزر چکے ہیں۔ یہ کوئی نہیں پوچھتا کہ جب نبوت اور جھوٹ جمع ہو سکتے ہیں تو انبیاء کی تصدیق شرطِ ایمان کیوں ہوئی انکی تکذیب کفر کیوں ہوئی۔

ولكن لعنة الله على الظالمين الذين يكذبون المرسلين۔	لیکن اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ان ظالموں پر جو رسولوں کو جھٹلاتے ہیں۔ (ت)

ان عظیم وقائع نے معراجِ مبارک کا جسمانی ہونا بھی آفتاب سے زیادہ واضح کر دیا اگر وہ کوئی روحانی سیر یا خواب تھا تو اس پر تعجب کیا۔ زید و عمر و خواب میں حرمین شریفین تک ہو آتے ہیں اور پھر صبح اپنے بستر پر ہیں۔ رویا کے لفظ سے استدلال کرنا اور الافتتنۃ للناس نہ دیکھنا صریح خطا ہے۔ رویا بمعنی رویت آتا ہے۔ اور فتنہ و آزمائش بیداری ہی میں ہے نہ کہ خواب میں ولہذا ارشاد ہوا۔

"سُبْحَنَ الَّذِي آتَىٰ أَسْمَاءَ بِعَبِيدٍ" ^۱ ۔	پاکی ہے اُسے جو اپنے بندے کو لے گیا۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۷) راتِ تجلی لطفی ہے اور دنِ تجلی قہری، اور معراجِ کمالِ لطف ہے جس سے مافوق متصور نہیں، لہذا تجلی لطفی ہی کا وقت مناسب تھا۔ معراج و صلِ محب و محبوب ہے اور وصال کے لیے

¹ القرآن الكريم ۱۷/۱

عادتاً شب ہی انسب مانی جاتی ہے معراج ایک معجزہ عظیم قاہرہ ظاہرہ تھا۔ اور سنت الہیہ ہے کہ ایسے واضح معجزہ کو دیکھ کر جو قوم نہ مانے ہلاک کر دی جاتی ہے اُن پر عذاب عام بھیجا جاتا ہے، جیسے اگلی امتوں میں بکثرت واقع ہوا۔ معراج کو شریف لے جانا اگر دن میں ہوتا تو یاسب ایمان لے آتے یا سب ہلاک کیے جاتے، ایمان تو کفار کے مقدر میں تھا نہیں تو یہ ہی شق رہی کہ اُن پر عذاب عام اُترتا اور حضور بھیجے گئے سارے جہان کے لیے رحمت، جنہیں اُن کا رب فرماتا ہے:

"وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ" ^۱	اے رحمت عالم ! جب تک تم ان میں تشریف فرما ہو اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں۔

لہذا شب ہی مناسب ہوئی۔

(۸) تصانیف علماء میں قصص الانبیاء دیکھئے اگر کوئی خاص بات دریافت کرنی ہو تو پوچھیے۔

حضرت عزیز علیہ السلام کا قصہ قرآن عظیم ہی میں مذکور ہے کہ اُن کی روح قبض فرمائی پھر سو برس بعد زندہ فرمایا، کھانا پانی جو ساتھ تھا وہ اس سو برس میں نہ بگڑا۔ اور سواری کے لیے جانور کی ہڈیاں بھی گل چکی تھیں، ان کی نظر کے سامنے اس کی ہڈیاں ابھاریں اُن پر گوشت چڑھایا اسے زندہ فرمایا ^۲۔

حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی قرآن عظیم میں ہے ^۳۔

حضرت ادريس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا سے مع جسم بہشت بریں میں اٹھالیا،

"وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِدْرِيسَ اِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ۚ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا" ^۴	اور کتاب میں ادريس کو یاد کرو بے شک وہ صدیق تھا، غیب کی خبریں دیتا اور ہم نے اسے بلند مقام کی طرف اٹھالیا۔ (ت)

^۱ القرآن لکريم ۳۳/۸

^۲ القرآن لکريم ۲۵۹/۲

^۳ القرآن لکريم ۸۲۵/۱۸

^۴ القرآن لکريم ۵۷/۱۹

الیاس علیہ الصلوٰۃ والسلام مرسلین کرام میں ہیں، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سب بحیات حقیقی روحانی جسمانی زندہ ہیں، ان کی موت صرف ایک آن کو تصدیق وعدہ الہیہ کے لیے ہوتی ہے، جمہور علماء کے نزدیک چار نبی بے عروض موت اب تک زندہ ہیں، دو آسمان پر، سیدنا اور لیس و سیدنا عیسیٰ اور دو زمین میں، سیدنا الیاس و سیدنا خضر علیہم الصلوٰۃ والسلام^۱ اور یہ دونوں حضرات ہر سال حج کرتے ہیں اور ختم حج پر زمزم شریف کے پاس باہم ملتے ہیں، اور آب زمزم شریف پیتے ہیں کہ آئندہ سال تک ان کے لیے کافی ہوتا ہے پھر کھانے پینے کی حاجت نہیں ہوتی۔ ان کلمات پر باہم ملاقات ختم فرماتے ہیں:

سبحان الله ما شاء الله لا يسوق الخير الا الله ما شاء الله لا يصلح السوء الا الله ما شاء الله ما كان من نعمة فمن الله ما شاء الله لا حول ولا قوة الا بالله ^۲	اللہ تعالیٰ پاک ہے جو اللہ چاہے، بھلائی نہیں لاتا، مگر اللہ جس قدر چاہے جو بھی نعمت ہے وہ اللہ ہی کی طرف ہے جس قدر اللہ چاہے، نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت ہے مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔ (ت)

الیاس علیہ الصلوٰۃ والسلام لشکر اقدس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک غار میں یہ دعا کرتے ملتے۔

اللهم اجعلني من امة احمد المرحومة المباركة المستجاب لها ^۳	اے اللہ ! مجھے احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت سے بنا دے جس پر تیری رحمت و برکت نازل ہوتی ہے اور جس کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔ (ت)

خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد وصال اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعزیت کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لائے، مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے راستہ میں امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باتیں کرتے اور ان پر تکیہ لگاتے ہوئے راہ چلتے نظر آئے، اکابر اولیاء کے پاس اکثر تشریف لاتے، حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس و عظ میں بکثرت کرم فرمایا، اور اب تک اولیاء سے ملتے ہیں، جنگل میں بے بسی کے وقت

^۱ تاریخ دمشق الكبير ترجمہ ۱۰۰۴ الیاس بن عیسیٰ علیہ السلام دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۵۵/۹

^۲ تاریخ دمشق الكبير ترجمہ ۱۰۰۴ الیاس بن عیسیٰ علیہ السلام دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۵۸/۹

^۳ تاریخ دمشق الكبير ترجمہ ۱۰۰۴ الیاس بن عیسیٰ علیہ السلام دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۵۹/۹

مسلمانوں کی مدد فرماتے ہیں۔

(۹) ان احادیث کی تفصیل خصائص کبریٰ امام جلال الدین سیوطی و کتاب الاشاعت فی اشرط الساعۃ سیدنا علامہ محمد ابن عبدالرسول برزنجی وغیرہا میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۰۰ او ۱۹۹: مرسلہ حکیم عبدالجبار خان دہام پور ضلع بجنور ۲۹ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ

(۱) کیا سپرد دوزخ کی آنچ قطع حرام ہے، اور وہ کسی بد اعمالی کی پاداش میں دوزخ میں جانی نہ سکے گا؟
(۲) آل فاطمہ کا مخصوص اعزاز و امتیاز کیا حضرت فاطمہ خاتونِ جنت کے ذریعہ سے ہے کیونکہ جناب سیدہ موصوفہ سید کو نین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں یا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی ذات خاص کی بدولت یہ رتبہ سادات ہے فقط۔
الجواب:

(۱) ساداتِ کرام جو واقعی علمِ الہی میں سادات ہوں ان کے بارے میں رب عزوجل سے امید واثق یہی ہے کہ آخرت میں اُن کو کسی گناہ پر عذاب نہ دیا جائے گا۔ حدیث میں ہے:

انما سبیت فاطمة لان الله تعالى حرمها وذريتها على النار ^۱ ۔	ان کا فاطمہ نام اس لیے ہوا کہ اللہ نے ان کو اور ان کی تمام ذریت کو نار پر حرام فرما دیا۔

دوسری حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

ان الله غير معذبك ولا ولدك او كما قال صلى الله تعالى عليه وسلم ^۲ ۔	اے فاطمہ! اللہ نہ تجھے عذاب کرے گا نہ تیری اولاد میں کسی کو، مگر حکمِ قطعی بے نصِ قطعی ناممکن ہے۔

(۲) امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی اولاد امجاد اور بھی ہیں قریشی ہاشمی علوی ہونے سے ان کا دامن فضائل مالا مال ہے مگر یہ شرفِ اعظم حضرت ساداتِ کرام کو ہے، اُن

^۱ الجامع الصغیر حدیث ۲۳۰۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۱۳۹، المواہب الدینیۃ المقصد الثانی الفصل الثانی المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۶۴

^۲ المعجم الکبیر حدیث ۱۱۶۸۵ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/ ۲۶۳

کے لیے نہیں یہ شرف حضرت بتول زہرا کی طرف سے ہے کہ۔

فاطمہ میرا ٹکڑا ہے۔ سب کی اولادیں اپنے باپ کی طرف نسبت کی جاتی ہیں سوائے اولادِ فاطمہ کے کہ میں ان کا باپ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم	فاطمۃ بضعة منی ^۱ کل بنی آدم ینتمون الی عصبۃ ابیہم الابی فاطمة فانا ابوہم ^۲ ۔

مسئلہ ۲۰۱: از امر وہہ مرسلہ رفیق احمد صاحب عباسی محلہ ۱۹ ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ

مرشدی و مولائی مد فیو حکم العالی!

بعد آداب و نیاز غلامانہ گزارش ہے کہ یہاں بعض اشخاص اس امر کے مدعی ہیں کہ سادات بنی فاطمہ علیہا الصلوٰۃ والسلام میں سے کوئی تنفس خواہ وہ کوئی مشرب رکھتا ہو اور کیسے ہی اعمال کا ہونا ر دوزخ سے بری ہے اور ثبوت میں آیت تطہیر و حدیث اکرموا اولادی^۳۔ الخ (میری اولاد کا احترام کرو۔ ت) وغیرہ کے علاوہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی فتوحات میکہ کا باب سلمان فارسی پیش کرتے ہیں اس کے متعلق آں قبلہ کی جو کچھ رائے اقدس ہو اس سے مطلع فرمائیے، زیادہ آرزوئے قدموسی فقط۔

الجواب:

سید کوئی مشرب رکھتا ہو یہ لفظ بہت وسیع ہے، آج کل بہت مشرب صریح کفر و ارتداد کے ہیں جیسے قادیانی، نیچری، رافضی، وہابی، چکڑ لوی، دیوبندی وغیرہم، جو مشرب رکھتا ہو ہر گز سید نہیں۔

وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں، بے شک اس کے کام بہت نالائق ہیں۔ (ت)	"إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ" ^۴

^۱ صحیح البخاری کتاب المناقب مناقبِ فاطمہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۳۲، صحیح البخاری کتاب المناقب باب مناقب قربت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۲۶، صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل من فاطمہ رضی اللہ عنہما قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۹۰

^۲ الاسرار المرفوعة فی اخبار الموضوعۃ حرف الکاف حدیث ۶۷۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت ص ۱۷۶

۳

^۴ القرآن الکریم ۱۱/ ۴۶

ہاں سلامت ایمان کے اعمال کیسے ہی ہوں اللہ عزوجل کے کرم سے امید واثق یہ ہی ہے کہ جو اس کے علم میں سید ہیں اُن سے اصلاً کسی گناہ پر کچھ مواخذہ نہ فرمائے، حدیث ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان فاطمة احصنت فرجها فحرمها الله وذريتها على النار^۱ رواه البزار و ابو یصلی والطبرانی فی الکبیر و الحاکم وصح وتما فی فوائد کلهم عن عبد الله بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بے شک فاطمہ نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ نے اس پر اور اس کی اولاد پر دوزخ کی آگ حرام فرمادی۔ اس کو بزار، ابویعلیٰ، طبرانی نے معجم کبیر میں، اور حاکم نے روایت کیا اور اس کی تصحیح کی۔ یہ تمام اس کے فوائد میں ہے، سب نے اس کو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

اسی باب میں اور احادیث بھی وارد ہیں کہ ذریت بتول زہر اعذاب سے محفوظ ہے۔

و زعم المناوی اماھی وابناها فالبراد فی حقهم التحريم المطلق، واما من عداهم فالبحرم علیهم نار الخلود^۲ اه و رأیتنی کتبت علیہ اقول: قد علم المحفوظون من اهل السنة والجماعة ان نار الخلو: محرمة علی کل من قال لا اله الا الله فما خصوصية ذرية زهراء بل المعنى بحول العزيز المقتدر هو التعظیم واللہ ذو الفضل العظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مناوی نے کہا کہ خود خاتونِ جنت اور ان کے دونوں بیٹوں کے حق میں تو مطلقاً دوزخ کا حرام ہونا مراد ہے۔ لیکن ان کے غیر میں دائمی طور پر دوزخ میں رہنا حرام ہے اھ۔ مجھے یاد ہے کہ میں نے اس پر یوں لکھا۔ اقول: (میں کہتا ہوں) اہل سنت و جماعت جو کہ محفوظ ہیں جانتے ہیں کہ دوزخ میں دائمی طور پر رہنا تو ہر اس شخص پر حرام ہے جس نے لا اله الا الله کہا۔ اس میں سیدہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کی کیا تخصیص ہوئی بلکہ عزت و اقتدار والے معبود کی توفیق سے معنی میں تعیم ہے یعنی مطلقاً حرمت اللہ تعالیٰ فضل و عظمت والا ہے۔ (ت)

^۱ الجامع الصغير بحوالہ البزار و ع. طب. ک. حدیث ۲۳۰۹ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۳۹/

^۲ فیض القدیر شرح الجامع الصغير طب. ک. دار المعرفۃ بیروت ۲/۴۶۲

مسئلہ ۲۰۲:

مرسلہ از محمد ابراہیم موضع گردھر پور ڈاکخانہ چھا ضلع بریلی

ایک شخص نجابت خاں جاہل اور بد عقیدہ ہے اور سود خوار بھی ہے، نماز روز خیرات وغیرہ کرنا بے کار محض سمجھتا ہے، اس شخص کی نسبت عام طور پر جملہ مسلمانانِ وابل ہنود میں یہ بات مشہور ہے کہ اگر صبح کو اس کی منحوس صورت دیکھ لی جائے یا کہیں کام کو جاتے ہوئے یہ سامنے آجائے تو ضرور کچھ نہ کچھ وقت اور پریشانی اٹھانی پڑے گی اور چاہے کیسا ہی یقینی طور پر کام ہو جانے کا وثوق ہو لیکن ان کا خیال ہے کہ کچھ نہ کچھ ضرور رکاوٹ اور پریشانی ہوگی چنانچہ ان لوگوں کو ان کے خیال کے مناسب برابر تجربہ ہوتا رہتا ہے اور وہ لوگ برابر اس امر کا خیال رکھتے ہیں کہ اگر کہیں جاتے ہوئے سامنی پڑ گیا تو اپنے مکان کو واپس جاتے ہیں اور چندے توقف کر کے یہ معلوم کر کے وہ منحوس سامنے تو نہیں ہے جاتے ہیں، اب سوال یہ ہے کہ ان لوگوں کا یہ عقیدہ اور طرز عمل کیسا ہے؟ کوئی قباحت شرعیہ تو نہیں؟

الجواب:

شرع مطہر میں اس کی کچھ اصل نہیں، لوگوں کا وہم سامنے آتا ہے۔ شریعت میں حکم ہے: اذا تطيرتم فامضوا^۱۔ جب کوئی شگون بدگمان میں آئے تو اس پر عمل نہ کرو، وہ طریقہ محض ہندوانہ ہے مسلمانوں کو ایسی جگہ چاہیے کہ:

اللہم لا طیر الا طیرک ولا خیر الا خیرک ولا الہ غیرک ^۲ ۔	اے اللہ! نہیں ہے کوئی برائی مگر تیری طرف سے اور نہیں ہے کوئی بھلائی مگر تیری طرف سے اور تیرے بغیر کوئی معبود نہیں۔ (ت) پڑھ لے، اور اپنے رب پر بھروسہ کر کے اپنے کام کو چلا جائے، ہر گز نہ رُکے نہ واپس آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۰۳ تا ۲۰۶: از اکبر آباد محلہ گھٹا اعظم کان مکان منشی مظفر حسین خاں مختار مرسلہ محمد رضی الدین چشتی نظامی ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ:

(۱) مشرک داخل سلسلہ کسی مشائخ سلسلہ سے کس حیثیت سے اور کس طرح پر داخل سلسلہ ہو سکتا ہے؟

^۱ ففتح الباری کتاب الطب باب الطیرۃ مصطفیٰ البابی مصر ۱۲/ ۳۲۳

^۲ ففتح الباری کتاب الطب باب الطیرۃ مصطفیٰ البابی مصر ۱۲/ ۳۲۳، کنز العمال حدیث ۲۸۵۸۸ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۰/ ۱۱۵

مشرک کی آلودگی ظاہر اُس میں نمایاں ہو جیسے اہل ہنود میں سی۔

(۲) ایسے شخص کی بیعت کسی مشائخ سلسلہ سے کب معتبر اور کیسی ہوگی؟

(۳) ایسا مشرک کسی مشائخ سلسلہ کا خلیفہ اور صاحبِ اجازت یا صاحبِ مجاز ہو سکتا ہے جس کی نسبت یقیناً بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کا پابند نہیں، نہ اس نے احکام شریعت کی بظاہر پابندی کی۔ دائرہ اسلام میں بظاہر شامل نہیں ہوا۔ نہ اس نے شرک و کفر و فسق و فجور سے کسی جلسہ عام مسلمانوں میں توبہ کی، نہ توبہ کا شاہد بنایا۔

(۴) عوام الناس اپنی اغراض نفسانی سے ایسے شخص کو جس کی نسبت عرض کیا جا رہا ہے اس کو رشد و ہدایت کا اپنی ہادی بنا سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب:

لا الہ الا اللہ کوئی کافر خواہ مشرک ہو یا موحد ہر گز نہ داخل سلسلہ ہو سکتا ہے۔ نہ بے اسلام اس کی بیعت معتبر ہو سکتی ہے، نہ قبل اسلام اس کی بیعت معتبر ہو اگرچہ بعد کو مسلمان ہو جائے کہ بیعت ہو یا کوئی عمل، سب کے لیے پہلی شرط اسلام ہے قال تعالیٰ:

اور جو کچھ انہوں نے کام کیے تھے ہم نے قصد فرما کر انہیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کر دیا کہ وزن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں، (ت)	"وَقَدْ مَنَّآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَاءً مَّنْثُوْرًا ۝۱۱"

¹۔

جو اس کے کفر پر رہتے ہوئے اسے مجاز و ماذونِ بیعت و خلیفہ طریقت کرے اور جو اسے پیرِ رشد و ہدایت سمجھے یہ سب کافر ہو جائیں گے۔ زرازیہ، مجمع الانہر و در مختار وغیرہ میں ہے:

جس نے اس کے کفر میں شک کیا وہ کافر ہو گیا۔ (ت)	من شک فی کفرہ فقد کفر ² ۔

ہاں اگر وقتِ بیعت اس نے کلمہ طیبہ پڑھا اور دین اسلام کا مقرر ہوا تو بیعت صحیح ہوئی اور اس کے بعد قبل اظہار کفر ماذون کیا تو پیر پر الزام نہیں مگر جب بعد کو اس نے کفر کیا مرتد ہو گیا بیعت فسخ ہو گئی اب جو اسے ہادی بنائے یہ کافر ہوگا، والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔

¹ القرآن الکریم ۲۵/۲۳

² الدر المختار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتہبی دہلی ۱/۳۵۶

مسئلہ ۲۰۷۲۱۱: از کلید نمبر ۲۴ پوسٹ شملہ مانک تلہ مرسلہ منصور علی میاں بگاں قدم رسول ۷ شعبان ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ،

(۱) مومن اور ولی میں کون سی نسبت ہے؟

(۲) درود شریف کے اندر بجائے علی ابراہیم و علی آل ابراہیم کے علی ال داؤد یا علی ال زکریا وغیرہ مانہ آنے کی کیا وجہ؟

(۳) جو مضمون قرآن شریف کے ہے اس کو مدلول قرآنی کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر کہہ سکتے ہیں تو طہر ابیتی و طہر اقلبی

میں کیا فرق ہے؟ اور اگر مدلول نص نہیں تو کیوں؟

(۴) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اصحاب پر آل کو مقدم کیوں کیا؟

(۵) درجہ ولایت باقی رہنے اور نبوت کے ختم ہو جانے کی کیا وجہ ہے؟

الجواب:

(۱) اگر ولایت عامہ مراد ہے تو تساوی، "اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا"^۱۔ (اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا ولی ہے۔ ت)

اور خاصہ تو عموم خصوص مطلق "إِنْ أَوْلِيَاءُ وَكَآلَا النَّشْتُونَ"^۲۔ (اس کے ولی تو پرہیزگار ہیں۔ ت)

(۲) آل ابراہیم علیہ السلام میں آل داؤد و آل زکریا علیہما السلام سب داخل ولا عکس۔

(۳) جس مضمون پر قرآن عظیم دلالت فرمائے مدلول قرآنی ہے بقی اور قلبی میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور تشابہات میں

قیاس جاری کرنا ضلالت "امْتَلِمْ كَلَّ مِنْ عِنْدِ رَبِّكَ"^۳۔ (ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس ہے۔ ت) نہ کہ من

عند نفلسک (تیرے نفس کے پاس سے۔ ت)

(۴) آل اصحاب کو بھی شامل ہے ولا عکس یہ تخصیص بعد تعمیم ہے۔

^۱ القرآن الکریم ۲/۲۵۷

^۲ القرآن الکریم ۸/۳۴

^۳ القرآن الکریم ۷۳/۷

(۵) اللہ عزوجل نے فرمایا:

"وَالَّذِينَ تَرَأَوْنَ فِي السَّمَاءِ وَحَاتِمَ النَّبِيِّينَ" ^۱۔

ہاں وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔ (ت)

اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاتزال طائفة من امتي ظاهرين على الحق لا يضرهم من خذلهم ولا خالفهم حتى يأتي امر الله وهم على ذلك ^۲۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا، ان کی رسوائی کا ارادہ کرنے والا اور ان کا مخالف ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر (قیامت) آجائے در آنحالیکہ وہ حق پر قائم ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ (ت)

مسئلہ ۲۱۲: از تھانہ فتح پور چوراسی ضلع اناؤ۔ مرسلہ علی احمد خان صاحب ہیڈ محرر ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے تیسری لڑکی ہوئی، اس دن سے زید نہایت پریشان ہے۔ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ تیسری لڑکی اچھی نہیں ہوتی تیسرا لڑکا نصیب ور اور اچھا ہوتا ہے۔ زید نے ایک صاحب سے دریافت کیا انہوں نے فرمایا یہ سب باتیں اہل ہنود اور عورتوں کی بنائی ہوئی ہیں اگر تم کو وہم ہو صدقات کردو ایک گائے یا سات بکریاں قربانی کردو اور توشہ شاہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کردو، حق تعالیٰ بتصدق سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر طرح کی بلا و نحوست سے محفوظ رکھے گا۔ توشہ دو ہیں۔

ایک خشک گیلانی: برنج (۵ ما)، روغن زرد (۵ ما)، شکر (۵ ما)، میوہ (۵ ما)، شیر گاؤ (۵ ما) زعفران (۵ تولہ)، گلاب (ایک بوتل)، کیوڑا (ایک بوتل) الاچھی خورد (۵ ما)، لونگ (۳ تولہ)۔

^۱ القرآن الکریم ۳۳/ ۴۰

^۲ الدر المنثور بحوالہ مسلم والترمذی و ابن ماجہ تحت آیة ولولا دفع الله الناس الخ مکتبہ آیة اللہ العظمیٰ قم ایران ۱/ ۳۲۱، صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب قوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لاتزال طائفة من امتی قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۳۳

اس کو پکا کر نیاز شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کر کے مسلمانوں کو تقسیم کر دیا جائے دوسرا حلوہ اس طرح کہ:

میدہ گندم (۵ ما)، روغن زرد (۵ ما) شکر (۵ ما) میوہ (۵ ما)

حلوہ پکا کر کیوڑا، گلاب، ورق نقرہ لگا کر فاتحہ دے کر تقسیم کر دیا جائے۔ پانچ سیر سے کم ہونا اچھا نہیں زیادہ کا اختیار ہے۔ چونکہ زید اور اس کی اہلیہ تبع حضور کے ہیں اس وجہ سے حضور کو تکلیف دی جاتی ہے کہ یہ باتیں صحیح ہیں یا غلط آپ کچھ صدقات تحریر فرمادیجئے تاکہ ان کی تعمیل زید کر سکے کیونکہ ان صدقات میں مبلغ ایک سو روپے صرف ہوں گے اور زید کی تنخواہ صرف ۷ روپے ہے یا ان صدقات میں کمی فرمادیں۔

الجواب:

یہ محض باطل اور زنا نے اداہام اور ہندوانہ خیالات شیطانیہ ہیں ان کی پیروی حرام ہے۔ تصدیق اور توشہ سرکار ابد قرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت اچھی چیز ہے مگر اس نیت سے کہ اس کی نحوست دفع ہو جائز نہیں کہ اس میں اس کی نحوست مان لینا ہو اور یہ شیطان کا ڈالا ہوا وہم تسلیم کر لینا ہو اور العباد باللہ تعالیٰ، اس قسم کے خطرے و سوسے جب کبھی پیدا ہوں ان کے واسطے قرآن کریم و حدیث شریف سے چند مختصر و بیشمار نافع دعائیں لکھتا ہوں انہیں ایک ایک بار خواہ زائد آپ اور آپ کے گھر میں پڑھ لیں۔ اگر دل پختہ ہو جائے اور وہ وہم جاتا رہے بہتر ورنہ جب وہ و سوسہ پیدا ہو ایک ایک دفعہ پڑھ لیجئے اور یقین کیجئے کہ اللہ و رسول کے وعدے سچے ہیں اور شیطان ملعون کا ڈرانا جھوٹا۔ چند بار میں بعونہ تعالیٰ وہ وہم بالکل زائل ہو جائے گا اور اصلاً کبھی کسی طرح اس سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ وہ دعائیں یہ ہیں:

ہمیں نہ پہنچے گی مگر جو ہمارے لیے اللہ نے لکھ دی وہ ہمارا مولیٰ، اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنا لازم۔
اللہ ہمیں کافی ہے اور کیا اچھا بنانے والا۔

"لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللَّهِ
فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ" ①
"حَسْبُ اللَّهِ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ" ②

¹ القرآن الکریم ۵۱/۹

² القرآن الکریم ۱۷۳/۳

اللہم لا یأتی بالחסنات الا انت ولا یذهب السيئات الا انت ولا حول ولا قوة الا بک ^۱ ۔	الہی! اچھی باتیں کوئی نہیں لاتا تیرے سوا اور بُری باتیں کوئی دور نہیں کرتا تیرے سوا اور کوئی زور طاقت نہیں مگر تیری طرف سے۔
اللہم لا تطیر الاطیرک ولا خیر الا خیرک ولا اللہ غیرک ^۲ ۔	الہی تیری فال فال ہے اور تیری ہی خیر، خیر اور تیری سوا کوئی معبود نہیں۔

یہ توشہ کہ انہوں نے بتایا نہایت مفید چیز ہے اور حاجتیں بر لانے کے لیے مجرب، ہمارے خاندان کے مشائخ میں اس کی ترکیب یوں ہے۔

میدہ گندم (۵ ما)، شکر (۵ ما)، گھی (۵ ما) مغز بادام (۱ ما)، پستہ (۱ ما)، کشمش (۱ ما) ناریل (۱ ما)۔ لوگ، دار چینی، چھوٹی الائچی ہر ایک سوا چھٹانک۔

حضور کی نیاز دے کر صالحین کو کھلائے اور اپنے مطلب کی دُعا کرائے۔ اصل وزن یہ ہیں، بقدر قدرت ان میں کمی بیشی کا اختیار ہے۔ نصف، چوتھائی، آٹھواں حصہ یا جتنا مقدور ہو کرے وہی اثر دے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۱۳: از مدرسہ نعمانیہ اسلامیہ محلہ فراشتانہ دہلی، مسئلہ محمد ابراہیم احمد آبادی ۸ شعبان ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں کہ عبادت جس کے غیر خدا عز و جل کو کرنے سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے اس کی کیا تعریف ہے جو جامع اور مانع ہو اور اپنی جنس و فصل یا عرض عام اور خاصہ پر مشتمل ہو۔
الجواب:

امام لامشی پھر ابوالسعود ازہری پھر سید احمد طحطاوی پھر سید محمد شامی فرماتے ہیں:

العبادة عبارة عن الخضوع والتذلل وحدها فعل لا يراد	عبادت انتہائی عاجزی اور انکساری کا نام ہے، اس کی تعریف یہ ہے وہ ایک ایسا فعل ہے

^۱کنز العمال حدیث ۲۸۵۸۴ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۰/ ۱۱۶

^۲کنز العمال حدیث ۲۸۵۸۰ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۰/ ۱۱۵

بہ الاتعظیم اللہ تعالیٰ بامرہ ^۱ ۔	جس سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی تعظیم کے بغیر کچھ بھی مراد نہیں ہوتا۔ (ت)

امام شیخ الاسلام زکریا انصاری پھر علامہ سید احمد حموی غزالیون نیز علامہ شامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں:

العبادة ما يثاب على فعله ويتوقف على نيته ^۲ ۔	عبادت وہ ہے کہ جس کے کرنے پر ثواب دیا جاتا ہے اور وہ ثواب کی نیت پر موقوف ہوتی ہے۔ (ت)

نیز شرح الاشباہ والنظائر میں ہے:

العبادة ما يُعبد به بشرط النية ومعرفة المعبود ^۳ ۔	عبادت وہ فعل ہے جس کے ذریعے بندگی کا اظہار کیا جاتا ہے بشرطیکہ ثواب کی نیت ہو اور معبود کی معرفت حاصل ہو۔ (ت)

تعریفات علامہ سید شریف میں ہے:

العبادة هو فعل الملکف علی خلاف هوی نفسه تعظیماً لربه ^۴ ۔	عبادت مکلف کا وہ فعل ہے جو وہ اپنے رب کی تعظیم کے لیے اپنے نفس کی خواہش کے خلاف کرے۔ (ت)

مفردات امام راغب میں ہے:

العبودية اظهار التذلل والعبادة ابلغ منها لانها غاية التذلل ولا يستحقها الا من له غاية الافضال وهو الله تعالى ولهذا قال لا تعبدوا الاياه ^۵ ۔	عبودیت، عجز و رسوائی کو ظاہر کرنا ہے، اور عبادت اس سے زیادہ بلیغ ہے، کیونکہ وہ انتہائی عاجزی اور رسوائی کا نام ہے، چنانچہ عبادت کا مستحق اس کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا جو انتہائی فضل والا ہو اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ اسی لیے اس نے فرمایا ہے کہ مت عبادت کرو مگر صرف اسی کی۔ (ت)

^۱ حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار مقدمة الكتاب المكتبة العربية کوئٹہ ۳۴/۱

^۲ غزالیون البصائر مع الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدة الاولى ادارة القرآن کراچی ۳۴/۱

^۳ غزالیون البصائر مع الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدة الاولى ادارة القرآن کراچی ۳۴/۱

^۴ کتاب التعریفات باب العین مطبعة الخيرية المنشأة بجمالية مصر ص ۶۳

^۵ المفردات فی غرائب القرآن العین کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۲۱

تاج العروس میں نقل کیا:

العبادة فعل مأير ضي به الرب ¹ ۔	عبادت وہ فعل ہے جس کے کرنے پر رب راضی ہوتا ہے۔ (ت)

یہ تعریفیں بجائے خود قابلِ تعریف ہیں وانا اقول: وبالله التوفيق (اور میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔ ت) عبادت کسی کو اقصیٰ غایات تعظیم کا مستحق جان کر اس کی تعظیم بجالانا ہے اور اسی سے باعتقاد مذکور اس کے لیے بذلل نیز اس کے امر کا امتثال اس حیثیت سے کہ اس کا امر ہے، اس تعریف کی تسخیل اور اُن تحریفات کے مابلہا وما علیہا کی تفصیل موجبِ تطویل یہاں بعض نکت کے طرف ایما کریں۔

فاقول: وبہ استعین (تو میں کہتا ہوں اور اسی سے مدد چاہتا ہوں۔ ت)

(۱) عبادت حقہ کو مستحق عبادت عزّ جلالہ، کے لیے ہو اس میں اُس فعل کا واقعی تعظیم ہونا ضرور، مجرد، زعم فاعل کافی نہیں، اور عبادت باطلہ میں اس کا زعم بس، مکاء و تصدیہ مشرکین عبادت الہی نہ تھا اور بتوں کے سامنے اُن کا سکلہ اور گھنٹی بجانا عبادت، اگرچہ یہ بیہودہ افعال حقیقۃً تعظیم نہ ہوں، یونہی امتثال امر میں عبادت حقہ جب ہی ہے کہ واقعی وہ اس کا امر ہو، کفار کا "وَاللّٰهُ اَمَرَ نَالِيهَا"²۔ (اللہ نے ہمیں اس کا حکم دینا۔ ت) کہنا اگر واقعی اُن کے زعم میں بھی ہو مراد وہی اور عبادت باطلہ میں صرف زعم کافی۔

(۲) عبادت کے لیے نیت شرط ہے اور معرفتِ معبود لازم، جیسا کہ اس کی تعریف سے ظاہر ہے، اور کوئی کافر اصلاً رب عزوجل کو نہیں جانتا جس کی تحقیق ہمارے رسالہ باب العقائد والکلام میں ہے۔ اور امام رستغفنی نے تصریح فرمائی کہ:

الکفر هو الجهل بالله تعالى ³ ۔	کفر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو نہ جانے (ت)

ولہذا کافر نہ اہل نیت ہے نہ اہل عبادت حقہ، "کما نصوا علیہ قاطبۃ جیسا کہ اس پر سب نے نص فرمائی۔ (ت) اور مشرک عبادت باطلہ کرتا ہے کہ اپنے معبود باطل کا تصور کر کے اس کی

¹ تاج العروس شرح القاموس فصل العین دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۱۰

² القرآن الکریم ۷/۲۸

3

تعظیم کا قصد رکھتا ہے۔

(۳) عبادتِ باطلہ میں التزامِ عبادت و قول بہ الوہیت غیر ہی اُسے اقصیٰ غایت تعظیم کا مستحق جاننے پر دلیل واضح ہے اگرچہ مرتکب عناداً منکر ہو کر "مَا تَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ" ^۱ (ہم تو انہیں صرف اتنی بات کے لیے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے پاس نزدیک کر دیں۔ ت) کہے۔ رب عزوجل اُن کی تکذیب فرماتا ہے کہ "ثُمَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ" ^۲۔ (پھر کافر لوگ اپنے رب کے برابر ٹھہراتے تھے۔ ت) خود مشرکین روزِ قیامت اعتراف کریں گے۔

"إِذْ سَأَلْتُمْ رَبِّيَ الْعَالَمِينَ" ^۳ ۔	جب کہ ہم تمہیں رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے۔ ت)

(۴) بعض افعال کی وضع ہی عبادت کے لیے ہے تو ان سے تعظیم غیر کا قصد اور اس قصد باطل سے انہیں کرنا ہی مطلقاً حکمِ شرک لائے گا جیسے صلوٰۃ و صوم ورنہ قصد عبادت پر موقوف رہے گا، جیسے سجدہ کہ فی نفسہ عبادت نہیں ولہذا سجدات اربعہ صلوٰۃ و سہو و تلاوت و شکر کے سوا سجدہ بے سبب خفیہ کے نزدیک صرف مباح ہے کما فی الدر المختار (جیسا کہ در مختار میں ہے۔ ت) اور شافعیہ کے نزدیک حرام کما فی الجوهر المنظم للامام ابن حجر المکی جیسا کہ جوہر المنظم للامام ابن حجر مکی میں ہے۔ ت) ولہذا غیر خدا کے لیے سجدہ عبادت کفر ہوا اور سجدہ تحیت حرام و کبیرہ ہے کفر نہیں کما فی الہندیۃ والدر وغیرہما من الاسفار الغر وقد حققناہ فی رسالتنا مستقلة فی الرد علی بعض المضلۃ۔ جیسا کہ ہندیہ اور دروغیرہ روشن کتابوں میں ہے اس کی تحقیق ہم نے بعض گمراہوں کے رد میں اپنے ایک مستقل رسالہ میں کر دی ہے۔ ت)

(۵) عبادت کہ لغتاً خضوع ہے عبادت شرعیہ کو لازم ہے وہ تذلل سے خالی نہیں اگرچہ بظاہر صورۃً تذلل نہ ہو جیسے زکوٰۃ و جہاد کہ اسے حاکم و آمر و قاہر اور اپنے آپ کو محکوم و مامور و مقہور جان کے امتثال امر عین تذلل ہے مگر اقصیٰ غایت تذلل ہونا ضرور نہیں کہ نماز زکوٰۃ سے زائد تذلل ہے بلکہ نماز کا سجدہ اس کے رکوع، رکوع قیام، قیام قعود سے اگرچہ اجزائے نماز سب عبادت ہیں۔ ہاں اسے اقصیٰ غایت تعظیم کا مستحق جاننا ضرور ہے۔

^۱ القرآن الکریم ۳۹/۳

^۲ القرآن الکریم ۱/۶

^۳ القرآن الکریم ۲۶/۹۸

(۶) فقہاء کبھی نفس فعل پر نظر کرتے ہیں اگر وہ وضو عبادت نہیں اسے عبادت نہیں کہتے جیسے عتق و وقف اور کبھی نیت مخصوصہ کے ساتھ دیکھتے اور عبادت کہتے ہیں، جیسے قضا، عتایہ میں اسے منجملہ اشرف عبادت بتایا ہی حتیٰ کہ درمختار وغیرہ میں نکاح کو بھی عبادت فرمایا۔ علامہ حموی نے اس سے مراد جماع حلیہ ٹھہرایا۔ اشباہ میں ہے:

لیکن عتق تو وہ ہمارے نزدیک وضع کے اعتبار سے عبادت نہیں اس دلیل کے ساتھ کہ عتق کافر سے بھی صحیح ہو جاتا ہے جب کہ کافر کا کوئی فعل عبادت نہیں ہوتا۔ اگر آزاد کرنے والا اللہ کی رضا کی نیت کرے تو یہ عتق عبادت بن جائے گا جس پر ثواب دیا جائے گا اور اگر اس نے نیت کے بغیر آزاد کیا تو صحیح ہے اور اس کے لیے کوئی ثواب نہیں ہوگا اگر یہ صریح ہے، رہے کنایات تو ان میں نیت ضروری ہے اگر کسی نے بت یا شیطان کے لیے غلام کو آزاد کیا تو صحیح ہے اور وہ گنہگار ہوگا۔ اور اگر مخلوق کے لیے آزاد کیا تو صحیح اور مباح ہے اس پر نہ تو اسے ثواب ہوگا۔ نہ ہی گناہ، اور بُت کے لیے آزاد کرنے میں یہ تخصیص ہونی چاہیے کہ جب آزاد کرنے والا کافر ہو۔ رہا مسلمان اگر وہ بُت کے لیے آزاد کرے درانحالیکہ وہ بُت کی تعظیم کا ارادہ کرنے والا ہو تو وہ کافر ہو جائے گا۔ جیسا کہ مخلوق کے لیے آزاد کرنا مکروہ ہو نا چاہیے۔ مدبر بنانا اور مکاتب بنانا عتق کی طرح ہے لیکن جہاد تو وہ سب سے بڑی عبادتوں میں سے ہے۔ چنانچہ اس کے لیے خلوص نیت ضروری ہے، لیکن وصیت تو وہ عتق کی مثل ہے۔

اما العتق فعندنا ليس بعبادة وضعا بدليل صحته من الكافر ولا عبادة له فان نوى وجه الله تعالى كان عبادة مثابا عليه وان اعتق بلانية صح ولا ثواب له ان كان صريحا، واما الكنايات فلا بد لها من النية فان اعتق للصنم او للشيطان صح واثم وان اعتق لاجل مخلوق صح و كان مباحا لا ثواب ولا اثم وينبغي ان يخصص الاعتاق للصنم بما اذا كان المعتق كافرا، اما المسلم اذا اعتق له قاصدا تعظييه كفر كما ينبغي ان يكون الاعتاق لمخلوق مكروها والتدبير والكتابة كالعتق، واما الجهاد فمن اعظم العبادات فلا به له من خلوص النية، واما الوصية فكان لعتق

ان قصد التقرب فله الثواب والافهی صحیحة فقط
 واما الوقف فلیس بعبادة وضعا بدلیل صحتہ من
 الکافر فان نوى القربة فله الثواب والا فلا. واما
 النکاح فقالوا انه اقرب الى العبادات حتى الاشتغال به
 افضل من التخیل لمحض العبادة وهو عند الاعتدال
 سنة مؤكدة على الصحيح فیحتاج الى النية لتحصيل
 الثواب وهو ان يقصد اعفاف نفسه وتحصینہا و
 حصول ولد قد فسرنا الاعتدال فی الشرع الکبیر
 شرح الكنز ولما لم تکن النية فیہ شرط صحتہ قالوا
 یصح النکاح مع الهزل وعلى هذا سائر القرب لا
 بد فیہا من النية بمعنى توقف حصول الثواب على
 قصد التقرب بها الى الله تعالى من نشر العلم تعلیمہا و
 افتاء وتصنیفا واما القضاء فقالوا انه من العبادات
 فالثواب علیه متوقف علیہا وكذلك اقامة الحدود و
 التعازیر وکل

اگر تقرب کا ارادہ کرے گا تو اسے ثواب ملے گا ورنہ فقط وہ صحیح
 ہو جائے گی۔ رہا وقف، تو وضع کے اعتبار سے عادت نہیں ہے،
 اس پر دلیل یہ ہے کہ وہ کافر کی طرف سے بھی صحیح ہو جاتا
 ہے، چنانچہ اگر تقرب کی نیت کرے گا تو اسے ثواب ملے گا ورنہ
 نہیں۔ لیکن نکاح اس کے بارے میں تو مشائخ نے کہا کہ وہ
 عبادات کے قریب ترین ہے یہاں تک کہ اس میں مشغول
 ہونا محض عبادت کے لیے خلوت سے افضل ہے۔ اور صحیح
 قول کے مطابق اعتدال کے وقت نکاح سنت مؤکدہ ہے۔
 چنانچہ ثواب حاصل کرنے کے لیے اس میں نیت کی حاجت ہے
 اور وہ یہ کہ نفس کی پاکدامنی اور اولاد حاصل کرنے کا قصد
 کرے۔ اور اعتدال کی تفسیر ہم نے کنز کی شرح "شرح الکبیر
 میں کردی ہے۔ اور جب نکاح کے صحیح ہونے کے لیے نیت
 شرط نہیں ہے تو فقہاء نے کہا ہے کہ نکاح ہزل کے ساتھ بھی
 صحیح ہو جائے گا۔ اسی پر باقی عبادات کو قیاس کیا جائے گا کہ ان
 میں نیت ضروری ہے یاں معنی کہ ثواب کا حصول اس بات
 پر موقوف ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کے تقرب کا ارادہ کرے
 جیسے علم کو پھیلانا چاہیے کسی کو علم سکھا کر یا فتویٰ دے کر یا
 کوئی کتاب لکھ کر۔ رہا قاضی بننا تو مشائخ نے فرمایا کہ وہ
 عبادات میں سے ہے چنانچہ اس میں ثواب عبادت کی نیت پر
 موقوف ہوگا۔ اسی طرح حدود و تعزیرات کا قائم کرنا اور

مایتعاطاه الحکام والولاء و کذا تحمل الشهادة و اداءها ^۱ ۔	ہر وہ کام جس کو حاکم اور ولی سرانجام دیتے ہیں اور یونہی گواہی کو اپنے ذمے لینا اور اُسے ادا کرنا۔ (ت)

شرح التنویر للعلائی بلکہ خود اشباہ والنظائر فن ثانی میں:

لیس لنا عبادة شرعت من عهد آدم الى الان ثم تستمر في الجنة الا الايمان والنكاح ^۲ ۔	ہمارے لیے کوئی عبادت ایسی نہیں جو آدم علیہ السلام کے زمانے سے اب تک مشروع رہی ہو پھر وہ جنت میں بھی جاری رہے گی سوائے ایمان اور نکاح کے۔ (ت)

حموی میں ہے:

الظاهر ان المراد بالنكاح هنا الوطى لا العقد وان كان حقيقة في العقد عندنا ^۳ ۔	ظاہر یہ ہے کہ نکاح سے مراد یہاں پر وطی ہے نہ کہ عقد، اگرچہ ہمارے نزدیک نکاح عقد میں حقیقت ہے۔ (ت)

بلکہ اس کے فنِ اول میں ہے:

المراد بالنكاح هنا الوطى المترتب على العقد الصحيح بقريئة قوله حتى ان الاشتغال به افضل من التخلي لمحض للعبادة ^۴ اھ اقول: لادلالة فربما يكون الاشتغال بتدبير العقد اطول مكثاً من الوطى بل القرينة قوله	یہاں نکاح سے مراد وہ وطی ہے جو عقدِ صحیح پر مرتب ہوتا ہے اس پر قرینہ مصنف کا یہ قول ہے جہاں تک کہ نکاح میں مشغول ہونا محض عبادت کے خلوت سے افضل ہے، الخ میں کہتا ہوں یہ کوئی دلالت و قرینہ نہیں بسا اوقات عقد کی تدبیر میں مشغول ہونا وطنی میں مشغول ہونے سے زیادہ طویل ہوتا ہے، بلکہ قرینہ اس پر مصنف

^۱ الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدة الاولى ادارة القرآن کراچی ۳۳/۱-۳۴

^۲ الاشباہ والنظائر الفن الثاني كتاب النكاح ادارة القرآن کراچی ۳۴/۱

^۳ غمز عيون البصائر مع الاشباہ والنظائر الفن الثاني كتاب النكاح ادارة القرآن کراچی ۳۴/۱

^۴ غمز عيون البصائر مع الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدة الاولى ادارة القرآن کراچی ۳۳/۱-۳۴

کا یہ قول ہے کہ پھر وہ جنت میں جاری رہے گی چنانچہ جنت میں وقوع عقد ثابت نہیں جیسا کہ اس کو علامہ حموی نے باب النکاح میں بحوالہ علامہ محمد بن ابوشریف نقل فرمایا ہے۔ میں کہتا ہوں اور اس کی کیا ضرورت ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بعد اور ہم نے انہیں بیاہ دیا بڑی آنکھوں والی حوروں کے ساتھ جیسا کہ نہیں محتاج ہوئیں اس کی طرف ام المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بعد ہم نے وہ تمہیں نکاح میں دے دی۔ ت)	يستمر في الجنة فلم يثبت وقوع العقد فيها كما نقله الحموي في النكاح عن العلامة محمد بن أبي شريف اقول: وإي حاجة اليه بعد قوله تعالى "وَرَزَوْنَهُمْ بِحُورٍ عِينٍ" ^۱ "لكماله تحتج اليه ام المؤمنين زينب رضي الله تعالى عنها بعد قوله عز وجل "رَزَوْنَهُنَّ" ^۲۔

اقول: تحقیق یہ ہے کہ یہ اختلافِ حیثیت ہے ورنہ وضعاً ان میں سے کچھ عبادات نہیں والہذا قضا بھی کافر سے صحیح ہے جب کہ امام نے اُسے ذمیوں کا قاضی بنایا ہو اور عتق بھی عبادت ہے جب کہ نیت مذکورہ کے ساتھ ہو اور ثواب نیت پر مطلقاً موقوف اگرچہ فعل عبادت نہ ہو اور یہیں سے ظاہر کہ اخیر میں جو افعال ذکر کیے یعنی اقامت حدود و تعزیرات و افعال حکام و ولایہ و ادا و تحمل و شہادت سب کی تشبیہ قضا کے ساتھ بشرط عبادت ہو جانے میں بھی ممکن نہ صرف توقف ثواب علی النیتہ میں کہ مطلقاً ہر فعل کو حاصل۔۔۔۔۔۔ (جواب نامکمل دستیاب ہوا)

مسئلہ ۲۱۳: از بمبئی کلابا کافی شاپ سید وزیر علی صاحب مسئلہ محمد ابراہیم صاحب ۵ جمادی الاخر ۱۳۳۹ھ

بمختور فیض گنجور پیر روشن ضمیر جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی، بعد آدابِ خادمانہ کے عرض پر داز ہوں کہ یہاں پر عیسائیوں کا (عیسائی) بہت زور شور ہے اور ہر وقت یہ لوگ پریشان کرتے ہیں، فی الحال ان کے دو سوال جن کے حل کرنے کے واسطے عرض کی جاتی ہیں ہم لوگ حضور کے خادم اور نام لینے والے حضور کو ہی ہماری لاج ہے (۱) کلمہ شریف (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) یہ قرآن میں کس جگہ لکھا ہے اگر نہیں تو وہ اس کی تشریح مانگتے ہیں۔

(۲) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہتے ہیں کہ وہ شافع محشر کس طرح سے؟ اس کا ثبوت

^۱ القرآن الکریم ۵۲ / ۲۰

^۲ القرآن الکریم ۳۳ / ۳۷

دو کہ قرآن شریف میں کہاں لکھا ہے؟ حضور اس کو نہایت ضروری تصور فرما کر جلدی جواب سے سرفراز فرمائیں۔

الجواب:

(۱) قرآن مجید سورہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ"^۱ ہے اور اس کے متصل سورہ فتح میں "مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ"^۲۔

(۲) سورہ بنی اسرائیل میں ہے:

قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کر دے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ (ت)	"عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا"^۳۔

مقام محمود مقام شفاعت کا نام ہے۔ سورہ نساء پارہ ۵ رکوع ۶ میں ہے:

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر لیں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (ت)	"وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا"^۴۔

رسول کا گناہگاروں کے لیے استغفار کرنا شفاعت ہی ہے۔ بے علم آدمی کو کافروں سے بد مذہبوں سے الگ بحث کرنا سخت حرام ہے انہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ حکم ہے ایاکم وایہم لایضلونکم ولا یفتنونکم^۵۔ اُن سے دُور رہو انہیں اپنے سے دور کرو وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم (اور اللہ تعالیٰ کی پناہ، اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ ت)

^۱ القرآن الکریم ۴/۱۹

^۲ القرآن الکریم ۲۸/۲۹

^۳ القرآن الکریم ۷۹/۱۷

^۴ القرآن الکریم ۲/۶۹

^۵ صحیح مسلم باب النهی عن الروایة عن الضعفاء الخ، قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی ۱۰/۱

رسالہ

شرح المطالب فی مبحث ابی طالب
(مطالب کی وضاحت ابوطالب کی بحث میں)

مسئلہ ۲۱۵: از بدایوں ۱۲۹۳ھ عبارت سوال و ثانیا بالاجمال از احمد آباد گجرات، محلہ جمال پور قریب مسجد کالج مرسلہ جماعت اہل سنت ساکنان احمد آباد ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۶ھ ہجری۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ابوطالب کو کافر اور ابولہب و ابلیس کا مماثل کہتا ہے اور عمرو بدین دلائل اس سے انکار کرتا ہے کہ انہوں نے جناب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کفالت و نصرت و حمایت و محبت بدرجہ غایت کی اور نعت شریف میں قصائد لکھے حضور نے انکے لیے استغفار فرمائی اور جامع الاصول میں ہے کہ: اہل بیت کے نزدیک وہ مسلمان مرے۔

شیخ محقق علیہ الرحمۃ نے شرح سفر السعاده میں فرمایا:

کم از کم اس مسئلہ میں توقف کرتے ہیں اور احتیاط کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ (ت)	کم از ان نہ باشد کہ دریں مسئلہ توقف کنند و صرفہ نگہ دارند۔

اور مواہب لدنیہ میں ایک وصیت نامہ اُن کا بنام قریشی منقول جو حرفاً حرفاً اُن کے اسلام پر شاہد، ان دونوں میں کون حق پر ہے، اور ابوطالب کو مثل ابولہب و ابلیس سمجھنا کیسا اور اُن کے کفر میں کوئی حدیث

صحیح وارد ہوئی یا نہیں، بر تقدیر ثانی انہیں ضامن و کفیل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سمجھ کر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں یا مثل کفار سمجھیں؟ بیٹنوا بسند الكتاب توجروا من الملك الوهاب بيوم القيامة والحساب۔ (کتاب کی سند کے ساتھ بیان فرمائیے قیامت اور حساب کے دن ملک الوهاب سے اجر دیئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب:

بسم الله الرحمن الرحيم ط

اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَوْ جَهَكَ الْحَمْدُ أَحَقُّ مَا قَال الْعَبْدُ وَكَلْنَا لَكَ عَبْدًا لَا مَانِعَ لَهَا أَعْطَيْتَ وَلَا مَعْطَى لَهَا مَنَعْتَ وَلَا رَادَّ لَهَا قَضَيْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى مَا هَدَيْتَ وَعَفَوْتَ وَعَافَيْتَ وَمَنَحْتَ وَأَوْلَيْتَ تَبَارَكَتَ وَتَعَالَيْتَ سُبْحَانَكَ رَبَّ الْبَيْتِ مُسْتَجِيرِينَ بِجَمَالِ وَجْهِكَ الْكَرِيمِ مِنْ عَذَابِكَ الْإِلِيمِ وَشَاهِدِينَ بِأَنْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْغَالِبُ لَا يَعْجُزُكَ هَارِبٌ وَلَا يَدْرُكُكَ مَا مَنَعْتَ طَالِبٌ مَا عَلَيْكَ مِنْ وَاجِبٍ قَدَرْتَ الْأَقْدَارَ وَدَوَّرْتَ الْأَدْوَارَ كَتَبْتَ فِي الْأَسْفَارِ مَا أَنْتَ كَاتِبٌ يَعْمَلُ عَامِلٌ بِعَمَلِ الْجَنَانِ فَيُظَنُّ الظَّانُّ مِنَ الْإِنْسِ وَالْجَانِّ أَنْ سَيِّدَ خَلْقِهَا وَكَأَنَّ قَدْ كَانَ فَيُغْلِبُهُ الْكِتَابُ فَذَا هُوَ خَائِبٌ وَيَفْعَلُ فَاعِلُ أَفْعَالِ النَّيِّرَانِ فَيَحْسَبُ الْجَبِيرَانِ وَمَنْ طَلَعَ عَلَيْهِ النَّيِّرَانِ

اے اللہ ! ہمارے پروردگار ! اور حمد تیری ذات کے زیادہ لائق ہے بنسبت اس کے جو بندے نے کہا۔ اور ہم سب تیرے بندے ہیں، جو تُو نے عطا فرمایا اُسے کوئی روکنے والے نہیں، اور جسے تُو نے روک دیا اُسے کوئی دینے والا نہیں، اور تیرے فی صلے کو کوئی رد کرنے والا نہیں اور تیرے سامنے کسی تو نگر کی تو نگری اُس کے لیے نافع نہیں، اور تیرے سامنے کسی تو نگر کی تو نگری اس کے لیے نافع نہیں، تیرے لیے ہی حمد ہے اس پر جو تُو نے ہدایت دی، معاف فرمایا، عافیت دی، عطا فرمایا اور والی بنایا، تو برکت والا ہے اور برتر ہے، اے رب کعبہ ! ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں، تیرے درناک عذاب سے تیری ذات کی پناہ مانگتے ہوئے اور اس پر گواہی دیتے ہوئے کہ اللہ برتر و عظیم کی توفیق کے بغیر نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے نہ نیکی کرنے کی قوت تُو عزت والا غالب ہے، کوئی بھاگنے والا تیرے قابو سے باہر نہیں جاسکتا اور جو تُو روک دے کوئی طالب اس کو پا نہیں سکتا تجھ پر کچھ بھی واجب نہیں، تُو نے تقدیریں مقدر فرمائیں اور ادوار کو گردش دی۔ اور جو نے لکھنا تھا کتب تقدیر میں لکھ دیا۔ کوئی آدمی جنتیوں جیسے کام کرتا ہے تو انسانوں اور جنوں میں سے کچھ گمان کرنے والے

گمان کرنے لگتے ہیں کہ عنقریب یہ جنت میں داخل ہو جائے گا گویا کہ ایسا ہو گیا۔ پھر اس پر لکھا ہوا غالب آجاتا ہے تو وہ ناکام ہو جاتا ہے اور کوئی عامل جنمیوں جیسے کام کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے پڑوسی اور دیگر لوگ سمجھنے لگتے کہ عنقریب یہ اُس میں داخل ہوگا اور گویا کہ اس کا وقت قریب ہو چکا ہے، پھر تقدیر اُس کو پالیتی ہے تو وہ تائب ہو جاتا ہے، تو نے اپنی مخلوق میں سے بہترین کو بھیجا جو تیرے افق کا سراج ہے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو تیری طرف سے آسانی اور نرمی کے ساتھ مبعوث ہوئے خوشخبری سناتے، ڈر سناتے، چکا دینے والے چراغ جس کی روشن نے مشرقوں اور مغربوں کو بھر دیا، اس کا نور دور و نزدیک والوں کو عام ہے۔ اور ابو طالب اس کی بارگاہ کے قریب کے باوجود اس کی بارگاہ قرب سے محروم رہے۔ چنانچہ تیری ہی حجت بلند ہے۔ محمد مصطفیٰ آپ کی آل، آپ کے اصحاب، آپ کے اہل خانہ اور آپ کی جماعت پر ایسا پڑھنے والا درود نازل فرما جو تجھے بھی پسند ہو اور انہیں بھی پسند ہو جو درود پڑھنے والے کو ہلاکت سے بچائے اور برکت و سلام نازل فرما ہمیشہ کے لیے۔ اور ہر حمد ہمیشہ ہمیشہ اللہ ہی کے لیے ہے۔ اے بہترین رحم فرمانے والے! ہماری دُعا کو قبول فرما (ت)

سیوردها و کأن قد حان فیدرک القدر فاذا هوتائب
ارسلت خیر خلقک وسراج افقک محمدا المبعوث
بیسرک ورفقک بشیرا و نذیرا و سراجا منیرا ملاً
ضوءه المشارق والمغارب وعم نوره الاباعد والاقارب
وحرم بقرب حضرته من حضره قربه ابوطالب فلک
الحجة السامیة صل علی محمد صلاة نامیة وعلی الہ
وصحبه واهله وحزبه صلاة ترضیک وترضیه وتحفظ
المصلی عما یردیه وبارک وسلم ابدًا ابدًا والحمد للہ
دائمًا سرمدًا امین امین یا ارحم الراحمین!

اس میں شک نہیں کہ ابوطالب تمام عمر حضور سید المرسلین سید الاولین والاخرین سید البرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آل وسلم الی یوم القرار کی حفظ وحمایت وکفایت و نصرت میں مصروف رہے۔ اپنی اولاد سے زیادہ حضور کو عزیز رکھا، اور اس وقت میں ساتھ دیا کہ ایک عالم حضور کا دشمن جاں ہو گیا تھا، اور حضور کی محبت میں اپنے تمام عزیزوں قریبیوں سے مخالفت گوارا کی، سب کو چھوڑ دینا قبول کیا، کوئی دقیقہ غمگساری و جاں نثاری کا نامرعی نہ رکھا، اور یقیناً جانتے تھے کہ حضور افضل المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں، ان پر ایمان لانے میں جنت ابدی اور تکذیب میں جہنم دائمی ہے، بنو ہاشم کو مرتے وقت وصیت کی کہ محمد صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کرو فلاح پاؤ گے، نعت شریف میں قصائد ان سے منقول، اور اُن میں براہ فراست وہ امور ذکر کیے کہ اس وقت تک واقع نہ ہوئے تھے۔ بعد بعثت شریف ان کا ظہور ہوا، یہ سب احوال مطالعہ احادیث و مراجعت کتب سیر سے ظاہر، ایک شعر ان کے قصیدے کا صحیح بخاری شریف میں بھی مروی:

وابيض يستسقى الغمام بوجهه
ثمال اليتامى عصبة للارامل¹

(وہ گورے رنگ والے جن کے رُوئے روشن کے توتل سے مینہ برستا ہے، یتیموں کے جائے پناہ بیواؤں کے نگہبان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ت)

محمد بن اسحاق تابعی صاحب سیر و مغازی نے یہ قصیدہ بتا مہما نقل کیا جس میں ایک سو ۱۱۰ دس بیتیں مدح جلیل و نعت منیع پر مشتمل ہیں۔ شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ، شرح صراطِ مستقیم میں اس قی صدہ کی نسبت فرماتے ہیں:

دلالة صريح داروبر كمال محبت ونهايت نبوت او، انتہی ² ۔	یہ قصیدہ ابوطالب کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کمال محبت اور آپ کی نبوت کی انتہائی معرفت پر دلالت کرتا ہے۔ (ت)

مگر مجر دان امور سے ایمان ثابت نہیں ہوتا۔ کاش یہ افعال و اقوال اُن سے حالت اسلام میں صادر ہوتے تو سیدنا عباس بلکہ ظاہراً سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی افضل قرار پاتے اور افضل الایمان حضور افضل الانام علیہ و علی آلہ و افضل الصلوٰۃ والسلام کلائے جاتے۔ تقدیر الہی نے بر بنائے حکمت کے جسے وہ جانے یا اُس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں گروہِ مسلمین و غلامانِ شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا "فَاعْتَبِرُوا يَا اُولِيَ الْاَبْصَارِ" ³۔ (تو عبرت لو اے نگاہ والو!) صرف معرفت گو کیسی ہی کمال کے ساتھ ہوا ایمان نہیں، دانستن و شناختن اور چیز ہے اور اذعان و گرویدن اور، کم کافر تھے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے پیغمبر ہونے کا یقین نہ تھا "جَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا اَنْفُسُهُمْ" ⁴ (اور ان کے منکر ہوئے اور ان کے دلوں میں ان کا یقین تھا۔ ت) اور علمائے اہل کتاب تو عموماً جزم کلی رکھتے تھے حتیٰ کہ یہ امر ان کے نزدیک کا لعیان سے بھی زائد تھا معائنہ میں بصر غلطی

¹ صحیح البخاری ابواب الاستسقاء باب سوال الناس الامام الاستسقاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۳۷

² شرح سفر السعادة فصل در بیان عیادت بیماراں مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ص ۲۴۹

³ القرآن الکریم ۲/۵۹

⁴ القرآن الکریم ۱۲/۲۷

بھی کرتی ہے اور یہاں کسی طرح کا شبہ و احتمال نہ تھا۔ قال جل وعلا (اللہ جل وعلا نے فرمایا): "يَعْرِفُونَ كَمَا يَعْزِفُونَ أَتْبَاءَهُمْ" ^۱۔ وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے۔ (ت) وقال عز من قائل:

"فَلَبَّاجَاءَهُمْ مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ" ^۲	تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس کے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔ (ت)

وقال جل ذكره:

"يَجِدُونَكَ مَكْنُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ" ^۳	لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں۔ (ت)

بعض کور چشم بد باطن و ہابیہ عصر کہ اس میں کلام کرتے اور کہتے ہیں اگر اہل کتاب کے یہاں حضور کا ذکر رسالت ہوتا تو ایمان کیوں نہ لاتے۔ نصوص قاطعہ سے انکار اور خدا و رسول کی تمذیب اور یہودی و نصاریٰ کی حمایت و تصدیق کرنے والے ہیں۔ اعوذ باللہ من وسواس الشیطان (میں شیطان کے وسوسوں سے پناہ مانگتا ہوں۔ ت) شرح عقائد نفسی میں ہے:

ليست حقيقة التصديق ان تقع في القلب نسبة الصدق الى الخبر والمخبر من غير اذعان وقبول بل هو اذعان وقبول لذلك بحيث يقع عليه اسم التسليم على ما صرح به الامام الغزالي ^۴	حقیقت تصدیق یہ نہیں کہ دل میں خبر یا مخبر کی سچائی کی نسبت واقع ہو جائے بغیر اذعان و قبول کے، بلکہ وہ تو اذعان اور اس طرح قبول کرنا ہے کہ اس پر اسم تسلیم واقع ہو۔ جیسا کہ امام غزالی علیہ الرحمہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ (ت)

اسی میں ہے:

^۱ القرآن الکریم ۱۳۶/۲

^۲ القرآن الکریم ۸۹/۲

^۳ القرآن الکریم ۱۵۷/۷

^۴ شرح عقائد النسفی والایمان فی اللغة التصديق دار الاشاعة العربيه قندهار افغانستان ص ۸۹

بعض قدریہ اس طرف گئے ہیں کہ ایمان فقط معرفت کو کہتے ہیں، اور ہمارے علماء کا اس قول کے فساد پر اجماع ہے، کیونکہ اہل کتاب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کو ایسے پہچانتے تھے جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے تھے، اس معرفت کے باوجود ان کا کفر قطعی ہے کیونکہ وہاں تصدیق نہیں پائی گئی، اور اس لئے بھی کہ بعض کافر یقینی طور پر حق کو پہچانتے تھے اور محض عناد و تکبر کی وجہ سے انکار کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حالانکہ ان کے منکر ہوئے اور ان کے دلوں میں ان کا یقین تھا (ت)	بعض القدریۃ ذهب الی ان الایمان هو المعرفة واطبق علماءنا علی فسادہ لان اهل الكتاب كانوا يعرفون نبوة محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم كما كانوا يعرفون ابناءهم مع القطع بكفرهم لعدم التصديق ولان من الکفار من کان يعرف الحق یقیناً وانما کان ینکر عناداً واستکباراً قال اللہ تعالیٰ وجحدوا بها واستیقنتها انفسهم¹۔

محقق دوانی شرح عقائد عضدی میں فرماتے ہیں:

شہادت (توحید و رسالت کی شہادت) کے دو کلموں کے ساتھ تلفظ کرنا جب کہ اس پر قادر ہو ایمان کی شرط ہے، تو جس نے اس میں کوتاہی کی تو وہ کافر ہے اور دائمی طور پر جہنم میں رہنے والا ہے، اور اذعان و قبول کے بغیر معرفت قلبی اس کو نفع نہیں دے گی۔ کیونکہ بعض کافر ایسے ہیں جو یقینی طور پر حق کو پہچانتے تھے۔ ان کا انکار عناد و تکبر کی وجہ سے تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور ان کے منکر ہوئے حالانکہ ان کے دلوں میں ان کا یقین تھا ظلم اور تکبر کی وجہ سے۔ (ت)	التلفظ بکلمتی الشہادتین مع القدرة علیہ شرط فمن اخل به فهو کافر مخلد فی النار ولا تنفعه المعرفة القلبیۃ من غیر اذعان وقبول فان من الکفار من کان يعرف الحق یقیناً وکان انکاره عناداً واستکباراً كما قال اللہ تعالیٰ "وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا"²۔

¹ شرح عقائد النسفی والایمان لایزید ولا ینقص دار الاشاعت العربیہ قندھار افغانستان ص ۹۳ و ۹۴

² الدوانی العقائد العضدیۃ والکفر عدم الایمان مطبع مہتابی دہلی ص ۱۰۱

آیاتِ قرآنیہ و احادیث صحیحہ متوافرہ متظاہرہ سے ابوطالب کا کفر پر مرنا اور دم واپس ایمان لانے سے انکار کرنا اور عاقبت کار اصحابِ نار سے ہونا ایسے روشن ثبوت سے ثابت جس سے کسی سنی کو مجالِ دم زدن نہیں، ہم یہاں کلام کو سات فصل پر منقسم کریں۔

فصل اول آیاتِ قرآنیہ

آیتِ اولیٰ: قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى (اللَّهُ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔ ت):

اے نبی! تم ہدایت نہیں دیتے جسے دوست رکھو ہاں خدا ہدایت دیتا ہے جسے چاہے وہ خوب جانتا ہے جو راہ پانے والے ہیں۔	"إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ" ①۔

مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت کریمہ ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔ معالم التنزیل میں ہے:

ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔ (ت)	نزول فی ابی طالب ②۔

جلالین میں ہے:

یہ آیت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آپ کے چچا ابو طالب کے ایمان لانے کی حرص میں نازل ہوئی۔ (ت)	نزول فی حرصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی ایمان عبہ ابی طالب ③۔

مدارک التنزیل میں ہے:

زجاج نے کہا کہ مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت کریمہ ابی طالب کے حق میں نازل ہوئی۔ (ت)	قال الزجاج اجمع المفسرون انها نزلت فی ابی طالب ④۔

کشاف ز محشری و تفسیر کبیر میں ہے:

¹ القرآن الکریم ۵۶/۲۸

² معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت آیت ۵۶/۲۸ دارالکتب العلمیہ بیروت ۳/۳۸۷

³ تفسیر جلالین (تفسیر البغوی) تحت آیت ۵۶/۲۸ ص ۳۳۲ المطابع دہلی

⁴ مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) تحت آیت ۵۶/۲۸ دارالکتب العربی بیروت ۳/۲۴۰

قال الزجاج اجمع المسلمون انها نزلت في ابي طالب ¹ ۔	زجاج نے کہا کہ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ یہ آیت کریمہ ابی طالب کے حق میں نازل ہوئی۔ (ت)

امام نووی شرح صحیح مسلم شریف کتاب الایمان میں فرماتے ہیں:

اجمع المفسرون على انما نزلت في ابي طالب وكذا نقل اجمعهم على هذا الزجاج وغيره ² ۔	مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت کریمہ ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی اور جیسا کہ زجاج وغیرہ نے اس پر ان کا اجماع نقل کیا ہے۔ (ت)

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے:

لقوله تعالى في حقه باتفاق المفسرين انك لا تهدي من احببت ³ ۔	اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے جو باتفاق مفسرین اس (ابوطالب) کے بارے میں ہے: اے نبی! تم ہدایت نہیں دیتے جسے دوست رکھو (ت)

حدیث اول: صحیح حدیث میں اس آیہ کریمہ کا سبب نزول یوں مذکور کہ جب حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوطالب سے مرتے وقت کلمہ پڑھنے کو ارشاد فرمایا، صاف انکار کیا اور کھانچے قریش عیب لگائیں گے کہ موت کی سختی سے گھبرا کر مسلمان ہو گیا ورنہ حضور کی خوشی کر دیتا۔ اس پر رب العزت تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اتاری یعنی اے حبیب تم اس کا غم نہ کرو تم اپنا منصب تبلیغ ادا کر چکے ہدایت دینا اور دل میں نور ایمان پیدا کرنا یہ تمہارا فعل نہیں اللہ عزوجل کے اختیار میں ہے اور اسے خوب معلوم ہے کہ کسے یہ دولت دے گا کسے محروم رکھے گا۔

صحیح مسلم شریف کتاب الایمان و جامع ترمذی کتاب التفسیر میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی:

قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لعنه (زاد مسلم في اخرى	ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے فرمایا (مسلم نے

¹ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیہ ۲۸/ ۵۶/ المطبعة البهية مصر ۲/۲۵، تفسیر الکشاف تحت آیہ ۲۸/ ۵۶/ دار الکتب العربی

بیروت ۳/ ۴۲۲

² شرح صحیح مسلم للامام النووی کتاب الایمان باب الدلیل علی صحة الاسلام الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۱

³ مرقاۃ المفاتیح کتاب الفتن باب صفة النار و اهلها تحت حدیث ۵۶۶۸ مکتبہ حبیبہ کوئٹہ ۹/ ۶۳۰

دوسری روایت میں یہ اضافہ کیا کہ بوقت موت فرمایا (لا الہ الا اللہ کہہ دو میں تیرے لئے قیامت کے دن اس کی گواہی دوں گا۔ اس نے جواب دیا: اگر یہ بات نہ ہوئی کہ قریش مجھے عار دلائیں گے کہ موت کی شدت کے باعث مسلمان ہو گیا تو میں آپ کی آنکھ ٹھنڈی کر دیتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ: اے نبی! "تم ہدایت نہیں دیتے جسے دوست رکھو، ہاں خدا ہدایت دیتا ہے جسے چاہے"۔ (ت)	عند الموت قل لا اله الا الله اشهد لك بها يوم القيامة قال لولا ان تعيرني قریش يقولون انما حملہ على ذلك الجزع لا قررت بها عينك فانزل الله عزوجل "اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ" ¹۔

معالم ومدارک و بیضاوی و ارشاد العقل السليم و خازن و فتوحات الہیہ و غیر ہا تفاسیر میں اسی حدیث کا حاصل اس آیت کے نیچے ذکر کیا۔

آیت ۴۸: قال جل جلالہ (اللہ جل جلالہ نے فرمایا):

روا نہیں نبی اور ایمان والوں کو کہ استغفار کریں مشرکوں کے لئے اگرچہ وہ اپنے قرابت والے ہوں بعد اس کے کہ ان پر ظاہر ہو چکا کہ وہ بھڑکتی آگ میں جانیوالے ہیں۔	"مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ" ²۔

یہ آیت کریمہ بھی ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔ تفسیر امام نسفی میں ہے:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ ابوطالب کے لئے استغفار کریں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ "نبی کو یہ روا نہیں"۔ (ت)	هم عليه الصلوة والسلام ان يستغفر لابي طالب فنزل ما كان للنبي ³۔

¹ صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی صحة الاسلام الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۰، جامع الترمذی ابواب التفسیر سورة القصص

این کہنی دہلی ۱۵۰/ ۲

² القرآن الکریم ۱۱۳/ ۹

³ مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) تحت آية ۹/ ۱۱۳ دار الکتب العربی بیروت ۲/ ۱۳۸

جلالین میں ہے:

نزل فی استغفارہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعہ ابی طالب ^۱ ۔	یہ آیت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اپنے چچا ابوطالب کے لیے استغفار کرنے کے بارے میں نازل ہوئی۔ (ت)

امام عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں: قال الواحدی سمعت اباً عثمان الحیری سمعت اباً الحسن بن مقسم سمعت اباً اسحق الزجاج یقول فی هذه الاية اجمع المفسرون انها نزلت فی ابی طالب^۲۔ یعنی واحدی نے اپنی تفسیر میں بسند خود ابواسحاق زجاج سے روایت کی کہ مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے حق میں اُتری۔

اقول: هكذا اثره ههنا والمعروف من الزجاج قوله لهذا فی الاية الاولى كما سمعت والمذكور ههنا فی المعالم وغيره فلیدر اجمع تفسیر الواحدی فلعله اراد اتفاق الاکثرین ولم یلق للخلاف بالالکونه خلاف ما ثبت فی الصحيح۔	میں کہتا ہوں یہاں تو وہ ایسا ہی منقول ہے حالانکہ زجاج کا یہ قول پہلی آیت کے بارے میں معروف ہے جیسا کہ تو سن چکا ہے، اور معالم وغیرہ میں اس مقام پر مذکور ہے کہ آیت کے سبب نزول میں اختلاف ہے چنانچہ تفسیر واحدی کی طرف مراجعت کی جائے ہو سکتا ہے کہ اُس کی مراد اکثر مفسرین کا اتفاق ہو اور اس نے مخالفت کی اس بنیاد پر کوئی پروانہ کی ہو کہ اس کے مخالف ہے جو صحیح میں ثابت ہو چکا ہے۔ (ت)

بیضاوی میں پہلا قول اس آیت کا نزول در بارہ ابی طالب لکھا۔

علامہ شہاب خفاجی اُس کی شرح عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی میں فرماتے ہیں: هو الصحيح فی سبب النزول^۳۔ یعنی یہی صحیح ہے۔ اسی طرح اس کی تصحیح فتوح الغیب وارشاد الساری میں کی ہے اور فرمایا یہی حق ہے۔ کہا سیاتی

^۱ تفسیر جلالین تحت آیت ۹/۱۱۳ ص ۱۶۷ المطابع و ملی ص ۱۶۷

^۲ عمدۃ القاری کتاب الجنائز تحت حدیث ۱۳۶۰ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۷/۲۶۲

^۳ عنایۃ القاضی حاشیۃ الشہاب علی تفسیر البیضاوی تحت الاية ۹/۱۱۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۴/۶۳۸

وہذا التصحیحات ایضاً آیۃ الخلاف کما لیس بخاف۔ (جیسا کہ عنقریب آئے گا اور یہ تصحیحیں بھی مخالفت کی علامت میں جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت)
حدیث دوم: صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن نسائی میں ہے:

واللفظ محمد قال حدثنا محمود فذكر بسنده عن
سعيد بن المسيب عن ابيه رضى الله تعالى عنهما ان
اباطالب لما حضرته الوفاة دخل عليها النبي صلى الله
تعالى عليه وسلم وعنده ابو جهل فقال اى عم قال لا
اله الا الله كلمة احاج لك بها عند الله فقال ابو جهل
وعبدالله بن امية يا اباطالب اترغب عن ملة
عبدالمطلب فلم يزاالا يكلمانه حتى قال اخر شيى
كلهم به على ملة عبدالمطلب (زادالبخارى فى
الجنائز و تفسير سورة القصص كمثل مسلم فى
الايمان وابى ان يقول لا اله الا الله) فقال النبي صلى
الله تعالى عليه وسلم لا ستغفرن لك ما لم انه عنه،
فنزلت "مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا
لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ
أَصْحَابُ

الْجَحِيمِ ۳۷، "وَنَزَلَتْ" إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ" ۱۔	بھڑکتی آگ میں جائیں گے۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔ اے نبی! تم ہدایت نہیں دیتے جسے دوست رکھو۔ (ت)

اس حدیث جلیل سے واضح کہ ابوطالب نے وقت مرگ کلمہ طیبہ سے صاف انکار کر دیا اور ابو جہل لعین کے اغوا سے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد قبول نہ کیا۔ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر بھی وعدہ فرمایا کہ جب تک اللہ عزوجل مجھے منع نہ فرمائے گا میں تیرے لیے استغفار کروں گا۔ مولیٰ سبحنہ و تعالیٰ نے یہ دونوں آیتیں اتاریں اور اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ابوطالب کے لیے استغفار سے منع کیا اور صاف ارشاد فرمایا کہ مشرکوں و وزخیوں کے لیے استغفار جائز نہیں۔

نسأل الله العفو والعافية، أما تزييف الزمخشري نزول الآية فيه بأن موت أبي طالب كان قبل الهجرة وهذا آخر ما نزل بالمدينة ۲، فمردود بما في ارشاد الساري عن الطيبي عن التقريب انه يجوز ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم كان يستغفر لابي طالب الى حين نزولها والتشديد مع الكفار انما ظهر في هذه السورة ۳، قال اعني القسطلاني	ترجمہ ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتے ہیں، رہا زمخشری کا ابوطالب کے بارے میں اس آیت کے نزول کو اس بنیاد پر ضعیف قرار دینا کہ ابوطالب کی موت ہجرت سے پہلے ہوئی، جبکہ یہ آیت کریمہ آخری مرحلہ پر مدینہ منورہ میں نازل ہوئی، تو وہ مردود ہے اس دلیل کی وجہ سے جو ارشاد الساری میں طیبی سے بحوالہ تقریب مذکور ہے کہ ہو سکتا ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ وسلم اس آیت کے نزول تک ابوطالب کے لئے استغفار کرتے رہے ہوں۔ کافروں کے ساتھ

^۱ صحیح البخاری کتاب الجنائز باب اذا قال المشرک عند الموت لا اله الا الله قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۸۱، صحیح البخاری کتاب المناقب باب قصہ ابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۳۸، صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ البراءۃ باب ما کان للنبی والذین آمنوا الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۶۷۵، صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ القصص باب قوله تعالى انک لاتهدی من احببت قدیمی کتب خانہ ۲/ ۷۰۳، صحیح مسلم، کتاب الایمان باب الدلیل علی صحتہ الاسلام من حضر الموت قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۰، سنن النسائی کتاب الجنائز النهی عن الاستغفار للمشرکین نور محمد کارخانہ تجارت کراچی ۱/ ۲۸۶

^۲ الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل تحت آیۃ ۹/ ۱۱۳، مکتبۃ الاعلام الاسلامی فی الحورۃ العلمیۃ قم ایران ۲/ ۳۱۵

^۳ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ توبہ دارالکتب العربیۃ بیروت ۷/ ۱۵۸

شدت پسندی تو اس سورۃ میں ظاہر ہوئی ہے۔ اہ امام قسطلانی نے فرمایا کہ فتوح الغیب میں ہے کہ یہی حق ہے اور اس کے ابوطالب کے بارے میں نزول والی روایت ہی صحیح ہے اہ امام رازی نے تفسیر کبیر میں یونہی زمخشری کا رد کیا ہے، اور علامہ خفاجی نے عنایۃ القاضی میں تقریب کا کلام نقل کرنے کے بعد کہا کہ بعد والے تمام شارحین نے اس پر اعتماد کیا ہے اور یہ حدیث میں وارد راوی کے قول فزلت کے منافی نہیں اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نزول آیت تک ابوطالب کے لیے استغفار میں استمرار فرمایا یا اس لیے کہ فاء سببیت کے لیے ہے نہ کہ تعقیب کے لیے اھ (ت)

میں کہتا ہوں کہ استغفار کے استمرار و دوام پر دلیل سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ میں تیرے لیے ضرور استغفار کروں گا جب تک مجھے منع نہ کیا گیا۔ لہذا یہ مقام جزم ہے نہ کہ مقام تجویز و تائید، علاوہ ازیں امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے کتاب الاتقان میں یہ بیان کرنے کے لیے ایک فصل قائم فرمائی ہے کہ مکی

قال في فتوح الغيب وهذا هو الحق ورواية نزولها في ابي طالب هي الصحيحة¹ اهو كذا رده الامام الرازي في الكبير وقال العلامة الخفاجي في عناية القاضي بعد نقل كلام التقريب اعتمد من بعده من الشراح ولا ينافيه قوله في الحديث فنزلت لامتناد استغفاره له الى نزولها اولان الفاء للسببية بدون تعقيب² اھ

اقول: والدليل على الاستمرار واستدامة الاستغفار قول سيد الابرار صلي الله تعالى عليه وسلم لا استغفرن لك ما لم انه عنه³ فهذا مقام الجزم دون التجويز والاستظهار، علا ان الامام الجليل جلال السيوطي في كتاب الاتقان⁴ عقد فصلا للبيان

¹ ارشاد الساري شرح صحيح البخاري كتاب التفسير سورة توبه دار الكتاب العربي بيروت ۱۵۸/ ۷

² عناية القاضي حاشية الشهاب على تفسير البيضاوي تحت آية ۱۱۳/ ۹ دار الكتب العلمية بيروت ۲/ ۲۴۸

³ صحيح البخاري كتاب المناقب باب قصه ابي طالب ۵۴۸/ ۱ و سورة التوبة ۲/ ۶۷ و سورة القصص ۲/ ۷۰۳، صحيح مسلم كتاب الايمان

باب الدليل على صحة الاسلام من حضر الموت الخ قديمي كتب خانہ کراچی ۴۰/ ۱

⁴ الاتقان في علوم القرآن فصل في ذكر ما استثنى من المكي والمديني دار الكتاب العربي بيروت ۱/ ۷۳

سورتوں کی کون سی آیات مدینہ میں نازل ہوئی ہیں اور اس کے برعکس (یعنی مدنی سورتوں کی کون سی آیات مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہیں) اور اس میں بعض مفسرین کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ آیت کریمہ ماکان للنبی مکی ہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بارے میں نازل ہوئی جو آپ نے ابو طالب سے فرمایا کہ جب تک مجھے منع نہ کیا گیا میں تیرے لیے استغفار کروں گا اور امام سیوطی نے اس کو برقرار رکھا اس بنیاد پر تو اشکال سرے سے ہی دفع ہو جائے گا۔ پھر کتاب التفسیر میں بخاری کے لفظ یہ ہیں کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، حافظ نے فتح الباری میں کہا روایت تفسیر کی بنیاد پر ظاہر یہ ہے کہ اس کا نزول سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد مذکور سے کچھ مدت کے بعد ہوا۔ یہ بھی سرے سے شبہ کا ازالہ کر دیتا ہے، علامہ زرقانی نے شرح مواہب میں ان دونوں کا افادہ فرمایا، اس لمبی اور مختصر گفتگو کے بعد جب حدیث صحیح نے ابو طالب کے بارے میں نزول آیت کی تصریح کر دی تو خواہشات کے ساتھ صحیح حدیثوں کو کیسے رد کیا جاسکتا ہے۔ (ت)	ما نزل من آیات السور المکیة بالمدينة وبالعکس وذكر فيه عن بعضهم ان آية ماکان للنبي آية مکیة نزلت في قوله صلى الله تعالى عليه وسلم لا بی طالب لا ستغفرن لك ما لم انه عنه واقره¹ عليه فعلی هذا یزهد الاشکال من راسه ثم ان لفظ البخاری فی کتاب التفسیر فانزل الله بعد ذلك قال الحافظ فی فتح الباری الظاهر نزولها بعده بمدة الرواية التفسیر² اه وهذا یطیع الشبهة من راسها افاد هذین العلامة الزرقانی فی شرح المواہب وبعد اللتیا والقی اذ قد افصح الحدیث الصحیح بنزولها فیہ فکیف ترد الصحاح بالهوسات۔

آیت ثالثہ: قال عز مجده (الله عز مجده نے فرمایا۔ ت):

وہ اس نبی سے اوروں کو روکتے اور باز رکھتے ہیں اور خود اس پر ایمان لانے سے بچتے اور دور رہتے	"وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْتَوْنَ عَنْهُ وَإِنْ يُهْلِكُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَ"

¹ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیة ذکر وفاة خدیجة وابی طالب دار المعرفہ بیروت ۱/ ۲۹۳

² شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیة ذکر وفاة خدیجة وابی طالب دار المعرفہ بیروت ۱/ ۲۹۳

ہیں اور اس کے باعث وہ خود اپنی ہی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں اور انہیں شعور نہیں۔	مَا يَشْعُرُونَ ﴿٣١﴾ ^۱

یعنی جان بوجھ کر جو بے شعوروں کے سے کام کرے اس سے بڑھ کر بے شعور کون۔ سلطان المفسرین سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کے تمیز رشید سیدنا امام اعظم کے استاد مجید امام عطاء بن ابی رباح و مقاتل وغیرہم مفسرین فرماتے ہیں، یہ آیت ابوطالب کے باب میں اُتری۔ تفسیر امام بغوی محی السنہ میں ہے:

ابن عباس و مقاتل نے فرمایا کہ یہ آیت ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی، وہ لوگوں کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تکلفی دینے سے روکتا تھا اور انہیں منع کرتا تھا اور خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے دور رہتا۔ (ت)	قال ابن عباس و مقاتل نزلت في ابي طالب كان ينهى الناس عن اذى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ويمنعهم وينأى عن الايمان به اى يبعد ^۲

انوار التنزيل میں ہے:

وہ لوگوں کو رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تعاقب کرنے سے روکتے اور خود آپ سے دور رہتے چنانچہ آپ پر ایمان نہیں لاتے جیسے ابوطالب (ت)	ينهون عن التعرض الرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وينأون عنه فلا يؤمنون به كابي طالب ^۳

حدیث سوم: فریابی اور عبدالرزاق اپنے مصنف اور سعید بن منصور سنن میں اور عبد بن حمید اور ابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم و طبرانی و ابوالشیخ وابن مردویہ اور حاکم مستدرک میں بافادہ تصحیح اور بیہقی دلائل النبوة میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی تفسیر میں راوی:

یعنی یہ آیت ابوطالب کے بارے میں اُتری کہ وہ کافروں کو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی	قال نزلت في ابي طالب كان ينهى عن المشركين ان يؤذوا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم

^۱ القرآن الکریم ۲۶/۲

^۲ معالم التنزيل (تفسیر بغوی) تحت آية ۲۶/۲ دار الکتب بیروت ۷۵/۲

^۳ انوار التنزيل (تفسیر البيضاوی) تحت آية ۲۶/۲ دار الفكر بیروت ۳۰۱/۲

یتباعد عما جاء به^۱۔

ایذا سے منع کرتے باز رکھتے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے دور رہتے۔

مفتاح الغیب میں فرمایا اس میں دو قول ہیں ان میں سے بعض نے کہا مراد یہ ہے کہ وہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق اور آپ کی رسالت کے اقرار سے روکتے ہیں جب کہ عطاء اور مقاتل نے کہا کہ وہ یہ آیت کریمہ ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی وہ قریش کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایذا رسانی سے روکتے تھے پھر خود آپ سے دور رہتے اور دین میں آپ کی اتباع نہیں کرتے تھے، قول اول دو وجہ سے زیادہ مناسب ہے۔ وجہ اول: یہ ہے کہ اس آیت کریمہ سے ماقبل والی تمام آیت قریش کے طریقہ کی مذمت کا تقاضا کرتی ہیں۔ اسی طرح یہ اللہ تعالیٰ کا قول وہم ینہون عنہ (یعنی وہ اس سے روکتے ہیں) بھی امر مذموم پر محمول ہونا چاہیے اگر ہم اس کو اس معنی پر محمول کریں کہ ابو طالب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایذا رسانی سے روکتے تھے تو یہ نظم مذکور حاصل نہ ہوگا۔ وجہ ثانی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد فرمایا ہے کہ وہ خود اپنی ہی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں۔ اس سے مراد وہی ہے جس کا پہلا ذکر ہو چکا ہے۔

قال في مفاتيح الغيب فيه قولان منهم من قال المراد انهم ينهون عن التصديق نبوته والاقرار برسالته وقال عطاء ومقاتل نزلت في ابي طالب كان ينهى قریشا عن اذاء النبي عليه الصلوة والسلام ثم يتباعد عنه ولا يتبعه على دينه، والقول الاول اشبه لوجهين الاول ان جميع الايات المتقدمة على هذه الاية تقتضي ذم طريقتهم فلذلك قوله وهم ينهون عنه ينبغي ان يكون محمولا على امر مذموم فلو حملناه على ان ابا طالب كان ينهى عن اذاءه لما ح صل هذا النظم، والثاني انه تعالى قال بعد ذلك "وان يهلكون الا انفسهم" يعني به ما تقدم ذكره ولا يليق ذلك ان يكون المراد من قوله "وهم ينهون عنه" النهي

^۱ الدر المنثور بحواله القرطبي و عبد الرزاق وغيره تحت آية ۶/ ۲۶ دار احیاء التراث العربی ۳/ ۲۳، جامع البیان (تفسیر طبری) تحت آية ۶/ ۲۶ دار احیاء التراث العربی بیروت ۷/ ۲۰۲، دلائل النبوة للبيهقي جامع ابواب المبعث باب وفاة ابي طالب، دار الكتب العلمية بیروت ۲/ ۳۴۰، تفسیر ابن ابی حاتم تحت آية ۶/ ۲۶ مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکرمہ ریاض ۴/ ۱۲۷

عن اذیتہ لان ذلك حسن لا یوجب الهلاك^۱ اھ

اور یہ مناسب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "اور وہ اس سے روکتے ہیں" سے مراد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایذا رسانی سے روکنا ہو اس لیے کہ یہ تو حسن ہے جو موجب ہلاکت نہیں ہوتا اھ (ت)

میں کہتا ہوں اصل مذمت تو نائی یعنی دور رہنے کی وجہ سے ہے جو نبی کے سبب سے شدید ہو گئی، کیونکہ علم کے بعد گناہ اس گناہ سے زیادہ شدید ہو جاتا ہے جو زمانہ جہالت میں کیا گیا ہو۔ چنانچہ نبی کا یہاں ذکر اس شدت و عظمت کے اظہار کے لیے جو اس سے ملحق گناہ اور بوجھ سے متعلق ہوتی ہے کیونکہ علم اللہ تعالیٰ کی حجت ہے تیرے حق میں اور تیرے خلاف کیا تو ابوطالب کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو نہیں دیکھا دیکھا کہ اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوتا۔ جیسا کہ عنقریب آئے گا ابوطالب کی طرف سے تمام عمر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت نہ ہوتی تو ابوطالب جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوتے کیونکہ کمال معرفت کے باوجود نے انہوں سے انکار کیا۔

اقول: اصل الذم النسائی وقد تشدد بالنهي فان الذنب بعد العلم اشد منه حين الجهل فذكر النهي لا بآنة شدة ما يلحقه من الذم في ذلك و عظمة ما يعتریه من الوزر فيما هنالك فان العلم حجة الله مالک و عليك الا تری الى قوله صلى الله تعالى عليه وسلم في ابی طالب ولولا انا لكان في الدرك الاسفل من النار^۲ کما سیأتی مع ما علم من حمایتہ و کفالتہ و نصرته و محبتہ للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم طول عمره فانما کادیکون في الدرك الاسفل لولا شفاعة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لما ابی الايمان مع کما العرفان فالایة

^۱ مفاتیح الغیب (تفسیر کبیر) تحت آلیہ ۲۶/۶ المطبعة البهية مصر ۱۲/۱۹

^۲ صحیح البخاری مناقب الانصار باب قصه ابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۳۸، صحیح مسلم باب شفاعة النبي صلى الله تعالى عليه

وسلم لابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۵

علی وزان قوله تعالیٰ "أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ
أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ" ①۔

فذكر في سياق الذم امرهم بالبر وتلاوتهم الكتاب
وانما القصد الى وتلاوتهم الكتاب وانما القصد الى
نسيانهم انفسهم وذكر هذين للتسجيل بل قال

جل ذكره: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ②

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ" ②۔ فشد

النكير على القول من دون عمل وان كان القول خيرا

في نفسه قال في معالم التنزيل: قال المفسرون ان

المؤمنين قالوا لو نعلم اى الاعمال احب الى الله

عز وجل لعلمناه ولبذلنا فيه اموالنا وانفسنا فانزل

عز وجل ان الله يحب الذين يقاتلون في سبيله

صفا فابتلوا بذلك يوم احد فولوا مدبرين فانزل الله

تعالى: لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ③۔ اه وبه ينحل الوجهان

لن انصف لاجرم ان قال الخفاجي

چنانچہ آیت مذکورہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرف پر ہے
کہ کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنے جان کو کو
بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

ان کے نیکی کا حکم دینے اور کتاب پڑھنے کو مذمت کے سیاق
میں ذکر کیا۔ مقصود تو ان کا اپنی جانوں کو بھلانا ہے اور ان
دونوں باتوں کا ذکر بطور تمہید ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے۔ کیسی سخت

ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو۔ تو یہاں پر قول

بلا عمل پر سخت نفرت کا اظہار فرمایا اگرچہ فی نفسہ قول اچھا ہو۔

معالم التنزیل میں کہا کہ مفسرین نے فرمایا کہ مومنوں نے

کہا اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب

ترین عمل کون سا ہے تو ہم اس کو ضرور کریں گے اور اس

میں اپنے مال و جان قربان کر دیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ

آیت نازل فرمائی کہ بے شک اللہ دوست رکھتا ہے انہیں جو

اس کی راہ میں لڑتے ہیں پر اباندھ کر پھر غزوہ احد میں انہیں

اس میں مبتلا کر دیا گیا تو پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے تو اللہ تعالیٰ

نے یہ آیت نازل فرمائی کہ کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے

ہو۔ اور اس سے منصف کے لیے دونوں وجہیں کھل

گئیں۔ علامہ خفاجی نے

¹ القرآن الکریم ۲/۲۴

² القرآن الکریم ۲/۳۰۲

³ معالم التنزیل (تفسیر بغوی) تحت آیت ۲/۲۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳۰۷

فی العناية بعد نقله كلام الامام فيه نظر اه^۱۔ بالجملة فعطاء اعلم منا ومنكم بالساليب القرآن ونظمه فضلا عن هذا الحبر العظيم الذي قد فاق اكثر الامة في علم القرآن وفهمه والله تعالى اعلم۔	عناية میں امام کا کلام نقل کرنے کے بعد کہا۔ اس میں نظر ہے۔ اھ خلاصہ یہ کہ عطاء قرآن مجید کے اسالیب و نظم کو ہم سے اور تم سے زیادہ جاننے والا ہے۔ چہ جائیکہ یہ عظیم عالم متبحر جو قرآن مجید کے علم و فہم میں اکثر امت پر فوقیت رکھتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

فصل دوم۔۔۔۔۔ احادیث

حدیث چہارم: صحیحین و مسند امام احمد میں حضرت سیدنا عباس عم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے۔

انه قال للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم ما اغنيت عن عمك فوالله كان يحوطك ويغضب لك قال هو في ضحضاح من نار ولولا انا لكان في الدرك الاسفل من النار^۲۔ وفي رواية وجدته غمرات من النار فاخرجته الى ضحضاح^۳۔	یعنی انہوں نے خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کی حضور نے اپنے چچا ابوطالب کو کیا نفع دیا؟ خدا کی قسم وہ حضور کی حمایت کرتا اور حضور کے لیے لوگوں سے لڑتا جھگڑتا تھا۔ فرمایا میں نے اسے سراپا آگ میں ڈوبا ہوا پایا تو اُسے کھینچ کر پاؤں تک آگ میں کر دیا اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں ہوتا۔

امام ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں:

يؤيد الخصوصية انه بعد ان امتنع	یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیت سے

^۱ عناية القاضي حاشية الشهاب على تفسير البيضاوي تحت الآية ۲/ ۲۶ دار الكتب العلمية بيروت ۴/ ۲۵

^۲ صحيح البخاري كتاب المناقب باب قصة ابي طالب قديمي كتب خانہ کراچی ۱/ ۵۳۸ و صحيح البخاري كتاب الادب باب كنية المشرك قديمي
كتب خانہ کراچی ۲/ ۹۱۷ صحيح مسلم كتاب الايمان باب شفاعاة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم لابي طالب قديمي كتب خانہ کراچی ۱/ ۱۱۵،

مسند احمد بن حنبل عن العباس المكتبة الاسلامي بيروت ۱/ ۲۰۷ و ۲۱۰

^۳ صحيح مسلم كتاب الايمان باب شفاعاة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم لابي طالب ۱/ ۱۱۵

شفع له حتی خفف له العذاب بالنسبة لغيره ^۱ ۔	ہوا کہ ابوطالب نے بآئکہ ایمان لانے سے انکار کیا پھر بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت نے اتنا کام دیا کہ بہ نسبت باقی کافروں کے عذاب ہلکا ہو گیا۔

حدیث پنجم: صحیحین و مسند امام احمد میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذکر عندہ عبہ ابوطالب فقال لعلہ تنفعہ شفاعتی یوم القیمة فیجعل فی ضحضاح من النار یبلغ کعبیہ یغلی منہ دماغہ ^۲ ۔	یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ابوطالب کا ذکر آیا فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ روز قیامت میری شاعت اسے یہ نفع دے گی کہ جہنم میں پاؤں تک کی آگ میں کر دیا جائے گا جو اس کے ٹخنوں تک ہو گی جس سے اس کا دماغ جوش مارے گا۔

یونس بکر بکیر نے حدیث محمد بن اسحق سے یوں روایت کیا: یعلیٰ منہ دماغہ حتی یسیل علی قدمیہ^۳۔ اس کا بھیجا ابل کر پاؤں پر گرے گا۔ عمدۃ القاری وارشاد الساری شروح صحیح بخاری و مواہب الدنیاء وغیرہا میں امام سہیلی سے منقول:

الحکمة فیہ ان اباطالب کان تابعاً لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لجملة الا انه استمر ثابت القدم علی دین قومہ فسلط العذاب علی قدمیہ خاصة لتثبیتہ ایاہما علی دین قومہ ^۴ ۔	یعنی ابوطالب کے پاؤں تک آگ رہنے میں حکمت یہ ہے کہ اللہ عزوجل جزا ہمشکل عمل دیتا ہے ابوطالب کا سارا بدن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت میں صرف رہا، ملت کفر پر ثابت قدمی نے پاؤں پر عذاب مسلط کیا۔

^۱فتح الباری شرح صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة القصص باب قوله انک لاتهدی مصطفیٰ البابی مصر ۱۰/ ۱۲۳

^۲مسند احمد بن حنبل عن ابی سعید الخدری المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۵۰، صحیح البخاری کتاب مناقب الانصار باب قصہ ابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۲۸/۱

^۳المواہب اللدنیۃ بحوالہ ابن اسحق ۲۶۳/۱ وارشاد الساری بحوالہ ابن اسحق تحت الحدیث ۳۸۸۵/۸ ۳۵۱/۸

^۴عمدة القادری شرح صحیح البخاری مناقب الانصار باب قصہ ابی طالب حدیث ۳۸۸۵ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۷/ ۲۴، ارشاد الساری بحوالہ السہیلی تحت الحدیث ۳۸۸۵، ۳۵۱/۸ و المواہب اللدنیۃ بحوالہ السہیلی ۲۶۳/۱

اسی طرح تیسرے شرح جامع صغیر وغیرہ میں ہے۔

حدیث ہشتم: بزار والی علی وابن عدی وتمام حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

قیل للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هل نفعت ابا طالب قال اخرجته من غمرة جهنم الى ضحضاح منها ^۱ ۔	یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی حضور نے ابوطالب کو کچھ نفع دیا۔ فرمایا میں نے اسے دوزخ کے غرق سے پاؤں کی آگ میں کھینچ لیا۔

امام عینی عمدہ میں فرماتے ہیں۔

فان قلت اعمال الكفرة هباء منثور الا فائدة فيها قلت هذا النفع من بركة رسول الله صلى الله عليه وسلم وخصائصه ^۲ ۔	اس کا بھی وہی مطلب ہے کہ ابوطالب کو یہ نفع ملنا صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے ہے ورنہ کافروں کے اعمال تو غبار ہیں ہوا پر اڑائے ہوئے۔

حدیث ہفتم: طبرانی حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

ان الحارث بن هشام اتى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يوم حجة الوداع فقال يا رسول الله انى كنت على صلة الرحم والاحسان الى الجار واياواء اليتيم واطعام الضيف واطعام المسكين وكل هذا قدن كما يفعل هاشم بن المغيرة فما ظنك به يا رسول الله فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كل قبر اى لا يشهد صاحبه ان لا اله الا الله فهو جذوة من النار، و قد وجدت	یعنی حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ نے روز حجۃ الوداع حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی۔ یا رسول اللہ! میں ان باتوں پر عمل کرتا ہوں۔ رشتہ داروں سے نیک سلوک، ہمسایہ سے اچھا برتاؤ، یتیم کو جگہ دینا، مہمان کو مہمانی دینا، محتاج کو کھانا کھلانا اور میرا باپ ہشام یہ سب کام کرتا تھا تو حضور کا اس کی نسبت کیا گمان ہے؟ فرمایا جو قبر بنے جس کا مردہ لا الہ الا اللہ نہ مانتا ہو وہ دوزخ کا انگارہ ہے میں نے خود اپنے چچا ابوطالب کو

^۱ مسند ابویعلیٰ الموصلی عن مسند جابر بن عبد اللہ حدیث ۲۰۴۳ موسسة علوم القرآن بیروت ۲/۳۹۹

^۲ عمدة القاری کتاب مناقب الانصار تحت الحدیث ۳۸۸۳، دار الکتب العلمیہ ۱۷/۲۳

عسی اباطالب فی طمطم من النار فاخرجه الله لمكانه منی واحسانه الی فجعله فی ضحضاح من النار ^۱ ۔	سر سے اونچی آگ میں پایا، میری قربت و خدمت کے باعث اللہ تعالیٰ نے اُسے وہاں سے نکال کر پاؤں تک آگ میں کر دیا۔

مجمع بخار الانوار میں بلامت کاف امام کرمانی شارح بخاری سے منقول:

نفع اباطالب اعمالہ ببرکتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وان کان اعمال الکفرة هباء منثوراً ^۲ ۔	یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے ابوطالب کے اعمال نفع دے گئے ورنہ کافروں کے کام تو زبرے برباد ہوتے ہیں۔

حدیث ہشتم: امام احمد مسند اور امام بخاری و مسلم اپنی صحاح میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اهون اهل النار عذاباً ابوطالب وهو منتعل بنعلین من نار یغلی منہا دماغه ^۳ ۔	بے شک دوزخیوں میں سب سے کم عذاب ابوطالب پر ہے وہ آگ کے دو جوتے پہنے ہوئے ہے جس سے اس کا دماغ کھولتا ہے۔

نیز صحیحین میں نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان اھون اھل النار عذاباً من لہ نعلان و شراکان من نار یغلی منہا دماغه کما یغلی المرجل ما یزی ان احد الشد منہ عذاباً وانہ لاهونھم عذاباً ^۴ ۔	دوزخ میں سب سے ہلکے عذاب والا وہ ہے جسے آگ کے دو جوتے اور دو تسمے پہنائے جائیں گے جن سے اس کا دماغ دیگ کی طرح جوش مارے گا وہ یہ سمجھے گا کہ سب سے زیادہ سخت عذاب اسی پر ہے حالانکہ اس پر سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔

اسی حدیث میں امام احمد کی روایت یوں ہے:

^۱ المعجم الكبير عن ام سلم حدیث ۹۷۲ المكتبة الفی صلیة بیروت ۲۳/ ۲۰۵، المعجم الاوسط حدیث ۳۸۵، مکتبۃ المعارف ریاض ۸/ ۱۹۰

^۲ مجمع بحار الانوار

^۳ صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۱۱۵

^۴ صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لابی طالب الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۵/۱

یوضع فی اخص قدمیه جبرتان یغلی منہما دماغہ ^۱ ۔	اس کے تلوؤں میں انگارے رکھے جائیں گے جس سے بھیجا اُلے گا۔

اور صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

یقول اللہ لاہون اهل النار عذاباً یوم القیمة لو ان لك ما فی الارض من شیء اکت تفتدی به فیقول نعم فیقول اردت منك اھون من هذا وانت فی صلب آدم ان لا تشرك لی شیئاً فابیته ان لا تشرك بی ^۲ ۔	دوزخیوں میں سب سے ہلکے عذاب والے سے اللہ عزوجل فرمائے گا تمام زمین میں جو کچھ ہے اگر تیری ملک ہوتا تو کیا اسے اپنے فدیہ میں دے کر عذاب سے نجات مانگنے پر راضی ہوگا؟ وہ عرض کرے گا ہاں فرمائے گا میں نے تو تجھ سے روزِ میثاق جب کہ تو پشت آدم میں تھا اس سے بھی ہلکی اور آسان بات چاہی تھی کہ کسی کو میرا شریک نہ کرنا مگر تو نے نہ مانا بغیر میرا شریک ٹھہرائے ہوئے۔

اس حدیث سے بھی ابوطالب کا شرک پر مرنا ثابت ہے۔ کتاب الخمیس فی احوال النفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے:

قبل ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسح ابا طالب بعد موته وانسی تحت قدمیه ولذا ینتعل بنعلین من النار ^۳ ۔	یعنی کہا گیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد مرگ ابوطالب کے بدن پر دستِ اقدس پھیر دیا تھا مگر تلوؤں پر ہاتھ پھیرنا یاد نہ رہا اس لیے ابوطالب کو روزِ قیامت آگ کے دو جوتے پہنائے جائیں گے۔ (باقی جسم بہ برکتِ دستِ اقدس محفوظ رہے گا۔)

حدیث نم: امام شافعی و امام احمد و امام اسحق بن راہویہ و ابوداؤد و طیالسی اپنی مسانید اور ابن سعد

^۱ مسند احمد بن حنبل عن نعمان بن بشیر المکتب الاسلامی بیروت ۴/۲۷۷

^۲ صحیح البخاری کتاب الرقاق باب صفة الجنة والنار قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۹۷۰، صحیح مسلم کتاب صفة المنافقین باب فی الکفار

قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۳۷۴، مشکوٰۃ المصابیح باب صفة النار واهلها الفصل الاول قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۵۰۲

^۳ تاریخ الخمیس فی احوال النفس نفیس وفاتہ ابی طالب موسسة شعبان بیروت ۱/۳۰۰

طبقات اور ابو بکر بن ابی شیبہ مصنف اور ابو داؤد و نسائی سنن اور ابن خزیمہ اپنی صحیح اور ابن الجارود منتقی اور مروزی کتاب الجنائز اور نزار وابویعلیٰ مسانید اور بیہقی سنن میں بطریق عدیدہ حضرت سیدنا امیر المومنین مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی:

قال قلت للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم ان عمك الشيخ الضال قدمات قال اذهب فوار اباك ¹ ۔	یعنی میں نے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی: یا رسول اللہ! حضور کا چچا وہ بڑھا گمراہ مر گیا، جا، اسے دبا آ۔

ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے مولا علی نے عرض کی:

ان عمك الشيخ الكافر قدمات فما تری فيه قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اری ان تغسله وامره بالغسل ²	حضور کا چچا وہ بڑھا کافر مر گیا اس کے بارے میں حضور کی کیا رائے ہے یعنی غسل وغیرہ دیا جائے یا نہیں؟ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نہلا کر دبا دو۔

امام شافعی کی روایت میں ہے:

فقلت یا رسول الله انه مات مشركا قال اذهب فواره ³ ۔	میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ تو مشرک مرا، فرمایا: جاؤ، دباؤ۔

امام الانمہ ابن خزیمہ نے فرمایا: حدیث صحیح ہے۔ امام حافظ الشان اصابہ فی تمییز الصحابہ میں فرماتے ہیں: صححہ ابن خزیمہ⁴۔ (ابن خزیمہ نے اس کی تصحیح کی ہے۔ ت)

¹ نصب الراية بحواله الشافعي واسحق بن راويه واى داؤد الطيالسى وغيرهم كتاب الصلوة فصل فى الصلوة على الميت الحديث الحادى العشر النورية الرضوية پبلشنگ کمپنی لاہور ۲/ ۲۸۹ و ۲۹۰، سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب الرجل يموت له قرابة مشرك آفتاب عالم پریس ۱۰۲/۲، مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۱۲۹ و ۱۳۰، السنن الکبریٰ کتاب الجنائز باب المسلم یغسل ذاقرا بته دارصادر بیروت ۳/ ۳۵۸

² المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الجنائز باب فى الرجل يموت له قرابة المشرك ادارة القرآن کراچی ۳/ ۳۸۸

³ نصف الراية بحواله الشافعي كتاب الصلوة فصل فى الصلوة على الميت النورية الرضوية الخ ۳/ ۲۹۰

⁴ الاصابة فى تمییز الصحابة حرف الطاء ابوطالب دارصادر بیروت ۴/ ۱۱۷

اس حدیث جلیل کو دیکھئے ابوطالب کے مرنے پر خود امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں کہ حضور کا وہ گمراہ کافر چچا مر گیا۔ حضور اس پر انکار نہیں فرماتے نہ خود جنازے میں تشریف لے جاتے ہیں۔ ابوطالب کی بی بی امیر المومنین کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب انتقال کیا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی چادر و قمیص مبارک میں انہیں کفن دیا۔ اپنے دست مبارک سے لحد کھودی، اپنے دست مبارک سے مٹی نکالی، پھر ان کے دفن سے پہلے خود ان کی قبر مبارک میں لیٹے اور دعا کی:

اللہ الذی یحیی ویبیت وهو حی لا یموت اغفر لأمی فاطمة بنت اسد و وسّع علیہا مدخلها بحق نبیک و الانبیاء الذین من قبل. فأنتک ارحم الراحمین رواه الطبرانی ^۱ فی الکبیر والاوسط وابن حبان والحاکم وصححه وابونعیم فی الحلیة عن انس ونحوه ابن ابی شیبہ عن جابر والشیرازی فی اللقب وابن عبد البر وابونعیم فی المعرفة، والدیلمی بسند حسن عن ابن عباس وابن عساکر عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔	اللہ جلاتا ہے اور مارتا ہے اور خود زندہ ہے کہ کبھی نہ مرے گا، میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اُن کی قبر وسیع کر صدقہ اپنے نبی کا اور مجھ سے پہلے انبیاء کا، تو سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔ (روایت کیا اس کو طبرانی نے کبیر و اوسط میں، ابن حبان نے حاکم نے اور اس نے اس کی تصحیح کی، ابونعیم نے حلیہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، اور اس کی مثل ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، شیرازی نے القاب میں، ابن عبد البر نے، ابونعیم نے معرفہ میں، ویلمی نے سند حسن کے ساتھ ابن عباس سے اور ابن عساکر نے حضرت علی سے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ ت)

کاش ابوطالب مسلمان ہوتے تو کیا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن کے جنازہ میں تشریف نہ لے جاتے۔ صرف اتنے ہی ارشاد پر قناعت فرماتے کہ جاؤ اسے دباؤ آوا میر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی قوت ایمان دیکھئے کہ خاص اپنے باپ نے انتقال کیا ہے اور خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غسل کا فتویٰ دے رہے ہیں، اور یہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ! وہ تو مشرک مرا۔ ایمان ان بندگانِ خدا کے تھے کہ اللہ و رسول کے مقابلہ میں باپ بیٹے کسی سے کچھ علاقہ نہ تھا، اللہ و رسول کے مخالفوں کے دشمن تھے اگرچہ وہ اپنا جگر ہو، دوستانِ خدا و

^۱ مجمع الزوائد کتاب المناقب باب مناقب بنت اسد دار الکتب بیروت ۹/ ۲۵۷، کنز العمال حدیث ۳۴۲۸ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۲/ ۱۴

رسول کے دوست تھے اگرچہ اُن سے دنیوی ضرر ہو۔

یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے انکی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں، ان میں ہمیشہ رہیں۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ یہ اللہ کی جماعت ہے، سنتا ہے اللہ کی جماعت ہی کامیاب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے صدقے میں ان میں سے کردے۔ بے شک وہ ہی بہت بخشے والا مہربان ہے، اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا، اور درود نازل فرمائے اللہ تعالیٰ ہمارے آقا محمد مصطفیٰ! آپ کی آل اور آپ کے تمام صحابہ پر، اے اللہ! ہماری دعا قبول فرما! (ت)	"أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ وَ يُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ سَرَفَهُ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَاضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٠﴾"۔ جعلنا الله منهم بهم ولهم بفضل رحمة بهم انه هو الغفور الرحيم، والحمد لله رب العالمين وصلى الله تعالى عليه سيدنا ومولينا محمد وله واصحابه اجمعين آمين۔

حدیث دہم: بخاری و مسلم اپنی صحاح اور ابن ماجہ اپنی سنن اور طحاوی شرح معانی الآثار اور اسماعیلی مستخرج علی صحیح البخاری میں بطریق امام علی بن حسین زین العابدین عن عمرو بن عثمان الغنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سیدنا سامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

یعنی انہوں نے خدمت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کی کہ یا رسول اللہ! حضور کل مکہ معظمہ میں اپنے محلے کے کون سے مکان میں نزول اجلال فرمائیں گے۔ فرمایا، کیا ہمارے لیے عقیل نے کوئی محلہ یا مکان چھوڑ دیا ہے۔ امام زین العابدین نے فرمایا: ہوا یہ تھا کہ ابوطالب کا ترکہ عقیل اور طالب نے پایا، اور جعفر و علی	انه قال يا رسول الله اين تنزل في دارك بمكة فقال و هل ترك عقيل من ربا ع او دور وكان عقيل ورث ابا طالب هو وطالب ولم يرثه جعفر ولا علي رضي الله تعالى عنهما شيئا لانهما كان مسلمين وكان عقيل و طالب كافرين فكان عمرين الخطاب رضي الله تعالى عنه يقول لا يرث

رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کچھ نہ ملا۔ یہ دونوں حضرات وقت موت ابی طالب مسلمان تھے اور طالب کافر تھا اور عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے۔ اسی بناء پر امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ کافر کا ترکہ مسلمان کو نہیں پہنچتا۔ تنبیہ: اس میں شک نہیں کہ اس قول اور عقیل وارث ہوا ابو طالب کا حدیث میں داخل کیا گیا اس کا قائل ان کتابوں میں مذکور نہیں جن کا ہم نے ذکر کیا ہے اور میں نے اختیار کیا ہے کہ وہ امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ امام عینی نے عمدۃ القاری میں کہا کہ اس کا قول وہ عقیل بعض راویوں کی طرف سے حدیث میں داخل کیا گیا ہے، ممکن ہے یہ ادراج و ادخال اسامہ کی طرف سے ہو۔ کرمانی نے یوں ہی کہا ہے اھ، اور درست وہی ہے جو میں نے ذکر کیا، اور میں نے عمدۃ القاری پر حاشیہ لکھا جس کی صراحت یہ ہے۔ (ت) میں کہتا ہوں بلکہ وہ علی بن حسین بن علی ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کو امام مالک نے اپنی کتاب مؤطا میں	البؤ من الکافر^۱۔ ولفظ ابن ماجة والطحاوی فكان عمر من اجل ذلك يقول^۲۔ الخ ولفظ الاسماعیلی فمن اجل ذلك كان عمر يقول^۳۔ تنبیہ: لا شک ان قوله وكان عقیل ورث ابی طالب مدرج فی الحدیث ولم یبین قائله فی الكتب الذی ذکرنا واخترت انا انه الامام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقال الامال العینی فی العبدۃ قوله وكان عقیل ادراج من بعض الرواة ولعله من اسامة کذا قال الكرمانی^۴ اھ والصواب ما ذکرته وقد کتبت علی هامش العبدۃ ما نصه۔ اقول: بل هو من علی بن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ بیّنہ

^۱ صحیح البخاری کتاب المناسک باب توریث دور مکة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۱۶، صحیح مسلم کتاب الحج باب النزول بمكة

وتوریث دورھا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۳۶

^۲ سنن ابن ماجة ابواب الفرائض باب میراث اهل الاسلام من اهل الشرك الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۰۰

^۳

^۴ عمدۃ القاری کتاب المناسک باب توریث دور مکة الخ تحت الحدیث ۱۵۸۸ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۹/ ۳۲۴

مالك في مؤطا فانه اسند اولاعن ابن شهاب بالسند المذكور في الكتاب اعني صحيح البخاري ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال لا يرث المسلم الكافر اه¹ - ثم قال مالك عن ابن شهاب عن علي بن حسين بن علي بن ابى طالب انه اخبره انها ورث اباطالب عقيل وطالب ولم يرثه علي قال على فلذلك تركنا نصيبنا من الشعب اه² وهكذا رواه محمد في مؤطا عن مالك مفردا مصرحا فقد بين واحسن احسن الله اليه والينابه امين۔	میں بیان فرمایا ہے، پہلے اس کو امام مالک نے ابن شہاب سے ذکر یعنی صحیح بخاری میں مذکور سند کے ساتھ ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کافر کا وارث نہیں بنتا اھ پھر کہا مالک نے ابن شہاب سے روایت کی اس نے علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب سے، اس نے خبر دی کہ عقیل اور طالب ابو طالب کے وارث بنے جب کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے وارث نہ بنے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہی وجہ ہے کہ ہم نے شعب ابی طالب سے اپنا حصہ ترک کر دیا۔ اسی طرح امام محمد نے اپنی کتاب مؤطا میں امام مالک سے صراحتاً روایت کیا انہوں نے خوب ظاہر کیا اور احسان کیا، اللہ تعالیٰ ان پر اور ہم پر احسان فرمائے۔ امین (ت)

حدیث یازوہم: عمر بن شہبہ کتاب مکہ میں اور ابویعلیٰ وابو بشر اور سمویہ اپنے فوائد اور حاکم مستدرک میں بطریق محمد بن سلمہ بن ہشام بن حسان عن محمد بن سیرین قصہ اسلام ابی قحافہ والد امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

قال فلما مدیده یبایعه بکی ابوبکر فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما یبکیک قال لان تکون ید عمک مکان یدہ ویسلم ویقر	یعنی جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست انور ابو قحافہ سے بیعت اسلام لینے کے لیے بڑھایا، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روئے، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں روتے ہو؟ عرض کی: ان کے ہاتھ کی جگہ آج حضور کے

¹ مؤطا امام مالک کتاب الفرائض باب میراث اہل الملل میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۲۶۶

² مؤطا امام مالک کتاب الفرائض باب میراث اہل الملل میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۲۶۶

اللہ عینک احب الی من ان یکون ^۱ ۔	چچا کا ہاتھ ہوتا اور ان کے اسلام لانے سے اللہ تعالیٰ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی آنکھ ٹھنڈی کرتا تو مجھی اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ یہ بات عزیز تھی۔

حاکم نے کہا: یہ حدیث بر شرط شیخین صحیح ہے۔ حافظ الشان نے اسبابہ میں اسے مسلم رکھا اور فرمایا: سندہ صحیح^۲۔ (اس کی سند صحیح ہے۔ ت)

حدیث دوازدم: ابو قرہ موسیٰ بن طارق وہ موسیٰ بن عبیدہ وہ عبد اللہ بن دینار و حضور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

قال جاء ابوبكر يابى قحافة يقوده يوم فتح مكة فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الا ترك الشيخ حتى نأتيه قال ابوبكر ادرت ان يأجره الله والذي بعثك بالحق لانا كنت اشد فرحا باسلام ابى طالب لو كان اسلم منى بابى ^۳ ۔	یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح مکہ کے دن ابو قحافہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر لائے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس بوڑھے کو وہیں کیوں نہ رہنے دیا کہ ہم خود اس کے پاس تشریف فرما ہوتے، صدیق نے عرض کی کہ میں نے چاہا کہ اُن کو اجر دے قسم اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا ہے مجھے اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ ابوطالب کے مسلمان ہونے کی خوشی ہوتی اگر وہ اسلام لے آتے۔ (ت)

اللہ اللہ یہ محبوب میں فنائے مطلق کا مرتبہ ہے، صدق اللہ "وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ"^۴۔ (اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں۔ ت) اسی طرح

^۱ الاصابة في تمييز الصحابة بحوالہ عمر بن شیبہ وغیرہ ذکر ابی طالب دار صادر بیروت ۴/ ۱۱۶

^۲ الاصابة في تمييز الصحابة بحوالہ عمر بن شیبہ وغیرہ ذکر ابی طالب دار صادر بیروت ۴/ ۱۱۶

^۳ الاصابة في تمييز الصحابة بحوالہ ابی قرہ وغیرہ ذکر ابی طالب دار صادر بیروت ۴/ ۱۱۷

^۴ القرآن الکریم ۲/ ۱۶۵

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عَمَّ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا:

انا باسلامك اذا اسلمت افرح منى باسلام الخطاب، ذکر ابن اسحق ^۱ فی سیرتہ۔	مجھے آپ کے اسلام کی جتنی خوشی ہوئی اپنے باپ خطاب کے اسلام کی اتنی نہ ہوتی۔ (اس کو ابو اسحق اس کی سیرت میں ذکر کیا۔ت)

حدیث سیزدہم: یونس بن کثیر فی زیادات مغازی ابن اسحق عن یونس بن عمرو عن ابی السفر:

قال بعث ابوطالب الى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال اطعني من عنب جنتك فقال ابوبكر ان الله حرمها على الكافرين ^۲ ۔	یعنی ابوطالب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کر بھیجی کہ مجھے اپنی جنت کے انگور کھلائے۔ اس پر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بے شک اللہ نے انہیں کافروں پر حرام کیا ہے۔

حدیث چہار دہم: الواحدی من حدیث موسیٰ بن عبیدۃ قال اخبرنا محمد بن کعب القرظی،

قال بلغني انه لما اشتكى ابوطالب شكواه التي قبض فيها قالت له قریش ارسل الى ابن اخيك يرسل اليك من هذه الجنة التي ذكرها يكون لك شفاء فارسل اليه فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ان الله حرمها على الكافرين طعامها وشرابها ثم اتاك فعرض عليه الاسلام، فقال لولا ان تعير بها	یعنی ابوطالب کے مرض الموت میں کافران قریش نے صلاح دی کہ اپنے بھتیجے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے عرض کرو کہ یہ جنت جو وہ بیان کرتے ہیں اس میں سے تمہارے لیے کچھ بھیج دیں کہ تم شفاء پاؤ۔ ابوطالب نے عرض کر بھیجی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کا کھانا پانی کافروں پر حرام کیا ہے۔ پھر تشریف لا کر ابوطالب پر اسلام پیش کیا۔ ابوطالب نے کہا: لوگ حضور پر طعنہ کریں گے کہ

^۱ الاصابة في تمييز الصحابة بحوالہ ابن اسحاق ذکر ابی طالب دار صادر بیروت ۴/ ۱۱۷

^۲ الاصابة في تمييز الصحابة بحوالہ ابن اسحاق ذکر ابی طالب دار صادر بیروت ۴/ ۱۱۶

فَيَقَالَ جَزَعُ عَمَّكَ مِنَ الْمَوْتِ لَا قَرَرْتَ بِهَا عَيْنُكَ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُ بَعْدَ مَا مَاتَ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ مَا يَمْنَعُنَا أَنْ نَسْتَغْفِرَ لِأَبَائِنَا وَلِذَوِي قَرَابَتِنَا قَدْ اسْتَغْفَرَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِأَبِيهِ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمِّهِ فَاسْتَغْفِرْ وَالْمُشْرِكِينَ حَتَّى نَزَلَتْ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا^۱ الْآيَةُ۔	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چچا موت سے گھبرا گیا اس کا خیال نہ ہوتا تو میں حضور کی خوشی کر دیتا۔ جب وہ مر گئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکے لیے دعائے مغفرت کی، مسلمانوں نے کہا ہمیں اپنے والدوں قریبوں کے لیے دعائے بخشش سے کون مانع ہے، ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے باپ کے لیے استغفار کی، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے چچا کے لیے استغفار کر رہے ہیں، یہ سمجھ کر مسلمانوں نے اپنے اقارب مشرکین کے واسطے دعائے مغفرت کی، اللہ عزوجل نے آیت اتاری کہ مشرکوں کے لیے یہ دعائے نبی کو روا نہ مسلمانوں کو، جب کہ روشن ہو لیا کہ وہ جہنمی ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

حدیث پانزدہم: ابو نعیم حلیہ میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

كَانَتْ مَشِيَّةَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ فِي إِسْلَامِ عَمِّ الْعَبَّاسِ وَ مَشِيَّتِي فِي إِسْلَامِ عَمِّي أَبِي طَالِبٍ فَغَلَبَتْ مَشِيَّةَ اللَّهِ مَشِيَّتِي^۲۔	اللہ تعالیٰ نے میرے چچا عباس کا مسلمان ہونا چاہا اور میری خواہش یہ تھی کہ میرا چچا ابوطالب مسلمان ہو، اللہ تعالیٰ کا ارادہ میری خواہش پر غالب آیا کہ ابوطالب کافر رہا اور عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرف باسلام ہوئے۔ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ بِالْأَمَّةِ

فصل سوم:

چون^{۵۳} اقوال ائمہ کرام و علمائے اعلام اُپر گزرے اور بعد کلام خدا اور رسول جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا حالت منتظرہ باقی ہے خاتمہ کا حال خدا اور رسول سے زیادہ کون جانے، عز مجدہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

مگر تکثیر فوائد و تسکین زائد کے لیے بعض اور بھی کہ سر دست پیش نظر ہیں اضافہ کیجئے کہ زیادت خیر زیادت خیر ہے۔ وبالله التوفیق۔

امام الانعم، مالک الازمہ، کاشف الغمہ، سراج الانعم، سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

ابوطالب عمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مات کافراً ^۱ ۔	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کی موت کُفر پر ہوئی۔ والعیاذ باللہ۔

امام برہان الدین علی بن ابی بکر فرغانی ہدایہ میں فرماتے ہیں:

اذا مات کافر ولہ ولی مسلم فأنه یغسلہ ویکفنه و یدفنه بذلک امر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حق ابیہ ابی طالب لکن یغسل غسل الثوب النجس ویلف فی خرقة ویحفر حفرة من غیر مراعاة سنة التکفین و اللحد ولا یوضع فیہ بل یلقی ^۲ ۔	جب کافر مر جائے اور اس کا کوئی مسلمان رشتہ دار موجود ہو تو وہ اس کو غسل دے، کفن پہنائے اور دفن کرے، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے باپ ابوطالب کے بارے میں ایسا ہی حکم دیا گیا۔ لیکن اس کو غسل ایسے دیا جائے جیسے پلڈ کپڑے کو دھویا جاتا ہے اور کسی کپڑے میں لپیٹ دیا جائے اور اس کے لیے گڑھا کھودا جائے، کفن پہنانے اور لحد بنانے کی سنت ملحوظ نہ رکھی جائے اور نہ ہی اس کو گڑھے میں رکھا جائے بلکہ پھینکا جائے۔ (ت)

امام ابوالبرکات عبد اللہ نسفی کافی شرح وافی میں فرماتے ہیں:

مات کافر یغسلہ ولیہ المسلم ویکفنه و یدفنه، و الاصل فیہ انه لما مات ابوطالب اتی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقال ان عمک الشیخ الضال	کافر مر جائے تو اس کا مسلمان رشتہ دار اس کو غسل دے، کفن پہنائے اور دفن کرے، اس میں اصل یہ ہے کہ جب ابوطالب مر گئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ آپ کا بوڑھا گمراہ چچا

^۱ الفقہ الاکبر مع وصیت نامہ ملک سراج الدین اینڈ سنز پبلشرز کشمیری بازار لاہور ص ۲۱

^۲ الہدایہ باب الجنائز: فصل فی الصلوة علی المیت المكتبة العربية و تنگیر کالونی کراچی ۱۶۱-۶۲/۱

مر گیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو غسل دو، کفن پہناؤ اور دفن کرو اور کوئی نئی چیز نہ کرنا یہاں تک کہ مجھے آملو یعنی اس کی نماز جنازہ مت پڑھنا الخ۔ (ت)	قد مات فقال اغسله واكفنه وادفنه و لاتحدث حدثا حتى تلقاني اى لاتصل عليه ¹ ۔

علامہ ابراہیم حلبی غنیہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں:

مسلمان کا کوئی قریبی کافر رشتہ دار مر گیا۔ اس کا کافروں میں کوئی وارث موجود نہیں ہے تو وہ مسلمان اُسے غسل دے جیسے پلید کپڑے کو دھویا جاتا ہے، ایک کپڑے میں لپیٹے اور ایک گڑھا کھود کر اس میں پھینک دے اور اس سلسلے میں سنت کا لحاظ نہ کرے کیونکہ مروی ہے کہ جب ابوطالب کا انتقال ہوا تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر کہا یا رسول اللہ! آپ کا گمراہ چچا مر گیا ہے۔ الخ	مات للمسلم قريب كافر ليس له ولي من الكفار يغسله غسل الثوب الجنس ويلفه في خرقة و يحفر له حفرة ويلفيه فيها من غير مراعاة السنة في ذلك لما روى ان اباطالب لما هلك جاء على فقال يا رسول الله ان عمك الضال قدم مات ² الخ

علامہ ابراہیم طرابلسی برہان شرح مواہب الرحمن پھر علامہ سید احمد طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں زیر قول نور الایضاح ان کان للکافر قریب مسلم غسلہ (اگر کسی کافر کا کوئی قریبی رشتہ دار مسلمان ہو تو وہ اس کو غسل دے۔ ت) فرماتے ہیں:

اصل اس میں وہ حدیث ہے جس کو ابوداؤد وغیرہ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ جب ابوطالب مر گیا تو انہوں نے کہا۔ (الحدیث۔ ت)	الاصل فيه ما رواه ابوداؤد وغيره عن علي رضي الله تعالى عنه قال لما مات ابوطالب ³ الحديث۔

علامہ زین بن نجیم مصری بحر الرائق میں فرماتے ہیں:

مسلمان رشتہ دار کافر کو غسل دے، کفن پہنائے اور	يغسل ولي مسلم الكافر ويكفنه و

¹ الکافی شرح الوافی

² غنیة المستملی شرح منیة المصلی فصل فی الجنائز سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۰۳

³ حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح باب احکام الجنائز فصل السلطان احق بصلوٰتہ نور محمد کارخانہ کراچی ص ۳۲۹ و ۳۳۰

یدفنه بذلك امر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان یفعل بأبیہ حین مات ^۱ ۔	دفن کرے، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسا کرنے کا حکم دیا گیا جب اُن کا باپ مر گیا۔ (ت)

ان سب عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان اپنے قرابت دار کافر مردہ کو نہلا سکتا ہے کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ، نے اپنے باپ ابوطالب کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اجازت سے نہلایا۔

فتح القدیر و کفایہ و بنایہ و غیرہا تمام شروح ہدایہ میں اس مضمون کو مقبول و مقرر رکھا۔ کتب فقہ میں اس کی عبارات بکثرت ملیں گی سب کی نقل سے اطالت کی حاجت نہیں، واضح ہوا کہ سب علمائے کرام ابوطالب کو کافر جانتے ہیں۔ یونہی امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں "باب الرجل یموت لہ قرابة مشرک" ^۲ وضع فرمایا یعنی "باب اُس شخص کا جس کا کوئی قرابت دار مشرک مرے،" اور امام نسائی نے "باب مواراة المشرک" ^۳ یعنی "دفن مشرک کا باب"، اور دونوں نے اس میں یہی حدیث موت ابی طالب ذکر کی، انہیں نسائی کے اسی مجتبیٰ میں ایک باب "النہی عن الاستغفار للمشرکین" ^۴ ہے اس میں حدیث دوم روایت کی، ابن ماجہ نے سنن میں باب میراث "اہل الاسلام من اہل الشرک" ^۵ لکھا یعنی مشرک کا ترکہ مسلم کو ملے گا یا نہیں۔ اس میں حدیث دوم وارد کی۔ امام اجل صاحب المذہب سیدنا امام مالک نے مؤطا شریف میں باب "التوارث بین اہل الملل" ^۶ منعقد فرمایا یعنی مختلف دین والوں میں ایک کو دوسرے کا ترکہ ملنے کا حکم، اور اس میں حدیثیں مسلم و کافر کے عدم توارث کی روایت فرمائیں جن میں یہ حدیث امام زین العابدین در بارہ ترکہ ابوطالب مذکور حدیث دہم بھی ارشاد کی۔ یونہی امام محرر المذہب سیدنا امام محمد نے مؤطا شریف میں باب "لا یورث المسلم الکافر" ^۷ منعقد فرما کر حدیث مذکور ایراد کی۔

^۱ بحر الرائق کتاب الجنائز فصل السلطان احق بصلوٰتہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۹۰/۲

^۲ سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب الرجل یموت لہ الخ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۰۲/۲

^۳ سنن النسائی کتاب الجنائز باب مواراة المشرک نور محمد کارخانہ کراچی ۲۸۳/۱

^۴ سنن النسائی کتاب الجنائز باب النہی عن الاستغفار للمشرکین نور محمد کارخانہ کراچی ۲۸۶/۱

^۵ سنن ابن ماجہ ابواب الفرائض باب میراث اہل الاسلام من اہل الشرک ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۰۰

^۶ مؤطا الامام مالک کتاب الفرائض باب میراث اہل الملل میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۲۶۶

^۷ مؤطا الامام محمد کتاب الفرائض باب لا یورث المسلم کافر نور محمد کارخانہ کراچی ص ۳۱۹، ۳۲۰

امام اجل محمد بن اسماعیل بخاری نے جامع صحیح کتاب الجنائز میں ایک باب وضع فرمایا: "باب اذا قاتل المشرك عند الموت لا اله الا الله"^۱۔ یعنی باب اس کے بیان کا کہ مشرک مرتے وقت لا اله الا الله کہے تو کیا حکم ہے اور اس میں حدیث دوم روایت فرمائی۔ اُسی کی کتاب الادب میں لکھا "باب كنية المشرك"^۲۔ اس میں حدیث چہارم روایت اور حدیث مذکور:

میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جب کہ آپ منبر پر تشریف فرماتے کہ بنی ہاشم بن مغیرہ نے مجھ سے اجازت طلب کی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح علی بن ابی طالب کے ساتھ کر دیں۔ (ت)	سمعت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول وهو علی المنبر ان بنی ہاشم بن المغیرۃ استاذنونی ان ینکحو ابنتہم علی بن ابی طالب ^۳ ۔

ذکر کی _____ امام قسطلانی نے تطبیق حدیث و ترجمہ میں لکھا "فذكر ابا طالب المشرك بكنية" نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو طالب مشرک کو کنیت سے یاد فرمایا۔ پھر لکھا:

قد جوزوا ذکر الکافر بکنیتہ اذا کان لا یعرف الا بہا کما فی ابی طالب او کان علی سبیل التالف رجاء اسلامہم او تحصیل منفعة منہم لا علی سبیل التکریم فانما ما مورون بالا غلاظ علیہم ^۴ ۔	علماء نے کافر کو کنیت سے ذکر کرنا ناجائز رکھا جب کہ وہ اور نام سے نہ پہچانا جائے جیسے ابو طالب یا بامید اسلام تالیف مقصود یا کام نکالنا ہو مگر بطور تکریم جائز نہیں کہ ہمیں ان پر سختی کرنے کا حکم ہے۔

عمدة القاری میں ہے:

قال ابن بطل فیہ جواز تکنیۃ المشرك ^۵ ۔	امام ابن بطل نے فرمایا: اس حدیث سے مشرک کو بلقظ کنیت یاد کرنے کا جواز معلوم ہوا۔

اُسی میں ہے:

^۱ صحیح البخاری کتاب الجنائز باب اذا قاتل المشرك عند الموت الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۸۱
^۲ صحیح البخاری کتاب الادب باب كنية المشرك قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۱۶/۲
^۳ صحیح البخاری کتاب النکاح باب ذب الرجل عن ابنته في الغيرة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۸۷
^۴ ارشاد الساری کتاب الادب باب كنية المشرك تحت الحديث ۶۲۰۸ بیروت ۲۳/ ۲۰۷ و ۲۱۰
^۵ عمدة القاری شرح البخاری کتاب الادب تحت الحديث ۶۲۰۸ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۲/ ۳۳۹

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل کافر کو بھی اس کے اعمال کا کچھ عوض دیتا ہے، جو اہل ایمان کریں تو قرب الہی پائیں۔ دیکھو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ حضور کے چچا کو حضور کی خدمت و حمایت نے تخفیف عذاب کا فائدہ دیا الخ۔	فیه دلالة ان الله تعالى قد يعطى الكافر عوضاً من اعماله التي مثلها يكون قربة لا هل الايمان بالله تعالى لانه صلى الله تعالى عليه وسلم اخبر ان عمه نفعته تربيته اياه وحياطته له التخفيف ¹ ۔ الخ

امام عارف باللہ سیدی علی متقی مکی قدس سرہ الملکی نے اپنی کتب جلیلہ منج العمال وکنز العمال ومنتخب کنز العمال میں ایک باب منعقد فرمایا:

الباب السادس في اشخاص ليسوا من الصحابة ² ۔	اُن شخصوں کے ذکر میں جو صحابی نہیں، اور اسی باب میں ابو طالب و ابو جہل وغیرہما ذکر کیا۔

اسی طرح علامہ عبد الرحمن بن شیبہ نے تیسیر الوصول الی جامع الاصول میں احادیث ذکر ابی طالب کو فصل غیر صحابہ میں وارد کیا اور اس میں صرف حدیث دوم و چہارم و پنجم کو جلوہ دیا۔ اگر ابو طالب کو اسلام نصیب ہوتا تو کیا وہ شخص صحابہ سے خارج ہو سکتا جس نے بچپن سے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گود میں پالا اور مرتے دم تک حضر و سفر کی ہمرکابی سے بہرہ یابی کا غلغلہ ڈالا۔

یونہی امام حافظ الحدیث ابو الفضل شہاب الدین ابن حجر عسقلانی نے کتاب اصحابہ فی تمییز الصحابہ میں ابو طالب کو باب الکفی حرف الطاء المملدہ کی قسم رابع میں ذکر کیا۔ یعنی وہ لوگ جنہیں صحابی کہنا مردود و غلط و باطل ہے۔ اسی میں فرماتے ہیں:

ورد من عدة طرق في حق من مات في الفترة ومن ولد مجنوناً ونحو ذلك ان كلامهم يدلى بحجة ويقول لو عقلت او ذكرت لآمنت فترفع لهم نار ويقال لهم ادخلوها فمن دخلها	یعنی بہت اسانید سے حدیث آئی کہ جو زمانہ فترت میں اسلام آنے سے پہلے مر گیا یا مجنون پیدا ہوا اور جنون ہی میں گزر گیا اور اسی قسم کے لوگ جنہیں دعوت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نہ پہنچی ان میں ہر ایک روز قیامت ایک عز و پیش کرے گا کہ الہی! میں عقل رکھتا یا مجھے دعوت پہنچتی تو میں ایمان لاتا، ان کے امتحان کو ایک

¹ عمدة القاری شرح صحیح البخاری کتاب الادب باب کنیۃ المشرک تحت الحدیث ۶۲۰۸ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۲/۳۳۹

² کنز العمال الباب السادس فی فضل اشخاص لیسوا من الصحابة مؤسسة الرسالة بیروت ۱۲/۱۵۰

آگ بلند کی جائے گی اور ارشاد ہوگا اس میں جاؤ جو حکم مانے گا اور اس میں داخل ہوگا وہ اس پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جائے گی، اور جو نہ مانے گا جبراً آگ میں ڈالا جائے گا، اور ہمیں امید ہے کہ عبدالمطلب اور انکے گھر والے کہ قبل ظہور نور اسلام انتقال کر گئے وہ سب انہیں لوگوں میں ہوں گے جو اپنی خوشی سے اس امتحانی آگ میں جا کر ناجی ہو جائیں گے، مگر ابوطالب کے حق میں وہ وارد ہو لیا جو اسے دفع کرتا ہے، سورہ توبہ شریف کی آیت اور حدیث صحیح کا ارشاد کہ وہ پاؤں تک کی آگ میں ہے۔ یہ حال اس کا ہے جو کافر مرے، اگر اخیر وقت اسلام لا کر مرنے ہوتا تو دوزخ سے نجات کُلّی چاہیے تھی، صحیح و کثیر حدیثیں کفر ابی طالب ثابت کر رہی ہیں۔ اھ مختصر۔	كانت عليهم برداً وسلاماً ومن امتنع ادخلها كرها و نحن نرجو ان يدخل عبدالمطلب وال بيتته في جملة من يدخلها طائعا فينجو، لكن ورد في ابی طالب ما يدفع ذلك وهو ما تقدم من آية براءة وما في الصحيح انه في ضحضاح من النار، فهذا شأن من مات على الكفر فلو كان مات على التوحيد لنجا من النار اصلا والاحاديث الصحيحة والاخبار المتكاثرة طافحة بذلك¹۔ اھ مختصراً۔

پھر فرمایا:

یعنی جب امام نفس زکیہ محمد بن عبد اللہ بن حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خلیفہ عباسی عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مشہور بہ منصور و انبئی پر خروج فرمایا اور مدینہ طیبہ پر تسلط کر کے خلیفہ و امیر المومنین لقب پایا ان میں اور خلیفہ مذکور منصور میں مکاتبات مشہورہ ہوئے ازل جملہ منصور نے ایک نامہ میں لکھا جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت ظاہر ہوئی حضور کے چار پچازندہ تھے حمزہ و عباس و ابوطالب و ابولہب دو حضور پر ایمان لائے ایک ان میں میرے باپ	وقد فخر المنصور على محمد بن عبد الله بن الحسن لما خرج بالمدينة وكاتبه المكاتبات المشهورة ومنها في كتاب المنصور وقد بعث النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وله اربعة اعمام فامن به اثنان احدهما ابی وكفر به اثنان احدهما ابوك²۔

¹ الاصابة في تمييز الصحابة حرف الطاء القسم الرابع ابوطالب دار صادر بيروت ۴/ ۱۱۸

² الاصابة في تمييز الصحابة حرف الطاء القسم الرابع ابوطالب دار صادر بيروت ۴/ ۱۱۸

ہیں یعنی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور دو کافر رہے
ایک ان میں آپ کے باپ ہیں یعنی ابوطالب۔

یہ منصور علاوہ خلیفہ و اہلبیت ہونے کے خود بھی علمائے تبع تابعین و فقہاء محدثین سے ہیں امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ
نے تاریخ الخلفاء میں انہیں فقیہ النفس و جید المشارکہ فی العلم لکھا اور فرمایا:

و لد سنة خمس وتسعين وادرك جدّه ولم يرو عنه و
روى عن ابيه و عن عطاء بن يسار و عنه و لدّه المهدى
۱۔
وہ ۹۵ھ میں پیدا ہوا، اپنے دادا کو پایا مگر ان سے روایت
نہیں کی، اپنے باپ اور عطاء بن یسار سے روایت کی اور اس
سے اس کے بیٹے مہدی نے روایت کی۔ (ت)

اور امام اجل نفس زکیہ کو یوں بے تامل لکھ بھیجتا اور امام کا اس پر رونہ فرمانا بھی بتا رہا ہے کہ کفر ابی طالب واضح و مشہور بات
تھی، اصابہ میں اس کے بعد فرمایا: ومن شعر عبد اللہ بن المعتز یخاطب الفاطمین۔

وانتم بنو بنتہ دوننا

ونحن بنو عمہ المسلم²

یعنی عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن محمد بن ہارون بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، یا
یوں کہیے کہ چھ خلفاء کے بیٹے عبد اللہ بن المعتز باللہ ابن التوکل ابن المعتصم ابن الرشید ابن المہدی ابن المنصور کا ایک شعر
بعض سادات کرام کے خطاب میں ہے کہ: "تم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نواسے ہو ہم نہیں، اور ہم حضور کے
مسلمان چچا کے بیٹے ہیں۔"

اس میں بھی کفر ابی طالب پر صاف تعریض موجود ہے عبد اللہ اہل علم و فضل سے ہیں، حدیث میں علی بن حرب معاصر امام
بخاری و مسلم کے شاگرد نیز امام مدوح کتاب الاحکام پھر امام قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں:

نحن نرجو ان یدخل عبد المطلب
ہم امید کرتے ہیں کہ عبد المطلب اور ان کے اہلبیت

¹ تاریخ الخلفاء احوال المنصور ابو جعفر عبد اللہ مطبع مجتہدی دہلی ص ۱۸۰

² الاصابة فی تمییز الصحابة حرف الطاء ترجمہ ۶۸۵ ابو طالب دار صادر بیروت ۴/ ۱۱۸

وال بیتہ الجنة الابا طالب فانه ادرك البعثة ولم یؤمن ^۱ اہ باختصار۔	سب جنت میں جائیں گے سوا ابوطالب کے کہ زمانہ اسلام پایا اور اسلام نہ لائے۔

نیز فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں:

من عجائب الاتفاق ان الذين ادركهم الاسلام من اعمام النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اربعة لم یسلم منهم اثنان واسلم اثنان وكان اسم من لم یسلم ینافی اسامی المسلمین وهما ابوطالب و اسہ عبد مناف وابولہب و اسہ عبد العزی بخلاف من اسلم وهما حمزة والعباس ^۲ ۔	عجائب اتفاق سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چار چچا زمانہ ہی اسلام میں زندہ تھے، دو اسلام نہ لائے اور دو مشرف باسلام ہوئے، وہ دو کے اسلام نہ لائے ان کے نام بھی پہلے ہی سے مسلمانوں کے نام کے خلاف تھے۔ ابوطالب کا نام عبد مناف تھا اور ابولہب کا عبد العزی، اور دو کہ مسلمان ہوئے ان کے نام پاک و صاف تھے حمزہ و عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

و کذا اثره الزرقانی فی شرح المواہب۔

امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی مواہب الدنیہ و منح محمدیہ میں فرماتے ہیں:

كان العباس اصغر اعمامہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولم یسلم منهم الا هو و حمزة ^۳ ۔	عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب میں چھوٹے چچا تھے، حضور کے اعمام میں صرف یہ اور حضرت حمزہ مسلمان ہوئے و بس۔

امام محمد بن محمد بن امیر الحاج حلیہ شرح نہیہ او اخر صلوٰۃ اس مسئلہ کے بیان میں کہ کافر کے لیے دعائے مغفرت ناجائز ہے، آیت
دوم تلاوت کر کے فرماتے ہیں:

ثبت فی الصحیحین ان سبب نزول	صحیحین میں ثابت ہو چکا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ

^۱ المواہب الدنیۃ قضیۃ نجات والدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رای المصنف فی المسئلة المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۱۸۳، الاصابۃ فی

تمییز الصحابة حرف الطاء ترجمہ ۶۸۵ ابوطالب دار صادر بیروت ۴/ ۱۱۸

^۲ فتح الباری شرح صحیح البخاری کتاب المناقب باب قصہ ابی طالب مصطفیٰ البابی مصر ۸/ ۲۹۶، شرح الزرقانی علی المواہب الدنیۃ عام

الحزن وفاتہ خدیجہ و ابی طالب دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۹۶

^۳ المواہب الدنیۃ المقصد الثانی الفصل الرابع المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۱۱۱

الایۃ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابی طالب لا استغفرن لک ما لم انه عنک^۱۔	علیہ وسلم نے ابوطالب کے لیے دعائے مغفرت کی تھی۔ (یعنی یہ کہا تھا کہ جب تک مجھے منع نہ کیا گیا میں تیرے لیے استغفار کروں گا) اس پر یہ آیت اتری۔

امام محی السنہ بغوی معالم شریف اول رکوع سورہ بقرہ میں زیر قولہ تعالیٰ ان الذین کفروا سواء علیہم، پھر قاضی حسین بن محمد دیار بکری مالکی مکی کتاب الخمیس میں فرماتے ہیں، کفر چار قسم ہے کفر انکار و کفر حجب و کفر عناد و کفر نفاق، کفر انکار یہ کہ اللہ عزوجل کو نہ دل سے جانے اور نہ زبان سے مانے مگر دل میں نہ جانے۔ و کفر العناد ان یعرف اللہ بقلبہ و یعترف بلسانہ ولای دین بہ کفر ابی طالب حیث یقول^۲۔

ولقد علمت بان دین محمد

من خیر ادیان البریۃ دینا

لولا الہامۃ او حذار مسیۃ

لو جدت فی سحاب ذاک مبینا

یعنی کفر عناد یہ کہ اللہ تعالیٰ کو دل سے بھی جانے اور زبان سے بھی کہے مگر تسلیم و گریہ سے باز رہے جیسے ابوطالب کا کفر کہ یہ شعر کہے۔

واللہ! میں جانتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین تمام جہان کے دین سے بہتر ہے، اگر ملامت یا طعن سے بچنا نہ ہوتا تو تو مجھے دیکھتا کہ میں کیسی اہل دلی کے ساتھ صاف صاف اس دین کو قبول کر لیتا۔

امام ممدوح یہ چاروں قسمیں بیان کر کے فرماتے ہیں: جمیع ہذہ الاصناف سواء فی ان من لقی اللہ تعالیٰ بواحد منها لا یغفر لہ^۳۔ یہ سب قسمیں اس حکم میں یکساں ہیں کہ جو ان میں سے کسی قسم کا

^۱ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

^۲ تاریخ الخمیس وفاتہ ابی طالب موسسة شعبان بیروت ۱/ ۳۰، معالم التنزیل تفسیر البغوی تحت الآیۃ ۲/ ۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۲۱

^۳ معالم التنزیل تفسیر البغوی تحت الآیۃ ۲/ ۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۲۱

کفر کر کے اللہ عزوجل سے ملے گا وہ کبھی اسے نہ بخشے گا۔

امام شہاب الدین ابوالعباس احمد بن اور لیس قرآنی نے شرح التتبیح پھر امام قسطلانی نے مواہب میں کفار کی ایک قسم یوں بیان فرمائی:

یعنی ایک کافروہ ہے جو قلب سے عارف زبان سے معترف ہو مگر اذعان نہ لائے جیسے ابوطالب سے مروی کہ بے شک میں یقیناً جانتا ہوں کہ جو کچھ میرے بھتیجے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں ضرور حق ہے اگر اس کا اندیشہ نہ ہوتا کہ قریش کی عورتیں مجھے عیب لگائیں گی تو ضرور میں اُن کا تابع ہو جاتا اور اپنے ایک شعر میں کہا: خدا کی قسم کافران قریش خوب جانتے ہیں کہ ہمارے بیٹے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یقیناً سچے ہیں اور معاذ اللہ کوئی کلمہ خلاف حق کہنا ان کی طرف نسبت نہیں کیا جاتا۔ تو یہ زبان سے تصریح اور دل سے اعتقاد سب کچھ ہے مگر اذعان نہ ہوا۔	من امن بظاہره وباطنه وكفر بعدم الاذعان للغرور كما حكى عن ابي طالب انه كان يقول اني لاعلم ان مايقوله ابن اخي لحق ولو لا اني اخاف ان تعيرني نساء قریش لاتبعته وفي شعره يقول □ لقد علموا ان ابننا لا مكذب يقيننا ولا يعزى لقول الاباطل فهذا تصريح باللسان واعتقاد بالجنان غير انه لم يذعن¹

امام ابن اثیر جزری نہایہ، پھر علامہ زر قانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں:

کفر عناد ہو ان يعرفه بقلبه ويعترف بلسانه ولا يدين به كابي طالب²۔	کفر عنادیہ ہے کہ دل سے پہچانے اور زبان سے اقرار کرے مگر تسلیم و انقیاد سے باز رہے جیسے ابوطالب۔

علامہ مجدد الدین فیروز آبادی سفر السعادة میں فرماتے ہیں:

جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب	چوں عم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوطالب

¹ المواہب اللدنیہ عالم الحزن وفاتہ ابی طالب المکتب الاسلامی بیروت ۱/۲۶۵

² شرح العلامة الزرقانی علی المواہب اللدنیہ وفاتہ خدیجہ و ابی طالب دار المعرفۃ بیروت ۱/۲۹۵

بیمار شد باوجود آنکہ مشرک بود او راعیادت فرمود و دعوت اسلام کروا بوطالب قبول نہ کرواھ ملخصاً ^۱ ۔	بیمار ہو گئے تو ان کے کافر ہونے کے باوجود حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے ان کی عیادت کی اور اسلام لانے کی دعوت دی جسے ابوطالب نے قبول نہ کیا۔ (ت)

شیخ محقق مدارج النبوة میں فرماتے ہیں:

حدیث صحیح اثبات کردہ است برائے ابوطالب کفر را ^۲ ۔	حدیث صحیح نے کفر ابوطالب کو ثابت کر دیا ہے۔ (ت)

پھر بعد ذکر احادیث فرمایا:

و در روضۃ الاحباب نیز اخبار موت ابوطالب بر کفر آوردہ الخ ^۳ ۔	روضۃ الاحباب میں بھی ابوطالب کے کفر پر مرنے کی احادیث لائی گئی ہیں۔ الخ (ت)

بحر العلوم ملک العلماء مولانا عبد العلی فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں:

احادیث کفرہ شہیدۃ وقد نزل فی حق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی شان عمہ ابی طالب "انک لاتھدی من احببت" کما فی صحیح مسلم و سنن الترمذی وقد ثبت فی الخبر الصحیح عن الامام محمد بن الباقر کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و وجہ اُبائہ الکرام ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورث طالباً و عقیلاً اباهما ولم یورث علیاً و جعفر اقال علی و لذا ترکنا نصیبنا فی الشعب کذا فی مؤطا الامام مالک ^۴ ۔	حدیثیں اُس کے کفر کی مشہور ہیں، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ان کے چچا ابوطالب کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اے نبی! تم ہدایت نہیں دیتے جسے دوست رکھو جیسا کہ صحیح مسلم اور ترمذی میں ہے تحقیق امام محمد باقر، "اللہ تعالیٰ نے ان کے اور ان کے آباء و اجداد کے چہرے کو مکرم بنایا"، سے خبر صحیح میں ثابت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طالب و عقیل کو ان کے باپ کا وارث بنایا مگر علی و جعفر کو وارث نہیں بنایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: اسی وجہ سے ہم نے شعب ابی طالب سے اپنا حصہ ترک کر دیا۔ مؤطا امام مالک میں یونہی ہے۔ (ت)

^۱ شرح سفر السعادت فصل در بیان عیادت بیمار اور نماز جنازہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ص ۲۴۹

^۲ مدارج النبوة وفات یافتن ابوطالب مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ص ۲۸/۲

^۳ مدارج النبوة وفات یافتن ابوطالب مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ص ۲۹/۲

^۴ فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت بذیل المستصفی منشورات الشریف رضی قم ایران ۱۵۳/۱ و ۱۵۴

یعنی کفر ابوطالب کی حدیثیں مشہور ہیں پھر اس کے ثبوت میں آیت اولیٰ کا ترنا اور حدیث دہم کفر ابی طالب کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علی و جعفر کو ترک نہ دلانا بیان فرمایا۔

اقول: و ذکر الامام الباقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقع زلة من القلم وانما هو الامام زين العابدين رضی اللہ تعالیٰ عنہ کما اسمعناک من المؤطا والصحيحين وغيرها۔	میں کہتا ہوں امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر قلم کی لغزش سے واقع ہوا۔ درحقیقت وہ امام زین العابدین ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جیسا کہ ہم تجھے بحوالی مؤطا و صحیحین وغیرہ بتا چکے ہیں۔ (ت)

نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض فصل الوجه الخامس من وجوه السب امام ابن حجر مکی سے نقل فرمایا:

حدیث مسلم ان ابی و اباک فی النار اراد بابیه عمہ ابا طالب لان العرب تسمى العم ابا (ملخصاً) ¹ ۔	حدیث مسلم میں کہ میرا اور تیرا باپ جہنم میں ہیں، باپ سے مراد آپ کے چچا ابوطالب ہیں کیونکہ عرب چچا کو باپ کہہ دیتے ہیں۔ (ملخصاً) (ت)

یعنی عرب کی عادت ہے کہ باپ کو چچا کہتے ہیں، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اسی عادت پر اس حدیث میں اپنے چچا ابوطالب کو باپ کہہ کر فرمایا کہ وہ دوزخ میں ہے۔

امام خاتم الحفاظ جلال الملتی والدین سیوطی مسالک الحنفاء فی والدی المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اسی حدیث کی نسبت فرماتے ہیں:

ما المانع ان يكون المراد به عمه ابوطالب فكانت تسمية ابي طالب ابا النبي صلى الله تعالى عليه وسلم شائعة عندهم لكونه عمه وكونه رباة وكفله من صغره اهملخصاً ² ۔	کون مانع ہے کہ اس حدیث میں ابوطالب مراد ہو کہ وہ دوزخ میں ہے، اُس زمانہ میں شائع تھا کہ ابوطالب کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا باپ کہا جاتا۔ چچا ہونے اور بچپن سے حضور اقدس کی خدمت و کفالت کرنے کے باعث۔

اقول: جس طرح ابھی ابوطالب کے شعر سے گزرا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوطالب کی بی بی حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی ماں فرمایا۔

¹ نسیم الریاض کی شرح شفاء القاضی عیاض فصل الوجه خامس مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات الہند ۴/ ۴۱۴

² الحاوی للفتاویٰ مسالک الحنفاء فی والد المصطفیٰ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۲۲۷، ۲۲۸

اسی میں فرماتے ہیں:

یعنی تمام الرازی نے بسند ضعیف ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں روز قیامت اپنے والدین اور ابو طالب اور اپنے ایک رضاعی بھائی کہ زمانہ جاہلیت میں گزرا شفاعت فرماؤں گا۔ امام محب طبرنی نے کہ حافظان حدیث و علمائے فقہ سے ہیں ذخائر العقبیٰ میں فرمایا یہ حدیث اگر ثابت بھی ہو تو ابو طالب کے بارے میں اس کی تاویل وہ ہے جو صحیح حدیث میں آیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے عذاب ہلکا ہو جائے گا۔ امام سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ خاص ابوطالب کے باب میں تاویل کی حاجت یہ ہوئی کہ ابو طالب نے زمانہ اسلام پایا اور کفر پر اصرار رکھا، بخلاف والدین کریمین و برادر رضاعی کہ زمانہ فترت میں گزرے۔	اخرج تمام الرازی فی فوائدہ بسند ضعیف عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا کان یوم القیمة شفعت لابی و امی و ابی طالب و اخ لی کان فی الجاہلیة اورده المحب الطبری و هو من الحفاظ و الفقهاء فی کتابہ ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ و قال ان ثبت فهو مؤول فی ابی طالب علی ماورد فی الصحیح من تخفیف العذاب عنه بشفاعتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتہی و انما احتاج الی تاویله فی ابی طالب دون الثلاثة ابیہ و امہ و اخیه یعنی من الرضاۃ لان ابا طالب ادرك البعثۃ و لم یسلم و الثلاثة ماتوا فی الفترۃ^۱۔

یعنی ایک حدیث ضعیف میں آیا کہ میں روز قیامت اپنے والدین اور ابو طالب اور اپنے ایک رضاعی بھائی کہ زمانہ جاہلیت میں گزرا شفاعت فرماؤں گا۔

اقول: یہاں تاویل بمعنی بیان مراد و معنی ہے جس طرح شرح معانی قرآن کو تاویل کہتے ہیں، کفار سے تخفیف عذاب بھی حضور سید الشافعیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقساط شفاعت سے ہے شفاعت کبریٰ کہ فتح باب حساب کے لیے ہے تمام جہان کو شامل و عام ہے۔ امام نووی نے بالآئکہ ابوطالب کو بالیقین کافر جانتے ہیں تبویب صحیح مسلم شریف میں حدیث چہارم و پنجم کا باب یوں لکھا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ابو طالب کے لیے شفاعت اور اس کے عذاب میں تخفیف کا باب۔	باب شفاعۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لابی طالب و التخفیف عنہ بسببہ^۲۔

^۱ الحاوی للفتاویٰ مسالک الحنفیاء فی والد المصطفیٰ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۸/۲

^۲ صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۵/۱

امام بدر الدین زرکشی نے خادم میں ابن دجیہ سے نقل کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقسام شفاعت سے وہ تخفیف عذاب ہے جو ابولہب کو بروز دوشنبہ ملتی ہے۔ لسرورہ بولادة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واعتاقہ ثویبہ حین بشر بہ قال وانما ہی کرامة لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اس لیے کہ اس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد مبارک کی خوشی کی اور اس کا خردہ سن کر ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔ یہ حضور ہی کا فضل ہے جس کے باعث اس نے تخفیف پائی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، نقلہ فی المسالك ایضاً^۱۔ (اسے مسالک میں بھی نقل کیا گیا۔ ت) نیز مسالک الحنفیہ پھر شرح مواہب علامہ زر قانی میں ہے:

قد ثبت فی الصحيح واخبر الصادق المصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اباً طالب اھون اھل النار عذاب ^۲ اھملتقط۔	بے شک صحاح میں ثابت ہے اور صادق مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ ابو طالب پر سب دوزخیوں سے کم عذاب ہے۔
اللھم اجرنا من عذابك الایم بجاہ نبیک الرؤف الرحیم علیہ وعلیٰ الہ افضل الصلوٰۃ وادوم التسلیم امین والحمد للہ رب العالمین۔	اے اللہ! ہمیں اپنے دردناک عذاب سے بچاؤ رؤف ورحیم نبی کے صدقے میں، آپ پر اور آپ کی آل پر بہترین درود اور دائمی سلام ہو۔ اے اللہ ہماری دعا قبول فرما۔ اور سب تریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ت)

فصل چہارم:

علامہ عبدالرؤف منادی تیسرے پھر علامہ علی بن احمد عنیزی سراج المنیر شروع جامع صغیر میں زیر حدیث ہشتم فرماتے ہیں:

هذا یؤذن ببوته علی کفرہ وهو الحق وھم البعض ^۳ ۔	یعنی یہ حدیث بتاتی ہے کہ ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی اور یہی حق ہے اور اس کا خلاف وہم ہے۔

امام عینی زیر حدیث دوم وچہارم فرماتے ہیں:

^۱ الحاوی للفتاویٰ بحوالہ الزرکشی مسالک الحنفاء فی والد المصطفیٰ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/۲۰۸

^۲ شرح الرزقانی علی المواہب اللدنیہ وفات خدیجہ وابی طالب ۱/۲۹۳، الحاوی للفتاویٰ ۲/۲۲۸

^۳ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت الحدیث اھون اھل النار عذاباً الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۱/۳۸۴

ان سب حدیثوں سے ظاہر ہے کہ ابوطالب کی موت غیر اسلامی پر ہوئی، اگر تُو کہے کہ سہیلی نے ذکر کیا کہ انہوں نے مسعودی کی کسی کتاب میں دیکھا کہ ابوطالب اسلام لے آئے میں کہوں گا ایسی بے سرو پا حکایت احادیث صحیح بخاری کی معارض نہیں ہو سکتی۔	هذا كله ظاهر انه مات على غير الاسلام فان قلت ذكر السهيلي انه راى في بعض كتب المسعودي انه اسلم قلت مثل هذا لا يعارض ما في الصحيح ¹ ۔

اقول: علاوہ بریں اگر یہ مسعودی علی بن حسین صاحب مروج ہے تو خود رافضی ہے اس کی کتاب مروج الذہب خلفائے کرام و صحابہ عظام عشرہ مبشرہ و غیر ہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر صریح تبرائے جا بجا آلودہ و ملوث ہے۔ لوط بن یحییٰ ابو مخنف رافضی خبیث ہالک کے اقوال و نقول بکثرت لاتا ہے جس کے مردود و تالف ہونے پر آئمہ جرح و تعدیل کا اجماع ہے اسی طرح اور رفاض و فساق و ہالکین کے اخبار پر اس کی کتاب کا مدار ہے جیسا کہ اس کے مطالعہ سے واضح و آشکار ہے، فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے اپنے نسخہ مروج الذہب کے ہامش پر اس کی تنبیہ لکھ دی ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں:

ہشام کلبی مفسر جو کہ غالی رافضی ہے، اسی طرح مروج الذہب کا مصنف مسعودی اور ابوالفرح اصبہانی صاحب کتاب الاغالی اور علیٰ ہذا القیاس امثال اینہارا ایں فرقہ در اعداد اہلسنت داخل کنند و بمقولات و منقولات ایشاں الزام اہلسنت خواہند ² ۔	ہشام کلبی مفسر کہ رافضی غالی ست و ہمچنین مسعودی صاحب مروج الذہب و ابوالفرح اصبہانی صاحب کتاب الاغالی و علیٰ ہذا القیاس امثال اینہارا ایں فرقہ در اعداد اہلسنت داخل کنند و بمقولات و منقولات ایشاں الزام اہلسنت خواہند ² ۔

علامہ زر قانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں:

القول باسلام ابی طالب لا یصح قالہ ابن عساکر وغیرہ ³ ۔	ابوطالب کا اسلام ماننا غلط ہے امام ابن عساکر وغیرہ نے اس کی صریح کی۔

¹ عمدة القاری شرح صحیح البخاری کتاب مناقب الانصار تحت حدیث ۳۸۸۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۴/۱۷

² تحفہ اثنا عشریہ باب دوم فصل دوم کیدست و سوم سہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۱

³ شرح الرزقانی علی المواہب الدینیة المقصد الثانی الفصل الرابع دار المعرفۃ بیروت ۲۸۶/۳

اسی طرح اصابہ میں ہے کہ اسیاتی (جیسا کہ آگے آئے گا۔ ت) علامہ شہاب نسیم الریاض میں فرماتے ہیں:

من الغریب ما نقله بعضهم ان الله تعالى احياه له صلى الله تعالى عليه وسلم فامن به كابويه واظنه من افتراء الشيعة¹۔	غرائب سے ہے یہ جو بعض نے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے والدین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرح ابوطالب کو بھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے زندہ کیا کہ بعد مرگ جی کر مشرف باسلام ہوئے میرے گمان میں یہ رافضیوں کی گھڑت ہے۔

اقول: وضاع کذاب رافضیوں ہی میں منحصر نہیں مگر یہ اُن کے مسلک کے موافق ہے لہذا اس کی وضع کا گمان انہیں کی طرف
جاتا ہے پھر بھی بے تحقیق جزم کی کیا صورت ممکن کہ کسی اور نے وضع کی ہو، اس بنا پر لفظ ظن فرمایا، ورنہ اس کے موضوع و
مفتری ہونے میں تو شبہ نہیں، کہا لایخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت) علامہ صبان محمد بن علی مصری کتاب اسعاف الراغبین
میں فرماتے ہیں:

اما اعمامہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاثنا عشرة حزبة العباس وھما المسلمان وابوطالب والصحيح انہ مات کافرا²۔	حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارہ چچا تھے، حمزہ و عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور یہی دو مشرف باسلام ہوئے اور ابوطالب اور صحیح یہی ہے کہ یہ کافر مرے۔

فصل پنجم:

شرح مقاصد و شرح تحریر پھر رد المحتار حاشیہ در مختار باب المرتدین میں ہے:

المبصر علی عدم الاقرار مع المطالبة به کافر وفاقاً لکون ذلك من امارات عدم التصديق ولهذا اطبقوا	جس سے اقرار اسلام کا مطالبہ کیا جائے اور وہ اقرار نہ کرنے پر اصرار رکھے بالاتفاق کافر ہے کہ یہ دل میں تصدیق نہ ہونے کی علامت ہے۔

¹ نسیم الریاض القسم الاول الباب الاول الفصل الخامس مرکز البست گجرات الہند ۲۱۰/۱

² اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفیٰ علی ہامش نور الابصار دار الفکر بیروت ص ۹۴

علی کفر ابی طالب ^۱ ۔	اسی واسطے تمام علماء نے کفر ابی طالب پر اجماع کیا ہے۔

مولانا علی قاری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں:

اذا امر بها وامتنع وابی عنها کابی طالب فهو کافر بالاجماع ^۲ ۔	جسے شہادت کلمہ اسلام کا حکم دیا جائے اور وہ باز رہے اور ادائے شہادت سے انکار کرے جیسے ابوطالب، تو وہ بالاجماع کافر ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اُس شخص کے بارے میں جو قلب سے اعتقاد رکھتا تھا اور بغیر کسی عذر و مانع کے زبان سے اقرار کی نوبت نہ آئی، علماء کا اختلاف کہ یہ اعتقاد بے اقرار اُسے آخرت میں نافع ہوگا یا نہیں، نقل کر کے فرماتے ہیں۔

قلت لکن بشرط عدم طلب الاقرار منه فان ابی بعد ذلك فکافر اجماعاً لقضية ابی طالب ^۳ ۔	یعنی یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ اس سے اقرار طلب نہ کیا گیا ہو اور اگر بعد طلب باز رہے جب تو بالاجماع کافر ہے۔ ابوطالب کا واقعہ اس پر دلیل ہے۔

اُسی کی فصل ثانی باب اشرط الساعة میں ہے:

ابوطالب لم یؤمن عند اهل السنة ^۴ ۔	اہل سنت کے نزدیک ابوطالب مسلمان نہیں۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادة میں فرماتے ہیں:

مشائخ حدیث و علمائے سنت بریں اند کہ ایمان ابوطالب ثبوت نہ پذیرفته و در صحاح احادیث ست کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در وقت وفات وے بر سر دے آمد و	مشائخ حدیث اور علماء اہلسنت کا موقف یہ ہے کہ ابوطالب کا ایمان ثابت نہیں ہے، صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ ابوطالب کی وفات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس کے

^۱ رد المحتار کتاب السیر باب المرتد دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۲۸۳ و ۲۸۴

^۲

^۳

^۴ مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب الفتن حدیث ۵۸۵۸ المکتبۃ الحمدیہ کوئٹہ ۹/ ۳۶۰

عرض اسلام کر دے قبول نہ کر د ^۱ ۔	پاس تشریف لائے اور سلام پیش فرمایا مگر اس نے قبول نہیں کیا۔ (ت)

فصل ششم:

امام ابن حجر مکی افضل القرۃ القراءۃ ام القرۃ میں ابوطالب کی بیت مروی صحیح بخاری کہ ہم نے شروع جواب میں ذکر کی لکھ کر فرماتے ہیں:

هذا البيت من جملة قصيدة له فيها مدح عجيب له صلى الله تعالى عليه وسلم حتى اخذا الشيعة منها القول باسلامه ^۲ ۔	یہ بیت ابوطالب کے ایک قصیدہ کا ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عجب نعت ہے، یہاں تک کہ رافضیوں نے اس سے ابوطالب کا مسلمان ہونا اخذ کر لیا۔

پھر فرماتے ہیں:

صرائح الاحادیث المتفق علی صحتها تردد ذلك ^۳ ۔	لیکن صاف اور روشن حدیثیں جن کی صحت پر اتفاق ہے اسلام ابوطالب کو رد کر رہی ہیں۔

علامہ محمد بن عبدالباقی شرح مواہب میں روایت ضعیفہ ابن اسحق کہ ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب مع اپنے جوابوں کے آتی ہے ذکر کر کے فرماتے ہیں:

بهذا احتج الرضاة ومن تبعهم علی اسلامه ^۴ ۔	رافضی اور جو ان کے پیرو ہوئے وہ اسی روایت سے ابوطالب کے اسلام پر سند لاتے ہیں۔

انوار التنزیل وارشاد العقول میں زیر آیہ کریمہ "انک لاتہدی من احببت" فرمایا:

الجمهور علی انها نزلت فی ابی طالب ^۵ ۔	جمہور آئمہ کے نزدیک یہ آیت در بارہ ابوطالب اتری۔

^۱ شرح سفر السعادة فصل در بیان عیادت بیمار اور نماز جنازہ مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ص ۲۴۹

^۲ افضل القرۃ القراءۃ ام القرۃ تحت البیت ۲۵ المجمع الثقانی ابو ظہبی ۱/ ۲۸۶

^۳ افضل القرۃ القراءۃ ام القرۃ تحت البیت ۲۵ المجمع الثقانی ابو ظہبی ۱/ ۲۸۶

^۴ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ عام الحزن وفاتہ خدیجہ وابی طالب دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۹۱

^۵ انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت آلیۃ ۲۸/ ۵۶ دار الفکر بیروت ۴/ ۲۹۸

علامہ خفاجی اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

یہ اشارہ ہے بعض رافضیوں کے رد کی طرف کہ وہ اسلام ابو طالب کے قائل ہیں۔	اشارۃ الی الرد علی بعض الرافضة اذ ذهب الی اسلامہ ^۱ ۔

اصابہ میں ہے:

رافضیوں کا ایک گروہ کہتا ہے کہ ابو طالب مسلمان مرے۔ امام ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں شروع تذکرہ ابو طالب میں فرمایا بعض اسلام ابو طالب کے قائل ہوئے اور یہ صحیح نہیں مختصر۔	ذكر جمع من الرافضة انه مات مسلماً ^۲ ، قال ابن عساکر فی صدر ترجمته قيل انه اسلم ولا یصح اسلامه مختصر ^۳ ۔

زر قانی میں ہے:

صحیح یہ ہے کہ ابو طالب مسلمان نہ ہوئے، رافضیوں کی ایک جماعت نے اُن کا اسلام پر مرنا مانا اور کچھ شعروں اور واہیات خبروں سے تمسک کیا جن کے رد کا امام حافظ الثنات نے اصابہ میں ذمہ لیا۔	الصحيح ان ابا طالب لم یسلم، و ذکر جمع من الرافضة انه مات مسلماً وتمسکوا بشعار و اخبار واهية تکفل بردھائی الاصابة ^۴ ۔

نسیم فصل کیفیۃ الصلوۃ علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والتسلیم میں ہے:

ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی اور بعض رافضیوں کا دعوٰی باطلہ کہ وہ اسلام لائے محض بے اصل ہے۔	ابو طالب توفي کافراً و ادعاء بعض الشيعة انه اسلم لا اصل له ^۵ ۔

شیخ محقق شرح صراط مستقیم میں فرماتے ہیں:

^۱ عنایۃ القاضی حاشیۃ الشہاب علی تفسیر البیضاوی تحت آلیۃ ۲۸/ ۵۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۷/ ۳۰۹

^۲ الاصابة فی تمییز الصحابة حرف الطاء القسم الرابع ابو طالب دار صادر بیروت ۴/ ۱۱۶

^۳ تاریخ دمشق الكبير ترجمہ ۸۹۴۰ ابو طالب دار احیاء التراث العربی ۷۰/ ۲۲۸

^۴ شرح الزرقانی علی الموابہ اللدنیۃ المقصد الثانی الفصل الرابع دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۷۷۲

^۵ نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات الہند ۳/ ۴۸۴

شیخ ابن حجر در فتح الباری میگوید معرفت ابوطالب بہ نبوت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در بسیاری از اخبار آمدہ و تمسک کردہ بدان شیعہ بر اسلام وے و استدلال کردہ اند بردعوی خود بخیزے کہ دلالت ندارد بر آں ^۱ ۔	شیخ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں ابوطالب کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی معرفت حاصل تھی۔ اس بارے میں متعدد احادیث وارد ہیں جن کو شیعہ اسلام ابو طالب کی دلیل بتاتی ہیں اور انے دعویٰ پر جس چیز سے استدلال کرتے ہیں وہ ان کے دعویٰ پر دلالت نہیں کرتی۔ (ت)

اسی میں ہے:

مخفی نہاند کہ صحت اسلام ابوین بلکہ سائر آباءے دے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشہورست و شیعہ اسلام ابوطالب رانیز ازین قبیل دانند ^۲ اھ مختصرگ۔	پوشیدہ نہ رہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین بلکہ تمام آباء و اجداد کے اسلام کا صحیح ہونا مشہور ہے، اور شیعہ اسلام ابوطالب کو بھی اسی قبیل سے سمجھتے ہیں اھ (اختصار) (ت)

فصل ہفتم:

الحمد للہ کلام اپنی نہایت کو پہنچا بعد اس قدر نصوص علیہ وجلیہ قرآن و حدیث و ارشادات صحابہ و تابعین و تبع تابعین و آئمہ قدیم و حدیث کے منصف کو چارہ نہیں مگر تسلیم اور شبہات کا حصہ نہیں مگر فنائے عمیم پھر بھی تمیین مرام و تسکین اوہام مناسب مقام، عمرونے آٹھ شبے ذکر کیے اور نواں کہ اگر شبہ کہنے کے بھی کچھ قابل ہے تو وہی ہے اس سے متروک ہوا ہم ان سب کو ذکر کر کے بتوفیق اللہ تعالیٰ اظہار جواب و ابانت صواب کریں۔

شبہ اولیٰ کفالت۔ قول: (میں کہتا ہوں۔ ت) ہاں بالیقین مگر کفالت نبی مستلزم اطاعت نبی نہیں، قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت):

"فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَرًّا" ^۳ الایۃ۔	تو اُسے اٹھالیا فرعون کے گھر والوں نے کہ وہ ان کا دشمن اور ان پر غم ہو، الایۃ (ت)

^۱ سفر السعادت فصل در بیان عیادت بیمارال الخ مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ص ۲۴۹

^۲ سفر السعادت فصل در بیان عیادت بیمارال الخ مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ص ۵۰-۲۴۹

^۳ القرآن الکریم ۲۸/۸

قال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت):

بولایا ہم نے تمہیں اپنے یہاں بچپن میں نہ پالا اور تم نے ہمارے یہاں اپنی عمر کے کئی برس گزارے۔ (ت)	"قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ فِينَا وَلِيدًا وَلَبِثْتَ فِينَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ ۝" ¹

شبہ ثانیہ _____ نصرت و حمایت _____ نقول: ضرور مگر مدعا سے دور، رافضی اس سے دلیل لائے اور علمائے سنت جواب دے چکے۔ اصابہ میں فرمایا:

یعنی اسلام ابی طالب پر رافضی اس آیت سے دلیل لایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے "جو لوگ اس نبی پر ایمان لائے اور اس کی نصرت و مدد کی اور جو نور اس نبی کے ساتھ اتارا گیا اس کے پیرو ہوئے وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔" رافضی نے کہا: ابوطالب کی مدد و نصرت مشہور و معروف ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے قریش سے مخالفت کی عداوت باندھ لی جس کا کوئی راوی اخبار انکار نہ کرے گا تو وہ فلاح پانے والوں میں ٹھہرے۔ رافضیوں کے علم کی رسائی یہاں تک ہے اور ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ابوطالب نے ضرور نصرت کی اور بدرجہ غایت کی مگر اس نور کا اتباع نہ کیا جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اترا یعنی قرآن مجید داعی توحید اور فلاح توجب ملے کہ جتنی صفات پر اسے مرتب فرمایا ہے سب حاصل ہوں۔	استدل الرافضی بقول اللہ تعالیٰ "فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ" قال وقد عززه ابوطالب بما اشتهر و علم ونابذ قریشا وعاداهم بسبيله مما لا يدفعه احد من نقلة الاخبار فيكون من المفلحين انتهى وهذا مبلغهم من العلم واناسلم انه نصره وبالع في ذلك لكنه لم يتبع النور الذي معه وهو الكتاب العزيز الداعي الى التوحيد ولا يحصل الفلاح الا بحصول ما رتب عليه من الصفات كلها²

¹ القرآن الكريم ۲۶/ ۱۸

² الاصابة في تمييز الصحابة حرف الطاء ترجمہ ۶۸۵ ابوطالب دارصادر بیروت ۴/ ۱۱۸

اقول: اوگا یہ نصرت و حمایت کا قصہ بارگاہ رسالت میں پیش ہو چکا، عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ابو طالب چنیں و چنان کرتا اسے کیا نفع ملا؟ جواب جوار شاد ہوا۔ حدیث چہارم میں گزرا۔
ہاجیا: بلکہ تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر خود رب العزت جواب دے چکا کہ اوروں کو نبی کی ایذا سے روکتے اور خود ایمان لانے سے بچتے ہیں، دیکھو آیت و حدیث سوم۔

ہائگا: اعتبار خاتمہ کا ہے "انما الاعمال بالخوا تیم" ^۱۔ (اعمال کا دار و مدار خاتموں پر ہے۔ ت) جب ابو طالب کا کفر پر مرنا قرآن و حدیث سے ثابت تو اب اگلے قسے سنانا اور گزشتہ کفالت و نصرت سے دلیل لانا محض ساقط۔ صحاح ستہ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود سے ایک حدیث طویل میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

قسم اللہ کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں تم میں کوئی شخص جنتیوں کے کام کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور جنت میں صرف ایک ہاتھ کا فرق رہ جاتا ہی اتنے میں تقدیر غالب آ جاتی ہے کہ وہ دوزخیوں کے کام کر کے دوزخ میں جاتا ہے۔ (والعیاذ باللہ رب العالمین)۔	"فواللہ الذی لا الہ غیرہ ان احدکم لیعمل بعمل اهل الجنة حتی ما یکون بینہ و بینہا الا ذراع فیسبق علیہ الكتاب فیعمل بعمل اهل النار فیدخل النار" ^۲۔

رابگا: نہ صرف اسلام مستلزم اسلام نہ ثبوت خاص نہ ثبوت عام، صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی غزوہ خیبر میں ایک مدعی اسلام نے ہمراہ رکاب اقدس سخت جہاد اور کافروں سے عظیم قتال کیا، صحابہ اس کے مداح ہوئے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ دوزخی ہے۔ اس پر قریب تھا کہ بعض لوگ متزلزل ہو جاتے۔ (یعنی ایسے عالی درجہ کے عمدہ کام ایسی جلیل و جمیل نصرت اسلام اور اس پر ناری ہونے کے احکام) بالاخر خبر پائی کہ وہ معرکہ میں زخمی ہو اور دکی تاب نہ لایا رات کو اپنا گلا کاٹ کر مر گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

^۱ مسند احمد بن حنبل حدیث سہل بن سعد المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۳۳۵

^۲ صحیح البخاری کتاب التوحید باب قوله تعالیٰ ولقد سبق کل من الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۱۰، صحیح مسلم کتاب القدر باب کیفیۃ خلق الادمی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۳۲، سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب القدر آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۹۲

"انه لا يدخل الجنة الا نفس مسلمة وان الله ليؤيد هذا الدين بالرجل الفاجر" ¹۔	بے شک جنت میں کوئی نہ جائے گا مگر مسلمان جان، اور بے شک اللہ اس دین کی مدد کرتا ہے فاسق کے ہاتھ پر۔

اسی کے قریب طبرانی نے کبیر میں عمرو بن نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ نسائی وابن حبان حضرت انس بن مالک اور احمد و طبرانی حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند جید راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الله يؤيد هذا الدين باقوام لا خلاق لهم ²۔	بے شک اللہ عزوجل اس دین کی مدد ایسے لوگوں سے فرماتا ہے جن کا کوئی حصہ نہیں۔

طبرانی کبیر میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الله تعالى يؤيد الاسلام برجال ما هم من اهله ³۔	بے شک اللہ تعالیٰ اسلام کی تائید ایسے لوگوں سے کرتا ہے جو خود اہل اسلام سے نہیں۔

نسأل الله العفو والعافية (ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت مانگتے ہیں۔ ت)

شبہ ثالثہ ___ محبت ___ اقول: بے شک مگر حد طبعی تک جیسے چچا کو بھتیجے سے چاہیے اور بھتیجے بھی کیسے کہ حقیقی بھائی نوجوان گزرے ہوئے کی اکلوتی نشانی، پھر اس پر جمال صورت و کمال سیرت وہ کہ اپنے تو اپنے غیر دیکھیں تو فدا ہو جائیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاندان ہاشمی ایک اسی چراغ محمود و شمع بے دود سے روشن تھا۔ خاندانی حمیت ہر عاقل کو ہوتی ہے خصوصاً عرب خصوصاً قریش خصوصاً بنی ہاشم میں اس کے عظیم مادہ و لہذا جب آیہ کریمہ "فَأَصْدَعُ

¹ صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوة الخيبر قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۶۰۴، صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان غلط تحریم قتل

الانسان قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۲

² کنز العمال بر مزین حب و حم طبع عن ابی بکرہ حدیث ۲۸۹۵۶ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۰/ ۱۸۴

³ کنز العمال بر مزین طبع عن ابن عمرو حدیث ۲۸۹۵۶ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۰/ ۱۸۴

بِسَائِئِهِمْ وَأَعْرِضْ عَنِ الْفُشْرِ كَيْفَ ۝^۱۔ (تو اعلانیہ کہہ دو جس بات کا تمہیں حکم ہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لو۔ ت) نازل ہوئی اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علانیہ دعوت اسلام شروع کی اشراف قریش جمع ہو کر ابوطالب کے پاس گئے اور کہا کہ تمام عرب میں سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے بڑھ کر اچھی اٹھان والا لڑکا ہم سے لے لو اُسے بجائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پرورش کرو اور انہیں ہم کو دے دو، اور اسی ارادہ فاسد پر عمارہ بن ولید کو لے کر گئے تھے کہ ابوطالب نے مانا تو اسے انہیں دے دیں گے، ابوطالب نے کہا:

خدا کی قسم کیا بُری گالکی میرے ساتھ کر رہے ہو، کیا تم اپنا بیٹا مجھے دو کہ میں تمہارے لیے اسے کھلاؤں پرورش کروں اور میں اپنا بیٹا تمہیں دے دوں کہ تم اسے قتل کرو، خدا کی قسم یہ کبھی ہونی نہیں، جب اُونٹ شام کو نکلتے ہیں تو اگر کوئی ناقہ اپنے بچے کو چھوڑ کر دوسری کی طرف میل کرتی ہو تو میں بھی تم سے اپنا بیٹا بدل لوں۔

(ہم نے اس کو حدیث ابن اسحق سے ملخص کیا جسے انہوں نے مفصل بیان کیا اور ہم نے ملخص کیا اور حدیث مقاتل سے جس کو مواہب میں ذکر کیا گیا ہے۔ ت)

"والله لبئس ما تسومونني اتظنونني ابنكم اغذوه لكم واعطيكم ابني تقتلونه هذا والله مالا يكون ابدا حين تروح الابل فانه حنت ناقه الى غير فصيلها دفعته اليكم"۔

لخصناه حديث ابن اسحق ذكرناه بلاغا ومن حديث مقاتل ذكره في المواهب²

ابوطالب نے صاف بتا دیا کہ ان کی محبت وہی ہے جو انسان تو انسان حیوان کو بھی اپنے بچے سے ہوتی ہے، ایسی محبت ایمان نہیں، ایمان حُب شرعی ہے، ابوطالب میں اس کی شان نہیں، محبت شرعی و ایمانی ہوتی تو نار کو عار پر اختیار اور دم مرگ کلمہ طیبہ سے انکار اور ملت جاہلیت پر اصرار کیوں ہوتا۔ امام قسطلانی ارشاد الساری میں فرماتے ہیں:

¹ القرآن الكريم ۹۴/۱۵

² المواهب اللدنية

قد کان ابو طالب یحوطہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ینصرہ ویحبہ حباً طبعیاً لا شرعاً فسبق القدر فیہ واستمر علی کفرہ وللہ الحجة السامیة ^۱ ۔	یعنی ابو طالب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نصرت و حمایت سب کچھ کی، طبعی محبت بہت کچھ رکھی۔ مگر شرعی محبت نہ تھی، آخر تقدیر الہی غالب آئی اور معاذ اللہ کفر پر وفات پائی اور اللہ ہی کے لیے ہے حجت بلند۔

نسیم الریاض میں ہے:

حنونہ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومحبتہ لہ امر مشہور فی السیر وکان یعظمہ ویعرف نبوتہ ولكن لم یوفقه اللہ للاسلام و فی الامتناع ان فیہ حکمة خفیة من اللہ تعالیٰ لانه عظیم قریش لایسکن احدا منهم ان یتعدی علی ما فی جوارہ فکان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی بدء امرہ فی کنف حیایتہ یذبہم عنہ کما قال:	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ابو طالب کی مہر و محبت مشہور ہے اور تعظیم و معرفت نبوت معلوم، مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمان ہونے کی توفیق نہ دی، اور کتاب الامتناع میں فرمایا: ابو طالب کے مسلمان نہ ہونے میں اللہ تعالیٰ کی ایک باریک حکمت ہے وہ سردار قریش تھے کوئی ان کی پناہ پر تعدی نہ کر سکتا تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابتدائے اسلام میں ان کی حمایت میں تھے وہ مخالفوں کو حضور سے دفع کرتے تھے، خود ایک شعر میں کہا ہے۔ خدا کی قسم تمام قریش اکٹھے ہو جائیں تو حضور تک نہ پہنچ سکیں گے جب تک میں خاک میں دبا کر لٹا نہ دیا جاؤں۔ تو اگر وہ اسلام لے آتے قریش کے نزدیک ان کی پناہ کوئی چیز نہ رہتی، آخر ان کے انتقال پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہجرت ہی فرمائی ہوئی۔

واللہ لن یصلوا الیک بجمعہم

حتی اوسد فی التراب دفیناً

فلو اسلم لم یکن لہ ذمة عندهم ولذا لم یکن لہ صلی
اللہ علیہ علیہ وسلم بعد موتہ بد من الهجرة^۲

^۱ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب المناقب باب قضہ ابی طالب دار الکتب العربی بیروت ۲۰۱/۶

^۲ نسیم الریاض القسم الاول الباب الاول الفصل الخامس مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات الہند ۲۱۰/۱

اقول: قرب انتقال تک اسلام نہ لانے کی یہ حکمت ہو سکتی ہے، مرتے وقت کفر پر اصرار کی حکمت اللہ جانے یا اس کا رسول، شاید اس میں اولاً: یہ نکتہ ہو کہ اگر اسلام لا کر مرتے مخالف گمان کرتے کہ اللہ کے رسول نے ہمارے ساتھ معاذ اللہ فریب برتا، اپنے چچا کو مسلمان تو کر لیا تھا مگر پناہ و ذمہ رکھنے کے لیے ظاہر نہ ہونے دیا جب اخیر وقت آیا کہ اب وہ کام نہ رہا ظاہر کروایا۔
ہاجیا: اُن مسلمانوں کی تسکین بھی ہے جن کے بزرگ حالت کفر میں مرے جس کا پتا حدیث ان ابی و بک^۱۔ دیتی ہے اول ناگوار ہو واجب اپنے چچا کو شامل فرمایا سکون پایا۔

ہاجیا: مسلمانوں کے لیے اُسوہ حسنہ قائم فرمانا کہ اپنے اقارب جب خدا کے خلاف ہوں اُن سے براءت کریں مرنے پر جنازہ میں شریک نہ ہوں، نماز نہ پڑھیں، دُعائے مغفرت نہ کریں کہ جب خود اپنے حبیب کو منع فرمایا تو اوروں کی کیا گنتی۔
راجا: عمل میں اخلاص للہ و خوف و انقیاد کی ترغیب اور محبوبانِ خدا سے نسبت پر بھول بیٹھنے سے ترہیب، جب ابوطالب کو ایسی نسبت قریبہ بان کا رہائے عجیبہ بوجہ نامنقادی کام نہ آئی تو اور کیا چیز ہے۔
 "الی غیر ذلک مآ اللہ ورسولہ بہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" (اس کے علاوہ دیگر وجوہ جنہیں اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوب جانتے ہیں۔ ت)

شبہ رابعہ ___ نعت شریف ___ **اقول:** یہ تو اور حجت الہیہ قائم ہونا ہے جب ایسا جانتے ہو پھر کیوں نہیں مانتے یہود عنود قبل طلوع شمس رسالت کیا کچھ نعت و مدحت نہ کرتے جب کوئی مشکل آتی مصیبت منہ دکھاتی حضور سے توسل کرتے جب دشمن کا مقابلہ ہوتا دُعائے مانگتے۔

اللہم انصرنا علیہم بالنبی المبعوث فی آخر الزمان الذی نجد صفته فی التورۃ ^۲ ۔	الہی ہمیں اُن پر مدد دے صدقہ نبی آخر الزمان کا جس کی نعت ہم تورات میں پاتے ہیں۔

پھر جان کرنے ماننے کا کیا نتیجہ ہوا یہ جو قرآن عظیم نے فرمایا:

"وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى	اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا تو اسے منکر ہو بیٹھے، تو اللہ کی

^۱ صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان ان من مات علی الکفر الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۳

^۲ البحر المحیط تحت الآیۃ ۴/۷۷ ۷۹ دار الفکر بیروت ۳۰۳

الکفرین ۱۰۱-۱	لعنت ہو منکروں پر۔ (ت)

اصابہ میں فرماتے ہیں:

اماشہادۃ ابی طالب بتصدیق النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فالجواب عنہ وعمّا ورد من شعرا بی طالب فی ذلک انه نظیر ما حکى اللہ تعالیٰ عن کفار قریش "وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم ظلماً وعلوا فکان کفرهم عنادا ومنشؤه من الانفۃ والكبر والى ذلک اشار ابوطالب بقوله لولا ان تعیر فی قریش" ۲	یعنی ابوطالب کے ان اشعار وغیرہا جن میں تصدیق نبی کی شہادت ہے) کا جواب یہ ہے کہ وہ اسی قبیل سے ہے جو قرآن عظیم نے کفار کا حال بیان فرمایا کہ براہ ظلم و تکبر منکر ہوتے اور دل میں خوب یقین رکھتے ہیں تو یہ کفر عناد ہوا اور اس کا منشاء تکبر اور اپنے نزدیک بڑی ناک والا ہونا ہے خود ابوطالب نے اس کی طرف اشارہ کیا کہ اگر قریش کی طعنہ زنی کا خیال نہ ہوتا تو اسلام لے آتا۔

شبہ خامسہ حضور کا استغفار فرمانا۔ اقول: اولاً اس کا جواب خود رب الارباب جل جلالہ، دے چکا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قید لگا دی تھی مالم نہ عند تیرے لیے استغفار فرماؤں گا جب تک منع نہ کیا جاؤں گا۔ رب العزۃ جل جلالہ نے منع فرما دیا اب اس سے استناد خطر القناد۔

ثانیاً: خود یہ وعدہ ہی کلمہ طیبہ سے انکار سُن کر ارشاد ہوا تھا۔ دیکھو حدیث دوم، پھر اسے دلیل اسلام ٹھہرانا عجب ہے۔

شبہ سادسہ حکایت جامع الاصول۔ اقول: سید اہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم مولیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ابوطالب کو مشرک کہتے باوصف حکم اقدس غسل وکفن میں تا مل عرض کرتے سید السادات سید الکائنات علیہ وآلہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات اسے مقرر رکھتے، جنازہ میں شرکت سے باز رہتے، سیدنا جعفر بن ابی طالب و امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بوجہ اسلام ترک کفار سے محرومی پاتے، سید امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی وجہ کفر ابی طالب بیان فرماتے۔ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ختن اہل بیت اسے کافر کا ترکہ مومن کو نہ ملنے کی دلیل

۱ القرآن الکریم ۷۲/۷۹

۲ الاصابۃ فی تمییز الصحابة حرف الطاء ترجمہ ۲۸۵ ابوطالب دارصادر بیروت ۴/۱۱

ٹھہراتے۔ سیدنا عباس عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے حال سے سوال کر کے وہ جواب پاتے۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما آیت "وان یهلكون الا انفسهم" کا ابوطالب کے حق میں نزول بتاتے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث ہشتم اور اُمّ المؤمنین ام سلمہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث ہفتم امیر المؤمنین علی برادر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث پانزدہم روایت فرماتے ہیں: یہ سروران و سردارانِ اہل بیت کرام ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، ان کے بعد وہ کون سے اہلیت قائل اسلام ابوطالب ہوئے، کیا قرآن و حدیث و اطباق ائمہ قدیم و حدیث کے مقابل ایسی حکایات بے زمام و خطام کچھ کام دے سکتی ہیں، حاشا، لاجرم شیخ محقق مدارج النبوت میں فرماتے ہیں:

از ائمام پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیر حمزہ و عباس مسلمان نہ شدہ اند و ابوطالب و ابولہب زمان اسلام را دریافتہ اما توفیق اسلام نیافتہ جمہور علماء برین اند و صاحب جامع الاصول آورده کہ زعم اہلبیت آن ست کہ ابوطالب مسلمان از دنیا رفتہ واللہ اعلم بصحتہ کذا فی روضۃ الاحباب ^۱ ۔	پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچوں میں سے حضرت حمزہ و عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سوا کوئی مسلمان نہ ہوا، ابوطالب و ابولہب نے اسلام کا زمانہ پایا مگر اسلام لانے کی توفیق نہ پائی۔ جمہور علماء کا موقف یہی ہے، اور صاحب جامع الاصول نے ذکر کیا ہے کہ اہل بیت کا گمان یہ ہے کہ ابوطالب مسلمان ہو کر دنیا سے گئے ہیں، اس کی صحت کا حال اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے، یونہی روضۃ الاحباب میں ہے۔ (ت)

اقول: علماء کا جابجا کفر ابی طالب پر اجماع نقل فرمانا اور اسلام ابی طالب کا قول مزعوم روافض بتانا، جس کے نقول اگلے فصول میں مذکور و منقول، اس حکایت بے سرو پا کے رد کو بس ہے، کیا باوصف خلافاً ائمہ اہلبیت اجماع منعقد ہو سکتا یا معاذ اللہ ان کا خلاف لا یعتقد بہ ٹھہرا کر دعویٰ اتفاق فرمادیا جاتا اور جب خود اپنے ائمہ کرام میں خلاف حاصل تو جانب اجانب یعنی روافض قصر نسبت پر کیا حامل، پس عندا تحقیق یہ حکایت بے اصل اور محی عنہ معدوم و باطل، ہاں اگر سادات زید یہ کہ ایک فرقہ روافض ہے مراد ہوں تو عجب نہیں اور شبہ زائل۔

^۱ مدارج النبوة باب سوئم در ذکر اعمام النبی مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر پاکستان ۲/۳۹۰

شبهہ سابعہ ____ عبارت شرح سفر السعاده ____ اقول: یہ تہمت محض ہے شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کی عبارتیں خود اسی شرح صراط المستقیم وغیرہ تصانیف سے اوپر گر چکیں جو اس کی تکذیب کو بس ہیں۔ شیخ فرماتے ہیں: حدیث صحیح ابوطالب کا کفر ثابت کرتی ہے علمائے اہل سنت ابوطالب کا کفر مانتے ہیں شیعہ انہیں مسلمان جانتے ہیں انکے دلائل مردود و باطل ہیں۔ ان سب تصریحات کے بعد توقف کا کیا محل، ہاں یہ عبارت مدارج شریف میں نسبت آباء واجداد حضور سید انام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام تحریر فرمائی ہے۔

جہاں فرمایا کہ متاخرین نے ثابت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پاک و مصفا بودند از دنس شرک و کفر باری کم از ان نہ باشد کہ دریں مسئلہ توقف کنند و صرفہ نگاہ دارند ^۱ ۔	جہاں فرمایا کہ متاخرین نے ثابت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پاک و مصفا بودند از دنس شرک و کفر باری کم از ان نہ باشد کہ دریں مسئلہ توقف کنند و صرفہ نگاہ دارند ^۱ ۔

شبهہ ثامنہ ____ وصیت نامہ ____ اقول: وہ ایک حکایت منقطعہ ہے جس کا منتہائے سند ایک رافضی غالی، مواہب شریف میں جس سے عمرو ناقل یہ وصیت نامہ یوں منقول:

حکى عن هشام بن السائب الكلبي او ابويه انه قال لما حضرت ابا طالب الوفاة جمع اليه وجوه قریش ^۲ الخ	یعنی ہشام بن سائب کلبی کو فی یا اس کے باپ کلبی سے حکایت کی گئی کہ ابوطالب نے مرتے وقت عہدگان قریش کو جمع کر کے وصیت کی۔

ہشام و کلبی دونوں رافضی مطعون ہیں۔ میزان الاعتدال میں ہے:

قال البخاري ابو النضر الكلبي تركه يحيى وابن مهدي قال علي ثناء يحيى عن سفين قال الكلبي كلما حدثتك عن ابي صالح فهو كذب، و قال يزيدي بن زريع ثناء الكلبي	امام بخاری نے فرمایا ابو نضر کلبی کو امام یحییٰ بن معین و امام عبد الرحمن بن مہدی نے اسے متروک کیا۔ امام سفین فرماتے ہیں۔ مجھ سے کلبی نے کاذب حدیثیں میں نے آپ کے سامنے ابو صالح سے روایت کی ہیں وہ سب جھوٹ ہیں، ی زید بن زریع نے کہا: کلبی رافضی

^۱ مدارج النبوة باب سوم وفات یافتن ابوطالب مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۳۹/۲

^۲ المواہب اللدنیۃ عام الحزن وفاتہ ابی طالب المکتب الاسلامی بیروت ۱/۲۶۵

تھا۔ امام سلیمان اعمش تابعی نے فرمایا کہ ان رافضیوں سے بچو، میں نے علماء کو پایا کہ ان کا نام کذاب رکھتے تھے تبوذکی کہتے ہیں میں نے ہمام سے سنا وہ کہتی ہیں میں نے خود کلبی کو کہتے سنا کہ میں رافضی ہوں۔ ابو عوانہ کہتے ہیں کلبی نے میرے سامنے کہا کہ جبرئیل نبی کو وحی لکھاتے تھے جب حضور بیت الخلاء کو تشریف لے جاتے تو مولیٰ علی (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) کو لکھانے لگتے۔ جو زجانی وغیرہ نے کہا۔ کلبی کذاب ہے، دارقطنی اور ایک جماعت علماء نے کہا: متروک ہے۔ ابن حبان نے کہا اس کا مذہب دین میں اور اس میں کذب کا وضوع ایسا روشن ہے کہ محتاج بیان نہیں کتابوں میں اس کا ذکر کرنا حلال نہیں اور نہ اس سے سند لانا اہل ملقطاً۔	وكان سبائياً قال الاعمش اتق هذه السبائية فاني ادرکت الناس وانما يسبونهم الكذابين، التبوذکی سعت هما ما يقول سعت الكلبی يقول انا سبائى عن ابى عوانة سعت الكلبی يقول انا سبائى عن ابى عوانة سعت الكلبی يقول كان جبرئيل يملی الوحی على النبی صلى الله تعالى عليه وسلم فلما دخل النبی صلى الله تعالى عليه وسلم الخلاء جعل يملی على عليّ، قال الجوز جانی وغیره کذاب وقال الدار قطنی و جماعة متروک وقال ابن حبان مذهبه فی الدین و وضوع الکذب فيه اظهر من ان یحتاج الی الاغراق فی وصفه لایحل ذکره فی الکتاب فکیف الاحتجاج به¹ اهل ملقطاً۔

اُسی میں ہے:

امام احمد نے کلبی کے بیٹے ہشام کی نسبت فرمایا: وہ تو یہی کچھ کہانیاں کچھ نسبت نامے جانتا تھا مجھے گمان نہ تھا کہ کوئی اس سے حدیث روایت کرے گا۔ امام دارقطنی وغیرہ نے فرمایا: متروک ہے۔ امام ابن عساکر نے کہا: رافضی نامعتمد ہے۔	ہشام بن محمد بن السائب الکلبی قال احمد بن حنبل انما کان صاحب سبر و نسب ما ظننت ان احدا یحدث عنه وقال الدار قطنی وغیره متروک وقال ابن عساکر رافضی لیس بثقة²۔

تاییداً: خود اُسی وصیت نامہ میں وہ لفظ منقول جن میں صاف اپنے حال کی طرف اشارہ ہے کہ اُن حاضرین سے کہا:

¹ میزان الاعتدال ترجمہ ۷۵۷۴ محمد بن سائب الکلبی دارالمعرفة بیروت ۳/ ۵۵۹۶۵۵

² میزان الاعتدال ترجمہ ۹۲۳۷ ہشام بن محمد السائب دارالمعرفة بیروت ۴/ ۳۰۴

قد جاء بامر قبله الجنان وانكروه اللسان مخافة الشنآن ^۱ ۔	محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس وہ بات لے کر آئے جسے دل نے مانا اور زبان نے انکار کیا اس خوف سے کہ لوگ دشمن ہو جائیں گے۔

علامہ زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

لمأتعبونه به من تبعيته لابن اخيه ^۲ ۔	یعنی وہ خوف یہ ہے کہ تم عیب لگاؤ گے کہ وہ اپنے بھتیجے کا تابع ہو گیا۔

یعنی بھتیجا تو بیٹے کی مثل ہے انہیں امام بناتے آپ غلام بنتے عار آتی ہے، تم طعنہ کرو گے اس لیے اسلام سے انکار ہے اگرچہ دل پر اُن کا صدق آشکار ہے۔

ﷺ: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باب میں اُن سے بعض وصایا ضرور منقول مگر جب اوروں کو وصیت ہو خود جاہلی حمیت ہو تو اس سے کیا حصول۔ قال اللہ تعالیٰ:

"كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ" ^۳ ۔	اللہ کو سخت دشمن ہے یہ بات کہ کہو اور نہ کرو۔

تندرستی میں بھی یہی برتاؤ تھا کہ اوروں کو ترغیب دینا اور آپ بچنا وہی انداز وقت مرگ برتا۔ اصابہ میں فرمایا:

وهو امر ابی طالب ولديه باتباعه فتركه ذلك هو من جملة العناد وهو ايضاً من حسن نصرته له و ذبه عنه ومعاداته قومه بسببه ^۴ ۔	رہا یہ کہ ابو طالب کا اپنے بیٹوں حیدر کرار و جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہنا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کرو تو خود اس کا ترک کرنا یہ عناد میں سے ہے اور یہ ترغیب پیروی بھی اُن کی اُسی خوبی مدد و حمایت اور حضور کے باعث اپنی قوم سے مخالفت ہی میں داخل ہے۔

^۱ المواہب اللدنیہ عام الحزن وفاء ابی طالب المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۲۶۵

^۲ شرح الزرقانی المواہب اللدنیہ وفاء خدیجہ و ابی طالب دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۹۵

^۳ القرآن الکریم ۳/ ۶۱

^۴ الاصابۃ فی تمییز الصحابة حرف الطاء القسم الرابع ابو طالب دار صادر بیروت ۴/ ۱۱۷

یعنی جہاں وہ سب کچھ تھا این ہم بر علم ایمان بے اذعان ملنا کیا امکان، ولہذا علمائے کرام جہاں ابوطالب سے یہ امور نقل فرماتے ہیں وہیں موت علی الکفر کی بھی تصریح کر جاتے ہیں اسی مواہب اللدنیہ اور ان کی دوسری کتاب ارشاد الساری کے کتنے کلمات اوپر گزرے۔ مجمع البحار میں ہے:

یعنی نبوت سے دسویں سال ابو طالب کو موت آئی بنی عبدالمطلب کو مددگاری نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وصیت کر کے مر گئے۔ اس پر مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے عرض کی: حضور کا چچا مر گیا۔ فرمایا: سہلا کفنا کر دے اللہ اُسے بخشے۔ دعائے مغفرت فرماتے رہے یہاں تک کہ آیت اتری نبی کو روانہ نہیں کہ مشرکوں جہنمیوں کی بخشش مانگے۔	فی العاشرة دناموت ابی طالب فوصی بنی المطلب بأعانتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومات فقال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان عموک الضال قدمات قال فأغسله وکفنه و واره غفر اللہ له فجعل یستغفر له ایاماً حتی نزل "مکان للنبی" ¹۔

علامہ حنفی حاشیہ شرح ہمزہ میں لکھتے ہیں:

یعنی امام قرطبی نے مفہم شرح صحیح مسلم میں فرمایا: ابوطالب خوب جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کچھ فرماتے ہیں سب حق ہے قریش سے کہتے خدا کی قسم تمہیں معلوم ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کوئی کلمہ خلاف واقع نہ فرمایا اپنے بیٹے علی کرم اللہ وجہہ سے کہتے ان کے پیرو رہنا کہ یہ حق پر ہیں پر سب کچھ تھا مگر خود اسلام میں نہ آئے موت آنے تک اسی حال پر رہے اس وقت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف فرما ہوئے اس امید پر کہ شاید مسلمان ہو جائیں، اس کی حضور کو سخت خواہش	"قال القرطبی فی المفہم کان ابو طالب یعرف صدق رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی کل ما یقولہ ویقول لقریش تعلمون واللہ ان محمدا لم یکذب قط و یقول لا بنہ علی اتبعہ فانہ علی الحق غیرانہ لم یدخل فی الاسلام ولم یزل علی ذلک حتی حضورتہ الوفاۃ فدخل علیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طامعاً فی اسلامہ حریصاً علیہ بأذانی ذلک

¹ مجمع بحار الانوار فصل فی السیر بیان ارضاعہ مکتبہ دار الایمان مدینۃ المنورۃ ۵/ ۲۷۲

تھی جو کچھ کوشش ممکن تھی سب خرچ فرمادی مگر وہ تقدیریں آڑے آئیں جن کے آگے نہ خواہش چلتی ہے نہ عذر۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں کافی ہے کیا ہی اچھا کار ساز ہے، اور نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکی کرنے کی قوت مگر بلندی و عظمت والے خدا کی توفیق سے۔ (ت)

جہدہ مستفرغاً ما عنده ولكن عاقت عن ذلك عوائق الاقدار التي لا ينفع معها حرص ولا اعتذار^۱۔ وحسبنا الله ونعم الوكيل ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم۔

شبہ ناسع: الحمد للہ عمرو کے سب شبہات حل ہو گئے اور وہ شبہات ہی کیا تھے محض مہملات تھے اب ایک شبہ باقی رہا جس سے زمانہ قدیم میں بعض روافض نے اپنے رسالہ "اسلام ابی طالب" میں استناد کیا اور اکابر ائمہ علمائے اہل سنت مثل امام اجل بیہقی و امام جلیل سیبلی و امام حافظ الشان ابن حجر عسقلانی و امام بدر الدین محمود عینی و امام احمد قسطلانی و امام ابن حجر مکی و علامہ حسین دیار بکری و علامہ محمد زرقانی و شیخ محقق دہلوی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ نے متعدد وجوہ سے جواب دیا۔ سُنّی کے لیے تو اسی قدر سے جواب ظاہر ہو گیا کہ استدلال کرنے والا ایک رافضی اور جواب دینے والے ائمہ و علمائے اہلسنت مگر تتیم فائدہ کے لیے فقیر غفرلہ المولیٰ القدر وہ شبہ اور علماء کے اجوبہ ذکر کر کے جو کچھ فیض قدیر سے قلب فقیر پر فائض ہوا تحریر کرے۔ وباللہ التوفیق، ابن اسحق نے سیرۃ میں ایک روایت شاذہ ذکر کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ابوطالب کے مرض الموت میں اشراف قریش جمع ہو کر ان کے پاس گئے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سمجھا دو کہ ہمارے دین سے غرض نہ رکھیں، ہم ان کے دین سے تعرض نہ کریں ابوطالب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلا کر عرض کی، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں یہ ایک بات کہہ لیں جس سے تم تمام عرب کے مالک ہو جاؤ اور عجم تمہاری مطیع ابو جہل لعین نے عرض کی حضور ہی کے باپ کی قسم ایک بات نہیں دس باتیں۔ فرمایا: تو لا الہ الا اللہ کہہ لو۔ اس پر کافرتالیاں بجا کر بھاگ گئے۔ ابوطالب کے منہ سے نکلا، خدا کی قسم حضور نے کوئی بے جا بات تو ان سے نہ چاہی تھی اس کہنے سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُمید پڑی کہ شاید یہی مسلمان ہو جائے۔ حضور نے بار بار فرمانا شروع کیا: اے چچا! تو ہی کہہ لے جس کے سبب سے میں تیری شفاعت روز قیامت حلال کر لوں۔ جب ابوطالب نے حضور کی شدت خواہش دیکھی تو کہا۔ اے بھتیجے! میرے خدا کی قسم اگر یہ خوف نہ ہوتا

کہ لوگ حضور کو اور حضور کے باپ (یعنی خود ابوطالب) کے بیٹوں کو طعنہ دیں گے کہ نزع کی سختی پر صبر نہ ہوا کلمہ پڑھ لیا۔ تو میں پڑھ لیتا، اور وہ بھی اس طرح پڑھتا "لا اقولہا الا لاسوک بها" (میں نہ کہتا وہ کلمہ مگر اس لیے کہ آپ کو خوش کروں) صرف اس لیے کہ حضور کی خوشی کر دوں۔ یہ باتیں نزع میں تو ہو ہی رہی تھیں جب روح پرواز کرنے کا وقت نزدیک آیا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے لبوں کی جنبش دیکھی کان لگا کر سنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی: "یا ابن اخي والله لقد قال اخي الكلمة التي امرته ان يقولها" اے میرے بھتیجے! خدا کی قسم میرے بھائی نے وہ بات کہہ لی جو حضور اقدس اس سے کہلاتے تھے: قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ أَسْمَعْ^۱۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے نہ سنی۔

یہ وہ روایت ہے علماء نے اس سے پانچ جواب دیئے۔

اول: یہ روایت ہے علماء نے اس سے پانچ جواب دیئے۔

اول: یہ روایت ضعیف و مردود ہے، اس کی سند میں ایک راوی مبہم موجود ہے، یہ جواب امام بیہقی پھر امام حافظ الشان ابن حجر عسقلانی و امام بدر الدین محمود عینی و امام ابن حجر مکی و علامہ حسین دیار بکری و علامہ زرقانی وغیرہم نے افادہ فرمایا۔ خمیس میں ہے:

قال البيهقي انه منقطع الخ وسيأتي تبامه ^۲ ۔	بیہقی نے کہا یہ منقطع ہے الخ اس کی پوری تفصیل عقرب
	آ رہی ہے۔ (ت)

عمدة القاری میں ہے:

في سنده من لم يسم ^۳ ۔	اس کی سند میں ایک ایسا راوی ہے جس کا نام نہیں لیا گیا۔ (ت)

شرح مواہب میں ہے:

رواية ابن اسحق ضعيفة ^۴ ۔	ابن اسحاق کی روایت ضعیف ہے۔ (ت)

اسی میں ہے:

^۱ السيرة النبوية لابن هشام وفاة ابی طالب و خديجة دار ابن كثير والتوزيع للطباعة والنشر القسم الاول ۱۸- ۲۱۷

^۲ تاريخ الخميس وفاة ابی طالب مؤسسته شعبان بیروت ۳۰۰/۱

^۳ عمدة القاری کتاب المناقب الانصار باب قصة ابی طالب تحت حديث ۳۸۸۳ دار الكتب العلمية بیروت ۲۳/۱۷

^۴ شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة المقصد الاول وفاة خديجة و ابی طالب دار المعرفة بیروت ۲۹/۱

اس کی سند میں ایک ایسا راوی ہے جس کا نام نہیں لیا گیا۔ (ت)	فیہ من لم یسم ^۱ ۔

شرح حمزہ میں ہے:

روایۃ ضعیفۃ عن العباس انہ اسرالیہ الاسلام عند موتہ ^۲ ۔	حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ضعیف روایت ہے کہ ابو طالب نے بوقت موت رازداری سے انہیں اسلام کی خبر دی۔ (ت)

اصابہ میں ہے:

لقد وقفت علی تصنیف لبعض الشیعة اثبت فیہ اسلام ابی طالب منها ما اخرجه عن محمد بن اسحق الی ان قال بعد نقل متمسکات الرافضی، اسانید هذه الاحادیث واهیة ^۳ ۔	یعنی میں نے ایک رافضی کا رسالہ دیکھا جس میں اس نے بعض روایات سے اسلام ابی طالب ثابت کرنا چاہا ہے، ازل جملہ یہ روایت ابن اسحاق ہے۔ ان سب کی سندیں واہی ہیں۔ اقول: (میں کہتا ہوں) اور توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، یہاں چند امور ایسے ہیں جن پر آگاہ ہونا ضروری ہے۔ پہلا امر: منقطع یہاں پر بیہقی کے کلام میں اُس معنی میں استعمال نہیں ہوا جو جمہور کے نزدیک مشہور اصطلاح ہے، یعنی وہ حدیث جس کی سند سے کوئی راوی ساقط ہو گیا ہو یا مطلقاً یا اس شرط کے ساتھ کہ اس کی سند میں ایک سے زائد راوی پے درپے ساقط نہ ہوئے ہوں، بصورتِ اول
اقول: وبالله التوفیق ههنا امور یجب التنبه لها: اولها: ليس المنقطع ههنا في كلام البيهقي بالاصطلاح المشهور عند الجمهور انه الذي سقط من سنده راو اما مطلقاً او بشرط ان لا يسقط ازید من واحد علی التوالی وهو المرسل علی	

^۱ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول وفاتہ خدیجۃ وابی طالب دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۹۱

^۲

^۳ الاصابۃ فی تمییز الصحابة حرف الطاء القسم الرابع ابو طالب دار صادر بیروت ۴/ ۱۱۶

الاول اومنه على الثانى باصطلاح الفقهاء واهل
 الاصول واذا نظفت رجاله فعندنا وعند الجمهور
 مقبول كيف وذلك خلاف الواقع في رواية ابن اسحق
 فان سنده على ما رأيت في سيرة ابن هشام ونقله
 الحافظ وغيره في الفتح وغيره هكذا حدثني العباس
 بن عبد الله بن معبد عن بعض اهلته عن ابن عباس
 رضى الله تعالى عنهما¹ وهذا الانقطاع فيد كما ترى و
 لا مسامح لا رادة الانقطاع من قبل ان ابن عباس لم
 يدرك الواقعة فانه انما ولد عام مات ابوطالب ولد
 قبل الهجرة بثلاث سنين كما في التقريب² وكذلك
 ارخ ابن الجزار موت ابى طالب قبل هجرته صلى الله
 تعالى عليه وسلم بثلاث سنين كما في المواهب³ وذلك
 لان مراسيل

وہ مرسل ہے، اور بصورت ثانی مرسل کی ایک نوع ہے فقہاء
 اور اہل اصول کی اصطلاح میں، اور جب اس کے رجل عادل
 ہوں تو وہ ہمارے نزدیک اور جمهور کے نزدیک مقبول ہے اور
 جمهور کی اصطلاح میں یہ کیسے منقطع ہو سکتی ہے حالانکہ ابن
 اسحق کی روایت میں معنی مذکور کے خلاف واقع ہے، کیونکہ
 اس کی سند جیسا کہ میں نے سیرت ابن ہشام میں دیکھی اور
 حافظ وغیرہ نے اس کو فتح الباری وغیرہ میں نقل کیا وہ یوں
 ہے، مجھے حدیث بیان کی عباس بن عبد اللہ بن معبد نے اپنے
 بعض گھر والوں سے انہوں نے عباس رضى الله تعالى عنهما
 سے اور اس میں جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے کوئی انقطاع نہیں اور نہ
 ہی اس جہت سے انقطاع مراد لینے کی کوئی گنجائش ہے کہ ابن
 عباس رضى الله تعالى عنه نے یہ واقعہ نہیں پایا کیونکہ آپ اس
 سال پیدا ہوئے جس سال ابوطالب کا انتقال ہوا۔ آپ کی
 ولادت ہجرت سے تین سال قبل ہوئی جیسا کہ تقریب میں
 ہے اور یونہی ابوطالب کی موت کی تاریخ ابن جزار نے بیان
 کی وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجرت سے تین سال
 پہلے فوت ہوئے جیسا کہ مواہب میں ہے۔ اور یہ اس لیے کہ
 مراسیل

¹ السيرة النبوية لابن هشام وفاة ابى طالب و خديجه دار ابن كثير للطباعة القسم الاول ص ۳۱۷

² تقريب التهذيب ترجمہ ۳۴۲۰ دار لكتب العلمية بيروت ۱/۵۰۴

³ المواهب اللدنية عام الحزن وفاة ابى طالب المكتبة الاسلامی بیروت ۱/۲۶۲

صحابہ کے مقبول ہونے پر اجماع ہے اور جو تھا اس موقف کے خلاف ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں، تقریب نوادی میں ہے کہ یہ سب گفتگو مرسل صحابی کے غیر میں ہے۔ رہا مرسل صحابی تو صحیح مذہب میں اس کے صحیح ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔ تدریب میں کہا کہ ہمارے اصحاب وغیرہ جمہور نے اس حکم کو قطعی قرار دیا اور محدثین نے اس پر اتفاق کیا ہے۔ مسلم الثبوت میں ہے مرسل اگر صحابی سے ہے تو مطلقاً قبول کی جائے گی، اور جس نے مخالفت کی اس کا کوئی اعتبار نہیں اھ بیہقی کا اُسے منقطع کہنا فقط ان کی اپنی اور ان کے شیخ امام حاکم کی اصطلاح ہے کہ ان کے نزدیک مبہم بھی منقطع ہے۔ تقریب اور تدریب میں ہے راوی نے اسناد میں جب کہا کہ فلاں نے ایک مرد سے اور اس نے فلاں سے روایت کی تو امام حاکم نے فرمایا کہ یہ منقطع ہے مرسل نہیں ہے جب کہ اس کے غیر نے کہا یہ مرسل ہے۔ عراقی نے کہا یہ دونوں قول اکثریت کے موقف کے خلاف ہیں کیونکہ اکثر کا موقف یہ ہے کہ یہ متصل ہے اس کی سند میں راوی مجہول ہے، امام بیہقی نے اپنی سنن میں اس پر اضافہ کیا اور اس حدیث کو مرسل

الصحابة مقبولة بالاجماع ولا عبوة بمن شذ. في تقريب النووي هذا كله في غير مرسل الصحابي اما مرسله فمحكم بصحته على المذهب الصحيح¹۔ قال في التدریب قطع به الجمهور من اصحابنا و غیرهم واطبق علیه المحدثون²۔ وفي مسلم الثبوت ان كان من الصحابي يقبل مطلقاً اتفاقاً ولا اعتداد لمن خالف³۔ اھ وانما سبأه البيهقي منقطعاً على اصطلاح له ولشيخه الحاكم ان المبهم ايضاً من المنقطع في التدریب و التدریب (اذا قال) الراوی في الاسناد (فلان عن رجل عن فلان فقال الحاكم) هو (منقطع ليس مرسلًا وقال غيره مرسل) قال العراقي كل من القولين خلاف ما عليه الاكثرون، فانهم ذهبوا الى انه متصل في سنده مجهول، وزاد البيهقي على هذا في سنده فجعل

¹ تقريب النووي مع تدریب الراوی النوع التاسع المرسل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۴۱۱ھ

² تدریب الراوی فی شرح تقریب النووي النوع التاسع المرسل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۴۱۱ھ

³ مسلم الثبوت الاصل الثاني السنة مسئلة تعريف المرسل مطبع مجتبائی و بلی ص ۲۰۱

قرار دیا جس کو تابعی نے صحابہ میں سے ایک مرد سے روایت کیا اس صحابی کے نام کی تصریح نہیں کی اہ اختصار۔ اور ان دونوں (تقریب و تدریب) میں ہے دسویں قسم منقطع، صحیح مؤقف جس کی طرف فقہاء کرام اور محدثین میں سے خطیب و ابن عبد البر وغیرہ گئے ہیں وہ یہ ہے کہ منقطع اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند متصل نہ ہو، چاہے کسی وجہ سے انقطاع ہو، وہ اور مرسل ایک ہی ہیں، اور اس کا اکثر اطلاق ایسی حدیث پر ہوتا ہے جس میں تابعی سے نیچے درجے کا کوئی شخص صحابہ سے روایت کرے جیسے امام مالک علیہ الرحمہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کریں۔ ایک قول کے مطابق منقطع وہ حدیث ہے جس میں تابعی سے قبل (صحیح یہ ہے کہ صحابی سے قبل) کوئی راوی مختل ہو، چاہے تو وہ محذوف ہو یا مبہم، جیسے کہا جائے "کوئی شخص" یہ اس پر مبنی ہے جس کا پہلے ذکر ہو چکا "یعنی فلاں نے ایک شخص سے روایت کی" یہ منقطع کہلاتی ہے۔ اور ما قبل میں گزر چکا ہے کہ اکثریت اس کے خلاف ہے، پھر یہ قول اس شرط کے ساتھ مشہور ہے کہ ساقط فقط ایک راوی ہو یا دو ہوں مگر پے درپے نہ ہوں جیسا کہ اس پر عراقی اور شیخ الاسلام نے جزم کیا ہے اہ تلخیص۔

ما رواه التابعی عن رجل من الصحابة لم یسم مرسل^۱ اہ مختصر۔ وفيہما (النوع العاشر المنقطع الصحيح الذی ذهب الیہ الفقہاء والخطیب و ابن عبد البر وغیرہما من المحدثین ان المنقطع ما لم یتصل اسنادہ علی ای وجه کان انقطاعہ) فهو والمرسل واحد (واکثر ما یستعمل فی روایۃ من دون التابعی عن الصحابة کما لک عن ابن عمر وقیل هو ما اختلف منه رجل قبل التابعی) الصواب قبل الصحابی (محذوف لکان) الرجل (او مبہما کر جل) هذا بناء علی ما تقدم ان فلانا عن رجل یستی منقطعاً وتقدم ان فلانا عن رجل یستی منقطعاً وتقدم ان الاکثرین علی خلافہ، ثم ان هذا القول هو المشہور بشرط ان یکون الساقط واحد فقط او اثنين لا علی التوالی کما جزم بہ العراقی وشیخ الاسلام^۲ اہ ملخصاً۔

^۱ تقریب النووی مع تدریب الراوی النوع التاسع المرسل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۶۱-۱۶۲

^۲ تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی النوع العاشر المنقطع قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۷۱-۱۷۲

ثانیہا: ليس المبهم من المجهول المقبول عندنا وعند كثير من الفحول واكثرهم فان الراوى اذا لم يرو عنه الا واحد ا فمجهول العين نمشيه نحن وكثير من المحققين واذا زكى ظاهرا لا باطنا فمستور نقبله نحن واكثر المحققين كما بينته في "منير العين في حكم تقبيل الابهامين" وظاهران شيئا من هذا الا يعرف الا بالتسسية فالمبهم ليس منها في شيء بل هو كمجهول الحال الذي لم تعرف عدالته باطن ولا ظاهرا وان خصصناه ايضا بمن سى فليس من المجهول المصطلح عليه اصلا وان كان يطلق عليه اسم المجهول نظرا الى المعنى اللغوى. وتحقيق الحكم فيه ان ابهام راو غير الصابى بغير لفظ التعديل كحدثنا وثقة ليس كحذفه عندنا في القبول فان الجزم مع الاسقاط اماراة الاعتماد بخلاف الاسناد قال في مسلم الثبوت وشرحه فواتح الرحموت (قال رجل لا يقبل

دوسرا امر: مبهم اس مجہول میں سے نہیں جو ہمارے نزدیک اور تمام علماء ماہرین یا اکثر کے نزدیک مقبول ہے، اس لیے کہ اگر کسی راوی سے فقط ایک ہی شخص روایت کرے تو وہ مجہول العين ہے، ہم اور اکثر محققین اس کو قبول کرتے ہیں۔ اور اگر اس کا ظاہری طور پر تزکیہ ہو جائے مگر باطنی طور پر نہ ہو تو وہ مستور ہے، ہمارے اور اکثر محققین کے نزدیک یہ مقبول ہے جیسا کہ میں نے اس کو رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین" میں بیان کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ مجہول کی دونوں قسموں میں سے کوئی نہیں پہچانا جاتا مگر نام ذکر کرنے سے تو مبہم ان دونوں قسموں میں سے کوئی قسم بھی نہ ہوا بلکہ وہ مجہول الحال کی مثل ہے جس کی عدالت نہ ظاہری طور پر معلوم ہوتی ہے نہ باطنی طور پر، اگر ہم اس (مجہول الحال) کو بھی مختص کر لیں اس کے ساتھ جس کا نام ذکر کیا جاتا ہے تو اس صورت میں مبہم بالکل ہی مجہول اصطلاحی میں سے نہیں ہوگا۔ اگرچہ معنی لغوی کے اعتبار سے اس پر مجہول کا اطلاق ہوگا۔ اس میں حکم کی تحقیق یہ ہے کہ غیر صحابی کا ابہام بغیر لفظ تعدیل کے جیسے مجھے حدیث بیان کی ایک ثقہ نے۔ ہمارے نزدیک قبولیت میں حذف راوی کی مثل نہیں۔ کیونکہ اسقاط راوی کے باوجود اس پر جزم، اعتماد کی نشانی ہے بخلاف اسناد کے۔ مسلم الثبوت اور اس کی شرح فواتح الرحموت میں ہے کسی شخص نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی

ایک مرد نے، تو مذہب صحیح میں قبول نہیں کی جائے گی۔ یہ ارسال کی مثل نہیں جیسا کہ شمس الائمہ سے منقول ہے، کیونکہ یہ مجہول سے روایت ہے جبکہ ارسال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف متن کی نسبت کا جزم ہے اور یہ بغیر توثیق کے نہیں ہو سکتا، تو اس طرح دونوں میں فرق ہو گیا۔ بخلاف اس کے کہ اگر کسی نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی ایک ثقہ نے یا صحابہ کرام میں سے ایک مرد نے کیونکہ یہ ثقہ سے روایت ہے، اس لیے کہ تمام صحابہ عادل ہیں۔ اگر یہ اصطلاح بنالی جائے کہ فلاں معین شخص جس کی عدالت معلوم ہے کہ "ایک مرد" کے ساتھ تعبیر کیا جائے گا تو اس کے مقبول ہونے میں کوئی اشکال نہیں۔ اھ۔ اقول: (میں کہتا ہوں) میرے لیے اُس شخص کا استثناء ظاہر ہوا جس نے ابہام کیا حالانکہ اس کی عادت معروف ہے کہ بغیر ثقہ کے کسی سے روایت نہیں کرتا جیسا کہ ہمارے امام اعظم اور امام احمد اور دیگر ائمہ کرام جن کے نام ہم نے "منیر العین" میں ذکر کیے ہیں۔ اس لیے کہ مبہم مجہول الحال سے ہوگا یا اس کی مثل سے تحقیق اس میں علماء نے اس تفصیل کے ساتھ تصریح فرمائی ہے، دونوں کتابوں میں کہا کہ مجہول سے عادل کی روایت کے بارے میں چند مذہب ہیں، ان میں سے ایک مذہب اس کی تعدیل ہے، کیونکہ عادل کی شان یہ ہے کہ وہ فقط عادل سے روایت کرتا ہے۔ دوسرا مذہب

(فی) المذہب (الصحيح) وليس هذا كالأرسال كما نقل عن شمس الاثمة لان هذا رواية عن مجهول والا رسال جزم بنسبة المتن الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وهذا لا يكون الا بالتوثيق فافتقرا (بخلاف) قال ثقہ اور جل من الصحابة لان هذا رواية عن ثقة لان الصحابة كلهم عدول (ولو اصطلاح على معين) معلوم العدالة على التعيين برجل (فلا اشكال) في القبول اھ۔ اقول: ويتراعى الى استثناء من ابهم وقد علم من عادته انه لا يروى الا عن ثقة كما منّا الاعظم والامام احمد وغيرهما من سبيناهم في "منير العین" فان البهم امام من مجهول الحال او كمثلہ وقد صرحوا فيه بهذا التفصيل قال في الكتابین (في رواية العدل) عن المجهول (مذاهب) احدها (التعديل) فان شان العدل لا يروى الا عن عدل (و) الثاني

^۱ فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت بذل المستصفي مسئلة مجهول الحال الخ منشورات الشريف الرضي قم ايران ۱۴۷۲

ممنوع تعدیل ہے کیونکہ ہو سکتا ہے اس نے متجدد پر بھروسہ کرتے ہوئے یہ روایت کرتی ہو کیونکہ مجتہد تعدیل کے بعد ہی عمل کرتا ہے، اور تیسرا مذہب تفصیل یعنی اگر اس کی یہ عادت معلوم ہے کہ وہ فقط عادل سے روایت کرتا ہے غیر عادل سے نہیں، تو تعدیل ہوگی ورنہ نہیں، اور یہ تیسرا مذہب زیادہ عدل والا ہے اور وہ ظاہر ہے اہ اختصار۔

تیسرا امر: جس کافر کا کفر معلوم ہو خصوصاً جب کہ وہ صحت لغویہ کو پانے والا ہو۔ اُس پر اسلام کے طاری ہونے کا حکم از قبیل فضائل نہیں ہے جس میں باتفاق علماء ضعیف حدیثیں بھی مقبول ہیں، ایسا کیونکر ہو سکتا ہے جب کہ اس پر بہت سے احکام کی بنیاد ہے مثلاً بھلائی کے سوا اس کے ذکر کا حرام ہونا، اس کی تعظیم کا واجب ہونا اور اس کے ذکر کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا، بعد اسکے یہ حرام بلکہ بسا اوقات کفر تک پہنچا دینے والی چیز ہے، اور اللہ تعالیٰ کی پناہ، اور روایات میں اس کے قول کو قبول کرنا جب کہ واقع ہوں وغیرہ ذلک، حالانکہ یقین شک کے ساتھ زائل نہیں ہوتا، اور ضعیف حدیث ثابت کو رفع نہیں کر سکتی، ضعیف حدیثیں جہاں قبول کی جاتی ہیں وہاں ان کو قبول کرنے میں راز یہ ہے کہ وہاں ضعیف حدیثیں کسی غیر ثابت چیز کو ثابت نہیں کرتیں جیسا کہ ہم اپنے رسالہ

(الممنوع) لجواز روایتہ تعویلاً علی المجتہدانہ لا یعمل الا بعد التعدیل (و) الثالث (التفصیل بین من علم من عادتہ) انہ لا یروی الا عن عدل (فیكون تعدیلاً (اولاً) فلا (وہو) ای الثالث (الاعدل) وہو ظاہر^۱ اہ باختصار۔

ثالثہا: لیس الحکم علی کافر معلوم الکفر لاسیما المدرك صحة لغوية بطريان الاسلام من باب الفضائل المقبول فيه الضعاف باتفاق الاعلام، کیف وانہ یبتنی علیہ کثیر من الاحکام کتحریم ذکرہ الا بخیر و وجوب تعظیہ بطلب الترضی علیہ اذا ذکر بعد ماکان ذاک حراماً بل ربما المنجر الی الکفر، و العیاذ باللہ تعالیٰ، وقبول قوله فی الروایات ان وقعت الی غیر ذلک والیقین لا یزول الشک والضعیف لا یرفع الثابت وانما السرفی قبول الضعاف حیث تقبل انہا ثمة لم تثبت شیئاً لم یثبت کما حققناه بما لا مزید علیہ

^۱ فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت بذل المستصفیٰ مسئلہ مجهول الحال الخ منشورات الشریف الرضی قم ایران ۱۵۰/۲

مادفع الاوهام المتطرقة اليه في رسالتنا "الهادا الكاف في حكم الضعاف" فاذا لم تكن لتثبت ما لم يثبت فكيف ترفع ما قد ثبت ما هذا الا غلط وشطط وهذا واضح جدا فاتضح بحمد الله ان الرواية ضعيفة واهية وانها في اثبات ما ريم منها غير مغنية ولا كافية هكذا ينبغي التحقيق والله تعالى ولي التوفيق۔	"الهادا الكاف في حكم الضعاف" میں اس کی تحقیق کردی ہے جس پر زیادتی نہیں کی جاسکتی جس نے اس مسئلہ میں پیدا ہونے والے تمام وہموں کا ازالہ کر دیا ہے، چنانچہ جب وہ ضعیف حدیثیں غیر ثابت چیز کو ثابت نہیں کر سکتی ہیں تو ثابت شدہ چیز کو رفع کیسے کر سکیں گی۔ یہ محض غلط اور حق سے دُوری ہے، یہ خوب واضح ہے۔ بحمد اللہ واضح ہو گیا کہ روایت مذکورہ ضعیف اور بے ہودہ ہے اور اس سے جس مقصد کو ثابت کرنا مطلوب تھا اس کے لیے یہ مفید و کافی نہیں ہے۔ یونہی تحقیق چاہیے اور اللہ تعالیٰ توفیق کا مالک ہے۔ (ت)

حاشیہ: اگر بالفرض صحیح بھی ہوتی تو ان احادیث جلیلہ جزیلہ صحاح اصح کے مخالف تھی لہذا مردود ہوتی نہ کہ خود صحیح بھی نہیں اب اُن کے مقابل کیا التفات کے قابل اقوال جواب اول بنظر سند تھا یہ بلحاظ متن ہے یعنی اگر سنداً صحیح بھی ہوتی تو متناثر تھی اور ایسا شذوذ قاض صحت یوں بھی ضعیف رہتی اب کہ سنداً بھی صحیح نہیں خاص منکر ہے اور بہر حال مردود و نامعتبر، یہ جواب بھی علمائے مدوحین نے دیا اور امام قسطلانی و شیخ محقق نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا۔ نمیس میں بعد عبارت مذکورہ امام بیہقی سے ہے:

والصحيح من الحديث قد اثبت لابي طالب ابوفاة على الكفر والشرك كما روينا في صحيح البخاري¹۔	یعنی حدیث صحیح ابو طالب کا کفر و شرک پر مرنا ثابت کر رہی ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود۔

بعضیہ اسی طرح مواہب میں ہے۔ عمدہ میں بعد عبارت مذکورہ اور زر قانی میں امام حافظ الشان سے ہے:

ولو كان صحيحاً العارضة حديث	اگر یہ صحیح بھی ہوتی تو اس باب میں وارد حدیث

¹ تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس وصیت ابی طالب مؤسسة شعبان للنشر بیروت ۳۰۰/۱

الباب لانه اصح منه فضلا عن انه لم يصح ^۱ ۔	اس کے معارض ہوتی کیونکہ وہ اس سے اصح ہے چہ جائیکہ یہ صحیح ہی نہیں۔ (ت)

اصابہ میں بعد کلام سابق ہے:

وعلى تقدير ثبوتها فقد عارضها ما هو اصح منها ^۲ ۔	اور اس کے ثبوت کی تقدیر پر وہ حدیث اس کے معارض ہے جو اس سے اصح ہے۔ (ت)

پھر حدیث دوم لکھ کر فرمایا:

فهذا هو الصحيح الذي يرد الرواية التي ذكرها ابن اسحق ^۳ ۔	یہ حدیث صحیح روایت ابن اسحاق کو رد کر رہی ہے۔

شرح ہمزہ کی عبارت اوپر گزری:

صرائح الاحادیث المتفق علی صحتها ترذلك ^۴ ۔	صریح حدیثیں جن کی صحت پر اتفاق ہے اسے رد کر رہی ہیں۔

مدارج النبوة میں ہے:

در احادیث و اخبار اسلام دے ثبوت نیافتہ جزانچہ در روایت ابن اسحق آمدہ کہ دے اسلام آورد نزدیک بوقت مرگ و گفتہ کہ چوں قریب شد موت وے و عباس گفت یا ابن اخی! واللہ بتحقیق گفت برادر من کلمہ را کہ امر کردی تو او را بداں کلمہ و در روایتی آمدہ کہ آنحضرت گفت من نشنیدم بآنکہ حدیث نے وہ کلمہ کہہ دیا ہے جس کا	اخبار و احادیث میں ابوطالب کا اسلام ثابت نہیں ہوا سوائے اُس روایت کے جو ابن اسحاق سے مروی ہے کہ وہ وقت موت کے قریب اسلام لے آئے تھے ابن اسحاق نے کہا کہ جب ابوطالب کا وقت موت قریب ہوا تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اے میرے بھتیجے! بخدا میرے بھائی نے وہ کلمہ کہہ دیا ہے جس کا

^۱ عمدة القاری کتاب مناقب الانصار حدیث ۳۸۸۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۲۳، شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ المقصد الاول

دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۹۳

^۲ الاصابة فی تمییز الصحابة حرف الطاء القسم الرابع دار صادر بیروت ۴/ ۱۱۶

^۳ الاصابة فی تمییز الصحابة حرف الطاء القسم الرابع دار صادر بیروت ۴/ ۱۱۷

^۴ شرح ہمزیة

صحیح اثبات کردہ است برائے ابوطالب کفر راہ مختصراً ^۱ ۔	آپ نے اس کو حکم دیا ہے، ایک روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے نہیں سنا باوجود یہ کہ حدیث صحیح نے کفر ابوطالب کو ثابت کر دیا ہے اختصار (ت)

یہ کلام حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے یہاں ہامش مدارج پر اپنے دو حاشیے لکھے پائے جن کی نقل خالی از نفع نہیں۔

اول قول شیک جز آنچہ در روایت ابن اسحاق آمدہ بر بریں عبارت اقوال این استثناء منقطع ست ائمہ فن ہجو امام بیہقی و امام ابن حجر عسقلانی و امام عینی تصریح کردہ اند بضعف این روایت زیرا کہ در روای مبہم واقع شدہ باز بمخالف صحاح منکر ست و شیخ در آخر کلام خود ارشادہ بضعف او میکند کہ با آنکہ حدیث صحیح اثبات کردہ است الخ معلوم شد کہ این صحیح نیست۔	اول شیخ کے قول "جز آنچہ در روایت ابن اسحاق آمدہ" پر اس عبارت کے ساتھ حاشیہ لکھا: میں کہتا ہوں یہ استثناء منقطع ہے۔ ائمہ فن جیسے امام بیہقی، امام ابن حجر عسقلانی، امام عینی اور امام ابن حجر مکی وغیرہ نے اس روایت کے ضعیف ہونے کی تصریح کی ہے کیونکہ اس میں ایک راوی مبہم واقع ہوا ہے، پھر صحیح حدیثوں کی مخالفت کی وجہ سے منکر ہے، اور شیخ علیہ الرحمہ اپنے کلام کے آخر میں ان لفظوں کے ساتھ اس کے ضعف کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ "باوجود یہ کہ حدیث صحیح نے اس کے کفر کو ثابت کر دیا ہے" معلوم ہو گیا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔
دوم قوم شیخ و در روایت آمدہ پر بایں الفاظ اقول: این لفظ ایہام میکند آں را کہ این جادو روایت ست و روایت مذکورہ ابن اسحاق عاری ست از ذکر رد فرمودن نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بقول	دوم: شیخ کے قول "و در روایت آمدہ" پر ان الفاظ کے ساتھ حاشیہ لکھا: میں کہتا ہوں یہ وہم میں ڈالتا ہے کہ یہاں دو روایتیں ہیں، اور روایت ابن اسحاق میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ کلمات رد نہیں ہیں کہ "میں نے نہیں

^۱ مدارج النبوة باب دوم وفات یافتن ابوطالب مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر پاکستان ۳۸/۲

مبارکش لم اسمع حالانکہ نہ چنان ست بلکہ ایں تتمہ ہماں روایت ابن اسحق ست بریں معنی آگاہ باید بود ^۱ ۔	سُنا "حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ یہ اسی روایت ابن اسحق کا تتمہ ہے، اس معنی پر آگاہ ہونا چاہیے۔ (ت)

عَلَّامًا: خود قرآنِ عظیم اسے رد فرما رہا ہے اگر اسلام پر موت ہوتی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو استغفار سے کیوں ممانعت آئی۔ یہ جواب حافظ الشان کا ہے اور اُسے خمیس میں بھی ذکر کیا۔ اصابہ میں بعد عبارت مذکورہ قریبہ ہے:

"اذلوا قال كلمة التوحيد مانهى الله تعالى نبیه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الاستغفار له ^۲ ۔	اگر اس نے کلمہ توحید کہہ لیا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو اُس کے حق میں استغفار سے منع نہ فرماتا۔ (ت)

اقول: استغفار سی نہی کفر میں صریح نہیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابتدائے اسلام میں میت مدیون کے جنازہ پر نماز پڑھنے سے ممنوع تھے۔ علمائے متاخرین نے حدیث استاذنت ربی ان استغفر لامی فلم یأذن لی^۳۔ (میں نے اپنے رب سے اذن طلب کیا کہ میں اپنی ماں کے لیے استغفار کروں تو اُس نے مجھے اذن نہ دیا۔ ت)

کا یہی جواب دیا ہے استدلال اسی آیت کریمہ کے لفظ للمشرکین و لفظ اصحاب الجحیم سے اولیٰ وانسب ہے اگر کلمہ اسلام پر موت ہوتی تو رب العزّة ابوطالب کو مشرک کیوں بتاتا، اصحابِ نار سے کیوں ٹھہراتا۔ لاجرم یہ روایت بے اصل ہے۔

راجعاً قول: اس میں ایک علت اور ہے، حدیث صحیح چہارم دیکھئے خود یہی عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن سے یہ حکایت ذکر کی جاتی ہے موت ابی طالب کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھتے ہیں۔ یا رسول اللہ! حضور نے اپنے چچا ابوطالب کو بھی کچھ نفع دیا وہ حضور کا غمخوار طرفدار تھا ارشاد ہوا ہم نے اُسے سراپا جہنم میں غرق پایا اتنی تخفیف فرمادی کہ ٹخنوں تک آگ ہے میں نہ ہوتا تو اسفل السافلین اس کا ٹھکانا تھا^۴۔

سُبْحَنَ اللّٰه! اگر عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کانوں سے مرتے وقت کلمہ توحید پڑھنا سنتے تو

^۲ الاصابة في تمييز الصحابة حرف الطاء القسم الرابع ابوطالب دار صادر بيروت ۱۱/۴

^۳ صحيح مسلم كتاب الجنائز فصل في جواز زيارة قبور المشركين الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۱۴

^۴ صحيح البخاری مناقب الانصار باب قضه ابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۴۸، صحيح مسلم كتاب الايمان باب شفاعة النبي صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم لابن طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۵، مسند احمد بن حنبل عن العباس المكتبة الاسلامی بیروت ۱/۲۰۷ و ۲۱۰

اس سوال کا کیا محل تھا، وہ نہ جانتے تھی کہ الاسلام یجب ما قبلہ مسلمان ہو جانا گزرے ہوئے سب اعمال بد کو ڈھادیتا ہے، کیا وہ نہ جانتے تھے کہ اخیر وقت جو کافر مسلمان ہو کر مرے بے حساب جنت میں جائے، من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة^۱۔ (جس نے لا الہ الا اللہ کہا جنت میں داخل ہوا۔) اور پھر سوال میں کیا عرض کرتے ہیں وہی پرانے قصے نصرت و یاری و حمایت و غمخواری یہ نہیں کہتے یا رسول اللہ ! وہ تو کلمہ اسلام پڑھ کر مرا ہے، یہ پوچھتے ہیں کہ حضور نے اسے بھی کچھ نفع بخشا، یا نہیں کہتے یا رسول اللہ ! وہ تو کلمہ اسلام پڑھ کر مرا ہے، یہ پوچھتے ہیں کہ حضور نے اسے بھی کچھ نفع بخشا یہ نہیں عرض کرتے کہ کون سے اعلیٰ درجات جنت عطا فرمائے، وہ حالت صحیح میں ہوتے تو پرواز سوال یوں ہوتا کہ یا رسول اللہ ! ابوطالب کا خاتمہ ایمان پر ہوا اور حضور کے ساتھ اُن کی غایت محبت و کمال حمایت تو قدیم سے تھی اللہ عزوجل نے فردوس اعلیٰ کا کون سا محل انہیں کرامت فرمایا تو نظر انصاف میں یہ سوال ہی اس روایت کی بے اصلی پر قرینہ وانحہ ہے اور جواب تو جو ارشاد ہوا ظاہر ہے "والعیاذ باللہ تعالیٰ ارحم الراحمین" یہ جواب فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اپنے فتوئے سابقہ مختصرہ میں ذکر کیا تھا۔ اب شرح مواہب میں دیکھا کہ علامہ زرقانی نے بھی اس کی طرف ایسا کیا، فرماتے ہیں:

ابوطالب کے حال کے بارے میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوال میں روایت ابن اسحق کے ضعف پر دلیل ہے، کیونکہ اگر ابوطالب نے حضرت عباس کے نزدیک کلمہ شہادت پڑھ لیا تھا تو وہ یہ سوال نہ کرتے اس لیے کہ ان کو اس کا حال معلوم ہوتا،۔ (ت)	فی سوال العباس عن حاله دلیل علی ضعف روایۃ ابن اسحق لانه لو كانت الشهادة عنده لم یسأل لعلہ بحالہ^۲۔

اقول: یونہی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جن کی طرف اس کی روایت کی نسبت جاتی ہے علاوہ اُس تفسیر کے جو آیت ثالثہ میں اُن سے مروی خود بسند صحیح معلوم کہ وہ حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ابوطالب کے بارے میں وہ ارشاد پاک حدیث ہشتم میں سُن چکے ہیں جس میں ناری ہونے کی صریح تصریح ہے یہ روایت اگر صحیح ہوتی تو اس کا مقتضی یہ تھا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

^۱ الدر المنثور تحت آلیۃ مکتبہ آیۃ اللہ العظمیٰ قم ایران ۶/ ۲۳، المستدرک للحاکم کتاب التوبۃ من قال لا الہ الا اللہ دار الفکر بیروت ۴

۲۵۱/ المعجم الکبیر حدیث ۷۳۴۷ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۷/ ۲۸

^۲ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول وفاتہ خدیجہ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۹۳

ابوطالب کو ناجی جانیں کہ ان امور میں نسخ و تغیر کو راہ نہیں مگر لازم بحکم حدیث صحیح مسلم باطل تو ملزوم بھی حلیہ صحت سے عاقل، فافہم۔

خامساً: یقیناً معلوم کہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس وقت تک مشرف باسلام نہ ہوئے تھے کہیں گیارہ برس بعد فتح مکہ میں مسلمان ہوئے ہیں، اور اسی روایت میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوطالب کا کلمہ پڑھنا نہ سنا اور اُن کی عرض پر بھی اطمینان نہ فرمایا: یہی ارشاد ہوا کہ ہم نے نہ سنا، اب نہ رہی مگر ایک شخص کی شہادت جو عدالت درکنار گواہی دیتے وقت مسلمان بھی نہیں وہ شرعاً کس قاعدہ و قانون سے قابل قبول یا لائق التفات اصحاب عقول ہو سکتی ہے۔

اقول: پہلے جوابوں کا حاصل سنداً یا متناً روایت کی تضعیف تھی اس جواب میں اُسے ہر طرح صحیح مان کر کلام ہے کہ اب بھی اثبات مدعی سے مس نہیں اُس سے یہ ثابت ہوا کہ ابوطالب نے کلمہ پڑھا بلکہ اس قدر معلوم ہوا کہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی غیر اسلام کی حالت میں ایسا بیان کیا پھر اس سے کیا ہوتا ہے، یہ جواب امام سیہیلی نے روض الانف میں ارشاد فرمایا اور ان کے بعد امام عینی و امام قسطلانی نے ذکر کیا۔ عمدہ میں ہے:

قال السهيلي ان العباس قال ذلك في حال كونه على غير الاسلام ولو اداها بعد الاسلام لقبيلته منه ¹	سیہیلی نے کہا کہ حضرت عباس نے یہ بات حالت غیر اسلام میں کہی اگر بعد اسلام وہ اس کو ادا کرتے تو مقبول ہوتی۔ (ت)

اقول: وباللہ التوفیق خود اسی روایت کا بیان کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کی عرض پر یہی فرمایا کہ ہمارے مسامح قدسیہ تک نہ آیا۔ دلیل واضح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کے بیان پر اطمینان نہ فرمایا اس گواہی کو مقبول و معتبر نہ ٹھہرایا ورنہ کیا عقل سلیم قبول کرتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جس کے اسلام میں اس درجہ کوشش بلیغ ہو نفس نفس نے اس حد شدت پر اُس کی خواہش فرمائی جب وہ امر عظیم محبوب و قوع میں آئی ایسے سہل لفظوں میں جواب دے دیا جائے، لاجرم اس ارشاد کا یہی مفاد کہ تمہارے کہنے پر کیا اعتماد ہم سنتے تو ٹھیک تھا یہ صریح رد شہادت ہے تو جو گواہی خدا و رسول رد فرما چکے دوسر اس کا قبول کرنے والا کون۔

وبهذا التحقيق الانيق استنار والله الحمد	اور اس عمدہ تحقیق سے بحمد اللہ روشن ہو گیا کہ امام عینی نے

¹ عمدۃ القاری کتاب الجنائز حدیث ۱۳۶۰ دار الکتب العلمیہ بیروت ۸/ ۲۶۴

امام سہیلی کے نقل کلام میں اقتصار کر کے بہت اچھا کیا اس کی بنیاد پر جو گزرا اور اس کی طرف تجاوز نہ کر کے بھی اچھا کیا جس کی طرف امام قسطلانی نے تجاوز کیا اور ان کی اتباع کی علامہ زرقانی نے کیونکہ ان دونوں نے اس کے کلام کو پورا نقل کیا اور اس پر قائم رہے اور یہ لفظ ان دونوں کے ہیں۔ (جواب دیا گیا) جیسا کہ امام سہیلی نے روض میں فرمایا کہ اگر ابو طالب کے بارے میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت آپ کے اسلام لانے کے بعد ہوتی تو مقبول ہوتی، اس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کے ساتھ رد نہ کیا جاتا کہ "میں نے نہیں سنا" کیونکہ عادل گواہ جب کہے کہ میں "میں نے سنا ہے"، اور اس سے زیادہ عدل والا کہے کہ "میں نے نہیں سنا" تو اس کے قول کو قبول کیا جائے گا جو سماع کو ثابت کرنے والا ہے، سہیلی نے کہا: اس کی وجہ یہ ہے کہ عدم سماع کئی ایسے اسباب کا احتمال رکھتا ہے جو گواہ کو سننے سے روکتے ہوں، لیکن چونکہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام لانے سے قبل اس کی شہادت دی لہذا ان کی شہادت قبول نہ ہوگی۔ اھ میں کہتا ہوں اس میں کلام نہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اثبات کیا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نفی فرمائی

ان الامام العینی لقد احسن اذاقتصر فی نقل کلام الامام السہیلی علی ما مروہ و نعبا فعل اذ لم یتعدالی ما تعدی الیہ الامام القسطلانی و تبعہ العلامة الزرقانی حیث اثر اکلامہ برمتہ و اقرا علیہ ہذا الفظہما (اجیب) کہا قال السہیلی فی الروض (بان شہادۃ العباس لابی طالب لو اداها بعد ما اسلم كانت مقبولة و لم ترد شہادته) یقول علیہ الصلوٰۃ والسلام لم اسمع لان الشاهد العدل اذا قال سمعت وقال من هو اعدل منه لم اسمع اخذ بقول من اثبت السماع قال السہیلی لان عدم السماع یحتمل اسباباً منعت الشاهد من السمع (ولکن العباس شہد بذلك قبل ان یسلم) فلا تقبل شہادته^۱۔ اھ اقول: فلیس الکلام فی ان عباسا اثبت والنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نفی

^۱ شرح الزرقانی علی المواہب الدینیۃ المقصد الاول وفاتۃ خدیجہ و ابی طالب دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۹۱، ۲۹۲

یہ دو شہادتیں ہمارے پیش نظر ہیں، ایک ثابت کرنے والی اور دوسری نفی کرنے والی، لہذا مثبت گواہی نافی پر مقدم ہوگی جب کہ مثبت گواہی دینے والا عادل ہو اور معاذ اللہ کہ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول پر مقدم ہو۔ نبی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کو قبول نہیں فرمایا اور نہ ہی اس کی طرف میلان فرمایا، کیونکہ آپ تو قاضی تھے نہ کہ دوسرے گواہ، گواہ تو تھا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے قبول نہیں فرمایا تو آپ کے بعد کون قبول کر سکتا ہے۔ یہ وہ ہے جو میرے پاس ہے۔ مجھے اس مقام پر ان اکابر علماء کے کلام پر سخت تعجب ہے، میں نے گہری نظر سے دیکھا کہ شاید اس کا کوئی معنی بن سکتا ہو مگر میرے فہم قاصر کا ہاتھ اس سے قاصر رہا۔ (ت)	فہما شہادتان جاء تاعندنا احدهما تثبت والاخرى تنفى فتقدم التى تثبت لوكان صاحبها عدلا ومعاذ الله ان تقدم على قوله صلى الله تعالى عليه وسلم لم يقبل شهادة العباس و لم يركن اليها فهو صلى الله تعالى عليه وسلم قاض لا شاهد آخر وانما الشاهد العباس وحده، فاذا لم يقبلها النبى صلى الله تعالى عليه وسلم فمن يقبلها بعده هذا ما عندى وانا فى عجب عاجب ههنا من كلام هؤلاء الاعلام الاكابر فامعن النظر لعل له معنى قصرت عنه يد فهمى القاصر۔

یہ اجوبہ علماء ہیں اور بجز اللہ کافی و وانی و صانی ہیں، وانا اقول: وبالله التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) سادہ سادہ تسلیم کرتے ہیں کہ روایت انہیں احادیث صحیحہ کی مثل سنداً و متناً ہر طرح اعلیٰ درجہ کی صحیح اور شہادت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بروجہ کمال مقبول و نصح، پھر بھی نہ مستدل کو نافع نہ کفر ابی طالب کی اصلاً دفع، آخر جب بحکم احادیث جلیلہ آیت قرآنیہ مشرک و ناری بتا رہی ہے تو یہ کسی کے مٹائے مٹا نہیں، یہ دوسری حدیث کہ فرضاً اسی پلہ کی صحیح و جلیل ہے صرف اتنا بتاتی ہے کہ ابوطالب نے اخیر وقت لا الہ الا اللہ کہا، یہ نہیں بتاتی، کہ وہ وقت کیا تھا، آخر وقت کیا تھا، آخر وقت دو ہیں ایک وہ کہ ہنوز پر دے باقی ہیں اور یہ وقت قبول ایمان ہے، دوسرا وہ حقیقی آکر جب حالت غرہ ہو، پر دے اٹھ جائیں جنت و نار پیش نظر ہو جائیں۔ "یؤمنون بالغیب" کا محل نہ رہے، کافر کا اس وقت اسلام لانا بالا جماع مردود و نامقبول ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

تو ان کے ایمان نے انہیں کام نہ دیا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا، اللہ کا دستور جو اس کے	"فَلَمَّ يَكُ يَفْقَهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْاْ اَسْأٰطُ سُنَّتِ اللّٰهِ الَّتِي قَدْ حَكَّتْ

بندوں میں گزر چکا اور وہاں کافر گھائے میں۔ (ت)	فِي عِبَادَةٍ وَخَيْرَ هَٰؤُلَاءِ الْكَافِرُونَ ۝ ^۱

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ یقبل توبۃ العبد ما لم یغفر، رواہ الحمد ^۲ والترمذی و حسنہ و ابن ماجہ والحاکم و ابن حبان والبیہقی فی الشعب کلہم عن سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ اللہ تعالیٰ سکر ات موت سے پہلے پہلے توبہ قبول فرماتا ہے، اس کو روایت کیا احمد نے، ترمذی نے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا۔ نیز روایت کیا اس کو ابن ماجہ، حاکم، ابن حبان اور ا مام بیہقی نے شعب میں، ان تمام نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (ت)	

اب اگر وقت اول کہنا مانتے ہیں تو آیت قرآنیہ مع ان احادیث صحیحہ کے اس حدیث صحیح مفروض سے مناقض ہوگی اور کسی نہ
کسی حدیث صحیح کو رد کے بغیر چارہ نہ ملے گا اور اگر وقت دوم پر مانتے ہیں تو آیت واحادیث سب حق و صحیح ٹھہرتے ہیں اور
تناقض وتعارض بے تکلف دفع ہوا جاتا ہے کلمہ پڑھا اور ضرور پڑھا مگر کب، اس وقت جب کہ وقت نہ رہا تھا، لہذا حکم شرک و نار
برقرار رہا۔ قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت):

"حَتَّىٰ اِذَا دَرَاكَ الْغَرَضُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْ اٰمَنْتُ بِهِ بَعَثُوا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ ^۳ "اَلْاَنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ ^۴	یہاں تک کہ جب اُسے ڈوبنے نے آلیا تو بولائیں ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں کیا اب اور پہلے سے نافرمان رہا اور تو فساد ی تھا۔

^۱ القرآن الکریم ۸۵/۴۰

^۲ جامع الترمذی ابواب الدعوات باب ماجاء فی فضل التوبۃ الخ (میں) کچنی، دہلی ۲/ ۱۹۲، مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
عنہما المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۱۳۲، المستدرک للحاکم کتاب التوبۃ باب ان اللہ یغفر لعبده دار الفکر بیروت ۴/ ۲۵۷

^۳ القرآن الکریم ۹۰/۱۰

^۴ القرآن الکریم ۹۰/۱۰

صورت اولیٰ ظاہر البطان، لہذا شق اخیر ہی لازم الاذعان، اور فی الواقع اگر یہ روایت مطابق واقع تھی تو قطعاً یہی صورت واقعی ہوئی اور وہ ضرور قرین قیاس بھی ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے قریب مرگ ہی جلوہ افروز ہوئے ہیں، اسی حالت میں کفار قریش سے وہ محاورات ہوئے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بار بار باصرار دعوت اسلام فرمائی کفار نے ملت کفر پر قائم رہنے میں جان لڑائی، آخر پچھلا جواب وہ دیا کہ ابوطالب ملت جاہلیت پر جاتا ہے، یہاں تک بات حیت کی طاقت تھی اب سینے پر دم آیا پر دے اٹھے غیب سامنے آیا اُس نار نے جس پر عار کو اختیار کیا تھا اپنی مہیب صورت سے منہ دکھایا لیس الخبر کا المعاینۃ^۱ (خبر مشاہدہ کی مثل نہیں۔ ت) اب کھلا کہ یہ بلا جھیلنے کی نہیں، ڈوبتا ہوا سوار پکڑتا ہے، اب لا الہ الا اللہ کی قدر آئی، کہنا چاہا طاقت نہ پائی، آہستہ لبوں کو جنبش ہوئی مگر بے سود کہ وقت نکل چکا تھا۔

ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نی نیکی کرنے کی قوت ہے مگر بلندی و عظمت والے خدا کی توفیق سے۔ (ت)	اَنَا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سچے کہ کلمہ پڑھا، اور قرآن و حدیث تو قطعاً سچے ہیں کہ حکم کفر بدستور رہا۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔ (اللہ کی پناہ جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔ ت)

سابقا: اس سے بھی در گزریے، یہ بھی مانا کہ حالت غرغره سے پہلے ہی پڑھا ہے پھر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ظاہر ہی کی گواہی دیں گے، دل کے حال کا عالم خدا ہے، کیا اگر کوئی شخص روزانہ لاکھ بار کلمہ پڑھے اور اللہ عزوجل اسے کافر بتائے تو ہم اس کے کلمہ پڑھنے کو دیکھیں گے یا اپنے رب عزوجل کے ارشاد کو، ایمان زبان سے کلمہ خوانی کا نام نہیں، جب دلوں کا مالک اس کے کفر پر حاکم تو قطعاً ثابت کہ اس کے قلب میں اذعان و اسلام نہیں، آخر نہ سنا کہ جیتے جاگتے تندرستوں کے بڑی سے بڑی قسم کھا کر "نَشْهَدُ اَنَّكَ لَمْ سُوِّلِ اللّٰهُ" ^۲ (ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بے شک یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ ت) کہنے پر کیا ارشاد ہوا:

^۱ مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۲۷۱

^۲ القرآن الکریم ۶۳/ ۱

"وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ كَرِهْتَ سُوْلَهُ ۖ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ السُّفٰقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱"	اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں۔ (ت)

غرض لاکھ جتن کیجئے آیت براءت سے براءت ملے یہ شُدنی نہیں رہے گی همان آتش در کاسہ (وہی قسمت وہی نصیب۔ ت) کہ:

"تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝۲" والعياذ باللّٰه ربّ العلّٰمِينَ اللّٰهُمَّ ارحم الرّٰحِمِينَ صل وسلم وبارك على السيّد الامين الاتي من عندك بالحق المبين اللهم بقدرتك علينا وفاقتنا اليك ارحم عجزنا يا ارحم الرّٰحِمِينَ امين امين امين والحمد لله ربّ العلّٰمِينَ لا اله الا الله عدّة للقاء الله محمداً رسول الله وديعة عند الله ولا حول ولا قوة الا باللّٰه صلى الله تعالى على سيّدنا محمد وآله اجمعين والحمد لله ربّ العلّٰمِينَ	کھل چکا کہ وہ دوزخی ہیں۔ (ت) اور اللہ تعالیٰ کی پناہ جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ اے اللہ بہترین رحم کرنے والے۔ درود سلام اور برکت نازل فرما اُس امانت والے سردار پر جو تیری بارگاہ سے حق مبین لے کر آنے والے ہے۔ اے اللہ! اپنی قدرت کے ساتھ جو ہم پر ہے اور ہماری محتاجی تیری طرف ہے، ہمارے عجز پر رحم فرما اے بہترین رحم فرمانے والے، ہماری دُعا قبول فرما، اور تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جو کل جہانوں کا پروردگار ہے۔ اللہ کے بغیر کوئی سچا معبود نہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا وعدہ اللہ تعالیٰ کے پاس ودیعت ہے، نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر اللہ کی توفیق سے۔ اللہ تعالیٰ درود نازل فرمائے ہمارے آقا محمد مصطفیٰ پر، آپ کی آل اور سب صحابہ پر، اور سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ت)

بحمد اللہ ازاحت شبہات سے بھی بروجہ احسن فراغ پایا۔

وهناك شبهة اخر او هن واهون لم نوردها اذ لم تعرض	یہاں ایک دوسرا شبہ ہے جو بہت کمزور اور بہت ہلکا ہے ہم اس کو اس لیے وارد نہیں کرتے۔

¹ القرآن الکریم ۶۳ / ۱

² القرآن الکریم ۹ / ۱۱۳

ولم تعرف فلا نطيل الكلام بأيرادها و لنطوها على غرها لبيعادها"۔	کہ نہ تو اس کا تعرض کیا گیا ہے اور نہ ہی وہ معروف ہے، چنانچہ ہم اس کو وارد کر کے کلام کو لمبا نہیں کرتے۔ لہذا چاہیے کہ ہم اس کے مقررہ وقت تک اس کو اس کے شکن پر پلیٹ دیں۔ (ت)

اب بقیہ سوال کا جواب لیجئے اور اس رسالہ میں جن ائمہ و علماء و کتب سے یہ مسئلہ ثابت کیا آخر میں اُن کے اسماء شمار کر دیجئے کہ جسے رسالہ دیکھنے میں کاہلی آئے ان ناموں ہی کو دیکھ کر خلاف سے ہاتھ اٹھائے لہذا تین فصل کا وصل اور مناسب کہ تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ (یہ پورے دس ہوئے۔ ت) جلوہ دکھائے۔

فصل ہشتم

جب ابوطالب کا کفر ادا کا لبتار سے آشکار تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے کا کیونکر اختیار، اگر اخبار ہے تو اللہ تعالیٰ عز و جل پر افتراء کفار کو رضائے الہی سے کیا بہرہ، اور اگر دُعا ہے کیا ہو الظاہر (جیسا کہ ظاہر ہے۔ ت) تو دُعا بالحال حضرت ذی الجلال سے معاذ اللہ استہزاء، ایسی دُعا سے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں فرمائی۔

کہا فی الصحيحین ^۱ وقد بیّنّاہ فی رسالتنا "ذیل المدعاء لاحسن الوعاء" التي ذیلنا بہا رسالة "احسن الوعاء لاداب الدعاء" لخاتمة المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد۔	جیسا کہ صحیحین میں ہے، اور ہم نے اس کو اپنے رسالہ "ذیل المدعاء لاحسن الوعاء" میں بیان کر دیا۔ اس رسالے کو ہم نے حاشیہ بنایا رسالہ "احسن الوعاء لاداب الدعاء" کا جو تصنیف ہے خاتمة المحققین ہمارے سردار والد گرامی قدس سرہ کی۔ (ت)

علماء نے کافر کے لیے دُعاے مغفرت پر سخت اشد حکم صادر فرمایا اور اس کے حرام ہونے پر تو اجماع ہے، پھر دُعاے رضوان تو اس سے بھی ارفع و اعلیٰ۔

فإن السيد قد يعفو عن عبده	اس لیے کہ مالک بعض دفعہ اپنے غلام کو معاف

^۱ صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة البراءة باب ما كان للنبي والذين آمنوا الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۶۷۵، صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی صحة الاسلام من حضره الموت الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۰/۱

وہو عند غیر راض کما ان العبد ربما یحب سیدہ وھو علی امرہ غیر ماض وحسبنا اللہ ونعم الوکیل	کردیتا ہے حالانکہ وہ اُس پر راضی نہیں ہوتا، جیسا کہ غلام بسا اوقات اپنے مالک کو پسند کرتا ہے مگر اُس کے حکم پر عمل پیرا نہیں ہوتا۔ اللہ ہمیں کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔ (ت)

امام محمد محمد حلیہ میں فرماتے ہیں:

"صرح الشیخ شہاب الدین القرافی المالکی بان الدعاء بالمغفرة للكافر كفر لطلبه تكذب الله تعالى فیما اخبر به ولهذا قال المصنف وغيره ان كان مؤمنین" ¹ ۔	یعنی امام شہاب قرآنی مالکی نے تصریح فرمائی کہ کفار کے لیے دعائے مغفرت کرنا کفر ہے، کہ اللہ عزوجل نے جو خبر دی اس کا جھوٹا کرنا چاہتا ہے اس لیے منیہ وغیرہ کتب فقہ میں قید لگادی کہ ماں باپ کے لیے دعائے مغفرت کرے بشرطیکہ وہ مسلمان ہوں۔

پھر ایک ورق کے بعد فرمایا کہ "تقدم ان کفر" ²۔ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ یہ کفر ہے۔ ردالمحتار میں ہے:

الدعاء به كفر لعدم جواز عقلًا ولا شرعًا ولتكذيب النصوص القطعية بخلاف الدعاء للمؤمنين كما علمت فالحق ما في الحلیة ³ ۔	اس کی دُعا کفر ہے کیونکہ یہ عقلًا و شرعًا ناجائز ہے اور اس میں نصوص قطعیہ کی تکذیب ہے بخلاف مومنوں کے لیے دعائے۔ جیسا کہ توجان چکا ہے، اور حق وہ ہے جو حلیہ میں ہے۔ (ت)

رد مختار میں ہے:

الحق حرمة الدعاء بالمغفرة للكافر ⁴ ۔	حق یہ ہے کہ کافر کے لیے دعائے مغفرت حرام ہے۔

اسی طرح بحر الرائق میں ہے:

¹ حلیة المحلی

² حلیة المحلی

³ ردالمختار کتاب الصلوة فصل واذا اراد الشروع فی الصلوة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۳۵۱

⁴ الدر المختار کتاب الصلوة فصل واذا اراد الشروع فی الصلوة دار احیاء مطبع مکتبائی دہلی ۸/۷۸

اقول: وما نَحَالِيهِ الْعَلَامَةُ الشَّامِي مَنْ عَدَمَ جَوَازَ عَفْوِ الْكُفْرِ عَقْلَانِيًّا تَبَعَ فِيهِ الْإِمَامُ النَّسْفِيُّ صَاحِبَ عَمْدَةِ الْكَلَامِ وَشَرْدَمَةُ قَلِيلَةٍ مِنْ أَهْلِ السَّنَةِ وَالْجَمْهُورِ عَلَى امْتِنَاعِهِ شَرْعًا وَجَوَازِهِ عَقْلًا كَمَا فِي شَرْحِ الْمَقَاصِدِ وَالْمَسَامَرَةِ وَغَيْرِهَا وَبِهِ تَقْضَى الدَّلَائِلُ فَهُوَ الصَّحِيحُ وَعَلَيْهِ التَّعْوِيلُ فَإِذَنْ الْحَقُّ مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ الْبَحْرُ وَتَبَعَهُ فِي الدَّرَوْتِ تَبَامَ الْكَلَامِ فِي هَذَا الْمَقَامِ فِيمَا عَلَقْنَاهُ عَلَى رَدِّ الْمَحْتَارِ۔	اقول: (میں کہتا ہوں) جس کا قصد علامہ شامی نے کیا یعنی کفر کی معافی کا عقلاً عدم جواز تو اس میں انہوں نے عمدۃ الکلام کے مصنف امام نسفی اور اہلسنت کے گروہ قلیل کی پیروی کی ہے، جب کہ جمہور کے نزدیک یہ شرعاً ممتنع اور عقلاً جائز ہے جیسا کہ شرح المقاصد اور مسامرہ وغیرہ میں ہے۔ اور دلائل اسی کے مؤید ہیں لہذا یہی صحیح اور اسی پر بھروسہ ہے، تو اب حق وہ ہے جس کی طرف صاحب البحر گئے ہیں اور دُر میں اسی کی پیروی کی ہے، اور مکمل کلام اس مقام پر رد المحتار پر ہمارے حاشیہ میں ہے۔ (ت)

ہاں ابولہب والہبیس لعنہما اللہ کی مثل کہنا محض افراط اور خون انصاف کرنا ہے، ابوطالب کی عمر خدمت و کفالت و نصرت و حمایت حضرت رسالت علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والتحیۃ میں کٹی اور یہ ملاعنہ درپردہ و علانیہ درپے ایذاء و اضرار رہے کہان وہ جس کا وظیفہ مدح و ستائش ہو اور کہاں وہ شفیق جس کا ورد ذم و نکو ہش ہو ایک اگرچہ خود محروم اور اسلام سے مصروف مگر بتسخیر تقدیر نفع اسلام میں مصروف اور دوسرا مردود و متمرّد و وعدہ و معاند ہمہ تن کسر بیضہ اسلام میں مشغوف ع

بہیں تفاوت رہ از کجاست تاجہ کجا

(ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ت)

آخر نہ دیکھا جو صحیح حدیث میں ارشاد ہوا کہ ابوطالب پر تمام کفار سے کم عقاب ہے اور یہ اشتیاء اُن میں ہیں جن پر اشد العذاب ہے، ابوطالب کے صرف پاؤں آگ میں ہیں اور یہ ملاعنہ اُن میں کہ:

اُن کے اوپر آگ کی تہیں ہیں اور اُن کے نیچے آگ کی تہیں۔
ان کے نیچے آگ کا بچھونا اور اوپر آگ کے لحاف۔

"لَهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ ظُلْكَ مِنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلْكَ" ^۱۔

"لَهُمْ مِنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ" ^۲۔

سراپا آگ، ہر طرف سے آگ، والعیاذ باللہ رب العلمین (اور اللہ رب العالمین کی پناہ۔ ت)

^۱ القرآن الکریم ۳۹/ ۱۶

^۲ القرآن الکریم ۷/ ۴۱

بلکہ دونوں کا ثبوت کفر بھی ایک سا نہیں، ابوطالب کے باب میں اگرچہ قول حق و صواب وہی کفر و عذاب، اور اس کا خلاف شاذ و مردود باطل و مطرود پھر بھی اس حد کا نہیں کہ معاذ اللہ خلاف پر تکفیر کا احتمال ہو اور ان اعداء اللہ کا کافر و ابدی جہنمی ہونا تو ضروریات دین سے ہے جس کا منکر خود جہنمی کافر، توفریقین کا نہ کفر یکساں نہ ثبوت یکساں، نہ عمل یکساں نہ سزایکساں، ہر جگہ فرق زمین و آسمان، پھر مماثلت کہاں۔

نسأل الله سلوك سوى الصراط ونعوذ بالله من التفريط والافراط۔	ہم اللہ تعالیٰ سے سیدھے راستے پر چلنے کا سوال کرتے ہیں، اور افراط و تفریط سے اس کی پناہ مانگتے ہیں۔ (ت)

فصل نہم

ان ائمہ دین و علمائے معتمدین کے ذکر اسمائے طیبہ میں جنہوں نے کفرابی طالب کی تصریح و تصحیح فرمائی اور ان کے ارشادات کی نقل اس رسالہ میں گزری، فمن الصحابة:

- (۱) امیر المومنین صدیق اکبر
 - (۲) امیر المومنین فاروق اعظم
 - (۳) امیر المومنین علی مرتضیٰ
 - (۴) حافظ الصحابہ سیدنا ابوہریرہ
 - (۵) حضرت سیدنا عباس عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 - (۶) صحابی ابن الصحابی سیدنا مسیب بن حزن قریشی مخزومی
 - (۷) سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری
 - (۸) سیدنا ابوسعید خدری
 - (۹) سیدنا انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 - (۱۰) حضرت سیدتنا ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 - (۱۱) حضرت سیدتنا ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 - (۱۲) حضرت سیدتنا ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
- پہلے چھ حضرات سے تو خود ان کے اقوال گزرے اور انس و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تقریر اور باقی چار خود حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد بیان فرماتے ہیں، اور پر ظاہر کہ یہاں اپنے کہنے سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد بتانا اور بھی مبلغ ہے۔

ومن التابعین:

- (۱۳) آدم آل عبا بن العابدین علی بن حسین بن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و کرم و جوہم۔
- (۱۴) امام عطاء بن ابی رباح استاذ سیدنا الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔
- (۱۵) امام محمد بن کعب قرظی کہ اجلہ ائمہ محدثین و مفسرین تابعین سے ہیں۔

(۱۶) سعید بن محمد ابوالسفر تابعی ابن التالیعی ابن الصحابی نبیرہ سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۷) امام الاممہ سراج الاممہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ومن تبع تابعین:

(۱۸) عالم المدینہ امام دار الحجۃ سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۹) محرر المذہب مرجع الدنیائی الفقہ والعلم سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۰) امام تفسیر مقاتل بلخی

(۲۱) سلطان اسلام خلیفۃ المسلمین جن کے آنے کی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بشارت دی تھی کہ:

ہمیں میں سے ہوگا سفاح اور ہمیں میں منصور اور ہمیں میں مہدی۔ (اس کو خطیب و ابن عساکر وغیرہ نے سعید بن جبیر کے طریق سے روایت کیا اور اُسی کے طریق سے امام سیوطی نے کہا: ذہبی نے کہا اس کا اسناد صالح ہے۔ ت)	منا السفاح ومنا المنصور ومنا المہدی رواہ الخطیب و ابن عساکر وغیرہما بطریق سعید بن جبیر عنہ قال السیوطی قال الذہبی اسنادہ صالح۔

بلکہ دو حدیثوں میں یہی الفاظ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آئے:

اس کو اسی طرح خطیب نے بطریق ضحاک سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا جب کہ ابن عساکر نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور ان دونوں نے اس کا رفع نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک کیا۔ (ت)	رواہ كذلك الخطیب من طریق الضحاک عن ابن عباس وابن عساکر فی ضمن حدیث عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم رفعاً الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اعنی امام ابو جعفر منصور نبیر زادہ ابن عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ومن اتباع التبیع ومن یلیہم:

(۲۲) امام الدنیائی المحقق والحديث ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری۔

(۲۳) امام اجل ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی

(۲۴) امام عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی۔

(۲۵) امام ابو عبد اللہ بن زید ابن ماجہ قزوینی۔

یہ چاروں ائمہ اصحاب صحاح مشہورہ ہیں اور یہی طبقہ اخیرہ عبد اللہ بن المعتز کا ہے۔

ومن بعدہم من المفسرین:

(۲۶) امام محی السنہ ابو محمد حسین بن مسعود قرطبی بغوی

(۲۷) امام ابو اسحاق زجاج ابراہیم بن السری۔

(۲۸) جار اللہ محمود بن عمر خوارزمی زنجشیری

(۲۹) ابوالحسن علی بن احمد واحدی نیشاپوری صاحب بسط ووسیط ووجیز۔

(۳۰) امام اجل محمد بن عمر فخر الدین رازی۔

(۳۱) قاضی القضاۃ شہاب الدین بن خلیل خوبی دمشقی مکمل الکبیر۔

(۳۲) علامہ قطب الدین محمد بن مسعود بن محمود بن ابن ابی الفتح سیرانی شفاہ صاحب تقریب۔

(۳۳) امام ناصر الدین ابوسعید عبد اللہ بن عمر بیضاوی۔

(۳۴) امام علاء الوجود مفتی ممالک رومیہ ابوالسعود بن محمد عمادی۔

(۳۵) علامہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی صوفی صاحب تفسیر لباب شہیر بہ خازن۔

(۳۶) امام جلال الدین محمد بن احمد محلی۔

(۳۷) علامہ سلیمان جمل وغیرہم من یاتی

ومن المحدثین والشارحین:

(۳۸) امام اجل احمد بن حسین بیہقی

(۳۹) حافظ الشام ابوالقاسم علی بن حسین بن یتہ اللہ دمشقی شہیر بابن عساکر۔

(۴۰) امام ابوالحسن علی بن خلف معروف بابن بطل مغربی شارح صحیح بخاری۔

(۴۱) امام ابوالقاسم عبد الرحمن بن احمد سہیلی۔

(۴۲) امام حافظ الحدیث علاء الفقہ ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی۔

(۴۳) امام ابوالعباس احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی شارح صحیح مسلم۔

(۴۴) امام ابوالسعادات مبارک بن محمد ابی اکرم معروف بابن اثیر جزیری صاحب نہایہ وجامع الاصول۔

(۴۵) امام جلیل محب الدین احمد بن عبد اللہ الطبری۔

(۴۶) امام شرف الدین حسن بن محمد طبری شارح مشکوٰۃ۔

- (۴۷) امام شمس الدین محمد بن یوسف بن علی کرمانی شارح صحیح بخاری۔
- (۴۸) علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی صاحب القاموس۔
- (۴۹) امام حافظ الشان ابوالفضل شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی۔
- (۵۰) امام جلیل بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی۔
- (۵۱) امام شہاب الدین ابوالعباس احمد بن ادريس قرانی صاحب تنقیح الاصول۔
- (۵۲) امام خاتم الحفاظ جلال الملتہ والدین ابوالفضل عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی۔
- (۵۳) امام شہاب الدین ابوالعباس احمد بن خطیب قسطلانی شارح صحیح بخاری۔
- (۵۴) علامہ عبدالرحمن بن علی شیبانی تلمیذ امام شمس الدین سیفوی۔
- (۵۵) علامہ قاضی حسین بن محمد بن حسین دیار بکری مکی۔
- (۵۶) مولانا الفاضل علی بن سلطان محمد قاری ہروی مکی۔
- (۵۷) علامہ زین العابدین عبدالرؤف محمد شمس الدین مناوی۔
- (۵۸) امام شہاب الدین احمد بن حجر مکی۔
- (۵۹) شیخ تقی الدین احمد بن علی مقریزی اخباری۔
- (۶۰) سید جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ شیرازی صاحب روضۃ الاحباب
- (۶۱) امام عارف باللہ سیدی علاء الملتہ والدین علی بن حسام الدین متقی مکی۔
- (۶۲) علامہ شہاب الدین احمد خفاجی شارح شفاء
- (۶۳) علامہ علی بن احمد بن محمد بن ابراہیم عزیزی۔
- (۶۴) علامہ محمد حفصی محشی افضل القری
- (۶۵) علامہ طاہر فتنی صاحب مجمع بحار الانوار
- (۶۶) شیخ محقق مولانا عبدالحق بن سیف الدین بخاری
- (۶۷) علامہ محمد بن عبدالباقی بن یوسف زر قانی مصری
- (۶۸) فاضل محمد بن علی صبان مصری صاحب اسعاف الراغبین وغیرہم من ماضی وبعجی۔

ومن الفقہاء والاصولیین:

- (۶۹) امام اجل شیخ الاسلام والمسلمین علی بن ابی بکر برہان الدین فرغانی صاحب ہدایہ
- (۷۰) امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد حافظ الدین نسفی صاحب کنز۔

(۷۱) امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن المہام۔

(۷۲) امام جلال الدین کرلالی صاحب کفایہ۔

(۷۳) امام محقق محمد بن محمد بن محمد ابن امیر الحاج حلبی۔

(۷۴) امام ابراہیم بن موسیٰ طرابلسی مصری صاحب مواہب الرحمن۔

(۷۵) علامہ ابراہیم بن محمد حلبی شارح منیہ

(۷۶) علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی۔

(۷۷) علامہ محقق زین بن نجیم مصری صاحب بحر۔

(۷۸) ملک العلماء بحر العلوم عبدالعلی محمد لکھنوی۔

(۷۹) علامہ سید احمد مصری طحطاوی۔

(۸۰) علامہ سید محمد افندی ابن عبادین شامی وغیرہم ممن تقدمہ رحمہ اللہ تعالیٰ علمائنا جیبعا من تاخر منهم ومن قدم

امن (اس کے علاوہ دیگر علماء جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے تمام علماء متاخرین و تقدیمین پر رحم فرمائے۔ امین۔ ت)

فصل دہم:

ان کتابوں کے نام جن کی نقول در بارہ ابوطالب اس رسالہ میں مذکور ہوئیں:

کتب تفسیر:

(۱) معالم التنزیل امام بغوی

(۲) مدارك التنزيل امام نسفی

(۳) انوار التنزیل امام بیضاوی

(۴) ارشاد العقل السليم الى مزايا الكتاب الكريم للمفتي العلامة العباوی

(۴) کشف حقائق التنزیل للزمخشري

(۶) مفاتیح الغیب للامام الرازی

(۷) تکملة المفاتيح للشمس الخوني

(۸) جلالین

(۹) فتوحات الهيہ للشيخ سليمان

(۱۰) عنایة القاضی وكفاية الراضی للعلامة الشهاب

(۱۱) معانی القرآن للزجاج

(۱۲) فتوح الغیب للطیبی

(۱۳) تقریب مختصر الکشاف للیسراfi

(۱۴) بسیط الواحدی

(۱۵) لباب التأویل فی معانی التنزیل للعلامة الخازن

(۱۶) الاحکام لبيان ما في القرآن من الابهام للعسقلانی۔

کتب حدیث:

- (۱۷) صحیح بخاری (۱۸) صحیح مسلم (۱۹) سنن ابی داؤد
(۲۰) جامع ترمذی (۲۱) مجتبى نسائی (۲۲) سنن ابن ماجہ
(۲۳) مؤطا امام مالک (۲۴) مؤطا امام محمد (۲۵) مسند امام شافعی
(۲۶) مسند امام احمد (۲۷) شرح معانی الآثار (۲۸) مشکوٰۃ المصابیح
(۲۹) تیسیر الوصول الی جامع الاصول (۳۰) جامع صغیر (۳۱) منهج العمال للامام المتقی
(۳۲) کنز العمال له (۳۳) منتخب کنز العمال له (۳۴) مصنف عبد الرزاق
(۳۵) مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ (۳۶) مسند ابوداؤد طیالسی (۳۷) مسند اسحق بن راہویہ
(۳۸) طبقات ابن سعد (۳۹) کتاب موسیٰ بن طارق ابوقرہ (۴۰) زیادات مغازی ابن اسحق لیونس بن بکیر
(۴۱) صحیح ابن خزیبہ (۴۲) متنی ابن زود (۴۳) مسند بزار
(۴۴) مسند ابی یعلیٰ (۴۵) معجم کبیر طبرانی (۴۶) معجم اوسط له
(۴۷) فوائد تہام رازی (۴۸) کامل ابن عدی (۴۹) کتاب الجنائز للمروزی
(۵۰) کتاب مکہ لعمر بن شہبہ (۵۱) کتاب ابی یشر (۵۲) فوائد سہویہ
(۵۳) مستخرج اسمعیل (۵۴) مستدرک حاکم (۵۵) حلیۃ الاولیاء لابن نعیم
(۵۶) سنن بیہقی (۵۷) دلائل النبوة (۵۸) سنن سعید بن منصور
(۵۹) مسند فریانی (۶۰) مسند عبد بن حبیہ (۶۱) تفسیر ابن جریر
(۶۲) تفسیر ابن المنذر (۶۳) تفسیر ابن حاتم (۶۴) تفسیر ابوالشیخ
(۶۵) تفسیر ابن مردودیہ (۶۶) مغازی ابن اسحق علی ماقرنا وحررنا۔

شرح حدیث:

- (۶۷) منہاج شرح مسلم اللنووی (۶۸) عبدۃ القاری شرح صحیح بخاری للعینی
(۶۹) ارشاد الساری شرح صحیح بخاری للقسطلانی (۷۰) مرقاة شرح مشکوٰۃ للقاری
(۷۱) تیسیر شرح جامع صغیر للہناوی (۷۲) سراج المنیر شرح جامع صغیر للعزیزی
(۷۳) فتح الباری شرح صحیح بکاری للعسقلانی (۷۴) کواکب الدراری شرح صحیح بخاری للکرمانی

(۷۵) مفہم شرح صحیح مسلم للقرطبی

کتب فقہ

(۷۶) ہدایہ (۷۷) کافی شرح الوافی کلاہما للامام النفسی

(۷۸) فتح القدیر للمحقق (۷۹) کفایہ شرح ہدایہ

(۸۰) حلیہ شرح منیہ للامام الحلبی (۸۱) غنیہ شرح منیہ للمحقق الحلبی

(۸۲) بحر الرائق شرح کنز الدقائق (۸۳) طحطاوی علی مراقی الفلاح للشرنبلالی

(۸۴) رد المحتار علی الدر المختار (۸۵) بنایہ شرح ہدایہ للعینی

(۸۶) برہان شرح مواہب الرحمن کلاہما للطرابلسی

کتب سیر

(۸۷) مواہب للدينه و منح محمديه (۸۸) شرح مواہب للزرقانی

(۸۹) صراط المستقیم للمجدد (۹۰) شرح صراط المستقیم للشيخ

(۹۱) مدارج النبوة له (۹۲) خمیس للديار بكری

(۹۳) اسعاف الراغبين للصبان (۹۴) روضة الاحباب

(۹۵) تاریخ ابن عساکر (۹۶) روض سہیلی

(۹۷) امتاع الاسماع للمقریزی

کتب عقائد و اصول و علوم شتی

(۹۸) فقہ اکبر للامام اعظم (۹۹) شرح المقاصد للعلامة الماتن

(۱۰۰) اصباہ تمييز الصحابة للامام ابن حجر

(۱۰۱) مسلك الحنفاء في والدى المصطفى صلى الله عليه وسلم للامام سيوطی

(۱۰۲) افضل القراء ام القرى للامام ابن حجر (۱۰۳) شرح شفاء لعلی القاری

(۱۰۴) نسیم الرياض للخفاجی (۱۰۵) حنفی شرح الهمزیه

(۱۰۶) مجمع البحار للفتنی (۱۰۷) فواتح الرحموت لبحر العلوم

(۱۰۸) التقریر و التحریر فی الاصول للعلامة ابن امیر الحاج (۱۰۹) نہایہ فی غریب الحديث لابن اثیر

(۱۱۰) شرح تنقیح الفصول فی الاصول کلاهما للقرانی (۱۱۱) ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی للحافظ المحب الطبری

تممیل

وہ کتابیں جن سے اس رسالہ میں مدد لی گئی:

(۱۱۲) شرح عقائد نسفی	(۱۱۳) شرح عقائد عضدی	(۱۱۴) سیرت ابن ہشام
(۱۱۵) اتقان فی علوم القرآن	(۱۱۶) میزان الاعتدال	(۱۱۷) تقریب التہذیب
(۱۱۸) تقریب امام نووی	(۱۱۹) تدریب امام سیوطی	(۱۲۰) مسلم الثبوت
(۱۲۱) درمختار	(۱۲۲) تاریخ الخلفاء	(۱۲۳) تحفہ اثناء عشریہ
(۱۲۴) صحیح ابن حبان	(۱۲۵) القاب شیرازی	(۱۲۶) استیعاب ابو عمر
(۱۲۷) معرفة الصحابة لابن نعیم	(۱۲۸) مسند الفردوس دیلی	
(۱۲۹) خادم الامام بدر الدین الزرکشی (۱۳۰) شعب الایمان للامام البیہقی		

ختم اللہ تعالیٰ لنا بالایمان والامان آمین آمین الحمد للہ علی الاختتام ونسأله حسن الختام۔	اللہ تعالیٰ ایمان اور امان کے ساتھ ہمارا ختم کرے، آمین۔ حسن اختتام رسالہ پر تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، اور ہم اللہ تعالیٰ سے حسن کاتمہ کا سوال کرتے ہیں، (ت)

پہلے یہ سوال بدایوں سے آیا تھا جواب میں ایک موجز رسالہ چند ورق کا لکھا اور اس کا نام معتبر الطالب فی شیون ابی طالب^{۱۳۹۲ھ} رکھا، اب کہ دوبارہ احمد آباد سے سوال آیا اور بعض علمائے بمبئی نے بھی اس بارہ میں توجہ خاص کا تقاضا فرمایا حسب حالت راہنہ و فرصت حاضرہ شرح و بسط کافی کو کام میں لایا اور اسے اس اجمال اول کی شرح بنایا نیز شرح مطالب و تسکین طالب میں بحمد اللہ تعالیٰ حافل و کامل پایا، لہذا شرح البطالب فی مبحث ابی طالب^{۱۳۹۲ھ} اس کا نام رکھا اور یہی اس کی تاریخ آغاز و انجام۔

والحمد للہ ولی الانعام و افضل	سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو انعام کا

الصلوة واكمل السلام على سيدنا محمد هادي الانام و على اله وصحبه الغر الكرام وعلينا بهم ولهم الى يوم القيامة ائمين يا ذا الجلال والاكرام. واللّٰهُ سُبْحَنَهُ وَ تَعَالَىٰ اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ جَلُّ مَجْدِهِ اَتَمُّ وَاحْكَمُ۔	مالک ہے، اور افضل درود و اکمل سلام ہو ہمارے آقا محمد مصطفیٰ پر جو کُل جہان کے ہادی ہیں، اور آپ کے روشن پیشانیوں والے اہل کرم آل و اصحاب پر اور انکے صدقے میں ہم پر اور اُن کے لیے یوم قیامت تک ہماری دعا قبول فرما اے بزرگی اور اکرام والے۔ اللہ سبحنہ و تعالیٰ خوب جانتا ہے، اور اس کا علم اتم اور مستحکم ہے۔ (ت)

۳۔ عبد المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ
بجہ المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری
عبد المصطفیٰ احمد رضا خاں

رسالہ

شرح المطالب فی مبحث ابی طالب

ختم ہوا

نوٹ

جلد ۲۹ "عقائد و کلام و دینیات" کے عنوان پر اختتام پذیر ہوئی۔
فتاویٰ رضویہ کی آخری جلد ۳۰ ان شاء اللہ تعالیٰ سیرت اور
فضائل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عنوان پر مشتمل ہوگی۔

ڈائمنڈ اردو بکس

پی ڈی ایف دنیا کا ایک منفرد اور الگ گروپ

- ✖ - ڈائمنڈ اردو بکس میں سب کا خیر مقدم کرتے ہیں
- ✖ - یہاں آپ کو ملے گا کتابوں کا خزانہ
- ✖ - پی ڈی ایف میں موجود ہر طرح کی کتاب آپ کی ڈیمانڈ کرنے پہ بھیج دی جائے گی
- ✖ - ماہانہ رسائل ، ڈائجسٹس ، ناولز ، اسلامی کتب ، درسی کتب ، تدریسی کتب کے علاوہ یہاں آپ کو ہر قسم کی پی ڈی ایف کتاب پڑھنے کو ملے گی
- ✖ - ٹیم ڈائمنڈ اردو بکس جن کا ایک ہی مشن ہے اور وہ کتابوں کی ترسیل ، ادب کی خدمت ، کتاب دوستی کی ترویج و اشاعت
- ✖ - ٹیم ڈائمنڈ اردو بکس نے آپ سب کی انٹرٹینمنٹ کے لیے بھی مختلف گروپس تشکیل دیئے ہیں جن میں شامل ہو کر آپ اپنی ادبی اور معلوماتی تسکین کو پورا کر سکتے ہیں
- ✖ - ہمارے تمام گروپس کی کوئی فیس نہیں ، تمام کتب اور مواد آپ کو پی ڈی ایف بھیجا جاتا ہے
- ✖ - قادیانی مرتد ، گستاخ انبیا ، گستاخ صحابہ و اہل بیت ، منکرین حدیث ، گستاخ اولیاء ہمارے گروپس سے دور رہیں ، معلوم پڑنے پر ریموو کر دیا جائے گا
- ✖ - واٹس ایپ گروپس کے علاوہ آپ ہمارے ٹیلی گرام کے گروپس کو بھی جوائن کر سکتے ہیں جہاں ایک لاکھ اسی ہزار کتابوں کا خزانہ محفوظ ہے بس ایک کلک کر کے آپ اپنی کتاب خود بھی ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں۔۔

ٹیم ڈائمنڈ اردو بکس کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔

جزاکم اللہ خیرا کثی؟

ڈائمنڈ اردو بکس ٹیم

شاہ زر خانج 03176699066

ایڈمنس cool 03415008107

گروپس میں شامل ہونے کے لیے ہمارے
ایڈمن پینل سے واٹس ایپ پہ رابطہ کیجیے

DIAMOND

URDU BOOKS

923176699066